NOT TO BE ISSU[ED]

إن الذي فرض عليك القرآن لرادك إلى معاد

بفضل و کرم ایزد منان عجب نامہ مرکزی فیکان عاقل وامداد رب جہاندار سعد زمان و فرخندہ آوان و میمنت دوران حسب فرمایش مطیعان آئمہ ذیشان المسمی بہ

تفسیر عمدۃ البیان

سنہ ۱۳۳۳ھ

من تالیفات حامی شرع سید الانس و الجان حافظ ثغور الایمان افتخار العلماء ممتاز الفضلاء مقبول بارگاہ لم یزلی جناب مولوی سید عمار علی صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہ

مطبع یوسفی دہلی باہتمام سید منیر حسن طبع شد

...ت مذہب حقّہ شیعہ مطبع یوسفی دہلی قائم شدہ سنہ ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۰ء بابت سنہ ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء

...ن الدلائل

...ران فضائل وافضلیت جناب امیر علیہ السلام کو دلائل واقوال وکتب اہلسنت والجماعت سے ساکت کیا گیا۔ تمام حوالہ کتب مخالفین کے ہیں خصوصاً عمر ابن خطاب

کی زبانی رسول اللہ کی وہ حدیث بیان کی گئی ہے جس میں حضرت نے فرمایا ہے کہ اگر اہل سموات والارضین کا ایمان ایک پلڑے میں رکھا جائے اور حضرت علی کا ایمان

ایک پلڑے میں ہو تو علی علیہ السلام کا پلہ گراں تر ہوگا۔ اسی طرح کی ہزارہا دلائل ہیں جن سے جناب امیر کی فضیلت سوائے رسول اللہ تمام انبیاء جن وانس پر ثابت ہے ۸/

ابواب المصائب — حضرت میرزا دبیر مرحوم کی نظم کا لوہا تمام عالم نے مانا ہے لیکن اس کتاب مصائب کو نثر میں تصنیف فرما کر مرحوم نے اپنی خداداد طاقت نثر کے بھی

جوہر دکھلائے ہیں۔ ہر مجلس قصہ جناب یوسف ویعقوب علیہم السلام سے شروع ہو کر واقعہ جناب یوسف ویعقوب کربلا علیہ السلام پر ختم ہوتی ہے ۹/

احکام النساء — اس رسالہ میں احکام مخصوصۂ زنان ومشترکہ مردوزن کو جناب شیخ مفید کے رسالہ سے جناب میر آغا صاحب قبلہ مجتہد العصر طاب ثراہ نے ترجمہ کیا ہے ۴/

ارجح المطالب سوانحعمری علی ابن ابی طالب — جناب امیر علیہ السلام کی یہ مکمل سوانح عمری مولوی عبید اللہ امرتسری اہلسنت کی تصنیف سے ہے لیکن حق یہ ہے کہ فضیلت وہی ہے جو غیر کی زبان سے

ظاہر ہو ہمارے خیال میں ایسی سوانحعمری اس وقت زبان اردو میں کوئی موجود نہیں انتہا یہ ہے کہ ہمارے علامہ حضرت شیخ عبد العلی صاحب کی وی

الطہرانی طاب ثراہ نے اس کتاب کی نسبت فرمایا ہے کہ "اس کے مطالعہ کو موکدات وظائف سے سمجھنا چاہئے" چند جلدیں باقی ہیں قیمت صرف چار روپیہ

اسباب النجات — جناب عالم وعامل، فاضل کامل مولانا مولوی فرزند علی صاحب قبلہ کی تمام عمر کی ریاضت کے مجربہ اعمال اور وظائف جو زیارات مقامات

مقدسہ کے سفر ایران وعراق میں علماء وفقراء بطریق اہل بیت علیہم السلام حاصل کر کے تجربہ کئے کل اعمال طرق وہدایات درج ہیں مجلد ۸/

استخارہ سجادیہ — یہ استخارہ امام چہارم سے منقول ہے جو چھپی تقطیع پر چھپایا گیا ہے، ایک پر عربی اور ایک پر ترجمہ ہے ہر محب امام کی جیب جو حضرمیں ہے خالی نہ رہنی چاہئے مجلد ۵/

اسنی المطالب — دو علمائے عادل سنیہ کی سہ تصنیف کا ترجمہ مولنا مولوی سید مقبول احمد صاحب مرحوم ومغفور نے اردو میں کیا ہے کتب قدیمہ سے ایمان ابوطالب کو ثابت کیا ہے ۸/

اشک غم — نہایت دردناک ۸ امیثیہ مرثیوں کو مستورات کی مجالس کے لئے ترتیب دیا گیا ہے جنہیں سوز اور تحت اللفظ دونوں کے مقبول مراثی ہیں ۱۰/

اعجاز داودی — مخالفین کی الہامی کتاب صاعقہ کرامہ میں جو بزدلانہ حملے جو خلافت جناب امیر پر کئے تھے منشی سید سجاد حسین صاحب مرحوم نے انکو دنداں شکن جوابدیا ہیں ۴/

آفتاب خلافت — مسئلہ خلافت وامامت کو منشی سید سجاد حسین صاحب مرحوم نے اس طرح بدلائل ختم کر دیا ہے کہ کسی کو مجال تکلم باقی نہ رہے قیمت صرف ۵/

الایمان — اصول دین۔ دلائل امامت، علامات وحالات قیامت برزخ وموت، توبہ گناہان، نیز چہاردہ معصومین مقدسین سوانحعمری پر مشتمل ہے ۴/

ام الائمہ — ڈپٹی نذیر احمد دہلوی علیہ ما علیہ نے اپنی ناپاک کتاب امہات الامۃ میں جناب سیدہ کی مقدس ذات پر رندانہ حملے کئے تھے انکا منہ توڑ جواب ۱۴/

انتخاب المراثی — تحت اللفظ خوانی کے نہایت مقبول اور مکمل ۶ مراثی کا مجموعہ جنمیں سے ایک جناب سیدہ کے حال میں مرثیہ ہی جس میں جنت وملائکہ سننے آتے ہیں ۵/

انوار الہدی — مفتی اعظم حنفیہ جناب مولنا مولوی شیخ احمد صاحب دیوبندی نے بتائید ربانی اپنی کتب سے مذہب حقہ وطریقہ شیعہ حاصل کر کے یہ کتاب لکھی ہے ۱۲/

آئینہ اسلام — ابتدائے اسلام سے شہادت امام حسین تک مشہور مشہور مقامات کو اس رسالہ میں درج کیا گیا ہے گویا دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے قیمت صرف ۶/

آیات محکمات — اس آیات بینات کا جواب ہے جو شیعوں کے رد میں بزعم ناقص نہایت طمطراق سے لکھی گئی تھی مگر آیات الہی کے ایک جھونکے نے اسکو غبار کر دیا ۷/

آیہ تطہیر — کتب فریقین سے ثابت کیا گیا ہے کہ آیہ تطہیر صرف پنجتن پاک کی شان میں نازل ہوئی ہے رسول اللہ کے سرے... رسالہ اردو زبان میں ہے ۵/

بزم ماتم — حضرت انیس ودبیر ومونس وعشق وغیرہم جیسے شاعران مقبول درگاہ حسینی کی تصنیف سے کئی سو منتخب سلام سوز وتحت اللفظ درج ہیں ۱۲/

بشارت احمدی — ایک فاضل سنی نے کتب ہنود سے رسالتمآب کی تصدیق نبوت اور مہادیو جی کی زبانی تصدیق شہادت مظلوم کربلا کی پیشگوئیاں ثابت کی ہیں ۹/

بوئے خلد — اردو اور فارسی کے وہ مناقب جمع کئے گئے ہیں جو حل مشکل کے لئے کلید قفل حاجات ہیں انکا ورد رکھنے والا بوئے خلد انشاء اللہ سونگھے گا قیمت ۳/

هذا كتاب الله هدى وموعظة للمتقين

بفضل وکرم ایزد منان و عنایت ... امر کن فکان اجازت و ارادہ ... فرخندہ آوان المسمی بہ

١٣٤٢

تفسیر غایة البیان
جلد [illegible]

من تالیفات حامی شرع سید الانس والجان حافظ النور الایمان افتخار العلما ممتاز الفضلا مقبول بارگاہ لم یزلی جناب مولوی ...

در مطبع یوسفی دہلی باہتمام ... طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر واجب ہی خدائے پاک کا — جسنے بخشیں نعمتیں بے انتہا
پہلے وہ لایا عدم سے ہمکو یاں — خاک کے پتلے میں ڈالکے جاں
پھر کیا نطفہ سے پیدا ہر بشر — بخش کر پاکیزہ شکل اور خوبتر
پھر دئے اُس نے ہمیں عقل و حواس — تاکہ ہم ہوجائیں نیک و بد شناس
پھر ہدایت کے لئے بھیجا رسول — اور ہوا قرآن کا اسپر نزول
تاکہ راہِ حق سے وہ واقف کرے — سبکو خوشخبری دے اور خائف کرے
دیوے جنت کی بشارت نیک کو — بدکو دوزخ سے ڈرانیوالا ہو
اور بڑی نعمت سنو قرآن ہی — جو سبھوں کا ہادیِ ایمان ہی
پیروی اسکی کرے جو نیکذات — داخل جنت ہو وہ پاکر نجات
ایسے اُسکے سینکڑوں احسان ہیں — شکر کس کس کا کریں حیران ہیں

اس صورت میں اپنا عجز بیان کرنا اداے شکر نعمت ہے یہی شکر اس کا ہے ورنہ کس میں قدرت ہے کہ اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرسکے اور اسکے اوصاف کو بیان کرے اور درود و سلام حد سے سوا اور رحمت بے انتہا بادشاہِ ہر دوسرا سرورِ انبیا سیدِ اتقیا مالک یثرب و بطحی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ پر کہ جو خاتم انبیا ہے اور بعد اسکے کوئی پیغمبر نہوگا اور اُسکا دین قیامت تک باقی رہیگا تو تعریف سید المرسلین کی کب کسی سے ہوسکتی ہے کہ خداتعالے خود اسکا مداح ہی

محمد خاص بندہ ہی خدا کا — کہ جو سردار ہے کل انبیا کا
اسی کے خلق سے ہی خلق عالم — اور اس کا نور ہے سب پر مقدم
نہ وہ ہوتا تو رہتی خلق معدوم — اُسیکے دم سے ہے دنیا میں دھوم
وہ سب خلقت سے ہی اعلی و افضل — اور اُس کا دین سب دینوں سے اکمل
کیا اسلام کو دنیا میں قائم — یہی رہتا تھا اسکا شغل دائم
بنائے شرک ہی اسنے اکھاڑی — اُسی نے کفر کی بستی اُجاڑی
بتوں سے کردیا کعبہ کو خالی — حرم میں دینِ حق کی دھوم ڈالی
خدا کی راہ میں آزار پائے — ستمگاروں سے کیا کیا دکھ اُٹھائے
مگر شکوہ سے نا واقف دہاں تھا — دعائے خیر ہی وردِ زباں تھا

ہزاراں تحفہ اور سلام اسکی آلِ پاک پر کہ وہ دوازدہ امام علیہم السلام ہیں اور فضائل اور اوصاف انکے بھی مثل فضائل اور اوصاف رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے ہیں کہ یہ سب فرع اور شاخیں اسی اصل کی ہیں

نبی کے بعد یہ مولی ہیں سب کے — مقرب ہیں یہ سب درگاہِ رب کے
یہی سب ہادیِ دینِ خدا ہیں — یہی سب جانشینِ مصطفی ہیں
انہیں کا دین ہی دینِ پیمبر — جو باہر اسسے ہی وہ حق سے باہر
یہی ہیں جانتے قرآن کے اسرار — رفیق انکا ہی وہ یہ انکے ہیں یار
جدا ہوگا نہ انمیں سے کسی سے — ملیں جبتک نہ کوثر پر نبی سے
نبی سے پایا ہے سینہ بسینہ — نجاتِ مومنین کا ہے سفینہ

کواکب کے ہیں جیسے برج بارہ
بنی ہے اصل اور یہ فرع اسکی
اطاعت انکی ہی قرآں میں ہے تم
امامت ختم ہی مہدیؑ ہیں پر
کہ جیسے ابر میں سورج نہاں ہے
الٰہی پیروی ان کی عطا کر

یہ ایسے علم کے ہیں درج بارہ
ہوئی ہی انسے جاری شرع اسکی
یہی ہیں سب اولوالامر اور معصوم
نبوت جیسے ختم المرسلیں پر
اُنکے نور سے روشن جہاں ہے
اور انکے حب کو ہر دل میں جا کر

یہ واقف گھر سے ہیں چودہ طبق کے
ہوا ہے انسے روشن دینِ منصور
مخالف انکا ہی بیدین و جاہل
وہ گو غائب ہے نظروں سے ہماری
ظہور اپنا کریگا جب وہ مستور
قیامت تک نہ چھوٹے ساتھ انکا

یہ بارہ در ہیں شہر علم حق کے
یہ سب آپس میں ہیں نور علی نور
اور انکے غیر کے ہیں حکم باطل
مگر ہے فیض اسکا ہمیشہ جاری
کرے گا عدل سے دنیا کو معمور
جماعت میں ہو انکے حشر میرا

اور بعد حمد و صلوٰۃ کے گذارش کرتا ہے خدمت میں مومنین کے خاکسار عمار علی رہنے والا سونی پت ضلع شاہجہاں آباد کا کہ بعضے مومنینِ دیندار نے اس عاصی کے پاس خطوط روانہ کرکے درخواست کی کہ تفسیر قرآن شریف کی زبانِ اردو میں کہ جس سے عام لوگوں کو فائدہ ہو اب تک کسی نے تحریر نہیں فرمائی ہے اور اگر کسی نے کچھ لکھا ہے تو بطور حاشیہ کے لکھا ہے اور ہر آیت کے معنی کو حل نہیں کیا ہے اور نہ ہر آیت کی تفسیر لکھی ہے اب کوئی ایسی تفسیر مرقوم ہو کہ جس میں سب آیات کا حل ہو اور شان اور سبب نزول ہر آیت کا اور قصہ جو کہ اُس سے متعلق ہے تفصیل سے ہو اور اختلافِ قرأت اور ترکیب نحوی بھی موافق ضرورت کے اس میں مذکور ہو اس واسطے اس خاکسار نے حکم مومنین کو بسر و چشم قبول کرکے باوجود قلتِ سامان اور کثرتِ افکار کے لکھنا تفسیر کا شروع کیا اور موافق ان کے مقصود کے مثل اور تفسیروں عربی اور فارسی کے اس تفسیر کو تحریر کیا کہ ہر آیت کی تفسیر لکھی اور شانِ نزولِ آیت اور قصہ قرأت اور ترکیب نحوی حسب ضرورت سب کو اس تفسیر میں درج کیا اور اثبات مذہبِ حق اور جواب مخالفین میں بہت تفصیل کی کہ مثل اس تفسیر کے اور تفسیروں میں کم ہوگا اور واسطے ثابت کرنے مذہبِ حق کے اگر ادنیٰ اشارہ بھی کسی آیت میں پایا ہے تو وہیں اُس کو ذکر کر دیا ہے اور وعظ اور پند میں احادیث رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آئمہ ہدیٰ سے اس تفسیر کو مزین کیا ہے اور نہایت آسان عبارت میں اس تفسیر کو لکھا ہے کہ جس کو تھوڑا سا خواندہ آدمی بھی پڑھ کر سمجھ ہوئے اور نام اس کا **عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن** رکھا ہے اور آدمی جو سہو اور نسیان سے خالی نہیں ہوتا ہے اس واسطے برادران ایمانی کی خدمت میں درخواست یہ ہے کہ اگر اس تفسیر کی تحریر میں اس عاصی سے کوئی خطا واقع ہوئی ہو یا خلافِ محاورہ زبان اردو کے کوئی لفظ تحریر میں آیا ہو تو اس کو معاف فرمائیں اور اس گنہگار کو ایسی خطا پر ملامت نہ کریں کہ خطا سے کوئی بشر خالی نہیں ہے، اور دعا پروردگار عالمین سے یہ ہے کہ مومنین کو اس تفسیر سے فائدہ بخشے اور اجر اسکا اس خاکسار کو اور اس خاکسار کے والدین کو عطا کرے وما توفیقی الا باللہ وھو نعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر اور اس میں تین مقدمے ہیں۔

مقدمہ پہلا قرآن شریف کے نازل ہونے کے بیان میں منقول ہے کہ قرآن تمام اور کل ماہ رمضان میں شبِ قدر کو بیت المعمور میں نازل ہوا تھا اور بعد اس کے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر سورت سورت اور آیت آیت نازل ہوئی تھی تیئیس برس کے عرصہ میں حضرت پر تمام قرآن نازل ہوا ہے اور اُس میں ایکسو اور چودہ سورتیں ہیں لیکن ہمارے نزدیک والضحیٰ اور الم نشرح ایک سورت ہی اور الم ترکیف اور لایلاف دونو ایک سورت ہے اور کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں۔ اور زمخشری نے تفصیل میں ان آیتوں کے لکھا ہے کہ ایک ہزار آیتیں قصص میں ہیں اور ایکہزار مثلوں میں اور ایک ہزار وعدہ میں اور ایکہزار وعید میں اور ایکہزار امر میں اور ایکہزار نہی میں اور پانسو حلال و حرام میں اور ایکسو ادعیہ میں اور چھیاسٹھ ناسخ و منسوخ میں اور جو قرآن کہ خدا کیجانب سے رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوا ہے وہ بھی قرآن ہے جو کہ اس زمانہ میں موجود ہے اور اُس میں کسی نے اپنی طرف سے کچھ زیادہ نہیں کر دیا ہے اور اگر کوئی زیادہ کرتا تو اسی وقت معلوم ہو جاتا اس واسطے کہ کلام خدا کے مثل آدمی کا کلام نہیں ہو سکتا دیکھو عبارت عربی میں اگر کوئی آیت کلام اللہ کی داخل ہو تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ کلام اللہ کی آیت ہے اور عبارت عربی میں آیت ایسی روشن ہوتی ہے کہ جیسے پتھروں میں کوئی ٹکڑا جواہر کا پڑا ہو روشن ہو کا

اور جیسے کہ کلام اللہ میں کوئی زیادہ آیت کسی آدمی کی داخل کی ہوئی نہیں ہے ایسے ہی اس کلام اللہ میں ویسا نقصان بھی نہیں ہے کہ جس سے وہ محرف بگڑے اور درجہ حجت سے ساقط ہو جائے ہاں بعضی روایات سنی اور شیعہ کی قرآن شریف کے کم ہو جانے پر دلالت کرتی ہیں لیکن جو کہ وہ تیں اخبار احاد سے ہیں یقین اسکا نہیں ہو سکتا اور کلام اللہ جو کہ قرآن ہے وہ یہی ہے نہ کم ہے اس سے نہ زیادہ نعوذ باللہ اسمیں تحریف ہے البتہ اس قدر فرق ہے اس میں کہ جو سورت نازل ہونے میں مقدم تھی اسکو مُوخر کر دیا ہے اور موخر کو مقدم کر دیا ہے، اور یہی مذہب ہمارے علما محققین کا ہے اور قاریوں نے جو چند آیات کے الفاظ میں باہم اختلاف کیا ہے وہ اختلاف اُن کا الفاظ میں ہے کہ کسی نے مالک پڑھا ہے اور کسی نے ملک پڑھا ہے اور کسی نے نعلم متکلم کا صیغہ پڑھا ہے اور ضمیر متکلم کی اس میں خدا کے واسطے ہے اور کسی نے اسکو یعلم غائب کا صیغہ پڑھا ہے اور ضمیر اس کی طرف خدا کے پھیری ہے لیکن مقصود دونو قراتوں سے ایک ہے اسکو تحریف اور تغیر نہیں کہتے ہیں **دوسرا مقدمہ** قرآن کی تلاوت کے آداب کے بیان میں۔ چاہیئے کہ تلاوت کرنے والا وقت تلاوت قرآن کے وضو سے ہو اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور قرآن کو کسی بلند چیز پر مثل رحل وغیرہ کے رکھے اور پڑھنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے اور خشوع اور خضوع سے پڑھے اور اسکے معنی میں تفکر و تامل کرے اور جس وقت جنت کا ذکر آوے تو خدا تعالیٰ سے اسکو طلب کرے اور اگر دوزخ کا ذکر آوے تو اُس سے پناہ مانگے اور موافق قراتِ مشہورہ کے پڑھے اور حرفوں کو اُن کے مخرجوں سے ادا کرے اور بہت جلد نہ پڑھے اور نہ حرفوں میں بہت فاصلہ کر کے پڑھے اور ایسا جانے کہ گویا خدا کو دیکھتا ہے اور ایسا نہ ہو سکے تو جانے کہ خدا مجھ کو دیکھتا ہے، اور حلال و حرام کا حکم کرتا ہے اور آواز خوش بنا کر اور حزن و گریہ سے پڑھے اور منقول ہے کہ جس وقت امام زین العابدین علیہ السلام قرآن کو پڑھتے تھے تو راہ گیر سننے کے واسطے کھڑے ہو جاتے تھے اور اُنکی آوازِ خوش کو سنکر بعضے بیہوش ہو جاتے تھے پس چاہیئے کہ پڑھنے والا آوازِ خوش سے قرآن کو پڑھے لیکن جو راگ شرع میں حرام ہے اس میں قرآن کو نہ پڑھے۔ اور منقول ہے کہ ہر چیز کے واسطے ایک زیور ہے اور زیور قرآن کا آوازِ خوش ہے اور قرآن کے حفظ کرنیکا بہت ثواب ہے لیکن حفظ پڑھنے سے دیکھ کر پڑھنے کا بہت ثواب ہے اس واسطے کہ قرآن کی طرف نظر کرنی بھی عبادت ہے اور اس طرح آواز کو بنا کر نہ پڑھے کہ اسکے حروف اور اعراب میں ایسا فرق ہو جائے کہ وہ اپنے احوال پر باقی نہ رہیں اور قرآن کو بہت صحیح کر کے پڑھے اور اگر اسمیں غلطی ہو تو قرآن صحیح سے اُسکا مقابلہ کر کے اسکو صحیح کر لیوے اور کاہلی اسمیں نکرے اور بے وضو بھی ہر چند قرآن کو پڑھ سکتے ہیں لیکن بے وضو اس کے حرفوں کو مس نہ کرے کہ حرام ہے اور حالتِ جنابت و حیض و نفاس میں سات آیتوں سے زیادہ نہ پڑھے اور نہ اسکے حرفوں کو مس کرے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے گھروں کو قرآن کے پڑھنے سے روشن کرو تم اور تاریک مت کرو اُن کو قرآن کی تلاوت کے ترک کرنے سے جیسے کہ طریقہ یہود و نصاریٰ کا ہے کہ نمازوں کو اپنی مسجدوں میں پڑھتے ہیں اور اپنے گھروں کو معطل چھوڑتے ہیں اور جو کوئی اپنے گھر میں قرآن کی تلاوت کرے تو خیر اور برکت اس گھر میں کثرت سے ہوتی ہے اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس وقت کوئی مسلمان اپنے گھر میں قرآن کی تلاوت کرتا ہے باشندے آسمان کے اسکو آسمیں دکھلاتے ہیں جیسے کہ باشندے زمین کے ستارے روشن کو آسمین دکھلاتے ہیں اور انس نے رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اہل قرآن جو کہ پڑھنے والے اس کے ہیں وہ خدا کے لوگ اور مخصوص اور مقرب اسکی درگاہ کے ہیں اور بہتر عبادت جو کہ بندہ کرتا ہے وہ پڑھنا قرآن کا ہے اور فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ پڑھنا قرآن کا افضل ہے ذکر سے اور ذکر افضل ہے صدقہ سے اور صدقہ افضل ہے روزہ سے اور روزہ سپر ہے آتش دوزخ سے **مقدمہ تیسرا** تلاوتِ قرآن کے ثواب کے بیان میں۔ واضح ہو کہ تلاوتِ قرآن شریف میں اس قدر اجر اور ثواب ہے کہ اگر بعد ادائے واجبات فقط تلاوتِ قرآن میں مومن مشغول ہو تو واسطے حصول نجات اور ترقی درجات عالیات کے کفایت کرتا ہے۔ اور فضیلتِ تلاوتِ قرآن میں بہت حدیثیں منقول ہیں لیکن میں چند حدیث کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں جامع الاخبار میں لکھا ہے کہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سلمانؓ سے کہ اے سلمانؓ تجھ کو قرآن کی تلاوت کرنی چاہیئے اس واسطے کہ پڑھنا قرآن کا کفارہ ہے گناہوں کا اور پردہ ہے آتش دوزخ سے اور امان ہے عذاب سے اور جو کوئی

سرد ہو گئی اور ابراہیم کو خلیل اپنا کیا چنانچہ فرمایا کہ واتخذ اللہ ابراهیم خلیلا اور یوسف علیہ السلام نے درگاہ خدا میں مناجات کی اس طرح سے کہ کہا معاذ اللہ حق تعالیٰ نے اسکو عورتوں کے مکر سے محفوظ رکھا چنانچہ فرمایا کہ کذلک لنصرف عنه السوء والفحشاء اور موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے مناجات کی کہ انی عذت بربی وربکم ان ترجمون خدائے تعالیٰ نے اس کا نام کلیم رکھا اور فرمایا وکلم اللہ موسیٰ تکلیما اور ساور مریم نے کہا کہ انی اعیذها بک وذریتها من الشیطان الرجیم حق تعالیٰ نے مریم کو قبول کیا اور فرمایا کہ فتقبلها ربها بقبول حسن اور مریم علیہا السلام نے جس وقت کہا کہ انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا خدائے تعالیٰ نے اسکو عیسیٰ بخشا اور واسطے دفع تہمت کے اسکو روح اللہ فرمایا کہ اس نے پیدا ہوتے ہی کہا کہ انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا اور سید المرسلین نے جس وقت کہا کہ اعوذ بک من همزات الشیاطین اعوذ بک رب ان یحضرون حق تعالیٰ نے اُن حضرت کو مقام قرب میں پہنچایا اور حق میں ان کے فرمایا کہ ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی اور تمام مخلوقات کا ان کو پیشوا کیا اور فرمایا کہ وما ارسلناک الا کافة للناس اور اُن حضرت کو رحمة للعالمین کیا چنانچہ فرمایا کہ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین اور منصب شفاعت نامزد حضرت کے کیا چنانچہ فرمایا کہ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا اور اس استعاذہ کی جہت سے اُن حضرت کی اولاد طاہرین کو آئمہ معصومین کیا اور حق میں اُن کے فرمایا کہ انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا پس بندے کو چاہیے کہ استعاذہ کرتا رہے تاکہ تمام رضائے خدا میں پہنچکر مقرب درگاہ الٰہی کا ہو اور منقول ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ جو کوئی صبح کے وقت تین بار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے اور تین آیتیں سورۂ حشر کی آخر میں سے اُس کے ہمراہ کہے حق تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اسپر موکل کرے کہ رات تک اُسپر صلواۃ بھیجیں اور اگر وہ اس روز مرجائے تو شہید مرا ہو اور اگر شام کے وقت ان کلموں کو پڑھے تو یہی ثواب پائے اور منقول ہے کہ ابلیس لعین تمام عمر میں چار مرتبہ مضطرب اور بیتاب ہوا ہے اور نالہ وفغاں اُسنے کیا ہے اول تو جس وقت طوق لعنت کا اُس کی گردن میں پڑا ہے اور دوسرے جس وقت کہ اسکو بہشت سے نکالا ہے اور تیسرے جس وقت کہ جناب رسولخدا پیغمبر ہوئے ہیں اور چوتھے جس وقت سورۂ حمد نازل فرمایا ہے اور اسی واسطے اُس کے وسوسہ سے محفوظ رہنے کے واسطے قرآن کے شروع کرنے سے پہلے حکم استعاذہ کا ہوا اور سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے پہلے استعاذہ کا ذکر ہوا سورہ الحمد یہ سورہ مکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ سورہ دو مرتبہ نازل ہوا ہے ایک مرتبہ مکہ میں اور ایک مرتبہ مدینہ میں اور اس سورہ میں سات آیتیں ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سورہ کے نام دس ہیں فاتحة الکتاب یہ نام اس واسطے ہوا کہ سب سے پہلے یہ سورہ قرآن میں لکھا جاتا ہے اور نماز میں اول یہی سورہ پڑھا جاتا ہے سورۂ الحمد یہ نام اس واسطے ہوا ہے کہ اسمیں ذکر حمد کا ہے ام الکتاب یہ نام اس واسطے رکھا کہ یہ اصل ہے قرآن کی اور ام اصل کو کہتے ہیں اور یہ اصل قرآن کی اس واسطے ہے کہ جو کچھ سب سورتوں میں ہے وہ اسمیں ہے اسواسطے کہ اس میں ذکر خدا کے رب ہونے کا اور بندوں کے عبد ہونے کا اور یہی مقصود ہے تمام قرآن سے سورة السبع یہ نام اس کا اس واسطے ہے کہ اسمیں سات آیتیں ہیں اور سبع سات کو کہتے ہیں سورة المثانی یہ نام اس کا اس واسطے ہے کہ یہ سورہ نماز میں دو مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور یا یہ کہ دو مرتبہ نازل ہوئی ہے اس واسطے اسکو مثانی کہتے ہیں یہ پانچ نام تو اسکے دس ناموں سے مشہور ہیں اور بعضے پانچ اور بیان کرتے ہیں وافیہ یہ نام اس واسطے ہوا کہ نماز میں یہ سورت پوری پڑھی جاتی ہے کافیہ یہ نام اس واسطے ہوا کہ نماز میں یہ سورت کفایت کرتی ہے اور سوائے اسکے اور سورت تنہا کفایت نہیں کرسکتی سورة الاساس یہ نام اس کا اس واسطے ہوا کہ یہ سورت اساس قرآن کی ہے سورة الشفا یہ نام اسکا اس واسطے ہوا کہ یہ سورت شفا ہے ہر بیماری سے سورة الصلوٰة یہ نام اسکا اسواسطے ہوا کہ ہر نماز میں یہ سورت پڑھی جاتی ہے یہ دس نام ہیں اس سورت کے اور رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ ام الکتاب سب سورتوں سے افضل ہے اور شفا ہے ہر مرض سے مگر موت سے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس کو حمد سے شفا نہیں ہوتی اسکو کسی چیز سے شفا نہیں ہوتی اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر ستر مرتبہ حمد کو مردہ پر پڑھیں اور روح اسکی بدن میں اسکے داخل ہووے تو کچھ تعجب نہیں ہے اور اسی واسطے بیمار پر ستر مرتبہ پڑھنے کا حکم ہے اور سات مرتبہ بھی پڑھتے ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ سورت عرش کے خزانوں میں سے ہے اور

افسوں ہے تمام گزندوں اور درندوں کا اور ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ ہمراہ ایک جماعت مسافروں کے گذر میرا قبیلہ عرب میں ہوا ایک شخص کو ان میں سے سانپ نے کاٹا تھا اور علاج اس کا وہ نہیں جانتے تھے ہم سے علاج اس کا اُنھوں نے طلب کیا اور گلہ گوسفند کے دینے کا وعدہ کیا ایک شخص نے ہم میں سے اُس کے بدن پر ہاتھ رکھ کر الحمد کو پڑھا اُسی وقت وہ شخص اچھا ہو گیا اور گلہ گوسفندوں کا اس نے ہمکو دیا اور ابوذرؒ نے روایت کی ہے کہ سورۂ فاتحہ کو میں رسولخدا صلعم کے پاس پڑھتا تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی جسنے مجھ کو بحق و راستی خلقت پر بھیجا ہے کہ خدا تعالےٰ نے مثل اس سورت کے توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن میں نازل نہیں کیا ہے جو کوئی اسکو پڑھے تمام مقصود اسکے دینا اور آخرت کے روا ہوں اور اُبیّ بن کعب نے روایت کی ہے کہ جو کوئی سورۂ فاتحہ کو پڑھے ثواب دو تہائی قرآن کا واسطے اسکے لکھیں اور دوسری روایت میں ہے کہ ثواب تمام قرآن کا اسکو دیں اور ثواب اسکا کہ جس نے کل مومنین کو صدقہ دیا ہو اور امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے ہمارے پیغمبر کو سب پیغمبروں سے برگزیدہ کیا ہے اور اسکو سورۂ فاتحہ عطا کرکے مکرم اور مشرف کیا ہے اور کسی پیغمبر کو اس شرافت اور بزرگواری میں شریک اُس کا نہیں کیا ہے مگر سلیمان کو کہ اس کو تمام اس سورۃ میں سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بخشا ہے۔ چنانچہ بلقیس کی زبان سے اس کی خبر دی انی القی الی کتاب کریم وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پس جو کوئی اس سورت کو پڑھے حق تعالےٰ ہر حرف کے پڑھنے میں وہ حسنہ عطا کرے کہ تمام دنیا سے بہتر ہو اور حذیفہ نے روایت کی ہے کہ ایک قوم پر نازل ہونا عذاب کا واجب ہو گیا تھا اور ایک لڑکے نے اُس قوم کے مکتب میں الحمد للہ رب العالمین پڑھا خدائے تعالےٰ نے اس کی برکت سے چالیس برس تک عذاب کو ان سے دفع رکھا۔ اور ابن عباس سے روایت ہے فرمایا کہ میں رسولخدا صلعم کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک فرشتہ حضرتؐ پر نازل ہوا اور کہا اُس نے کہ بشارت ہو تجھ کو اے محمد صلعم کہ دو چیز تجھ کو ایسی دی ہیں کہ وہ کسی اور پیغمبر کو نہیں دی ہیں اور وہ سورۃ الحمد ہے اور آخر سورہ بقر کا اور کوئی حرف ان دونوں میں سے تو نہ پڑھے مگر کہ دیا جائے جو کچھ کہ خدائے تعالےٰ سے تو نے طلب کیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ خدائے تعالےٰ نے ایک سو اور چار کتابیں آسمان سے نازل کی ہیں اور ان سب میں سے توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن کو برگزیدہ کیا ہے اور ان چار میں سے قرآن کو برگزیدہ کیا ہے۔ اور علوم تمام کتابوں کے اس میں جمع کئے ہیں اور ثواب اور نجات دینا و آخرت کے اس میں مندرج کئے ہیں اور بعد اس کے تمام علوم اور برکات قرآن کو اور ثواب تلاوت کو جمع کیا اور مفصل سورتوں میں کہ وہ سورہ محمد سے آخر تک ہیں اُن میں رکھا اور بعد میں اُن کے سورۂ فاتحہ کو پسند کیا اور تمام وہ علوم اور برکتیں اور ثواب تلاوت اس میں جمع کیا پس جو کوئی کہ سورۃ فاتحہ پڑھے ایسا ہو کہ اسنے خدا کی ہر چار کتابوں کو پڑھا ہو اور جو کوئی اسکے معنی کو پہنچے ایسا ہو کہ وہ ان سب کتابوں کے معنی کو پہنچا ہو اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہ اگر میں تمام معانی اور حقائق سورہ حمد کو لکھوں تو ستر اونٹ اس سے پُر بار کروں اور ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اول شب سے نماز صبح کے وقت تک تفسیر سورۃ حمد کی میرے واسطے کہتے تھے اور ہنوز بائے بسم اللہ کی تفسیر تمام نہوئی تھی اور فرمایا کہ میں وہ نقطہ ہوں کہ جو نیچے باء کے ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں میں یا پڑھتا ہوں میں یا ابتدا کرتا ہوں میں ساتھ نام خدا کے کہ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے مذہب حق یہ ہے کہ بسم اللہ ایک جزو اور ایک آیت ہی سورہ حمد میں سے اور ایسے ہی سب سورتوں کا وہ جزو ہے پس جو شخص کہ ترک کرے اسکو نماز میں عمداً تو نماز اس کی باطل ہو جائے گی خواہ نماز واجب ہو خواہ نماز سنت ہو اور صلوٰۃ جہریہ میں یعنی نماز صبح اور مغرب اور عشا میں آواز سے پڑھنا اس کا واجب ہے اور صلوٰۃ خفایہ میں جو نمازیں کہ آہستہ پڑھی جاتی ہیں ان میں آواز سے پڑھنا اس کا سنت ہے نماز واجب ہو یا سنت ہو بلکہ مومنین کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ بسم اللہ کو نماز میں آواز سے پڑھیں اگرچہ آہستہ پڑھنے کی نماز ہو

اور اوّل میں بسم اللہ لانے سے اشارہ طرف اس امر کی ہے کہ ہر کتاب کے اوّل اور شروع میں بسم اللہ لانی چاہئے اس واسطے کہ جو کلام شروع بسم اللہ نہیں تو وہ کلام ابتر ہو جاتا ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ ترک کرو تم بسم اللہ کو اگرچہ بعد اُس کے ایک شعر ہی ہو اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سرقہ کیا لوگوں نے اُس آیت کا کہ جو تمام قرآن میں زیادہ بزرگ اور سزاوار ہے لانا اُسکا وقت شروع ہر امر چھوٹے اور بڑے کے تاکہ برکت ہو اس امر میں اور حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ وہ لائق اُس کے ہے کہ آواز سے پڑھی جائے اور وہ وہ آیت ہے کہ فرمایا ہے خدا نے اس کے مقدمہ میں واذا ذکرت ربک فی القرآن وحدہ ولوا علیٰ ادبارھم نفورا اور تفسیر امام علیہ السلام میں لکھا ہے کہ جو کوئی ترک کرے اُسکو ہمارے شیعومنیں سے تو آزمائیگا اسکو خدا مکروہ کو ساتھ تاکہ متنبہ ہو شکر کرنے پر اور جو کچھ اُس سے اُسکے ترک کرنے میں تقصیر ہوئی ہے اسکو مٹا دے اور فرمایا ہے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسوقت کوئی بندہ کہتا ہے بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ایکمرتبہ تو رضوان داروغہ بہشت کو خطاب ہوتا ہے خدا کی طرف سے کہ اے رضوان بنا تو بسم اللہ کہنے والے کے واسطے ہزار شہر یاقوتِ سرخ کے کہ ہر شہر میں ہزار محل ہوں اور ہر محل میں ہزار خانہ ہوں اور ہر خانہ کے ہزار دروازے ہوں واسطے اس شخص کے کہ جو میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کی پیروی کرتا ہے اور انکے دامن کو پکڑے ہوئے ہے اور فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی کہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو خدائے تعالےٰ واسطے اس کے بہشت میں ستر ہزار محل بناتا ہے یاقوتِ سرخ کے کہ ہر محل میں ستر ہزار خانہ ہوں موتی سفید کے اور ہر خانہ میں ستر ہزار تخت ہوں زبرجد سبز کے اور ہر تخت پر ستر ہزار فرش ہوں سندس اور استبرق کے اور ہر فرش پر ایک حور العین ہو کہ جس کے ستر ہزار گیسو ہوں آراستہ کئے ہوئے موتیوں اور یاقوتوں سے اور اس حور کے رخسارہ راست پر لکھا ہو محمد رسول اللہ اور رخسارہ چپ پر لکھا ہوا ہو علیؑ ولی اللہ اور اس کی پیشانی پر الحسنؑ ہو اور اُس کی گردن پر الحسینؑ ہو اور اس کے لبوں پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہو اور فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت ملا لڑکے کو کہتا ہے کہ کہہ تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پس کہتا ہے وہ لڑکا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو لکھتا ہے خدا بیزاری واسطے اس کے آتش دوزخ سے اور اس لڑکے کے والدین کے واسطے اور اسکے معلم کے واسطے اور منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ایک مُردے کی قبر پر سے گذرے اور دیکھا کہ ملائکہ عذاب اسکو کرتے ہیں یہ دیکھ کر وہاں سے آگے چلے گئے اور کچھ کلام نہ کیا اور ایک مقام پر پہنچے جب وہاں سے واپس ہوئے تو پھر اس قبر پر آئے اور اُس قبر کو دیکھا کہ بہت راحت میں ہے اور ملائکہ رحمت اسکے قبر پر نور کے طبق لاتے ہیں حضرت عیسیٰؑ کو یہ امر دیکھ کر بہت تعجب ہوا اور اپنے پروردگار سے سبب اس کا پوچھا وحی آئی کہ اے عیسیٰ یہ بندہ میرا بہت گناہ کرتا تھا اور جس وقت مر گیا تو اس نے اپنی زوجہ حاملہ بعد اپنے چھوڑی جس وقت اُس کے بیٹا پیدا ہوا اور پڑھنے کی عمر کو وہ پہنچا تو اس کو پڑھنے کے واسطے معلم کے پاس بھیجا معلم نے اسکو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تعلیم کیا پس مجھ کو شرم آتی ہے اے عیسیٰ کہ میں اپنے بندے کو قبر میں عذاب کروں اور بیٹا اس کا میرا نام لیتا ہو اور فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص ارادہ کرے کہ خدائے تعالےٰ اسکو نجات دے عذاب کے انیس ۱۹ فرشتوں سے جو کہ دوزخ میں واسطے عذاب کرنے کے متعین ہیں پس چاہئے کہ پڑھے وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس واسطے کہ بسم اللہ کے بھی انیس ۱۹ حرف ہیں تاکہ کر دے خدا ہر حرف کو سپر ہر ایک فرشتے سے اور روایت ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں وقت شب معراج مجھ کو آسمانوں پر لے گئے تو میں نے چار نہریں دیکھیں پانی اور دودھ اور شہد اور شراب طہور کی جبرئیل سے میں نے پوچھا کہ یہ نہریں کہاں سے آتی ہیں کہا کہ مجکو حکم ہے کہ ان نہروں کے منبع پر تم کو پہنچا دوں حضرت نے فرمایا کہ میں جبرئیل کے ہمراہ ہو لیا یہاں تک کہ ایک قبہ پر پہنچے کہ دروازہ اُس کا مقفل تھا مجھ سے جبرئیل نے کہا کہ یا رسولخدا اپنی انگلی سے اسکے قفل کی طرف اشارہ کرو تاکہ یہ قفل کھل جائے میں نے اشارہ کیا تو وہ قفل کھل کر گر پڑا اور میں اس قبہ میں داخل ہوا اور اس کے اندر ایک ستون کھڑا ہوا دیکھا کہ اُس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا ہے اور دیکھا میں نے کہ پانی کی نہر بسم اللہ کے میم کے حلقہ میں سے جاری ہے اور دودھ کی نہر اللہ کے

حلقہ میں سے جاری ہے اور شہد کی نہر رحمٰن کے میم کے حلقہ میں سے جاری ہے اور شراب کی نہر رحیم کے میم کے حلقہ میں سے جاری ہے اور بسم اللہ کی یا پر مینے لکھا ہوا دیکھا کہ جو کوئی پڑھے دنیا میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو داخل کروں گا اسکو میں اُس قبہ میں اور یہ چاروں نہریں اسکو دونگا اور وعدے میں اپنے خلاف نہ کروں گا اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کیا شیطان آدمی کے ہمراہ کھانا کھاتا ہے فرمایا کہ ہاں جب دسترخوان پر بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ کہا جائے تو شیطان اُن کے ہمراہ کھانا کھاتا ہے اور خدائے تعالےٰ اس دسترخوان سے برکت لیجاتا ہے اور منع کیا ہے خدا نے اُس کھانے سے کہ جسپر خدا کا نام نہ لیا جائے چنانچہ فرماتا ہے سورہ انعام میں کہ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ یعنی اور نہ کھاؤ تم اُس چیز کو کہ نہیں ذکر کیا گیا ہے نام خدا کا اوپر اس کے اور فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت مومن صراط پر سے گذرے گا تو کہے گا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اُسوقت شعلہ آتش دوزخ کا سرد ہو جائے گا اور دوزخ کہے گا کہ اے مومن جلدی سے گذر جا کہ تیرے نور نے میرے شعلہ کو بجھا دیا ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بسم اللہ کا اسم اعظم ہونا قریب تر ہے نظر کرنے والے کو سیاہی سے طرف سفیدی آنکھ کے اور با بسم اللہ کی واسطے ملابست کے ہے یا واسطے استعانت کے اور متعلق ہے اقرء محذوف کے یا اشرع یا ابتدار کے اور اسم مشتق ہے سمو سے کہ بمعنی بلندی ہے اس واسطے کہ وہ رفعت ہے واسطے مسمی اپنے کے اور الف اُس کا کثرتِ استعمال سے محذوف ہو گیا ہے اور اللہ کا لفظ اسم ذات ہے اور اس لفظ کو جلالہ بھی کہتے ہیں اور اطلاق اس لفظ کا سوائے خدا کے دوسرے پر نہیں ہو سکتا اور اصل اس کی آلہ ہے ہمزہ اُس کا دور کر کے الف اور لام عوض ہمزہ کے اسپر داخل کر دیا ہے اور لام کو لام میں ادغام کر دیا ہے اور اگرچہ معنی اس کے معبود کے ہیں لیکن اطلاق اُس کا معبود حق پر غالب ہو گیا ہے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ خدا کے ناموں میں سے اسم اعظم ہے اور دوسرے شخص کا یہ نام نہیں ہو سکتا اور وجود خدا کا عقلا کے نزدیک ظاہر ہے احتیاج دلیل کی اس میں نہیں ہے ایک شخص نے حضرت صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اے فرزند رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی طرف مجھ کو رہنمائی کیجئے کہ لوگ مجھ سے اس میں بہت جھگڑا کرتے ہیں اور مجھ کو اُنھوں نے حیران کر دیا ہے فرمایا کہ اے بندے خدا کے کبھی تو کشتی پر بھی سوار ہوا ہے کہا کہ ہاں سوار ہوا ہوں فرمایا کہ کبھی کوئی شکستہ بھی ہو گئی ہے جس پر کہ تو سوار ہوا ہی اور دوسری کشتی وہاں موجود نہ ہو کہ جس پر تو سوار ہو کر نجات پائے اور نہ کوئی تیرنے والا ہو کہ تجھ کو پانی سے نکالے کہا کہ ہاں ایسا بھی حال ہوا ہے فرمایا کہ اس وقت کبھی تیرے دل میں ایسا گذرا ہے کہ کوئی چیز چیزوں میں سے قادر ہے کہ اس ورطہ سے خلاصی دیوے اُس نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ وہی خدا ہے کہ جو قادر ہے نجات دینے پر جس وقت کہ کوئی نجات والا نہو اور قادر ہے فریاد رسی پر جس وقت کہ کوئی فریاد رس نہو الرحمٰن یعنی بہت بخشنے والا دنیا میں بسبب عطا کرنے وجود اور حیات اور رزق اور تمام نعمتوں کی تاکہ اس وسیلہ سے معرفت جناب باری عزاسمہ کی حاصل ہوے اور اس کی عبادت میں مشغول ہوں رحیم یعنی بہت مہربان بندوں پر آخرت میں بسبب مغفرت کے اور داخل کرنے جنت کے اور رحمان اور رحیم دونو مشتق ہیں رحمت سے کہ بمعنی رقتِ قلب ہے اور یہ دونو اسم ہیں کہ واسطے مبالغہ کے رحمت سے بنائے گئے ہیں مثل غضبان کے غضب سے اور مثل علیم کے علم سے اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ رحمتِ خدا کے سو جزو ہیں از انجملہ ایک جزو دنیا میں منتشر کیا ہے اور پھیلایا ہے کہ جو کچھ دنیا میں رحمت اور نعمت ہے وہ ایک جزو کے وسیلے سے ہے اور آخرت میں اس جزو کو ننانویں جزو باقی کے ساتھ پیوست کر کے بندوں پر صرف کرے گا اور حدیث میں آیا ہے کہ خدائے تعالےٰ رحمان یعنی مہربان ہے نسبت بجمیع بندگانِ مومن و کافر یعنی کہ خالق اور رازق سب کا ہے اور رحیم ہے یعنی مہربان ہے نسبت بہ مومنان کہ توفیق دینے والا اُن کا ہے واسطے طاعت کے اور بخشنے والا اور جنت میں پہنچانے والا اُن کا ہے آخرت میں اور فریاد رس ان کا ہے تاریکیٔ قبر میں اور حشر کے دن اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنی یوں فرمایا ہی کہ البا بھاء اللہ

والسین سناء اللہ والمیم مجد اللہ اور بعض روایت میں مجد اللہ کی جگہ ملک اللہ ہے یعنی بار روشنی خدا کی ہے اور سین روشنی یا بلندی خدا
کی ہے اور میم بزرگی خدا کی یا بادشاہی خدا کی ہے اور مراد خدا کی تینوں ناموں سے جو کہ بسم اللہ میں ہیں یہ ہے کہ اللہ معبود ہر چیز کا ہے اور
رحمان ہے تمام خلقت کی نسبت اور رحیم ہے خاص مومنین کی نسبت اور خاص مومنین کی نسبت رحیم اور مہربان ہونے کا حال دوسری
حدیث میں وارد ہوا ہے چنانچہ فرمایا ہے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت بندۂ مومن کو قبر میں رکھیں اور قبر کا منہ
پوشیدہ کردیں اُسمیں مٹی ڈالکر تو اُس وقت خدائے تعالےٰ کمال مہربانی اور لطف اور بندہ نوازی سے خطاب کرے کہ اے بندے
میرے گوشہ میں اس قبر کے تو تنہا پڑا رہ گیا اور وہ دوست اور یار تیرے جنکی خاطر تو میری نافرمانبرداری کرتا تھا اور انکی خوشی کے واسطے
گناہوں میں مشغول رہتا تھا تجھ کو انھوں نے تنہا چھوڑ دیا آج میں اپنی رحمت سے تجھ کو بخشوں کہ تمام خلائق تعجب اُسکا کریں اور بعد اسکے فرشتوں
کو خطاب کرے کہ جاؤ تم اور میرے بندے کی دلجوئی کرو اور ایک دروازہ بہشت کا اسکی طرف کھول دو اور اسکی قبر کو کشادہ اور پُرنور کرو اور قسم
قسم کے پھول اور خوشبوئیں اور خوان کھانوں کے اسکے پاس حاضر کرو اور بعد اُس کے میرے بندے کو مجھ پر چھوڑ دو کہ میں مونس اور ہمنشین اسکا
رہوں گا قیامت تک اور دوسری حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جس وقت قیامت کا روز ہو تو دو بندوں کو مومنین سے حاضر کریں
اور فرشتوں کو حکم پہنچے کہ ایک قبہ کھڑا کرو اور میرے بندوں کو اس میں بٹھاؤ بعد اسکے خدائے تعالےٰ ایک بندہ سے خطاب کرے کہ اے بندے
میرے میری نعمتوں کو تونے سرمایۂ گناہ اور نافرمانبرداری کا کیا اور جوں جوں میں نے تجھ پر نعمت زیادہ کی تونے میری نافرمانی اور
گناہوں میں زیادتی کی بندہ اس وقت خجالت سے سر اپنا آگے ڈال دے خطاب کرے کہ اے بندے میرے سر اپنا اوپر کو اُٹھا کہ میں نے اسی
ساعت کہ تونے گناہ کیا تھا تجھ کو بخشدیا تھا دوسرے بندے کو حاضر کریں اور گناہوں کی کثرت سے اسکو ملامت کریں کہ تونے کس واسطے اسقدر
گناہ کئے ہیں اور وہ ندامت کی جہت سے رونے لگے حق تعالےٰ فرمائے کہ اے بندے میرے جس روز کہ تو گناہ کیا کرتا تھا اس روز تو ہنستا تھا
اور اس روز میں نے تجھ کو شرمسار نہ کیا اور آج کے روز کہ تو گناہ نہیں کرتا ہے اور تضرع اور زاری کرتا ہے کیونکہ تجھ کو عذاب کروں گناہ تیرے
میں نے بخشے اور بہشت میں داخل ہونے کی رخصت دی اور اسم بسم اللہ میں کہ مجرور ہے مضاف ہے طرف اللہ کے اور رحمٰن اور رحیم دونو
صفتیں اللہ کی ہیں اور یا یہ کہ الرحمٰن بدل ہے اللہ سے اور الرحیم صفت ہے الرحمٰن کی **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** سب تعریفیں ثابت ہیں واسطے خدا کے یعنی
ماہیت اور حقیقت ہر ثنائے جمیل کی اور ہر وصف نیک کہ اول ہو چکا ہے اور جس قدر کہ آیندہ کو ہوگا وہ سب ثابت ہیں واسطے خدا کی
کہ موصوف بجمیع صفاتِ کمالیہ یہاں خدائے تعالےٰ اپنی تعریف خود کرتا ہے اور اپنے بندوں کو تعلیم کرتا ہے کہ تعریف کرو
اپنے خدا کی اس طرح سے اور حمد اور شکر خدائے تعالےٰ کا واجب ہے اس واسطے کہ وہ منعم حقیقی ہے اور قادر ہے اصول نعمت پر
اور فاعل اُس کا ہے اور اس آیت میں دلالت ہے واجب ہونے شکر نعمتِ پروردگار پر اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ اگر کسی شخص کو کوئی نعمت حاصل ہو چھوٹی یا بڑی اور وہ اس وقت کہے کہ الحمد للہ تو اُس نے شکر اُس نعمت کا ادا کیا اور حضرت
صادق علیہ السلام سے ایک شخص نے سوال کیا کہ وہ دعا کہ شامل جمیع مقاصد دنیا اور آخرت کو ہو مجھ کو تعلیم کرو فرمایا کہ لفظ حمد سے
خدا کی تعریف کرو اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کار کے اول میں حمد نہو وہ ابتر اور ضائع ہو جاتا ہے اور فرمایا
اس حضرت نے کہ سبحان اللہ نصف ترازو ہے اور الحمد للہ پوری ترازو ہے یعنی ثواب الحمد للہ کا مضاعف ہے سبحان اللہ کے ثواب سے اور اسی
حضرت نے فرمایا ہے کہ اگر بندہ شب کو کہے کہ الحمد للہ کما ہو اہلہ ومستحقہ ملائکہ اُسکے ثواب کے لکھنے سے عاجز ہو جائیں اور اسوقت اُنکو خدا کی
طرف سے خطاب پہنچے کہ کس واسطے اس کلمہ کو کہ جو میرے بندہ نے زبان پر جاری کیا ہے اُسکے نامۂ اعمال میں تم نہیں لکھتے ہو ملائکہ کہیں کہ خداوندا
ہم کیا جانیں ثواب اس کلمہ کے کہنے کا کہ متضمن استحقاق اور اہل ہونے تری کے ہے کس قدر ہے تاکہ اُسکو ہم لکھیں حق تعالےٰ فرمائے کہ تم اس کلمہ کو لکھو اور مجھ الزم ہے کہ

ثواب اُس حمد کا کہ سزاوار میری ہے اُس کو میں عطا کروں اور فرمایا اُسی حضرت نے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ بندہ کو کوئی نعمت بخشے اور وہ اُس کے مقابلہ میں الحمد للہ کہے خدائے تعالیٰ ملائکہ کو خطاب کرے کہ نظر کرو تم میرے بندے کی طرف کہ میں نے اُسکو ایک حقیر شے عطا کی ہے اور اُسنے اُسکے مقابلہ میں وہ کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا ہے کہ شامل ہے تمام حمدوں کو اور نعمتوں غیر متناہیہ کو اور لازم ہے مجھ پر کہ آخرت میں اُسکو نعمتیں غیر متناہی عطا کروں اور اُسی حضرت نے فرمایا ہے کہ جو کوئی صبح کے وقت چار مرتبہ کہے کہ الحمد للہ رب العالمین وہ شخص اُس روز کے عہدۂ شکر نعمت سے باہر ہووے گا اور اگر شب کو چار مرتبہ کہے تو شب کے عہدہ شکر نعمت سے باہر ہو جائے گا اور کہتے ہیں کہ حضرت نوح پیغمبر جس وقت کھانا کھانے سے فارغ ہوتے تو کہتے کہ الحمد للہ اور جس وقت پانی پیتے تو کہتے کہ الحمد للہ اور جس وقت سوار ہوتے تو کہتے الحمد للہ اس واسطے خدائے تعالیٰ نے اُن کے حق میں فرمایا کہ انّہ کان عبداً شکوراً اور حمد بمعنی ستودن ہے اور قرأت مشہور میں بضم دال سے ہے اور مبتدا ہے اور للہ جار مجرور متعلق ثابت کے ہو کر خبر اُس کی ہے اور یہی قرأت افضل ہے کہ جملۂ اسمیہ ہے اور جملۂ اسمیہ دلالت کرتا ہے دوام اور ثبات پر اور قرأتِ شاذہ میں الحمد بفتح دال اور کسرۂ دال بھی آیا ہے پہلی صورت میں مفعول فعل محذوف کا ہے اور دوسری صورت میں للہ کے لام کی تابعداری سے الحمد کی دال کو بھی کسرہ ہو گیا ہے لیکن یہ قرأت فتح اور کسرہ کے خلاف مشہور کی ہے اور الف لام الحمد پر جنس کا ہے یا استغراق کا اور حمد اور شکر آپسمیں مترادف ہیں مگر فرق یہ ہے کہ شکر مقابلہ میں نعمت کے ہوتا ہے اور حمد عام ہے خواہ عوض میں نعمت کے ہووے خواہ سوائے نعمت کے اور حمد زبان سے ہوتی ہے اور شکر عام ہے خواہ زبان سے ہو خواہ غیر زبان سے

رَبِّ الْعَالَمِيْنَ پروردگار عالموں کا ہے یعنی حقیقت حمد کی خاص ہے واسطے خدا کے کہ پروردگار جمیع مخلوقات انسان اور حیوان اور ملائکہ کا ہے اور تفسیر امام علیہ السلام میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ مالک جماعتوں کا ہے ہر مخلوق کے اور خالق اُن کا ہے اور روزی دینے والا اُن کا جس جگہ سے کہ جانتے ہیں وہ اور جس جگہ سے کہ نہیں جانتے اور منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے ہیں کہ یہ دنیا ایک ان میں سے ہے اور اُبی بن کعب سے روایت ہے کہ مراد اٹھارہ ہزار عالم سے اٹھارہ ہزار ملائکہ ہیں چار ہزار اور پانسو اُن میں سے مشرق میں ہیں اور چار ہزار پانسو مغرب میں اور چار ہزار پانسو جنوب میں اور چار ہزار پانسو شمال میں اور ربّ تربیت کے معنی میں ہے اور مراد تربیت سے پہنچانا ہے ایک شے کا طرف کمال کے بتدریج اور اطلاق اُس کا خدائے تعالیٰ پر از روئے مبالغہ کے ہے جیسے کہ اطلاق عدل کا زید عدل میں زید پر باعتبار مبالغہ کے ہے اور رب بمعنی مالک اور صاحب اور سید اور مطاع اور مربی اور مصلح کے بھی آیا ہے اور عالمین جمع عالم کی ہے اور عالم بھی جمع ہے کہ جس کی واحد نہیں ہے مثل جیش اور نفر کے اور عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں اور مشتق ہے وہ علامت سے کہ وہ دلیل اور علامت ہے اپنے صانع کی اور بعضے عالم فقط عقلا کی جماعت کو کہتے ہیں اور بعضے جن و انس ہی کو کہتے ہیں اور بعضے فقط آدمیوں کو کہتے ہیں اور رب العالمین کہ مضاف اور مضاف الیہ ہے صفت اللہ کی ہے اور رب العالمین میں تنکیر باقی نہیں رہی ہے اس واسطے کہ پروردگار عالمین کا سوائے خدا کے اور کوئی نہیں ہو سکتا اس واسطے اس کا اللہ کی صفت ہونا صحیح ہے اور منقول ہے کہ جو کوئی سات بار کہے یا ربّ اور دوسری روایت میں ہے کہ پانچ بار کہے اور بعد اُسکے جو دعا کرے وہ قبول ہوتی ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت بندۂ مومن کہے کہ یا ربّ حق سبحانہ تعالیٰ جواب میں کہتا ہے لبیک اور اگر دوسری اور تیسری مرتبہ کہے تو جناب باری عزّ اسمہٗ کی طرف سے آواز آتی ہے کہ اے بندے میرے جو کچھ چاہے وہ مجھ سے طلب کر کہ تجھ کو میں عطا کروں اور ثواب کلمۂ ربنا و سیدنا کہنے کا کہ دعائے یامن ظہر الجمیل میں واقع ہوا ہے موجود ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے سنکر فرمایا ہے کہ جس وقت بندہ مومن اس کلمہ کو کہے تو حق تعالیٰ ملائکہ کو کہے کہ اے فرشتو گواہ رہو کہ میں نے اس بندہ کو بخشا اور اجر عظیم اسکو عطا کیا بے شمار

اُس ہر چیز کے کہ پیدا کی ہے میں نے بہشت اور دوزخ اور سات آسمان اور زمین میں اور بشمار نکلنے اور غائب ہونے آفتاب اور ماہتاب اور تمام ستاروں کے اور باران کے قطروں کے اور قسم قسم کی خلقت اور پہاڑوں کی اور سنگریزوں کی اور بشمار اُس چیز کے کہ پیدا کیا ہے میں نے عرش اور کرسی میں اور اب دوسری صفت بیان کرتا ہے کہ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ بخشنے والا نعمت کا خلقوں پر اور بخشنے والا گنہگاروں کا اُس جہان میں اور مکرر لانا اِن دو نو صفتوں کا اس سورہ میں واسطے مبالغہ کے ہے اور واسطے تنبیہہ اس امر کے کہ خدائے تعالیٰ مستحق ہے واسطے حمد کے اس واسطے کہ انعام پرورش رحمت سے ہوتے ہیں اور انعام باعث حمد کا ہے اور اس واسطے یہ دونو صفتیں اللہ کی واقع ہوئی ہیں تاکہ دلالت کریں اس امر پر کہ خدائے تعالیٰ فضل وکرم کرنے والا اور نعمت دینے والا اپنے اختیار سے ہے نہ اضطرار اور ناچاری سے اس واسطے کہ موصوف بہ رحمت وہی ہوتا ہے کہ جو باختیار خود تفضل اور پرورش اور انعام کرتا ہے اور جس وقت ایسا ہوتا ہے تو مستحق حمد کا ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بسم اللہ میں ذکر ان دو وصفوں کا اول پیدائش کے واسطے ہے کہ بدون مادہ اور مدت کے ممکنات کو پیدا کیا اور اس سبب سے وہ سزاوار پرستش کا ہوا اور اس جگہ اُن دونو وصفوں کا ذکر کرنا بلاحظہ باقی رکھنے اُن کے وجود کے ہے وقت معین تک کہ وہ وقت اجل کا ہے اور واسطے زندہ کر کے اُٹھانے کے آخرت میں واسطے جزا اور سزا کے اور اسی واسطے بعد اس کے فرماتا ہے کہ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۙ مالک روز جزا کا یعنی بادشاہ اور متصرف جمیع امور قیامت کا ہے کہ تمام بندوں کو اُس روز اُن کے افعال اور اعمال کی جزا دیگا متقی اور پرہیزگار کو ثواب عطا کرے گا اور گنہگاروں اور نافرمانوں کو عذاب دے گا اور بادشاہی اُسکی اگرچہ عام ہے نسبت بہ دنیا و آخرت لیکن خصوصیت ذکر بادشاہی آخرت کے واسطے تعلیم اُس روز کی ہے اور یا اس واسطے کہ اُس روز سوائے خدا کے اور کوئی نہ ہوگا کہ دعوےٰ خدائی کا کرے بخلاف دنیا کے کہ یہاں بہتیرے آدمی دعوےٰ بادشاہی کا کرتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دین بہ معنی حساب ہے یعنی مالک روز حساب کا اور حاکم اُس روز کا کہ درمیان بندوں کے حق کے ساتھ حکم کرے گا اور یہ آیت دلیل ہے واسطے واقع ہونے روز قیامت کے اور امیدوار کرنے بندوں کے واسطے ثواب کے اور اُن کے ڈرانے کے واسطے عذاب سے اور تفسیر امام علیہ السلام میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ بہت دانا وہ شخص ہے کہ ہر روز حساب اپنے نفس کا کرے اور عمل کرے دنیا میں اس واسطے کہ بعد مرنے کے اس سے فائدہ ہو اور کام آئے اور بڑا احمق وہ شخص ہے کہ تابعداری کرے اپنے نفس کی خواہش کی اور دوسری حدیث میں یہ ہے کہ حساب کرو تم نفسوں اپنے کا پہلے اس سے کہ حساب کئے جاؤ تم اور وزن کرو تم ان کا یعنی ان کے اعمال کا پہلے اِس سے کہ وزن کئے جاؤ تم کہ تمہارے اعمال کو وزن کریں اور قرأت مشہورہ میں عاصم اور کسائی اور یعقوب کے نزدیک مالک ہے اور باقی قاریوں کے نزدیک ملک ہے اور یہی قرأت حرمین شریفین کے باشندوں کی ہے اور مالک اس کو کہتے ہیں کہ جو قادر ہو جمیع امور مملوکہ کے تصرف میں اور جس طرح چاہے اپنا تصرف کرے اور مانع اُس کے تصرف کا کوئی نہ ہووے اور مالک یوم الدین مضاف اور مضاف الیہ مل کر صفت اللہ کے ہیں اور جس نے ربّ کی با کو فتح سے پڑھا ہے بتقدیر یا حرف ندا کے اُس نے مالک کی کاف کو بھی فتح سے پڑھا ہے اور اب خدائے تعالیٰ بندوں کو اپنی کیفیت پرستش کی تعلیم کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے بندو میرے جانب میری توجہ کرو اور طرف میری خطاب کرکے کہو کہ اے خدا وہ شخص کہ ان صفات مذکورہ کے ساتھ موصوف ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم اور بس اور تیرے غیر کو پرستش میں ہم شریک نہیں کرتے ہیں اس واسطے کہ سوائے تیرے اور کوئی سزاوار پرستش کا نہیں ہے اور تفسیر امام میں مذکور ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ کہو تم اے وہ خلقت کہ انعام کیا ہے تم پر خدا نے ایاک نعبد یعنی تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم اے نعمت دینے وا

اور تابعداری کرتے ہیں ہم تیری باخلاص اور واحد جاننے والے ہیں تجھکو اپنی ذلت اور خواری کے ساتھ بدون ریا اور سمعہ کے یعنی
بدون دکھانے اور سنانے لوگوں کے **وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ** ہ اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم طاعت اور عبادت تیری میں اور
تمام مقصدوں اور حاجتوں کے برآنے میں اور دفع کرنے شر اور مکر دشمنوں کے میں اور تیرے غیر سے ہم مدد نہیں چاہتے ہیں اور تیرا
کسی کو ہم شریک کرتے ہیں اس آیت سے ثابت ہوا کہ مدد چاہنی سوائے خدا کے کسی دوسرے سے پیغمبر ہو یا امام ہو جائز نہیں
ہے اس طرح سے کہ یہ بزرگوار بالاستقلال حاجتوں اور مقصدوں کو لوگوں کی برلائیں اس واسطے کہ برلانا حاجتوں کا سوائے خدا کے
کسی کی قدرت میں نہیں ہے البتہ ان بزرگوں سے اس طرح سے سوال کرنا کہ تم میرے واسطے خدا سے دعا کرو اس میں کچھ مضائقہ
نہیں ہے کہ یہ مقبولان درگاہِ خدا ہیں اور یا یہ کہ اُن کے واسطے سے خدا سے دعا کرے یہ بھی درست ہے اس صورت میں حصر بھی
آیت میں باقی رہتا ہے اور سوائے خدا کے بالاستقلال کسی کو حاجت کا روا کرنے والا جاننا درست نہیں ہے کہ حصر ہو گیا ہے
عبادت کا اور مدد چاہنے کا خاص خدا کے واسطے اور ان دونوں امروں کو خدا نے ایک جگہ ذکر کیا ہے پس جیسے کہ عبادت سوائے
خدا کے کسی غیر کی جائز نہیں ہے اسی طرح سوائے خدا کے کسی کو بالاستقلال حاجت کا برلانے والا جان کر مدد چاہنی بھی اس سے
جائز نہیں ہے اور اگر خدا کی غیر سے مدد چاہنی جائز ہو تو چاہیے کہ عبادت بھی اسکی جائز ہو اور اس آیت میں خدا تعالےٰ نے غیبت سے
طرف خطاب کے رجوع کی ہے اور قرآن شریف میں اور کلام فصحائے عرب میں رجوع غیبت سے طرف خطاب کے اور خطاب سے طرف
غیبت کے بہت مذکور ہے اور مراد یہ ہے کہ جس وقت مذکور ہوا وہ شخص کہ سزاوار حمد کا ہے اور موصوف ہوا بصفات عظیمہ تو بمنزلہ
اسکے ہو گیا کہ گویا اسکو دیکھتے ہیں اس واسطے کہ رجوع کی غیبت سے طرف خطاب کے اور مخاطب ہوا کہ اے وہ شخص کہ یہ شان تیری ہی
خاص کرتے ہیں ہم تجھ کو عبادت کے واسطے اور استعانت کے واسطے اور نہیں شریک کرتے ہیں ہم تیرا اسمیں کسی دوسرے شخص کو اور ایاک نعبد و
ایاک نستعین کے کہنے کا بہت ثواب اور فائدہ ہے چنانچہ ایک شخص ابوطلحہ کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھا روایت
کرتا ہے کہ میں ایک جہاد میں رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا اور جس وقت لڑائی بہت سخت ہوئی تو رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک اپنا اوپر کو اُٹھایا اور کہا کہ مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین میں نے دیکھا کہ سر کافروں کے خود
بخود بدن سے گرتے ہیں اور کسیکو ہم نہیں دیکھتے اور دوسری روایت میں ہے کہ جس وقت کسی بندۂ مومن پر کار تنگ ہو تو اسکو چاہیے
کہ ہمیشہ ان کلموں کو پڑھا کرے تاکہ وہ کام اسپر آسان ہو جائے اور ایاک نعبد و ایاک نستعین میں ضمیر خطاب کی مفعول بہ واقع ہوئی ہے
اور مقدم ہوئی ہے اپنے فعل پر حصر کے واسطے یعنی تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم نہ تیرے غیر کو اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں نہ تیرے غیر سے
اور عبادت لغت میں بمعنی ذلت کے ہے اور عبد کو عبد و اسطے ذلت اسکی کے اور واسطے فرمانبرداری امر مولیٰ کے کہتے ہیں اور جس وقت معرفت
خدا حاصل ہو گئی اور راہِ راست کو پالیا لیکن قایم رہنا اس پر اور محفوظ رہنا خطاؤں سے دشوار تھا اس واسطے سوال کیا خدا تعالےٰ
سے ہمیشہ کی توفیق کا اور ثابت رہنے کا صراط مستقیم پر اور کہا کہ **اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ** ہ دکھلا تو ہم کو راہ سیدھی کہ سبب پہنچنے
بہشت جاودان کا اور روضۂ رضوان کا ہو یعنی ہمکو توفیق طاعت اور عبادت کی دے کہ اُس کے وسیلہ سے ہم سعادتِ اُخروی کو پہنچیں اور سبب
بہشت میں داخل ہونیکا ہو اور کہتے ہیں کہ اصل ہدایت تو حاصل ہے مومنین کو پس مقصود ہدایت کے طلب کرنے سے ثابت رکھنا ایمان پر ہے اور یا
توفیق طاعت کے اور تفسیر امام میں حضرت صادق علیہ السلام سے اس کی تفسیر میں اس طرح منقول ہے کہ رہنمائی کر تو ہمکو واسطے لزوم اس طریق
کے کہ پہنچانے والا ہو طرف محبت تیری کے اور جنت تیری کے اور منع کرنے والا ہو فرمانبرداری خواہش نفس سے اور امیر المومنین علیہ السلام نے
اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ہمکو راہ راست کہ تو نے دکھائی ہے اسپر ثابت قدم ہمکو رکھ تو تاکہ فرمانبردار تیرے رہیں ہم امر و نہی میں اور ایک لحظہ غیر کی

پرستش میں مشغول نہ ہوویں ہم اور دوسری روایت میں اُن حضرت نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ توفیق دے تو ہم کو کہ جیسے فرمانبرداری کی ہم نے
تیرے دنوں گزرے ہوئے میں ایسی ہی تابعداری کریں ہم تیری آئندہ کو اور غرہ محدث حنبلی نے ابوہریرہ سے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اصحاب میں سے ہے نقل کی ہے کہ صراط مستقیم طریق محمدؐ و آلِ محمدؐ کا ہے کہ بنایا گیا اصول دین پر ہے کہ وہ توحید اور عدل اور نبوت
اور امامت اور معاد ہے اور شک نہیں ہے کہ صراط مستقیم طریق اہلبیت علیہم السلام کا ہے کہ جو موجب نجات اور رستگاری کا ہے اور سوائے
اس کے سب دین باعثِ ہلاکت اور زیانکاری کے ہیں چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اہلبیت میرے مثل کشتی نوح
علیہ السلام کے ہیں کہ جو کوئی نوح کی کشتی میں بیٹھا اُس نے نجات پائی اور جو کوئی اُس سے باہر رہا وہ غرق ہوا ایسے ہی جو کوئی اہل بیت
علیہم السلام کے طریق پر چلا اور اُن کی پیروی کی اُس نے نجات پائی اور جس نے اُن کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف رجوع کی وہ ہلاک ہوا
اور منقول ہے کہ صراط دو ہیں ایک صراطِ دنیا دوسرا صراطِ آخرت۔ صراطِ دنیا تو امام ہے کہ جسکی اطاعت اور پیروی واجب ہے جس نے
پہچانا اُس کو دنیا میں اور پیروی کی اُسکی ہدایت کی وہ شخص گزر جائیگا صراط پر سے آخرت میں اور جس شخص نے نہ پہچانا اُس کو دنیا میں تو ڈگمگ
جائیگا قدم اُس کا صراطِ آخرت سے اور گر پڑے گا وہ آتش جہنم میں اور صراط ایک پل ہے دوزخ کے اوپر کہ وہ بال سے زیادہ باریک ہے
اور تلوار سے زیادہ تیز ہے کوئی تو اُسپر سے مثل برق کے جائیگا اور کوئی مثل دوڑتے گھوڑے کے اور کوئی مثل چلنے پیادہ کے اور کوئی بہت
آہستہ اور کوئی لٹک کر پس آتش دوزخ اس کو پکڑے گی اور یہ جلدی اور دیر میں جانا ہر ایک کا موافق مرتبہ اپنے کے ہے اور وہ مقام نہایت
تاریک ہے اپنے اپنے نور کے موافق اُسپر سے گزریں گے اور یہاں ہدایت بمعنی توفیق ہے اور بمعنی تثبیت بھی کہتے ہیں اور اہدنا کا صیغہ امر کا
ہے حرف یا کہ لام فعل ہے اُس کے آخر میں سے ساقط ہو گیا ہے اور ضمیر متکلم کی مفعول اول اُس کا ہے اور الصراط المستقیم موصوف اور
صفت دونوں مل کر مفعول دوسرا اُسکا ہے اور بعضے قاری صراط میں اشمام کرتے ہیں اور صاد کو سین اور زائے معجمہ بھی پڑھتے ہیں اور حاصل
اس آیت کا یہ ہے کہ ہم کو توفیق دے تو راہ راست کی کہ وہ طاعت اور عبادت تیری ہے اور یا یہ کہ ثابت قدم رکھ تو ہمکو راہ ایمان پر
اور راہِ طاعت پر صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ راہ اُن لوگوں کی کہ انعام کیا ہے تو نے اوپر اُن کے راہِ راست اور طریق طاعت
اپنے کو اور تفسیر امام علیہ السلام میں امیر المومنین علیہ السلام سے اسکی تفسیر میں منقول ہے کہ کہو تم اے خدا رہنمائی کر تو ہم کو راہ ان لوگوں کی کہ
انعام کیا ہے تو نے اُنپر بسبب توفیق کے واسطے دین تیرے کے اور طاعت تیری کے نہ واسطے مال اور صحت کے اس واسطے کہ وہ کبھی کفار اور
فاسقوں کے واسطے بھی ہوتے ہیں اور وہ لوگ کہ انعام کیا ہے جن پر وہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہیں چنانچہ فرماتا ہے خدا
وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ یعنی اور
جو لوگ فرمانبرداری کرتے ہیں خدا کی اور پیغمبر کی پس وہ لوگ ہمراہ ان لوگوں کے ہوں گے کہ انعام کیا ہے خدا نے اوپر ان کے پیغمبروں میں
سے اور صدیقوں میں سے اور شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے اور مراد نبیین سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور صدیقین سے
مراد علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور شہدا سے مراد حسنین علیہم السلام ہیں اور صالحین سے مراد باقی آئمہ علیہم السلام ہیں اور رسولخدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جن پر خدا نے انعام کیا ہے وہ شیعہ علیؑ کے ہیں یعنی اُنپر انعام کیا ہے علیؑ کی ولایت اور دوستی کا اور اُنپر غضب نہیں
کیا اور نہ وہ گمراہ ہیں اور یہ صراط بدل کل پہلے صراط کا ہے یا صفت اس کی ہے اور بعضے قاری علیہم کی ہا کو مضموم پڑھتے ہیں اور میم کو
ساکن اور بعضے صراط من انعمت علیہم پڑھتے ہیں یعنی الذین کی جگہ من کو پڑھتے ہیں پس اے خدا ہمکو راہ ان لوگوں کی دکھا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
نہ اُن لوگوں کی کہ غضب کیا گیا ہے اوپر اُن کے اور مراد ان لوگوں سے یہود ہیں کہ بسبب اُن کے عناد کے اور قتل کرنے پیغمبروں کے اور تحریف
کرنے توریت کے خدا تعالیٰ نے اُن پر غصہ کیا ہے اور حق میں اُنکے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ یعنی اور غضب کیا ہے خدا نے اوپر

اُن کے اور لعنت کی ہے اوپر اُن کے پس ان لوگوں کی راہ تو ہمکو مت دکھلا کہ جنپر تو نے غضب کیا ہے وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۵ اور نہ راہ اُن لوگوں کی کہ گمراہ ہونیوالے ہیں راہ راست سے اور مراد اس سے نصاریٰ ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا اُنھوں نے کہا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لائے اور بیل طرف گمراہی کے کیا چنانچہ خدا ئے تعالےٰ فرماتا ہے وَضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ یعنی اور گمراہ ہوئے وہ راہ راست سے اور منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی قرٰے میں یہود اور نصاریٰ سے جنگ کرتے تھے ایک شخص نے صحاب میں سے اشارہ طرف یہودیوں کے کیا اور پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کون ہیں کہ تم سے جنگ کرتے ہیں فرمایا کہ وہ مغضوب علیہم ہیں اور بعد اُس کے نصاریٰ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کون ہیں فرمایا کہ یہ ضالون ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد مغضوب علیہم اور ضالین سے کل کفار ہیں اور غیر المغضوب کی را مجرور ہے اس واسطے کہ غیر بدل ہے الذین سے اور صفت ہے طرف مغضوب کے اور لا و لاالضالین میں زائد ہے واسطے تاکید نفی کے آیا ہے اور ابن کثیر نے غیر المغضوب کو حال ٹھیرا کر مغضوب پڑھا ہے اور بعضوں نے ولاالضالین کو غیر الضالین پڑھا ہے اور معنی غضب کے ہیجان نفس کے ہیں وقت ارادہ انتقام کے اور ضلالت کے معنی عدول کرنے کے طریق راست سے ہیں اور تفسیر امام میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ البتہ تحقیق سنا ہے مینے رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ فرمایا ہے خدائے کہ تقسیم کیا ہے مینے سورہ فاتحہ کو درمیان اپنے اور درمیان بندہ کے کہ نصف واسطے میرے ہے اور نصف واسطے بندہ کے اور واسطے بندہ کے وہ چیز ہے کہ سوال کرے پس جس وقت بندہ کہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے کہ شروع کیا میرے بندے نے میرے نام سے اور میرے نام سے اُسنے ابتدا کی اب واجب ہوا مجھ پر کہ تمام کار اس کے دُنیا اور آخرت کے تمام اور پورے کروں اور اسکے احوال در مال میں برکت دوں اور جس وقت بندہ کہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵ تو حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے تعریف کی اور میرا شکر کیا اور جانا اور یقین کیا اُسکا کہ جو نعمت کہ مینے اسکو دی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو بلا کہ دفع ہوتی ہے اسکا دفع ہونا بھی خدا کی طرف سے ہے پس گواہ کرتا ہوں میں تمکو اپنے فضل و کرم کا کہ میں زیادہ کرونگا اسکے واسطے دنیا کی نعمتوں پر آخرت کی نعمتوں کو اور دفع کرونگا میں اس سے آخرت کی بلاؤں کو جیسے کہ دفع کی ہیں مینے اُس سے دنیا کی بلائیں اور جس وقت بندہ کہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ گواہی دی بندے نے میرے رحمٰن اور رحیم ہونے کی پس گواہ کرتا ہوں میں تمکو کہ البتہ کثرت سے اسکو میں نعمتیں دوں گا اور بہت بخشش اپیر کردوں گا اور جس وقت بندہ کہے مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ تو خدا فرماتا ہے کہ گواہ کرتا ہوں میں تمکو جیسے کہ اقرار کیا میرے بندے نے میرے بادشاہ ہونیکا قیامت کے روز کو تو البتہ ایسی ہی آسان کردونگا میں دن حساب کے اسکے حساب کو اور قبول کرونگا میں اسکی نیکیوں کو اور درگذر کروں گا اسکے گناہوں سے پس جس وقت بندہ کہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ تو فرماتا ہے خدا کہ سچ کہا میرے بندہ نے وہ مجھی کو عبادت کرتا ہے نہ میرے غیر کو گواہ کرتا ہوں میں تمکو کہ البتہ اس قدر ثواب دونگا میں کہ آرزو کرے گا اسکو ہر وہ شخص کہ مخالفت کرے اسکی میری عبادت کرنے میں اور جس وقت بندہ کہے کہ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے مجھ سے مدد چاہی اور میری ہی طرف پناہ لے گیا گواہ کرتا ہوں میں تمکو کہ البتہ مدد کروں گا میں اُس کے ہر کار میں اور اسکی فریاد کو پہنچوں گا اسکی سختیوں میں اور اسکی دستگیری کروں گا اس کی مصیبتوں کے وقت اور جس وقت بندہ کہے کہ اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ آخر سورہ تک تو خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ واسطے بندے میرے کے ہے اور واسطے بندے میرے کے وہ چیز ہے کہ اُس نے سوال کیا ہے پس تحقیق کہ قبول کیا ہے مینے دعا کو اپنے بندے کی اور دونگا میں اُسکو جو کچھ کہ وہ امید وآرزو کرتا ہے اور امن دونگا میں اسکو اُس چیز سے کہ وہ ڈرتا ہے

سورۃ البقر : سورہ مدنی ہے مگر ایک آیت اسمیں سے حجۃ الوداع میں مقام منا میں نازل ہوئی ہے جس جگہ کہ حاجی اپنے سروں کو منڈاتے ہیں اور جمروں کو کنکریاں مارتے ہیں اور وہ آیت وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ ہے اور اسمیں دوسو اور چھیاسی آیتیں ہیں اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ سورہ بقر اور سورہ آل عمران کو پڑھے قیامت کے روز

یہ دونوں سورتیں اُس شخص پر مثل ابر کے سایہ کرینگی اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جوکوئی سورۂ بقر کو پڑھے گھر اُس کا خیرات وبرکات سے خالی نہو اور فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے علیؑ میں سردار اولادِ آدم کا ہوں اور تو سردار عرب کا ہے اور سلمان سردار فارس کا ہے اور صہیب سردار روم کا اور بلال سردار حبشہ کا ہے اور طور سردار پہاڑوں کا ہے اور سدرہ سردار درختوں کا ہے اور حرام مہینے یعنی رجب اور ذیقعد اور ذالحجہ اور محرم سردار سب مہینوں کے ہیں اور قرآن سردار سب کلاموں کا ہے اور سورۃ البقر سردار قرآن کا ہے اور سورہ بقر کی آیتوں کا سردار آیۃ الکرسی ہے اور جس وقت حضرت علیؑ علیہ السلام سردار عرب کے ہوئے تو خلافت اُنکی ثابت ہوئی بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ الٓمّٓ ۝ ان حرفوں کو حروف مقطعہ کہتے ہیں اور یہ متشابہات میں سے ہیں اور ان کی تاویل سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے اور یا راسخون فی العلم جانتے ہیں اور یہی منقول ہے حضرات اہل بیت علیہم السلام سے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ حروف اسم اعظم خدا کے ہیں کہ قطع کئے گئے ہیں قرآن میں سے مرکب کرتا ہے ان کو پیغمبر یا امام پس جس وقت دعا کرتا ہے ان کے وسیلہ سے تو مقبول ہوتی ہے اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ مراد اس روایت سے یہ ہے کہ یہ حروف رمزیں ہیں درمیان خدا کے اور پیغمبر اور راسخین فی العلم کی اولاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے اور راز حبیب کا ہے طرف حبیب کے کہ آگاہ کرنا اور سمجھانا اس کا دوسرے کو مقصود نہیں ہے اور مفسرین نے ان حروف کی تفسیر میں بہت اختلاف کیا ہے چنانچہ مجمع البیان میں دس روایتیں اس کی مختلف تفسیر میں مرقوم ہیں اور ایک روایت کو ان میں سے صاحب مجمع البیان نے پسند کیا ہے کہ یہ نام سورتوں کے ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ الف سے اشارہ طرف انا کے ہے اور لام سے اشارہ طرف اللہ کے ہے اور میم سے اشارہ طرف اعلم کے ہے کہ وہ انا اللہ اعلم ہو یعنی میں خدا زیادہ جاننے والا ہوں اور تفسیر امام علیہ السلام میں مرقوم ہے کہ معنی الف لام میم کے یہ ہیں کہ یہ کتاب نازل کی ہے میں نے وہ حروف مقطعہ ہیں کہ انہیں سے الف لام میم ہے اور وہ تمہارے لغت میں سے ہے اور حروف تہجی تمہارے میں سے ہے پس لاؤ تم مثل اس کے اگر ہو تم راست گو اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ہر کتاب خدا کا ایک خلاصہ ہوتا ہے اور خلاصہ قرآن کا حروف مقطعہ ہیں اور کہتے ہیں کہ حروف مقطعہ واسطے عاجز کرنے بندوں کے ہیں تاکہ جانیں کہ کسی کو اس کتاب کی حقیقت کی طرف راہ نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب اس کا خدائے تعالےٰ نے قرآن کی سورتوں کو حروف مقطعہ سے شروع کیا ہے یہ ہے کہ جس وقت رسول خدا صلعم قرآن شریف پڑھتے تھے تو تمام مشرکین جمع ہوتے تھے اور شعر پڑھنے میں اور سیٹی مارنے میں اور تالیاں بجانے میں مشغول ہوتے تھے تاکہ لوگ کلام خدا کو نہ سننے پائیں خدا تعالےٰ نے ان عجائب حرفونکو نازل کیا اور مشرکین نے انکو سنکر تعجب کیا اور خاموش ہو کر قرآن کو سنا تاکہ مثل ان حرفوں کے اور حرفوں کو بھی سنیں اور اس سبب سے قرآن کی آیتوں کے معنی پوچھتے تھے اور حضرت اُن پر حجت قائم کرتے تھے کہ خدا تعالےٰ نے جناب رسولخدا سے وعدہ کیا تھا کہ میں ایک کتاب نازل کروں گا وہ قیامت تک دنیا میں باقی رہے گی اور جبکہ قرآن نازل ہوا تو اپنے حبیب کو خبر دی ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ وہ کتاب یعنی یہ وہ کتاب ہے کہ پہلے اس سے جس کے نازل کرنیکا وعدہ کیا تھا اور تفسیر امام علیہ السلام میں اس طرح لکھا ہے کہ وہ یعنی قرآن کہ شروع ہوا ہے الم سے وہ وہ کتاب ہے کہ جسکی خبر دی تھی میں نے موسیٰ کو اور بعد اُس کے اور پیغمبروں کو اور ان پیغمبروں نے خبر دی تھی بنی اسرائیل کو کہ میں اس کتاب کو نازل کرونگا تجھ پر اے محمد یہ وہی کتاب ہے لَا رَيۡبَ ۛۚ فِيۡهِ نہیں شک ہے بیچ اسکے واسطے ظاہر ہونے کتاب کے نزدیک انکے یعنی جسوقت کہ ہدایت اور حق معجزہ ہونا اُس کتاب کا ثابت ہوا تو اسکو لاریب فیہ کے ساتھ موصوف کر سکتے ہیں اور بسبب نہایت ظاہر ہونے اسکی حجت ہونے کے اور دلالت کرنے کے اُس مرتبہ کو پہنچی ہے کہ اگر کوئی شخص اندک تامل اور تھوڑا سا بھی غور کرے تو اسکو اس کے کلام خدا اور وحی ربانی ہونے میں کسی طرح کا شک اور شبہہ نہووے اور بعلم یقین جانے کہ یہ کلام خدا ہے اور الم اگر نام اس سورۃ کا ہے جیسے کہ مذہب بعض کا ہے تو وہ مبتدا

ہے اور ذالک الکتاب خبر اسکی ہے اور یا یہ کہ الم خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی ہذا الم اور ذالک میں ذا اسم اشارہ ہی اور کاف حرف خطاب کا ہی اور لام مکسورہ اس میں واسطے تاکید کے زیادہ کر دیا ہے اور کتاب کہ معنی مکتوب ہے اور واسطے مبالغہ کے بنایا گیا ہی صفت ذالک کی ہے اور یہ اسم اشارہ مع مشار الیہ کے خبر الم کی ہے اور یا یہ کہ ذالک الکتاب مبتدا ہے اور لاریب فیہ خبر اسکی ہے اور لاریب فیہ میں لا نفی جنس کا اور ریب کہ معنی اضطراب اور قلق ہے اسم لا کا ہے اور فیہ خبر اس کی ہے اور یہ سب مل کر صفت کتاب کی ہیں اور ریب بمعنی شک اسواسطے ہے کہ وہ نفس کو اضطراب میں ڈالتا ہے ھُدًى راہ راست دکھانیوالی اور نیک دلالت کرنیوالی ہے وہ کتاب حق اور راستی کی لِّلْمُتَّقِيْنَ واسطے پرہیزگاروں کے یعنی ثابت رکھنے والے ان کو راہِ راست پر اور متقی وہ لوگ ہیں جو نگاہ رکھتے ہیں اپنے نفس کو اور بچتے ہیں ان فعلوں سے کہ جو موجب نارضامندی خدا کے ہیں اور آدمیوں کی رضامندی کے لئے خدا کو ناراض نہیں کرتے ہیں بسبب فرمانبرداری اور خوف خدا کے اور کعب الاحبار سے تقوی کے معنی پوچھے گئے تو کہا کہ کبھی تم اس راہ میں چلے ہو کہ جو خار اور خاشاک سے پُر ہو لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم ایسی راہ میں چلے ہیں پوچھا کس طرح چلتے ہو لوگوں نے کہا کہ دامن اپنا اوپر کو اٹھا لیتے ہیں تا کہ دامن ہمارا خار و سنے نہ اُلجھے اور خاشاک آلودہ نہو اور بچکر چلتے ہیں کہ ہمارے بدن میں خار نہ چبھیں کعب الاحبار نے کہا کہ تقوی اسی قبیل سے ہے یعنی راہِ دین میں گناہوں سے اسیطرح پرہیز کرو اور امیر المومنینؑ نے فرمایا ہی کہ متقی وہ شخص ہے کہ اگر کل اعمال اس کے ایک طبق میں رکھیں اور اسکو جہان کے لوگوں کے روبرو پیش کریں تو کوئی چیز اس میں ایسی نہو کہ اسکو اس سے شرم معلوم ہوتی ہو اور فرمایا امیر المومنینؑ نے کہ متقیوں کی کئی علامتیں ہیں کہ ان علامات سے وہ پہچانے جاتے ہیں راستگوئی اور ادائے امانت۔ اور وفائے عہد۔ اور قلت فخر اور تحمل اور رشتہ داروں سے موصلت رکھنی اور ضعیفوں پر رحم کرنا اور عورتوں کی پیروی کم کرنا اور خرچ کرنا نیکی کا اور حسن خلق اور حلم اور پیروی اس علم کی جو نزدیک کرے طرف خدا کے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ زیادہ پرہیزگار اور متقی وہ شخص ہے کہ جو حق کہے خواہ اسمیں اپنے تئیں فائدہ ہو خواہ نقصان ہو اور ہدایت کیواسطے خدا نے متقیوں کو اس واسطے خاص کیا ہے کہ نفع ہدایت سے وہی پاتے ہیں نہ بدکار اور کفار اور ہدیٰ کا لفظ کہ معنی ہادی ہی اصل میں مصدر ہے مثل تقیٰ اور سریٰ کے اور ترکیب میں حال واقع ہوا ہے ضمیر فیہ سے اور للمتقین جار اور مجرور متعلق ہدیٰ کے ہے اور متقین مشتق ہی وقایت سے کہ بمعنی نگاہداشتن ہے اور واحد اس کا متقی ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ متقی ہمارے شیعہ ہیں الَّذِيْنَ وہ لوگ ہیں وہ کہ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ غیب کے یعنی ان چیزوں پر ایمان لاتے ہیں کہ جو غائب ہیں جو اس سے اور انکو دیکھا نہیں ہے جیسے کہ معرفت اور توحید خدا اور نبوت انبیا اور امامت ائمہ معصومین اور موجود ہونا امام آخر الزمان کا اور حشر نشر اور حساب اور صراط اور میزان اور بہشت اور دوزخ اور ملائکہ اور سوا اسکے جو چیز کہ غائب ہی اور ایمان لانا اُسپر لازم ہی اور ائمہؑ سے منقول ہی کہ مراد غیب سے صاحب الزمان ہے یعنی متقی وہ لوگ ہیں کہ ایمان لاتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں امامت امام آخر الزماں کا اور نماز کہ افضل اعمال بدنی ہی اور زکواۃ کہ افضل اعمال مالی ہے اس واسطے تمام اعمال میں سے انکو خاص کر کے متقیوں کی اس صفت سے تعریف کرتا ہی اور فرماتا ہی کہ متقی وہ لوگ ہیں کہ ایمان لاتے ہیں سب اُن چیزوں پر کہ جو پیغمبر خدا کے بیان سے لایا ہے وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ اور قائم رکھتے ہیں وہ نماز کو اور ہمیشہ اس کو پڑھتے ہیں مع شرائط اور ارکان کے اور رکوع اور سجدہ کو تمام کرتے ہیں اور وقتوں کو اسکے نگاہ رکھتے ہیں اور ان امور سے جو کہ نماز کو فاسد کرتے ہیں اور بگاڑ دیتے ہیں اُنسے اپنے تئیں بچاتے ہیں اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہی کہ نماز ستون دین کا ہی جسنے عمداً نماز کو ترک کیا اُسنے اپنے دین کو منہدم کیا اور ڈھایا جسنے اُس کو وقتوں کو ترک کیا وہ ویل میں داخل ہوگا اور ویل ایک صحرا ہی جہنم میں اور فرمایا رسولخدا نے کہ جہنم میں ایک صحرا ہی اور دوزخی اس صحرا سے ہر روز ستر ہزار مرتبہ فریاد کرتے ہیں اور اس صحرا میں ایک گھر ہے آگ کا اور اس گھر میں ایک کنواں ہی آگ کا اور اس کنوئیں میں ایک تابوت ہی آگ کا اور اس تابوت میں ایک سانپ ہی کہ اسکے ایکہزار دانت ہیں اور ہر دانت ایکہزار گز کا ہے انس نے پوچھا کہ یا رسولخدا یہ کسکے واسطے ہی فرمایا

کہ واسطے پینے والے شراب کے اور ترک کرنے والے نماز کے اور فرمایا رسول خدا صلعم نے جو شخص کہ زنا کرے اپنی ماں سے ستر مرتبہ اور جو شخص کہ ڈھاوے کعبہ کو ستر مرتبہ وہ بہتر ہے نماز کے ترک کرنے والے سے اور فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے کہ ایک نماز فرض بہتر ہے بیس حج سے اور ایک حج بہتر ہے اس گھر سے جو کہ طلاء سے پر ہو اور راہ خدا میں کل سونا تصدق کیا جائے یعنی ثواب نماز کا اسکے ثواب سے اس قدر زیادہ ہے اور نماز کے ادا کرنے کے ثواب کے اور ترک کرنے کے عذاب کے احادیث بہت ہیں انشاء اللہ تعالے اپنے اپنے مقام پر مذکور ہوں گے پس متقی وہ لوگ ہیں کہ ہمیشہ پڑھتے ہیں نماز کو وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور اس چیز میں سے کہ روزی دی ہے ہمنے ان کو خرچ کرتے ہیں کہ زکواۃ اور خمس کو ادا کرتے ہیں اور مستحقوں کو پہنچاتے ہیں اور اپنے اہل اور عیال کی نفقہ سے خبر لیتے ہیں اور سوائے اس کے جو حقوق کہ واجب ہیں ان کو ادا کرتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر ایک قیراط یعنی ایک ماشہ سے بھی کم کو منع کرے اور زکواۃ مال میں سے نہ دیوے مستحقوں کو وہ مسلمان نہیں ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ ایسا شخص یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے اختیار ہے کہ سب برابر ہے اور بعضوں کے نزدیک نفقہ واجب اور مستحب کو دونو کو شامل ہے پس سنتی نفقہ بھی اس میں داخل ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی عام لینے مناسب ہیں یعنی جمیع حقوق مستحقوں کو پہنچاتے ہیں اور تصدق کرتے ہیں اور قرض دیتے ہیں اور حاجتیں مومنین کی روا کرتے ہیں اور ضعیفوں کی اعانت کرتے ہیں اور اندھوں کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور ہلاکتوں سے ان کو بچاتے ہیں اور جو کوئی اپنے سے ایمان میں افضل ہے اسکو اپنے مال اور نفس پر اختیار کرتے ہیں اور اپنے سے اسکو مقدم رکھتے ہیں اور لوگوں کا اسباب اٹھاتے ہیں اور اپنی چارپایوں پر اسکو بار کرتے ہیں اور جو کوئی درجہ میں اپنے برابر ہے اس کو اپنے مال اور نفس میں اپنی مانند شمار کرتے ہیں اور جو کچھ علم رکھتے ہیں وہ علم دوسرونکو تعلیم کرتے ہیں اور فضائل اہل بیت علیہم السلام کے ان کے دوستوں سے روبرو بیان کرتے ہیں اور دوسری روایت میں بھی حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو کچھ علم ہمنے ان کو تعلیم کیا ہے وہ دوسروں کو پہنچاتے ہیں اور ممارزقناہم متعلق ینفقون کے ہے اور فرماتا ہے خدا ان متقیوں کی تعریف میں وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اور وہ لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے طرف تیرے یعنی قرآن اور شریعت جو تیری طرف نازل کی گئی ہے اے محمد اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور وہ چیز کہ نازل کی گئی ہے پہلے تجھ سے اے محمد یعنی توریت اور انجیل اور زبور اور تمام صحیفے انبیاء کے جو پہلے تجھ سے نازل ہوئے ہیں ان سب کی بھی تصدیق کرتے ہیں اور ان پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ سب حق ہیں اور خدا کی طرف سے نازل ہوئے ہیں وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اور ساتھ آخرت کے وہ یقین کرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ دن آخرت کا کہ بعد دنیا کے ہے وہ ضرور ہونیوالا ہے اور اس روز بندے اپنے اعمال کی جزا کو پائیں گے اُولٰٓئِكَ یہ متقی جن کے یہ اوصاف مذکور ہیں عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ اوپر ہدایت کے ہیں پروردگار اپنے کی طرف سے کہ اپنے اختیار سے ایمان لائے ہیں اور اعمال نیک بجالاتے ہیں نہ یہ کہ خدا تعالے نے ایمان کو ان میں پیدا کیا ہے اس واسطے کہ یہ موجب ظلم خدا کا ہے کافروں کے عذاب کرنیمیں بسبب انکے قدرت نہ رکھنے کے ایمان کے کسب کرنے میں اسواسطے کہ جبوقت ایمان کو نہیں پیدا کیا تو انکو عذاب کرنیمیں ظلم لازم آتا ہے مگر مراد یہ ہے کہ مومنین نے اپنے ارادہ اور اختیار سے ایمان کو قبول کیا ہے اور کافروں نے اپنے ارادہ اور اختیار سے اسکو قبول نہیں کیا ہے وَاُولٰٓئِكَ اور یہی لوگ جو کہ اپنے ارادہ اور اختیار سے ایمان لائے ہیں اور اپنے اختیار سے اعمال نیک بجالاتے ہیں هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہی رستگاری پانیوالے ہیں عذاب سے اور پہنچنے والے مرتبہ ثواب کو ہیں نہ غیر ان کے اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ ان علیاً و شیعتہ ہم الفائزون یعنی تحقیق علی اور شیعہ اسکے وہی رستگار ہیں اور یہی روایت اہل سنت کی کتاب صواعق محرقہ میں ہے اور اہلسنت جو اپنے تئیں شیعیان علی میں سے کہتے ہیں نہایت دروغگو ہیں اور یہ قول ان کا موافق قول سعدی کے ہے برعکس نہند نام زنگی کافور اور دفع المغالطہ میں مینے ثابت کیا ہے کہ یہ لوگ شیعیان علی سے نہیں ہوسکتے اور کہتے ہیں کہ چار آیتیں سورہ بقر کے اول کی مومنین کی تعریف میں نازل ہوئی ہیں اور بعد اس کے

دو آیتیں کافروں کی مذمت میں اور اسکے بعد تیرہ منافقوں کی مذمت میں نازل ہوئی ہیں اور وہ دو آیتیں کہ جو کافروں کی مذمت میں نازل ہوئی ہیں وہ یہ ہیں کہ
اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اور بسبب عناد کے ایمان نہ لائے اور اپنے کفر پر ثابت قدم رہے اور دلیلوں روشن کو انھوں
نے ملاحظہ نہ کیا تاکہ ان کو سرحد رستگاری کو پہنچاتے سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ برابر ہے اوپر اُن کے ءَ اَنْذَرْتَھُمْ کیا ڈرائے تو انکو عذاب سے اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ
یا نہ ڈرائے تو ان کو یعنی خواہ ڈرائے تو انکو خواہ نہ ڈرائے تو وہ ایسے ہیں کہ اپنے عناد کی جہت سے لَا یُؤْمِنُوْنَ نہ ایمان لائینگے وہ اسواسطے کہ وہ تیرے
معجزوں کی طرف نظر نہیں کرتے ہیں اور تیری پیغمبری کو نہیں مانتے ہیں اور قرآن کی تصدیق نہیں کرتے ہیں پس بسبب نظر نہ کرنیکے تیرے معجزوں کی طرف
نہایت سختی کفر سے اس مرتبہ کو پہنچے ہیں کہ خَتَمَ اللّٰہُ مہر رکھی خدا نے عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اوپر دلوں ان کے ئے وَعَلٰی سَمْعِھِمْ اور اوپر کانوں انکے
کے یعنی خدا تعالےٰ نے اپنے علم سے جانکر کہ یہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے اُنکے دلوں پر اور کانوں پر ایک نشان کر دیا ہے کہ جو کوئی ملائکہ اور اولیا میں سے
نظر کرتا ہے اسپر تو اسکو پہچانتا ہے کہ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے اور اس جہت سے اسپر لعنت کرتا ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے
فرمایا کہ خدا نے اُن کے دلوں پر بسبب اُن کے کفر کے عذاب کو چھاپ دیا ہے جیسا کہ دوسری جگہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے بل طبع اللّٰہ علیھا بکفرھم یعنی
بلکہ چھاپا ہے خدا نے اوپر ان کے بسبب کفران کے اور کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ فائدہ دل کا کہ دریافت کرنا حق کا ہے اور فائدہ کانوں کا
کہ سننا آیتوں کا ہے ان سے حاصل نہیں ہوتا ہے پس گویا کہ حق تعالےٰ نے ان اعضا پر مہر رکھدی ہے وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ اور اوپر آنکھوں
انکی کے پردہ ہے یعنی جس وقت کہ روگردانی کی انھوں نے ان چیزوں سے کہ جن کے دیکھنے کی تکلیف دی گئی تھی اور قصور کیا اُنھوں نے اس امر
میں کہ جس کا ارادہ ان سے کیا گیا تھا وہ ایسے ہوگئے کہ گویا انکی آنکھوں پر پردہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مہر کرنے اور پردہ سے آخرت
میں مراد ہے کہ حقتعالیٰ آخرت میں انکو بیعقل اور بہرا اور اندھا کر دے گا اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالےٰ اُنکے دلوں پر مہر کردے کہ بسبب مہر
کرنے خدا کے وہ ایمان نہیں لا سکتے اور ایمان کے لانے میں مجبور ہو جائیں اسواسطے کہ یہ امر قبیح ہے اور خدا تعالےٰ اس امر قبیح کے صادر ہونے سے
پاک ہے اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ دلوں پر انکے خدا مہر کر کے انکو مجبور کردے اور پھر ان کو کہے کہ تم ایمان لاؤ اور اگر وہ ایمان نہ لائیں تو انکو عذاب
کرے وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اور واسطے اُنکے عذاب ہے بڑا دنیا میں تو اسیر اور قتل ہونا اور آخرت میں ہمیشہ دوزخ میں جلنا اور کہتے ہیں کہ عبداللہ
ابن ابی سلول اور اُسکے تابعین نے اس میں مشورہ کر کے اتفاق کیا کہ زبان سے اسلام کو ہم ظاہر کریں اور دل میں اپنے اعتقاد پر رہیں اور جس طرح سے کہ مسلمانوں
کو پیغمبر کی قربت اور مصاحبت حاصل ہے ہمکو بھی حاصل ہو تا کہ مسلمانوں کے راز سے مطلع ہو کر کفار کو اُس راز سے خبر کرتے رہیں پس متفق ہو کر سب
رسول خدا کے پاس آئے اور اپنا مسلمان ہو جانا ظاہر کیا خدا تعالےٰ ان کے حال سے خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ اور بعضے آدمیوں
میں سے مَنْ یَّقُوْلُ وہ شخص ہیں کہ کہتے ہیں کہ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ایمان لائے ہم ساتھ خدا کے وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اور ساتھ دن آخرت کے کہ وہ قیامت
کا روز ہے وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہیں وہ ایمان لانیوالے اور یقول کی ضمیر من کی طرف باعتبار لفظ کے پھرتی ہے کہ
لفظ اسکا مفرد ہے اور باقی کی ضمیریں باعتبار معنی کے اسکی طرف پھرتی ہیں کہ معنی میں وہ جمع کیلئے بھی آتا ہے اور بار مومنین زائد ہے یُخٰدِعُوْنَ
اللّٰہَ فریب دیتے ہیں وہ منافقین خدا کو اسلام کے ظاہر کرنے میں اور کفر کے پوشیدہ رکھنے میں وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور ان لوگوں کو کہ ایمان
لائے ہیں وہ اور خدا کا فریب دینا بطریق مجاز کے ہے نہ بطریق حقیقت اس واسطے کہ منافقین جانتے تھے کہ خدا کو فریب نہیں دے سکتے کہ وہ
ظاہر اور پوشیدہ کو سب جانتا ہے اور ان کے دلوں کی بات اسپر پوشیدہ نہیں ہے پس اس صورت میں معنی اس آیت کے یہ ہوئے کہ معاملہ انکا اس
عمل میں مثل معاملہ ان لوگوں کے ہے کہ درپے اس کے ہوں کہ اپنے غیر کو فریب دیویں اور یا یہ کہ پیغمبر کے فریب دینے کو خدا کا فریب دینا کہا ہے
اسواسطے کہ پیغمبر کا فریب دینا رجوع کرتا ہے فریب دینے خدا کے جیسے کہ خدا تعالےٰ دوسری جگہ فرماتا ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ یعنی جو
شخص کہ فرمانبرداری کرے پیغمبر کی پس تحقیق فرمانبرداری کی اُس نے خدا کی اور مومنین کے فریب دینے کے واسطے مومنین سے کہتے تھے کہ ہم خدا اور رسول پر

ایمان لائے ہیں مثل تمہارے اور خدا فرماتا ہے وَمَا يَخْدَعُونَ اور نہیں فریب دیتے ہیں وہ حقیقت میں اس عمل میں اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ مگر نفسوں
اپنے کو اس واسطے کہ وبال فریب دینے کا کہ وہ عذاب الیم ہے دنیا و آخرت میں وہ انکی ہی طرف رجوع کرنیوالا ہے وَمَا يَشْعُرُونَ اور نہیں
اطلاع رکھتے ہیں وہ کہ وبال اُس کا اُنکی سزا میں انکی طرف راجع ہوگا اور خدائے تعالے ان کے نفاق کی پیغمبر اور مومنین کو خبر کرے گا کہ وہ ان پر
لعنت کرنے لگیں گے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسولخدا صلعم سے کسی نے سوال کیا کہ کل قیامت کے روز نجات کس چیز میں ہے فرمایا
کہ جس میں خدا سے فریب نہ کرو کہ جو کوئی خدا سے فریب کرے گا خدا اسکو فریب کی سزا دے گا اور ایمان کو اُس سے نکال لیگا اور اگر وہ شعور رکھتا ہو
تو جانے کہ اپنے نفس کو وہ فریب دیتا ہے پھر اُس نے پوچھا کہ خدا سے کیونکر فریب کرے فرمایا کہ عمل کرے اُس چیز کا کہ خدائے تعالے نے اُس کے
کرنے کا حکم دیا ہے اور ارادہ اسکا اس سے سوائے خدا کے دوسرا امر ہو یس ڈرو تم ریا سے کہ وہ شرک بخدا ہے فِي قُلُوبِهِمْ بیچ دلوں اُن
منافقوں کے کہ جو محل اعتقاد ہے مَرَضٌ بیماری نفاق کی ہے اور کینہ مومنوں کا اور حسد ان کا کہ وہ دلوں میں اُن کے جوش کرتا ہے۔
فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا پس زیادہ کی خدا نے بیماری نفاق کی بسبب اسکے کہ مرتبہ اپنے پیغمبر کا بلند کرتا ہے اور اسلام کو روز بروز قوت دیتا
ہے اور مومنین کی ترقی کرتا ہے منافقین یہ حال دیکھ کر نفاق کو اپنے دلوں میں زیادہ پیدا کرتے ہیں اور شب و روز رنج و الم میں رہتے ہیں اور
پیغمبر اور مومنین کی ترقی دیکھ کر اپنے دلوں میں جلتے ہیں وَلَهُمْ اور واسطے اُن منافقوں کے آخرت میں عَذَابٌ اَلِيمٌ عذاب دردناک ہے
بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ بسبب اسکے کہ ہیں وہ جھوٹ کہتے مومنین سے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور بعضوں نے يكذبون کو بتشدید ذال پڑھا ہے
اب خدا تعالے اُنکے افعال سے خبر دیتا ہے اس طرح سے کہ وَاِذَا قِيلَ اور جس وقت کہا جائے یعنی مومنین کہیں لَهُمْ واسطے ان منافقین
کے کہ لَا تُفْسِدُوا نہ فساد کرو تم اے منافقو فِي الْاَرْضِ بیچ زمین کے بسبب نافرمانی کے اور باز رکھنے لوگوں کے ایمان سے ایمان کو برا کہہ کر
اور بہ سبب فریب دینے مومنین کے اسلام کو ظاہر کر کے اور کافروں کے روبرو اسلام کا بطلان بیان کر کے قَالُوا کہتے ہیں وہ مومنین کے جواب
میں عناد کی راہ سے کہ اِنَّمَا نَحْنُ نہیں ہم سوائے اس کے نہیں کہ ہم مُصْلِحُونَ درستی کرنے والے ہیں اپنے کاموں میں یعنی جو کچھ کہ ہم کرتے ہیں عین صلاح
اور نیک ہے کہ ہم اسلام کو ظاہر کر کے محمد کو راضی رکھتے ہیں اور اپنا اعتقاد بھی دلونمیں اپنے باقی رکھتے ہیں اور وہ اپنے افعال کو جو اچھا جانتے
تھے خدا تعالے ان کے قول کو رد کرتا ہے کہ اَلَآ خبردار ہو اور جانو تم اے مومنین کہ اِنَّهُمْ تحقیق وہ منافقین هُمُ الْمُفْسِدُونَ وہی فساد
کرنیوالے ہیں اور تباہی ڈالنے والے ہیں اور دوسرا هُم فصل کا ہے یا مبتدا کا وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُونَ اور لیکن وہ نہیں اطلاع رکھتے ہیں
کہ مفسد وہی ہیں اور عمل اُن کا بروجہ صلاح نہیں ہے بسبب نہ تفکر کرنے ان کے کے معجزوں میں اور روشن اور ظاہر دلیلوں میں اور بسبب اس کے کہ
اگر خدا تعالے پیغمبر کو انکے نفاق سے خبر کر دے گا تو وہ مومنین کو اُنکے نفاق سے مطلع کرے گا اور اُنپر لعنت کرنیکا حکم کریگا تو وہ مومنین اُن پر
لعنت کرنے لگیں گے اور اگر وہ انصاف سے نظر کرتے تو جانتے کہ جو کچھ کرتے ہیں عین فساد ہے نہ صلاح وَاِذَا قِيلَ لَهُمْ اور جس وقت
کہا جائے واسطے ان منافقوں کے یعنی پیغمبر یا مومنین اُن سے کہیں کہ اٰمِنُوا ایمان لاؤ تم دل سے اور پیغمبر کی تصدیق کرو كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ جیسے
کہ ایمان لائے ہیں آدمی کہ وہ مومنین خالص ہیں اور دلوں اپنے میں وہ نفاق رکھتے ہیں قَالُوا کہتے ہیں وہ منافقین آپس میں یا اپنی قوم
کے درمیان کہ اَنُؤْمِنُ کیا ایمان لائیں ہم كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ جیسے کہ ایمان لاتے ہیں احمق اور بیخبر اور کم ظرف آدمی یعنی ہم
مثل بیوقوفوں کے ہرگز ایمان نہ لائینگے اور اکثر مومنین جو فقیر اور محتاج تھے اور بعض مومنین سے غلام تھے مثل صہیب اور بلال کے اسواسطے اُن کو احمق کہا اور ہمزہ
استفہام انومن کا انکاری ہے اور کاف کما کا موضع نصب میں ہے کہ صفت ہے مصدر محذوف کی اور ما موصول مع اپنے صلہ کے بمعنی مصدر ہے یعنی
آمنوا ایمانا مثل ایمان الناس پس موصوف کاف کا کہ ایمانا ہے یہاں سے محذوف ہے اور کاف بمعنی مثل ہے اَلَآ خبردار ہو اور جانو اے
مومنین مخلصین اِنَّهُمْ تحقیق کہ وہ منافقین هُمُ السُّفَهَآءُ وہی کم عقل ہیں کہ سمجھتے نہیں ہیں اور نہیں جانتے کہ ہم جو اسلام کو ظاہر کرتے

ہیں اور دل میں کفر کو پوشیدہ رکھتے ہیں یہ نہایت ہی بیوقوفی ہے اور مومنین کم عقل نہیں ہیں کہ اُنھوں نے کفر پر ایمان کو اختیار کیا ہے اور معصیت پر طاعت کو اور منافقین بالعکس اسکے کرتے ہیں اور بسبب بیعقلی کے کفر کو ایمان پر اور معصیت کو اطاعت پر اختیار کیا ہے اُنھوں نے وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ اور لیکن نہیں جانتے ہیں کہ وہ خدائے تعالےٰ ان کے نفاق کی مومنین کو خبر کرے گا تو مومنین اُن پر لعنت کرنے لگیں گے اور الا واسطے تنبیہہ کے آتا ہے شروع کلام میں اور اصل اسکی لا ہے اور واسطے تحقیق کلام مابعد کے ہمزہ اسپر داخل ہو گیا ہے اور منقول ہے کہ ایکروز عبداللہ بن اُبی اور اُسکے تابعین نے امیر المومنین علیہ السلام سے مع دیگر اصحاب کے ملاقات کی اور ہر ایک منافق نے اُن میں سے امیر المومنین علیہ السلام کی ازراہ خوشامد بہت تعریف کی جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عبداللہ خدا سے ڈر اور نفاق کو اپنے ترک کر اور اعتقاد خالص سے ایمان لا کر زمرہ میں مومنین مخلصین کے داخل ہو عبداللہ نے جواب میں کہا کہ اے ابوالحسن تم ہمکو منسوب بہ نفاق کرتے ہو ہم تو مثل تمہارے ایمان لائے ہیں او پیغمبر کا اعتقاد رکھتے ہیں خدائے تعالےٰ نے عبداللہ کی تکذیب اور جناب امیر علیہ السلام کی تصدیق کے باب میں یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور جس وقت ملاقات کرتے ہیں وہ منافقین ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہیں تو قَالُوْٓا کہتے ہیں وہ ازروئے نفاق کہ اٰمَنَّا ایمان لائے ہیں ہم مثل تمہارے محمدؐ پر اور قرآن پر وَاِذَا خَلَوْا اور جس وقت خلوت اور تنہائی میں ہوتے ہیں وہ اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ طرف شیطانوں اپنے کے کہ وہ مشرکین ہیں اور یار انکے ہیں اور گمراہ کرنے میں مثل شیطانوں کے ہیں اور رئیس اور پیشوا انکے ہیں تو اس وقت قَالُوْٓا کہتے ہیں وہ منافقین پیشواؤں اپنے سے ازروئے اعتقاد کہ اِنَّا مَعَكُمْ تحقیق ہم ہمراہ تمہارے ہیں تمہارے دین پر اور اپنے دین سے ہم پھرے نہیں اور مسلمانوں کے روبرو جو ہم اسلام اپنا ظاہر کرتے ہیں اِنَّمَا نَحْنُ سوائے اس کے نہیں کہ ہم مُسْتَهْزِءُوْنَ ہنسی کرنے والے ہیں اُن مسلمانوں سے خدا تعالےٰ مومنین کی طرف سے فرماتا ہے کہ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ خدا جزا ہنسی کی دیگا اُن کو کہ دنیا میں تو احکام مسلمانوں کے اپنر جاری کرے گا اور آخرت میں جس وقت وہ دوزخ میں ہونگے تو کہتے ہیں کہ ایک دروازہ بہشت کا انکی طرف کھولیگا اُسوقت وہ جلدی سے بہشت کی طرف کو دوڑیں گے جس وقت وہ بہشت کے دروازہ پر پہنچیں گے تو اس وقت دروازہ بہشت کا بند ہو جائے گا اور آتش دوزخ انکو اپنی طرف کھینچ لے وے گی اور مومنین یہ دیکھ کر ہنسینگے جسوقت کہ وہ کہینگے کہ ایسا ہمارے ساتھ کیوں کیا تو کہا جائے گا کہ یہ عوض اس ہنسی کے ہے کہ جو تم دنیا میں مومنین سے ہنستے تھے وَيَمُدُّهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ اور کھینچیگا ان کو بیچ سرکشی اُن کی کے اور حد سے گذرنے اُن کی کے کفر میں اور نفاق میں کہ يَعْمَهُوْنَ حیران رہیں وہ اور سرگردان ہوئی راہ ثواب سے یعنی بسبب تفکر اور تامل کرنے کے معجزات اور دلائل ظاہرہ میں چھوڑ دیگا انکو خدا تعالےٰ انکی سرکشی میں کہ سرگرداں اور حیران رہیں وہ اور توفیق اور نظر لطف اُن سے اُٹھا لیگا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہ منافقین وہ لوگ ہیں کہ اشْتَرَوُا خرید کیا ہے اُنھوں نے یعنی بدل کیا ہے اُنھوں الضَّلٰلَةَ گمراہی کو کہ وہ کفر اور نفاق ہے بِالْهُدٰى ساتھ راہ راست کے کہ وہ ایمان اور یقین ہے اور مراد یہ ہے کہ خرید کیا اُنھوں نے ہلاکت کو بدلے رستگاری کے فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ پس نہ نفع دیا سوداگری اُن کی نے بدلے ایمان کے کفر کو خرید کرنے کے معاملہ میں وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ اور نہیں ہیں وہ راہ راست پانے والے یعنی ان لوگوں نے دین خدا کو فروخت کیا اور اس کے عوض میں کفر کو لیلیا اس صورت میں انکی تجارت نے انکو کچھ فائدہ ندیا بلکہ ایمان کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کیا اور بہشت کو کہ قسم قسم کی نعمتیں اس میں ہیں راہ جہالت سے ترک کر کے آتش دوزخ کو کہ طرح طرح کے عذاب اور تکلیفیں اسمیں ہیں پسند کیا یہ لوگ حق اور ثواب کی طرف ہرگز راہ پانیوالے نہیں ہیں اور اشتروا کی واؤ کو سب قاریوں نے مضموم پڑھا ہے مگر یحییٰ نے مکسور پڑھا ہے۔ لو استقاموا کی واؤ کے مشابہ جانکر اور ضمہ اشتروا کی واؤ کو اس واسطے ہوا کہ یہ واؤ ساکن تھی اور جس وقت ساقط ہوا ہمزہ وصل کا تو یہ واؤ ساکن ہے جا کر ملی جو کہ لام تعریف سے بدل کیا گیا ہے اب یہ دو ساکن جمع ہوئے اس واسطے واؤ کو حرکت ضمہ کی دی کہ دلالت کرے صیغہ جمع ہونے پر مَثَلُهُمْ مثال ان منافقین کی اس معاملہ میں كَمَثَلِ الَّذِىْ مانند

اس شخص کی ہے کہ اندھیری رات ابرناک میں اِسْتَوْقَدَ نَارًا روشن کرے آگ کو صحرامیں واسطے دیکھنے راہ کے تاکہ گرداگرد اپنے
دیکھے اور جلدی راہ چلے دشمنوں کے خوف سے اور امن کی جگہ میں پہنچے فَلَمَّآ اَضَآءَتْ جس وقت روشن کرے وہ آگ مَا حَوْلَهٗ اس
چیز کو کہ گرداگرد اُس کے ہے ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ لے جائے خدا روشنی ان کی کو وَتَرَكَهُمْ اور چھوڑ دے انکو فِىْ ظُلُمٰتٍ
بیچ اندھیروں کے لَّا يُبْصِرُوْنَ کہ نہ دیکھیں وہ کسی چیز کو یعنی کہ جیسے بعضے آدمی واسطے دیکھنے راہ کے اور خوف گم کرنے راہ کے شب
تاریک میں آگ روشن کریں اور جس وقت وہ آگ ان کے گرد کو روشن کرے اور حق تعالیٰ ہوا کو بھیجکر اُس روشنی کو دور کرے تو اس وقت وہ
لوگ تاریکی میں حیران اور سرگردان رہجائیں اس صحرا میں ایسا ہی منافقین کا حال ہو کہ شب تاریک گمراہی میں اظہار کلمہ اسلام کرکے اُس کی
روشنی میں مسلمانوں کے خوف شمشیر سے اور تاراجی مال سے بے خوف ہو جائیں اور جس وقت خدائے تعالےٰ ان کو موت دے تو نور ظاہری
انکا کہ وہ فقط اقرار زبانی ایمان کا بمجرد مرنے کے اُنسے جاتا رہے اور تاریکی عذاب میں بسبب کفر باطنی گرفتار ہو جائیں کہ راہ نکلنے کی
اس تاریکی عذاب سے نپائیں پس جن لوگوں کا یہ حال ہے وہ صُمٌّۢ بہرے ہیں بایں معنی کہ حق کے سننے پر کان نہیں رکھتے ہیں بُكْمٌ گونگے
ہیں بایں معنی کہ سخن حق نہیں کہتے ہیں عُمْىٌ اندھے ہیں اس وجہ سے کہ حق کو نہیں دیکھتے ہیں یعنی جو دلیلیں کہ حق ہیں اُن کو نہیں
سنتے ہیں اور دل سے اقرار خدا کا اور رسول کا نہیں کرتے ہیں اور معجزوں کی طرف نہیں دیکھتے ہیں پس گویا کان اور زبان اور آنکھ نہیں
رکھتے ہیں فَهُمْ پس وہ لوگ کہ اس مرتبہ کو پہنچے ہیں لَا يَرْجِعُوْنَ نہ رجوع کریں گے کفر سے طرف ایمان کے اور گمراہی سے
طرف راہ راست کے اور آخرت میں بھی وہ لوگ بہرے اور گونگے اور اندھے ہو کر اُٹھیں گے چنانچہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ ونحشرھم یوم
القیامة علےٰ وجوھھم عمیا وبکما وصما یعنی محشور کریں گے ہم ان کو دن قیامت کے اوپر موہنوں ان کے کے اندھا اور گونگا اور بہرا اور
اس آیہ مثال میں پہلے تو ضمیریں مفرد کی آئی ہیں اور بعد اُسکے جمع کی اس کی تاویل میں بیان کرتے ہیں کہ الذی جمع کے معنی
میں ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے والذی جاء بالصدق وصدق بہ اور بعضے کہتے ہیں کہ الذی میں سے نون جمع کا محذوف
ہے اور اصل میں یہ الذین ہے اور ایسا شعرائے عرب کے کلام میں آتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مضاف یہاں سے محذوف ہے گویا اس
طرح ہے کہ مثلھم کمثل اتباع الذی استوقد نارًا یعنی مثال ان منافقوں کی مانند پیروی کرنے والوں اُس شخص کے ہے کہ روشن کیا اس نے
آگ کو اور بعضے کہتے ہیں کہ اس میں تشبیہ حال کی ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ حال ھولاء المنافقین فی جھلھم کحال المستوقد نارًا یعنی
حال ان منافقوں کا بیچ جہالت اور نادانی ان کی کے مانند حال روشن کرنیوالی کے آگ کو ہے اور اضاءت اگر متعدی ہے تو ضمیر اسکی طرف نار کے
پھرتی ہے اور اگر لازمی ہے تو ضمیر اسکی طرف ماحولہ کی پھرتی ہے اور تانیث اس کی باعتبار متعدد ہونے اشیاء کے ہے کہ جو گرد اس کے ہیں
اور حولہ منصوب علی الظرفیہ ہے اَوْ كَصَيِّبٍ یا مثال ان منافقوں کی مانند صاحبوں مینہہ کے ہے اصحاب کا لفظ کہ وہ مضاف الیہ ہے
یہاں سے محذوف ہے اور تقدیر اسکی کاصحاب صیب ہے اور عطف اس کا کمثل الذی استوقد نارًا پر ہے اور اصحاب کا لفظ یہاں سے اس
واسطے محذوف ہے کہ صیب غیر عاقل ہے اس کا عطف عاقل پر کیونکر ہو گا اس واسطے اصحاب کے لفظ کی تقدیر یہاں مناسب ہوئی اور دلالت
کرتا ہے اسکے مقدر ہونے پر مابعد اسکا کہ وہ یجعلون اصابعھم فی اذانھم یعنی مثال ان منافقوں کی مانند یاروں باران کو ہو کہ جس کے بڑے بڑے قطرے
ہوں اور وہ لوگ اس باران میں گرفتار ہو گئے ہوں اور جلدی جلدی وہ مینہہ برستا ہو مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے کہ فِيْهِ بیچ اس باران کے
یعنی وقت برسنے باران کے ظُلُمٰتٌ اندھیری ہوں تاریکی شب کے بادلوں کی وَّرَعْدٌ اور گرج ہو کہ اس میں آواز سخت ہو وَّ
بَرْقٌ اور بجلی ہو روشن زمین پر گرتی ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ رعد آواز ایک فرشتہ کی ہے کہ وہ بادلوں کو اطراف عالم میں
پراگندہ کرتا ہے اور پھیلاتا ہے اور امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ برق روشنی تازیانہ کی ہے کہ وہ لوہے کا ہے اور ملائکہ

بادلوں کو اس سے مار کر ہانکتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ تازیانہ نور کا ہے اور کہتے ہیں کہ رعد آواز برہم ہونے ابر کے ٹکڑوں کی آپسمیں
ہے اور برق ایک آتش ہے کہ نکلتی ہے وقت برہم ہونے بادلونکے آپسمیں حاصل یہ ہے کہ منافقین مثل صاحبوں پھنسگئے ہیں کہ جس میں رعد اور برق
ہے اور اُس میں وہ گرفتار ہیں کہ بجلی کی کڑک سے **یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ** کرتے ہیں وہ انگلیوں اپنی کو **فِیْۤ اٰذَانِهِمْ** بیچ کانوں اپنے کے
مِّنَ الصَّوَاعِقِ کڑکوں بجلی کے سے **حَذَرَ الْمَوْتِ** واسطے ڈر موت کے اور خوف ہلاک ہونے کے **وَاللّٰهُ مُحِیْطٌۢ** اور خدا گھیر نیوالا ہے
اور احاطہ کرنیوالا ہے **بِالْكٰفِرِیْنَ** ساتھ کافروں کے یعنی اُسکا علم انکے سب افعال کو پہنچا ہے اور سب کو موافق انکے فعلوں کے سزا دیگا اگر چاہے
اپنے حبیب کو ان کے نفاق کی خبر دیوے اور مطلع کردے کہ ان کے ظاہر اور پوشیدہ کو وہ جانتا ہے اس آیت میں خدا تعالے نے قرآن اور ہدایت
کو شباہت دی ہے باران سے اسواسطے کہ جیسے باران سے زمین زندہ ہوتی ہے ایسے ہی قرآن اور ہدایت سے دل زندہ ہوتے ہیں اور باران
میں ابر سے جو اندھیرے ہوتے ہیں اور رعد اور بجلی اور کڑک جو ہوتی ہے تو اس وقت انگلیوں کو کان میں دیتے ہیں کڑکوں رعد کے سے مرنیکے
خوف سے کہ بجلی ہم پر نہ گرے ایسے ہی حال منافقوں کا ہے کہ وہ ڈرتے ہیں کہ ایسا ہو کہ پیغمبر اپنے اصحاب کو اُنکے نفاق کی خبر دیوے اور قرآن
میں جو کچھ وعید اور عذاب اور لعن اور خوف دلاتا ہے کہ وہ مثل رعد اور برق اور صاعقہ کی ہو اسکے سننے سے کانونمیں انگلیاں دیتے ہیں کہ ایسا
ہو کہ حکم قتل کا نازل ہوا ہو اور اُنکو سُن لیویں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ حقتعالے نے تشبیہ دی ہے باران کو کہ جو آسمان سے نازل
ہوتا ہے قرآن کے ساتھ اور رعد اور برق کو کہ جو اسمیں تشبیہ دی ہے اُن چیزونکے ساتھ جو کہ قرآن میں مذکور ہیں مثل عذاب اور روڑانے کے
اور تشبیہ دی ہے روشنی صاعقہ کو وعید آخرت اور جہاد دنیا کے ساتھ اور حذر الموت مفعول لہ واقع ہوا ہے اور ابن مسعود سے روایت ہے
کہ دو مرد منافق رسولخدا صلعم سے خوف کرکے مدینہ سے بھاگ گئے تھے اور راہ میں باران سخت انکو پہنچا کہ وہ حیران ہوگئے جس وقت کہ بجلی
چمکتی تھی تو چند قدم اس کی روشنی میں چلتے تھے جس وقت تاریکی ہوتی تھی تو کھڑے ہوتے تھے اور جس وقت سخت آواز بجلی کی کڑک کی آتی
تھی تو اپنے کانوں میں انگلیاں دیتے تھے اور جس وقت بیتاب ہوتے تھے تو کہتے تھے کہ کاش کے جلدی صبح ہوتی کہ ہم پیغمبر خدا صلعم کی خدمت
میں حاضر ہو کر فرمانبرداری اس کی کرتے جبکہ صبح ہوئی تو رسولخدا صلعم کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے اور باعتقاد تمام ایمان لائے حقتعالے
نے مدینہ کے منافقوں کے حال کو اُن دو مرد کے حال کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور فرمایا کہ مثال انکی مثل ان لوگوں کے ہے کہ جو خوف کی
جہت سے انگلیاں اپنے کانوں میں کرتے ہیں اور بہت چمکنے کی جہت سے **یَكَادُ الْبَرْقُ** قریب ہے بجلی کہ **یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ** چوندھیاوے
آنکھوں انکی کو **كُلَّمَاۤ اَضَآءَ** جس وقت روشن ہوئی وہ بجلی اور رستہ روشن ہوا **لَهُمْ** واسطے ان کے یعنی ان کے چلنے کے لئے تو
مَّشَوْا فِیْهِ چلتے ہیں وہ بیچ اُس کے **وَاِذَاۤ اَظْلَمَ عَلَیْهِمْ** اور جس وقت تاریکی ہوئی اوپر ان کے اور راستہ میں اندھیرا ہو گیا بجلی کے
دور ہونے سے تو **قَامُوْا** کھڑے ہو رہتے ہیں وہ ایک جگہ حیران اور سرگردان ہو کر یعنی جو لوگ کہ برق میں مبتلا ہیں قریب ہو کہ درخشندگی برق
کی انکی بینائی کو لیجاوے اور آنکھوں کو اُنکی چوندھیا دے اور ایسا ہی حال منافقین کا ہے کہ جو کچھ قرآن کی آیتیں دلالت کرتی ہیں حقیت پیغمبر
پر اور وہ انکو دیکھتے ہیں اور تامل انمیں نہیں کرتے ہیں اور انکار حق کا کرتے ہیں قریب ہے کہ باطل ہو جائیں سب علوم انکے جو کچھ کہ انکو حاصل
ہیں اس واسطے کہ جو کوئی حق صریح کا انکار کرتا ہے یہ انکار اسکا پہنچا دے گا اسکو طرف اس امر کے کہ سب حقوق کا اُس سے بطلان ہو جاوے
اور منقول ہے کہ جس وقت منافقین رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آئے تو انگلیاں اپنی کانوں میں کرتے تھے اس خوف سے کہ مبادا
حکم ان کے قتل کے واسطے پہنچا ہو پس حقتعالے نے تشبیہ دی انکو اس جماعت کے ساتھ کہ ہلاکت کے خوف سے وقت سننے آواز کڑک گرجنے کے
انگلیوں کو کانوں پر رکھیں اور جس وقت دین بصیرت سے دلیل روشن قرآن کو دیکھتے تھے تو قریب تھا کہ دل اُن کے ان آیتونکی نور کی جہت سے
کفر سے پھر جائیں حقتعالی نے تشبیہ دی انکو برق کیساتھ کہ بسبب درخشندگی کے نزدیک ہو کہ بارش والوں کی آنکھوں کو لیجاوے اور فرمایا کہ حقتعالی نے جبتو روشن

ہوتی ہے بجلی تو چلتے ہیں وہ اس کی چمک میں اور جس وقت اندھیرا ہوتا ہے تو کھڑے ہو رہتے ہیں اور یہی حال منافقوں کا ہے کہ جس وقت دیکھتے ہیں
کوئی فائدہ دنیا مثل فتح اور ظفر اور غنیمت کے واسطے مسلمانوں کے تو رغبت کرتے ہیں وہ طرف دین اسلام کے اور تمنا اطاعت اور بیعت کی کرتے ہیں
اور جس وقت کوئی سختی اور شکست مسلمانوں کی طرف دیکھتے ہیں اور اپنی دنیا میں سے کوئی امر مکروہ اور ناخوش ملاحظہ کرتے ہیں تو بدفالی اور بدشگونی جانتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دین محمدؐ کی جہت سے ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر چاہے خدا سبب ان کے نفاق کے ان کو عذاب کرے تو لَذَهَبَ البتہ لیجائے
آواز رعد سے بِسَمْعِهِمْ سننے ان کے کو کہ ان کو بہرا کر دے وَاَبْصَارِهِمْ اور لیجائے بینائی اُن کی کو بجلی کی چمک سے کہ اُن کو اندھا کر دے۔
اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اوپر ہر چیز کے قادر ہے پس ممکن ہے کہ ان کی شنوائی اور بینائی کو لیجائے اور انکو بہرا اور اندھا
کر دے اور شنوائی اور بینائی کے لیجانے کو خدا تعالیٰ نے سب اعضا میں سے اس واسطے خص کیا ہے کہ انہیں دونوں کا ذکر چلا آتا ہے یہ تیرا
آیتیں منافقین کے حق میں تھیں کہ تمام ہوئیں اور اب خدائے تعالیٰ بندہ کو پرستش کا حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اے آدمیو
اعْبُدُوْا عبادت اور بندگی کرو تم رَبَّكُمُ پروردگار اپنے کو الَّذِیْ وہ پروردگار کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے خَلَقَكُمْ پیدا کیا ہے
تمکو وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اور ان لوگوں کو کہ پہلے تم سے تھے تمہارے باپ اور دادا اور سوائے اُن کے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ بچو تم آتش
دوزخ سے عبادت کی برکت کے سبب اگر خاص واسطے خدا کے عبادت کرو اور افضل سب عبادتوں سے نماز ہے اسکو ہرگز کسی آن ترک نکرو اور یہ خطاب مومن اور کافر
کے سب کی طرف ہے سوا اُن شخصوں کے کہ جو بالغ اور عاقل نہیں ہیں اور خدا تعالیٰ نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ اسکی عبادت کریں چنانچہ دوسری آیت میں فرماتا ہے
کہ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور خدا تعالیٰ کی ذات غنی مطلق ہے اوسکو تمہاری عبادت کی احتیاج نہیں اور تمہاری عبادت کچھ فائدہ اسکو نہیں اور تمہ نہ کھانا اور پینا نہیں
لگتا ہے اور تمہاری عبادت کا محتاج نہیں ہے فقط یہی چاہتا ہے کہ تم اسکی عبادت کرو وہ تم سے راضی ہے کہ تمکو مستحق عبادت کا جانکر پیدا کیا اور فائدہ بھی اس عبادت کا
تمہارے ہی واسطے ہے کہ تم کو آتش جہنم سے محفوظ رکھے اور بہشت تمہارے رہنے کو دیوے اور خدا میں اور تم میں کچھ رشتہ داری نہیں ہے کہ رشتہ کی جہت
سے تمہاری رعایت کرے اسکا پیارا تو وہی ہے کہ جو اسکو یاد کرے اور موافق شرع کی اسکی عبادت کرتا رہے اور واجبات کو ترک نہ کرے اور معاصی سے پرہیز کرتا رہے اور اس
سے وہ راضی ہے اشعار جز بندگی نہ چاہیے بندے کو کوئی کام ؛ بندہ وہی ہے جو رہے طاعت میں صبح و شام ؛ گر بندگی نہ کی تو وہ بندہ نہیں رہا
کرنے سے بندگی کے ہے بندہ ہی اس کا نام ؛ طاعت بڑا وسیلہ ہے بندہ کا حشر میں ؛ گر چاہتا ہے خیر سے جنت میں ہو مقام ؛ آقا کے گر حضور میں
حاضر ہو ہر گھڑی ؛ پیارا سبھو سے پھر تو نہ کیونکر ہو وہ غلام ؛ سجدہ ہی میں بسر ہو اگر یا رکوع میں ؛ معبود اس سے راضی ہو اور خوش رہے مدام
اور کلمہ لعل کا جو اس آیت میں آیا ہے وہ وجوب کے لئے ہے یعنی لازم ہے خدائے تعالیٰ پر کہ اپنی پرستش کرنے والوں کو عذاب سے
نجات دیوے اس واسطے کہ وہ کریم مطلق ہے اور کریم مطلق کے لائق نہیں ہے کہ کسی کو بدون نفع کے مشقت میں ڈالے اور اس مشقت
کے عوض میں کچھ فائدہ اس کو نہ دیوے اور اس کو طمع دے کر محروم رکھے اور دیکھو اُس نے کیا کیا نعمتیں تم کو دی ہیں چنانچہ فرماتا ہے
کہ الَّذِیْ وہ خدا پروردگار تمہارا کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا کیا ہے واسطے تمہارے زمین
کو فرش بچھا ہوا کہ وہ تمہاری طبیعت اور بدن کے بہت مناسب ہے اور موافق ہے نہ بہت گرم ہے کہ تم کو جلا دیوے اور نہ بہت سرد
ہے کہ تمکو جما دیوے اور نہ ایسی خوشبودار ہے کہ تمہارے سر میں درد پیدا کرے اور نہ ایسی بدبودار ہے کہ تم کو ہلاک کرے اور نہ ایسی نرم ہے
مثل پانی کے کہ تمکو غرق کرے بلکہ ایسی مناسب ہے واسطے تمہارے کہ تم اس میں زراعت کرتے ہو اور اپنے مکان بناتے ہو اور اپنے مُردوں کو
دفن کرتے ہو اور سوائے اس کے طرح طرح کے فائدے اُس سے حاصل کرتے ہو اور اُسپر آرام کرتے ہو وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً اور آسمان کو
چھت جیسی بنایا خدا نے تمہارے واسطے آسمان کو چھت اور تمہارے فائدے کے لئے اُس میں آفتاب اور مہتاب اور ستارے پیدا کئے اور
منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے چاہا کہ آسمان اور زمین کو پیدا کرے پہلے ایک جوہر سبز پیدا کیا اور بعد اسکی بنظر ہیبت اسکی طرف دیکھا وہ جوہر آب زلال

ہو گیا اور کف اور بخار اس کی موج سے ظاہر اسات طبقہ آسمان کو اس کے بخار سے پیدا کیا اور سات زمینونکو اس کے کف سے اور کہتے ہیں کہ ہر طبقہ آسمان
اور زمین کا مقدار پانسو برس کی راہ کے ہے اور بعد پیدا کرنے آسمان اور زمین کے فرشتونکو پیدا کیا اور آسمانوں کے طبقوں کو اُنکے شانوں پر رکھا
اور ایک فرشتہ اور پیدا کیا اور اسکو حکم کیا کہ مشرق سے مغرب تک ہاتھوں کو اپنے پھیلا دے اور زمین کو اسکے ہاتھوں پر رکھا لیکن قدم اُس کا
کسی چیز پر قرار نہیں پکڑتا تھا گاؤ کو پیدا کیا کہ اُسکے چالیس ہزار سینگ اور چالیس ہزار ہاتھ اور پاؤں ہیں اس فرشتہ نے اُس گاؤ کے کوہان
پر اپنا قدم رکھا اور سینگ اُسکے زمین کیجانب سے زیر عرش تک پہنچے ہیں اور دہن اسکا دریا میں ہے ہر روز ایک دم کھینچتا ہے یہ زیادتی اور کمی سمندر
کی جس کو جوار بھاٹا کہتے ہیں اس سبب سے ہے اور گاؤ کے پانوں بھی کسی چیز پر نہیں ٹھہرتے تھے ایک پتھر کو پیدا کیا برابر سات آسمان کے اور
سات زمین کے اُسپر گاؤ نے اپنے پاؤں رکھے اور بعد اس کے ایک مچھلی کو پیدا کیا اور اس کی پشت پر وہ پتھر رکھا اور مچھلی کو پانی پر رکھا اور پانی
کو ہوا پر اور ہوا قدرت خدائے تعالےٰ سے قائم ہے اور زمین مثل کشتی کے پانی پر حرکت کرتی تھی پہاڑوں کو پیدا کرکے اس کی میخیں بنایا اور ایک
اور نعمت اپنی بیان کرتا ہے وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً اور اتارا خدا نے آسمان سے پانی کو کہ وہ نہایت مبارک اور فائدہ مند ہے اور قسم قسم کے نفعے
اُس سے حاصل کرتے ہیں اور خدائے تعالےٰ اپنی حکمت سے قطرہ قطرہ برساتا ہے اگر ایک بڑا سا پانی کا ٹکڑا ڈالدے تو تم کو اور تمہارے چوپاؤنکو
اور زراعت اور درختوں کو اُس سے بہت ضرر ہو اور سما بمعنی بلندی ہے اور اسی واسطے بعضوں کے نزدیک مراد سما سے ابر ہے کہ وہ بھی بلند ہوتا
ہے اور پانی کو دریا سے لیکر اوپر چڑھتا ہے اور ہوا اسکو پراگندہ کرتی ہے اور ہانکتی ہے اور نچوڑتی ہے اور باران رحمت اس سے گرتا ہے
فَاَخْرَجَ بِهٖ پس نکالا خدا نے ساتھ اس پانی کے مِنَ الثَّمَرٰتِ پھلوں سے رِزْقًا لَّكُمْ روزی کو واسطے تمہارے کہ قسم قسم کے
میوے اور غلے پیدا کئے کہ جس کو تم کھاتے ہو پس جس وقت کہ خدائے تعالےٰ ایسی نعمتیں تمہارے واسطے پیدا کرتا ہے فَلَا تَجْعَلُوْا پس نہ مقرر کرو
تم لِلّٰهِ اَنْدَادًا واسطے خدا کے شریکوں کو وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور تم جانتے ہو کہ جن کی پرستش سوائے خدا کے کرتے ہو وہ کسی چیز کے
پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں پس کیونکر وہ سزاوار پرستش کے ہوں گے اور بعد اسکے خدائے تعالےٰ قرآن کے معجزہ ہونے کا ذکر کرتا ہے کہ وہ
دلیل ہے محمد صلعم کی نبوت کی اس واسطے کہ ایمان تمام نہیں ہوتا ہے بدون اقرار توحید اور نبوت محمد صلعم کے چنانچہ فرماتا ہے وَاِنْ كُنْتُمْ
فِيْ رَيْبٍ اگر ہو تم بیچ شک کے مِّمَّا نَزَّلْنَا اس چیز سے کہ نازل کی ہم نے یعنی قرآن کہ جو نازل کیا ہے ہم نے عَلٰي عَبْدِنَا اوپر بندے
اپنے کے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور اس میں تم شک کرتے ہو اور تم گمان کرتے ہو کہ ہمنے اسکو نازل نہیں کیا ہے بلکہ محمد صلعم نے اپنی طرف
سے اس کو بنا لیا ہے فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ پس لاؤ تم ایک سورۃ کو مِّنْ مِّثْلِهٖ مانند اس کے کہ فصاحت اور بلاغت میں وہ مثل قرآن
کے ہو کہ جس کو محمد لایا ہے اور تم جانتے ہو کہ وہ نہ کسی سے پڑھا ہے اور نہ کسی آدمی سے اُس نے لکھنا سیکھا ہے اور نہ کسی عالم کے پاس اس
نے آمد و رفت کی ہے اور سفر اور حضر میں تم نے اسکو خوب دیکھا ہی پس ایسے شخص نے ایک مرتبہ حکمتیں اور علوم اولین اور آخرین سب
بیان کر دئے اور ایسی کتاب فصیح و بلیغ لایا کہ اس کے مقابلے سے تمہارے بڑے بڑے نامی فصحا عاجز ہو گئے اے غافلو آدمی کی قدرت ہے
کہ ایسا کلام کہہ سکے اور تم سے یہ کام نہیں ہو سکتا ہے اور کسی آدمی سے کہو کہ وہ کہکر لائے وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ اور بلاؤ تم حاضران مجلس
اپنے کو مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا کے کہ جو بڑے بڑے فصیح شاعر ہیں پس چاہیے کہ مثل قرآن وہ بیان کریں اور بیان یہ کہ اپنے بتونکو
طلب کرو جن کی کہ تم پرستش کرتے ہو اور سوائے خدا کے وہ اس امر میں تمہاری نصرت کریں اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم راستگو اس
قول میں کہ یہ قرآن کلام محمد کا بنایا ہوا ہے اور خدا نے اسکو نازل نہیں کیا ہے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا پس اگر نہ کرو تم مثل قرآن کے یعنی کوئی سورت
تم نہ لاسکو وَلَنْ تَفْعَلُوْا اور ہرگز نہ کر سکو گے تم مثل اُس کے قیامت تک اور باوجود اس کے جو تم پھر انکار محمد کا کرتے ہو اور اسکو خدا کا
پیغمبر نہیں جانتے ہو تو فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ پس ڈرو تم اس آگ سے کہ وَقُوْدُھَا النَّاسُ کہ ایندھن اس کا آدمی کفار

وَالْحِجَارَةُ اور پتھر گندھک کے ہیں اور جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ آگ دنیا کی دوزخ کی آگ کا ہفتادم حصہ ہے حرارت میں اور ستر
مرتبہ انکو دھوکر یہاں لائے ہیں۔ اور فرمایا ہے حضرت نے کہ اگر اس مسجد میں لاکھ آدمی ہوں اور ایک آدمی دوزخ کا یہاں آکر اپنا سانس باہر نکالے
تو سب آدمی مرجائیں اور اس طرح کی آگ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ تیار کی گئی ہے واسطے کافروں کے کہتے ہیں کہ داؤد پیغمبر بہت رویا
کرتے تھے لوگوں نے کہا کہ اے داؤد اس قدر مت رو فرمایا کہ اے یارو مجھے رونے دو پہلے اس سے کہ فائدہ رونا نہ بخشے اور ہڈیاں دوزخ میں سوختہ
ہوجائیں اور کفار کے ڈرانے کے بعد مومنین کو بہشت کی خوشخبری دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا اور خوشخبری
دے تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں یعنی جو لوگ کہ دل سے اعتقاد رکھتے ہیں اور زبان سے اقرار کرتے ہیں
خدا کی توحید اور عدل کا اور نبوت انبیاء کا اور امامت ائمہ معصومین کا اور واقع ہونا قیامت کا اُن کو خوشخبری دے تو اور مومنین کی علامات احادیث
میں وارد ہوئی ہیں جس سے پہچاننا چاہئے کہ یہ مومن ہے اور ان علامات میں سے بعضے علامات یہ ہیں کہ دروغ نہ کہنا اور امانت کا ادا کرنا اور عہد کو
وفا کرنا اور بیگانوں سے ملاقات رکھنی اور اپنے سلوک کرنا اور ضعیفوں پر مہربانی کرنی اور نیکی کا صرف کرنا اور نیک خلق رہنا اور علم دین کی پیروی کرنی
اور بعد کرنے فعل بد کے رنجیدہ اور پشیمان ہونا اور گناہوں سے بخشش چاہنی اور نعمت کے حاصل ہونے پر شکر کرنا اور بلا پر صبر کرنا اور والدین کی
فرمانبرداری کرنی اور ہمسایوں اور یتیموں اور فقیروں کی خبر لینی اور ذکر خدا میں مشغول رہنا اور مال پر تکبر نہ کرنا اور سوائے خدا کے کسی سے خوف نہ کرنا
اور دوسرے کے عیب پر نظر نہ کرنی اور دنیا کی طرف رغبت کم رکھنی اور عاقبت کی طرف زیادہ رغبت رکھنا اور بزرگ کی توقیر کرنی اور خورد پر مہربانی
کرنا اور مومن کی عیادت کو اور اسکے جنازہ پہ جانا اور نیکی کا حکم کرنا اور بدی سے منع کرنا اور واجبات کا ادا کرنا محرمات سے پرہیز کرنا اور سوائے اس
کے اور بھی علامتیں ہیں لیکن واسطے طول ہوجانے کے نہیں لکھیں حاصل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ خوشخبری دے تو ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں۔
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک مثل نماز اور روزے اور ادائے زکوٰۃ و حج و جہاد وغیرہ کے یہ کہ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ
واسطے ان کے بہشتیں ہیں کہ جنمیں طرح طرح کی نعمتیں ہیں اور ایسی ہی وہ بہشتیں کہ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ جاری ہیں نیچے درختوں
اُنکے سے نہریں کہتے ہیں کہ زمین بہشت کی چاندی کی ہے اور خاک اُنکی مشک کی ہے اور کنگرے اسکے مروارید اور جواہر کے ہیں اور محل اسکے یاقوت
اور زبرجد اور مروارید کے ہیں اور اسمیں نہریں اوپر زمین کے جاری ہیں زمین کی سطح کے برابر شراب کی اور شہد کی اور شیر کی اور آب خالص کی اور
چاروں نہریں آپسمیں متصل اور ملی ہوئی جاری ہیں اور ایک نہر دوسری میں مخلوط اور گڈمڈ نہیں ہوتی ایک ملحد نے حضرت صادق علیہ السلام سے
پوچھا کہ عقل میں نہیں آتا کہ دو پانی متصل ہوکر جاری ہوں اور ایک پانی دوسرے پانی میں نہ مل جائے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے
بے وقوف نہیں دیکھتا تو انڈے کو کہ دو پانی زرد اور سفید اس میں متصل ہیں اور ایک پانی دوسرے میں نہیں ملجاتا ہے اور فرماتا ہے خدا كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا
مِنْ ثَمَرَةٍ جسوقت روزی دئے جائیں وہ بہشتی ان بہشتوں میں سے رِزْقًا میوہ بہشت کا رزق انہیں زائد ہے یعنی جسوقت بہشتیوں کو بہشت کے میوے
دے جائیں تو قَالُوا کہیں گے وہ بہشتی ان میووں کو دیکھ کر کہ هَٰذَا الَّذِي یہ وہ چیز ہے یعنی یہ وہ میوے ہیں رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ روزی دئے
گئے ہیں پہلے اس سے دنیا میں اور وہ میوے جو دنیا کے میووں کی شباہت ہوں گے اس واسطے وہ ایسا کہیں گے کہ ہم نے یہ میوے پہلے بھی کھائے
ہیں اور پہلے انکو دنیا کے میووں کی شباہت ہو واسطے دی گئے تا کہ انکو کھانے کی رغبت زیادہ ہو کہ اُنسے رغبت رکھتے ہیں لیکن مزے اور لذت میں وہ
دنیا کے میووں سے افضل ہونگے اور اگر بہشتی کھڑے ہوں گے تو ہاتھ انکا درخت کے میوہ پر پہنچے گا اور اگر بیٹھے یا لیٹے ہونگے تو بھی ہاتھ اُن کا میوہ پر پہنچیگا
اور درخت میوہ کا شاخ نہ رکھتا ہوگا بلکہ جڑ سے اوپر تک ایک خوشہ میوہ کا ہوگا اور جڑ اسکی مروارید اور زبرجد کی ہوگی اور جسوقت میوہ کو توڑ دینگے تو اسی
وقت اُسکی جگہ دوسرا پھل موجود ہو جائیگا اور حضرت صادقؑ سے ایک شخص نے پوچھا کہ اگر میوہ کو توڑینگے تو دوسرا پھل اسکی جگہ کیونکر موجود ہو جائیگا اسکی مثال
دنیا کی چیزوں میں سے بیان فرمائیے فرمایا کہ جیسے چراغ کہ اس سے سینکڑوں چراغ روشن کرو لیکن وہ لَو چراغ کی بدستور اسیطرح اپنی جگہ موجود رہیگی اور اگر خرما کو

چاہیں گے کہ یہ انار ہو تو ہو جائے گا اور اگر انار کو چاہیں گے تو وہ انجیر ہو جائیگا اگر انجیر کو چاہیں گے کہ انگور ہو جائے تو وہ انگور ہو جائیگا اسطرح ہر میوہ
ان کی خواہش کے موافق دوسرا میوہ ہو جائے گا **وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا** اور لائے جاویں گے وہ اسکو کہ آپسمیں مشابہ ہوں گے یعنی ان بہشتیوں کے
آگے جو میوے لائے جائیں گے وہ رنگ اور صورتیں ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے لیکن مزے میں مختلف ہونگے اور نہ وہ خام ہوں گے نہ زیادہ پختہ
ہوں گے اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہوں گے اور دنیا کے میوے جیسے کہ مستحیل ہوتے ہیں طرف بول و براز اور سودا اور صفرا اور خون اور بلغم کے
یہ میوے ایسے نہوں گے بلکہ ان کو بعد کھانے کے ایک عرق آئے گا کہ وہ مشک اور عطر سے زیادہ خوشبودار ہوگا اور اُتُوا ماضی مجہول کا صیغہ ہے
باب آتی یاتی سے اور بِهٖ کی باکی جہت سے وہ متعدی ہو گیا ہے اور متشابہا حال واقع ہوا ہے **وَلَهُمْ** اور واسطے ان بہشتیوں کے **فِيْهَا** بیچ
ان بہشتیوں کے **اَزْوَاجٌ** زوجہ ہیں حوروں میں سے اور جو کہ دنیا میں ان کی بیبیاں ایماندار تھیں وہ بھی وہاں ہوں گی اور حوروں سے بھی
زیادہ وہ حسن و جمال میں ہونگی اور سب عورتیں بہشت میں **مُطَهَّرَةٌ** پاک کی گئی ہوں گی سب عیبوں سے جو کہ دنیا میں عورتوں کو ہوتی ہیں حیض و
نفاس اور استحاضہ اور منی اور بول و براز اور بدصورتی اور کج خلقی **وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ** اور وہ بہشتی بیچ اُن بہشتوں کے ہمیشہ رہنے والے ہیں
کہ کبھی وہاں سے نہ نکلیں گے اور نہ کبھی ان کو موت آئے گی بلکہ ابدالاباد ہمیشہ وہاں زندہ رہیں گے اور بہشت میں ہر طرح کی لذت اور مزہ پاتے رہیں گے
کھانے اور پینے کی چیزوں سے اور کہتے ہیں کہ اگر عورت بہشت کی کہ وہ حور ہے دنیا کی طرف دیکھے تو تمام روئے زمین بوئے مشک سے پُر ہو جائے اور
روشنی چاند اور سورج کی انکی روشنی کے مقابلہ میں کم اور پست ہو جائے اور اگر حور آب دہن اپنا دریائے شور میں ڈالے تو سب پانی اسکا شیریں ہو جائے اگر حور بہشت میں
ہنسے تو اس کے دانتوں کی روشنی سے تمام بہشت میں روشنی ہو جائے اور اگر لباس اُسکا دنیا میں لٹکایا جائے تو اہل دنیا کی آنکھو کو برداشت اُسکے دیکھنے کی نہو۔ اور
اُس کے دیکھنے کی خواہش میں لوگ مر جائیں گے اور ایسے ہی حسن و جمال اور لباس اُن مردوں کا ہوئیگا کہ جنکو یہ حوریں ملینگی اور ہر مرد کو خدا تعالےٰ بہشت میں قوت
سو مرد کے جماع اور کھانے پینے کی عطا کرے گا اور یہ نعمتیں بہشتیوں سے کبھی کم نہونگی بلکہ روز بہ روز جانب فیاض مطلق سے ترقی اور افزونی نعمتوں کی
ہوتی رہیگی اور تفصیل سے ذکر بہشت کی نعمتوں اور حوروں کا انشاء اللہ تعالیٰ بعد اس کے اس طرح کی آیتوں کی تفسیر میں آئے گا اور پہلے اس سے
خدائے تعالےٰ نے منافقوں کی مثالیں بیان کی تھیں مانند آتش روشن کرنے والی کے اور باران کے گرفتار ہونے کے منافقوں نے یہ سنکر کہا کہ خدا تعالیٰ
کی ذات برتر ہے اس سے کہ ایسی مثالیں بیان کرے خدائے تعالےٰ اُن کے قول کی رد میں فرماتا ہے کہ **اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ**
مَثَلًا تحقیق کہ خدا نہیں حیا کرتا ہے اس سے کہ بیان کرے مثل کو اس واسطے کہ حیا بستگی و شکستگی نفس سے ہوتی ہے اور خدائے تعالےٰ اس سے پاک
ہے اور جس وقت یہودیوں نے قرآن میں ذکر مکھی اور مکڑی کا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ کلام خدا کے کلام کے مشابہ نہیں ہے کہ جسمیں ذکر مکھی اور مکڑی کا ہے خدائے
تعالےٰ اُن کے جواب میں فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ منافقوں اور کافروں کے واسطے مثل کے بیان کرنیکو ترک نہیں کرتا ہے **مَّا بَعُوْضَةً** وہ چیز کہ
مچھر ہو یعنی اگرچہ مچھر کی ہو وہ مثل **فَمَا فَوْقَهَا** پس وہ چیز کہ زیادہ اس سے ہو یعنی وہ مثل اگرچہ مچھر ہو یا بڑا اس سے ہو مانند مکھی اور مکڑی کی اس واسطے کہ
ان مثلوں کے بیان کرنے میں بہت فائدے ہیں مومنین کے واسطے اور مثلًا ما بعوضۃ کی ترکیب میں بہت اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ ما اسمیں زائد ہے
اور معنی اُسکے تاکید کے ہیں اس صورت میں یہ فقرہ اسطرح کا ہوگا کہ ان اللہ لا یستحی ان یضرب بعوضۃ مثلًا یا مثلًا بعوضۃ مفعول ثانی یضرب کا ہوگا اور
بعضے کہتے ہیں کہ ما نکرہ ہے اور بعوضۃ اس کی تفسیر ہے اور اس حال میں اسکے یہ معنی ہوں گے کہ ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلًا شیئًا من الاشیاء بعوضۃ
اور بعوضۃ شیئًا سے بدل واقع ہوگا اور فما فوقہا کا عطف بعوضۃ پر ہے اور ما اسمیں موصولہ ہے اور فوقہا صلہ اسکا ہے حاصل یہ ہے کہ خدا تعالےٰ مثل
کے بیان کرنے میں حیا نہیں کرتا ہے خواہ مچھر ہو خواہ مچھر سے بڑی چیز ہو اس واسطے کہ مثل کے بیان کرنیمیں مومنین کے واسطے بہت فائدے ہیں
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پس لیکن جو لوگ ایمان لائے ہیں خدا پر پیغمبر پر **فَيَعْلَمُوْنَ** پس جانتے ہیں وہ مومنین کہ **اَنَّهُ** تحقیق وہ مثل کہ جو خدا نے
بیان کی ہے **الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ** حق ہے کہ نازل ہوئی ہے پروردگار ان کے کی جانب سے اور اسمیں بہت فائدے ہیں **وَاَمَّا الَّذِيْنَ**

كَفَرُوْا اور لیکن جو لوگ کہ کافر ہوئے اور ناشکری کی انھوں نے خدا کی نعمتوں کی اور اسپر ایمان نہ لائے **فَیَقُوْلُوْنَ** پس کہتے ہیں وہ اس مثل کو سنکر کہ **مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ** کیا ارادہ کیا ہے خدا نے **بِھٰذَا مَثَلًا** ساتھ اس کے مثل کے تئیں اور اس مثل کے بیان کرنے میں کیا فائدہ ہے اور ماذا استفہام کے معنی میں ہے اور ذا اس میں زائد ہے اور مثلاً مفعول ارادہ کا ہے پس جس وقت کفار نے کہا خدا نے اس مثل سے کیا ارادہ کیا ہے تو خدائے تعالےٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ **یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا** گمراہ کرتا ہے خدا ساتھ اس مثل کے بہت یعنی جو لوگ کہ بسبب کثرت عناد کے مثل سے انکار کرتے ہیں اور حق میں تامل نہیں کرتے ہیں وہ لوگ انکار کرکے گمراہ ہو جاتے ہیں پس اس طرح سے خدائے تعالےٰ گمراہ کرتا ہے کہ وہ مثل کو بیان کرے اور لوگ اس مثل کا انکار کرکے گمراہ ہو جاویں نہ یہ کہ خدائے تعالیٰ خود ان کو گمراہ کرتا ہے اور جو لوگ کہ اس مثل کو قبول کرتے ہیں وہ ہدایت پاتے ہیں اس جہت سے ان کو ہدایت کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے **وَیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا** اور ہدایت کرتا ہے خدا ساتھ اس مثل کے بہت اور کثیرًا دونوں جگہ صفت ہے مصدر محذوف کی وہ مفعول مطلق ہے یضل او یہدی کا اور تقدیر اسکی اضلالاً کثیرًا اور اہداءً کثیرًا ہے یعنی گمراہ کرنا بہت اور ہدایت کرنا بہت پس معلوم ہوا کہ گمراہ کرنا اور ہدایت کرنا اس طرح سے ہے کہ جو بیان ہوا اور یہ معنی اس کے نہیں ہیں کہ خدائے تعالےٰ خود ان کو گمراہ کرتا ہے جیسا کہ بعضے کہتے ہیں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا آپ تو بندے کو گمراہ کرے اور اپنے فعل پر بندے کو عذاب کرے خدا کا کام تو رہنمائی کا ہے کہ راہ نیک اور بد سے آگاہ کرتا ہے پیغمبروں کو بھیجکر اور اسی واسطے پیغمبروں کو بھیجتا ہے کہ تم میرے بندوں کو خیر سے اور شر سے مطلع کرو کہ وہ خیر کو اختیار کریں اور اگر خود ان کو گمراہ کرتا ہے تو پیغمبروں کے بھیجنے سے کیا فائدہ ہے بلکہ عبث محض ہے اور خدائے تعالےٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ ہمارا کام ہدایت کرنا ہے چاہے کوئی اپنے اختیار سے مومن ہو جائے چاہے کافر ہو جائے چنانچہ فرماتا ہے کہ انا ہدیناہ السبیل اما شاکرا واما کفورا اور فرماتا ہے کہ فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر یعنی جو شخص چاہے کہ ایمان کو اختیار کرے اور جو شخص چاہے کہ کافر ہو جائے بندہ اپنے ارادہ سے جو چاہتا ہے اختیار کرتا ہے اور اکثر آیتیں اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں کہ جو کوئی آیت ایسی ہو کہ اس کے ظاہر معنی خلاف عقل اور خلاف اعتقاد ہوں وہ متشابہات میں سے ہے اس کے ظاہر معنی پر عمل کرنے کا حکم نہیں ہے چنانچہ خدائے تعالےٰ خود قرآن میں فرماتا ہے کہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کے ظاہر معنی پر عمل کرتے ہیں اور اگر خدا ہی گمراہ کرتا ہے اور لوگوں کی طرف گمراہی کو کیوں منسوب کرتا ہے واضل فرعون قومہ یعنی اور گمراہ کیا فرعون نے قوم اپنی کو اور فرماتا ہے کہ اضلہم السامری یعنی اور گمراہ کیا ان کو سامری نے اور فرماتا ہے کہ وقال الذین کفروا ربنا ارنا الذین اضلانا من الجن والانس یعنی اور کہیں گے قیامت کے روز وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں اے پروردگار ہمارے دکھلا تو ہمکو ان دو شخصوں کو کہ گمراہ کیا ہے ہمکو انھوں نے جن اور آدمیوں میں سے اور سورۂ شعرا میں لکھا ہے کہ کفار دوزخ میں ڈالے جاویں گے تو کہیں گے کہ وما اضلنا الا المجرمون یعنی اور نہیں گمراہ کیا ہمکو مگر گنہگاروں نے یہاں دیکھو کہ حصر کیا ہے گمراہ کرنے کا گنہگاروں میں اور گمراہ کرنا صفت گنہگاروں کی ہے اور معاذ اللہ اگر خدائے تعالےٰ گمراہ کرے تو وہ بھی گنہگاروں میں داخل ہو اور مراد کفار کی گنہگاروں سے شیاطین ہیں یا انسان ہیں نہ معاذ اللہ خدائے تعالےٰ چنانچہ پہلے تینوں آیتوں سے معلوم ہوا اور اگر خدا گمراہ کرتا تو وہ خدا کو کہتے کہ خداوندا تو نے ہی تو ہمکو گمراہ کیا ہے عذاب ہمکو کس واسطے کرتا ہے اور مجرموں کو کیوں کہتے کہ انھوں نے ہی گمراہ کیا ہے ہمکو اور کسی آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آدمی خود اپنے اختیار سے بھی گمراہ ہوتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وقد ضلوا یعنی اور تحقیق گمراہ ہوئے وہ خود اپنے اختیار سے پس معلوم ہوا کہ اگر قرآن میں کوئی ایسی آیت ہو کہ اس میں گمراہی خدا کی طرف منسوب ہو تو ظاہر معنی اسکے صحیح نہیں ہیں بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ خدا ان کو گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے ان کے انکار اور عناد کی جہت سے اور انکو انکے خیال پر چھوڑ دیتا ہے اور توفیق ان سے اٹھا لیتا ہے بسبب اسکے کہ وہ ظاہر اور روشن دلیلوں میں تامل نہیں کرتے ہیں عناد اور سرکشی کی جہت سے اور یہ کہنا بھی ضرور ہے کہ یہاں ضلالت یعنی گمراہی ہو بلکہ ضلالت ضائع کرنے اور باطل کرنے کے معنی میں آتا ہے اور ہلاک کرنیکے معنی میں آتا ہے چنانچہ اور

ثابت ہوتا ہے اور سب معنی یہاں درست ہو سکتے ہیں یعنی ضایع اور ہلاک اور باطل کرتا ہے دوزخ میں ڈالکر کہ ان کو عذاب کرتا ہے بسبب
کفر اور انکار کرنے مثل کے بہت اور بہشت کی راہ دکھاتا ہے ساتھ اس مثل کے جو کوئی ایمان لایا ہے بہت اور دلالت کرتا ہے اسپر قول حقتعالیٰ
کا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمَا یُضِلُّ بِهٖٓ اور نہیں گمراہ کرتا ہے وہ ساتھ اس مثل کے اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ مگر بدکاروں کو اور باہر ہونیوالوں کو
ایمان سے کہ جو حد سے گذر گئے ہیں بہ سبب انکار کے اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ اور وہ لوگ کہ توڑتے ہیں عَهْدَ اللّٰهِ عہد خدا تعالےٰ کو
مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ بعد مضبوط کرنے اس کے سے کہتے ہیں کہ خدائے تعالےٰ نے یہودیوں سے عہد لیا تھا کہ محمد کی صفات جو کچھ کہ توریت میں
ہیں ان کو پوشیدہ نہ رکھنا۔ لیکن انھوں نے پوشیدہ کیا اور عہد کو توڑ ڈالا اور صفات کو پیغمبر آخر الزمان کے بدل ڈالا وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ
بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ اور قطع کرتے ہیں وہ اس چیز کو کہ حکم کیا ہے خدا نے ساتھ اسکے یہ کہ ملائی جاوے اور وصل کی جائے جیسے کہ تفرقہ درمیان
پیغمبروں کے اور کتابوں کے کہ بعضے پیغمبروں پر اور بعضی کتابوں پر ایمان لانا اور بعض کو رد کرنا اور اپنے قریبوں اور رشتہ داروں سے قطع کر کے جدائی
اختیار کرنی اور انکی ملاقات کو ترک کرنا وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اور فساد کرتے ہیں وہ بیچ زمین کے کہ لوگوں کو ایمان سے منع
کرتے ہیں اور اسلام کی مذمت بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ اس سے نفرت کریں اور مومنین کو ضرر پہنچاتے ہیں اور دین حق پر ٹھٹھا کرتے ہیں اُولٰٓئِكَ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہ لوگ وہ ہی نقصان پانے والے ہیں کہ بہشت کی نعمتوں کو ترک کر کے عذاب دوزخ کو اختیار کیا اور سعد بن وقاص سے
روایت ہے کہ وہ فاسق اور نقصان پانے والے ہیں خوارج کہ پہلے تو وہ ایمان لائے اور فضائل امیر المومنین علیہ السلام کے رسول خدا سے
سنے اور بعد اسکے حضرت علی علیہ السلام سے لڑے اور ان سے جنگ کر کے ایمان سے خارج ہو گئے اور فرماتا ہے خدا کہ اے معاندان بیدین اور اے
منکران نبوت سید المرسلین كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ کیونکر کفر کرتے ہو تم ساتھ خدا معبود حقیقی کے اور کس وجہ سے تم ایمان نہیں لاتے ہو وَ
كُنْتُمْ اَمْوَاتًا اور حال یہ ہے کہ تھے تم مردے اپنے باپوں کے پشتوں میں اور اپنی ماؤں کے پیٹوں میں پیدا ہونے سے پہلے فَاَحْیَاكُمْ پس زندہ
کیا تم کو کہ روح اور بدن تمکو عطا کیا اور پہلے اس سے تم بالکل معدوم اور نابود تھے ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ اور پھر مار ڈالے گا تمکو بعد گذرنے ایام زندگانی
کے ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ پھر زندہ کرے گا تم کو قبر میں واسطے سوال منکر و نکیر کے اور نعمتیں عطا کرے گا مومنین کو اور عذاب کرے گا کافروں کو اور بعد
سوال و جواب کے پھر قبر میں تمکو مار ڈالیگا ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ پھر طرف اس خدا کے پھروگے تم کہ تم کو زندہ کر کے قبروں سے باہر نکالیگا
واسطے حساب اور جزائے اعمال کے اور مومنین کو بہشت میں داخل کرے گا اور کافروں کو دوزخ میں اور جس وقت کہ تم بہ یقین جانتے ہو اپنے تئیں
کہ پہلے اس سے تم بالکل نابود تھے اور خدا تعالےٰ نے پیدا کیا تم کو اور پھر مار ڈالا اپنی قدرت سے اور باوجود اس کے کہ ایسی علامتیں انکی قدرت کی دیکھتے
ہو اور پھر ایمان نہیں لاتے ہو تم بہت تعجب ہی تمہاری عقلوں سے اور منقول ہے کہ مردہ واسطے جواب دینے منکر و نکیر کے پھر قبر میں زندہ ہوتا ہے
اور سینہ تک اس میں روح داخل ہوتی ہے اور جس وقت آدمی قبر سے اٹھتے پھرتے ہیں تو مردہ اُن کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے اور جو کوئی قبر پر
جاتا ہے مردہ اس سے بہت اُنس پکڑتا ہے اور جب الٹا پھرتا ہے تو اسکو وحشت ہوتی ہے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ وہ خدا وہ شخص ہے کہ
پیدا کیا ہے اُسنے واسطے تمہارے اپنی مہربانی سے یعنی تمہارے فائدے کے واسطے مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا اس چیز کو کہ بیچ زمین کے
ہے درختوں کو اور پہاڑوں کو اور نہروں کو اور کانوں اور حیوانوں کو اور سوائے اس کے جو کچھ کہ زمین میں ہے سب کو تمہارے واسطے خدا نے پیدا
کیا ہے اور جمیعًا تاکید ہے ما کی اور ما موصول اپنے صلہ سے مل کر کہ وہ فی الارض ہے مفعول ہوا خلق کا ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ
پھر قصد کیا خدا نے طرف آسمان کے کہ اسکو پیدا کیا فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ پس درست کیا ان کو سات آسمان برابر اور جناب
امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ چیزیں خدائے تعالےٰ اس واسطے پیدا کی ہیں کہ تم نصیحت پکڑو اور جانو کہ پیدا کرنیوالا انکا بطرز بردرست
ہے اور بیشک وہ موجود ہے وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اور وہ خدا ساتھ ہر چیز کے عالم ہے اور جاننے والا ہر چیز کا ظاہر ہو یا پوشیدہ ہو اور ع ۳

منقول ہے کہ خدائے تعالےٰ نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین پر ایک نائب پیدا کروں گا کہ وہ حق کو رواج دیوے اور باطل کو دور کرے اور جن فرشتوں سے کہا تھا وہ فرشتے ہمراہ ابلیس کے زمین پر رہتے تھے اس قصہ کو خدا تعالےٰ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اور یاد کر تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں کے کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً تحقیق میں پیدا کرنے والا ہوں بیچ زمین کے نائب کو کہ وہ حق کو جاری کرے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ خدا تعالےٰ نے پہلے اس سے ملائکہ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں زمین پر اپنا ایک خلیفہ پیدا کروں گا یعنی آدم کو پیدا کروں گا کہ اولاد اسکی فساد اور ناحق خونریزی پیدا کرے گی جس وقت ملائکہ نے یہ سنا تو تعجب کر کے نہ اعتراض کی راہ سے قَالُوْٓا کہا ان فرشتوں نے خدا تعالےٰ سے کہ اَتَجْعَلُ فِیْهَا کیا پیدا کرے گا تو بیچ اس زمین کے مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا اس شخص کو کہ فساد کرے وہ بیچ اس زمین کے وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ اور گرائے وہ خونوں کو ناحق کہ جو نہایت سخت گناہ ہے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ اور ہم تسبیح کرتے ہیں ساتھ حمد تیری کے وَنُقَدِّسُ لَكَ ط اور پاکی بیان کرتے ہیں ہم واسطے تیرے کہ تیری حمد و ثنا میں ہم ہمیشہ مشغول رہتے ہیں پس ہم سے ہی کسی کو خلیفہ کرنا چاہیے نہ ایسے شخصوں کو کہ جو فساد اور خونریزی کریں جس وقت کہ خدائے تعالےٰ نے فرشتوں سے یہ کلام سنا تو قَالَ کہا خدا نے کہ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ تحقیق میں جانتا ہوں اس چیز کو کہ نہیں جانتے ہو تم اور جو مصلحت کہ ان کے پیدا کرنے میں ہے تم اس سے واقف نہیں ہو اور اس مصلحت کو میں ہی خوب جانتا ہوں اور وہ مصلحت آدم کے پیدا کرنے میں ظاہر کرنا تکبر ابلیس کا تھا کہ خدا کے فرمانے سے آدم کو اُسنے سجدہ نہ کیا اور پیدا کرنا انبیاء اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کا صلب آدم سے منظور تھا کہ یہ سب برگزیدگان الٰہی ہیں علی الخصوص جناب سید المرسلین اور انکی اولاد طیبین اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ملائکہ نے خدا تعالےٰ سے عرض کی کہ خلیفہ زمین کا ہم سے ہووے کہ ہم تجھ کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور کسی امر میں تیری نافرمانی نہیں کرتے ہیں اور ہمارا غیر تیری نافرمانی کریگا پس جس وقت فرشتوں نے اسکے جواب میں سنا کہ انی اعلم مالا تعلمون تو اسوقت جانا کہ ہم اس کا رتبہ نہیں رکھتے ہیں اور عرش خدا پر پناہ لیجا کر استغفار کیا اور اس سوال اور گفتگو کرنے سے بخشش چاہی اور جس وقت آدم بہشت سے زمین پر آئے تو حکم ہوا کہ اے آدم ایک گھر بنا تاکہ گنہگار تیری اولاد کے وہاں پناہ لیجا کر استغفار کریں جیسے کہ ملائکہ مقربین عرش پر پناہ لیجا کر استغفار کرتے ہیں اور جسوقت وہ گھر بنگیا تو گنہگار سر و پا برہنہ اور غبار آلودہ اُدھر کو روانہ ہوئے اور وہاں پہنچکر زاری اور نالہ میں مشغول ہوئے اور اسی سبب سے انکے گناہ بخشے جاتے تھے خدا تعالےٰ نے ملائکہ کو خطاب کیا کہ یہی حکمت اور مصلحت آدم کے پیدا کرنے میں کہ جس کو تم نہیں جانتے تھے اور میں جانتا تھا اور خدا نے بعد فرمانے انی اعلم مالا تعلمون کے زمین کی کئی جگہ سے خاک اٹھوائی اور ابر کو حکم کیا وہ چالیس روز اسپر برسا اور جسوقت وہ خاک چسپیدہ ہوگئی تو اسکا پتلا بنا کر روح آدم کی اسمیں پھونکی اور رنگ انکا گندم گوں تھا اسواسطے نام انکا آدم ہوا اور خلیفہ روئے زمین کا اسکو کیا اور منقول ہے کہ خدا کو ظاہر کرنا حضرت آدم کی فضیلت کا فرشتوں پر منظور ہوا تو انکو الہام کر کے سب اشیا کے نام تعلیم کیے اس قصہ کو خدا تعالےٰ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اور سکھلائے خدا نے آدم کو نام کل وہ نام اور سارے اور سب چیزوں کے کیا آسمانوں کی چیزوں کے اور کیا زمین کے نام اور بعد تعلیم کرنے ناموں کے آدم کو حکم کیا کہ ان ناموں کو فرشتوں کے آگے پیش کرو اور ان سے پوچھ کہ یہ کس کس چیز کے نام ہیں حضرت آدم نے ایسا ہی کیا چنانچہ خدا فرماتا ہے ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ پھر پیش کیا آدم نے ان ناموں کو اوپر فرشتوں کے فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ پس کہا کہ خبر کرو تم مجھ کو ساتھ ان ناموں اُن کے کے اور بتلاؤ کہ وہ کیا کیا چیزیں ہیں جنکے کہ یہ نام ہیں اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم راستگو اور سچے تم امر خلافت کے سزاوار ہو تمہیں اور مستحق اور امر خلافت کے اپنے تئیں جانتے ہو اور انبئونی سے قول فقال کا ہے اور ہؤلاء کو اہل مدینہ اور اہل بصرہ ایک ہمزہ سے پڑھا ہے اور باقیوں نے دو مد سے اور ان کنتم کی جزا مقدم ہے یا محذوف ہے اور وہ انبئونی ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت خدا نے چاہا کہ فضیلت حضرت آدم کی فرشتوں پر ظاہر کرے تو اس وقت حکم کیا کہ ساتویں آسمان سے منبر لائیں اور جس وقت منبر آیا تو کرسی نور کی اسپر رکھی گئی اور فرشتوں کو اسکے گرد حاضر کیا اور آدم کو حکم ہوا وہ منبر پر تشریف لیگئے اور نام چیزوں کے فرشتوں کے آگے پیش کیے اور کہا کہ بتلاؤ کہ یہ کس چیز کے نام ہیں تم

باوجود دیکھنے ان چیزوں کے انکے ناموں سے خبر نہیں رکھتے ہو خواص کو انکے کیا جانوگے پھر کہتے ہو کہ ہم سزاوار خلافت کے ہیں اسوقت فرشتوں نے اپنا عجز وقصور بیان کیا اور بہایت عاجزی کرکے قَالُوْا کہا ان فرشتوں نے او ر درگاہ پروردگار میں عرض کی کہ سُبْحٰنَکَ پاک ہی تو ہر عیب اور نقصان سی اور ہر چیز کو جانتا ہے اور سوائے تیرے کوئی عالم حقیقی نہیں ہے کہ ہم کیا بتلائینگے کہ ہم کچھ نہیں جانتے ہیں اپنی ذات سی لَا عِلْمَ لَنَآ نہیں ہی کوئی علم واسطے ہمارے اور ہم کچھ نہیں جانتے ہیں اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا مگر جو کچھ کہ سکھلایا ہے تو نے ہمکو اور حقیقت میں جاننے والا سب اشیاء کا اس وجہ سے کہ کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو وہ تو ہی ہے اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ تحقیق کہ تو ہی جاننے والا کامل ہے کہ کوئی چیز تجھ پر پوشیدہ نہیں ہے اَلْحَکِیْمُ حکمت والا کہ موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور سبحانک مقولہ قول کا ہے اور مفعول مطلق نسج محذوف کا ہے اور انت کلمہ فصل کا ہے اور حکمت اس علم کو کہتے ہیں کہ جو اپنے صاحب کو جہالت سے باز رکھے اور جس وقت فرشتوں نے اپنا عجز اور قصور بیان کیا تو خدائے تعالےٰ نے فرمایا کہ اے آدم ان فرشتوں کو اشیاء کے ناموں سے خبر کردے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ قَالَ کہا خدا نے آدم سے یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ اے آدم خبر کر تو اُن فرشتوں کو ساتھ ناموں اُن چیزوں کے فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ پس جس وقت خبر کی ان فرشتوں کو ساتھ ناموں اُن چیزوں کے تو قَالَ کہا خدا نے فرشتوں سے بروجہ تنبیہ کہ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ کیا نہیں کہا تھا میں نے واسطے تمہارے یعنی کیا نہیں کہا تھا میں نے تم سے کہ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تحقیق میں جانتا ہوں پوشیدگی آسمانوں اور زمین کو وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ اور جانتا ہوں میں اُس چیز کو کہ ظاہر کرتے ہو وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ اور اُس چیز کو کہ ہو تم پوشیدہ کرتے اس وقت فرشتوں نے اپنی عاجزی کا اقرار کیا اور آدم علیہ السلام کی فضیلت اور بزرگی کے معتقد ہوئے پس جس وقت کہ آدم کی فضیلت کے مقر ہوئے تو خدائے تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم کیا وہ حضرت آدم کا منبر اٹھا کر لے گئے اور سو برس کے عرصہ میں سات آسمانوں کے عجائب کی سیر اُن کو کرائی اور واسطے تعظیم آدم کے فرشتوں کو حکم کیا کہ تم آدم کو سجدہ کرو چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ اور یاد کر تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہا ہم نے واسطے فرشتوں کے کہ سجدہ کرو تم واسطے آدم کے سجدہ تعظیم نہ سجدہ عبادت کہ وہ خاص واسطے خدا کے ہے فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ پس سجدہ کیا ان فرشتوں نے مگر ابلیس نے کہ اس نے سجدہ نہ کیا یعنی سب فرشتوں نے سجدہ کیا جن جن فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا تھا مگر ابلیس نے کہ وہ فرشتوں میں رہتا تھا اور قوم جن میں سے تھا اُس نے آدم کو سجدہ نہ کیا اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ انکار کیا اور تکبر کیا اس ابلیس نے سجدہ کرنے سے وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ اور تھا وہ کافروں میں سے کہ خدائے تعالیٰ اپنے علم ازلی میں سے اس کے کفر کو جانتا تھا اور اسکے کفر کے ظاہر کرنے کو سجدۂ آدم کا اسکو حکم کیا اس نے خدا کا کہنا نہ مانا اور آدم کو سجدہ نہ کیا اور رد کرنا خدا کے فرمانے کا کفر ہے اور رسولؐ نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سجدہ کی آیت کو تلاوت کر کے سجدہ کرے تو ابلیس بھاگ جاتا ہے اور گریہ وزاری کر کے کہتا ہے کہ وائے مجھ پر کہ فرزند آدم تو سجدہ کر کے مستحق بہشت کا ہوا اور میں سجدہ نہ کرنے سے مستحق دوزخ کا ہوا اور کہتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے تو ابلیس بھی کشتی کے پیچھے بیٹھا نوحؑ نے فرمایا کہ اے ابلیس تکبر کر کے اپنی جان کو اور لوگوں کو ہلاک کیا کہا کہ اب کیا کروں نوحؑ نے کہا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر تو آدم کی قبر کو سجدہ کرے تو توبہ تیری قبول کرونگا کہا کہ میں نے زندہ کو تو سجدہ کیا ہی نہیں مردہ کو کیونکر کروں گا القصہ ابلیس نے آدم کو سجدہ نہ کیا تو فرشتوں نے اسپر لعنت کی اور فرشتوں کے زمرے میں سے خدا نے اسکو نکال دیا اور آدم کو حکم ہوا کہ تو بہشت میں جا کر سکونت اختیار کر اور بہشت کی لذتوں سے فائدہ حاصل کر لیکن گندم کو نہ کھانا چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَقُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ اور کہا ہم نے کہ اے آدم رہ تو اور زوجہ تیری بہشت میں آرام و راحت سے وَکُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا اور کہا کہ تم دونوں اس بہشت میں سے بفراغت جس جگہ چاہو تم دونوں ہو کے اُسکے سیر ہو کر اور رغداً صفت ہی مصدر محذوف کی کہ وہ مفعول مطلق ہی کلا مذکور کا اور تقدیر اسکی اکلا رغداً ہے یعنی کھانا بفراغت اور معنی رغد کے وسعت عیش کے ہیں اور حیث مثل قبل اور بعد کے مبنی علی الضم ہے کہ مضاف ہوتا ہے طرف جملہ کی پس خدا تعالےٰ فرماتا ہی کہ کھاؤ تم دونو بہشت میں سیر ہو کر جس جگہ سے چاہو وَلَا

تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور نہ نزدیک ہو تم دونوں اس درخت کے کہ وہ درخت گندم کا ہے فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پس ہو جاؤ گے
تم ظلم کرنے والوں میں سے اپنے نفسوں پر اور مراد نزدیک ہونے سے کھانا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا نے کھانے کو درخت کے منع نہیں کیا ہے بلکہ اس
کے نزدیک جانیکو منع کیا ہے اور خدائے تعالےٰ نے جو حضرت آدمؑ اور حوّا کو گندم کے درخت کے نزدیک جانے یا گندم کھانے سے منع کیا ہے
یہ منع کرنا بھی تنزیہی ہے یعنی اگر نہ کھاؤ گے تو بہتر اور افضل ہے اور نہ کھانے میں فائدہ ہی واسطے تمہارے اور اگر تم کھاؤ گے تو کچھ گناہ بھی نہیں ہے اور
یہ اس واسطے کہا جاتا ہے کہ انبیاء معصوم ہیں اول عمر سے آخر تک اور گناہان کبیرہ اُن کے مرتبہ کے خلاف ہیں اور حضرت آدمؑ پیغمبر خدا کے تھے اور
انبیاء کے اول عمر سے آخر تک معصوم ہونے کی بحث علم کتاب کی کتابوں میں ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جس وقت آدم بہشت میں گئے
تو بسبب تنہائی کے اُن کو وحشت ہوتی تھی اور گھبراتے تھے حقتعالےٰ نے اُنپر خواب کو غالب کیا اور بعد اُنکے پہلوئے چپ سے ایک اُستخوان کو جدا کیا اور اس
سے حوا کو پیدا کیا با حسن وجمال یہ موافق مشہور کے ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حوا کو آدم کے استخوان سے پیدا نہیں کیا بلکہ جو کچھ
مٹی کہ حضرت آدمؑ کا جسم بنکر باقی رہگئی تھی اُس سے پیدا کیا ہے اور اسکا ذکر انشاء اللہ سورۂ نسا کے اول میں آئیگا پس جس وقت خدا تعالےٰ نے حوا کو
با حسن وجمال پیدا کیا اور بہشت کی پوشاک اُسکو پہنائی اور طرح طرح کی زینت سے انکو آراستہ کیا تو آدم نے بیدار ہو کر انکو دیکھا تو ان سے انس پکڑا
اور محبت اُنکی اپنے دلمیں پیدا کی اور منقول ہے کہ جس وقت خدا تعالےٰ نے آدم کو بہشت میں جگہ دی اور نعمتوں سے بہشت کی انکو سرفراز فرمایا اور
حوریں اور غلماں اُنکی خدمت کے واسطے مقرر کیے تو ابلیس کو اس کا حسد اور رشک ہوا اور چاہا کہ آدم کو اس منصب سے گرادے اور دور کرے اس
واسطے ابلیس نے سانپ سے جاکر کہا کہ مجھ کو تو آدم تک پہنچادے اور سانپ کے مُنہ میں جا بیٹھا سانپ اسکو مور کے وسیلہ سے بہشت میں لیگیا اور ابلیس آدم
اور حوا کے پاس جا کھڑا ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ منہ سے باہر نہیں نکلا بلکہ وہیں سے اپنے تئیں ظاہر کیا اور رونیلگا آدمؑ نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے کہا
کہ تمہارے مرنے پر اور تمہاری نعمتوں کے جاتے رہنے پر روتا ہوں آدم نے پوچھا کہ علاج اس کا کیا ہے کہا کہ کھانا گندم کا کہ جو موجب ہی بہشت میں ہمیشہ
رہنے کا اُنھوں نے کہا کہ ہمکو اسکے کھانے سے منع کیا ہے ابلیس نے قسم کھائی کہ یہ وہ درخت نہیں ہے جس کے کھانے سے تمکو منع کیا ہے اور آدم اور حوّا کو
یہ گمان تھا کہ خدا کی قسم جھوٹی کوئی نہیں کھاتا ہے اسواسطے ابلیس کے فریب میں آ کر گیہوں کو اُنھوں نے کھالیا اور جس وقت گیہوں کو کھایا تو لباس انکے
بدن سے گر پڑے اور حوریں اور غلمان اُنکے پاس سے بھاگ گئے یہ دونوں برہنہ رہ گئے اور انجیر کے پتوں سے اپنے آگے پیچھے کو چھپاتے تھے چنانچہ
اس قصہ کو خدائے تعالےٰ بیان کرتا ہے فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا پس ڈگا دیا ان دونوں کو شیطان نے اس بہشت سے اور بعضوں نے ازلّہما پڑھا
ہے فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ پس نکال دیا ان دونوں کو اس چیز سے کہ تھے وہ دونوں بیچ اسکے یعنی بہشت سے اور اسکی نعمتوں سے آدم اور حوّا کو
شیطان نے فریب دیکر نکالدیا اور شیطان جو باعث تھا انکے نکالدینے کا اسواسطے نکالنے کو خدا نے شیطان کی طرف منسوب کیا ہے کہ اسکے کہنے سے اُنھوں
نے وہ کام کیا کہ جسکے سبب بہشت سے نکالے گئے اور حقیقت میں نکالے گئے وہ حکم خدا سے اور نکلنا آدم کا بہشت سے ضرور تھا کہ انکو خدا تعالےٰ نے خلیفہ زمین کا کیا
تھا اگر گیہوں نکھاتے تو بھی نکلتے لیکن اسوقت نکلنا آسان تھا اور اس وقت شاق معلوم ہوا اور یہ نکلنا ان کا واسطے مصلحت کے تھا نہ عقوبت کی راہ سے
اور جس وقت آدمؑ کو حکم ہوا کہ تو بہشت سے باہر نکل جا اس وقت آدمؑ نے حوا کا ہاتھ پکڑا اور چاہا کہ بہشت سے نکلیں یکایک آدم کی زبان سے بسم اللہ الرحمن
الرحیم جاری ہوا یہ سنکر جبرئیلؑ نے کہا کہ اے آدم یہ کلمہ تیری زبان پر جاری ہوا ہے ٹھہر جا شاید کہ خدا تعالیٰ اسکی برکت سے تجھپر رحم کرے خطاب آیا کہ ای
جبرئیلؑ آدم کو باہر جانیدے اور اگر آج میں اسپر رحم کروں تو ہر ایک شخص پر رحم کروں گا اور میں چاہتا ہوں کہ کل کو جو آدم بہشت کو روانہ ہوا تو لاکھوں
گنہگار اسکی اولاد کے اسکے ہمراہ ہوں اور اسوقت ان پر رحم کروں تاکہ فراخی میری رحمت کی ظاہر ہو پس اسواسطے ہمنے انکو بہشت سے نکالا ہے وَقُلْنَا
اهْبِطُوْا اور کہا ہمنے اُترجاؤ تم بہشت سے اے آدم اور حوا اور ابلیس کہ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ بعض تمہارا واسطے بعض کے دشمن ہے پس سبب بہشت سے
نکل گئے اور تبہیں انکی دشمنی ہوگئی لیکن عداوت آدم کی اور انکی اولاد کی ابلیس سے ابلیس کے کفر اور زیادتی کی جہت سے ہے اور عداوت ابلیس کی آدم سے

اور ان کی اولاد سے ان کے ایمان کے سبب سے اسی عداوت کو خدائے تعالیٰ نے بیان کیا ہے اور فرمایا ہے وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ اور
تمہارے واسطے بیچ زمین کے مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ جگہ ٹھہرنے اور فائدہ اٹھانے کی ہے ایک وقت تک یعنی جب تک تمہاری اجل آئے
پس وہ زمین پر جا پہنچے اور منقول ہے کہ جس وقت حضرت آدمؑ اور حوا زمین پر آئے تو حکم ہوا کہ تم دونوں آپس میں جدا ہو جاؤ آدم تو کوہ سراندیپ پر
پہنچے اور حوا جدہ میں اور حضرت آدم دو برس تک کوہ سراندیپ پر رویا کئے یہاں تک کہ روتے روتے ان کے رخسار دپر دو نہریں ہو گئی تھیں
کہ ہمیشہ وہ جاری رہتی تھیں اور روایات حضرات اہل بیت علیہم السلام میں مذکور ہوا ہے اور اہل سنت کی کتابوں میں بھی آیا ہے کہ جس
وقت خدائے تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو بعد پیدا کرنے کے آسمان پر لے گیا تو آدم نے کئی صورتیں نور کی اپنی صورت کے موافق ساق عرش
پر رکھی ہوئی دیکھیں اور نام ہر ایک کا بالائے سر لکھا ہوا دیکھا عرض کی کہ خداوندا کوئی خلقت میری صورت پر مجھ سے پہلے بھی تو نے پیدا کی ہے خطاب
آیا کہ نہیں پھر پوچھا کہ یہ کون ہیں کہ ساق عرش پر جن کی صورتیں ہیں فرمایا کہ سب فرزند تیرے ہیں اور اگر مجھ کو غرض ان کے پیدا کرنے کی نہ ہوتی تو
تجھ کو میں پیدا نہ کرتا آدم نے پوچھا کہ اے پروردگار میرے کیا یہ تیرے بندے بہت بزرگ ہیں فرمایا کہ ہاں اُن کے ناموں کو یاد کر لے کہ وقت
مشکل اور درماندگی کے تیری فریاد کو پہنچیں آدم علیہ السلام نے وہ نام یاد کر لئے چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ
کَلِمٰتٍ پس سیکھے آدم نے پروردگار اپنے سے اور مراد ان کلمات سے نام آل عبا کے ہیں کہ وہ محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام
ہیں اور جبکہ توبہ کا وقت آیا تو جبرئیل نے آدم سے کہا کہ اے آدم جو نام تو نے ساق عرش پر لکھے دیکھے تھے کیا ان کو تو نے فراموش کیا جس وقت
آدم نے یہ سنا تو دونوں ہاتھ اپنے اُٹھا کر دعا کی اور کہا کہ خداوندا بحق محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کے توبہ میری قبول کر پس خدائے
تعالیٰ نے بہ سبب برکت ان ناموں پاک کے توبہ آدم کی قبول کی چنانچہ فرماتا ہے فَتَابَ عَلَیْہِ پس توبہ قبول کی خدا نے اوپر اس آدم
کی جس وقت آدم نے ان ناموں کے واسطے سے توبہ کی اور توبہ کا صلہ علیٰ آتا ہے تو وہ توبہ کے قبول کرنے کے معنی میں ہوتا ہے اور اگر صلہ اس کا
الیٰ آتا ہے تو توبہ کرنے کے معنی میں ہوتا ہے اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ تحقیق کہ وہی توبہ قبول کرنے والا ہے مہربان توبہ کرنے والوں پر
کہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو بخشتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ان کلموں سے کہ جن کلموں کے پڑھنے سے توبہ آدم علیہ السلام کی قبول ہوئی ربنا
ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ان سے لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہے القصہ آدم اور حوا نے زمین میں سکونت اختیار کی اور اولاد ان سے پیدا
ہوئی اور خدائے تعالیٰ نے آدم کو خلیفہ زمین کا کیا اور صحیفے اپنے نازل کئے اور اب خدائے تعالیٰ خطاب کرتا ہے طرف آدم کی اور ان کی اولاد
کے جو کہ آدم کی صلب میں تھی چنانچہ فرماتا ہے قُلْنَا اھْبِطُوْا مِنْھَا جَمِیْعًا اور کہا ہم نے اترو تم اس بہشت سے اور زمین پر سکونت کو اختیار
کرو اور جمیعًا تاکید واقع ہوا ہے پس اے آدمیو جس وقت تم زمین پر سکونت کرو فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ پس اگر آئے تمہارے پاس مِّنِّیْ
ھُدًی میری جانب سے راہ نمائی اور اما اصل میں ان شرطیہ ہے اور ما اس پر زیادہ کیا گیا ہے واسطے صحیح ہونے معنی تاکید کے یعنی پس
اگر تمہارے پاس جانب میری سے ہدایت کہ وہ انبیاء اور کتابیں ہیں کہ تمہاری ہدایت کے واسطے نازل کروں گا فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ
پس جو کوئی کہ پیروی کرے گا ہدایت میری کی یعنی میرے انبیاء کی اور کتابوں کی اور عمل اُن کا موافق اُن کے حکم کے ہوگا فَلَا خَوْفٌ
عَلَیْھِمْ پس نہیں خوف ہوگا اوپر ان کے کسی طرح کا وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے دنیا میں نہ آخرت میں اور من موصول
مفرد کی اور جمع کی دونوں کے واسطے باعتبار معنی کے آتا ہے اور لفظ اس کا مفرد ہے اس واسطے ضمیر تبع کی کہ مفرد ہے طرف لفظ من کے پھرتی ہے اور
ضمیر علیہم کی من کی طرف باعتبار معنی کے پھرتی ہے کہ باعتبار معنی کے وہ جمع کے واسطے بھی آتا ہے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور جو لوگ کہ کفر کریں گے
وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اور جھٹلاویں گے وہ اور تکذیب کریں گے ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے اور یا یہ کہ جھٹلاویں گے آیتوں کتاب ہماری کو اُولٰٓئِکَ

أَصْحٰبُ النَّارِ یہی لوگ صاحب آتش دوزخ کے ہیں کہ هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ بیچ اس آتش دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے ہیں کہ ابدالآباد اس میں جلا کریں گے اور اب خدائے تعالےٰ خطاب کرتا ہے طرف یہودیوں کے اور یاد دلاتا ہے ان کو نعمتیں اپنی جو کہ انکو بخشی تھیں اور یاد دلاتا ہے ان کو اُس عہد کو جو کہ اُنھوں نے خدا سے کیا تھا کہ ہم پیروی حق کی کریں گے کہ خاتم الانبیا پر ایمان لائیں گے چنانچہ فرماتا ہے يٰبَنِیٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا اے بیٹو یعقوب کے یاد کرو تم نِعْمَتِیَ الَّتِیٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ نعمت میری کو جو کہ انعام کی ہے میں نے اوپر تمہارے اسرائیل نام حضرت یعقوب کا ہے اور اسرا عبد کے معنی میں آیا ہے اور ئیل اللہ کو کہتے ہیں یعنی عبداللہ اور بعضوں نے اسکو اسرائیل پڑھا ہے اور بعضوں نے اِسرائِل اور بعضوں نے اسرال اور بعضوں نے اسرائین پس خدائے تعالےٰ اپنی نعمتوں کو یاد دلاتا ہے کہ اے اولاد یعقوب کی یاد کرو تم ان نعمتوں کو میری کہ انعام کی ہیں میں نے تمپر کہ تمہاری باپ دادا کو فرعون کے ہاتھ سے نجات دی اور من وسلویٰ تم پر نازل کیا اور ابر سے تمپر سایہ کیا اور گوسالہ پرستی کے گناہ کو تم سے معاف کیا بعد توبہ کرنے کے اور ہزاروں پیغمبر اور کثرت سے بادشاہ تم میں پیدا کئے پس چاہئے کہ تم ان نعمتوں کا شکر ادا کرو وَاَوْفُوْا اور وفا کرو تم بِعَهْدِیٓ ساتھ عہد میرے کے جو کچھ کہ میں نے تم سے عہد لیا تھا کہ پیغمبر آخرالزمان پر ایمان لانا اور وہ پیغمبر ناخواندہ ہوگا کہ کسی آدمی سے کچھ نہ سیکھے گا اور جس وقت تم میرے عہد کو وفا کروگے اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وفا کروں گا ساتھ عہد تمہارے کے کہ ثواب عظیم تمکو عطا کرونگا وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ اور مجھ ہی سے ڈرو تم اس عہد شکنی میں وایای مفعول ہے فعل محذوف کا کہ تفسیر کرتا ہے اُسکے فارہبون مذکور اور فارہبون اصل میں فارہبونی ہو یا اس کے اخیر میں ی محذوف ہو گیا ہے پس خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس عہد شکنی میں مجھ سے ڈرو تم وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ اور ایمان لاؤ تم ساتھ اس چیز کے کہ نازل کیا ہے میں نے اسکو اور وہ قرآن ہے کہ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ تصدیق کرنے والا ہے واسطے اس چیز کے کہ ہمراہ تمہارے ہے کتاب توریت اور پہلے اس سے نازل ہوئی ہے اور اُس کے حق میں اور کتاب خدا ہونے کی بھی وہ خبر دیتا ہے پس تمکو چاہئے کہ اسپر ایمان لاؤ اور مصدقاً حال واقع ہوا ہے اس ضمیر کے کہ بعد انزلت کے محذوف ہے اور ماموصول کی طرف پھرتی ہے وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ اور نہ ہو تم اول کفر کرنے والے ساتھ اس قرآن کے یعنی تم ہی سب سے پہلے اس کے ساتھ کفر مت کرو بلکہ تم کو چاہئے تھا کہ پہلے سب سے اسپر ایمان لاتے کہ تمکو علم اسکی حقیقت کا ہے اور اُسکی نازل ہونے کی بشارت ہمیشہ لوگوں کو دیا کرتے تھے اور اُس کے ساتھ کفر کرتے ہو وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِیْ اور نہ خرید کرو تم ساتھ آیتوں میری کے ثَمَنًا قَلِيْلًا مول تھوڑا سا یعنی میری آیتوں کو جو کہ توریت میں محمدؐ کی شان میں ہیں کہ وہ پیغمبر آخرالزماں ہیں تھوڑی سی قیمت لیکر بدل نہ ڈالو کہ اسکی جگہ کچھ اور بنادو یہ ذکر علماء یہود کا ہے مثل یحییٰ ابن اخطب اور کعب بن اشرف وغیرہ کے کہ ہر سال وہ جَو اور گندم اور میوہ اپنی قوم سے لیتے تھے اور بادشاہوں سے ہدیہ لیتے تھے اور ان کو یہ خوف تھا کہ اگر یہ لوگ محمدؐ کی پیروی کریں گے تو یہ سب آمدنی موقوف ہو جائے گی اسواسطے توریت میں تحریف کرتے تھے اور پیغمبر آخرالزمان کے اوصاف کو بدل دیتے تھے اور مشتبہ کر دیتے تھے اور خدائے تعالےٰ ان کو فرماتا ہے کہ وَاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ اور مجھ سے پس ڈرو تم ان آیتوں کے بدلنے میں کہ اسکی سزا میں عذاب ابدی میں گرفتار ہو جاؤ اور ترکیب اسکی بھی وہی ہے کہ ایای فارہبون کی ہے اور فرماتا ہے خدا اُن یہودیوں کو کہ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ اور نہ ملاؤ تم حق کو ساتھ باطل کے یعنی جو کہ توریت میں صفات محمدؐ کے کہ وہ حق ہیں اسکو باطل کے ساتھ آمیزش نہ کرو کہ اس کو مشتبہ کر دو اور بدل ڈالو اور لباس بعضے امور کو بعض کے ساتھ آمیزش کرنے کو کہتے ہیں وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ اور نہ پوشیدہ کرو تم حق کو کہ محمدؐ کی صفات کو لوگوں سے چھپاؤ اور اسکو ظاہر نہ کرو اور تکتموا باعتبار عطف کے لاتکتموا ہے اس واسطے کہ عطف اسکا تلبسوا پر ہے پس خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اور نہ پوشیدہ کرو تم حق کو کہ وہ محمدؐ کی صفات ہیں وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور حال یہ ہے کہ تم جانتے ہو کہ یہ وہی پیغمبر ہے کہ جس کا ذکر توریت میں وعدہ ہے اور پھر اسپر ایمان نہیں لاتے ہو وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرو نماز کو کہ ہمیشہ اسکو پڑھتے رہو بطریق اہل اسلام کے وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور دو تم زکوٰۃ کو جس طرح سے کہ مسلمان دیتے اور ادا کرتے ہیں وَارْكَعُوْا اور رکوع کرو تم مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ہمراہ رکوع کرنیوالوں کے یعنی مسلمانوں کے ہمراہ نماز جماعت پڑھو جس طرح سے کہ وہ پڑھتے ہیں تا کہ مسلمانوں میں شمار کئے جاؤ تم بعد اختیار کرنے ایمان کے اور ثواب جماعت کا پاؤ

حدیث میں آیا ہے کہ اگر ایک آدمی جماعت میں ہمراہ امام کے ہو تو پچیس نماز و نکا اس کو ثواب ہوتا ہے اور اگر دو آدمی جماعت میں ہوں تو پچیس کو
پچیس میں ضرب دیویں چھ سو اور پچیس حاصل ہوئے اس قدر نماز و نکا ثواب ہوتا ہے اگر تنہا پڑھے اور تین آدمی جماعت میں ہوں تو چھ سو پچیس کو چھ سو
پچیس میں ضرب دیویں تین لاکھ نوے ہزار چھ سو پچیس ہوئے اس قدر نمازوں کا ثواب ہوتا ہے اگر تنہا پڑھیں اسی طرح جس قدر آدمی جماعت میں زیادہ
ہوں گے اسی قدر ثواب زیادہ ہوگا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ پانا امام کی تکبیر کا اور اس وقت ہمراہ اس کے نماز میں شریک ہونا بہتر ہے ساٹھ حج
اور ہزار عمرہ سے اور ایک رکعت امام کے ہمراہ بہتر ہے لاکھ دینار طلا سے راہ خدا میں دینے سے اور ایک سجدہ امام کے ہمراہ بہتر ہے ایک برس
کی عبادت سے اور جماعت میں نماز پڑھنے والے کو نہ عذاب قبر ہے اور نہ ہول قیامت ہے اور فرمایا ہے جناب رسول خدا صلعم نے کہ پہلی تکبیر امام کے ساتھ
بہتر ہے تمام دنیا سے اسی طرح بہت سی حدیثیں نماز جماعت کے ثواب میں ہیں اور ایک مرتبہ جبرئیل ہزاروں فرشتوں کو ہمراہ لیکر آئے اور کہا کہ یا رسول خدا
خدا تعالے نے بعد سلام کے تجھ کو فرمایا ہے کہ اپنی امت کو کہدے کہ جو کوئی جماعت سے مفارقت کر کے مرجائیگا تو وہ بوئے بہشت کی نہ سونگھے گا اگرچہ تمام اہل دنیا
سے اسکے اعمال زیادہ ہوں اور ترک کرنیوالا جماعت کا میرے نزدیک ملعون ہے اور ملائکہ کے نزدیک ملعون ہے اور لعنت کی ہے میں نے اسکو توریت میں
اور انجیل میں اور زبور میں اور قرآن میں اور فرماتا ہے خدا کہ **اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ** کیا حکم کرتے ہو تم اے یہودیو آدمیوں کو ساتھ نیکی کے اور کہتے ہو
لوگوں کو کہ تم مسلمان ہو جاؤ **وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ** اور بھول جاتے ہو تم نفسوں اپنے کو کہ خود ایمان نہیں لاتے ہو **وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ**
الْكِتٰبَ اور حال یہ ہے کہ تم پڑھتے ہو کتاب کو **اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ** کیا پس نہیں سمجھتے ہو تم باوجود اس کے کہ تم توریت کو پڑھتے ہو اور اس میں
صفات محمدؐ کے لکھے ہوئے دیکھتے ہو اور پھر ایمان نہیں لاتے ہو کیسی عقل اور سمجھ ہے تمہاری منقول ہے کہ بعضے علماء یہود جو کہ مدینہ میں رہتے تھے اپنے یاروں کو اسلام
کی رغبت دلاتے تھے اور خود قبول نہیں کرتے تھے ان لوگوں کی خدائے تعالے مذمت کرتا ہے اور بڑا سخت گناہ ہے کہ باوجود نصیحت کرنے کے لوگوں کو خود نیکی نہ
کرے اور انس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ میں شب معراج آسمانوں پر گیا تو ایک جماعت کو دیکھا کہ ان کے ہونٹوں کو مقراض سے کترتے ہیں جبرئیل سے
میں نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کون ہیں کہا کہ واعظ ہیں کہ یہ دنیا میں اور لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے تھے اور خود نیکی نہیں کرتے تھے اور فرماتا ہے خدا
وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ اور مدد چاہو تم ساتھ صبر کرنے کے مشقت اطاعت پر اور حرام کے ترک کرنے پر **وَالصَّلٰوةِ** اور ساتھ نماز کے یعنی مدد چاہو
تم ساتھ صبر اور نماز کے اپنے سب مقاصد دنیا اور آخرت میں اور احادیث آئمہ معصومین علیہم السلام میں مراد صبر سے روزہ ہے یعنی مدد چاہو تم اپنی دنیا اور
آخرت کے واسطے روزہ رکھ کر اور نماز پڑھ کر تاکہ خدائے تعالے روزہ اور نماز کی برکت سے تمہاری مرادیں برلائے **وَاِنَّهَا لَكَبِیْرَةٌ** اور تحقیق کہ وہ نماز
البتہ بڑی اور بھاری ہے لوگوں پر **اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِیْنَ** مگر اوپر عاجزی کرنے والوں کے جو کہ خدائے تعالے سے ڈرتے ہیں **الَّذِیْنَ**
یَظُنُّوْنَ وہ لوگ کہ گمان کرتے ہیں **اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ** یہ کہ تحقیق وہ ملاقات کرنے والے ہیں جزا پروردگار اپنے کو موافق اپنے
اعمال کے **وَاَنَّهُمْ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ** اور تحقیق وہ طرف حکم اس کے کے رجوع کرنے والے ہیں کہ اپنے اعمال نیک کے عوض میں موافق وعدہ ع
پروردگار کے ثواب ابدی کو پہنچیں گے اور خدائے تعالے نے جو کچھ بنی اسرائیل کو نعمتیں دی تھیں واسطے تاکید کے پھر ان کو یاد دلاتا ہے چنانچہ فرماتا ہے
یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ اے اولاد یعقوب کی یاد کرو تم نعمت میری کو جو کہ انعام کی ہے میں نے اوپر تمہارے
کہ تمہارے باپ دادا کو ان نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے **وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ** اور تحقیق میں نے بزرگی دی ہے تمکو اوپر عالم کے
لوگوں کی مراد عالم سے ان کے باپ دادا کے زمانہ کا عالم ہے اور فضیلت ان کی اس عالم کے لوگوں پر بسبب ان کے ایمان اور عمل صالح اور قبول
کرنے دوستی محمدؐ اور آل محمد علیہم السلام کے تھی اور بسبب اس کے کہ ان میں انبیا اور بادشاہ عادل ہوئے لیکن ان کی اولاد نے پیروی ان کی نہ کی بلکہ کفر
اور گناہوں میں مشغول ہے پس فرماتا ہے خدا ان بنی اسرائیل کو کہ **وَاتَّقُوْا یَوْمًا** اور ڈرو تم اس دن سے کہ **لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ**
نَّفْسٍ شَیْـًٔا کفایت اور حق گذاری کرسکے کوئی شخص کسی شخص سے کسی چیز کو **وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ** اور نہ

مقبول کی جاسئے اس سے سفارش کسی کی اور اہل مکہ اور اہل بصرہ نے یقبل کو تا سے پڑھا ہے وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ اور نہ لیا جائے اس سے فدیہ کہ کچھ دے کر نجات پاسئے وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اور نہ وہ نصرت کیے جاویں گے کہ کوئی کسی کی مدد کرکے اس کو عذاب سے نجات دلوائے اور اگر مراد اس دن سے قیامت کا دن ہے تو خطاب یہودیوں کی طرف ہے یعنی اور ڈرو تم اس دن سے کہ کوئی آدمی کسی آدمی کو نہ بچا سکے اور نہ کوئی کسی کی سفارش کر سکے کہ اس کو کسی طرح عذاب سے نجات ہوجائے اور نہ کوئی کسی کی نصرت اور مدد کر سکے کہ اپنی کمک سے کسی کو رہائی دلوائے اور یہ خدائے تعالےٰ نے ان یہودیوں کے جواب میں فرمایا ہے جس وقت کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارے باپ اور دادا انبیا تھے وہ ہمکو عذاب سے بچالیں گے اور صحیح یہ ہے کہ مراد اس روز سے مرنیکا روز ہے اور مراد ان لوگوں سے مومن اور کافر سب آدمی ہیں کہ موت سے کوئی کسی کو سفارش کرکے اور مدد کرکے نہیں بچا سکتا ہے چنانچہ تفسیر امام علیہ السلام میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ مرنیکا روز ہے اور قیامت کا روز اس سے مراد نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ قیامت کے روز البتہ شفاعت جناب رسولخدا اور آئمہ ہدیٰ اور اولیاء اللہ کی حق ہے کہ وہ گنہگاران مومنین کی سفارش کرکے عذاب دوزخ سے رہائی دلوائیں گے اور اب خدا تعالےٰ تفصیل اپنی نعمتوں کی کرکے یاد دلاتا ہے بنی اسرائیل کو چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ اور یاد کرو تم جس وقت کہ نجات دی ہم نے تمکو مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ لوگوں فرعون کے سے کہ يَسُوْمُوْنَكُمْ پہنچاتے تھے وہ تمکو سُوْٓءَ الْعَذَابِ بہت بڑا سخت عذاب کہ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ ذبح کرتے تھے وہ بیٹوں تمہارے کو وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ اور زندہ رکھتے تھے وہ عورتوں تمہاری کو کہ ان سے خدمت اپنی لیتے تھے اور مرد وزن بنی اسرائیل کے قسم قسم کے کام مقرر کر رکھے تھے کسی سے کھیتی کرواتے تھے اور کسی سے خشت اور گارہ کا کام لیتے تھے اور کسی کو بتوں کی خدمت پر مقرر کر رکھا تھا اور جو شخص لائق کام کرنیکے نہ تھا اس پر جزیہ مقرر کر رکھا تھا اور انکی عورتوں سے اپنی عورتوں کی خدمت کرواتے تھے اور ذمستق اذکرو اخذوت کسے ہے اور سبب ان کے بچوں کے ذبح کرنے کا یہ تھا کہ فرعون نے خواب میں دیکھا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ خرابی ملک کی اور ہلاکت فرعون کی اسکے ہاتھ سے ہوگی اور کہتے ہیں کہ فرعون نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک آگ نے بیت المقدس کی طرف شعلہ مارا اور تمام گھر مصر والوں کے جلا دیئے اور بنی اسرائیل کو اس آگ سے کچھ ضرر نہ پہنچا فرعون اس آگ کو دیکھ کر ہراساں ہوا اور اس خواب کو کاہنوں اور نجومیوں کے روبرو بیان کیا انھوں نے کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ ہلاکت تیری اسکے ہاتھ سے ہوگی فرعون نے یہ سنکر دائیاں بنی اسرائیل کی عورتوں پر مقرر کیں کہ جس کے بیٹا پیدا ہو اس کے بیٹے کو مار ڈالیں اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے وَفِيْ ذٰلِكُمْ اور بیچ اسکے یعنی تمہارے بچوں کے ذبح ہونے میں اور تمہارے مردوں اور عورتوں کی خدمت گاری میں بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ آزمایش تھی پروردگار تمہارے کی طرف سے بہت بڑی کہ کون اس آزمایش میں ثابت قدم رہتا ہے اور بلا یہ کہ بیچ اس نجات دینے تمہارے کی نعمت تھی بڑی اور یہ اس صورت میں ہے کہ بلا بمعنی نعمت لیا جائے اور خدا تعالےٰ یہ خطاب بنی اسرائیل کو کرتا ہے اور مراد ان سے باپ اور دادا انکے ہیں کہ حاصل ہونا نعمت کا باپ اور دادا کو موجب سرفرازی فرزندوں کا ہوتا ہے اور فرعون عمالقہ کے بادشاہ کو کہتے ہیں جیسا کہ روم کے بادشاہ کو قیصر کہتے ہیں اور نام اس فرعون کا مصعب بن الریان تھا اور یسوموکم بمعنی یکلفونکم کے ہے اور کہتے ہیں کہ فرعون موسیٰ کے باپ عمران کو اپنے پاس سے جدا نہیں کرتا تھا کہ وہ اپنے گھر کو جائے اس خوف سے کہ مبادا اسکے بیٹا پیدا ہو ایکرات فرعون اپنے مکان میں سوتا تھا اور عمران بھی اسکے سرہانے خواب میں تھے جس وقت عمران بیدار ہوئے تو اپنی زوجہ کو انھوں نے اپنے پاس حاضر پایا پوچھا کہ تو کیونکر آئی ایسے وقت میں کہ دروازہ بند ہے اور پاسبان چار و نطرف کھڑے ہیں اس نے کہا کہ میں خود نہیں آئی ہوں عمران نے جانا کہ اسکو خدا نے بھیجا ہے پس عمران نے فرعون کے سرہانے اپنی زوجہ سے صحبت کی اور موسیٰ کے حمل سے حاملہ ہوگئی اور جو فرشتہ کہ اسکو لایا تھا پھر موسیٰ کی ماں کو اس کے گھر پہنچا دیا اور جبتک موسیٰ اپنی ماں کے پیٹ میں رہے پیٹ ان کی ماں کا اوپر کو نہ ابھرا اور حمل انکا ظاہر نہ ہوا اور خدا تعالےٰ نے لوگوں کی نظروں سے اس حمل کو پوشیدہ رکھا اور موسیٰ پیدا ہوئے تو گماشتے فرعون کے دیکھنے کو آئے موسیٰ کی ماں نے انکے خوف سے موسیٰ کو تنور میں ڈالدیا اور موسیٰ کی خالا نے بیخبری میں روٹیاں پکانیکے واسطے اس تنور میں آگ روشن کی اور خوب دہکائی

اور گماشتوں نے فرعون کے سارے گھر میں بچہ کو تلاش کیا کہیں نہ پایا اور تنور کو دیکھا کہ اُس میں سے شعلے آگ کے نکلتے ہیں مایوس ہو کر چلے گئے اور فرعون کو خبر کی کہ کسی نے غلط بیان کیا ہے اس گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا ہے فرعون یہ سنکر خوش ہوا اور مادر موسیٰ تنور پر گئی تو دیکھا کہ اس میں آگ روشن ہو رہی ہے یہ دیکھ کر دل اس کا جلنے لگا اور جس وقت تنور پر گئی اور اسکے اندر نگاہ کی تو دیکھا کہ موسیٰ آگ سے بازی کرتے ہیں تب جانا کہ اس میں راز الٰہی ہے اور فرماتا ہے کہ وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ اور یاد کرو تم اے بنی اسرائیل جس وقت کہ پھاڑا ہمنے ساتھ تمہارے دریا کو اور بعضے قاریوں نے فرقنا کو بتشدید را پڑھا ہے یعنی دریا کو ہم نے تمہارے واسطے پھاڑا جس وقت دریا تمہارے سامنے تھا جس میں خوف غرق ہونیکا تھا اور فرعون دشمن تمہارا تمہارے پیچھے تھا کہ وہ تمہارے قتل کے درپے تھا اور نجات کی کوئی صورت تمکو نظر نہیں آتی تھی ایسے وقت مشکل میں فَاَنْجَیْنٰکُمْ پس نجات دی ہمنے تمکو اس ہلاکت سے کہ دریا کو پھاڑ کر اسمیں بارہ رستے کر دیے مثل بارہ گلیوں کے کہ اسمیں سے تمہاری بارہ قومیں نکل گئیں ہر ایک قوم ایک رستہ میں سے وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ اور ڈبو دیا ہمنے لوگوں کو فرعون کے کو کہ وہ دس لاکھ آدمی تھے موافق ایک روایت کے وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور تم دیکھتے تھے انکو ڈوبتے ہوئے جس وقت کہ وہ دریا میں داخل ہوئے اور پانی دریا کا اُن کے سروں پر سے پھر گیا اور فرماتا ہے خدا کہ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً اور یاد کرو تم اے بنی اسرائیل جس وقت کہ وعدہ کیا ہمنے موسیٰ سے چالیس رات دن کا توریت کے دینے کا یعنی بعد گذر جانے چالیس روز کے کہ وہ تمام مہینہ ذو القعدہ کا اور دس روز ذوالحجہ کے تھے اور اہل بصرہ اور ابو جعفر نے واعدنا کو وعدنا پڑھا ہے اور موسیٰ زبان قبطی میں دو اسموں سے مرکب ہے اور نسب موسیٰ کا یہ ہے کہ موسیٰ بن عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم اور خدا نے اربعین لیلة فرمایا اربعین یوماً نہیں کہا اسواسطے کہ عرب مہینہ کو اول لیل سے شمار کرتے ہیں اور ایام بھی لیالی میں داخل ہیں اور اذ منصوب ہے اذکر محذوف سے اور جس وقت یہ وعدہ کیا تو موسیٰ مع خاص لوگوں اپنے کے کوہ پر گئے واسطے لینے توریت کے اور وہاں موسیٰ کو دیر ہوئی کہ چالیس روز تمام ہو جائیں تو وہ توریت لیکر آئیں ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ پھر پکڑا یعنی پوجا تمنے بچھڑے کو بعد اُس کے سامری کے بہکانے سے وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ اور تم ظلم کرنیوالے تھے اپنے نفسوں پر کہ تم نے سوا خدا کے گوسالہ کی پرستش کی اور اسکو اپنا معبود بنا لیا ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ پھر معاف کیا ہمنے تمسے اس گناہ کو بعد توبہ کرنے کے مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پیچھے اس سے کہ تمنے گوسالہ پرستی کی تھی اور عذاب نازل کیا اس جرم کی سزا میں لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تا کہ تم شکر کرو اس نعمت کا کہ ہمنے معاف کیا ہے اور خطاب اسجگہ اگرچہ زمانہ رسولخدا کے بنی اسرائیل کی طرف ہے لیکن مراد انکی باپ اور دادا ہیں جو کہ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں تھے اور فرماتا ہے کہ وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور یاد کرو تم اے بنی اسرائیل جس وقت دی ہمنے موسیٰ کو کتاب توریت وَالْفُرْقَانَ اور فرقان یعنی حجت فرق کرنیوالی درمیان حق اور باطل کے لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تا کہ تم ہدایت پاؤ اس میں غور و تامل کر کے اور راہ راست پر چلو اور فرماتا ہے خدا کہ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اور یاد کرو تم جس وقت کہا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے یعنی کہا موسیٰ نے تمہارے باپوں سے جس وقت موسیٰ کوہ طور سے پھرا اور تمہارے باپوں کی گوسالہ پرستی کو سنا اس وقت کہا موسیٰ نے یٰقَوْمِ اے قوم میری اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ تحقیق تمنے ظلم کیا تمنے جانوں اپنی کو اور ہلاکت میں پڑے بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ بسبب پکڑنے یعنی بسبب پوجنے تمہارے کے بچھڑے کو یعنی اسکے بعد تمنے جو بچھڑے کو پوجا اپنی جانوں پر تمنے بڑا ظلم کیا کہ لائق عذاب و عقاب ہوئے فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ پس رجوع کرو تم طرف خالق اپنے کی اور کمال زاری اور عاجزی سے گریہ کر کے اس عمل سے توبہ کرو اور توبہ اس طرح سے کرو کہ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ پس قتل کرو نفسوں اپنے کو یعنی ذٰلِكُمْ یہ توبہ کہ تم اپنے نفسوں کو قتل کرو خَیْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ بہتر ہے واسطے تمہارے نزدیک خالق تمہارے کے فَتَابَ عَلَیْكُمْ پس توبہ قبول کریگا وہ اوپر تمہارے اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ تحقیق وہ کہ توبہ قبول کرنیوالا ہے مہربان ہے توبہ کرنیوالوں پر جو کہ پشیمان ہو کر طرف اسکی رجوع کرتے ہیں پس لازم ہے تمکو کہ موجب اسکے حکم کے توبہ کرو کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے بارشاد موسیٰ غسل کیا اور کفن پہنا اور صحرا کو روانہ ہوئے اور دو زانو بیٹھ کر سر نیچے جھکا دیے اور حضرت ہارون برادر موسیٰ مع بارہ ہزار مومنین کے جو کہ دین موسیٰ پر ثابت قدم رہے تھے شمشیریں برہنہ کر کے آئے اور قتل کرنا انکا شروع کیا اور خدا تعالیٰ نے ایک ابر سیاہ انکے سر پر بھیجا کہ ہوا تاریک ہو کر اندھیرا ہو جائے اور قتل کرنیوالے اپنے قریبوں اور یگانوں کی طرف سے رحم اور شفقت قاتلوں کے

دل میں نہ آئے اور اس وقت اپنے بیگانے اور بیگانے کو سبکو قتل کریں پس قتل کرنا انھوں نے شروع کیا اور یگانہ اور بیگانہ کو اندھیرے میں سبکو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ بیٹا باپ کو اور باپ بیٹے کو اور بھائی بھائی کو قتل کرتا تھا زوالِ آفتاب سے غروب تک ستر ہزار آدمی قتل ہوئے اور اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون کو اوپر رحم آیا اور بہت روئے اور گریہ کیا اور درگاہ قاضی الحاجات میں کمال تضرع اور زاری سے نالہ کیا اور عرض کی کہ خداوندا بہت بنی اسرائیل قتل ہوگئے اور جو کچھ باقی رہے ہیں انکو تو بخشدے خدائے تعالےٰ نے دعا انکی قبول کی اور تاریکی دور ہوئی موسیٰ نے کشتوں کے شمار کئے تو ستر ہزار آدمی شمار میں آئے یہ حال دیکھ کر موسیٰ بہت غمگین ہوئے حقتعالےٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ قاتل ان کا مجاہد ہے اور مقتول ان کا شہید ہے ہم سب کو بہشت میں لے جاوینگے حضرت موسیٰ یہ سنکر راضی اور خوش ہوئے اور ذکر گوسالہ پرستی کا تفصیل سے انشاء اللہ تعالےٰ سورۂ اعراف میں آئے گا اور منقول ہے کہ جس وقت بنی اسرائیل نے بعد قتل کے خدائے تعالےٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا تو حضرت موسیٰ کو خطاب پہنچا کہ بار دوم بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر مناجات کے واسطے روانہ ہو اور بنی اسرائیل مجھ سے عذر چاہیں اور کلام میرا سنیں حضرت موسیٰ ستر آدمی بزرگان بنی اسرائیل میں سے انتخاب کر کے کوہ طور پر ہمراہ اپنے لے گئے جس وقت چاہا کہ مناجات کریں ایک حجاب درمیان موسیٰ کے اور ہمراہیوں کے پیدا کیا ہمراہی پردے کے باہر رہے اور موسیٰ پردے کے اندر رہے اور خدائے تعالےٰ نے موسیٰ سے کلام کیا امر و نہی اور وعظ و پند کا اور کہا کہ میں ہی خدا ہوں اور سوا میرے اور کوئی خدا نہیں ہے ہمراہی بھی پردے کے باہر سنتے تھے اور جس وقت پردے کے باہر آئے اور وہ پردہ دور ہوا تو موسےٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم نے کلام خدا کو سنا کہا کہ ہم نے ایک آواز سنی ہے لیکن ہم نہیں جانتے کہ گویندہ اس کا خدا تھا یا شیطان تھا اور جب تک ہم خدا کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں گے تو باور ہوگا ناگاہ ایک آگ آسمان سے آئی اور اس نے سب کو جلا دیا اس قصہ کو خدائے تعالےٰ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے فَاِذْ قُلْتُمْ اور یاد کرو تم جس وقت کہ کہا تم نے کہ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ اے موسیٰ ہم ہرگز نہ باور کریں گے واسطے تیرے اور تیرے کلام کو راست نہ جانیں گے حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہْرَۃً یہاں تک کہ دیکھیں خدا کو ظاہر اپنی آنکھوں سے فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ پس پکڑ لیا تم کو آتش بجلی نے بسبب تمہارے انکار کرنے کے اور بسبب طلب کرنے امر محال کے وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور تم دیکھتے تھے یعنی تمہارے باپ دادا اس آگ کو دیکھتے تھے جس وقت کہ وہ آسمان سے آتی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ لوگ آواز سخت بجلی کی کڑک سے مر گئے تھے اور منقول ہے کہ ایک رات اور دن بعد مرنے کے وہ پڑے رہے تھے اور موسیٰ بیہوش ہوگئے جس وقت ہوش میں آئے تو حیرت سے انکی طرف دیکھتے اور کہتے تھے کہ خداوندا بنی اسرائیل پوچھیں گے تو میں ان کو کیا جواب دوں گا خدائے تعالےٰ نے انکو زندہ کر دیا چنانچہ فرماتا ہے ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِکُمْ پھر زندہ کر کے اٹھایا ہمنے تمکو بعد مرنے تمہارے لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ تاکہ تم شکر کرو اس نعمت کا کہ پھر تمکو بعد مرنے کے زندہ کیا اور منقول ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم واسطے لڑائی جباروں اور گردن کشوں کے بیت المقدس کو چلو تو انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم تو یہیں کھڑے ہوئے ہیں تو اور تیرا خدا جا کر لڑو جب انھوں نے ایسا کہا تو خدائے تعالےٰ اوپر غصہ ہوا اور چالیس برس ان کو بیابان تیہ میں حیران اور سرگردان رکھا اور اس جنگل میں پھرایا جس وقت ایک مقام سے کوچ کرتے تھے تمام شب پھرتے تھے اور صبح کو اپنے تئیں اسی مقام پر پاتے تھے جہاں سے کہ کوچ کیا تھا جو وقت تابش آفتاب سے بیتاب ہوگئے تو بتضرع اور زاری حضرت موسےٰ سے کہا کہ خدائے تعالےٰ سے دعا کر کہ ہمپر سایہ کرے ورنہ ہم حرارت آفتاب سے ہلاک ہو جاوینگے حضرت موسےٰ نے دعا کی خدائے تعالےٰ نے ابر سفید اور تنک جس میں سے ہوائے خنک آتی تھی انکے سروں پر بھیجا جو وقت انھوں نے آرام پایا تو کہا کہ اے موسیٰ حرارت آفتاب سے ہمنے آرام پایا لیکن کھانا ہمارے پاس نہیں ہے حقتعالےٰ نے من و سلوےٰ اوپر برسایا چنانچہ فرماتا ہے وَظَلَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْغَمَامَ اور سایہ کیا ہمنے اوپر تمہارے ابر کو وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی اور نازل کیا ہمنے اوپر تمہارے من و سلوےٰ کو اور بعضے کہتے ہیں کہ من ترنجبین کو کہتے ہیں اور سلوےٰ بٹیر کو کہتے ہیں کہ وہ ایک پرندہ ہے اور کہا ہمنے کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ کھاؤ تم پاکیزہ ان چیزوں سے کہ روزی دی ہے ہمنے تمکو کہ بے مشقت اور بے تردد تمکو من و سلوےٰ کھانے کے واسطے ہم دیتے ہیں اس نعمت بزرگ کا تم شکر کرو اور اگر نافرمانی ہماری کروگے تو اپنے ہی

نفسوں پر ظلم کرو گے کہ اس کے عوض میں گرفتار ہو جاؤ گے اور تمہاری نافرمانی میں ہمارا کچھ ضرر نہیں پس نافرمانی کی اُنھوں نے ہماری اور ظلم کیا اُنھوں
نے کفر کرکے **وَمَا ظَلَمُونَا** اور نہ ظلم کیا اُنھوں نے ہمپر نافرمانی کرکے ہمارا کوئی کیا کر سکتا ہے **وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ** اور لیکن تھے وہ جانوں
اپنی پر ظلم کرتے کہ ہماری نافرمانی کرکے گرفتار بلا ہوئے تھے اور جس وقت مدت چالیس برس کی ان کو بیابان تیہ میں حیران اور سرگردان پھرتے ہوئے گذر گئی
تو خدا تعالےٰ کا حکم ہوا کہ شہر مقدس میں جاؤ چنانچہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے **وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ** اور یاد کرو تم جس وقت کہا
ہم نے تمہارے باپ دادا کو کہ داخل ہو تم اس بستی میں یعنی بیت المقدس میں **فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا** پس کھاؤ تم اس بستی میں
سے جس جگہ چاہو تم سیر ہو کر اور رغدا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی اکلا رغدا **وَّادْخُلُوا الْبَابَ** اور داخل ہو تم دروازہ میں اس بستی کے **سُجَّدًا**
سجدہ کرنے والے ہو کر یعنی سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اس شہر بیت المقدس میں اور سجدا جمع ساجد کی ہے اور حال واقع ہوا ہے **وَّقُوْلُوْا** اور کہو تم اس شہر
میں داخل ہوتے ہوئے **حِطَّةٌ** حطہ کو کہتے ہیں کہ اس شہر کے سات دروازے تھے ایک دروازہ تنگ میں سے ان کو داخل ہونیکا حکم ہوا تھا اور حطہ ان کو استغفار
کا کلمہ تھا یعنی کہو تم کہ بخش تو ہمکو اور شرح جامع صغیر کتاب اہل سنت میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ علی باب حطۃ من دخل منھا کان مومنا ومن خرج منھا کان
کافرا یعنی علی باب حطہ ہے جو کوئی داخل ہوگا اس میں ہوگا وہ مومن اور جو کوئی نکل جائے گا اس سے ہوگا کافر شارح اسکا کہتا ہے کہ مراد اس سے پیروی اور اطاعت
علی کی ہے کہ جس نے پیروی اسکی کی وہ مومن ہوا اور جس نے اسکی پیروی نہ کی وہ کافر ہوا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بہت آدمی بعد رسول خدا کے جن لوگوں نے
کہ پیروی علی کی نہ کی تھی اور اس کے خلاف دین سمجھتے وہ کافر ہو گئے تھے اور یہی ہمارے مذہب میں بھی ثابت ہے **نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ** بخشیں گے
ہم خطائیں تمہاری یعنی تم سجدہ کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے اور حطہ کہو گے تو ہم تمہاری خطاؤں کو بخشدیں گے **وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ** اور قریب
ہے کہ ثواب زیادہ کریں ہم نیکی کرنے والوں کو **فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا** پس بدل ڈالا ان لوگوں نے کہ ظلم کیا اُنھوں نے کہنے کو حطہ کے
غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ سوائے اس چیز کے کہ کہا گیا تھا واسطے انکے یعنی حطہ کے کہنے کا حکم ہوا تھا اور ان لوگوں نے حطہ کہ جو کلمہ استغفار کا ہے اسکو بدل
ڈالا اور اس کی جگہ حنطہ کہا ہے اپنے مطلوب کے موافق کہ وہ نعمت دنیا ہے اور حنطہ گندم سرخ کو کہتے ہیں اور انکو حکم ہوا تھا کہ دروازہ تنگ سے داخل ہو کہ
تمہاری گردنیں وقت داخل ہونیکے خم ہو جائیں واسطے تواضع اور فروتنی کے آگے خدا کے اور وہ دروازہ کشادہ میں سے داخل ہوئے جب اُنھوں نے ہماری نافرمانی
کی اور ایسا کیا تو **فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا** پس نازل کیا ہمنے اوپر ان لوگوں کے کہ ظلم کیا اُنھوں نے اپنے نفسوں پر ہماری نافرمانی کرکے **رِجْزًا
مِّنَ السَّمَآءِ** عذاب آسمان سے **بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ** بسبب اسکے کہ تھے وہ باہر ہوتے ہمارے حکم سے نافرمانی کرکے اور کہتے ہیں کہ وہ عذاب طاعون ع
کا تھا اور طاعون وبا کو کہتے ہیں کہ جسمیں پھنسی نکلتی ہے اُس پھنسی سے ہلاک ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چوبیس ہزار آدمی اور ایک روایت میں ہے کہ ستر ہزار آدمی اُس
بیماری میں ہلاک ہوئے اور منقول ہے کہ جسوقت بنی اسرائیل نے اس صحرا میں من وسلوے کھایا تو شدت سے پیاسے ہوئے اور ستر ہزار آدمی العطش العطش کہتے ہوئے
حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور کمال عاجزی سے پانی اُن سے طلب کیا اس قصہ کو خدا تعالےٰ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ **وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ**
اور یاد کرو تم جس وقت سیرابی چاہی موسےٰ نے واسطے قوم اپنی کے اور پانی طلب کیا ہم سے ان کے واسطے **فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ** پس کہا ہمنے
کہ مار تو ساتھ عصا اپنے کے پتھر کو یعنی اپنے عصا کو پتھر پر مار اس میں سے پانی نکلیگا اور منقول ہے کہ وہ عصا اور پتھر حضرت شعیب نے حضرت موسیٰ کو دئے تھے اور وہ عصا
آدم کا تھا کہ بہشت سے لائے تھے اور وہ سنگ بھی بہشت کا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ پتھر حضرت موسیٰ نے رستہ میں سے اٹھایا تھا جس وقت اس پتھر نے کہا تھا
کہ تو مجھ کو اٹھالے میں تیرے کام آوں گا اور تفسیر المبین علیہم السلام میں لکھا ہے کہ جس وقت بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے پانی طلب کیا تو موسیٰ نے واسطے دعا کے
ہاتھ بلند کئے کہ الٰہی بحق محمد سید الانبیاء وبحق علی سید الاوصیاء وبحق فاطمہ سیدۃ النساء وبحق الحسن سید الاولیاء وبحق الحسین افضل الشہداء وبحق عترتہم وخلفائہم سعدۃ الاذکیا
اسقہم یعنی بحق چاردہ معصومان پیاسوں کو پانی دے حکم خدا ہوا کہ اے موسیٰ اپنے عصا کو پتھر پر مار موسیٰ نے عصا کو پتھر پر مارا **فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ
عَيْنًا** پس جاری ہوئے اس پتھر سے بارہ چشمے اور اصل میں انفجار شق ہونے کے معنی میں ہے اور استعمال اس کا جاری ہی ہونے کے معنی میں ہے

اور عین اس پانی کو کہتے ہیں کہ جو پتھر یا زمین سے جوش کر کے نکلے قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ تحقیق جانا ہر قوم نے چشمہ اپنا کہتے ہیں
کہ بنی اسرائیل کی بارہ قومیں تھیں بارہ قوموں کے واسطے بارہ چشمے جاری ہوئے ہر قوم نے اپنا ایک چشمہ جان لیا اور فرماتا ہے خدا کہ اس وقت کہا
ہم نے ان کو کہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ کھاؤ تم اور پیو تم روزی بخشی ہوئی خدا کے سے وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ
اور نہ پھرو تم بیچ زمین کے فساد کرنے والے ہو کر مفسدین حال واقع ہوا ہے یعنی تم زمین میں فساد کرتے ہوئے مت پھرو کہ کفر کے کام کرو اور لوگوں
کو طرف کفر کے رغبت دلاؤ اور آمادہ کرو کہتے ہیں کہ چھ لاکھ آدمی اس پانی سے سیراب ہوتے تھے اور جس وقت احتیاج پانی کی نہ ہوتی تھی تو دوسرا عصا
اسپر حضرت موسیٰ مارتے تھے پانی کا نکلنا اس پتھر سے بند ہو جاتا تھا اور منقول ہے کہ خدا تعالےٰ نے جس وقت بنی اسرائیل کو من و سلویٰ عطا کیا اور پانی
سے چشموں کے سیراب کیا تو انھوں نے ناشکری کی اور اس نعمت کو غنیمت نہ جانا اور سوائے اس کے جو چیزیں کہ کمتر اور ادنیٰ تھیں اسکو طلب کیا چنانچہ
خدائے تعالےٰ فرماتا ہے وَاِذْ قُلْتُمْ اور یاد کرو تم جس وقت کہ کہا تم نے يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ اے موسیٰ ہرگز نہ صبر کریں
گے ہم اوپر ایک کھانے کے کہ ایک کھانا ہم کھاتے کھاتے سیر ہو گئے اور دل ہمارے اس کھانے سے پھر گئے فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ پس دعا کر تو واسطے
ہمارے پروردگار اپنے سے کہ يُخْرِجْ لَنَا نکالے وہ واسطے ہمارے یعنی ہمارے کھانے کے واسطے مِمَّا اس چیز سے وہ کھانا کہ تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ
اگاتی ہے زمین مِنْۢ بَقْلِهَا ساگ اپنے سے وَقِثَّآئِهَا اور ککڑی اپنی سے وَفُوْمِهَا اور گیہوں اپنے سے وَعَدَسِهَا اور مسور اپنے سے وَ
بَصَلِهَا اور پیاز اپنے سے قَالَ کہا موسیٰ نے از راہ تعجب یہ سنکر یا کہا خدا نے اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ کیا بدل کرتے تم لیتے ہو اس چیز کو کہ هُوَ
اَدْنٰى وہ ادنیٰ اور کمتر ہے مثل ساگ اور ترکاریوں اور غلہ وغیرہ کے بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ساتھ اس چیز کے کہ وہ بہتر ہے مثل من و سلویٰ کے کہ
اس کو چھوڑ کر ساگ وغیرہ کو طلب کرتے ہو پس حکم ہوا ان کو خدا کا کہ اِهْبِطُوْا مِصْرًا اترو تم یعنی جاؤ تم شہر کو اس جنگل کو چھوڑ کر فَاِنَّ لَكُمْ
مَّا سَاَلْتُمْ پس تحقیق واسطے تمہارے وہ چیز ہے کہ سوال کیا ہے تم نے جن چیزوں کا اور طلب کی ہیں وہ چیزیں اس شہر میں سب موجود ہیں اور
بہ سبب اس حرکت نالائق کے کہ اعلیٰ چیز کو چھوڑ کر ادنیٰ کو طلب کیا ہمیشہ کو خوار ہو گئے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ اور ماری گئی اوپر
ان کے یعنی لازم ہوئی اپر بسبب ناشکری کے الذِّلَّةُ خواری جزیہ کی کہ ہمیشہ جزیہ دیتے ہیں وَالْمَسْكَنَةُ اور فقیری یعنی لازم ہوئی اپر فقیری کہ ہمیشہ محتاج
اور ذلیل رہتے ہیں اور آجتک یہود ان بنی اسرائیل کا یہی حال ہے کہ جس جگہ ہیں خوار اور ذلیل ہیں اور کسیجگہ انکو حکومت اور ریاست حاصل نہیں ہے وَبَآءُوْ
بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اور پھرے وہ ساتھ غضب کے خدا کی طرف سے کہ ہمیشہ خدا کے غضب میں گرفتار ہیں ذٰلِكَ یہ یعنی غضب خدا کا اوپر بِاَنَّهُمْ
سبب اسکے ہے کہ تحقیق وہ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ تھے وہ کہ کفر کرتے تھے ساتھ آیتوں خدا کے اور جو کچھ کہ توریت میں صفات پیغمبر آخر
الزمان کے ہیں اسکا انکار کرتے تھے اور ان کو بدل دیتے تھے وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ اور قتل کرتے تھے وہ پیغمبروں کو ساتھ ناحق کے ذٰلِكَ
یہ سب خرابیاں واسطے ان کے بِمَا عَصَوْا بسبب اسکے ہیں کہ نافرمانی کی انھوں نے خدا کی اور اسکی ناشکری کی وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ اور تھے وہ کہ حد
سے گذرتے تھے کہ ہزاروں پیغمبر انھوں نے قتل کر ڈالے اور اب خدائے تعالےٰ ایمان اور اعمال نیک کی خوبی کو بیان کرتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
تحقیق جو لوگ ایمان لائے ظاہر میں اور حقیقت میں وہ منافق ہیں وَالَّذِيْنَ هَادُوْا اور جو لوگ کہ یہودی ہوئے اور یہودی انکو اسواسطے کہتے ہیں کہ یہ لوگ وقت
پڑھنے توریت کے ہلتے تھے اور معنی یہود کے حرکت کرنیکے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اسواسطے انکو یہودی کہتے ہیں کہ وقت نازل ہونے توریت کے آسمان نے
حرکت کی تھی سوائے حرکت دائمی کے اور یا یہ کہ یہود ابن یعقوب کی اولاد میں ہیں وَالنَّصٰرٰى اور نصاریٰ یعنی جو لوگ کہ نصاریٰ ہیں انکو نصاریٰ
اسواسطے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ جو ان کے پیغمبر ہیں وہ شہر ناصرہ میں پیدا ہوئے تھے اور یا یہ کہ حواریین نے کہا تھا کہ نحن انصار اللہ وَالصّٰبِـِٕيْنَ اور
صابئین یعنی جو لوگ کہ ستارہ پوجنے والے ہیں اور نافع صابئین کو بغیر ہمزہ کے پڑھتا ہے اور ان کو صابئین اسواسطے کہتے ہیں کہ انھوں نے توحید خدا
کو ترک کر کے ستارہ پرستی اختیار کی اور صابئین کے معنی لغت میں یہی ہیں کہ ایک دین سے دوسرے دین کی طرف رجوع کریں پس خدا تعالےٰ فرماتا ہے

کہ منافقین ظاہر میں ایمان لانیوالے اور یہودی اور نصاریٰ اور صابئین مَنْ اٰمَنَ جو شخص کہ ایمان لائے انہیں سے خاص اعتقاد سے بہ نیت صادق
بِاللّٰهِ ساتھ اللہ کے وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور دن آخرت کے کہ وہ ضرور ہونیوالا ہی وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل کرے نیک اور صالحًا صفت ہی مصدر محذوف کی
اور تقدیر اسکی عملاً صالحًا ہے یعنی عمل کرے عمل کرنا نیک فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ پس واسطے اُن کے ثواب اُنکا ہی نزدیک پروردگار اُن کے کے اُن کے
ایمان صحیح اور اعمال نیک کے عوض میں وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور نہ خوف ہی اوپر ان کے آخرت میں کسی طرح کا وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہونگے
بلکہ ہمیشہ فرحت اور بہشت کی نعمتوں میں اور لذتوں میں رہینگے اور ضمیر مفرد کی مَن کیطرف باعتبار لفظ کے پھرتی ہے اور ضمیر جمع کی باعتبار معنی کے کہ وہ جمع کے لئے
بھی آتا ہے اور منقول ہے کہ بنی اسرائیل نے بعد نازل ہونے توریت کے سرکشی کی اور اسکے احکام کو قبول نہ کیا حقتعالے نے حضرت جبرئیل کو حکم کیا کہ ایک پہاڑ
فلسطین کے پہاڑوں میں کہ جس کو طور کہتے ہیں طول اور عرض میں ایک فرسخ مثل بنی اسرائیل کے لشکر گاہ کی زمین سے اکھاڑ اور ایک مرد کے قد کی مقدار
ان کے سر پر اس پہاڑ کو بلند کر جبرئیل نے پہاڑ کو اکھاڑ کر ان کے سر پر بلند کیا اور سامنے ان لوگوں کے آگ روشن ہوگئی اور پیچھے ان کے ایک دریا بلاے دخان
ظاہر ہوگیا جس وقت بھاگنے کو کوئی جگہ نہ دیکھی تو تضرع اور زاری کرنے لگے اور سجدہ میں گر پڑے ایک رخسارہ اور آدھی پیشانی تو سجدہ میں تھی اور دوسرا
رخسارہ اور آدھی پیشانی اوپر کو اٹھاتے ہوئے تھے اور اوپر کو دیکھتے تھے اس خوف سے کہ پہاڑ ہم پر نہ گر پڑے اور اسی واسطے سجدہ یہودیوں کا آدھے منہ سے ہوتا
ہے اس قصہ کو خدا نے تعالے بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ اور یاد کرو تم جس وقت کہ لیا ہمنے عہد تمسے کہ موسیٰ کی فرمانبرداری
کرو اور توریت کے احکام پر عمل کرو اور شرک اور کفر مت کرو اور سب پیغمبروں پر ایمان لاؤ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ اور بلند کیا ہم نے اوپر تمہارے کوہ طور
کو اس عہد کے قبول کرنے کے واسطے اور کہا ہم نے تمسے کہ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ لو تم اس چیز کو کہ دی ہے ہمنے تمکو کہ وہ احکام شرع کے ہیں توریت میں
بِقُوَّةٍ ساتھ قوت کے یعنی لو تم شرع کے احکام کو کوشش تمام اور قوت سعی سے کہ جسمیں شک باقی نہ رہے وَاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ اور یاد کرو تم جو کچھ بیچ اُس چیز
کے یعنی جو کچھ کہ توریت میں احکام ہمارے ہیں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم بچو گناہوں سے اور نجات پاؤ اسکے احکام پر عمل کرکے ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ پھر پھر گئے
تم اس عہد کے وفا کرنے سے مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پیچھے اس قول کرنے سے فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ پس اگر نہوتا فضل خدا کا
اوپر تمہارے اور مہربانی اسکی کہ تمکو مہلت توبہ کرنے کی دی ہے اور نہ ہوتا وجود مسعود محمد صلعم کا کہ تم کو وہ حق کی طرف بلاتا ہے تو عوض میں اس نا
فرمانی کے لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ البتہ ہوتے تم نقصان والوں میں سے کہ اسی وقت تم عذاب میں گرفتار ہوتے اور منقول ہے کہ بنی
اسرائیل کے لوگ شہر ایلہ میں دریا کے کنارے رہتے تھے اور ان کو حکم خدا کا اور انبیاء کا یہ تھا کہ تم شنبہ کے روز مچھلیوں کا شکار نہ کیا کرو بلکہ صبح سے
شام تک عبادت خدا میں مشغول رہا کرو ان کم بختوں نے یہ حیلہ کیا کہ دریا کے گرد حوض بنائے اور دریا سے حوضوں تک نالیاں کھودیں اور نالیوں کے
ذریعہ سے دریا سے حوضوں تک پانی جانے کا راستہ بنا دیا اور جمعہ کے روز وہ لوگ پانی دریا کا کھولدیتے تھے شنبہ کے روز مچھلیاں پانی میں بہتی
ہوئی نالیوں کے رستے سے ان حوضوں میں چلی آتی تھیں اور حوض مچھلیوں سے پُر ہو جاتے تھے اور پھر وہ لوگ پانی کی آمد کو بند کر دیتے تھے اور
پانی حوضوں کا جو اُنکی سنگبریوں سے نیچے ہوتا تھا۔ اس سبب سے وہ مچھلیاں اگر ارادہ واپس ہونے کا کرتی تھیں تو اُن حوضوں سے باہر نکلنے کی
قدرت نہ رکھتی تھیں اور یکشنبہ کو وہ لوگ مچھلیوں کو بے مشقت حوضوں میں پکڑ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے تو یہ مچھلیاں یکشنبہ کو پکڑی ہیں شنبہ
کو نہیں پکڑیں اور ان مچھلیوں کے وسیلہ سے وہ تونگر اور مالدار ہو گئے اور ان کے صلحا اور نیک آدمی اُن کو ہر چند منع کرتے تھے کہ تم اس حرکت سے
باز آؤ وہ ان کا کہنا قبول نہیں کرتے تھے اور ان کے کہنے کو نہیں مانتے تھے بلکہ بعض روایت میں ہے جب ان کو پکڑنیکی عادت ہوگئی تو وہ شنبہ کو
بھی پکڑنے لگے اور یہ خیال ان کے نزدیک سادی ہوگیا چاہے شنبہ کو پکڑیں چاہے یکشنبہ کو کہتے ہیں کہ یہ لوگ اسی ہزار سے زیادہ آدمی انمیں سے شکار
کرتے تھے اور باقی کے آدمی ان کو منع کرتے تھے جب انھوں نے کہنا نہ مانا تو وہ نیک آدمی اس خوف سے کہ اگر انپر عذاب نازل ہو تو ہم بھی عذاب میں
گرفتار ہو جائیں گے وہاں سے اٹھکر دوسری بستی میں جا ٹھیرے اور وہ شکار کرنے والے اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو حضرت داؤد نے دعا کی اور انکے اوپر عذاب

نازل ہوا مرد اور عورتیں سب بندر ہو گئے صبح کو گرد و نواح کے آدمی جو اُس شہر کو گئے تو دیکھا کہ دروازہ شہر کا بند ہے دیوار پر چڑھ کر شہر میں
داخل ہوئے اور دیکھا کہ سب آدمی بندر ہو گئے ہیں اپنے رشتہ داروں اور ملاقاتیوں میں سے جس کو پہچانتے تھے کہتے تو فلانا ہے وہ شخص آبدیدہ ہو کر سر
ہلا دیتا تھا تین روز تک زندہ رہے آخر کو سب مر گئے اور حق تعالےٰ نے ایک ایسی ہوا بھیجی کہ اُسنے سبکو دریا میں پھینکدیا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ تین فرقے
تھے ایک فرقہ تو شکار کرتا اور دوسرا فرقہ ان کو منع کرتا تھا اور تیسرا فرقہ نہ شکار کرتا تھا اور نہ انکو منع کرتا تھا جب عذاب نازل ہوا تو منع کرنے والا فرقہ
عذاب سے محفوظ رہا اور وہ دو فرقہ عذاب میں گرفتار ہو گئے اور بندر بن گئے ان لوگوں کے قصہ کو خدا تعالےٰ یاد دلا کر کہتا ہے وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ
الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ اور البتہ تحقیق جانا ہے تمنے ان لوگوں کو کہ حد سے گذر گئے یعنی باہر ہو گئے حکم ہمارے سے تم میں بیچ روز
شنبہ کے کہ ہمنے انکو اسروز کے شکار کرنے سے منع کیا اور انھوں نے ایک حیلہ کر کے اسروز مچھلیوں کا شکار کیا اور ہر چند انکو منع کیا لیکن وہ اپنی حرکت سے باز
نہ آئے جب انھوں نے کہنا ہمارا نہ مانا تو فَقُلْنَا لَهُمْ پس کہا ہم نے واسطے اُن کے کہ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ ہو جاؤ تم بندر ذلیل اور خوار
ہونے والے پس وہ بندر ہو گئے اور قردۃ جمع قرد کی ہے اور سبت مصدر ہے بمعنی قطع اور خاسئ کہتے دھتکارے ہوئے کو کہتے ہیں اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے
فَجَعَلْنٰهَا پس کر دیا ہم نے اس قصہ کو ان کے نَكَالًا عذاب یعنی نصیحت لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا واسطے ان لوگوں کے کہ روبرو ان کے تھے اُن
کے زمانہ میں وَمَا خَلْفَهَا اور واسطے ان کے کہ پیچھے ان کے آنیوالے تھے وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ اور نصیحت ہے واسطے پرہیزگاروں کے
جو کہ خدا سے ڈرتے ہیں اب خدا تعالےٰ ایک اور قصہ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اور یاد کرو تم جبوقت کہا موسےٰ
نے واسطے قوم اپنی کے کہ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ تحقیق کہ خدا حکم کرتا ہے تمکو اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً یہ کہ ذبح کرو تم گائے کو اس قصہ میں تین
طرح سے آئی ہیں روایت مختصر یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت صاحب حسن و جمال تھی اور ایک مرد عالم صالح اور پرہیزگار نے اپنے نکاح کا اسکو پیام
دیا اس نے قبول کیا اور نام اس مرد صالح کا عامیل تھا اور عامیل کے چچا کا بیٹا ایک مرد فاسق اور بدکار تھا اُس نے بھی اس عورت کو اپنے نکاح کا پیام
دیا اُس کا اس عورت نے انکار کیا اس مرد فاسق اور بد نے حسد کر کے عامیل کو مار ڈالا اور اس طرح بھی روایت ہے کہ عامیل مالدار تھا اور اس کے چچا
کے بیٹے نے اسکا مال لینے کے واسطے اسکو قتل کر ڈالا اور اسکو اُٹھا کر حضرت موسےٰ کے پاس لایا اور کہا کہ یا نبی اللہ یہ میرے چچا کا بیٹا ہے اس کو قتل کر ڈالا ہے
حضرت موسےٰ نے پوچھا کہ اسکو کس نے قتل کیا ہے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں اور بنی اسرائیل میں قتل کرنا امر عظیم اور سخت گناہ تھا اس واسطے حضرت موسیٰ
پر اُس کا قتل ہونا بہت گران تھا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اسکو قتل کر کے مسجد کے در میں ڈالدیا تھا لوگوں میں اختلاف ہوا کوئی تو کسی کو کہتا تھا کہ
اُس نے قتل کیا ہے اور کوئی کسی کو کہتا تھا اور بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ کیا حکم ہے یا نبی اللہ اور بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا
اسکے پاس ایک گائے تھی اور ایک اسکے بیٹا تھا کہ وہ کچھ مال تجارت اپنے پاس رکھتا تھا خریدار اس سے کچھ مال خریدنے آئے اور جس مکان میں وہ مال تجارت
تھا کنجی اُس مکان کی اس کے باپ کے پاس تھی اور وہ سوتا تھا اس لڑکے نے اپنے باپ کو بے آرام ہونیکی جہت سے بیدار نہ کیا اور خریداروں کو جواب دیدیا
وہ چلے گئے جب باپ اسکا بیدار ہوا تو اُسنے پوچھا کہ مال تیرا فروخت ہو گیا اور کچھ فائدہ بھی حاصل ہوا اس نے بیان کیا کہ مال میرا فروخت نہیں ہوا خریدار
آئے تھے لیکن کنجی مکان کی تمہارے پاس تھی اور تم سوتے تھے تمکو بے آرام ہونیکے خوف سے بیدار نہ کر سکا اُسنے کہا کہ میں نے اس نیکی کے عوض میں تجھ کو
وہ گائے بخشی اور حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ گائے کو ذبح کرو کہ خدا تعالےٰ تمکو حکم کرتا ہے اور اس گائے کو ٹکڑے کو اس مقتول پر مارو وہ
زندہ ہو کر اپنے قاتل کو بتا دے گا لیکن بنی اسرائیل اس گائے کو نہیں جانتے تھے کہ وہ کیسی ہے اور کس کے پاس ہے اس قصہ کو خدا تعالےٰ بیان کرتا ہے
اور فرماتا ہے اور یاد کرو تم جبوقت کہ کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ تحقیق خدا حکم کرتا ہے تمکو کہ ذبح کرو تم گائے کو قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا کہا ان لوگوں نے کہ
کیا لیتا ہے تو ہمکو ٹھٹھے میں یعنی اے موسیٰ کیا تو ہم سے ہنسی کرتا ہے کہ گائے کو ذبح کر کے اسکا ٹکڑا اس مردہ پر ماریں اور وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کو بتلا دے کہیں مردہ بھی
زندہ ہوتا ہے اور ہزوا اسم مفعول کے معنی میں ہے اور تتخذ کا دوسرا مفعول ہے اور بعضوں نے اسکو ہزوا پڑھا ہے ہمزہ کے ساتھ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ

اکون من الجاھلین کہا موسیٰ نے پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ خدا کے اس سے کہ ہوں میں نادانوں میں سے کہ تم سے ٹھٹھا کروں مجھ کو تو خدا نے حکم
کیا ہے اس واسطے تم سے کہتا ہوں قالوا ادع لنا ربک کہا ان لوگوں نے دعا کر تو واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے کہ یبین لنا بیان کرے وہ واسطے
ہمارے کہ ما ھی کیا ہے وہ گائے کیسی ہے وہ قال انہ یقول کہا موسیٰ نے کہ تحقیق وہ خدا کہتا ہے کہ انھا بقرۃ تحقیق وہ گائے ایسی ہے کہ
لا فارض ولا بکر کہ نہ بوڑھی ہے اور نہ بچھیا ہے عوان بین ذلک جوان اور میانہ ہے درمیان اس بڑھاپے اور بچپن کے اور عوان اسکو
کہتے ہیں کہ جو ایک دفعہ یا دو دفعہ جنی ہو فافعلوا ما تؤمرون پس کرو تم جو کچھ کہ حکم کئے جاتے ہو تم یعنی ذبح کرو تم اسکو اور بعد تؤمرون کے یعنی مذکور
ہے قالوا ادع لنا ربک کہا ان لوگوں نے دعا کر تو واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے یا نبی اللہ کہ یبین لنا بیان کرے وہ خدا واسطے ہمارے
کہ ما لونھا کیا ہے رنگ اس گائے کا سفید ہے یا کالی یا زرد ہے یا کیسی ہے وہ قال انہ یقول کہا موسیٰ نے کہ تحقیق وہ خدا کہتا ہے کہ انھا
بقرۃ تحقیق وہ گائے ایسی گائے ہے کہ صفراء فاقع لونھا زرد چوچہاتا ہے رنگ اسکا کہ تسر الناظرین خوش کرتی ہے وہ دیکھنے والوں
اور صفراء غیر منصرف ہے اسی واسطے اسپر تنوین نہیں آئی قالوا ادع لنا ربک کہا ان لوگوں نے کہ دعا کر تو واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے
یبین لنا بیان کرے وہ خدا واسطے ہمارے کہ ما ھی کیسی ہے وہ گائے اس واسطے کہ ان البقر تشابہ علینا تحقیق گائے مشتبہ ہو گئی
ہے اوپر ہمارے وانا ان شاء اللہ لمھتدون اور تحقیق ہم اگر چاہے خدا تو البتہ راہ پانے والے ہیں اس گائے کی طرف قال انہ یقول
کہا موسیٰ نے کہ تحقیق وہ خدا کہتا ہے کہ انھا بقرۃ تحقیق وہ گائے ایسی گائے ہے کہ لا ذلول تثیر الارض نہ سدھائی ہوئی ہے کہ جوتے
زمین کو ولا تسقی الحرث اور نہ سینچے کھیتی کو مسلمۃ لا شیۃ فیھا سلامت ہے عیب سے کہ نہیں داغ ہے اس کے بیچ میں جب اس قدر صفات
اس گائے کے سنے تو قالوا الآن جئت بالحق کہا انھوں نے کہ اب لایا تو حق کو یا نبی اللہ کہ تو نے ساری صفتیں اس گائے کی بیان کر دیں اور بنی
اسرائیل نے یہ صفات سن کر گائے کو تلاش کیا تو اس لڑکے کے پاس وہ گائے پائی کہ اسکے باپ نے اسکو بخشی تھی اور ذکر اسکا اس سے پہلے ہو لیا ہے اور اس لڑکے
سے بنی اسرائیل کے آدمیوں نے وہ گائے طلب کی تو اس نے کہا کہ اس گائے کی قیمت میں کھال اسکی سونے سے پر کرو اس سے کم کو نہ دوں گا بنی اسرائیل
حضرت موسیٰ کے پاس گئے اور کہا کہ وہ لڑکا گائے کا مالک اسقدر سونا اسکی قیمت میں طلب کرتا ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ضرور خرید کرنا چاہیے اور جو قیمت
کہ وہ طلب کرے دینی چاہیے اس واسطے کہ حکم خدا اسی گائے کے ذبح کرنیکا ہے سب نے متفق ہو کر اس گائے کو اسی قیمت کو خرید کیا یہ ثمرہ ہے اس شخص کی نیکی
کا کہ جو اپنے باپ اور ماں کے ساتھ نیکی کرے اس لڑکے نے جو بے آرامی کے لحاظ سے اپنے باپ کو خواب سے بیدار نہ کیا تھا خدائے تعالیٰ نے اسکو اسقدر دولت
دلوائی علم کر کے کہ وہ گائے ذبح کی جاوے الغرض ان لوگوں نے اس گائے کو ذبح کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ فذبحوھا پس ذبح کیا انھوں نے اس گائے کو وما
کادوا یفعلون اور نہیں نزدیک تھے کہ کریں وہ بسبب گرانی قیمت کے یعنی اسکے قیمت کے گران ہونے کے سبب سے خرید نا نہیں چاہتے تھے ذبح کرنے کیواسطے ع
لیکن انھوں نے اسکو خرید کر کے ذبح کیا اور اسی قصہ کو خدائے تعالیٰ پھر بیان کرتا ہے واذ قتلتم نفسا اور یاد کرو تم جس وقت کہ قتل کیا تم نے
جان کو فادّٰرءتم فیھا پس اختلاف کیا تم نے بیچ اس کے آپس میں اور ہر ایک دوسرے کی گردن پر اس گناہ کو رکھتا تھا واللہ مخرج ما کنتم
تکتمون اور خدا نکالنے والا ہے اس چیز کا کہ ہو تم چھپاتے یعنی جس امر کو پوشیدہ کرتے تھے اور خون ناحق کو چھپاتے تھے خدا نے اسکو ظاہر کر دیا فقلنا
اضربوہ ببعضھا پس کہا ہم نے کہ مارو تم اس مقتول کو ساتھ بعض ٹکڑے اس گائے کے کہ وہ مقتول زندہ ہو جاوے گا اور قاتل کو بتلا دے
گا پس انھوں نے اس گائے کو ذبح کر کے اس کا ایک ٹکڑا اس مردے سے مس کیا وہ زندہ ہو گیا اور اپنے قاتل کو اسنے بتلا دیا اور کہا کہ مجھ کو
میرے چچا کے بیٹے فلانے شخص نے قتل کیا تھا اور خصوصیت اس گائے کے ٹکڑے کو مس کرنے سے زندہ ہونیکی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کو اس لڑکے گائے
والے کو فائدہ پہنچانا منظور تھا عوض میں اس نیکی کے جو اس نے اپنے باپ کے ساتھ نیکی کی تھی کہ اسکو بے آرام ہونیکے لحاظ سے بیدار نہ کیا تھا اور خدائے تعالیٰ
فرماتا ہے کہ کذلک یحی اللہ الموتی اسی طرح زندہ کرتا ہے خدا مردوں کو اور قیامت کے روز ایسے ہی زندہ کر کے اٹھاویگا ویریکم اٰیٰتہ اور

دکھلاتا ہے تمکو نشانیاں قدرت اپنی کی لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ تاکہ تم سمجھو اور اپنی عقلوں کو کار فرما و کہ جو شخص کہ ایسا قادر ہو کہ مُردے کو زندہ کرتا
ہے قیامت کے روز بھی وہ بیشک اسی طرح سے سب کو زندہ کرکے اُٹھائیگا واسطے جزائے اعمال کے ثُمَّ قَسَتۡ قُلُوۡبُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ
پھر سخت ہو گئے دل تمہارے پیچھے اس سے یعنی بعد زندہ ہونے اس مقتول کے اور دیکھنے معجزہ کے تمہارے دل سخت ہو گئے فَهِیَ کَالۡحِجَارَةِ
پس وہ دل تمہارے مثل پتھر کے ہیں سختی میں کہ حقوق خدا کو ادا نہیں کرتے اَوۡ اَشَدُّ قَسۡوَةً بہت یا زیادہ ہیں سختی میں کہ پتھر سے بھی زیادہ
سخت ہیں اور قسوہ تمیز واقع ہوا ہے اور دل تمہارے پتھروں سے زیادہ سخت ہیں اس واسطے کہ پتھر ایسے سخت نہیں ہیں جیسے کہ تمہارے دل سخت
ہیں چنانچہ فرماتا ہے وَاِنَّ مِنَ الۡحِجَارَةِ اور تحقیق بعض پتھروں ہیں سے لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنۡهُ الۡاَنۡهٰرُ البتہ وہ ہے کہ جاری ہیں اُس سے
نہریں وَاِنَّ مِنۡهَا اور تحقیق بعض ان پتھروں میں سے کہ لَمَا یَشَّقَّقُ البتہ وہ ہے کہ پھٹتا ہے وہ فَیَخۡرُجُ مِنۡهُ الۡمَآءُ پس نکلتا ہے اُس
سے پانی وَاِنَّ مِنۡهَا اور تحقیق بعض ان پتھروں میں سے لَمَا یَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡیَةِ اللّٰهِ البتہ وہ ہے کہ گرتا ہے خوف خدا سے بلندی کے
اوپر سے نیچے کو اور دل تمہارے ایسے سخت ہیں کہ ہرگز نرم اور متاثر نہیں ہوتے اور صلاح ان سے نیکی اور خیر سرزد نہیں ہوتی اور دل تمہاری کسی طرح
خوف خدا نہیں کرتے کہ نصیحتیں ان میں اثر کریں وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ اور نہیں ہے خدا غافل اس چیز سے کہ کرتے ہو تم بلکہ وہ خوب
جانتا ہے اور ہر ایک کو تم میں سے موافق عمل کے سزا دے گا اور خالی تمکو نہ چھوڑے گا اور اب خدا مومنین کی طرف خطاب کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ
اَفَتَطۡمَعُوۡنَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡا لَکُمۡ کیا پس طمع رکھتے ہو تم اے محمدؐ اور مومنین یہ کہ تصدیق کریں وہ یہودی واسطے تمہارے اور ایمان لائیں
وَقَدۡ کَانَ فَرِیۡقٌ مِّنۡهُمۡ اور حال یہ ہے کہ تحقیق تھا ایک فرقہ ان میں سے کہ وہ ستر آدمی تھے کوہ طور پر کہ یَسۡمَعُوۡنَ کَلٰمَ اللّٰهِ سنتے
تھے وہ کلام خدا کو ثُمَّ یُحَرِّفُوۡنَهٗ پھر تحریف کرتے تھے وہ اس کلام کو اور بدل ڈالتے تھے مِنۡۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوۡهُ بعد اس کے کہ
سمجھا تھا اُنھوں نے اس کلام کو وَهُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ اور وہ جانتے تھے کہ یہ کلام خدا کا ہے اور جان بوجھ کر اسکی تحریف کرتے تھے پس جس وقت
کہ اُن کے داناؤں نے کلام کو سنکر یہ حال کیا تھا تو تم ان کے نادانوں اور جاہلوں سے کیا طمع رکھتے ہو ایمان لانے کے واسطے وہ کب ایمان لائینگے
اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہاں جناب رسولخدا صلعم کے زمانہ کے یہودی مراد ہیں کہ کلام خدا جو کہ رسولخدا صلعم کی تعریف میں اور توریت
میں لکھا ہے اس کی تحریف کرتے تھے وَاِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اور جس وقت ملاقات کرتے ہیں وہ یہودی ان لوگوں کہ ایمان لائے ہیں وہ مثل سلمان
اور ابوذر کے تو قَالُوۡۤا اٰمَنَّا کہتے ہیں وہ یہودی کہ ایمان لائے ہم مثل تمہارے اور جو کچھ کہ صفات رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توریت میں
مرقوم ہیں اسکو بیان کرتے ہیں ان مومنین کے روبرو کہتے ہیں کہ یہ حال ایک جماعت کا تھا ان یہودیوں میں سے کہ مومنین سے ملاقات کرتے تھے تو
کہتے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور صفات رسولخدا کی جو توریت میں لکھی ہیں اُنکو روبرو بیان کرتے اور بعضے ان یہودیوں کا یہ حال تھا کہ وَاِذَا خَلَا بَعۡضُهُمۡ
اِلٰی بَعۡضٍ اور جس وقت کہ خالی ہوتا اور خلوت کرتا بعض انکا طرف بعض کے یعنی صفات محمدؐ کی خبر کرنیوالوں نے دوسرا فرقہ یہودیوں کا جو تنہائی میں ملاقات
کرتے ہیں کہ جہاں کوئی مومن نہووے تو اُن خبر کرنیوالوں سے وہ دوسرے یہودی قَالُوۡۤا کہتے ہیں کہ اَتُحَدِّثُوۡنَهُمۡ کیا خبر دیتے ہو تم ان مسلمانوں
کو بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیۡکُمۡ ساتھ اس چیز کے کہ واضح کی ہے خدا نے اوپر تمہارے کہ صفات محمدؐ جو خدا نے تمکو بتا دی ہیں اور تم پر واضح کردی ہیں
اسکو تم مسلمانوں کے روبرو ظاہر کرتے ہو لِیُحَآجُّوۡکُمۡ بِهٖ عِنۡدَ رَبِّکُمۡ تاکہ حجت پکڑیں وہ مسلمان تم پر ساتھ اسکے نزدیک پروردگار تمہارے کے
قیامت کے روز اور کہیں وہ خدا سے کہ یہودی جانتے تھے اسلام کے حق ہونیکو اور پھر ایمان نہیں لاتے تھے اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ کیا پس تم نہیں سمجھتے ہو
کہ اپنے راز کو دشمنوں پر واضح کرتے ہو یعنی تمکو جو صفات محمدؐ معلوم ہیں کہ جتنے توریت میں دیکھے ہیں تم مسلمانوں کے روبرو ان صفات کو کیوں بیان کرتے ہو کہ توریت
میں محمدؐ کے صفات لکھے ہیں کوئی اپنا راز دشمنوں کے روبرو بھی بیان کرتا ہے اور خدا تعالے اُنکے جواب میں فرماتا ہے کہ اَوَلَا یَعۡلَمُوۡنَ کیا نہیں جانتے ہیں
یہودی اس امر کو اَنَّ اللّٰهَ یَعۡلَمُ یہ تحقیق خدا جانتا ہے مَا یُسِرُّوۡنَ وَمَا یُعۡلِنُوۡنَ اس چیز کو کہ پوشیدہ کرتے ہیں اور اس چیز کو کہ ظاہر کرتے ہیں

الذمن

وہ اگر مسلمانوں کے روبرو وہ بیان نہ کریں گے تو اس سے کیا ہوتا ہے خدا کو خوب معلوم ہے ان کے ظاہر و باطن کا حال اور جانتا ہے کہ ان کے دلوں پر واضح ہو رہی ہے حقیقت اسلام کی اور نبوت محمد صلعم کی اور وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ وہی پیغمبر آخر الزماں ہے کہ جس کا ذکر توریت میں ہے لیکن بسبب حسد کے وہ ایمان نہیں لاتے ہیں قیامت کے روز ان کو معلوم ہوگا کہ ہمنے کیا کیا تھا اس روز کا پشیمان ہونا اور افسوس کرنا کچھ فائدہ انکو نہ بخشے گا اور بعضے یہودی ایسے تھے کہ بسبب ناخواندہ ہونے کے نہیں جانتے تھے کہ توریت میں کیا لکھا ہے انکا حال خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ اور بعضے ان یہودیوں میں سے ناخواندہ ہیں اور امیون مشتق ام سے ہے اور ام ماں کو کہتے ہیں یعنی ان کو ماں نے جنا ہے یہ کچھ نہیں جانتے ہیں اور یہ یہودی بسبب ناخواندہ ہونے کے ایسے ہیں کہ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ نہیں جانتے ہیں وہ کتاب توریت کو کہ اس میں کیا لکھا ہے إِلَّا أَمَانِيَّ مگر آرزوئیں اور خواہشیں اپنی دلوں کی اور گمان کرتے ہیں کہ جو کچھ توریت میں لکھا ہے وہ ہماری آرزوؤں کے مطابق ہے اور جو دروغ و افترا انکے علما اپنے سے سنتے تھے وہ انکی آرزو ہے اور از انجملہ یہ کہ انکے علما انکو جھوٹے وعدے دیتے ہیں کہ بہشت میں ہم خاص لوگ ہی جائیں گے اور ہمارے باپ اور دادا انبیاء تھے ہمکو وہ بچالیں گے انکا وہ اعتقاد رکھتے ہیں لیکن یقین انکے دل پر اسکا بھی نہیں ہے وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ اور نہیں ہیں وہ مگر گمان کرتے ہیں یعنی جو کچھ کہ وہ اپنے علماء سے سنتے ہیں اسکا انکو یقین نہیں ہے کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں وہ یقین توریت میں موجود ہے بلکہ گمان کرتے ہیں غالب ہے کہ توریت میں موجود ہو اور یہ بھی بسبب حسن ظن ان علماء کے ہے کہ گمان نیک انکا کرکے ایسا جانتے ہیں یہ حال یہودونکے عوام الناس کا ہے اور اب خداوند تعالیٰ تحریف کرنیوالوں کی مذمت کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ فَوَيْلٌ پس واسطے ہے عذاب سخت ہے یا ہلاکت ہے یا چاہ دوزخ ہے کہ گہرائی جسکی چالیس برس کی راہ کا ہے لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ واسطے ان لوگوں کے کہ لکھتے ہیں وہ توریت کو ساتھ ہاتھوں اپنے کے تحریف کرکے کہ جو کچھ کتاب توریت میں محمد کے صفات لکھے ہیں انکو بدل کر لکھتے ہیں اور جس طرح سے وہ صفات لکھے ہوئے ہیں انکو نہیں لکھتے اور اس کتاب کے فقروں میں تبدیل و تحریف کر دیتے ہیں ثُمَّ يَقُولُونَ پھر کہتے ہیں اس تحریف کی ہوئی عبارت کو اور اپنے جی سے بنائی ہوئی کو هَٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ یہ نزدیک خدا کے ہے یعنی یہ کلام خدا کا ہے اور انکو کلام خدا کا اس واسطے کہتے ہیں کہ لِيَشْتَرُوا بِهِ تاکہ خرید کریں وہ ساتھ اسکے یعنی عوض میں اس تحریف کیے ہوئے کلام ثَمَنًا قَلِيلًا مول اور پونجی تھوڑی کو کہ وہ مال فانی دنیا کا ہے یعنی علماء یہود رشوت لیکر پیغمبر آخر الزمان کے صفات میں تحریف کرتے ہیں مثلاً یہ کہ صفات حضرت کی توریت میں لکھی تھیں خوبصورت پیچیدہ مو گندم گوں سیاہ چشم میانہ قد اور انھوں نے انکو بگاڑ کر لکھا کہ پیغمبر آخر الزمان ایک شخص ہوگا دراز قد کبود چشم سفید پوست فروہشتہ مو یک چشم اور یہ صفات دجال کے ہیں اور جاہلوں سے علماء نے بیان کیا کہ یہ صفات پیغمبر آخر الزمان کے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک جماعت کئی مدت میں جو کہ تحریف کرتے تھے فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ پس واسطے ہے واسطے ان کے اس چیز سے کہ لکھا ہے ہاتھوں انکے نے کلام خدا کو بدل کر اپنی طرف سے اور ظاہر کیا اُس بنائے کلام کو کہ یہ کلام خدا کا ہے وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ اور واسطے ہے واسطے ان کے اس چیز سے کہ کمائی کرتے ہیں وہ کہ مال حرام اس وقت تحریف کے عوض میں لیکر اپنا گزارہ کرتے ہیں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندہ خود فاعل اپنے فعل کا ہے اور اپنے اختیار سے کام کرتا ہے اسی واسطے اسکی جزا میں ثواب و عذاب پاتا ہے نہ کہ خدا اپنے کیے ہوئے کے سبب جیسے کہ تحریف کرنیوالوں کے واسطے خدا فرماتا ہے کہ ویل ہے انکے واسطے بسبب انکے جو انھوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا ہے اور اب خدا تعالیٰ یہودیوں کے گمان باطل کو بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَقَالُوا اور کہا ان یہودیوں نے کہ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً ہرگز نہ مس کریگی ہمکو آتش دوزخ مگر دن گنے ہوئے کہ وہ چالیس روز ہیں گوسالہ پرستی کے کہ ان دنوں میں ہمنے گوسالہ پرستی کی تھی اس قدر ہم کو عذاب ہوگا نہ زیادہ اس سے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد ان یہودیوں سے کہ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا کیا لیا ہے تم نے نزدیک خدا کے عہد کو یعنی کیا تم نے خدا سے عہد و پیمان لے لیا ہے کہ خدا تمکو ہمیشہ عذاب نہ کریگا اور اگر تمنے خدا سے عہد لے لیا ہے تو فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ پس چاہیئے کہ ہرگز نہ خلاف کرے خدا عہد اپنے کو اور ہمیشہ تمکو عذاب نہ کرے اور أتخذتم کا ہمزہ مفتوح ہے یہ ہمزہ استفہام ہے یہ ہمزہ آیا تو ہمزہ وصلی یہیں سے ساقط ہو گیا اور بعضے قاریوں نے اس کی ذال کو تاء سے بدل کر کے تا کو تا میں ادغام کیا ہے پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تمنے ہمیشہ عذاب نہ کرنیکا خدا سے عہد لیا ہے کہ خدا اپنے عہد کے خلاف نہ کریگا أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ یا کہتے ہو تم اوپر خدا کے اپنی طرف سے افترا و تہمت

النصف

کرے مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اس امر کو کہ نہیں جانتے ہو تم اور جس چیز کا علم نہیں اسکو اپنی طرف سے جس طرح سے چاہتے ہو کہتے ہو ایسا نہیں ہے جو کہ یہودی
کہتے ہیں کہ ہمکو چند روز ہی آتش مس کرے گی بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَةً ہاں جو شخص کسب کرے بدی کو کہ وہ شرک ہی وَاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ
اور احاطہ کر لیوے ساتھ اسکے گناہ اس کا اور گھیر لیوے اسکو کہ وہ اپنے گناہ میں گرفتار ہو اور توبہ اپنے گناہ سے نکرے اور حدیث میں آیا ہی کہ انسان
گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہوتا ہے اگر وہ توبہ کرے تو وہ نقطہ زائل ہو جاتا ہے اور اگر وہ توبہ نکرے اور گناہ کرتا ہی تو جوں جوں
گناہ کرے ادھر وہ نقطہ زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے دلکو گھیر لیوے پھر وہ شخص طرف نیکی کے رجوع نہیں کر سکتا ہے فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ
پس یہ لوگ صاحب آتش دوزخ کے ہیں هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ اور وہ بیچ اس آگ کو ہمیشہ رہنے والے ہیں کہ کبھی وہاں سے نکلینگے اور ہمیشہ عذاب میں جلا کرینگے اور بلیٰ
جواب ہے ان کے قول کا کہ وہ لن تمسنا النار ہو اور فرق درمیان بلیٰ اور نعم کے یہ ہے کہ بلیٰ جواب نفی کا ہوتا ہے اور نعم جواب ایجاب کا اور اہل مدینہ نے خطیئته کو خطیئات
پڑھا ہے جمع کا صیغہ اب مومنین کا حال بیان کرتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور جو لوگ ایمان لائے خدا اور رسول پر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اور عمل کئے ہیں انھوں نے اچھے اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یہی لوگ صاحب بہشت کے کہ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ وہ بیچ بہشت کے ہمیشہ رہنے والے
ہیں کہ کبھی وہاں سے نہ نکلیں گے اور ہمیشہ بہشت کی نعمتوں سے لذت پاتے رہیں گے اس آیت سے معلوم ہوا کہ آدمی مستحق بہشت کا اس حال میں ہوتا ہی کہ مومن
ہو اور نیک اعمال بجا لائے اور اگر مومن ہو اور اچھے کام نہ کرے اور گناہوں سے پرہیز نکرے اور بدون توبہ کے مر گیا ہو تو وہ مستحق بہشت کا نہیں ہوتا مگر
خدا اپنی رحمت سے گناہوں کو بخش کر بہشت میں داخل کر سکتا ہے اور اگر چاہے گناہوں کو نہ بخشے بلکہ دوزخ میں داخل کرے موافق اعمال کے عذاب کرے اور
جبتک کہ آدمی مومن ہے گو گناہ کرتا ہو واسطے اسکے امید نجات کی ہے اور احادیث ائمہ معصومین میں مذکور ہی کہ آدمی مومن جبتک ہی کہ اگر گناہ کرے تو بعد گناہ
کرنے کے اسکو فعل پر برا معلوم ہو اور اپنے دل میں تصور کرے کہ تو نے برا کیا اور اگر گناہ کرنا اس کو برا معلوم نہو اور گناہ کرنیکے بعد پچھتانے کا رنج نہ کرے تو
وہ شخص مومن نہیں ہے اور جبکہ مومن نہو تو اسکے واسطے مغفرت بھی نہیں ہے اور نہ اسکے واسطے شفاعت ہی اور اب خدا تعالی پھر بنی اسرائیل کے یہودیوں کا ذکر کرتا
ہے اور فرماتا ہے کہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اور یاد کرو تم جس وقت لیا ہم نے پیمان بنی اسرائیل کا یعنی ہمنے بنی اسرائیل سے
عہد لیا کہ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ نہ پرستش کرو تم سوائے خدا کے کسی کو کہ سوائے اس کے نہ کوئی خدا ہے اور نہ کوئی مستحق عبادت ہی اور لا تعبدون
خبر ہے نہی کے معنی میں وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اور ساتھ باپ اور ماں کے نیکی کرنی اور بالوالدین متعلق احسنوا محذوف کے ہے اور احسانا اس کا
مفعول مطلق ہے اور تقدیر اسکی احسنوا بالوالدین احسانا ہے یعنی نیکی کرو تم ساتھ باپ اور ماں کے نیکی کرنی اور احسانا مذکور کے بالوالدین متعلق نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ
مقدم ہونا معمول مصدر کا مصدر پر جائز نہیں ہے اور حضرت صادقؑ سے ایک شخص نے پوچھا کہ نیکی کرنی والدین سے کیا ہے فرمایا کہ انکے تئیں ایسی تکلیف نہ
دیوے تو کہ وہ تجھ سے سوال کریں کسی چیز کا اور کہیں کہ تو ہمکو دے بلکہ ایسا کر کہ ان کو تجھ سے سوال کرنیکی نوبت نہ پہنچے اور انکی آواز پر اپنی آواز کو بلند نکر اور انکے
آگے مت چل اور نگاہ تیز سے انکی طرف مت دیکھ اور اگر تجھ کو وہ ماریں تو کہہ خدا انکو بخشے اور انکے روبرو مثل عاجز ذلیل اور ذلیلوں کے رہ تو اور اگر وہ تجھ کو تنگ کریں تو
انکو اف مت کہہ تو یہ سب تفسیر میں بالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر کے لکھا ہے انشاء اللہ تعالی بعد اسکے سورہ بنی اسرائیل میں اسکا ذکر آویگا وَذِی
الْقُرْبٰی اور ساتھ صاحب قرابت کے نیکی کرنی اور قربی مصدر ہے یعنی نیکی کرو تم اپنے قریبوں اور یگانوں سے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی رعایت
کرے اپنے والدین کے قرابت کی تو وہ شخص ہزار ہزار درجہ بہشت میں دیا جائیگا وَالْیَتٰمٰی اور ساتھ یتیموں کے نیکی کرنی یعنی نیکی کرو یتیموں سے کہ ان پر رحم اور شفقت
کرو اپنے بچوں کی یتیمی کو یاد کرکے کہ اگر تمہاری اولاد یتیم ہو جائے اور چاہو کہ انپر کوئی مہربانی کرے اور یتامی جمع یتیم کی ہے اور یتیم اس کو کہتے ہیں کہ جسکا باپ جاتا رہے اور وہ
بالغ نہوا ہو اور یتیم انسان کا ہی اور یتیم غیر انسان کا وہ ہے کہ جسکی ماں مر جاوے اور احادیث میں آیا ہی کہ یتیم ہونا بعد بالغ ہونے کے نہیں ہوتا ہے وَالْمَسٰكِیْنِ اور
ساتھ مسکینوں کے نیکی کرنی یعنی نیکی کرو تم مسکینوں پر اور مسکین وہ ہی کہ جسکو احتیاج ناچار کردے گویا کہ فقیری نے اسکو ساکن کر دیا ہے اور مشہور علماء شرع میں مسکین بد تر
حال ہے کہ کھانے پینے کی قدرت نہ رکھتا ہو اور نہ کوئی پیشہ اسکے پاس ایسا ہو کہ اس سے اپنی احتیاج کو دفع کرتا ہو اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بیاری و

ع ١١

کرے سکین کی اپنے مال میں سے خدا تعالے اپنے بہشتوں کو اسپر فراخ اور کشادہ کرے گا اور مغفرت اور رضامندی خدا کی اسکو پہنچے گی اور حدیث میں آیا ہے کہ
سکین تین چیزیں ہیں ایک مسجد کہ مسلمانوں کے محلہ میں ہووے اور وہیں نماز نہیں پڑھتے ہیں اور دوسرا سکین قرآن ہے کہ وہ گھر میں رکھا ہو اور اسکی تلاوت نہ
کرتے ہوں اور تیسرا عالم ہے کہ وہ ایک قوم میں تنہا ہو اور اس سے مسائل دین دریافت نہ کرتے ہوں وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور بات کرو تم اور کہو تم
واسطے آدمیوں کے نیک نرمی اور خلق نیک سے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کہو تم آدمیوں سے نیک بات یعنی خلق نیک سے مومن سے اور کافر سے
سب سے لیکن مومن کہ پس روبرو اسکے کشادہ روئی اور تبسم سے باتیں کرو اور جو کوئی اپنا مخالف ہووے اس سے نرمی خلق سے باتیں کرو اور حدیث میں آیا ہے
کہ کافر سے مدارات رکھو اور خلق نیک کے ساتھ اس سے ملاقات کرو کہ اگر وہ تمہاری اس نیک خلقی سے مسلمان نہو گا تو اس سے کوئی آزار تو تمکو نہ پہنچے گا وَ
اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور قائم رکھو تم نماز کو کہ ہمیشہ ان کے وقتوں پر پڑھتے رہو مع شرائط اور ارکان کے وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور دو تم زکوٰۃ کو کہ ہمیشہ اسکو
ادا کرتے رہو یہاں تک عہد بنی اسرائیل کا تھا کہ خدا تعالے نے ان سے لیا تھا اور انھوں نے خدا تعالے سے پختہ عہد کیا تھا کہ ہم یہ سب کام کرتے رہینگے لیکن ان
لوگوں نے اس عہد کو وفا نہ کیا چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ پھر پھر گئے تم بعد اسکے اس عہد سے اے بنی اسرائیل اور اس عہد کو تمنے توڑ ڈالا اِلَّا
قَلِيْلًا مِّنْكُمْ مگر تھوڑے سے آدمیوں نے تم میں سے کہ وہ عہد پر قائم رہے اور محمد پر ایمان لائے وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور تم روگردانی کرنیوالے ہو حکم توریت سے کہ
جس میں محمد کی پیروی کرنے کا حکم ہے اور پھر خدا تعالے ان یہودیوں کو خطاب کرتا ہے کہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ اور یاد کرو تم جس وقت کہ لیا ہم نے عہد تمہارا
یعنی تمہارے باپ دادا سے ہم نے عہد لیا تھا کہ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ نہ گراؤ تم خون اپنے یعنی آپس میں تم خونریزی مت کرو کہ ایک شخص تم میں سے دوسرے کو مار ڈالے
وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اور نہ نکالو تو نفسوں اپنے کو شہر اور ولایت اپنے سے کہ بعض تم میں سے جو کہ زبردست ہے وہ زبردست اور عاجز
کو نکال دیوے اور تم بسبب ہم مذہب ہونیکے بمنزلہ ایک نفس کے ہو پس جو کوئی تم میں سے کسی کو نکالتا ہے گویا کہ وہ اپنے نفس کو نکالتا ہے ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ پھر اقرار کیا
تم نے اس عہد کا وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ اور تم گواہی دیتے ہو تم اسکو ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ پھر تم وہ گروہ ہو کہ بعد اس عہد و پیمان کے تَقْتُلُوْنَ
اَنْفُسَكُمْ قتل کرتے ہو تم نفسوں اپنے کو کہ آپس میں ایک شخص دوسرے کو قتل کرتا ہے وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ اور نکالتے ہو تم
ایک فرقہ کو اپنے میں سے شہر ان کے سے تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ مدد کرتے ہو تم آپس میں اوپر ان کے یعنی ان کے نکالنے میں ایک شخص دوسرے کی مدد کرتا ہے
بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ بسبب گناہ اور عداوت کے اور کہتے ہیں کہ مدینہ میں دو گروہ یہودیوں کے تھے ایک کو بنی قریظہ کہتے تھے اور دوسرے کو بنی نضیر اور
وہ دونو گروہ آپس میں لڑائی کرتے تھے اور پھر تھے دو قبیلے مشرکین کے تھے ایک اوس اور دوسرا خزرج بنی قریظہ تو قبیلہ اوس کے ساتھ ملکر ایک ہو گیا
اور بنی نضیر خزرج کے ساتھ مل گیا اور ہر فرقہ یہودیوں کا دونوں فرقوں میں سے مشرکین کے فرقہ کی کمک سے دوسرے فرقہ سے لڑائی کرتا تھا اور غلبہ کر کے
ان کو جلاوطن کر دیتے تھے اور جو کوئی ان میں سے دشمن کے ہاتھ جا پڑتا تھا اور وہ اسکو اسیر کرتا تھا تو اسکو وہ اپنے مال سے خرید کر لیتے تھے اس قصہ کو خدا تعالے
بیان کرتا ہے وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى اور اگر آتے ہیں وہ تمہارے پاس قید ہو کر تو تُفٰدُوْهُمْ تو فدیہ دیتے ہو تم ان کا آپس میں کہ انکو خرید کرتے
ہو تم فدیہ دیکر اور اساریٰ حال واقع ہوا ہے اور اساریٰ جمع اسریٰ کی ہے اور اسریٰ جمع اسیر کی ہے اور بعضے قاریوں نے اسکو اسریٰ پڑھا ہے وَهُوَ
مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اور حال یہ ہے کہ حرام کیا گیا ہے اوپر تمہارے نکالدینا انکا وطن سے اور جلاوطن کرنا اور ہو ضمیر شان کی ہے اور مبتدا ہے
اور محرم خبر اسکی ہے اور اخراجہم مفعول مالم یسم فاعلہ محرم کا ہے اور اخراجہم کا اعادہ کیا اور یہاں اسکو اس واسطے لائے کہ یہ وہم نہو کہ ہو کی ضمیر خدا اور نبی کی
طرف پھرتی ہے اور وہ حرام ہے اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ کیا ایمان لاتے ہو تم ساتھ بعض کتاب کے کہ فدیہ اسیر و نکا دیتے ہو وَ
تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ اور کفر کرتے ہو تم ساتھ بعضے کے کہ قتل کرنا مومن کا اور جلاوطن کر دینا اس کا توریت میں حرام لکھا ہے اور تم اسپر عمل نہیں کرتے
ہو فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ پس نہیں ہے جزا اس شخص کی کہ کرے اس کار بد کو تم میں سے اسے بیہودہ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا مگر رسوائی بیچ زندگانی دنیا کے کہ وہ مقرر کرنا اور تمہارے گردنوں پر رکھنا بار جزیہ کا ہے وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى

أَشَدِّ الْعَذَابِ اور دن قیامت کے پھیرے جاویں گے وہ طرف بہت سخت عذاب کے کہ وہ عذاب دوزخ ہی وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُوْنَ اور نہیں ہے خدا غافل اس چیز سے کہ کرتے ہو تم بلکہ سب اعمال کو تمہارے جانتا ہے اور موافق تمہارے عملوں کے تم کو جزا دیوے گا اور بعضے
قاریوں نے تعملون کو یعملون پڑھا ہے غائب کا صیغہ یعنی اور نہیں ہے خدا غافل اس چیز سے کہ کرتے ہیں وہ عہد کے توڑنے والے
أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ یہ گروہ یہودیوں کا وہ ہے کہ خرید کیا ہے انھوں نے زندگانی دنیا کو بدلے
آخرت کے فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ پس نہ ہلکا کیا جاوے گا انسے عذاب وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اور نہ وہ نصرت کیے جاویں گے
کہ ان کی مدد کر کے دنیا کے مکروہات سے ان کو رہائی دلوا دے اور عذاب دوزخ سے ان کو بچا دے اور بعد اسکے کتاب اور پیغمبروں کے بھیجنے کا ذکر کرتا ہے
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی تھی ہم نے موسیٰ کو کتاب توریت کہ جس میں احکام شرع کے مرقوم ہیں اور وہ ہدایت تھی واسطے لوگوں کے
وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ اور پیچھے لائے ہم بعد اس موسیٰ کے پیغمبروں کو جیسے کہ یوشع اور شمویل اور شمعون اور داؤد اور سلیمان اور شعیا اور
یرمیا اور عزیر اور حزقیل اور یونس اور زکریا اور یحییٰ وغیرہ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ اور دی ہم نے عیسیٰ پسر مریم کو نشانیاں
روشن اور معجزے وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور مدد کی ہم نے اسکے ساتھ روح القدس کے کہ نام جبرئیل کا ہے اور وہ مدد یہ تھی کہ جبرئیل حضرت عیسیٰ
کو روزن میں سے نکال کر آسمان پر لے گئے تھے جس وقت یہودیوں نے عیسیٰ کو سولی دینا چاہا تھا اور یہودا حضرت عیسیٰ کی صورت بن گیا اسکو یہودیوں نے
سولی دیدی اور ابن کثیر نے قدس کو بسکون دال پڑھا ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ کیا پس جس وقت لایا
تمہارے پاس پیغمبر ہمارا بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ وہ چیز کو کہ نہیں دوست رکھتے ہیں نفس تمہارے تو اسْتَكْبَرْتُمْ تکبر کیا تم نے اور ایمان نہ
لائے تم اور تم وہ لوگ ہو کہ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ پس ایک فرقہ کو جھٹلایا تم نے مثل محمد عیسیٰ اور موسیٰ کے وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ اور ایک فرقہ کو
قتل کرتے تھے تم مثل زکریا اور یحییٰ کے اور فریقا دونوں جگہ مفعول ہے کہ اپنے فعل پر وہ مقدم ہے اور یہودی کہتے تھے کہ دل ہمارے غلاف اور پردہ
میں ہیں جو کچھ تو پڑھتا ہے ہمارے روبرو اے محمد ہم اسکو نہیں سمجھتے ہیں اور دلوں میں ہمارے تیرا کلام اثر نہیں کرتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ ان کے قول کو
بیان کرتا ہے کہ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ اور کہا انھوں نے کہ دل ہمارے غلاف میں ہیں پس خدا تعالیٰ اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ ایسا نہیں ہے
کہ وہ یہودی کہتے ہیں کہ دل ہمارے غلاف میں ہیں اس واسطے تیرا کلام نہیں سمجھتے ہیں بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ بلکہ رحمت اپنی سے دور کیا
ہے ان کو خدا نے بسبب کفران کے اس واسطے وہ کلام حق کو نہیں سنتے ہیں فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ پس بہت ناقص ایمان لاتے ہیں کہ بعضی کتاب
پر ایمان لاتے ہیں اور بعضی کتاب پر ایمان نہیں لاتے اور قلیلا صفت ہے مصدر محذوف کی اور وہ مفعول مطلق فعل مذکور کا ہے اور ما آمین زائد ہے
کہ واسطے مبالغہ تقلیل کے آیا ہے اور تقدیر اسکی فایمانا قلیلا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور جس وقت آئی
ان کے پاس کتاب یعنی قرآن نزدیک خدا کے سے مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ تصدیق کرنے والا واسطے اس چیز کے کہ ہمراہ ان کے ہے یعنی سچا کرنیوالا
توریت کہ یہودیوں کے پاس ہے اور موافق توریت کے توحید اور نبوت اور قیامت کے ہونے کے ذکر میں اور پھر اس پر ایمان نہیں لاتے وَكَانُوْا
اور تھے یہودی مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے يَسْتَفْتِحُوْنَ فتح اور نصرت چاہتے تھے اس کتاب سے عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اوپر ان لوگوں کے
کہ کافر ہوئے وہ جس وقت کہ انکو کفار مارتے تھے اور اس وقت کہتے تھے یہود کفار عرب سے کہ ایک محمد امی اسمعیل کی اولاد سے عنقریب ظاہر ہونیوالا ہے اور دعا
مانگتے تھے محمد کے آنے کی فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا پس جس وقت آیا وہ ان کے پاس تو جو کچھ کہ پہچانتے تھے وہ یہودی اور جانتے تھے حقیقت محمد کو
توریت میں دیکھ کر كَفَرُوْا بِهٖ کفر کیا انھوں نے ساتھ جانی ہوئی چیز کے جان بوجھ کر خلاصہ یہ ہے کہ یہودی پہلے اس سے محمد کے آنے کی آرزو کرتے تھے اور
جس وقت محمد قرآن لیکر آیا اس پر ایمان نہ لائے اور اسکے ساتھ کفر کیا ان یہودیوں نے اور کفروا جواب لما کا ہے فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ پس لعنت
خدا کی ہے اوپر کافروں کے کہ جان بوجھ کر انکار کر گئے بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ بری ہے وہ چیز کہ بیچا ہے انھوں نے ساتھ اسکی یعنی بدلے اسکے چیز کے اَنْفُسَهُمْ

نفسوں اپنے کو اَنْ يَّكْفُرُوْا یہ کہ کفر کریں وہ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی ہے خدا نے کہ وہ قرآن ہے اور کفر کیا انھوں نے بَغْيًا
از روئے سرکشی وحسد محمد کے اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ کہ نازل کرتا ہے خدا فضل اپنے سے اوپر
جس شخص کے چاہے بندوں اپنے میں سے جو کہ لائق ہے یعنی خدائے تعالےٰ اپنے فضل سے محمد پر جو قرآن کو نازل کیا ہے تو یہ یہودیوں کو حسد ہوا کہ
اسپر کیوں نازل کرتا ہے کہ یہ اسمٰعیل کی اولاد میں سے ہے اس واسطے وہ اسکے ساتھ کفر کرنے لگے اور فرماتا ہے خدا فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ
پس پھر گئے تو وہ ساتھ غضب کے اوپر غضب کے خدا کی طرف سے کہ غضب پر غضب خدا کا ان پر ہے ایک غضب تو کفر کے سبب اور دوسرا غضب حسد کرنے کے سبب بہترین مخلوقات پر
کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ اور خاص واسطے کافروں کے ہے عذاب خوار اور ذلیل کرنے والا اور فرماتا ہے
خدا کہ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اور جس وقت کہا جاوے واسطے ان یہودیوں کے کہ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ایمان لاؤ تم ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی ہے
خدا نے کہ وہ قرآن ہے قَالُوْا کہتے ہیں وہ یہودی جواب میں کہ نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا ایمان لاتے ہیں ہم ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے
اوپر ہمارے یعنی ہم توریت پر ایمان لاتے ہیں کہ ہمپر نازل کی گئی ہے اور سوائے اس کے کسی کتاب پر ایمان نہیں لاتے وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ اور
کفر کرتے ہیں وہ یہودی ساتھ اس چیز کے کہ سوائے اس توریت کے ہے یعنی سوائے توریت کے جو کتاب کہ نازل ہوئی ہے اور وہ قرآن ہے اس کے ساتھ کفر کرتے
ہیں وَهُوَ الْحَقُّ اور حال یہ ہے کہ وہ قرآن حق ہے کہ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ سچا کرنے والا ہے واسطے اس چیز کے کہ ہمراہ انکے ہے اور وہ توریت ہے
کہ اس کی خبر دیتا ہے کہ وہ بھی کتاب خدا کی ہے اور مصدقًا حال واقع ہوا ہے قُلْ کہہ تو اے محمد ان یہودیوں سے اگر تم توریت کو سچا جانتے ہو اور اس پر
ایمان لاتے ہو تو فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ پس کس واسطے قتل کرتے تھے تم پیغمبران خدا کو پہلے اس سے جیسا کہ تمہارے بزرگوں نے
کیا ہے کہ انھوں نے ہزاروں پیغمبر قتل کر ڈالے اس کا جواب معقول تم مجھ کو دو اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم ایمان لانے والے یعنی اگر تم مومن
تھے تو پیغمبروں کو کس واسطے قتل کرتے تھے وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ اور البتہ تحقیق آیا تھا تمہارے پاس موسیٰ ساتھ معجزوں اور
دلیلوں روشن کے اور تمکو اس نے راہ راست بتلائی ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ پس پکڑا تم نے یعنی پوجا تم نے بچھڑے کو پیچھے اس موسیٰ کے
جس وقت کہ وہ کوہ طور پر توریت کے لینے کو گیا وَاَنْتُمْ اور تم اس گوسالہ پرستی میں اپنے نفسوں پر ظٰلِمُوْنَ ظلم کرنے والے تھے کہ اسکی سزا میں مستحق
عذاب کے ہوئے اور فرماتا ہے خدا کہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ اور یاد کرو تم کہ جس وقت لیا ہم نے عہد تمہارا یعنی جس وقت ہم نے تم سے
عہد لیا موسیٰ علیہ السلام کی فرمانبرداری کرنے کا اور شرع کے احکام پر عمل کرنے کا وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ اور بلند کیا اوپر تمہارے کوہ طور کو یعنی
عمل کرنے کے واسطے کوہ طور سے تمہارے سروں پر جبرئیل سے اٹھوا کر بلند کیا اور کہا ہم نے تم سے کہ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ لو تم جو کچھ کہ دیا ہے ہم نے
تمکو احکام شرع کے ہم نے تمہارے پاس بھیجے ہیں انکو لو تم بِقُوَّةٍ ساتھ قوت دل کے اور نہایت کوشش کرکے انپر عمل کرو تم وَّاسْمَعُوْا اور سنو تم کہ
احکام شرع کے اور خدا کے حکم کی فرمانبرداری کرو تم قَالُوْا کہا ان یہودیوں نے باوجود اس تاکید اور تنبیہ کے کہ سَمِعْنَا سنا ہم نے اپنے کانوں سے وَ
عَصَيْنَا اور نافرمانی کی ہم نے حکم تیرے کی دل سے کہ انھوں نے اپنے کانوں سے سن تو لیا لیکن اسپر عمل نہ کیا وَاُشْرِبُوْا اور پلائی گئی وہ یہودی فِيْ
قُلُوْبِهِمُ بیچ دلوں اپنے کے الْعِجْلَ دوستی بچھڑے کی کہ مضاف عجل کا محذوف ہے اور تقدیر اسکی حب العجل ہے یعنی پلا گئی انکے دلوں میں دوستی بچھڑے کی
بِكُفْرِهِمْ بسبب کفر ان کے یہاں تک کہ وہ اس کو پوجنے لگے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان یہودیوں کو کہ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ
بہت بد ہے وہ چیز کہ حکم کرتا ہے بہ ساتھ اس کے اِيْمَانُكُمْ ایمان تمہارا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم ایمان لانے والے توریت اور موسیٰ
پر اپنے گمان میں کہ مومن بھی اپنے تئیں جانو اور خدا کا کفر بھی کرو اگر تم میں ایمان ہوتا تو وہ کفر کا حکم کیوں کر کرتا پس معلوم ہوا کہ توریت پر تمہارا ایمان نہیں ہے اور اگر
ہوتا تو ایسے افعال بد تم سے صادر نہ ہوتے اور توریت ہرگز حکم نہ کرے گی اس امر کا کہ جسکو خدا تعالےٰ برا جانے بلکہ تمہارے نفسوں کی خواہش ایسے ایسے افعال بد کا
حکم کرتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہودی کہتے تھے کہ بہشت خاص ہم لوگوں کے واسطے ہے کہ سوائے ہمارے کوئی بہشت میں نہ جاوے گا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو

اے محمد صلعم ان یہودیوں سے کہہ کہ اِنْ کَانَتْ لَکُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ اگر ہے واسطے تمہارے ہی خانہ آخرت عِنْدَ اللّٰہِ نزدیک خدا کے
خَالِصَۃً خالص اور خالص تمہارے ہی واسطے مِنْ دُوْنِ النَّاسِ سوائے آدمیوں اوروں کے کہ تم ہی بہشت میں جاؤ گے اور سوائے تمہارے اور
کوئی بھی بہشت میں نہ جائے گا نہ محمد اور نہ مومنین امت اسکے تو اس صورت میں تمکو چاہیے کہ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ پس آرزو کرو تم مرنے کی اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ
اگر ہو تم سچے اور راستگو اس قول میں کہ تم ہی بہشت میں جاؤ گے اس واسطے کہ جس وقت آدمی کو یقین ہو کہ میں بلا تامل بہشت میں جاؤنگا تو وہ بیشک اپنے مرنے کی
آرزو کرے گا کہ دنیا کے رنج و تردد سے رہائی پاکر بہشت میں آرام سے رہے خالصۃ مصدر ہے اور حال واقع ہوا ہے وَلَنْ یَّتَمَنَّوْہُ اَبَدًا اور حال یہ ہے
کہ ہرگز نہ آرزو کریں گے وہ یہودی اس موت کی کبھی ہمیشہ کو اور ابدا منصوب علی الظرف ہے اور وہ خواہش مرنے کی نہ کریں گے بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ
بسبب اسکے کہ آگے بھیجا ہے ہاتھوں اُن کے نے کہ افعال بد جو اُنھوں نے کیے ہیں اس سبب سے وہ ہرگز اپنا مرنا نہ چاہیں گے کہ انبیا کو وہ قتل کرتے تھے اور
صفات پیغمبر آخر الزماں کی توریت میں محو کر دیتے تھے باوجود ثبوت حقیقت کے اور یہ سب امور باعث دخول دوزخ کے ہیں وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِالظّٰلِمِیْنَ
اور خدا جاننے والا ہے اور عالم ہے ساتھ ظلم کرنیوالوں کے اپنے نفسوں پر کہ اُنھوں نے دروغگوئی اپنا شعار کیا ہے اور خدا تعالے اپنے حبیب کی طرف خطاب
کرتا ہے کہ وَلَتَجِدَنَّھُمْ اور البتہ پائیگا ان یہودیوں کو اے محمد صلعم اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَیٰوۃٍ زیادہ حرص کرنیوالے آدمیوں سے اوپر جینے کی
وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اور ان لوگوں سے کہ شرک کیا ہے اُنھوں نے سب آدمیوں سے اور مشرکوں سے سب سے زیادہ حرص کرنیوالے جینے پر ان
یہودیوں کو تو پائے گا اس واسطے کہ وہ جانتے ہیں اپنے تئیں کہ جبتک جیتے ہیں آرام سے اور فراغت میں ہیں اور جس وقت مر جائیں گے تو اپنے افعال ناشائستہ
کے سبب سے دوزخ میں داخل ہونگے اور مشرکین سب آدمیوں میں داخل تھے پھر جو ان کا ذکر کیا تو اس واسطے کہ مشرکین بھی اگرچہ جینے کی حرص کرتے ہیں اور آخرت
کی نعمتوں سے محروم ہیں اور نا امید ہیں لیکن یہ یہودی مشرکین سے زیادہ جینے کے حریص ہیں اور مرنا نہیں چاہتے کہ اُنھوں نے دیدہ و دانستہ حسد کی راہ سے
حق کو مٹایا ہے اور ومن الذین اشرکوا محمول ہے احرص الناس کے معنی پر یعنی احرص من الناس ومن الذی اشرکوا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصل میں احرص من الذین
اشرکوا ہوئے اول فقرہ میں جو احرص موجود تھا اس واسطے دوسرے فقرہ میں سے محذوف کر دیا ہے اور یا یہ کہ احرص الناس میں من نہیں آیا اور من الذین اشرکوا
میں آیا اس واسطے کہ مراد بعض ناس کا ہے اور اضافت اسم تفضیل کی اسیطرح ہوتی ہے جیسے کہے تو کہ الیاقوت افضل الحجارۃ اور نہیں کہہ سکتا ہے افضل الزجاج بلکہ افضل
من الزجاج کہے گا اور فرماتا ہے کہ یَوَدُّ اَحَدُھُمْ دوست رکھتا ہے ایک ان کا اور چاہتا ہے کہ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَۃٍ کاش عمر دیا جائے ہزار برس
وَمَا ھُوَ بِمُزَحْزِحِہٖ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہے وہ ایک اُنکا ایسا کہ دور کرنیوالا ہو اس ایک کو مِنَ الْعَذَابِ عذاب سے اَنْ یُّعَمَّرَ عمر دینا
اس کا اور ھو کی ضمیر احدھم کی طرف پھرتی ہے اور ان یعمر بتاویل مصدر کے تعمیر کے معنی میں ہو کر فاعل ہوا مزحزحہ کا اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ وما احدھم
بمزحزحہ من العذاب تعمیرہ یعنی اور نہیں ہے کوئی ان کا ایسا کہ دور کرنیوالا ہو اسکو عذاب سے عمر دینا اسکا اور مقصود اس سے یہ ہے کہ اگر ہزار برس کی عمر اسکو
دیجائے تو وہ عمر عذاب کو اس سے دور نہ کریگی اور بعضے مفسرین اسکو مشرکین کے تحت میں ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مشرکین میں سے ہزار برس کی عمر چاہتے
تھے اور من المشرکین کو علیحدہ آیت کہتے ہیں اور اوپر کی آیت کے مطابق ہے اسکو کچھ تعلق نہیں ہے وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ط اور خدا ع ۱۰
دیکھنے والا ہے اور بینا ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں وہ اور موافق اپنے اعمال کے انکو سزا دے گا اور منقول ہے کہ جس وقت یہودیوں نے خدا کا حکم
نہ مانا تو جبرئیل نے حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ان کے سروں کے اوپر پہاڑ بلند کیا اور کہا کہ اگر خدا کا حکم نہ مانو گے تو اس پہاڑ کو تم پر گرا دوں گا اور بخت نصر کے
مارنے کو یہودی گئے تو جبرئیل نے اسکو بچا لیا اور بخت نصر جوان ہوا تو اس نے یہودیوں کو قتل کیا اور بیت المقدس کو خراب کیا اس سبب سے یہودی جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے تھے کہ ہمارا دشمن تیرے پاس وحی لاتا ہے ہم نہ مانیں گے اگر اور کوئی فرشتہ لاتا تو ہم مانتے اس عداوت کے جواب میں
اپنے حبیب کی طرف خطاب کرتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ جو کوئی کہ ہووے دشمن واسطے
جبرئیل کے اور جزا اس شرط کی محذوف ہے اور وہ فلیمت غیظا ہے اور تقدیر اسکی من کان عدوا لجبرئیل فلیمت غیظا ہے یعنی جو کوئی کہ ہووے دشمن واسطے

جبرئیل کے پس چاہیے کہ مرجائے وہ غصہ میں جل کر اس واسطے کہ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ پس تحقیق اس جبرئیل نے نازل کیا ہے اس قرآن کو اوپر دل تیرے کے اے محمد بِاِذْنِ اللّٰهِ ساتھ حکم خدا کے اور وہ قرآن کہ جسکو جبرئیل نے تجھ پر نازل کیا ہے جس وقت کہ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ سچا کرنیوالا ہے واسطے اس چیز کے کہ آگے اُس کے ہے کہ وہ توریت ہو اور سوائے اسکے اور کتابیں جو کہ پہلے تجھ سے نازل ہوئی ہیں سبکا سچا کرنے والا ہے وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ اور رہنمائی کرنے والا اور خوشخبری دینے والا ہے واسطے مومنین کے بہشت میں داخل ہونے کی اور دوزخ سے نجات پانے کی اور مصدقاً حال واقع ہے اور ہدیٰ اور بشریٰ کہ مصدر ہیں بمعنی اسم فاعل یہ بھی حال ہیں اور فرماتا ہے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ جو کوئی کہ ہووے دشمن خاص واسطے خدا کے وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اور فرشتوں اس کے کے وَرُسُلِهٖ اور رسولوں اسکے کے وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ اور جبرئیل اور میکائیل کے تو فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ پس تحقیق خدا دشمن ہے واسطے کافروں کے کہ وہ دشمن خدا کے اور پیغمبروں اور فرشتوں کے ہیں اور جبرئیل اور میکائیل اگرچہ فرشتوں میں داخل ہیں لیکن واسطے بلند ہونے ان کے مرتبہ کے علیحدہ بھی ان کا ذکر کیا ہے اور نافع نے میکال کو میکائیل پڑھا ہے اور عاصم نے میکال پڑھا ہے اور بعضوں نے میکئل اور کہتے ہیں کہ ابن صوریا کہ بڑا عالم یہود کا تھا اسنے کہا کہ اے محمد جو کچھ ہم پر نازل ہوا ہے اسکو تو ہم خوب سمجھتے ہیں اور جو کچھ کہ تجھ پر نازل ہوا ہے اسکی ہم متابعت نکریں گے اسکے جواب میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اور البتہ تحقیق نازل کیا ہم نے طرف تیری اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ آیتوں روشن کو کہ وہ قرآن ہے وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اور نہیں کفر کرتے ہیں ساتھ ان آیتوں کے اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ مگر بدکار باہر ہونیوالے حکم خدا سے بسبب عناد و حسد کے اور کہتے ہیں کہ صیف بن مالک نے یہودیوں سے کہا کہ خدائے تعالےٰ نے موسیٰ کی زبانی ہم سے کچھ عہد نہیں لیا تھا کہ محمد پیدا ہوگا تو اسپر ایمان لانا اور کہا کہ پیغمبر خدا کا کچھ عہد نہیں ہے اُس کے جواب میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا کیا ایسا ہی ہے کہ جس وقت عہد کیا انھوں نے عہد کرنا اس طرح کہ جو طریقہ عہد کرنیکا ہے اور اسکو کامل کیا نَّبَذَهٗ ڈالدیا اس عہد کو یعنی توڑ ڈالا اُسکو بعد اس کے فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ایک فرقہ نے ان یہودیوں میں سے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ بلکہ اکثر اُن کے ایمان نہیں لاتے ہیں وَلَمَّا جَآءَهُمْ اور جس وقت آیا ان یہودیوں کے پاس رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ پیغمبر نزدیک خدا کے سے مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ یعنی سچا کرنے والا ان کتابوں کا کہ ہمراہ انکے ہیں اور ان کتابوں کو خدا کی جانب سے نازل ہونے کے کہنے والے اور حق کا جاننے والا نَبَذَ فَرِيْقٌ ڈال دیا ایک فرقہ نے مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ان لوگوں میں سے کہ دئے گئے ہیں کتاب كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ کتاب خدا کو کہ وہ قرآن ہے پیچھے پیٹھوں اپنی کے کہ اس کتاب پر عمل نہیں کرتے ہیں كَاَنَّهُمْ گویا کہ وہ عہد شکن لَا يَعْلَمُوْنَ علماء یہود نہیں جانتے ہیں کہ یہ کلام خدا کا ہے اور محمد پیغمبر اس کا ہے یعنی یہ یہود یقین جانتے ہیں کہ قرآن کلام خدا کا ہے اور محمد پیغمبر اسکا ہے لیکن بہ سبب حسد اور عناد کے ظاہر میں انکار کرتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ بعد وفات حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے ابلیس نے جادو بنایا اور اس کو لکھ کر لپیٹ رکھا اور اس کی پشت پر لکھا کہ یہ آصف بن برخیا نے بنایا تھا واسطے بادشاہی سلیمان کے اور یہ علم کے خزانوں میں سے ہے اور اس کے وسیلہ سے ہر ایک مطلب حاصل ہو سکتا ہے اور اس کو حضرت سلیمان کے تخت کے نیچے دفن کر کے چھپا دیا اور بعدہ اس کو تخت کے نیچے سے نکال کر لوگوں پر ظاہر کیا جو لوگ کہ کافر تھے کہتے تھے کہ سلیمان اسی کے عمل سے ہمپر غالب ہو گیا اور مومنین کہتے تھے کہ وہ بندہ خدا کا ہے اور پیغمبر اس کا تھا اس واسطے یہودی حضرت سلیمان علیہ السلام کو جادوگر کہتے تھے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ اور پیروی کی ان یہودیوں نے اس چیز کی کہ پڑھتے تھے شیاطین اوپر بادشاہی سلیمان کے یعنی سلیمان کی بادشاہی میں اس کو پڑھتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ سلیمان جادوگر تھا وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ اور نہیں کفر کیا تھا سلیمان نے یعنی اس نے جادو نہیں کیا تھا اور وہ جادوگر نہ تھا اور جادو کو کفر اس واسطے فرمایا کہ جادو کا حلال جاننے والا کافر ہے وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا اور لیکن شیاطین نے کفر کیا کہ وہ جادو کرتے تھے کہ يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ

سکھلاتے تھے وہ آدمیوں کو جادو اور منقول ہے کہ ایک پیغمبر کے زمانہ میں بعد نوح علیہ السلام کے لوگ جادو میں مشغول رہتے تھے اور فسق و فجور طرح
طرح اس کے سبب سے بہم پہنچتے تھے اور لوگوں نے جادوگری میں مشغول ہو کر دین و اسلام ترک کر دیا حق تعالیٰ نے دو فرشتے ہاروت و ماروت آدمیوں کی صورت
میں شہر بابل کو روانہ کیے کہ لوگوں کو ان فعلوں سے منع کریں وہ فرشتے اس میں گئے اور وہاں کے لوگوں کو جادو کی حقیقت سے آگاہ کیا اور اس زمانہ
کے پیغمبر کو ایک عمل تعلیم کیا اور کہا کہ تم بندگان خدا کو یہ عمل سکھلاؤ کہ وہ اس عمل سے جادو کو جادوگروں کے دفع کرتے رہیں اس پیغمبر نے وہ عمل
بحکم اُن فرشتوں سے سیکھا اور اُن لوگوں کو تعلیم کیا اور کہا کہ تم اس عمل سے جادو رفع کرنا اور اس سے کسی دوسرے آدمی پر جادو نہ کرنا اور اس امر کو
خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ اور پیروی کی ان یہودیوں نے
اس چیز کی کہ نازل کی گئی تھی اوپر دو فرشتوں کے بیچ بابل کے کہ ہاروت اور ماروت ہیں دو فرشتے اور بابل غیر منصرف ہے اور ہاروت اور ماروت
عطف بیان ملکین کے ہیں اور غیر منصرف ہیں یعنی یہودیوں نے پیروی کی بابل میں ہاروت اور ماروت کی عمل کی کہ اسکا استعمال بطور جادو کے کیا اور تھا
وہ عمل جادو کے دفع کرنے کے واسطے نہ جادو کرنے کے واسطے وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ اور نہیں سکھلاتے تھے فرشتے کسی کو وہ عمل حَتّٰى
يَقُوْلَآ یہاں تک کہ کہتے وہ دونو فرشتے کہ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ سوائے اس کے نہیں کہ ہم آزمائش کے لیے ہیں فَلَا تَكْفُرْ مت پس کفر کر تو یعنی
اس عمل سے تو کافر ہو جانا اور ہم امتحان کرتے ہیں کہ کون شخص خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور ایمان پر ثابت رہتا ہے اور اس سے جادوگروں کا
جادو دفع کرتا ہے اور کون شخص بطور جادو کے آدمیوں کے ضرر پہنچانے کے واسطے اسکو استعمال کرتا ہے تاکہ آدمی اسکے معتقد ہو جائیں اور کہنے لگیں کہ ایسی
قدرت کوئی نہیں رکھتا ہے سوائے خدا کے اور اس سبب سے وہ شخص کافر ہو جائے فَيَتَعَلَّمُوْنَ پس سیکھتے تھے وہ لوگ طالب سحر کے مِنْهُمَا ان دونو جادوؤں
میں جو کہ شیاطین ملک سلیمان میں پڑھتے تھے اور جو کہ فرشتوں پر نازل ہوا تھا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ اس چیز کو کہ جدائی ڈالدیں ساتھ اسکے یعنی ان دونو
جادو میں سے وہ طالب جادو کے اس جادو کو سیکھتے تھے کہ جس جادو سے جدائی ڈالدیں وہ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ درمیان مرد کے اور زوجہ
اس کی کے وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اور نہیں ہیں وہ لوگ ضرر پہنچانے والے ساتھ اس جادو کے کسی کو اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ
مگر ساتھ علم خدا کہ خدا اسکو جانتا ہے اور ان کو اس عمل کی سزا دیگا اس واسطے کہ ان کا کوئی عمل اسپر پوشیدہ نہیں ہے وَيَتَعَلَّمُوْنَ اور سیکھتے ہیں وہ
مَا يَضُرُّهُمْ اس چیز کو کہ ضرر کرے ان کو آخرت میں وَلَا يَنْفَعُهُمْ اور نہ نفع بخشے ان کو نہ آخرت میں نہ دنیا میں مگر اس قدر دنیا میں فائدہ ہے کہ
اس سے کسی دوسرے کو ضرر پہنچائیں اگر قصد اسکے سیکھنے سے پہنچانا ضرر کا ہے اور سوائے اس کے جادو سے ضرر تو پہنچا سکتے ہیں اور فائدہ نہیں پہنچا سکتے نہ
غیر کو نہ اپنے تئیں وَلَقَدْ عَلِمُوْا اور البتہ تحقیق جانتے ہیں وہ یہودی کہ جنھوں نے کتاب خدا کو پیٹھوں کے پیچھے ڈالدیا ہے اس امر کو لَمَنِ اشْتَرٰ
ىهُ البتہ وہ شخص کہ خرید کیا ہے اس نے جادو کو اور بدلا ہے دین خدا سے مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ نہیں ہے واسطے اسکے بیچ آخرت کی
کچھ حصہ اور فائدہ اور عذاب دوزخ سے اسکو ہرگز نجات نہوگی اس واسطے کہ دیدہ و دانستہ وہ عذاب دوزخ اپنے واسطے اختیار کرتے ہیں وَلَبِئْسَ
مَا شَرَوْا بِهٖٓ اور البتہ بد ہے وہ چیز کہ وہ فروخت کیا ہے انھوں نے بدلے اس کے اَنْفُسَهُمْ نفسوں اپنے کو لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ اگر ہیں
وہ یہودی کہ جانتے ہیں اسکی قباحت کو لیکن انھوں نے عمل نہ کیا تو وہ گویا کچھ نہیں جانتے وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا اور اگر تحقیق وہ یہودی ایمان
لاتے اور محمد کی نبوت کو اور قرآن کو حق جانتے وَاتَّقَوْا اور پرہیز کرتے وہ دین یہودے اور جادو سے اور سوائے اس کے اور گناہوں سے
تو لَمَثُوْبَةٌ البتہ ثواب اور بدلا اسکا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ نزدیک خدا کے سے بہتر تھا واسطے ان کے صفات محمد کی پوشیدہ کرکے انکی رشوت
۱۲ ع ۷ ۱۲ لینے سے اور جادو سے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ اگر ہیں وہ جانتے کہ ثواب خدا کا بہت بہتر ہے اور ابد الآباد رہنے اور ہمیشہ بہشت میں رہنا ہوگا اور بعضے
لوگ جو ہاروت اور ماروت کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ یہ زہرہ کے گھر میں گئے اور شراب نوش کی اور قتل نفس کیا اور سزا میں اسکی چاہ بابل میں لٹکائے گئے ہیں یہ سب
غلط اور بے اصل ہے اس واسطے کہ ملائکہ معصوم ہیں اُن سے ایسا فعل شنیع صادر نہیں ہو سکتا اور منقول ہے کہ مومنین جناب رسول خدا کو کہتے تھے کہ راعنا یعنی مراعات کر تو ہماری

ملاحظہ ہمارے احوال کا کر اور یہودیوں کے نزدیک یہ کلمہ دشنام تھا حماقت کے معنی ہیں اسواسطے یہودی بھی خوش ہوکر کہ ہم کلمۂ بد کہتے ہیں مسلمانوں کی
پیروی میں ان حضرت کو راعنا کہتے تھے خدا تعالےٰ نے مومنین کو اس کلمہ کے کہنے سے منع کیا کہ تم راعنا مت کہو چنانچہ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا نہ کہو تم کلمہ راعنا وَ قُوْلُوا اور کہو تم عوض اس کلمہ کے انْظُرْنَا یعنی دیکھ تو ہمکو اور ملاحظہ ہمارے
احوال کا کر تو اور یا یہ کہ مہلت دے تو ہمکو تاکہ بخوبی تیرے ارشاد کو ہم پہنچیں وَاسْمَعُوْا اور سنو تم اے مومنین دل کے کانوں سے اور قبول
کرو تم جو کچھ پیغمبر تمہارا تمکو کہے اور اسکی فرمانبرداری کرو وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور واسطے کافروں کے عذاب ہے دردناک آتش دوزخ
کا کہ ہمیشہ اسمیں جلا کریں گے اور منقول ہے کہ یہود کو بہت ناگوار تھا نبوت اولاد اسمٰعیل میں ہونا کہتے تھے کہ نبوت محمد کو کیوں پہنچی ایسے ہی مشرکین مکہ کو
ناگوار تھا کہتے تھے کہ کسی بڑے رئیس کو پہنچتی اور مومنین کو جو کوئی فائدہ حاصل ہوتا تھا اس کا حسد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بہتری واسطے کیوں حاصل
ہوئی خدائے تعالےٰ مومنین کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا نہیں چاہتے ہیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
وَلَا الْمُشْرِكِیْنَ اہل کتاب میں سے کہ وہ یہودی ہیں اور نہ مشرکین کہ وہ مکہ کے آدمی ہیں اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
یہ نازل کی جائے اوپر تمہارے کوئی نیکی دنیا اور آخرت کی پروردگار تمہارے کی طرف سے وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ اور خدا خاص
کرتا ہے ساتھ رحمت اپنی کے جس کو چاہتا ہے اور مصلحت دیکھتا ہے اور جس کو چاہتا ہے نیکی دنیا اور آخرت کی پہنچاتا ہے اور جس کو اپنے نزدیک مناسب
جانتا ہے پیغمبر کرتا ہے اپنے فضل و کرم سے وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اور خدا صاحب فضل بڑے کا ہے کہ اپنے فضل سے جس کو چاہے فائدہ مند
کرے اور منقول ہے کہ جس وقت کوئی حکم پہلے حکم خلاف نازل ہوتا تو یہود و مشرکین طعن کرتے تھے اور کہتے تھے کہ محمد کی رائے اور فکر استوار نہیں ہے
کبھی کچھ حکم دیتا ہے ان کے جواب میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ جو کچھ منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت اَوْ نُنْسِهَا یا بھلا دیں
ہم اس آیت کو موافق مصلحت کے نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَاۤ تو لاتے ہیں ہم بہتر اس آیت منسوخ سے بندوں کے فائدے کے لئے اَوْ مِثْلِهَا یا لاتے ہیں
مثل اس آیت کے کہ جو منسوخ ہوئی ہے اور آیت کو کہ مانند اسکے ہے اور فائدہ اس کے برابر ہے باوجود رعایت مصلحت کے اَلَمْ تَعْلَمْ کیا نہیں جانتا ہی
تو اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یہ کہ تحقیق خدا اوپر ہر چیز کے قادر ہے چاہے منسوخ کرے آیت کو چاہے ثابت رکھے لیکن جو کرتا ہی موافق
مصلحت کے کرتا ہے اور یہ منسوخ کرنا آیت کا محمد سے تعلق نہیں رکھتا ہے ہم جو چاہتے ہیں سو کرتے ہیں اور منقول ہے ایک شخص مومن جناب رسول خدا صلعم کی مجلس
میں سے کھڑا ہوا اور اسنے عرض کی کہ یا رسول خدا چند آیات قرآنی مجھکو یاد تھیں اور نماز تہجد میں میں انکو پڑھتا تھا کل کی رات وہ آیات مجھ سے
فراموش ہوگئیں ہرچند چاہتا ہوں کہ یاد آئیں لیکن یاد نہیں آتیں اور دوسرا شخص کھڑا ہوا اس نے بھی یہی عرض کی اور ایک اور شخص کھڑا ہوا
اسنے بھی یہی عرض کی حضرت نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ان آیات کو منسوخ کیا اور جس آیت کو خدائے تعالےٰ منسوخ کرتا ہے اسکو یاد سے بھلا دیتا ہی
یہی تفسیر ننسہا کی ہے اور فرماتا ہی خدا کہ اَلَمْ تَعْلَمْ کیا نہیں جانتا ہے تو اَنَّ اللّٰهَ یہ کہ تحقیق کہ خدا وہ ہے كہ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
واسطے اس کی بادشاہی آسمانوں کی ہے اور زمین کی جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اپنی سلطنت میں وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہیں ہی واسطے
تمہارے سوائے خدا کے مِنْ وَّلِیٍّ کوئی دوست کہ جس سے تمکو کوئی نفع پہنچے وَّلَا نَصِیْرٍ اور نہ کوئی مددکرنے والا کہ تسے ضرر کو دور کرے پس جو
کچھ تمہارے فائدے کے واسطے ہی منسوخ کرنا یا ثابت رکھنا وہی خدا کرتا ہے اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ آیا کیا ارادہ کرتے ہو تم
یہ کہ سوال کرو تم پیغمبر اپنے سے اے یہودیو كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ جیسا کہ سوال کیا گیا تھا موسیٰ پہلے سے کہ تمہارے بزرگوں نے کہا تھا موسیٰ
سے کہ تو ہمکو خدا کو دکھلا دے کہ ہم اپنی آنکھوں سے اسکو دیکھیں وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ اور جو کوئی بدل کرے کفر کو ساتھ ایمان کے
کہ ایمان ترک کر کے کفر کو اختیار کرے فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ پس تحقیق گمراہ ہوا وہ شخص سیدھی راہ سے یعنی جو کوئی پیغمبر کے معجزوں میں نظر کرے اور
از راہ عناد کی راہ سے دوسرا معجزہ طلب کرے اسنے راہ سیدھی کو گم کیا اور کفر کو اختیار کیا اور کہتے ہیں کہ بروز احد بعضے یہودیوں نے حضرت عمار اور حذیفہ کو

کہا کہ اگر پیغمبر تمہارا حق پر ہوتا تو یہ شکست اس کو ہوتی تم ہمارے دین میں چلے آؤ عمار نے جواب میں فرمایا کہ ہم دین اسلام سے ہرگز نہ پھرینگے اور بعد اسکے
وہ دونو بزرگ رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ حال بیان کیا حضرت نے ان دونو کے حق میں دعائے خیر کی اور خدا تعالےٰ نے یہ آیت
نازل کی اور فرمایا کہ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ دوست رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں بہتیرے اہل کتاب میں سے یعنی بہت آدمی اہل کتاب میں
سے ہیں کہ وہ یہودی ہیں اور چاہتے ہیں لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّنۢ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا کاش پھیر دیں وہ تمکو اے مومنین پیچھے ایمان
تمہارے سے کفر کرنے والے کہ حسد کرتے ہیں وہ تم سے حسد کرنا کثرت سے یعنی وہ یہودی چاہتے ہیں کہ پھیر دیں تمکو ایمان سے طرف کفر کے کہ تم کفر کرنے
لگو اور وہ تم سے بہت حسد رکھتے ہیں اور تمہارے دشمن جانی ہیں اُنسے پرہیز کرتے رہو اور کفارًا اسم مفعول دوسرا یردون کا ہے اور حسدًا مفعول مطلق
حسدوا محذوف کا ہے پس چاہتے ہیں وہ تمہارا کافر ہوجانا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم نزدیک نفسوں اپنے سے یعنی اپنے جی سے تمہارا کافر ہوجانا چاہتے
ہیں مِّنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ پیچھے اس سے کہ ظاہر ہوگیا ہے واسطے اُن کے حق یعنی تمہارا کافر ہونا وہ چاہتے ہیں بعد اسکے کہ ظاہر
ہوگیا ہے ان مومنوں کو اسلام کا حق ہونا اور دین یہود کا باطل ہونا فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا پس معاف کرو تم اور درگزر کرو تم ان سے اے
مومنین اور منہ اپنا پھیر لو ان کی طرف سے اور ارادہ جنگ کا ان سے نہ کرو حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ یہاں تک کہ لائے خدا حکم اپنا اور جاری
کرے اپنے حکم کو ان کے قتل کے واسطے إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تحقیق کہ خدا اوپر ہر چیز کے قادر ہے تمہارا بدلا ان سے لیگا وَأَقِيمُوا
الصَّلَوٰةَ وَآتُوا الزَّكَوٰةَ اور قایم رکھو تم نماز اور دو تم زکواۃ کو ہمیشہ اور نماز کو پڑھتے رہو اور زکواۃ اسکے وقت پر دیتے رہو وَمَا تُقَدِّمُوا
لِأَنفُسِكُم اور جو کچھ آگے بھیجا ہے تمنے واسطے نفسوں اپنے کے مِّنْ خَيْرٍ نیکی میں سے یعنی جو اعمال نیک کہ تمنے اپنے نفسوں کے واسطے ادا کرکے
آگے بھیجے ہیں تَجِدُوهُ پاؤ گے تم اسکو یعنی ثواب اسکا تم پاؤ گے عِندَ اللَّهِ نزدیک خدا کے کہ تم کو عطا کرے گا اسواسطے کہ إِنَّ اللَّهَ تحقیق
خدا بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم بینا ہے اور دیکھنے والا ہے کوئی عمل تمہارا ضایع نہ جائے گا ہر ایک عمل کی تمکو جزا دے گا اور
حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی خدا کی راہ میں ایک لقمہ یا ایک خرما دیتا ہے خدائے تعالیٰ اسکی پرورش کرتا ہے کہ وہ مثل کوہ عظیم کے ہوجاتا ہے اور کہتے
ہیں کہ جس وقت جناب رسول خدا پیغمبر ہوئے اور یہود و نصاریٰ کی شرع کو منسوخ کیا تو ہر فرقہ دشمنی کی راہ سے حضرت کے درپے ہوا اور ہر ایک کہتا تھا
کہ ہم بہشت میں جائیں گے اور جو کوئی ہمارے مذہب پر نہیں وہ بہشت میں نہ جائے گا اس حال کو خدائے تعالےٰ بیان کرتا ہے وَقَالُوا لَن
يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اور کہا انھوں نے کہ ہرگز نہ داخل ہوگا بہشت میں إِلَّا مَن كَانَ هُودًا مگر جو شخص کہ ہووے یہودی أَوْ نَصَارَىٰ
یا نصرانی اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ یہ گمان اور آرزوئیں انکی باطل ہیں بغیر دلیل کے قُلْ کہہ تو اے محمد ان یہودیوں اور نصرانیوں سے
کہ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ لاؤ تم دلیل اپنی بہشت میں جانے پر إِن كُنتُمْ اگر ہو تم اس امر میں صَادِقِينَ سچ بولنے والے اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ جو تم کہتے ہو اپنے
تئیں کہ بہشت میں جائیں گے بَلَىٰ ہاں وہ شخص بہشت میں جائے گا مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ جسنے تابع کیا ہے ذات اپنی کو خاص واسطے خدا کی
وَهُوَ مُحْسِنٌ اور حال یہ ہے کہ وہ نیک ہے کردار میں اور گفتار میں فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ پس واسطے اس کے اجر اس کا ہے نزدیک
پروردگار اسکے کے اور ثواب بیشمار ہے اسکو فضل و کرم سے وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور نہیں خوف ہے اوپر ان کے ثواب کے کم ہونیکا وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
اور نہ وہ غمگین ہوں گے کسی طرح سے اور ضمیر مفرد کی طرف من کے باعتبار لفظ کے پھرتی ہے اور ضمیر جمع کی باعتبار معنی کے اور منقول ہے کہ یہود اور
نصاریٰ جناب رسول خدا کے پاس جھگڑا لیکر آئے اور کہا کہ ہمارے بیچ میں حکم کر حضرت نے پوچھا کہ تمہارا کیا قصہ ہے یہودیوں نے کہا کہ ہم مومن ہیں
اور نصاریٰ باطل پر ہیں اور نصاریٰ نے کہا ہم مومن ہیں اور یہودی باطل پر ہیں حضرت نے فرمایا کہ تم سب دین حق سے خارج ہو یہودیوں
نے کہا کہ ہم کیونکر خارج ہوں حالانکہ ہمارے پاس کتاب خدا کی ہے اس کو ہم پڑھتے ہیں اور ایسے ہی نصاریٰ نے کہا کہ ہم بھی کتاب خدا کی پاس رکھتے
ہیں اور پڑھتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ تم دونو نے کتاب خدا کی مخالفت کی ہے اور نہیں جانتے تم کتاب خدا کو اگر جانتے تو ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو تم میں سے بغیر

الثلثۃ

ع

دلیل کے کافر کہتا اس قصہ کو خدا تعالے بیان فرماتا ہے وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ اور کہا یہودیوں نے کہ نہیں
ہیں نصاریٰ اوپر کسی چیز کے دین میں سے وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ اور کہا نصاریٰ نے کہ نہیں ہیں یہودی اوپر کسی
کسی چیز کے دین میں سے وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ اور حال یہ ہے کہ وہ پڑھتے ہیں یعنی یہودی توریت سے جانتے ہیں کہ نصاریٰ خدا کے واسطے زن فرزند
ثابت کریں گے اس جہت سے کافر ہیں اور نصاریٰ انجیل میں پڑھتے ہیں کہ یہودی بسبب انکار کرنے عیسیٰ اور انجیل کے کافر ہیں كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ
ایسا ہی کہا ان لوگوں کو کہ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ نہیں جانتے ہیں کچھ مثل کہنے ان یہود و نصاریٰ کے یعنی جو لوگ کہ کچھ نہیں جانتے ہیں کہ ان کے
پاس کوئی کتاب نہیں ہے مثل مجوس اور مشرکین کے ان لوگوں نے بھی ایسا ہی کہا تھا جیسے کہ یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر
کہتا ہے فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ پس خدا حکم کرے گا درمیان اُن کے دن قیامت کے فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ بیچ اُس چیز کے کہ
ہیں وہ بیچ اُس کے اختلاف کرتے اور ہر ایک کو اس کی سزا دے گا اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ قریش نے سال حدیبیہ میں جناب
رسولخدا کو مسجد الحرام میں جانے سے منع کیا تھا اس مقدمہ میں خدا تعالے فرماتا ہے وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ اور کون زیادہ ظالم ہے
اس شخص سے کہ منع کرے سجدوں خدا کو أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ اس سے کہ ذکر کیا جاوے بیچ انکے نام اس خدا کا وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا اور کوشش کرے
بیچ خراب کرنے اور ویران کرنے اُنکے کے کہ ان مسجدوں کو آباد ہونے دے نماز و نسے اور ذکر خدا سے اور ایک روایت میں ہے کہ بعد ہجرت کے مومنین کو مکہ کی مسجد میں
نہیں جانے دیتے تھے اس مقدمہ میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بخت نصر نے بنی اسرائیل کو قتل کیا اور انکی عورتوں کو لوٹ لیا اور بیت المقدس
کو خراب کیا اسکی خبر خدا تعالے اس آیت میں دیتا ہے اور فرماتا ہے أُولَٰئِكَ یہ لوگ منع کرنے والے مَا كَانَ لَهُمْ نہیں لائق ہے واسطے انکے أَنْ
يَدْخُلُوهَا یہ کہ داخل ہوں وہ ان مسجدوں میں إِلَّا خَائِفِينَ مگر خوف کرنے والے ہوکر اور ترساں اسکے عدل و حکم سے نہ یہ کہ ان مسجدوں کو آباد ہونے
منع کریں اور الا حرف استثنا کا واسطے توڑنے نفی کے آیا ہے اور خائفین حال واقع ہوا ہے اور اگرچہ یہ حکم خاص لوگوں کے واسطے ہے لیکن مراد اس سے عام ہے کہ
کسی مسجد کو عبادت سے منع نہ کرنا چاہیے اور مسجد کو ویران نہ کرنا چاہیے کہ اس میں کوئی نماز نہ پڑھے اور وہ ویران پڑی رہے اور انکو منع کرنیوالوں کے
حق میں خدا فرماتا ہے لَهُمْ فِي الدُّنْيَا واسطے ان منع کرنیوالوں کے کہ بیچ دنیا کے خِزْيٌ رسوائی اور خواری ہے وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ
عَظِيمٌ اور واسطے ان کے بیچ آخرت کے عذاب بڑا ہے اور منقول ہے کہ جس وقت آیت قبلہ کی نازل ہوئی تو مسلمانوں نے منہ طرف کعبہ کے کیا اور یہودی
مسلمانوں پر طعن کرنے لگے کہ بیت المقدس کو چھوڑ کر کعبہ کی طرف نماز شروع کی خدائے تعالے نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ اور خاص
واسطے خدا کے ہے پورب یعنی مکہ کہ جس جگہ سے آفتاب نکلتا ہے وَالْمَغْرِبُ اور پچھاں یعنی بیت المقدس کہ جس جگہ آفتاب غروب کرتا ہے فَأَيْنَمَا
تُوَلُّوا پس جدھر کو منہ پھیرو تم فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ پس اُسجگہ ذات خدا کی ہے اور ادھر ہی قبلہ ہے کہ خدا تعالے سب جگہ موجود ہے اور جس طرف
کو چاہا حکم نماز پڑھنے کا دیا اور بعضوں نے وجہ کو قبلہ کے معنی میں کہا ہے اور لام للہ کا ملک کے واسطے ہے اور مشرق اور مغرب سے مراد جنس انکی ہے اس
واسطے جمع پر دلالت کریں گے اور اینما فعل کو جزم کرتا ہے حرف ما اسکے بعد آئے یا نہ آئے اور اذا اور حیث جزم نہیں کرتی ہیں جبتک کہ ان کے بعد ما نہ آئے
اور ثم ظرف مکان ہے اور استعمال اسکا مکان معہود اور معین میں ہوتا ہے إِنَّ اللَّهَ تحقیق کہ خدا وَاسِعٌ فراخ مغفرت اور عطاے وسیع کرنیوالا ہے
بندوں پر کہ زیادہ تکلیف نہیں دیتا ہے عَلِيمٌ جاننے والا ہے بندوں کی مصلحت کا پس وہ لوگ اگر تم کو مسجد الحرام میں نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں تو تم جہاں چاہو
نماز پڑھو نماز قبلہ کیطرف منہ کرکے وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا اور کہا ان اہل کتاب نے کہ پکڑا ہے خدا نے فرزند کو یہود کہتے تھے کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے
اور نصارے کہتے تھے کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے اور خدا فرماتا ہے کہ سُبْحَانَهُ پاک ہے وہ خدا اس سے کہ اسکے کوئی فرزند ہووے بَلْ لَهُ بلکہ واسطے اُسکے ہے
اور مخلوق اور ملک اسی کی ہے مَا فِي السَّمَاوَاتِ جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے ملائکہ وغیرہم وَالْأَرْضِ اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے حیوانات
اور درخت اور پہاڑ اور انسان وغیرہ خواہ عزیر ہو خواہ عیسیٰ ہو كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ ہر ایک اور کل واسطے اس خدا کے فرمانبرداری کرنیوالے ہیں

اور اس کے زیر حکم ہیں بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پیدا کرنے والا آسمانوں کا ہے اور زمین کا وَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا اور جس وقت
حکم کرے کسی امر کو کہ موجود ہو جائے وہ تو فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ پس سوائے اس کے نہیں کہ کہتا ہے واسطے اس کے کہ كُنْ ہو جا تو فَیَكُوْنُ پس ہو جاتا
ہے وہ پس جو شخص کہ ایسے اوصاف رکھتا ہو وہ کیونکر صاحب فرزند ہوگا اور جو لوگ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے تھے ان کے رد میں
خدائے تعالےٰ فرماتا ہے وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اور کہا ان لوگوں نے کہ نہیں جانتے ہیں اور بالکل نادان اور جاہل ہیں کہ لَوْلَا یُكَلِّمُنَا اللّٰهُ
کیوں نہیں کلام کرتا ہے ہمسے خدا جیسا کہ فرشتوں سے کلام کرتا ہے یا ہمارے بزرگوں سے کلام کیا تھا اَوْ تَاْتِیْنَاۤ اٰیَةٌ یا کیوں نہیں آتی ہے ہمارے پاس
کوئی آیت اور اس میں اطلاع ہو اس امر کی کہ یہ پیغمبر میرا بھیجا ہوا ہے یا کوئی معجزہ دکھلائے ہمکو اس کے دعوے کی راستی پر دلالت کرتا ہو یہ حال تھا
کفار کا کہ باوجود دیکھنے معجزوں کے بعد معجزہ کے معجزہ طلب کرتے تھے از روئے عناد کے اور کہتے تھے کہ کوئی دوسرا معجزہ دکھلا اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے کہ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ایسا ہی کہا تھا ان لوگوں نے کہ پہلے ان سے تھے نادان اور جاہل مِّثْلَ
قَوْلِهِمْ مانند کہنے ان کے یعنی جیسا کہ یہ کہتے ہیں ایسا ہی پہلے نادانوں نے کہا تھا اپنے پیغمبر سے کہ ہمکو کوئی معجزہ دکھلا باوجودیکہ
کہ اکثر معجزات انبیاء کے دیکھتے تھے اور عناد کی راہ سے دوسرا معجزہ طلب کرتے تھے تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ مشابہ ہیں دل اُن کے آپس میں
یعنی ان لوگوں کے اور اُن لوگوں کے دل جہالت اور اندھے ہونے میں آپس میں مشابہ ہیں جبکہ وہ لوگ نادان اور دلوں کے اندھے تھے ایسے ہی
یہ لوگ بھی نادان اور اندھے ہیں ان میں آپس میں فرق نہیں ہے قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ تحقیق بیان کر دی ہیں ہم نے دلیلیں روشن توحید اور نبوت
کی لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ واسطے اس قوم کے کہ یقین کرتے ہیں نہ وہ لوگ تابع حسد اور عناد کے ہیں اور خطاب کرتا ہے خدا طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے مشرکین کے رد میں اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بتحقیق بھیجا ہے ہم نے تجھ کو اے محمد صلعم ساتھ حق کے بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا خوشخبری
دینے والا مومنوں کو بہشت کی اور ڈرانے والا کافروں کو عذاب دوزخ سے اور کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی
زبان پر جاری ہوا کہ اگر خدائے تعالےٰ یہود پر عذاب کو نازل کرے تو غالب ہے کہ یہ لوگ خوف الٰہی سے ایمان لائیں حق تعالےٰ نے فرمایا ہے
وَلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ اور نہ سوال کیا جائے گا تو اے محمد صاحبوں دوزخ سے یعنی دوزخیوں کے حال سے تو سوال نہ کیا جائیگا
کہ یہ کیوں نہیں ایمان لائے تیرے ذمہ تو فقط ہمارے حکموں کا پہنچا دینا ہے چاہے کوئی ایمان لائے اور چاہے کوئی کافر رہے اور واسطے ناامید ہونے
رسول خدا کے اسلام یہود و نصاریٰ سے فرماتا ہے کہ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى اور ہرگز نہ راضی ہونگے تجھ سے یہود و نصاریٰ
اے محمد صلعم حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ یہاں تک کہ پیروی کرے تو مذہب اُن کے کی اور جس وقت ان کا یہ ارادہ ہو کہ ان کی پیروی کر تو وہ تیری پیروی کاہے کو
کریں گے اور فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد ان لوگوں سے کہ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ بتحقیق ہدایت خدا کی طرف راہ راست کی کہ وہ دین اسلام ہے
هُوَ الْهُدٰى وہی ہدایت حق ہے نہ وہ راہ کہ جس کی طرف تم مجکو بلاتے ہو اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ اور البتہ
اگر پیروی کرے تو خواہشوں انکے کی اے محمد اور انکی آرزو کے موافق کرے بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ بعد اسکے کہ آیا ہے تجکو علم یعنی
بعد اس کے کہ حاصل ہوا ہے تجھ کو علم اور یقین اسلام کے حق ہونیکا اور یہود و نصاریٰ کے مذہب کے باطل ہونیکا تو اس صورت میں مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ
مِنْ وَّلِیٍّ نہیں ہے واسطے عذاب خدا سے بچانیوالا کوئی دوست وَّلَا نَصِیْرٍ اور نہ مدد کرنے والا کہ عذاب خدا سے رہائی دلوائی اور یہ بسبیل فرض
ہے اس واسطے کہ رسول خدا کی شان میں ایسا امر محال ہے اور اب خدائے تعالےٰ اہل کتاب کے مومنین کا ذکر کرتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وہ لوگ کہ
دی ہمنے ان کو کتاب توریت یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ پڑھتے ہیں وہ اسکو حق پڑھنے اس کے کا اور پیروی کرتے ہیں وہ اس کتاب کی بدون
تحریف کرنے اور بدلنے کے جیسا کہ عبداللہ بن سلام وغیرہ اُولٰٓىِٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ یہی لوگ ایمان لانے والے ہیں ساتھ اس کتاب کے وَمَنْ
یَّكْفُرْ بِهٖ اور جو شخص کہ کفر کرے ساتھ اس کتاب کے کہ اس میں سے اپنی طرف سے کچھ بدل دیوے یا اس کے حلال و حرام پر ایمان نہ لائے فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ

ع ۵ ۱۴

الخاسرون پس یہ لوگ ہی نقصان والے ہیں کہ دنیا میں تو خواری قید قتل اور جزیہ کی انکے واسطے ہے اور آخرت میں وہ گرفتار عذاب دوزخ کے ہونگے اور
فرماتا ہے خدا کہ یا بنی اسرائیل اذکروا اے بیٹو یعقوب کے یاد کرو تم نعمتی التی انعمت علیکم وہ نعمت میری کو جو کہ انعام کی ہے میں نے اوپر تمہارے اور
اس آیت کو خدا تعالےٰ نے واسطے مبالغہ کے بنی اسرائیل کی نصیحت میں پھر بیان کیا ہے اور فرماتا ہے کہ وانی فضلتکم علی العالمین اور تحقیق کہ
دی میں نے تمکو اوپر عالم کے لوگوں کے کہ تم میں بادشاہ اور انبیا پیدا کیے تمکو اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے واتقوا یوما اور ڈرو تم اس دن سے کہ
لا تجزی نفس نہ کفایت کر سکے کوئی نفس عن نفس شیئا کسی نفس سے کچھ اور کوئی شخص کسی کی حق گزاری نہ کر سکے کہ کوئی کسی کو عذاب سے
بچاوے ولا یقبل منها عدل اور نہ قبول کیا جاوے اس سے فدیہ کہ کوئی اپنا فدیہ دیکر عذاب سے محفوظ رہے ولا تنفعها شفاعة اور نہ نفع
دیگی ان کو سفارش کسی کی ولا ہم ینصرون اور نہ مدد کیے جاویں گے کہ اپنی کمک کوئی کسی کو عذاب سے رہائی دلوائے اور اب خدا تعالےٰ حضرت ابراہیم
کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ واذ ابتلی اور یاد کر تو اے محمدؐ کہ جسوقت آزمایا یعنی حکم کیا ابراہیم ربہ ابراہیم کو پروردگار اسکے نے بکلمات
ساتھ کلموں کے یعنی ساتھ بجا لانیکے کئی چیزوں کے فاتمهن پس تمام کیا اس نے ان کلموں کو یعنی بجا لایا ان کو اور آزمائش سے مراد یہ ہے کہ معاملہ آزمائی
والوں کا سا کیا گو اُسکو علم اُسکا پہلے سے تھا اس واسطے کہ آزمائش خدا کے واسطے نہیں ہے کہ وہ علام الغیوب ہے اور آزمانے والیکو بعد آزمایش کے علم حاصل ہوتا
ہے اور خدا تعالیٰ کو پہلے ہی سے علم حاصل تھا کہ یہ ایسا کریگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ان کلمات سے اعمال حج کے ہیں اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد اس
سے دو ٹکڑے کرنا سر کے بالوں کا ہے اور نکالنا مانگ کا اگر سارے سر پر بال ہوویں اور کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا تین تین مرتبہ اور مسواک کرنا اور
لبیں لوانی اور ناخن کٹوانے اور بغلوں کے بال منڈوانے اور زیر ناف کے بال مونڈنے اور ختنہ کروانا اور پانی سے استنجا کرنا اور ایک روایت میں ہے کہ مراد اس سے
یہ ہے کہ ابراہیم کو خواب میں دکھلایا کہ تو اپنے فرزند کو ذبح کر اور اُس نے ذبح کا ارادہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ مراد کلمات سے وہ کلمے ہیں کہ جن کے وسیلہ سے
آدم کی توبہ قبول ہوئی تھی اور وہ محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ ہیں غرض یہ کہ جو کچھ ان کو حکم ہوا تھا وہ ان کو بجا لائے اور تمام کیا اور خدا تعالےٰ نے
انکے بجا لانے کے عوض میں قال انی جاعلک للناس اماما کہا کہ تحقیق میں کرنے والا ہوں تجھکو واسطے آدمیوں کے امام اور پیشوا کہ تمام صلحا اور نیک
آدمی بعد تیرے پیروی تیری کریں گے قال ومن ذریتی کہا ابراہیم نے اور اولاد میری میں سے یعنی ابراہیم نے کہا کہ میری اولاد میں سے بھی بعضوں کو امام کر
قال لا ینال عهدی الظالمین کہا خدا نے کہ نہیں پہنچتا ہے عہد میرا کہ وہ امامت ہے ظالموں کو یعنی عاصیوں اور فاسقوں کو تیری اولاد میں
سے کسی کو امام نہ کروں گا بلکہ نیکوں اور متقیوں اور صلحا کو امام کروں گا اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیا اور آئمہ علیہم السلام معصوم ہیں اور گنہگار آدمی قابلیت
اور لیاقت امامت کی نہیں رکھتے اور ایک دلیل امام کے معصوم ہونیکی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے جو کہا تھا کہ میری اولاد میں سے بھی امام کر تو مراد انکی اس سے یہ نہ
تھی کہ حالت ظلم میں انکو امام کر بلکہ مراد یہ تھی کہ حالت ایمانداری اور اتقا و نیکی میں امام کر اگرچہ پہلے اس سے انھوں نے ظلم کیا ہو خدا تعالےٰ نے ابراہیم کے
اس قول کو ناپسند کیا اور فرمایا کہ ظالم کو امامت نہیں ہو سکتی اگر کبھی اُس نے ظلم کیا ہے اور کافر ظالم ہوتا ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے والکافرون هم
الظالمون یعنی اور کفار وہ ہی ظالم ہیں پس معلوم ہوا کہ جو شخص ایک زمانہ میں کافر تھے اور دوسرے زمانہ میں وہ مسلمان ہوئے وہ لوگ قابل امامت کے
نہیں ہیں اور مناقب خوارزمی میں رسولخدا صلعم سے روایت کر کے لکھا ہے کہ جسوقت حضرت ابراہیم نے دعا کی کہ میری اولاد میں بھی امام کر اور خدا تعالےٰ
نے ان کے جواب میں فرمایا کہ عہد میرا ظالموں کو نہیں پہنچتا تو اس وقت ابراہیم نے دعا کی واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام یعنی بچا رکھ تو اے خدا
مجکو اور اولاد میری کو اس سے کہ پرستش کریں ہم بتوں کو خدائے تعالےٰ نے دعا ان کی قبول کی میری اور علیؑ کے حق میں مجکو نبی کیا اور علیؑ کو وصی کیا اس روایت
سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے بت پرستی کی کہ وہ لائق امامت کے نہیں ہیں گو بعد اُسکے مسلمان ہو گئے ہوں اور فرماتا ہے خدا کہ واذ جعلنا البیت
اور یاد کر تو اے محمدؐ جس وقت کیا ہم نے خانۂ کعبہ کو مثابة جگہ پھرنے کی یا ثواب کی للناس واسطے آدمیوں کے اور مراد اس سے حج کرنے والے ہیں
کہ ہر سال حج کو جاتے ہیں اور ثواب بے نہایت پاتے ہیں وامنا اور کیا ہم نے اسکو جگہ امن کی کہ وہاں کوئی کسیکو قتل نہیں کر سکتا اور آزار نہیں پہنچا سکتا

یا جگہ ان کی ہے دوزخ کے عذاب سے اس واسطے کہ حج اور عمرہ موجب مغفرت عصیان ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی داخل ہو حرم میں پناہ مانگنے والا اسکو خدا کے وہ امن میں ہو ناراضامندی خدا سے اور فرماتا ہے کہ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى اور پکڑو تم اے مومنین مقام ابراہیم میں سے جگہ نماز پڑھنے کی اور نافع اور ابن عامر نے واتخذوا کی خا کو فتح سے پڑھا اور باقیوں نے کسرہ سے یعنی جس وقت طواف خانہ کعبہ سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم میں کہ وہ دروازہ خانہ کعبہ کے سامنے ہے اور وہاں ایک حجرہ ہے اور اس میں ایک پتھر ہے کہ جس پر حضرت ابراہیم کے پاؤں کا نقش ہے اس کے قریب دو رکعت نماز کی پڑھو کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابراہیم خانہ کعبہ کو بناتے تھے تو اس پتھر پر کھڑے ہو کر دیوار کو چنتے تھے حضرت ابراہیم کے پاؤں کا نقش اس پتھر پر ہو گیا اور وہ پتھر خانہ کعبہ کے زیر دیوار تھا جاہلیت کا زمانہ ہوا تو لوگوں نے اسکو وہاں سے اٹھا کر یہاں لا رکھا کہ اب جس جگہ ہے جناب رسولخدا نے اپنے عہد میں فرمایا کہ اس پتھر کو وہاں رکھو کہ جس جگہ پہلے اس سے ابراہیم کے زمانہ میں تھا لوگوں نے اسکو اٹھا کر وہاں رکھدیا بعد رسولخدا کے جب عمر کا زمانہ ہوا تو عمر نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ پتھر جاہلیت کے زمانہ میں کہاں تھا لوگوں نے اس جگہ کا نشان دیا اور کہا کہ اس جگہ رکھا تھا عمر نے پھر وہیں رکھوا دیا کہ جس جگہ جاہلیت کے زمانہ میں تھا اور اس روز سے وہیں رکھا ہے ایک حجرہ میں اور فرماتا ہے خدا تعالیٰ وَعَهِدْنَا اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اور عہد کیا ہم نے طرف ابراہیم اور اسمٰعیل کے یعنی عہد لیا ہم نے اور حکم کیا ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ یہ کہہ کہ پاک کرو تم گھر میرے کو بتوں سے اور نجاست سے لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ واسطے طواف کرنیوالوں کے اور عبادت کرنیوالوں کے اور مجاوروں بیت اللہ کے وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ اور واسطے رکوع کرنیوالوں کے اور سجدہ کرنے والوں کے اور رکع جمع راکع کی ہے اور سجود جمع ساجد کی اور خدا تعالیٰ اپنے خانہ کعبہ کو اپنا گھر فرماتا ہے بسبب اسکی بزرگی کے اس واسطے کہ جو چیز عزیز ہوتی ہے اسکو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے کہ روح اللہ اور خدا تعالیٰ کے علم اور قدرت کو تو نسبت تمام مخلوقات کی طرف برابر ہے اور خاص ایک جگہ میں خدا تعالیٰ نہیں ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی داخل ہوا خانہ کعبہ میں وہ داخل ہوا رحمت خدا میں اور جو کوئی باہر نکلا اس خانہ سے وہ باہر نکلا اپنے گناہوں سے اور دوسری حدیث میں ہے کہ خدا تعالیٰ رات اور دن میں ایک سو بیس بار رحمت خانہ کعبہ کی طرف بھیجتا ہے ساٹھ واسطے طواف کرنے والوں کے اور چالیس واسطے نماز پڑھنے والوں کے جو کہ وہاں نماز پڑھتے ہیں اور بیس واسطے نظر کرنے والوں خانہ کعبہ کے اور خانہ کعبہ ایسی جگہ بنا ہوا تھا کہ وہاں نہ آب شیریں تھا اور نہ گھانس اور نہ زراعت تھی اور نہ میوے کے درخت تھے بلکہ یہ سب چیزیں وہاں سے دور تھیں اور یہ امر باعث تکلیف کا ہے واسطے حج کرنیوالوں کے کہ آدمی اکثر ان چیزوں کی طرف محتاج ہوتا ہے اسواسطے حضرت ابراہیم نے روزی کی فراخی کے واسطے دعا مانگی چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ اور یاد کر تو اے محمد جس وقت کہا ابراہیم نے کہ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا اے پروردگار میرے کر دے تو اس گھر کو بَلَدًا اٰمِنًا شہر امن والا اقحط اور روزی کی تنگی سے وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ اور روزی دے تو لوگوں اسکے کو پھلوں اور میووں سے مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں وہ ان مکہ والوں میں سے ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے خدا تعالیٰ نے ابراہیم کی اس دعا کو قبول کیا کہتے ہیں کہ جبرئیل بحکم خدا ایک بستی کو فلسطین کی بستیوں میں سے کہ جس میں کثرت سے میوے تھے وہاں سے اکھاڑ کر مکہ میں لائے اور سات مرتبہ اسکو بیت اللہ کے گرد پھرا کر تین منزل مکہ سے دور لیگیا اور وہاں اسکو رکھدیا اور سات مرتبہ جو بیت اللہ کا طواف اسکو کروایا تھا اس واسطے اس بستی کا نام طائف ہوا اور طائف مکہ سے تین منزل ہے اور وہاں اس کثرت سے میوے ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتا اور تمام میوے طائف کے مکہ میں لیجا کر فروخت کرتے ہیں اور بعد قبول کرنے دعا کے واسطے مومنین کے خدا تعالیٰ نے قَالَ کہا کہ وَمَنْ كَفَرَ اور جو شخص کہ کفر کرے اور ایمان خدا پر نہ لائے تو فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا پس فائدہ دونگا میں اسکو تھوڑا اور قلیلاً صفت ہے مصدر محذوف کی اور تقدیر اسکی فامتعہ تمتعاً قلیلاً ہے اور ابن عامر نے امتع کو مخفف پڑھا ہے باب افعال سے یعنی فائدہ دونگا میں اسکو فائدہ دینا تھوڑا کہ وہ فائدہ چند روز کا ہے زندگانی دنیا کا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ پھر ناچار اور مجبور کر کے لیجاؤنگا میں اسکو طرف عذاب آتش دوزخ کے کہ ہمیشہ وہ اسمیں جلا کرے گا وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور بری جگہ پھر نیکی ہے وہ آتش دوزخ اور اب خبر دیتا ہے حق تعالیٰ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل

کی دعا کا ذکر کرتا ہے کہ وقتِ تعمیر خانہ کعبہ کے وہ مصروف دعا تھے چنانچہ فرمایا ہے کہ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ اور یاد کر تو اے محمدؐ جس وقت کہ بلند کرتا تھا ابراہیم بنیاد کو خانہ کعبہ سے اور اسمٰعیل اور اسوقت دعا کی اُنھوں نے کہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اے پروردگار ہمارے قبول کر تو ہم سے اس عمل کو اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تحقیق تو سننے والا دعا کا جاننے والا نیتوں کا ہے کہتے ہیں کہ ابراہیم تو خانہ کعبہ کو بناتے تھے اور اسمٰعیل اُن کو پتھر دیتے تھے اور ابراہیم اسمٰعیل سے سُریانی زبان میں کہتے تھے کہ پتھر لا اور اسمٰعیل عربی زبان میں ابراہیم سے کہتے تھے کہ پتھر ہے اور کہتے ہیں کہ پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے خانہ کعبہ کو ابراہیم نے بنایا تھا کوہ طور اور کوہ زیتا اور کوہ لبنان اور کوہ جودی اور بنیاد اسکی کوہ حرا سے ہے کہ وہ مکہ کے باہر ہے اور جسوقت وہ مکان تیار ہوا تو کہا کہ اے پروردگار ہمارے قبول کر تو ہم سے اور کہا کہ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ اے پروردگار ہمارے اور کر دے تو ہمکو فرماں برداری کرنے والے واسطے اپنے اور ثابت قدم واسطے راہ اپنی کے وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ اور کر تو اولاد ہماری میں سے ایک گروہ کو فرمانبردار واسطے اپنے ثابت قدم دین اسلام پر اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ مراد اس ذریت سے اولاد ہاشم بن عبد مناف ہے اور پھر دعا کی حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل نے کہ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا اور دکھلا تو ہمکو اے پروردگار ہمارے مقامات حج ہمارے کے وَتُبْ عَلَيْنَا اور توبہ قبول کر تو واسطے ہمارے اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ تحقیق کہ تو توبہ قبول کرنے والا ہے الرَّحِيْمُ مہربان ہے توبہ کرنیوالوں پر یہ توبہ خشوع اور خضوع اور کسر نفس کی راہ سے ہے نہ یہ کوئی گناہ ان سے صادر ہوا ہو اور یا یہ کہ یہ توبہ اُن کے واسطے اولاد کے ہوئے اور ابن کثیر نے ارنا کو بسکون را پڑھا ہے اور باقیوں نے بکسر راء اور ابن عمر نے کسرۂ را کو اختلاف سے پڑھا ہے اور وہ یہ ہے کہ دو تہائی حرکت سے پڑھے اور ایک تہائی نہ پڑھے اور مضاف مناسکنا کا محذوف ہے اور وہ مفعول ثانی ارنا کا ہے یعنی ارنا مواضع مناسکنا اور پھر حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل نے دعا کی کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ اے پروردگار ہمارے اور اُٹھا تو اور مقرر کر تو فِيْهِمْ بیچ انکے یعنی ہماری اولاد میں رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ایک پیغمبر کو اُن میں سے يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ کہ پڑھے وہ اوپر انکے آیتیں تیری وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور سکھلاوے وہ انکو کتاب اور حکمت کہ وہ احکام شرع کے ہیں وَيُزَكِّيْهِمْ اور پاکیزہ کرے وہ ان کو شرک اور گناہوں سے اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ تحقیق کہ تو ہی ہے غالب سب چیزوں پر الْحَكِيْمُ حکمت والا کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور یہ دعا حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل کی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے تھی کہ ایک پیغمبر ہماری اولاد میں سے اُٹھا اس لئے کہ اولاد اسمٰعیل میں سے سوائے ہمارے پیغمبر کے کوئی پیغمبر نہیں ہوا خدائے تعالےٰ نے دعا حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کی قبول کی اور روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام نے اپنے بھتیجوں کو سلمہ اور مہاجر کو بلا کر کہا کہ تم جانتے ہو کہ توریت میں محمدؐ کے صفات لکھے ہیں تم دین اسلام کو جو کہ ملت ابراہیم ہے قبول کرو یہ سنکر سلمہ تو ایمان لایا اور مہاجر نے انکار کیا اُس ذکر کو خدائے تعالےٰ بیان کرتا ہے کہ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اور کون شخص ہے کہ منہ پھیرے دین ابراہیم سے اور اس کی طرف رغبت نہ کرے اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ مگر وہ شخص کہ بے وقوف اور خوار ہوئے بیچ نفس اپنے کے اور اپنی ذات میں اور رغبت کا صلہ عن آتا ہے تو وہ روگردانی کے معنی میں ہو جاتا ہے اور نفسہ منصوب بنزع خافض ہے یعنی فی نفسہ اور اس کی ترکیب میں اختلاف بہت ہے اور فرمایا ہے کہ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا اور البتہ تحقیق برگزیدہ کیا ہے ہمنے اس ابراہیم کو بیچ دنیا کے بسبب پیغمبری کے وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور تحقیق کہ وہ بیچ آخرت کے البتہ نیکوں میں سے ہے اور امام زین العابدین سے روایت ہے کہ دین ابراہیم پر بجز ہمارے اور ہمارے شیعوں کے کوئی نہیں ہے اور پھر فرماتا ہے خدا ابراہیم کی صفات میں کہ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ یاد کر تو اے محمد صلعم جس وقت کہ کہا واسطے اس ابراہیم کے پروردگار اُس کے نے کہ اسلام لا تو اور فرمانبرداری کر تو ہمارے احکام کی قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہا ابراہیم نے کہ اسلام لایا میں واسطے پروردگار عالموں کے اور فرمانبرداری اسکی قبول کی جو چاہے سو حکم کرے اور ابراہیم نے جو وصیت کی تھی اپنی اولاد کو اسکو خدا تعالےٰ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ اور وصیت کی ساتھ اس دین کے ابراہیم نے بیٹوں اپنے کو اور یعقوب نے اولاد اپنی کو اور یعقوب عطف ابراہیم پر ہے

اور اہل شام نے وصّی کو اوصیٰ پڑھا ہے باب افعال سے اور وصیت یہ کی تھی کہ یٰبَنِیَّ اے بیٹو میرے اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ
تحقیق خدا نے برگزیدہ کیا ہے واسطے تمہارے دین کو کہ جو دین حق ہے اور سب دینوں سے افضل اور بہتر ہے وہ تمکو دیا ہی اس صورت میں چاہیے کہ
فَلَا تَمُوْتُنَّ پس نہ مرو تم اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ مگر جس وقت کہ تم مسلمان ہو یعنی اگر تم مرو تو حالتِ اسلام پر مرو اور فلا تموتن میں ظاہر میں نہی موت
سے ہے لیکن حقیقت میں نہی ترک اسلام سے ہے اور وانتم کا جملہ حال واقع ہوا ہے اور یہودی کہتے تھے کہ یعقوبؑ اپنے مرنیکے وقت اپنی اولاد کو
دین یہود کی وصیت کی تھی ان کے رد میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ کیا تھے تم حاضر اے یہودیو اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ
الْمَوْتُ جس وقت کہ حاضر ہوئی یعقوب کو موت یعنی جس وقت وہ مرا تھا اور اس نے اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کیا تم اس وقت اس کے پاس
تھے اور تم کہاں سے دعوے کرتے ہو کہ یعقوبؑ نے دین یہود کی وصیت کی تھی بالکل تم جھوٹے ہو یہ ام منقطعہ ہے اور شہدا جمع شہید کی ہے کہ جو حاضر
کے معنی میں ہے اور فرماتا ہے خدا کہ کہاں تھے تم اس وقت کہ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ جس وقت کہا تھا یعقوبؑ نے واسطے بیٹوں اپنے کے کہ مَا
تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ کس کو پرستش کرو گے پیچھے مجھ سے یعنی بعد میرے مرنے کے تم کس کی عبادت کرو گے قَالُوْا کہا انھوں نے یعنی یعقوب کی
اولاد نے یعقوبؑ سے کہا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ عبادت کریں گے ہم معبود تیرے کو وَاِلٰهَ اٰبَاۗىِٕكَ اور معبود باپوں تیرے کو اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ
وَاِسْحٰقَ ابراہیم کو اور اسمعیل کو اور اسحاق کو یعنی تیرے باپ ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق کے معبود کی ہم عبادت کریں گے اِلٰهًا وَّاحِدًا
عبادت کریں گے ہم معبود ایک کو کہ وہ خدائے پاک ہے اور سوائے اس کے کوئی معبود نہیں ہے وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم واسطے خدا کے فرماں
برداری کرنیوالے ہیں اور ابراہیم و اسمعیل و اسحاق بدل ہیں اٰبائک سے اور الٰہا واحدا بدل ہے الٰہک سے اور اس آیت میں خدا تعالیٰ ابراہیم و اسمعیل کو باپ یعقوب
کا فرماتا ہے اور حقیقت میں ابراہیم انکو دادا تھے اور اسمعیل انکے چچا تھے پس معلوم ہوا کہ عرب تعظیم کی جہت سے دادا و چچا کو باپ کہتے ہیں اور آزر کو جو خدا نے دوسری جگہ باپ ابراہیم کا فرمایا ہے
وہ چچا ان کا تھا اور باپ ان کے تارخ تھے وہ اسی جہت سے فرمایا ہے کہ عرب چچا کو بھی باپ کہتے ہیں اور سوائے اس کے آزر نے حضرت ابراہیم کو
پرورش بھی کیا تھا اس واسطے وہ ان کو باپ کہتے تھے اور وہ ان کا باپ نہ تھا بلکہ چچا تھا اور یہودی کہتے تھے کہ اولاد کو باپوں کی نیکیوں کا ثواب ملے گا اور ان
کے گناہوں کا انکو عذاب ہوگا اسواسطے حق تعالےٰ یہودیوں کے رد میں فرماتا ہے کہ تِلْكَ وہ یعنی ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق و یعقوب وغیرہ انبیا باپ و دادا
یہودیوں کے اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ایک گروہ تھے کہ تحقیق گذر گئے وہ لَهَا مَا كَسَبَتْ واسطے ان کے وہ ہے کہ جو کسب کیا تھا انھوں نے اعمال
بجا لائے تھے وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ اور واسطے تمہارے وہ ہو کہ جو کسب کیا ہے تم نے اور جو اعمال کہ تم خود بجا لائے ہو اور ان کو اور تم کو دونو
کو موافق اپنے اپنے اعمال کے جزا ملے گی وَلَا تُسْــَٔـلُوْنَ اور نہ سوال کیے جاوگے تم عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اس چیز سے کہ وہ عمل کرتے یعنی
جو اعمال کہ وہ کرتے تھے تم سے ان اعمال کو نہ پوچھیں گے اور ان کی برائیوں کا تمسے مواخذہ ہوگا نہ اُن کی نیکیوں کا تم کو ثواب ملے گا اور ایسے
ہی اعمال تمہارے ان سے نہ پوچھیں گے تمہارے اعمال تمہارے واسطے ہیں اور ان کے اعمال اُن کے واسطے ثواب اور عذاب ہر ایک کو
اپنے اپنے اعمال کا ہے نہ دوسرے کے اعمال کا اور کہتے ہیں کہ یہودیوں کی جماعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اور اُن کے اصحاب کے
پاس آئی اور کہنے لگے کہ راہ حق نہیں ہے مگر طریق ہمارا تم ہمارے دین کی پیروی کرو اور اسی طرح نصارا کے لوگوں نے حضرت سے اور
حضرت کے صحاب سے کہا اور اس ذکر کو خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَقَالُوْا اور کہا ان یہود و نصارے نے مومنوں کو کہ
كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ہو جاؤ تم یہودی مسلمانو یا نصاریٰ یعنی یہودیوں نے تو کہا کہ تم ہمارے دین پر ہو جاؤ اور نصارے نے
کہا کہ تم ہمارے دین پر ہو جاؤ اے مسلمانو کہ تَهْتَدُوْا ہدایت پاؤ گے تم اور راہ راست پر ہو جاؤ گے خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ قُلْ
کہہ تو اے محمد صلعم ان کے جواب میں کہ نہ ایسا ہے کہ جو تم کہتے ہو بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ بلکہ پیروی کرتے ہیں ہم دین ابراہیم کی کہ یہ دین یا
ابراہیم حَنِيْفًا مائل ہے طرف حق کے اور سب کجیوں اور گمراہیوں اور ادیان باطلہ کو ترک کر کے طرف دین حق کے رغبت کرنے والا ہے اور

کا مفعول ہے منع محذوف کا اور حنیفاً حال واقع ہوا ہے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اور نہ تھا وہ ابراہیم مشرکوں میں سے اور یہ کنایہ ہے طرف شرک یہود اور نصاریٰ کے کہ وہ دعوے کرتے تھے کہ ہم ابراہیم کے تابع ہیں اور حال یہ تھا کہ پھر شرک کرتے تھے یہودی تو کہتے تھے کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور اب خدا تعالیٰ مومنین کی طرف خطاب کرتا ہے اور کافی اور تفسیر عیاشی میں لکھا ہے کہ اس خطاب میں مراد علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور بعد ان کے یہ قول جاری ہے سب مومنین کی طرف چنانچہ خطاب کرکے فرماتا ہے کہ قُولُوا کہو تم اے مومنین آمَنَّا بِاللَّهِ ایمان لائے ہم ساتھ خدا کے وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا اور ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے طرف ہمارے کہ وہ قرآن ہے وَمَا أُنْزِلَ اور ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ طرف ابراہیم کے اور اسمٰعیل کے اور اسحاق اور یعقوب کے اور فرزندان یعقوب کے کہ وہ بارہ شخص تھے اور ان کی اولاد میں سب بنی اسرائیل ہیں اور اسباط بنی اسرائیل بمنزلہ قبائل کے ہیں اولاد اسمٰعیل میں اور اسباط جمع سبط کی اور سبط وہ جماعت ہے کہ رجوع کرتے ہیں طرف ایک باپ کے اور لغت میں سبط درخت کو کہتے ہیں اور سبط وہ ہیں کہ جو ایک شجرہ سے ہوویں اور حسن اور حسین علیہم السلام کو جو سبط رسول خدا کہتے ہیں اس واسطے کہ یہ فرزندان جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جو چیز کہ ابراہیم پر نازل ہوئی تھی وہ بیس صحیفے تھے وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ اور ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ دیا گیا ہے موسیٰ اور عیسیٰ کو اور وہ توریت اور انجیل ہے وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ اور ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ دیئے گئے ہیں پیغمبر پروردگار اپنے کی طرف سے یعنی جو کتابیں کہ نازل ان پر کی گئی ہیں کہ وہ باقی کے پیغمبر ہیں سوائے انبیاء مذکورین کے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ نہیں فرق کرتے ہیں ہم درمیان کسی کے ان پیغمبروں میں سے بلکہ سب پر ایمان لاتے ہیں نہ مثل یہود کے کہ وہ عیسیٰ اور محمد پر ایمان نہ لائے اور نہ مثل نصاریٰ کے کہ وہ محمد پر ایمان نہ لائے وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ اور ہم واسطے خدا کے فرمانبرداری کرنے والے ہیں فَإِنْ آمَنُوا پس اگر ایمان لائیں وہ یہود اور نصاریٰ بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ ساتھ مثل اس کے کہ ایمان لائے ہو تم ساتھ اس کے یعنی اگر ایمان لائیں وہ جیسا تم ایمان لائے ہو سب پیغمبروں اور کتابوں پر تو فَقَدِ اهْتَدَوْا پس تحقیق ہدایت پائی انھوں نے اور راہ راست پر ہو گئے وہ وَإِنْ تَوَلَّوْا اور اگر پھر جائیں وہ ایمان سے فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ پس سوا اس کے نہیں کہ وہ برخلافی اور نزاع کے ہیں اور حق پر قایم ہیں فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ پس قریب ہے کہ کفایت کرے تجھ کو اے محمد شر ان کے سے خدا اور ان کو خوار اور ذلیل کرے وَهُوَ السَّمِيعُ اور وہ خدا سننے والا ہے باتیں سب مومنوں اور مشرکوں کی الْعَلِيمُ اور جاننے والا ہے اعتقاد دونوں فرقوں کے اور احوال ان کی نیتوں کے اور بعد نازل ہونے اس آیت کے یہودی اور نصرانی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روگردانی کرکے مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہمارے یہاں صبغہ ہے اور تمہارے ہاں صبغہ نہیں اور صبغہ نصرانیوں کا تو یہ تھا کہ جس وقت ان کا بچہ سات روز کا ہوتا تھا تو وہ اپنے بچہ کو زرد پانی میں غوطہ دیتے تھے اور اسکو معمودیہ کہتے تھے کہ اعتقاد ان کا یہ تھا کہ یہ پانی بچہ کو پاک کرتا ہے سب مذہبوں سے سوائے مذہب عیسیٰ کے اور اس کو قایم مقام ختنہ کے جانتے اور کہتے تھے کہ ہم نے جو اسکو رنگ دیا ہے یہ علامت ہے اس کے نصرانی ہونے کی اور یہودی اور رنگ نصرانیوں کے رنگ کے مخالف ملتے تھے کہ آپس میں فرق ہو جائے اس قصہ کی طرف حق تعالیٰ اشارہ کرکے فرماتا ہے کہ کہو تم اے مسلمانوں کہ صِبْغَةَ اللَّهِ کہ پیروی کرتے ہیں ہم رنگ کرنے خدا کے صبغۃ بدل ہے ملت ابراہیم سے اور صبغۃ سے مراد پیدائش اسلام ہے یا شریعت ہے اور یا یہ اصل ہے صبغنا صبغۃ اللہ ہے یعنی رنگ کئے گئے ہم رنگ کرنا خدا کا کہ ہم اسلام سے رنگے گئے ہیں اور خدا نے ہمکو رنگ دیا ہے پیدائش اسلام پر اور تمام آدمی اس رنگ سے رنگے ہوئے ہیں اور ہمکو یہی رنگ کفایت کرتا ہے وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً اور کون

شخص نیک زیادہ ہو خدا سے رنگ کرنیمیں کہ تمام نجاسات کفر سے اُسنے پاک کردیا اور رنگ وہی ہے کہ جو خدا کا رنگا ہوا ہے اور ظاہر میں بدن کے
اور کپڑونکے رنگنے سے کیا ہوتا ہے جس وقت کہ ایمان درست دلمیں نہو بقول مشہور خوئی بد جبت چلانے نہیں کپڑے رنگنے تو کیا ہو اور صبغہ تمیز دا نج ہوا
ہے پس رنگنا صحیح وہی ہے کہ جو خدا نے رنگ کیا ہو اور اسکے رنگ کرنے پر قایم ہو کہ اسلام کو اُسنے ہاتھ سے نہ دیا ہو اور خاص واسطے
خدا کے عبادت کرتا ہو بدون آمیزش شرک کے وَنَحْنُ اور ہم ہیں یعنی جو لوگ کہ مسلمان ہیں لَهٗ عٰبِدُوْنَ واسطے اُسکے عبادت کرنے
والے ہیں خالص بدون شرک کے نہ اس کے غیر کو اور کسی طرح ہم شرک نہیں کرتے ہیں اور تم شرک کرتے ہو پس ہم بہتر ہیں دین میں یا تم بہتر
ہو اور یہود و نصاریٰ کو ایسی باتوں کے سننے سے کہ مسلمان ان کو جواب دیتے تھے نہایت تعصب ہوتا تھا اور وہ کہتے تھے کہ ہم فرزندان خدا ہیں
اور پیغمبر ہمیشہ ہم میں سے ہوتے رہے ہیں اور عرب میں کوئی پیغمبر نہیں ہوا اسواسطے خدا کے ساتھ ہمکو خصوصیت ہے نہ مسلمانوں کو اور اگر
پیغمبر ہوتا تو ہم میں سے ہوتا نہ عرب میں سے انکے جواب میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد ان اہل کتاب سے اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ کیا
جھگڑتے ہو تم ہم سے بیچ دین خدا کے اور خدا کے باب میں دعوے فرزندی کا کرکے وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ اور حال یہ ہے کہ وہ پروردگار ہمارا ہے
اور پروردگار تمہارا بھی اور اسکو کسی کے ساتھ خصوصیت نہیں ہے سب اسکے مخلوقات اور بندے اُس کے ہیں اور پرستش اسکی سب پر واجب ہے اور
فرزندی منافی پرستش کے ہے وَلَنَآ اَعْمَالُنَا اور واسطے ہمارے عمل ہمارے ہیں کہ ہمکو انکی جزا ملے گی وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ اور واسطے عمل تمہارے
ہیں کہ تم اپنے اُس اعمال کی جزا پاؤ گے وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ اور ہم واسطے اُن کے خالص اعتقاد رکھنے والے ہیں اور خالص اسکو عبادت
کرنیوالے ہیں اور ہم شرک نہیں کرتے ہیں اور تم مشرک ہو اور مخلص بہتر ہے مشرک سے اور منقول ہے کہ یہودی کہتے تھے کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور
سوائے ان کے پیغمبر یہودی تھے اور نصرانی کہتے تھے کہ وہ نصرانی تھے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اَمْ تَقُوْلُوْنَ کیا کہتے ہو تم یہ قراۃ اہل کوفہ
کی ہے سوائے ابوبکر اور ابن عامر کے اور باقی قاری یقولون پڑھتے ہیں غائب کا صیغہ یعنی کیا کہتے ہیں وہ اہل کتاب کہ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ
وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ تحقیق ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور فرزندان یعقوب كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى
تھے وہ سب یہودی یا نصرانی فرماتا ہے خدائے تعالےٰ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان کو ملامت کرکے کہ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ تم زیادہ عالم اور جاننے والے ہو اُن
پیغمبروں کے حال کو اَمِ اللّٰهُ یا خدا کہ جس نے ان کو پیغمبر کیا تھا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے کہ چھپاوے کہ
شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ گواہی کہ جو ثابت ہے نزدیک اس کے خدا کی طرف سے کہ اس نے کتاب خدا سے جانا ہے حق ہونے نبوت محمد
کو یعنی یہودی اور نصرانی بڑے ظالم ہیں کہ جان بوجھ کر گواہی کو پوشیدہ کرتے ہیں وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور نہیں خدا غافل اس
امر سے کہ کرتے ہو تم اے یہودیو اور نصاریٰ کہ دیدہ و دانستہ گواہی چھپاتے ہو اور محمد کی نبوت کا انکار کرتے ہو یعملون کی قرأت میں بھی مثل قرأت یقولون
کے وہی اختلاف ہے تِلْكَ اُمَّةٌ وہ ایک گروہ تھا انبیاء کا کہ قَدْ خَلَتْ تحقیق گذر گئے وہ لَهَا مَا كَسَبَتْ واسطے اُنکے وہ ہے کہ جو کسب
کیا ہے اُنھوں نے اور جو اعمال کہ اُنھوں نے کئے ہیں وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ اور واسطے تمہارے وہ ہے کہ جو کسب کیا ہے تم نے اور اعمال کئے ہیں اپنے

اپنے اعمال کا ہر ایک کو بدلا دیا جائے گا وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور نہ سوال کئے جاؤ گے تم اس چیز سے کہ عمل کرتے ہیں وہ یعنی اُن کے
اعمال تم سے نہ پوچھے گا اور نہ ان کے اعمال کی تمکو جزا ملے گی اور منقول ہے کہ جناب رسولخدا مکہ میں تھے تو پہلے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور
تیرہ برس بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی جب وہ مدینہ منورہ میں ہجرت کرکے تشریف لائے تو سترہ مہینے تک پھر بیت المقدس کی طرف نماز
پڑھی یہودی طعن کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ قبلہ کو نہیں جانتا ہے اس لئے ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہے اور ہماری پیروی کرتا ہے حضرت
کو یہ طعن نہایت شاق گذرا اور بہت غمگین ہوئے اور دعا مانگی اللہ تعالےٰ نے کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا اس قصہ کو خدا تعالےٰ بیان
فرماتا ہے سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ قریب ہے کہ کہیں بیوقوف لوگ آدمیوں میں سے کہ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا

پھیر دیا ہے ان مسلمانوں کو قبلہ ان کے سے وہ قبلہ کہ تھے وہ اوپر اس کے کہ پہلے اس سے اس کی طرف نماز پڑھتے تھے یعنی پہلے اس سے جو مسلمان بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور اب کعبہ کی طرف نماز پڑھنے لگے ان کو بیت المقدس سے کعبہ کی طرف کس نے پھیر دیا اور بعضے یہودی کہتے تھے کہ محمد قبلہ کے امر میں متردد ہے کبھی بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتا ہے اور کبھی کعبہ کی طرف اور بعضے یہودی اور منافق کہتے تھے کہ محمد اپنے وطن مکہ کا مشتاق ہے اس واسطے اس کی طرف اس نے منہ کیا ہے اللہ تعالٰے فرماتا ہے کہ **قُلْ** کہہ تو اے محمد صلعم ان یہودیوں اور منافقوں سے کہ **لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ** خاص واسطے خدا کے ہے مشرق او مغرب یعنی کعبہ کہ وہ مشرق کی طرف ہے اور بیت المقدس کہ وہ مغرب کی طرف ہے سب خدا کے واسطے ہے اور سب جگہ وہ موجود ہے جس طرف چاہے نماز پڑھنے کا حکم دے اور موافق مصلحت کے **يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ** رہنمائی کرتا ہے جس کو چاہتا ہے طرف راہ سیدھی کے اور از انجملہ یہ ہے کہ کبھی ہدایت کرتا ہے واسطے نماز پڑھنے کے طرف بیت المقدس کے اور کبھی طرف کعبہ کے موافق حکمت اور مصلحت کے اور اب خدائے تعالٰے واسطے رد کرنے کافروں کے فضیلت امت محمد مرحومہ کی بیان کرتا ہے کہ **وَكَذٰلِكَ** اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ ہم نے تم کو راہ راست پانے والے کر دیا تھا ایسے ہی **جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا** کیا ہم نے تم کو گروہ عادل اور برگزیدہ اور خیر **لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ** تا ہو تم گواہ اوپر آدمیوں کے انبیا کے واسطے ان آدمیوں پر کہ جو انبیا کی نبوت کے منکر تھے **وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا** اور ہووے پیغمبر آخر الزمان اوپر راستی تمہاری کے گواہ یعنی جس وقت تم دوسرے انبیاء کے واسطے گواہی دو گے تو تمہارا پیغمبر تمہارے سچ کہنے کی گواہی دے گا منقول ہے کہ قیامت کے روز خدائے تعالٰے واسطے الزام ان لوگوں کے کہ جو پہلے پیغمبروں کی نبوت کے منکر تھے ان کے انبیاء سے پوچھے گا کہ تم نے پیغام ہمارا کہ وہ ہمارے احکام کا پہنچانا امتوں کو تھا تم نے اپنی اپنی امتوں کو پہنچایا وہ کہیں گے کہ جو کچھ تو نے فرمایا تھا ہم نے سب ان کو پہنچا دیا اور جس وقت خدائے تعالٰے انکے احکام کے پہنچانے پر گواہوں کو طلب کرے گا تو وہ انبیا اپنی تصدیق کے واسطے اس امت کو یعنی پیغمبر آخر الزماں کی امت کو اپنے گواہ مقرر کر کے لائیں گے اور امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ انبیاء نے سب احکام خدا کے اپنی امتوں کو پہنچا دئے اس وقت پہلی امتوں کے لوگ کہیں گے کہ تمکو کیا خبر ہے کہ انبیاء نے ہم کو احکام خدا کے پہنچا دئے تب اس امت کے لوگ ان کے جواب میں کہیں گے کہ ہم نے اپنے پیغمبر سے سنا ہے اور اسکو خدائے تعالٰے نے اپنی کتاب میں خبر دی تھی اس وقت جناب سرور کائنات کو طلب کریں گے اور امت کے حال سے دریافت کریں گے حضرت اپنی امت کی عدالت اور راستگوئی کی گواہی دیں گے یہ مقصود ہے اس آیت سے جو کہ مشہور ہے مفسرین میں اور مذہب اہل بیت علیہم السلام میں جو کہ وارد ہے وہ یہ ہے کہ مراد امت وسط سے آئمہ طاہرین علیہم السلام ہیں اس واسطے کہ خدائے تعالٰے نے فرمایا ہے کہ ہم نے تمکو امت وسط یعنی عادل بنایا ہے اور جس کو خدائے تعالٰے نے عادل فرمایا ہو وہ بیشک معصوم ہے اس لئے کہ خدائے تعالٰے ظاہر و باطن کا سب حال جانتا ہے اور جبتک کہ آدمی سب گناہوں سے پاک نہو خدائے تعالٰے اسکو کبھی عادل نہ فرمائیگا اور ائمہ معصومین سے مراد ہونے کی حدیثیں ہماری کتابوں میں بہت سی ہیں اور اہل سنت کی کتابوں میں سے ابو القاسم حسکانی سے حسینی نے جو شواہد التنزیل میں روایت بیان کی ہے اس ایک روایت پر اکتفا کرتا ہوں چنانچہ روایت کی ہے سلیمان بن قیس ہلالی سے کہ فرمایا جناب امیر المومنین نے کہ آیہ لتکونوا شہداء علی الناس سے ہم مراد ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گواہ ہیں اور ہم گواہ ہیں خدا تعالٰی کی خلقت پر اور حجت خدا کے ہیں اس کی زمین میں اور ہم وہ ہیں کہ فرمایا ہے خدائے تعالٰے نے ہمارے حق میں وکذالک جعلناکم امۃ وسطا اور اب خدا تعالٰے بیت المقدس کے قبلہ ہونے کی وجہ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ **وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ** اور نہیں کیا ہم نے قبلہ **الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ** اس جہت کو کہ تھا تو اوپر اسکے **اِلَّا لِنَعْلَمَ** مگر تاکہ جانیں ہم خدائے تعالٰے نے پیغمبر اور اصحاب کے جاننے کو اپنا جاننا فرمایا ہے جیسا کہ بخادعون اللہ میں پیغمبر کے فریب دینے کو اپنی تئیں فریب دینا فرمایا ہے یہ واسطے زیادتی خصوصیت ان لوگوں کی ہے طرف خدا کے اور مراد اس سے یہ ہے تاکہ جانے پیغمبر اور مومنین کہ **مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ** کون پیروی کرتا ہے پیغمبر کی **مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ** ان لوگوں میں سے کہ لوٹ پھر گئے وہ اوپر ایڑیوں اپنی کے یعنی مرتد ہو گئے ہیں

وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ اور البتہ ہے یہ بڑی بات مگر اوپر ان لوگوں کے کہ ہدایت کی ہے خدا نے ان کو
اور ایمان صحیح وہ رکھتے ہیں اور جس طرف کو خدا ان کو نماز پڑھنے کا حکم کرتا ہے دل سے اسکو قبول کرتے ہیں اور جس جہت کو خدا دوست رکھتا ہے
نماز کے واسطے اسی کو وہ دوست رکھتے ہیں اور انکانت میں ان مخففہ ان مثقلہ کا ہے اور دلالت کرتا ہے اسپر لام لکبیرۃ کا اور منقول ہے کہ ہجرت سے
پہلے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کیطرف نماز پڑھتے تھے پیچھے اس سے کہ تیرہ برس بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی اور جب مدینہ میں پہنچے
تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا اس وقت مکہ کے لوگوں کا حال کھل گیا جو کہ منافق تھے اور ان کو الفت تھی اپنے باپ داداکے قبلہ سے ان
کو پھیرنا قبلہ بہت ناگوار معلوم ہوا اور جس وقت بیت المقدس سے کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا تو بعضے ضعیف الایمانوں کو کمال شاق تھا
غرض یہ ہے کہ پہلے صورت میں تو مکہ والوں کے ایمان کا حال کھل گیا کہ وہ کعبہ کی طرف نماز پڑھنا خوب جانتے تھے اور بعضوں نے اس میں حضرت
کی مخالفت کی اور بعضے ایسے تھے کہ اگرچہ انھوں نے بظاہر مخالفت نہ کی تھی لیکن دلمیں ناراض تھے اور دوسری صورت میں مدینہ کے بعض لوگوں کا
حال ظاہر ہو گیا کہ وہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کو پسند کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ بعضے یہودی کہتے تھے کہ اگر کعبہ قبلہ کی جہت ہے تو جن لوگوں
نے پہلے اس سے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی ہے ان کی نماز درست نہیں ہوئی اور مومنین کو بھی تردد تھا کہتے تھے کہ معلوم نہیں ہے
کہ ہماری نماز صحیح رہی یا نہیں ان کے جواب میں خدائے تعالے فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اور ایسا نہیں ہے کہ خدا ضایع
کرے ایمان تمہارے کو کہ جو نماز کہ تم نے بیت المقدس کی طرف پڑھی ہے اس کا ثواب تمکو نہ دیوے اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ
تحقیق کہ خدا ساتھ آدمیوں کے البتہ مہربان بخشنے والا ہے کہ عمل کے ثواب سے زیادہ اپنے فضل اور کرم سے دینے والا ہے اور عمل کو کسی کے تو کاہے کو
ضایع کرے گا اور منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلعم جبکہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو یہودی کہتے تھے کہ محمد ہمارے قبلہ کی طرف نماز
پڑھتا ہے یہ سخن اُن کا حضرت کو نہایت ناگوار تھا اور یہ کلام سن کر بہت آزردہ ہوتے تھے اور آرزو کرتے تھے کہ کعبہ کی طرف کہ وہ قبلہ ابراہیم کا ہے
نماز پڑھنے کا حکم ہو جائے جبرئیل سے حضرت نے بیان کیا جبرئیل نے عرض کی کہ تم دعا کرو تمہاری دعا قبول کرے گا حضرت نے دعا کی اور جبرئیل اپنے
مقام کو چلے گئے اور رسولخدا صلعم ہر ساعت آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور منتظر تھے کہ جبرئیل وحی لاوے اس امر کو خدا تعالے بیان کرتا ہے کہ قَدْ
نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ تحقیق دیکھتے ہیں ہم پھرتے منہ تیرے کو اے محمد بیچ آسمان کے وحی کے انتظار میں فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً
تَرْضٰهَا پس البتہ پھیریں گے ہم تجھ کو اس قبلہ کو کہ راضی ہوگا تو اس سے اور پسند کرے گا اسکو فَوَلِّ وَجْهَكَ پس پھیر دے تو منہ اپنے کو
اے محمد شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ طرف مسجد الحرام کے کہ وہ گرد خانہ کعبہ ہے اور خانہ کعبہ اسکے درمیان ہے اور حرام اس مسجد کو اس واسطے کہا کہ وہاں
قتل کرنا اور ایذا دینا اور درخت کا اکھاڑنا اور گرا پڑا مال اٹھانا حرام ہے کہتے ہیں کہ جناب رسولخدا مسجد قبا میں کہ مدینہ سے ایک فرسخ ہے اور اسکو
ذو قبلتین کہتے ہیں بروز دوشنبہ پندرھویں رجب کی ہجرت کے دوسرے سال میں بدر کی لڑائی سے دو مہینے پہلے نماز ظہر پڑھتے تھے اور حضرت
امیر المومنین بھی مع اصحاب دیگر حضرت کے پیچھے نماز پڑھتے تھے دو رکعت نماز کی تمام ہوئی تھیں کہ یہ حکم نازل ہوا حضرت رسولخدا صلعم اسی وقت
درمیان نماز کے پھر گئے اور منہ اپنا بیت المقدس سے طرف کعبہ کے کیا اور دو رکعت پہلی بیت المقدس کی طرف پڑھی اور دو رکعت پچھلی کعبہ کی
طرف پڑھی اور بعد اس کے خدا تعالے حکم عام واسطے تمام امت پیغمبر آخر الزمان کے دیتا ہے وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ اور جس جگہ کہ تم ہو اے مومنین
فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ پس پھیرو تم موہنوں اپنے کو شَطْرَهٗ طرف اس مسجد الحرام کے کہ درمیان اس کے کعبہ ہے پس رسولخدا صلعم نے بیت
المقدس کی طرف تیرہ برس تو مکہ میں نماز پڑھی اور سترہ یا انیس مہینہ مدینہ میں اور اب خدا تعالے یہودیوں کی عداوت کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور تحقیق وہ لوگ کہ دئے گئے ہیں کتاب یعنی علماء یہود کہ جنکو توریت خدا نے دی ہے لَيَعْلَمُوْنَ البتہ جانتے
ہیں وہ علماء کہ اَنَّهُ تحقیق وہ پھرنا بیت المقدس سے طرف کعبہ کے الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ حق ہے پروردگار انکے کی طرف سے کہ حکم صادر ہوا ہے نبی کی طرف سے

امر درست اور راست ہی اس واسطے کہ انھوں نے توریت میں پڑھا ہے کہ پیغمبر آخر الزماں دو قبلہ کی طرف نماز پڑھے گا اور آخر قبلہ کو جو ہمیشہ کو رہے گا
وہ کعبہ ہوگا با وجود اسکے علماء یہود انکار کرتے ہیں اور اپنے مذہب کے عوام کو گمراہی میں ڈالتے ہیں وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ اور نہیں ہے خدا غافل عَمَّا يَعْمَلُوْنَ
اس چیز سے کہ کرتے ہیں وہ یہودی کہ جان بوجھ کر قبلہ کا انکار کرتے ہیں اور روایت ہے کہ یہودی کہتے تھے کہ اگر محمد معجزہ دکھلائے اپنے دعوے کی راستی پر
کعبہ کی طرف نماز پڑھنے میں تو ہم اس پر ایمان لائیں اور کعبہ کی طرف ہم بھی نماز پڑھنے لگیں حق تعالےٰ انکی تکذیب کرتا ہے کہ وَلَئِنْ اَتَيْتَ
اور البتہ اگر لائے تو محمد صلعم اور دکھلائے تو الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور ان لوگوں کو کہ دیے گئے ہیں کتاب بِكُلِّ اٰيَةٍ کل معجزے اپنے
حق ہونے پر اور ہر معجزہ تو ان کو دکھلائے تو مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ نہ پیروی کریں گے وہ قبلہ تیرے کی اور ہرگز ادھر کو منہ کر کے وہ نماز نہ پڑھیں
گے اور منقول ہے کہ یہودی کہتے تھے کہ اگر محمد ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو ہم اس پر ایمان لائیں خدائے تعالےٰ انکی طمع کے دفع کرنے کو فرماتا
ہے وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ اور نہیں ہے تو اے محمد صلعم پیروی کرنے والا قبلہ ان کے کی کہ جیسے وہ تیرے قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھتے ہیں
تو بھی اُن کے قبلہ کی طرف نماز نہ پڑھے گا کہ تجکو حکم نہیں ہے ادھر کے پڑھنے کا وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ اور نہیں ہے بعض اُن کا پیروی کرنے والا
قِبْلَةَ بَعْضٍ قبلہ بعض کے کہ قبلہ یہود کا مغرب ہی اور قبلہ نصارا کا مشرق ہے اور ایک فرقہ ان میں سے دوسرے کے قبلہ کی پیروی نہ کریگا جیسے
کہ تیری پیروی نہیں کرتے ہیں وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اور البتہ اگر پیروی کرے تو اے محمد بر سبیل فرض اَهْوَآءَهُمْ خواہشوں اُن کے کی قبلہ کے مقدمہ
میں کہ ان کے قبلہ کی طرف تو نماز پڑھنے لگے مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ پیچھے اس سے کہ آیا ہے یعنی حاصل ہوا ہے تجکو علم کہ قبلہ ابراہیم کا
حق ہے اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ تحقیق کہ تو اسوقت البتہ ظلم کرنے والوں میں سے ہو جائے کہ خدا کے حکم کے برخلاف کرے اور یہ نہایت
مبالغہ ہے انکی طمع کے قطع کرنے میں اور اب خدائے تعالےٰ پھر یہودیوں کے عناد کو بیان کرتا ہے کہ دیدہ و دانستہ جان بوجھ کر وہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ اور وہ لوگ کہ دی ہم نے
ان کو کتاب یعنی جن لوگوں کو ہم نے کتاب توریت دی ہے وہ لوگ يَعْرِفُوْنَهٗ پہچانتے ہیں اسکو یعنی صفات اور حلیہ سے محمد کو پہچانتے
ہیں کہ یہ پیغمبر خدا آخر الزمان ہے اور پہچانتے ہیں اس کو اس طرح سے کہ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ جیسے کہ پہچانتے ہیں وہ بیٹوں اپنوں کو اپنے
گھروں میں اور ان کو یقین کامل حاصل ہے کہ پیغمبر آخر الزماں یہی ہے لیکن بسبب عناد کے انکار کرتے ہیں وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ اور تحقیق کہ ایک فرقہ ان
میں سے کہ وہ علماء یہود ہیں مثل حی بن اخطب وغیرہ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ البتہ وہ چھپاتے ہیں کہ وہ حق کو کہ وہ صفات پیغمبر کی ہے اپنے مذہب کے عام لوگوں سے وَهُمْ
يَعْلَمُوْنَ اور حال یہ ہے کہ وہ علماء یہود جانتے ہیں کہ ہم دیدہ و دانستہ پوشیدہ کرتے ہیں محمد کے صفات کو اور فرماتا ہی کہ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ حق پروردگار
تیرے کی طرف سے ہے اے محمد صلعم کہ تو بیشک پیغمبر ہے فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ پس نہ ہو تو شک کرنیوالوں میں سے یہ خطاب حضرت کی طرف ہی اور مراد
اُس سے امت کے آدمی ہیں اور پھر خدا تعالےٰ قبلہ کا ذکر کرتا ہے کہ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ اور واسطے ہر قوم کے جہت قبلہ اور شرع اور ملت ہے۔ کہ
هُوَ مُوَلِّيْهَا وہ متوجہ ہونے والا اس کا ہے اور ابن عامر اور ابو بکر نے مولیھا کو مخفف پڑھا ہے اور یا معنی اس کے یہ ہے کہ وہ خدا اپنے حکم سے اس
طرف کو توجہ کرنیوالا ہے پس جس وقت کہ واسطے ہر مذہب والے کے ایک قبلہ ہے کہ وہ اُسکی طرف نماز پڑھتے ہیں تو پھر تجکو کعبہ کی طرف نماز پڑھنے سے
کس واسطے عیب لگاتے ہیں اور فرماتا ہے کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ پس آگے بڑھ جاؤ تم اے مسلمانوں نیکیوں میں دوسروں پر اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا
جس جگہ کہ ہو تم اور جس قبلہ کی طرف کہ نماز پڑھو ہو تم يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا لائے گا تمکو خدا سب کو اور جمع کرے گا محشر میں تمکو بھی اور اہل
کتاب کو بھی اور احادیث اہل بیت میں آیا ہے کہ مراد اُن سے اصحاب مہدی علیہ السلام ہیں اور فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ واللہ جس وقت ظہور
کرے گا قائم ہمارا تو جمع کرے گا خدا اسکی طرف تمام شیعوں ہمارے کو تمام شہروں میں سے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تحقیق کہ خدا اوپر
ہر چیز کے قادر ہے جمع کرنے پر اور مارنے پر اور زندہ کرنے پر اور فرماتا ہے خدا کہ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ اور جسجگہ سے کہ نکلے تو اے محمد واسطے

سفر کے اور باہر آئے تو فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پھیر تو منہ اپنے کو طرف مسجد الحرام کے وقت پڑھنے نماز کے وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ
مِنْ رَبِّكَ اور تحقیق وہی البتہ حق ہے پروردگار تیرے کی طرف سے وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ اور نہیں ہے خدا غافل اس چیز سے کہ
کرتے ہو تم کہ منہ اپنا قبلہ کی طرف کرتے ہو موافق حکم اور واسطے زیادتی تاکید کے مکرر فرماتا ہے کہ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ اور جس جگہ سے کہ نکلو
تو اے محمد صلعم واسطے سفر کے فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پس پھیر تو منہ اپنے کو طرف مسجد الحرام کے وقت پڑھنے نماز کے وَحَيْثُ
مَا كُنْتُمْ اور جس جگہ کہ ہو تم اے امت محمد صلعم فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ پس پھیرو تم موہنوں اپنے کو طرف اس مسجد الحرام کے لِئَلَّا يَكُونَ
لِلنَّاسِ تاکہ نہووے واسطے آدمیوں کے یعنی واسطے یہودیوں کے عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ اوپر تمہارے حجۃ کہ کہنے لگیں وہ کہ محمد ہمارے دین کا منکر ہے اور پھیر
ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہے اس واسطے کہ ہم تم کو تاکید مسجد الحرام کی طرف نماز پڑھنے کی کرتے ہیں إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ مگر وہ لوگ کہ ظلم
کیا ہے انھوں نے ان یہودیوں میں سے کہ وہ اب بھی تجھ کو کہتے ہیں کہ اپنے قریبوں کی رغبت اور اپنے شہر کی الفت سے کعبہ کی طرف نماز پڑھتا ہے
اور بت پرست کہتے ہیں کہ محمد ہم کو جانتا ہے کہ ہم حق پر ہیں اس واسطے ہمارے قبلہ کی طرف پھر نماز پڑھنے لگا اور یہ استثنا ناس سے ہے اور فرماتا ہے
خدا کہ فَلَا تَخْشَوْهُمْ پس نہ ڈرو تم اے مسلمانو ان سے کعبہ کی طرف نماز پڑھنے میں وَاخْشَوْنِي اور ڈرو تم مجھ سے میرے حکم کی مخالفت کرنے میں
وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ اور تاکہ تمام کردوں میں نعمت اپنی اوپر تمہارے اے مومنین اور لاتم متعلق ہے فولوا کے یعنی لان اتم وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ
اور تاکہ تم ہدایت پاؤ طرف احکام شرع کے جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے تمام نعمت بہشت میں داخل ہونے کو کہتے ہیں اور جناب امیر المومنین نے فرمایا
ہے کہ تمام نعمت یہ ہے کہ آدمی دین اسلام کے اعتقاد پر مرے پس خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام کروں میں اوپر تمہارے نعمتیں اپنی كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ
رَسُولًا جیسے کہ بھیجا ہمنے بیچ تمہارے پیغمبر کو کہ اس کے بھیجنے کی تمہیں نعمت ہی تمام کی ہے اور بھیجا ہے ہمنے اس پیغمبر کو مِنْكُمْ تم میں سے کہ وہ بھی مثل
تمہارے عرب ہے اور تمہاری قوم میں سے ہے يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا پڑھتا ہے اوپر تمہارے آیتیں ہماری وَيُزَكِّيكُمْ اور پاک کرتا ہے تمکو کفر
اور شرک سے وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اور سکھلاتا ہے تمکو کتاب کہ وہ قرآن ہے اور حکمت کہ وہ احکام شرع کے حلال اور حرام ہونا ہے
وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ اور سکھلاتا ہے تمکو وہ چیز کہ نہیں تھے تم جانتے فَاذْكُرُونِي پس یاد کرو تم مجکو طاعت اور عبادت کر کے
أَذْكُرْكُمْ یاد کروں گا تمکو مغفرت اور ثواب سے کہ تمہارے گناہوں کو بخشوں وَاشْكُرُوا لِي اور شکر کرو تم واسطے میرے ان نعمتوں کا کہ دینے تمکو دیا
ہیں وَلَا تَكْفُرُونِ اور ناشکری کرو تم میری گناہ کرکے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اہل طاعت جو خدا کا ذکر کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ ع
ان کے ذکر کرنے سے زیادہ ان کا ذکر کرتا ہے اور جناب امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ ذکر کرو تم خدا کا ہر مکان میں کہ وہ تمہارے ہمراہ ہے اور دوسری
روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ شکر ہر نعمت کا پرہیزگاری ہے ان چیزوں سے کہ حرام کی ہیں وہ چیزیں خدا نے اور حضرت صادق علیہ السلام
سے کسی نے پوچھا کہ شکر کی کچھ حد ہے کہ جس وقت بندہ اسکو کرے تو شکر کرنیوالا ہو جائے فرمایا کہ ہاں جس وقت کہے کہ الحمد للہ علی کل نعمۃ انعمہا علی اور
فرمایا ہے حضرت صادق علیہ السلام نے کہ شیعہ ہمارے وہ ہیں کہ تنہائی میں ذکر خدا بہت کرتے ہیں اور روایت ہے آنحضرات علیہم السلام سے کہ بہشت
میں ایک میدان وسیع ہے جس وقت بندہ ذکر خدا میں مشغول ہوتا ہے تو فرشتے اس کے واسطے اس میدان میں درخت لگاتے ہیں اور جس وقت وہ
ذکر کرنے سے خاموش ہو جاتا ہے تو فرشتے درخت کا لگانا موقوف کرتے ہیں اور حضرت صادق سے منقول ہے کہ جو کوئی وقت صبح کے کہے کہ الحمد
للہ رب العالمین اس نے شکر اس روز کا ادا کیا اور جو کوئی شام کو کہے کہ الحمد للہ رب العالمین تو اس نے شکر اس شب کا ادا کیا اور ہمیشہ جو ذکر کرنا خدا کا
باعث ہے حفاظت نفس کا ہر بلاؤں سے ہے اس واسطے بعد تاکید کے ذکر فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو تم خدا اور پیغمبر صلعم پر
اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ مدد چاہو تم ساتھ صبر اور نماز کے کہ صبر تو کلید درجات ہے اور نماز اصل عبادت ہے اور معراج مومنین ہے
إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ تحقیق کہ خدا ہمراہ صبر کرنے والوں کے ہے حفظ اور حمایت اور نصرت اور قبول کرنے درخواست
اور حاجات رب العالمین سے ہے

بعض کے نزدیک مراد صبر سے روزہ ہے کہ اس میں بھوک اور پیاس سے صبر کرنا ہوتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی صبر کرے از روئے کراہت کے اور خلقت کے روبرو شکایت نہ کرے اور اپنے راز کی پردہ دری ہونے سے زاری نہ کرے وہ شخص عام لوگوں میں سے ہے اور نصیب اس کا وہ ہے کہ خدائے تعالٰے نے فرمایا ہے وبشر الصابرین الخ یعنی حصہ اس کا بہشت ہے اور جس شخص پر بلا نازل ہو اور وہ کشادہ روئی سے ہے اور پیشانی پر اپنے بل نہ ڈالے اور صبر کرے آرام دل اور آرام تن سے پس وہ شخص خاص لوگوں میں سے ہے اور نصیب اس کا وہ ہے کہ جو خدا نے فرمایا ہے کہ ان اللہ مع الصابرین اور اب خدائے تعالٰے فضیلت اور بزرگی جہاد کرنے والوں کی بیان کرتا ہے کہ جو راہِ خدا میں شہید ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ صحابہ بدر کی لڑائی کے بعد شہدا کا ذکر کرتے تھے اور وہ شہدا چودہ تن تھے چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے بعضے آدمی افسوس کر کے کہتے تھے کہ فلانے نے بدر کی لڑائی میں اپنی جان دی اور دنیا کی لذتوں سے محروم رہا خدا تعالٰے ان کے جواب میں فرماتا ہے کہ وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ اور نہ کہو تم واسطے ان لوگوں کے کہ قتل کئے گئے ہیں بیچ راہِ خدا کے کہ وہ مردے ہیں یعنی راہِ خدا میں قتل ہونیوالوں کو مردے مت کہو بَلْ أَحْيَاءٌ بلکہ زندہ ہیں وہ نزدیک خدا کے وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ اور لیکن نہیں اطلاع رکھتے ہو تم اور کیفیت اُس زندگی کی تم نہیں جانتے ہو اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالٰے شہید کو چھ خصلتیں عطا فرماتا ہے اول یہ کہ پہلا قطرہ خون کا جس وقت اس کے بدن سے زمین پر گرتا ہے اسی وقت خدائے تعالٰے سب گناہ اسکے بخشتا ہے دوسرے یہ کہ بہشت میں منزل عالی اس کے نامزد کرتا ہے تیسرے یہ کہ ستر حور العین کو اسکی خدمت کے واسطے مقرر فرماتا ہے چوتھے یہ کہ اسکو عذاب قبر اور ہول قیامت سے محفوظ اور امن میں رکھتا ہے پانچویں یہ کہ تاج بزرگی کا یاقوت سرخ سے اسکے سر پر رکھتا ہے چھٹے یہ کہ شفاعت اسکی اس کے قریبوں میں سے ستر آدمیوں کے واسطے قبول فرماتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے یونس بن ظبیان سے پوچھا کہ کیا کہتے ہیں آدمی ارواح مومنین کے باب میں کہا کہ کہتے ہیں کہ بعد مرنے کے سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتے ہیں اور وہ پرندے زیر عرش قندیلوں میں ہیں فرمایا حضرت نے کہ سبحان اللہ مومن زیادہ پاک ہے اس سے کہ خدا تعالٰے اس کی روح کو پرندے کے پوٹے میں رکھے اے یونس جس وقت مومن مرنے کو ہوتا ہے تو پاس اُسکے محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ علیہم السلام اور ملائکہ مقربین آتے ہیں اور جب وقت مرجاتا ہے تو اس کی روح ایک بدن میں ہو جاتی ہے کہ وہ بدن مثل اُن بدن کے ہوتا ہے کہ جو بدن اُس کا دنیا میں تھا اور وہ کھاتے ہیں اور پیتے ہیں اور جس وقت کوئی دنیا سے جاتا ہے تو اسکو اسی صورت سے دیکھتا ہے جو کہ دنیا میں تھے اور اسی صورت سے اس کو پہچانتا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت صادقؑ سے کسی نے مومنین کی ارواح کے حال سے سوال کیا تو فرمایا کہ وہ اپنے ان بدنوں کی صورت میں ہیں کہ جو دنیا میں تھے اگر تو اسکو دیکھے تو کہے کہ یہ فلانا ہے اور اب خدا تعالٰے چند امور کو بیان کرتا ہے کہ جتنے بندوں کی آزمائش کرے چنانچہ فرماتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُم اور البتہ آزمائیں گے ہم تمکو یعنی اگرچہ ہم تمہارا حال جانتے ہیں اور تمہارا حال ہم پر کچھ پوشیدہ نہیں ہے لیکن ہم تمہارے ساتھ معاملہ آزمانے والوں کا سا کریں گے کہ کون تم میں سے صبر کرتا ہے مصیبتوں پر اور کون ثابت قدم رہتا ہے اور وہ آزمانا بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ ساتھ ایک شے کے ہے خوف سے کہ خوفِ دشمن میں ہم تم کو مبتلا کریں وَالْجُوعِ اور بھوک سے کہ ہم تمکو بے آب و دانہ گرسنہ اور تشنہ رکھیں وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ اور نقصان ہونے مالوں کے سے یعنی تمہارے مالوں کے نقصان سے ہم تمکو آزمائیں گے کہ دشمن تمہارے مال لوٹ کر لیجائیں اور یا اور کسی طرح تمہارے مال ضائع ہوں وَالْأَنفُسِ اور نقصان ہونے جانوں کے سے یعنی تمکو ہم جانوں کے نقصان ہونے سے آزمائیں کہ تم دشمنوں کے ہاتھوں سے مقتول ہو جاؤ وَالثَّمَرَاتِ اور نقصان ہونے پھلوں کے سے ہم تمکو آزمائیں اور مراد ان پھلوں سے فرزند ہیں کہ یہ میوے ہیں دل کے باغ کے یعنی تمہارے فرزندوں کے ضائع ہونے سے تمکو آزمائیں کہ آیا تم صبر کرتے ہو یا نہیں اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جس وقت کسی مومن کا فرزند مرتا ہے تو خدا تعالٰے فرماتا ہے کہ اے فرشتو کیا قبض کیا تم نے فرزند میرے بندہ کا وہ کہتے ہیں کہ ہاں اے پروردگار ہمارے تو جانتا ہے پھر فرماتا ہے کہ قبض کیا کیا تم نے میوہ اسکے دل کا وہ کہتے ہیں کہ ہاں اے پروردگار ہمارے تو جانتا ہے اور پھر پوچھتا ہے کہ کیا میرے بندہ نے جس وقت مر گیا فرزند اسکا کہا ہے

کہ شکر کیا تیرے بندے نے اور حمد کی پس کہتا ہے خدا کہ بناؤ تم میرے بندہ کے واسطے ایک گھر بہشت میں اور نام رکھو تم اس کا بیت الحمد اور حکم اس آیت کا اگرچہ عام ہے لیکن جبکہ یہ آیت امام حسینؑ کے حال پر صادق آتی ہے دوسرے شخص کو ہم نے ایسا نہیں سنا گویا خدائے تعالیٰ غیب کی خبر دیتا ہے کہ ایسا واقعہ بعض بندگان صالحین پر ہونیوالا ہے اور تاویل اس آیت کی یہی ہے کہ اس میں اشارہ ہے امام حسین علیہ السلام کے حال کی طرف اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ خوف دشمن کا امام حسین علیہ السلام کا اس قدر تھا کہ خوف کثرت اعداء۔ اپنے خیموں کے گرد خندق کو کھود کر اس میں آگ روشن کردی تھی کہ دشمن درانہ خیموں میں چلے نہ آئیں اور گرسنگی اور تشنگی کا یہ حال تھا کہ تین روز تک کھانا اور پانی میسر ہوا تھا اور چھوٹے چھوٹے بچے تشنگی کی شدت سے تڑپتے تھے اور نقصان مالوں کا اس قدر ہوا کہ خیموں میں ان کے آگ لگادی اور مال واسباب اٹھا لوٹ لیا یہانتک کہ چادریں عورتوں کے سروں پر سے اتار کر لے گئے اور بچوں کے کان چیر کر انکے کانوں میں سے بُندے نکال لئے اور نقصان جانوں کا اسقدر ہوا کہ فرزند اور بھائی اور بھتیجے اور بھانجے اور یار اور دوست آنکھوں کے سامنے مارے گئے اور نقصان بچوں کا اسقدر ہوا کہ گودی کے بچے دودھ پیتے ہوئے ذبح ہوگئے اور ان بلاؤں پر کسی طرح کا شکوہ نہ کیا اور غور و تامل سے ملاحظہ کرو تو صاف ظاہر ہوجائے کہ یہ آیت حقیقت میں امام حسین علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے اس واسطے کہ جو کچھ اس آیت میں ہے وہ ان کے ہی حال پر صادق آتا ہے اور دوسرے شخص کو ہم ایسا نہیں سنتے ہیں اور یہ معرکہ ان حضرت کا بڑا معرکہ ہے اور رونا رولانا ان کی مصیبت پر ثواب عظیم رکھتا ہے اور اس کے ثواب میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ وہ کتب احادیث میں مذکور ہیں لیکن اکثر آدمی محرم میں بدعتیں کر کے اپنے ثواب کو ضائع کرتے ہیں باجے بجاتے ہیں اور بجواتے ہیں اور مرثیوں میں جھوٹی روایتیں اپنی طرف سے ایجاد کر کے داخل کرتے ہیں اور غلو اور تفویض کی روایتوں کو مجلسوں میں بیان کر کے لوگوں کے ایمان کو فاسد کرتے ہیں اور جو راگ کہ شرع میں ممنوع ہیں اس میں مرثیوں کو پڑھتے ہیں اور عورتیں بلند آواز سے مرثیوں کو پڑھتی ہیں اور نامحرم ان کی آواز کو سنتے ہیں ان امور سے مومنین کو اجتناب ضرور چاہیئے اور تعزیوں پر محتاج آدمی تو اپنے احتیاج کی عرضیاں باندھتے ہیں اور بے کاغذ کی روٹی کتر کر باندھتے ہیں اس مراد سے کہ اگر میری آسودگی اور فراغت ہوگی تو میں چاندی کی روٹی گھڑوا کر تعزیہ چڑھاؤنگا اور بے اولاد آدمی کاغذ کا لڑکا کتر کر تعزیہ پر باندھتے ہیں اس ارادہ سے کہ اگر ہمارے بیٹا پیدا ہوگا تو ہم چاندی کا لڑکا گھڑوا کر تعزیہ پر چڑھائیں گے اول تو یہ کہ یہ تصویر انسانی ہے اور تصویر کے بنانے سے اجتناب لازم ہے اور سوائے اسکے حاجت کا طلب کرنا پروردگار سے چاہیئے کہ وہ قاضی الحاجات ہے نہ غیر اس کا ہاں حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام سے شفاعت کا چاہنا کہ حق تعالیٰ ہماری حاجت کو بر لائے گا اُن کے واسطے سے دعا مانگنا موجب قضائے حاجت اور باعث حصول مقصد ہے جیسکہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور بعضے جہلا جو تعزیہ کو سجدہ کرتے ہیں یہ طریقہ کفار اور مشرکین کا ہے اس سے پرہیز کرنا واجب ہے اور تعزیہ اور علم پر زیارت کا پڑھنا نہ چاہیئے البتہ اگر کربلائے معلیٰ کی طرف منہ کر کے حضرت امام حسینؑ کے روضہ کی نیت سے زیارت پڑھے تو مضائقہ نہیں ہے اور بعضے امور ایسے ہیں کہ وہ اگرچہ شرع میں ممنوع تو نہیں ہیں لیکن تعزیہ داری کے خلاف ہیں ان کو عمل میں لاتے ہیں جیسکہ نام کو تو لباس سیاہ اور سبز اور نیلا پہنتے ہیں لیکن انہیں سنجاف اور گوٹا اور کناری لگا کر ایک وضع خوبصورتی اور زینت کی نکالتے ہیں اور گوٹا بنا کر کھلاتے ہیں کہ جس میں کھوپرا اور بادام اور الائچی وغیرہ لذیذ کھانے ہوتے ہیں اور زرین بٹوے جو کہ شادی پر دلالت کرتے ہیں آپس میں تقسیم کرتے ہیں پس ایسا نہ چاہئے بلکہ بہتر یہ ہے کہ عشرہ محرم کے ایام میں لباس ماتمو کا سا چاہیے اور لذیذ کھانوں کو ترک کریں بقصد ثواب اور جو رسمیں کہ شادی پر دلالت کرتی ہیں اُنسے پرہیز کریں اور روایات معتمدہ کتب معتبرہ کی مثل جلاء العیون وغیرہ کتابوں کے بیان کر کے روئیں اور رلائیں تاکہ مستحق ثواب کے ہوں اور اب خدائے تعالیٰ صابروں کے ثواب کی اطلاع دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ اور خوشخبری دے تو اے محمد صلعم صبر کرنے والوں کو الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ وہ لوگ کہ جس وقت پہنچتی ہے انکو کوئی مصیبت تو قَالُوْٓا کہتے ہیں وہ وقت نازل ہونے مصیبت کے اِنَّا لِلّٰهِ کہ ہم خاص واسطے خدا کے ہیں کہ بندہ اور مخلوق اُس کے

ہیں سوائے تسلیم ورضا کے ہمکو چارہ نہیں ہے وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اور تحقیق کہ ہم طرف حکم اس کے کے رجوع کرنیوالے ہیں واسطے جزائے اعمال کے اور
کسائی نے انا کے نون کو اور اللہ کے لام کو امالہ سے پڑھا ہے اور باقیوں نے تفخیم سے اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ جو کوئی چار چیز وں پر
عمل کرے وہ شخص البتہ بہشتیوں میں سے ہو اول کہنا لا الہ الا اللہ کا اور دوسرے اگر کوئی نعمت حاصل ہو تو کہے کہ الحمد للہ اور تیسرے یہ کہ اگر کوئی گناہ کرے تو کہے
استغفر اللہ اور چوتھے یہ کہ جس وقت کوئی مصیبت پہنچے تو کہے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون ایسے لوگوں کے حق میں حقتعالے فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ کہ جو وقت
وقت مصیبت کے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں عَلَيْهِمْ اوپر اُن کے صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ رحمتیں ہیں پروردگار ان کے کی طرف سے وَرَحْمَةٌ
اور مہربانی اور نعمت بزرگ کہ وہ بہشت ہے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ
یہ آیت حضرت امیر المومنین کی شان میں ہے جس وقت ان کے بھائی جعفر طیار کی خبر پہنچی کہ وہ موتہ میں شہید ہوگئے اسوقت اُنھوں نے یہ واقعہ سنکر کہا کہ انا
للہ وانا الیہ راجعون اور جناب امیر المومنین سے پہلے یہ کلمہ کسی نے نہ کہا تھا اس صورت میں اگرچہ یہ آیت خاص اُن کے واسطے نازل ہوئی ہے لیکن حکم اسکا عام
ہے ہر مومن کے واسطے جو کہ ایسا کرے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ دو بت اساف اور نائلہ صفا اور مروہ پر رکھے تھے ایک صفا پر اور دوسرا مروہ پر جب
اسلام کا غلبہ ہوا اور تبوں کو توڑا تو ان بتوں کو بھی توڑ ڈالا اور توڑ کر پھینکدیا مسلمان وہاں کا طواف کرنا مکروہ جانتے تھے اس لیے کہ وہاں بت رکھے تھے
خدائے تعالے نے طواف کا حکم کیا اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ بت صفا اور مروہ کے درمیان رکھے تھے اور قریش وقت طواف کے ان کو
چھوکر جاتے تھے جب مسلمانوں نے طواف صفا اور مروہ کا مکروہ جانا تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی اور حکم طواف کا دیا چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الصَّفَا
وَالْمَرْوَةَ تحقیق کہ صفا اور مروہ کہ یہ دونوں پہاڑ مکہ میں ہیں مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ نشانیوں خدا کے سے ہیں فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ پس جو شخص کہ
قصد کرے خانہ کعبہ کے حج بجا لانیکے واسطے اَوِ اعْتَمَرَ یا عمرہ بجالائے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ پس نہیں گناہ ہے اوپر اُسکے اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا
یہ کہ طواف کرے ساتھ ان دونوں صفا اور مروہ کے کہ سات مرتبہ درمیان ان دونوں کے پھرے وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا اور جو کوئی بطوع اور
رغبت کرے اور بجالائے نیکی کو تو فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ پس تحقیق خدا قدر دان اور جزا شکر کی دینے والا ہے عَلِيْمٌ جاننے والا اعمال بندوں کا اس آیت ۱۰
کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف صفا اور مروہ کا واجب نہیں ہے اس واسطے کہ فرماتا ہے خدا کہ اگر طواف دونوں کا کرے تو گناہ نہیں ہے لیکن
احادیث سے ثابت ہے کہ یہ طواف واجب ہے اور صورت عمرہ اور حج کی مجملاً یہ ہے کہ جو کوئی حج کو یہاں سے جاتا ہے تو پہلے عمرے کو بجالاتا ہے اور
جو کوئی یہاں سے حج کرنیکو جاتا ہے اسکے حج کو حج تمتع کہتے ہیں اور عمرہ کو عمرۂ تمتع اور وہ یہ ہے کہ یہاں سے روانہ ہو کر جسوقت یلملم پر پہنچے کہ وہ مکہ سے دو
منزل اس طرف ہے تو وہاں احرام عمرۂ تمتع کا باندھے غسل کرکے اور وہ یہ ہے کہ لباس سیا ہوا بدن سے اتار کر ایک تہبند باندھے اور ایک چادر اوڑھے
بدون سے ہوئے کپڑے کے اور سر کو کھلا ہوا رکھے اور تلبیہ کہے اور وہ یہ ہے کہ لبیک لبیک اللھم لک لبیک لا شریک لک لبیک اور تلبیہ کہتا ہوا مکہ کو روانہ ہو
جس وقت مکہ کے گھر دیکھے تو تلبیہ کہنا موقوف کرے اور مسجد الحرام میں پہنچ کے بیت اللہ کا طواف کرے کہ سات مرتبہ گرد اُسکے پھرے اور بعد اسکے
دو رکعت نماز اس طواف کی مقام ابراہیم میں پڑھے اور پھر مسجد الحرام سے باہر نکلکر سات مرتبہ درمیان صفا اور مروہ کے پھرے اور بعد ساتویں پھیر کے
تھوڑے سے بال اور ناخن اپنے کتر لیوے عمرۂ تمتع تمام ہوا اور احرام کے کپڑے اتار کر اگر چاہے پھر اپنے کپڑے سئے ہوئے پہن لے اور جبتک حج نکرے مکہ سے باہر
نہ نکلے اور ذالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو یا نویں تاریخ کو احرام حج تمتع کا مسجد الحرام سے باندھ کر اسیطرح مکہ سے عرفات کو روانہ ہو اور نویں تاریخ ذالحجہ
کی زوال سے پہلے عرفات میں پہنچے اور زوال سے شام تک وہاں ٹھیرے اور بعد غروب آفتاب کے وہاں سے مکہ کو الٹا پھرے اور رستہ میں شب کو
مزدلفہ میں پہنچکر تمام شب وہاں قیام کرے اور صبح کو دسویں تاریخ ذالحجہ کے بعد طلوع آفتاب کے وہاں سے مکہ روانہ ہو اور رستہ میں جس وقت منا
میں پہنچے تو وہاں قربانی کرے اور اپنا سر منڈوائے اور سات کنکریاں جمرے کو مارے اور بعد اسکے مکہ کو روانہ ہو اور وہاں مسجد الحرام میں پہنچکر
اسی طرح طواف بیت اللہ کا کرے کہ اسکو طواف زیارت کہتے ہیں اور بعد اسکے دو رکعت نماز اس طواف کے مقام ابراہیم میں پڑھے اور مسجد الحرام سے باہر

نکل کر سات مرتبہ درمیان صفا اور مروہ کے پھرے اور پھر مسجد الحرام میں جاکر طواف نسا کرے اور دو رکعت اس طواف کے مقام ابراہیم میں پڑھے اور
بعد اس کے پھر منا کو روانہ ہو اسر دن وہاں رہے اور گیارھویں اور بارھویں کو وہاں رہے اور ہر روز تینوں جمروں کے سات سات کنکریاں مارتا رہے اور اگر چاہے
بارھویں کو یا تیرھویں کو جمروں کی کنکریاں مار کر مکہ کو روانہ ہو اور حج تمام ہو گیا یہ سب افعال حج کے ہیں اور تفصیل سے فقہ کی کتابوں میں لکھے ہیں اور اب حق تعالے
حق کے پوشیدہ کرنے والوں پر لعنت کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ تحقیق جو لوگ کہ چھپاتے ہیں مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ
الْهُدٰى اس چیز کو کہ نازل کی ہمنے نشانیاں روشن اور رہنمائی میں سے یعنی نشانیاں روشن اور دلیلیں ظاہر اور رہنمائی جو ہم نے نازل کی ہیں اسکو پوشیدہ
کرتے ہیں مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ بعد اس کے بیان کر دیا ہے ہمنے اسکو واسطے آدمیوں کے بیچ کتاب توریت کے مراد
ان لوگوں سے علمائے یہود ہیں کہ صفات پیغمبر خدا آخر الزمان کو جو کہ توریت میں تھے پوشیدہ کرتے تھے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ وہ ہیں کہ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ
لعنت کرتا ہے ان کو خدا وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اور لعنت کرتے ہیں ان کو لعنت کرنیوالے کہ وہ ملائکہ اور مومنین جن و انس ہیں اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا
مگر وہ لوگ کہ توبہ کی انھوں نے وَاَصْلَحُوْا اور نیکی اختیار کی انھوں نے وَبَيَّنُوْا اور بیان کیا انھوں نے حق کو جو کہ توریت میں لکھا تھا فَاُولٰٓئِكَ
پس یہ وہ لوگ ہیں کہ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ توبہ قبول کرتا ہوں میں اور رجوع کرتا ہوں میں اوپر ان کے وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اور میں توبہ قبول
کرنے والا مہربان ہوں کہ جلدی ان پر عذاب نہیں کرتا اور توبہ کرنیکی مہلت انکو دی ہے اور یہ آیت اگرچہ یہودیوں کے حق میں ہے کہ وہ صفات
پیغمبر آخر الزمان کو پوشیدہ کرتے تھے لیکن حکم اس کا عام ہے جو کوئی حق کو پوشیدہ کرے اس کا یہی حال ہے اور اسپر لعنت خدا کی اور ملائکہ اور جن و
انس کی ہے پس جن لوگوں نے کہ پوشیدہ کیا نص خلافت امیر المومنین کو وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہیں اور اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ لعنت
کرنی مستحقان پر جائز ہے اور صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نماز صبح کی دوسری رکعت میں قنوت پڑھتے تھے اور آمین کہتے تھے کہ اللہم العن
فلانًا وفلانًا یعنی اے خدا لعنت کر تو فلانے کو اور فلانے کو پس جو لوگ کہ لعنت کرنیکو مستحقان لعنت پر منع کرتے ہیں قول ان کا مخالف قرآن اور حدیث
کے ہے اور اب خدا تعالے ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے کہ جو بدون توبہ کے حالت کفر میں مر گئے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا
وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اور مر گئے وہ جس وقت کفر کرنیوالے تھے یعنی حالت کفر میں بدون توبہ کئے ہوئے وہ مر گئے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ وہ ہیں کہ
عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اوپر ان کے لعنت خدا کی ہے اور فرشتوں کی اور آدمیونکی سب کی۔ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ اس لعنت کے لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب کہ کچھ کم کر دیویں وَلَا
هُمْ يُنْظَرُوْنَ اور نہ وہ مہلت دئے جاویں گے کہ کسی طرح کا عذر کریں اس واسطے کہ بعد مرنے کے عذر مسموع نہیں ہے اور منقول ہے کہ قریش نے جناب
رسولخدا صلعم سے عرض کی کہ خدا کا وصف بیان کر کہ ہم اسپر ایمان لائیں حق تعالے نے سورہ قل ہو اللہ احد نازل کی اور اس کے ہمراہ یہ آیت نازل کی کہ
وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اور معبود تمہارا معبود ایک ہے کہ شریک اپنا نہیں رکھتا ہے نہ ذات میں اور نہ صفات میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے
کوئی معبود سوائے اس کے کہ سزاوار پرستش کا ہو الرَّحْمٰنُ مہربان بہت بخشش کرنے والا دنیا میں بسبب عطا کرنے زندگی اور روزی اور تمام
نعمتوں دنیا کے الرَّحِيْمُ مہربان بندوں پر آخرت میں بسبب مغفرت کے اور داخل کرنے جنت کے اور اب خدا تعالے اپنی وحدانیت کی دلیلیں
۱۹ ع ۱۱ ۲ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تحقیق بیچ پیدا کرنے آسمانوں کے اور زمین کے وَاخْتِلَافِ
الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور آمد و رفت رات اور دن کی وَالْفُلْكِ الَّتِىْ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ اور بیچ پیدا کرنے کشتیوں کے کہ جو جاری ہیں بیچ
دریا کے بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ بسبب اس کے کہ نفع پہنچاتی ہیں آدمیوں کو وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ اور بیچ پیدا کرنے پانی کے کہ نازل کیا
کی ہے آسمانوں سے یا میغ کہ وہ باراں ہے فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا پس زندہ کیا ساتھ اس پانی کے زمین کو بعد مرنے اسکے کہ یعنی سبز اور تازہ کیا
زمین کو بعد خشک ہونے اسکے طرح طرح کی بوٹیوں اور گھانسوں اور پھلوں سے وَبَثَّ فِيْهَا اور بکھیری بیچ زمین کے اور پھیلائی مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ

ہر قسم کے چوپایوں میں سے اور دابہ اصل میں اس جانور کو کہتے ہیں کہ جو زمین پر چلے اور استعمال اسکا چوپایوں میں اکثر ہے وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ
اور بیچ پلٹنے ہواؤں کے کہ کبھی پروا ہو گئی اور کبھی پچھوا کی اور کبھی جنوبی اور کبھی شمالی اور کسائی نے ریاح کو ریح پڑھا ہے وَالسَّحَابِ
الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اور بیچ بادل کے کہ حکم کیا گیا ہے درمیان آسمان اور زمین کے کہ نیچے کو نہیں گرتا لَاٰيٰتٍ البتہ
نشانیاں ہیں قدرت خدا کی ان سب چیزوں میں کہ دلالت کرتی ہیں اس کے وجود اور وحدانیت اور قدرت کاملہ پر لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ واسطے اس
قوم کے کہ جو سمجھتے ہیں اور فکر و تامل سے ان میں نظر کرتے ہیں اور سموات کا لفظ جمع آیا ہے اور ارض کا لفظ مفرد ہے اس واسطے کہ آسمان سات ہیں
کہ جمع پر دلالت کرتے ہیں اور قرآن میں کئی جگہ سات آسمانوں کا ذکر آیا ہے اور زمین کو اگرچہ مثلہن کہا ہے لیکن تصریح سے قرآن میں سات زمین
کا ذکر نہیں آیا ہے اور اب خدا تعالےٰ بیان کرتا ہے حال شرکوں کا جو کہ بتوں کی تعظیم کرتے تھے اور خدا تعالےٰ کو چھوڑ کر رئیسوں کی تابعداری کرتے تھے چنانچہ
فرماتا ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ اور بعضوں آدمیوں میں سے مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا وہ شخص ہیں کہ پکڑتے ہیں وہ اور اختیار
کرتے ہیں سوائے خدا کے شریکوں کو کہ وہ بت ہیں اور رئیس اُنکے ہیں کہ يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ دوست کہتے ہیں وہ انکو اور تعظیم اور اطاعت اُن کی
کرتے ہیں مانند دوستی اور تعظیم خدا کے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور پیغمبر پر اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ بہت مضبوط ہیں دوستی
کرنے میں خاص واسطے خدا کے یعنی دوستی مومنین کی زیادہ ہے دوستی کافرون کے سے جو کہ وہ بتوں اور رئیسوں سے رکھتے ہیں اس واسطے کہ مومنین بلحاظ قدرت
اور پروردگاری خدا کے خدا سے دوستی رکھتے ہیں انکی دوستی پختہ اور خالص ہے بخلاف کفار کے کہ جو وقت کسی بت سے مطلب بر آری انکی نہیں ہوتی
تو اسکو چھوڑ کر دوسرے بت سے دوستی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اس سے بہتر ہے وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اور کاش دیکھیں وہ لوگ کہ ظلم
کیا ہے اُنھوں نے اپنی جانوں پر بتوں کے پوجنے سے اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ جس وقت دیکھیں گے وہ عذاب کو علانیہ قیامت کے روز تو اسوقت
جانینگے کہ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا تحقیق خاص قوت واسطے خدا کے ہے سب واسطے بتوں کے اور نہ واسطے انکے رئیسوں کے وَّاَنَّ اللّٰهَ
شَدِيْدُ الْعَذَابِ اور تحقیق خدا سخت کرنے والا عذاب کا ہے اور نافع نے یرے کو ترے پڑھا ہے اور یرون کو ابن عامر نے بضم یا پڑھا ہے
اور ابو جعفر اور یعقوب نے انکو دو جگہ ہمزہ کے کسرے سے پڑھا ہے پس وہ لوگ قیامت کے روز عذاب کو دیکھ کر جانیں گے کہ قوت خدا ہی کے واسطے ہی اور خدا
سخت کرنیوالا عذاب کا ہے اور یہ اسوقت کا ذکر ہے کہ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا جس وقت بیزاری ڈھونڈیں گے وہ لوگ کہ پیروی اور
تابعداری کیے گئے ہیں یعنی متبوع اُن کے اور پیشوا اُن کے کہ بت ہیں وہ بیزاری ڈھونڈیں گے مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا ان لوگوں سے کہ تابعداری
کی ہے اُنھوں نے یعنی پیشوا اور متبوع اسروز بیزاری ڈھونڈیں گے اپنے تابعداروں سے کہ وہ کفار ہیں وَرَاَوُا الْعَذَابَ اور دیکھیں گے
وہ تابع اور متبوع دونوں عذاب کو وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ اور کٹ جائینگے ساتھ انکے سبب یعنی علاقے اور رابطے خوشی اور دوستی کے جو کہ آپس میں
رکھتے تھے اور اپنے اپنے حال میں سب گرفتار ہو جائیں کوئی کسی دوسرے کو کیا بخشوائے گا اور ایسے ہی پیروں کو اپنی جان کی پڑی ہو گی مریدوں کو کیونکر
عذاب سے چھڑائینگے اور فرماتا ہے خدا کہ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا اور کہینگے وہ لوگ کہ تابعداری اور پیروی کی اُنھوں نے بتوں اور رئیسوں کی لَوْ اَنَّ
لَنَا كَرَّةً کاش تحقیق واسطے ہمارے پھرنا ہووے طرف دنیا کے کہ اگر ہم پھر دنیا میں جائیں تو فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ پس بیزاری ڈھونڈیں ہم ان
پیشواؤں اور رئیسوں سے کہ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا جیسے بیزاری ڈھونڈی ہے اُنھوں نے ہمسے اسجگہ اور الگ ہو گئے ہیں وہ ہم سے اور فنتبرء
مفتوح ہے اس واسطے کہ بعد وفا کے تمنّا کے جواب میں آیا ہے اور وہ لفظ لو کا ہے كَذٰلِكَ ایسے ہی یعنی جبکہ بیزاری ڈھونڈیگا ہر ایک
ان میں سے دوسرے سے اور دیکھینگے وہ عذاب کو ایسے ہی يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ دکھلائے گا ان کو خدا اعمال ان کے کہ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ حسرت
اور افسوس ہوویں گے وہ اعمال اپر وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ اور نہیں ہیں وہ نکلنے والے آتش دوزخ سے بلکہ ہمیشہ اسمیں جلا کریں گے اور یریٰ
کے تین مفعول ہیں مفعول اول تو ضمیر ہم کی ہے اور دوسرا مفعول اعمالہم ہے اور تیسرا مفعول حسرات ہی اور حضرت صادقؑ سے روایت ہی کہ یہ آیت

اس شخص کے حق میں ہے کہ مال کو راہ خدا میں بسبب بخل کے خرچ نہ کرے اور جمع کر کے پیچھے اپنے چھوڑ جائے وہ شخص دو حال سے خالی نہیں ہے
یا تو وارث اس کا اس مال کو راہِ خدا میں خرچ کرے گا اور نیک کاموں میں اور یا گناہ اور معصیت میں اگر راہِ خدا میں خرچ کیا ہے تو وہ مرنے والا
اس کو دوسرے کی میزان میں دیکھ کر افسوس کرے گا کہ ہائے جمع تو میں نے اس مال کو کیا تھا اور ثواب اس کا دوسرے آدمی کو پہنچا اور اگر اس وارث نے
اس مال کو معصیت خدا میں خرچ کیا ہے تو اسنے قوت دی معصیت میں خرچ نکر کے جمع کر کے مال کو چھوڑ گیا غرض یہ ہے کہ از راہ بخل حقوق خدا کو جو کچھ کہ مال
میں تھے ان کو ادا نہ کیا اور مال کو چھوڑ کر دنیا سے چلا گیا وہ مال اسکا وبال جان ہو گا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ بعضے قبائل عرب نے اپنے اوپر
زراعت اور چوپاؤں اور لباسوں کو حرام کیا تھا اس مقدمہ میں خدا تعالٰے حکم عام سب بندوں کو مومنین اور کفار کو دے کر خطاب کرتا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا
النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ اے آدمیو کھاؤ تم ان چیزوں میں سے کہ بیچ زمین کے ہیں میوہ اور غلہ حَلٰلًا طَیِّبًا حلال اور پاکیزہ اور حلال
صفت ہے مصدر محذوف کی اور طیبًا صفت بعد صفت ہے اور من تبعیضیہ ہے اور متعلق کلوا کے ہے اور تقدیر اسکی کلوا مما فی الارض اکلا حلالا طیبًا
ہے یعنی کھاؤ تم بعض اس چیز میں سے کہ بیچ زمین کے ہے کھانا حلال پاکیزہ اور حاصل اس کا یہ ہے کہ جو کچھ میسر حلال ہے اسکو اپنے اوپر حرام مت
کرو وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اور نہ پیروی کرو تم قدم شیطان کی کہ اسکے پیچھے چلو اور جو کچھ وہ اغوا کرے وہ کرو اِنَّهٗ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ تحقیق کہ وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر چاہتا ہے کہ تمکو فریب دیکر دوزخ میں ڈالے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا
کہ مراد خطوات الشیطان سے یہ ہے کہ طلاق دینے کی قسم کھائے اور گناہ کرنے کی نذر کرے اور بغیر خدا کے دوسرے کی قسم کھائے اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ
بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ سوا اسکے نہیں کہ حکم کرتا ہے شیطان تمکو ساتھ بدی اور فحش کے یعنی وہ تمہارے دلوں میں وسوسہ نہیں ڈالتا مگر بدی کا اور بُرائی پھیلی ہوئی اور
اور ظاہر گناہ کا وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اور یہ کہ کہو تم اوپر خدا کے مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اس چیز کو کہ نہیں جانتے ہو تم یعنی اس امر کا وسوسہ ڈالتا ہے کہ خدا کے حق میں تم وہ بات
کہو جسکا علم نہیں کہ نہیں ہو جیسے کہ شریک کرنا خدا کا اور حلال کرنا حرام کا اور حرام کرنا حلال کا اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف اس امر کی کہ اپنی طرف سے مسئلہ کو بیان کرو امام محمد باقر سے کسی
نے پوچھا کہ کیا ہے حق خدا کا بندوں پر فرمایا کہ جو جانتے ہو وہ کہو اور جو نہیں جانتے اس میں توقف کرو اور کہو کہ ہم نہیں جانتے اور اپنی طرف سے کچھ بنا کر مت
کہو اور منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا کہ تم مسلمان ہو جاؤ انھوں نے جواب میں کہا کہ ہم اپنے باپ دادا
کے تابع ہیں اور ہم انہیں کی پیروی کرتے ہیں کہ وہ ہم سے زیادہ دانا تھے حلال اور حرام کے مقدمہ میں اس حال کو خدائے تعالٰے بیان کرتا ہے
اور فرماتا ہے کہ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا اور جس وقت کہا جاتا ہے واسطے ان کے کہ پیروی کرو تم مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ اس چیز کی کہ نازل کی ہے
خدا نے کہ وہ قرآن ہی کہ جس کو خدائے تعالٰے نے واسطے ہدایت کے نازل کیا ہے قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ کہا انھوں نے کہ بلکہ پیروی کرتے ہیں ہم
مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا اس چیز کی کہ پایا ہے ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنے کو کہ جو مذہب انکا ہے وہی ہمارے نزدیک پسندیدہ ہے خدائے
تعالٰے ان کے جواب میں فرماتا ہے اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا کیا اگر ہوئیں باپ ان کے کہ نہ سمجھیں کسی چیز کو دین میں سے اور
مذہب شرک اور یہود کا رکھتے ہوں وَّلَا یَھْتَدُوْنَ اور نہ ہدایت پائیں وہ بلکہ ضلالت اور کجی پر ہوں کیا تب بھی ان کی پیروی کریں گے یعنی
باپ ان کے یہودی اور نصرانی یا بت پرست ہوں کہ امر دین میں کچھ نہ سمجھے ہوں اور نہ کچھ فکر اور تامل کرتے ہوں اور اپنی جہالت سے انھوں نے
کفر کو اختیار کر لیا ہو تو کیا تب بھی وہ ان باپوں اپنے ہی کی پیروی کریں گے ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ بے دلیل ایک امر کو اختیار کرتے ہیں بلکہ چاہیئے
کہ خود تحقیق کریں اور حق کو دریافت کر کے اختیار کریں نہ یہ کہ باپوں کی پیروی پر اکتفا کریں اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ
مذہب میں پیروی والدین کی اور اپنی قوم کی نہ چاہیئے بلکہ خود تحقیق کر کے مذہب کو اختیار کریں لیکن اس موجودہ زمانہ میں جس کو دیکھتے
ہیں یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ مذہب والا ہندو ہو یا مسلمان یا یہودی یا نصرانی یا سنی یا شیعہ اپنے باپ کے یا اپنی قوم کے مذہب پر ہوتا
ہے اور جو امر کہ ان کے مذہب کے مضر ان کی کتابوں میں ہے اور دوسرے مذہب کی اس کی حقیقت پائی جاتی ہے اس کی وہ تاویل کرتے ہیں یا اس میں

سکوت کرتے ہیں اور اپنے باپ کے مذہب کو ترک نہیں کرتے گو مذہب ان کے باپوں کا واقع میں باطل معلوم ہوتا ہو اور بعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر آدمی بہ سبب حب جاہ اور ریاست کے حق سے خارج ہو گئے لیکن ان کے تابعین اس کی اصلاح کے واسطے واہی تباہی تاویلیں کرتے ہیں اور ان کی پیروی کو ترک نہیں کرتے اور بعض آدمیوں کو اس امر نے گمراہ کیا ہے کہ کہتے ہیں کہ اس مذہب میں بڑے علما گزرے ہیں کیا وہ سب گمراہ تھے کہ اس مذہب کو اختیار کرتے۔ لیکن یہ نہیں خیال کرتے کہ ہنود اور نصاریٰ میں بھی بڑے بڑے علما اور فہمیدہ اور عاقل لوگ ہیں ان کو بھی ان کے باپوں کی پیروی نے گمراہ کر رکھا ہے اور وہ اسی مذہب کو اپنے باپوں کے برحق جانتے ہیں چاہیے کہ وہ بھی حق پر ہوں پس چاہیے کہ مذہب کے مقدمہ میں کسی کی پیروی نہ کریں بلکہ خود تحقیق کر کے اختیار کریں اور ایسے ہی حال رسوم کا ہے کہ اکثر رسوم خلاف شرع ہیں اور اُن میں بیجا صرف کرتے ہیں اپنے باپوں کی پیروی سے اور اپنی قوم کے لحاظ سے اور ترک ان کو نہیں کرتے اور یہ رسوم عورتوں کی اطاعت سے اکثر عمل لاتے ہیں اور خوف خدا کا نہیں کرتے کہ کل کو قیامت کے روز جو خدا پوچھے گا اور کہے گا کہ تم نے میرے حکم کے برخلاف یہ کام کیوں کئے تو اس کا کیا جواب دیں گے اور اب خدائے تعالےٰ کفار کے لئے مثل بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور مثل ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے اور خدا پر ایمان نہ لائے كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ مانند مثل اس شخص کے تھے کہ آواز دیتا ہے وہ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ساتھ اس چیز کے کہ نہیں سنتی ہے وہ چیز مگر بلانے اور پکارنے کو یعنی جیسکہ کوئی کسی جانور کو آواز دیوے تو وہ جانور بجز اُس آواز اور ندا کے اس میں سے کچھ اور مطلب ہرگز نہیں سمجھتا ہے ایسے ہی حال کفار کا ہے کہ اگر کوئی ڈرانیوالا خدا کی طرف سے ان کو ڈرائے تو وہ کفار بجز ایک آواز کے اُس کے ڈرانے کو کچھ نہیں سمجھتے اور حقیقت سخن کو دریافت نہیں کرتے تامل کر کے اور عناد اور تکبر کے سبب اس کے سمجھنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور اسی سبب صُمٌّۢ بہرے وہ کلام حق کے سننے سے بُكْمٌ گونگے ہیں وہ سخن حق کے سننے سے عُمْيٌ اندھے ہیں وہ راہ راست کی طرف جانے سے فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ پس وہ نہیں سمجھتے ہیں اور گویا کہ کچھ عقل نہیں رکھتے ہیں کہ دریافت کریں اور سمجھیں پیغمبر کے ارشاد کو اور اب خدائے تعالےٰ مومنین کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ کھاؤ تم پاکیزہ ان چیزوں میں سے کہ روزی دی ہے ہم نے تمکو یعنی حلال کھانے تم کو دئے ہیں اور کھانا انکا تمہارے اوپر ہم نے حلال کیا ہے ان کھانوں کو تم کھاؤ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اور شکر کرو تم واسطے خدا کے اس روزی کے عوض میں کہ جو تم کو دی ہے اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اگر ہو تم کہ خاص اسی کو پرستش کرتے ہو تم نہ اُسکے غیر کو اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ دعا اس کی قبول ہوئے تو لازم ہے کہ وہ کسب حلال سے پاکیزہ کھانا کما کر کھائے اور فرمایا ہی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ترک کرنا لقمہ حرام کا خدا کے نزدیک افضل ہی دو ہزار رکعت نماز سنتی سے اور پھیر دینا اور دور کرنا دانہ حرام کا اپنے پاس سے برابر ستر حج کے اور حدیث قدسی میں آیا ہے اور خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجھ کو تعجب ہے آدمیوں اور جنوں سے کہ روزی تو ان کو میں دیتا ہوں اور شکر میرے غیر کا کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ نے حلال کا ذکر کر لیا تو اب حرام چیزوں کا ذکر کرتا ہے کہ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا ہے اللہ نے اوپر تمہارے مردار کو سوائے ٹڈی زندہ اور مچھلی کے کہ جو پانی سے زندہ باہر نکل کر مرجائے وَالدَّمَ اور حرام کیا ہے خون کو سوائے اُس خون کے کہ بعد ذبح کے گوشت میں رہ گیا ہو کہ وہ حلال ہے وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ اور حرام کیا ہے گوشت خوک کو اور خوک کی سب چیزیں حرام اور نجس ہیں یہاں تک کہ دانت اور بال وغیرہ سب نجس ہیں وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور حرام کیا ہے اُس چیز کو کہ آواز دی گئی ہو ساتھ اُس کے واسطے غیر خدا کے یعنی وقت ذبح کے حیوان پر سوائے خدا کے کسی غیر کے نام کی آواز دی جائے اور وقت ذبح کے اس پر کسی غیر کا نام لیا جائے سوائے خدا کے اس کا کھانا بھی حرام ہے اور اہلال اصل میں چاند دیکھنے کو کہتے ہیں لیکن عادت اس طرح

نے جاری ہوگئی ہے کہ وقت دیکھنے چاند کے آوازیں بلند ہوتی ہیں اس واسطے آواز کرنے کے معنی میں مستعمل ہوگیا ہے فَمَنِ اضْطُرَّ
پس وہ شخص کہ مضطر اور ناچار ہو کر خواہ تو کوئی شخص اسپر زبردستی کرے یا ایسی اسکو بھوک ہو کہ اس سے خوف مرجانے کا ہو اور کوئی طعام میسر
نہو وے کہ اس سے سدرمق کرے غَيْرَ بَاغٍ جس وقت کہ نہ زیادتی اور ظلم کرنے والا ہو وہ شخص کہ کسی ایسے ہی دوسرے مضطر اور ناچار سے
چھین لیوے یا امام زماں پر خروج کرے یا رہزنی کرے یا بقصدِ لذت کھائے ایسا نہو وے وَّلَا عَادٍ اور نہ تجاوز کرنے والا ہو وہ
شخص سدرمق سے بڑھ کر کہ سیر ہو کر کھائے بلکہ تھوڑا سا اسقدر کھائے کہ جس سے جان بچ جائے اور مرے نہیں اور غیر باغ حال واقع
ہوا ہے اور لا و لا عاد پر واسطے تاکید نفی کے زیادہ کردیا ہے پس ایسا ناچار آدمی اگر ایسی حالت میں ان حرام چیزوں میں سے بقدر
سدرمق کے کھائے تو اسپر کچھ گناہ نہیں ہے کہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ پس نہیں گناہ ہے اوپر اُس کے کہ اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ تحقیق خدا بخشنے والا ہے اپنے بندوں کو رَّحِيْمٌ مہربان ہے اپنے بندوں پر اس قدر حرام کے کھانے کی رخصت دینے پر واسطے حفاظت
جان کے اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ باغی تو وہ شخص ہے کہ امام معصوم پر خروج کرے اور عادی وہ ہے کہ رہزنی کرے اور بعضے حدیث میں
آیا ہے کہ باغی تو ظالم ہے اور عادی غاصب ہے اور بعضی حدیث میں چور کے واسطے بھی عادی کا لفظ آیا ہے پس ان لوگوں پر بقدر سدرمق
بھی حرام کھانے میں سے کھانا جائز نہیں ہے اور پہلے اس سے گذر گیا ہے کہ علماء یہود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کو
توریت میں سے اپنے روزینوں کو موقوف ہونے کے خوف سے بدل دیتے تھے پھر خدائیتعالےٰ اسی مقدمہ میں فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَكْتُمُوْنَ تحقیق وہ لوگ کہ پوشیدہ کرتے ہیں مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اس چیز کو کہ نازل کی ہے خدا نے مِنَ الْكِتٰبِ کتاب سے یعنی صفات پیغمبر
جو کہ کتاب توریت میں لکھے ہیں ان کو پوشیدہ کرتے ہیں اور من الکتاب بیان ہے ما کا وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ اور خرید کرتے ہیں وہ ساتھ
اس بدل کرنے کے یعنی اس کے عوض میں ثَمَنًا قَلِيْلًا مول تھوڑا سا اُولٰٓئِكَ یہ لوگ کہ جو صفات پیغمبر آخرالزماں کے پوشیدہ کرنے میں مول
تھوڑا سا خرید کرتے ہیں اور اس مول کو کھاتے ہیں وہ لوگ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نہیں کھاتے ہیں بیچ پیٹوں اپنے کے اِلَّا النَّارَ
مگر آگ کو وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور نہ کلام کرے گا ان سے خدا دن قیامت کے وہ کلام کہ جس سے ان کو نفع ہوے وَلَا
يُزَكِّيْهِمْ اور نہ پاکیزہ کرے گا ان کو ان کے اعمال کی ناپاکی سے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور واسطے ان کے عذاب ہے دردناک کہ وہ عذاب
آتش دوزخ کا ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہ لوگ وہ ہیں کہ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ کہ خرید کیا ہے انھوں نے گمراہی کو بِالْهُدٰى بدلے
رہنمائی کے وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ اور عذاب کو بدلے مغفرت کے فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ پس کس چیز نے صابر کیا انکو اوپر آگ کے
یعنی کس چیز نے انکو دلیر کیا اعمال بد کرنے پر کہ جو باعث ہیں عذاب آتش دوزخ کے ذٰلِكَ یہ عذاب بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ
بِالْحَقِّ بسبب اسکے ہے کہ نازل کیا ہے خدا نے کتاب کو ساتھ حق کے اور راستی اور درستی کے اور ان لوگوں نے اسکو ترک کیا اور جھٹلایا وَاِنَّ
الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ اور تحقیق وہ لوگ کہ اختلاف کیا ہے انھوں نے بیچ کتاب کے کہ کسی نے تو کہا ہے کہ وہ سحر ہے اور کسی نے کہا
ع وہ شعر ہے اور کسی نے کہا کہ وہ پہلوں کے قصے ہیں یہ لوگ اختلاف کرنے والے لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ البتہ بیچ مخالفت بعید کے حق سے ہیں
اور بیچ عناد کے ہیں کہ حق کے خلاف کہتے ہیں اور منقول ہے کہ یہودی نماز کو مغرب کی طرف پڑھتے ہیں اور نصاریٰ مشرق کی طرف پڑھتے تھے اور
بناء کار اپنے مذہب قبلہ کی توجہ پر رکھتے تھے اور ہر ایک اپنے قبلہ کو بہتر جانتے تھا اور کہتے تھے کہ عبادت منحصر اسی وجہ قبلہ پر ہے اللہ تعالےٰ انکے جواب میں فرماتا ہے
لَيْسَ الْبِرَّ نہیں ہے نیکی اور پسندیدہ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ یہ کہ پھیرو تم موہنوں اپنے کو قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ طرف مشرق اور
مغرب کے کہ فقط مشرق اور مغرب کی طرف اپنے اپنے موہنوں کو کرکے حق پر ہو جاؤ اور حفص اور حمزہ نے بر کی راہ کو منصوب پڑھا ہے لیس کی خبر
مقرر کرکے اور اسم اس کا ان تولوا ہے بتاویل مصدر یعنی لیس البر تولیتکم اور باقی کے قاریوں نے بر کو مرفوع پڑھا ہے لیس کا اسم مقرر کرکے اور ان تولوا

کو تاویل مصدر کے خبر اس کی پڑھا ہے اور یہاں اسم اور خبر دونوں معرفہ ہیں اور جس وقت دونوں معرفہ ہوں تو اختیار ہے کہ جس کو چاہو اسم ٹھیراؤ
اور جس کو چاہو خبر کہو اور نافع اور ابن عامر نے لاکن کے نون کو مخفف پڑھا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ اور لیکن نیکی یہ ہے کہ مَنْ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ جو کوئی شخص ایمان لائے ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے اور فرشتوں
کے اور کتاب کے اور پیغمبروں کے یعنی سب کتابوں اور سب پیغمبروں پر ایمان لائے نہ مثل یہود و نصارے کہ بعضی کتابوں پر اور بعضے پیغمبروں پر ایمان لائے
اور بعض پر ایمان نہ لائے وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ اور نیکی یہ کہ دیوے مال کو اوپر دوستی اس مال کے یعنی مال کو بہت دوست رکھتا ہو اور پھر
راہ خدا میں اسکو دیوے اور یا یہ کہ دیوے مال کو اوپر دوستی اس خدا کے ذَوِي الْقُرْبٰى قرابت والوں کو وَالْيَتٰمٰى اور یتیموں کو
وَالْمَسٰكِيْنَ اور مسکینوں کو وَابْنَ السَّبِيْلِ اور مسافر کو وَالسَّآئِلِيْنَ اور سوال کرنے والوں کو وَفِي الرِّقَابِ اور بیچ چھڑانے
گردنوں کے یعنی غلاموں اور لونڈیوں کے دیوے کہ گردنیں اُن کی جو پھنس رہی ہیں آقاؤں کے ملک میں وہ مال اُن کو دے کر آزاد ہو جاویں اور
اپنی گردنوں کو اپنے آقاؤں سے چھڑا لیویں وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ اور نیکی یہ ہے کہ قایم رکھے نماز کو کہ ہمیشہ اس کو پڑھتا رہے وَاٰتَى الزَّكٰوةَ اور
دیوے زکواۃ کو اگر قدرت اس کی رکھتا ہو وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا اور وفا کرنے والا ساتھ عہد اپنے کے جس وقت کہ عہد
کیا ہو اُنھوں نے وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ اور صبر کرنے والے بیچ فقر اور فاقہ اور رنج و سختی کے وَحِيْنَ الْبَاْسِ
اور وقت لڑائی کے اُولٰٓئِكَ یہ گروہ راہ خدا میں دینے والے اور نماز کو قائم رکھنے والے اور زکواۃ کو ادا کرنے والے اور عہد کو وفا کرنے والے اور صبر
کرنے والے فاقہ اور سختی میں الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وہ لوگ ہیں کہ سچے ہیں وہ دین میں وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ اور یہی لوگ کہ وہ ہیں کہ
جو پرہیزگار ہیں اور ڈرنے والے ہیں اپنے خدا سے ظاہر اور باطن میں اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی عمل کرے اس آیت
پر تحقیق کہ کامل کیا اس نے ایمان اپنا اور علی ابن الحسین علیہما السلام نے فرمایا ابو حمزہ ثمالی سے کہ اے ابو حمزہ چاہتا ہے تو کہ خوشحالی تمام تجکو موت
دیویں اور سب گناہ تیرے بخشیں تو چاہیے کہ نیکی کرے تو کہ راہ خدا میں دیوے تو پوشیدہ اور اپنے یگانوں سے سلوک نیک کرے تو کہ یہ صفت عمر
کو زیادہ کرتی ہے اور فقیری کو دور کرتی ہے اور ستر طرح کی موت بد کو دفع کرتی ہے پس صدقہ دینا اور یگانوں سے سلوک کرنا موجب ثواب دنیا اور
آخرت کا ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی یتیم کی پرورش کرے اور اس کو کھانا دیوے یہاں تک کہ وہ مستغنی
ہو جائے اللہ تعالے بہشت کو اس پر واجب کرتا ہے اور دعا کی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خداوندا مجکو مسکینوں کا ہمنشین کر
کہ حضرت کی کسی بی بی نے کہا کہ یہ دعا کس واسطے کرتے ہو فرمایا کہ وہ تونگروں سے چالیس برس پہلے بہشت میں جائیں گے اور بعد اس کے
فرمایا کہ ساکین سے دوستی کرو اور ان کو راہِ خدا میں دو اگرچہ آدھا خرما ہو اور ان کو جھڑکو نہیں اور ان کو نا امید مت کرو تا کہ خدائے
تعالے تم پر رحمت زیادہ کرے اور منقول ہے کہ جو کوئی مسافر پر نوازش کرے حق سبحانہ تعالے اُس کے مقصود دنیا و آخرت کے روا کرے
اور جو شخص قبر میں اور صراط پر اور میزان پر غریب نہ ہووے بلکہ ایک جماعت اس کے ہمراہ ہووے کہ اس کو ہولوں سے بے خوف کریں
اور فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی لونڈی اور غلام کو اپنے مال میں سے کچھ دیوے کہ وہ اپنے تئیں غلامی کے قید
سے آزاد کروائیں وہ شخص سایہ رحمت اور حمایت خدا میں ہوگا اس دن کہ جس دن کوئی سایہ نہوگا بجز رحمت خدا اور حدیث صحیح میں آیا ہے
کہ ایمان نہ رکھے جو کوئی کہ امانت کو ادا نہ کرے اور دین نہ رکھے جو کوئی کہ عہد کو وفا نہ کرے اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے روز صاحبان
بلا اور بیماری کو اس قدر ثواب دیویں گے کہ تندرست آرزو کریں گے کہ کاش ہمکو دنیا میں طرح طرح کی بیماریوں اور بلاؤں میں مبتلا کرتے کہ ہم کو
یہ ثواب ملتا ہے اور ہمارے علما نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ عمل کرنے والا اس آیت پر بجز امیر المومنین کے دوسرا کوئی شخص نہیں ہوا کہ تمام صفتوں
کو کہ اپنے میں جمع کرنے والا ہو اور اب خدائے تعالے احکام شرع کے شروع کرتا ہے اور فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگ کہ ایمان لائے

کُتِبَ لکھا گیا ہے یعنی واجب کیا گیا ہے عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی اوپر تمہارے قصاص لینا بیچ مقتولوں کے اور بلحاظ رکھنا برابری کا کہ آزاد کے بدلے آزاد سے قصاص لینا چاہئے اور غلام کے بدلے غلام سے اور عورت کے بدلے عورت سے اور منقول ہے کہ پہلے اسلام سے جس وقت دو گروہ میں لڑائی ہوتی تھی تو زبردست گروہ کے آدمی کمزور گروہ کے آدمیوں میں سے عوض غلام کے قتل کرتے تھے اور بدلے عورت کے مرد کو قتل کرتے تھے اور ایک مرد کے عوض میں دو مردوں کو قتل کرتے تھے اور بعد ہجرت کے رسول خدا کی خدمت میں حال عرض کیا گیا تو حکم برابری کا نازل ہوا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ قتل کیا جائے اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ ایک آزاد بدلے ایک آزاد کے وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ اور ایک غلام بدلے ایک غلام کے وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی اور عورت بدلے عورت کے اور غلام کے بدلے آزاد کو نہ قتل کریں گے بلکہ بہت سختی سے اس آزاد کو مار پیٹ کریں گے اور عورت کے بدلے مرد کو قتل نہ کریں گے مگر جس وقت کہ وہ ولی عورت کا نصف دیت وارثان قاتل کو ادا کرے اور بعد اسکے خدائے تعالیٰ دیت کے مقدمہ میں فرماتا ہے کہ فَمَنْ عُفِیَ لَہٗ پس اگر معاف کیا جائے واسطے اس قاتل کے مِنْ اَخِیْہِ برادر دینی اسکی طرف سے کہ وہ مقتول ہے شَیْءٌ کچھ یعنی کوئی چیز قاتل کو مقتول کی طرف سے معاف کیجائے اس طرح سے کہ وارث مقتول کے قصاص لینے کو قاتل سے معاف کر دیویں اور اس سے خونبہا لینے پر راضی ہو جائیں تو فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ پس پیروی کرنی چاہئے ساتھ نیکی کے اور اتباع خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ محکمہ اتباع بالمعروف یعنی پس حکم اسکا پیروی کرنی ہے ساتھ نیکی کے وارثان مقتول کو کہ قاتل سے زیادہ طلب نہ کریں اور اسپر سختی نہ کریں اور اگر تنگدست ہو تو اسکو مہلت دیویں وَاَدَآءٌ اِلَیْہِ بِاِحْسَانٍ اور ادا کرنا طرف اس کے ہے ساتھ نیکی کے یعنی ادا کرنا خون بہا کا قاتل کو بھی طرف وارثان مقتول کے نیکی کے ساتھ چاہئے اور قاتل خونبہا کو خوشحالی سے پہنچا دے طرف وارثان مقتول کے کہ اسمیں کچھ کمی نہ کرے اور باوجود قدرت کے اس کے ادا کرنے میں دیر نہ کرے ذٰلِکَ یہ حکم قصاص کو معاف کرکے اس کے عوض میں خون بہا لینا تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَۃٌ تخفیف ہے پروردگار تمہارے کی طرف سے اور مہربانی اور بخشش ہے بندوں پر کہ اس میں فائدہ وارثان مقتول کو ہے اور قاتل کی جان بچتی ہے اس واسطے کہ اگر فقط قتل ہی ہوتا تو قاتل کی جان جاتی تھی اور اگر عفو ہوتا بدون خون بہا کے تو وارثان مقتول کا دل فقط معاف ہی کرنے سے خوش نہ ہوتا اور توریت میں قصاص لینا لازم لکھا تھا اور معاف کرنا اور خون بہا لینا حرام تھا اور انجیل میں فقط معاف کر دینا لکھا تھا اور قصاص اور خونبہا حرام تھے خدا تعالیٰ نے اس امت مرحومہ پر رحم کرکے تینوں امر دل میں اختیار دیا چاہو قصاص لو اور چاہو خون بہا لو اور چاہو معاف کر دو کچھ نہ لو فَمَنِ اعْتَدٰی پس جو شخص کہ حد سے گزر جائے بَعْدَ ذٰلِکَ بعد اسکے کہ معاف کیا جائے اور خون بہا لیلیا ہے اور وہ گزر جانا حد سے یہ ہے کہ بعد لینے خونبہا کے اور معاف کرنیکے پھر قاتل سے قصاص لیوے اور یا یہ کہ قاتل بعد ادا کرنے خون بہا کے کسی اور کو مار ڈالے تو فَلَہٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ پس واسطے اس کے عذاب ہے دردناک آخرت میں کہ وہ جلنا ہے دوزخ میں اور کہتے ہیں کہ قصاص لینا حشر کے مواخذہ سے بری نہیں کرتا ہے جبتک کہ توبہ نکرے اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ واسطے تمہارے بیچ قصاص کے زندگی ہے اے صاحب عقلوں کے لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم ڈرو اور پرہیز کرو تم ناحق کرنے سے اس واسطے کہ قصاص کے خوف سے کوئی کسی کو قتل نہ کرے گا اور دونوں زندہ رہیں گے قتل کا ارادہ کرنیوالا بھی) اور جس کو قتل کرنا چاہتا تھا وہ بھی اور اب خدا تعالیٰ وصیت کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ کُتِبَ عَلَیْکُمْ لکھی گئی ہے اوپر تمہارے یعنی فرض کی گئی ہے اوپر تمہارے اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ جس وقت کہ حاضر ہو کسی تمہارے کو یعنی جس وقت کہ حاضر ہو تم میں سے کسی کو الْمَوْتُ موت یعنی آثار موت کے ظاہر ہوں کہ کوئی بیماری ہلاک کی لاحق ہو یا زمانہ پیری کا آگیا ہو اس وقت میں اِنْ تَرَکَ خَیْرًا اگر چھوڑے خیر کو یعنی مال کو بعد اپنے تو فرض کیگئی ہے الْوَصِیَّۃُ وصیت یعنی اگر کسی کو تم میں سے آثار موت کے ظاہر ہوں اور بعد اپنے مال کو چھوڑے تو اس صورت میں فرض کی گئی ہے اسپر وصیت کرنی لِلْوَالِدَیْنِ واسطے باپ اور ماں کے وَالْاَقْرَبِیْنَ اور واسطے قرابت

کہ انکو اپنے مال میں سے دینے کے واسطے لکھ جائے کہ تمہارے مرنیکے بعد ان کو دیویں اور چاہیے کہ وصیت کریں بِالْمَعْرُوْفِ ساتھ نیکی کے کہ وہ
وصیت تہائی مال سے زیادہ نہو اس واسطے کہ تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرنے میں دوسرے وارثوں پر ظلم ہوتا ہے اور الوصیۃ مفعول مالم یسم فاعلہ
کُتِبَ کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ مبتدا ہے اور خبر اس کی للوالدین ہے اور بالمعروف متعلق وصیت کے ہے کہ وہ مصدر ہے اور یہ وصیت کرنا حَقًّا
عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ثابت اور واجب ہوا پرہیزگاروں پر کہ خدا سے ڈرتے ہیں ظاہر اور پوشیدگی میں اور حقا مصدر موکد اور مفعول مطلق فعل محذوف
کا ہے اور تقدیر اس کی حق ذالک حقا علی المتقین ہے اور پہلے اس سے ایام کفر میں رسم تھی وصیت کرکے غیروں کو اپنا مال دیتے تھے اور والدین اور
قرابتیوں کو محروم رکھتے تھے اس واسطے خدائے تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے اور والدین اور یگانوں کے واسطے وصیت کرنی واجب کی لیکن
میراث کی آیت سے کہ بعد اسکے نازل ہوئی ہے یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا اور وصیت کرنا واجب نہ رہا اور اب وصیت کرنا سنت ہے اور فرماتا ہے خدا
کہ فَمَنْ بَدَّلَهٗ پس جو کوئی کہ بدل دیوے اس امر وصیت کو یا وصیت کرنے والے کے کہنے کو بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ بعد اس کے کہ سن لیا ہے اسکو
بخوبی اور ثابت ہو لیا ہے نزدیک اس کے فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ پس سوا اس کے نہیں کہ گناہ اس کا اوپر ان لوگوں کے ہے
کہ جو بدلتے ہیں وہ اسکو اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ تحقیق کہ خدا سننے والا ہے وصیت کرنے والوں کے قول کا عَلِيْمٌ جاننے والا ہے نیت کو وصیت کرنیوالوں
کی اور بدلنے کو بدلنے والوں کے فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا پس جو شخص کہ ڈرے وصیت کرنیوالے سے میل کو حق سے طرف باطل کے یعنی جو
کوئی کہ ڈرے وصیت کرنے والے سے وصیت میں خواہ وارث خواہ وصی حق سے طرف باطل کے رغبت کرنے کو اَوْ اِثْمًا یا گناہ کرنیکو عمدا کہ حق سے
گزر جائے اور تہائی مال سے زیادہ کے دینے کی وصیت کرے یا ایک وارث کو کل مال کے دینے کی وصیت کرے اور دوسرے وارث کو بالکل محروم رکھے
یا اور کسی طرح خلاف شرع کے وصیت کرے فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ پس صلح کروا دے درمیان ان کے یعنی کروا دے صلح وہ وصی یا اور کوئی وارثوں میں
اور ان لوگوں میں کہ جن کے واسطے وصیت کی ہے کہ جو کچھ بیجا تھا اس کو موقوف کر دے تو فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ پس نہیں ہے کوئی گناہ اوپر اسکے کہ اس
نے باطل کو حق سے بدل کر حق کو قائم رکھا ہے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ تحقیق خدا بخشنے والا ہے اس شخص کو کہ جس نے باطل کو موقوف کر کے حق کو قائم
رکھا ہے رَّحِيْمٌ مہربان ہے اس شخص پر کہ جو وصیت کے مضمون سے نہ گذرے اور اب خدا تعالیٰ روزہ کے فرض ہونیکو بیان کرتا ہے چنانچہ
فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو كُتِبَ عَلَيْكُمُ لکھے گئے ہیں اوپر تمہارے یعنی فرض اور واجب کیے گئے
ہیں الصِّيَامُ روزے رکھنے كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ جیسے کہ فرض کیے گئے تھے اوپر ان لوگوں کے کہ مِنْ قَبْلِكُمْ پہلے تھے تم سے لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُوْنَ تاکہ تم ڈرو تم اور پرہیز کرو تم گناہوں سے اس واسطے کہ روزہ توڑ ڈالتا ہے قوت شہوت کو اور فرمایا خدا نے کہ فرض کیا گیا ہے تم پر
روزہ جیسے کہ فرض کیا گیا ہے پہلے لوگوں پر یہ تسلی ہے مسلمانوں کے حق میں کہ تم پر ہی روزہ فرض نہیں ہوا ہے بلکہ پہلے لوگوں پر بھی فرض تھا اور فرمایا
کہ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ روزے رکھو تم دنوں شمار کیے گئے میں اور مقرر کیے گئے ہیں کہ وہ دن ماہ رمضان کے ہیں اور ایاما منصوب علی
الظرفیۃ ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ کتب علیکم ان تصوموا ایاما معدودات فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا پس جو شخص کہ ہووے تم میں سے بیمار ماہ
رمضان میں کہ طاقت روزہ رکھنے کی نہ رکھتا ہو اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا اوپر سفر کے ہو یعنی یا یہ کہ رمضان میں کسی سفر میں ہو کہ وہ سفر مباح ہو تو فَعِدَّةٌ
مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ پس شمار دنوں اور سے ہے یعنی بعد ماہ رمضان کے عوض اس کے روزے رکھو اور فعدۃ کی تقدیر فعلیہ عدۃ ہے وَعَلَى
الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ اور اوپر ان لوگوں کے کہ طاقت رکھتے ہیں وہ اس روزہ کی لیکن بسبب ضعف پیری کے یا قریب ہونے ایام وضع حمل
کے یا دودھ پلانے بچے کے یا عارضہ تشنگی کے روزہ نہیں رکھتے ہیں اور اگر رکھیں تو بہت مشقت سے رکھیں اس واسطے اوپر فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ
فدیہ دینا ہے کہ وہ کھانا ایک مسکین کا ہے اور ایک مد طعام ہے کہ تخمینا بوزن شاہجہان آباد تین پاؤ اور ایک چھٹانک ہے بدلے ایک روزے کے اور
ابو جعفر اور نافع اور ابن عامر نے فدیہ کو مضاف پڑھا ہے طرف طعام کے اور مسکین کو مساکین پڑھا ہے اور فرمایا ہے کہ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا پس

جو شخص کہ زیادہ کرے خیر کو یعنی ایک سے زیادہ مسکین کو دیوے فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ پس وہ بہتر ہے واسطے اس کے کہ ثواب اس کا زیادہ ہے وَاَنْ
تَصُوْمُوْا اور یہ کہ روزہ رکھو تم یعنی روزہ رکھنا تمہارا خَيْرٌ لَّكُمْ بہتر ہے واسطے تمہارے فدیہ دینے سے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو
تم کہ جانتے ہو تم روزہ کی فضیلت کو پس جو لوگ کہ بمشقت روزہ رکھ سکتے ہیں بسبب عوارض مذکورہ کے ان کو خدا تعالےٰ نے اختیار دیا ہے فدیہ دینے
میں اور یا روزہ رکھنے میں لیکن روزہ رکھنا بہتر ہے اور بعضے لوگ کہتے ہیں کہ ماہ رمضان کے روزوں کے فرض ہونے سے پہلے کچھ روزے فرض تھے
اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ہر مہینے کی تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں کے روزے تھے یہ ان روزوں کا ذکر ہے اور جب ماہ رمضان کے
روزے فرض ہوئے تو یہ منسوخ ہو گئے لیکن صحیح یہ ہے کہ مراد ان روزوں سے ماہ رمضان کے روزے ہیں اور یہ روزے تیرھویں اور چودھویں
اور پندرھویں کے منسوخ نہیں ہوئے ماہ رمضان کے روزوں سے بلکہ رکھنا اُن روزوں کا سنت ہے اور تطوع کو حمزہ اور کسائی نے یا سے اور
تشدید طا اور واؤ سے پڑھا ہے باب افعل سے اور فرماتا ہے خدا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ مہینہ رمضان کا وہ مہینہ کہ اُنْزِلَ
فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کہ نازل کیا گیا ہے بیچ اس کے قرآن کہ هُدًى لِّلنَّاسِ ہدایت ہے واسطے آدمیوں کے وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى
اور روشن دلیلیں ہیں ہدایت میں سے وَالْفُرْقَانِ اور فرقان سے یعنی حلال اور حرام سے اور جدا کرنے والے حق کے باطل سے اور شہر ماخوذ
اشتہار سے ہے کہ چاند کے دیکھنے سے جو مہینہ مشہور ہوتا ہے اس واسطے اسکا نام شہر ہوا اور رمضان غیر منصرف ہے اور مشتق ہے رمضان رمض سے اور رمض
ریت گرم کو کہتے ہیں جسپر گرمی آفتاب کی شدت سے پڑے اور اس مہینہ کا نام رمضان ہے اس واسطے رکھا گیا ہے کہ جن دنوں میں اسکا یہ نام رکھا گیا تھا
ان دنوں میں گرمی سخت تھی اور رمضان خدا کا نام بھی ہے اور اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ اس مہینہ کو رمضان آیا اور رمضان گیا مت کہو بلکہ ماہ رمضان
آیا اور ماہ رمضان گیا کہو اور ہدیٰ واقع ہوا ہے اور ایسے ہی بینات ہے اور فرق قرآن اور فرقان میں یہ ہے کہ قرآن تو اس مجموع سب کتاب کو کہتے
ہیں اور فرقان وہ ہے کہ جس میں آیات محکمات واجب العمل ہیں اور فرماتا ہے خدا فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ پس جو کوئی کہ حاضر ہو تم میں سے
ماہ رمضان میں یعنی ایک جگہ مقیم ہو خواہ اپنے وطن میں خواہ غیر وطن میں کہ دس روز کی یا زیادہ کی دس روز سے نیت رہنے کی اس جگہ کی ہووے تو
فَلْيَصُمْهُ پس چاہیے کہ روزہ رکھے وہ اس مہینہ میں اور شہر منصوب علی الظرفیۃ ہے نہ علی المفعولیۃ اور تقدیر اسکی فمن شہد منکم المصر فی الشہر ہے
اور لفظ شہر کا مفعول بہ نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ حاضر مہینہ میں مسافر بھی ہو سکتا ہے پس چاہیے کہ اسپر بھی روزہ لازم ہو جائے وَمَنْ
كَانَ مَرِيْضًا اور جو شخص کہ ہووے بیمار کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا اوپر سفر کے ہو کہ وہ سفر مباح ہو تو فَعِدَّةٌ
مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ پس شمار دنوں دوسرے سے ہے کہ بعد ماہ رمضان کے دوسرے ماہ رمضان تک جب چاہو وہ روزے رکھو اگر بیماری
اور سفر سے فراغت حاصل ہو اور علی سفر ظرف کا عطف مریضاً پر ہے کہ وہ اسم ہے اس واسطے کہ وہ علی سفر مسافراً کے معنی میں ہے اور بیماری اور سفر
میں خدائے تعالےٰ نے تمپر روزہ رکھنا واجب نہ کیا اس واسطے کہ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ ارادہ کرتا ہے خدا ساتھ تمہارے آسانی کو کہ جس وقت
تمکو تندرستی حاصل ہو اور ایک جگہ ٹھہرو اس وقت روزہ رکھو وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ اور نہیں ارادہ کرتا ہے ساتھ تنگی کو یعنی تنگی اور
دشواری کو تمپر نہیں چاہتا ہے کہ تم حالت بیماری اور سفر میں بھی روزہ رکھو وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ اور چاہیے کہ پورا اور تمام کرو تم شمار ایام
بیماری اور سفر کو وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ اور چاہیے کہ بزرگی سے یاد کرو تم خدا کو عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ اوپر اس امر کے کہ راہ حق دکھلائی ہے تمکو وَ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم شکر کرو اس کی نعمتوں کا کہ تمپر آسانی کی اور روزہ کا ثواب واسطے تمہارے مقرر کیا اور اگر آدمی کو ایسی بیماری
لاحق ہو کہ اسکو روزہ رکھنے سے کچھ تکلیف یا زیادتی بیماری کی نہووے تو وہ شخص بیماری میں بھی روزہ رکھے گا اور اگر سفر اسکا مباح نہیں ہے
تو اس سفر میں بھی روزہ رکھیگا اور واجب ہے اور کہتے ہیں کہ ولتکبروا اللہ سے مراد تکبیریں کہنی ہیں بعد چار نمازوں کے بعد نماز مغرب شب اول
عید اور بعد نماز عشا شب اول عید اور نماز صبح روز عید اور بعد نماز عید کے اور وہ تکبیر یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد

والحمد للہ علی ما ہدانا ولہ الشکر علی ما اولنا اور حدیث میں آیا ہے کہ روزہ رکھنا خواہ واجب ہو خواہ سنت سپر ہے آتش جہنم سے اور احادیث معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ شیاطین کو ماہ رمضان میں قید کرتے ہیں اور دروازے بہشت کے کھولدیتے ہیں اور روزہ دار کے سونیکو عبادت لکھتے ہیں اور فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابر سے کہ اے جابر یہ مہینہ رمضان کا ہے جو کوئی اس مہینے میں دن کو روزہ رکھے اور شب کو کچھ ذکر خدا کرے اور نگاہ رکھے اپنے پیٹ اور ستر کو اور باز رکھے اپنی زبان کو بیہودہ باتوں سے وہ شخص نکل جائے گا اپنے گناہوں سے جیسکہ نکل جاتا ہے مہینہ میں سے جابر نے عرض کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اچھی ہے یہ حدیث حضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا سخت ہیں شرطیں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرماتا ہے خدائے بزرگ کہ ہر روز ماہ رمضان میں وقت افطار کے ہزار ہزار آزاد ہوتے ہیں آتش جہنم سے اور جمعہ کے روز اور شب ہوتے تو اس میں ہزار ہزار ہر ساعت میں آزاد ہوتے ہیں آتش جہنم سے جو کہ مستحق دوزخ کے ہوئے تھے اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی روزہ دار کا روزہ ماہ رمضان میں کھلوائے خدا تعالے تمام گناہوں کو اس کے بخشدے گا اور گردن اُسکی آتش دوزخ سے آزاد کرے گا اور جس قدر ثواب کہ روزہ دار کو ہوگا اسی قدر اسکو ملے گا اور اگر کھانا کھلانے پر قادر نہو تو پانی ہی سے روزہ کو افطار کرائے کہ خدا تعالے آب کوثر سے سیراب کرے گا اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ اگر جانو تم کہ جو کچھ کہ تمہارے واسطے ماہ رمضان میں ہے تو البتہ زیادہ کرو تم شکر خدائے تعالے کا جبکہ شب اول ماہ رمضان کی ہوتی ہے تو خدا تعالے تمام گناہ میری امت کے بخشتا ہے اور ہزار ہزار درجے اُن کے بلند کرتا ہے اور پچاس شہر تیار کرتا ہے اور دوسرے روزہ میں ہر قدم کے عوض میں عبادت ایک برس کی لکھتا ہے اور ثواب ایک پیغمبر کا اور ایک برس کے روزوں کا عطا کرتا ہے اور تیسرے روزہ کے عوض میں بدن کے بالونکی شمار فردوس میں مروارید سفید کے قبے بناتا ہے کہ جسپر ہزار گھر نور کے ہوتے ہیں اور نیچے بھی اسکے بارہ ہزار گھر ہوتے ہیں اور ہزار تخت ہوتے ہیں اور ہر روز داخل ہوتے ہیں اس میں ہزار فرشتے ہدیہ لیکر اور چوتھے روزہ کے عوض میں عطا کرتا ہے جنت خلد میں ستر ہزار محل کہ ہر محل میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں پچاس ہزار تخت ہیں اور ہر تخت پر ایک حور ہے اور ہر حور کی خدمت میں ایکہزار لونڈیاں ہیں کہ ہر ایک لونڈی انمیں سے بہتر ہے دنیا سے اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے اور پانچویں روزے کے عوض میں بخشتا ہے خدا جنت ماوا میں ہزار ہزار شہر کہ ہر شہر میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار دستر خواں ہیں اور ہر دستر خوانپر ستر ہزار خوان ہیں اور ہر خوان میں ستر ہزار طرح کا کھانا ہے کہ ایک کھانا دوسرے کھانے سے مشابہ نہیں ہے ۔ اور چھٹے روزے کے عوض میں بخشتا ہے خدا جنت دار السلام میں لاکھ شہر کہ ہر شہر میں لاکھ محل ہیں اور ہر محل میں لاکھ گھر ہیں اور ہر گھر میں لاکھ تخت ہیں طلا کے کہ طول جن کا ہزار ہاتھ کا ہے اور ہر تخت پر ایک حور ہے کہ جس کی تیس چوٹیاں ہیں بنی ہوئی موتیوں اور یاقوتوں سے اور ساتویں روزہ کے عوض میں عطا کرتا ہے خدا جنت نعیم میں ثواب ساٹھ ہزار عابدوں کا اور ساٹھ ہزار زاہدوں کا اور آٹھویں روزہ کے عوض میں عطا کرتا ہے خدا جنت نعیم میں ثواب چالیس ہزار شہیدوں کا اور چالیس ہزار صدیقوں کا اور نویں روزے کے عوض میں عطا کرتا ہے وہ چیز کہ جو عطا کرتا ہے ہزار عالموں کو اور ہزار آدمیوں اعتکاف کرنیوالوں کو جو کہ سرحد کفار پر محافظت کیواسطے بیٹھے ہیں اور دسویں روزے کے عوض میں بر لاتا ہے ستر ہزار حاجتیں اور مغفرت چاہتے ہیں روزہ دار کے واسطے چاند اور سورج اور ستارے اور پرندے اور درندے اور ہر پتھر اور ڈھیلا اور ہر تر اور خشک اور مچھلیاں دریا کی اور پتے درختوں کے اور گیارھویں روزہ کے عوض میں لکھتا ہے خدا ثواب چار حج اور چار عمرہ کا کہ ہر حج ہمراہ پیغمبروں کے کیا ہو اور ہر عمرہ ہمراہ صدیقوں اور شہیدوں کے کیا ہو اور بارھویں روزہ کے عوض میں بدلتا ہے خدا بدیوں کو نیکیوں سے اور نیکیوں کو دو چند اور سہ چند کرتا ہے اور ہر نیکی کے عوض میں ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور تیرھویں روزہ کے عوض میں مکہ اور مدینہ کی باشندوں کی عبادت کا سا ثواب لکھتا ہے اور عطا کرتا ہے بشمار ہر پتھر اور ڈھیلے کے کہ جو درمیان مکہ اور مدینہ کے ہے شفاعت اسکی اور چودھویں روز کا ثواب یہ ہے کہ گویا ملاقات کی آدم اور ابراہیم اور نوح اور موسیٰ اور داؤد اور سلیمان علیہم السلام سے اور گویا کہ عبادت کی ہمراہ ہر پیغمبر کے سو برس اور پندرھویں روز کے عوض میں بر لاتا ہے خدا

حاجتیں دنیا اور آخرت کی اور عطا کرتا ہے وہ چیز کہ جو عطا کرتا تھا ایوب علیہ السلام کو اور مغفرت چاہتے ہیں واسطے اس کے حاملان عرش اور بخشتا ہے خدا
قیامت میں واسطے اس کے چالیس نور کہ دس نور جانب راست ہوتے ہیں اور دس نور جانب چپ اور دس نور آگے اور پیچھے اور سولھویں روزہ کا ثواب یہ ہے
کہ جس وقت قبروں سے نکلیں گے روزہ رکھنے والے تو خدائے تعالےٰ ان کو ساٹھ ساٹھ حلے پہنائے گا اور ناقہ پر سوار کرے گا اور ایک بادل کو بھیجے گا کہ وہ
سایہ کرے گا اس روز کی حرارت سے اور سترھویں روزہ کی عوض میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں نے تم کو بخشا اور تمہارے باپ اور دادا کو بھی اور
سختیاں روز قیامت کی دور کرتا ہے اور اٹھارھویں روزہ کا ثواب یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ حکم کرتا ہے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کو اور سوائے
ان کے اور فرشتوں کو کہ تم بخشش چاہو اس روزہ دار کے واسطے سال آیندہ تک اور عطا کرتا ہے واسطے اس کے ثواب شہدائے بدر کا اور انیسویں روزہ
کا ثواب یہ ہے کہ نہیں باقی رہتا ہے کوئی فرشتہ مگر یہ کہ اذن طلب کرتا ہے واسطے زیارت قبور روزہ داران کی اور ہر فرشتہ کے پاس
ایک تحفہ ہوتا ہے اور شراب طہور اور بیسویں روزہ کا ثواب یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ ستر ہزار فرشتے بھیجتا ہے کہ وہ محافظت کریں شیطان رجیم
سے اور روزہ کے عوض میں ثواب سو برس کے روزوں کا عطا کرتا ہے اور درمیان روزہ دار اور دوزخ کے ایک خندق بنا دیتا ہے اور بخشتا ہے
ثواب توریت اور انجیل اور زبور اور فرقان کے قاریوں کا سا اور بشمار پرون جبرئیل کے ثواب عبادت کا عطا کرتا ہے اور بخشتا ہے ثواب عرش
اور کرسی کی تسبیح کا اور زوجہ کرتا ہے بشمار آیت قرآن کے حوروں کو اور اکیسویں روزہ کا ثواب یہ ہے کہ کشادہ کرتا ہے خدا قبر کو آٹھ ہزار
فرسخ اور دور کرتا ہے تاریکی کو اور وحشت قبر کو اور شہداء کے قبور کی مانند اس کی قبر کو کر دیتا ہے اور چہرہ کو اس کے مثل چہرہ یوسف کے کرتا
ہے اور بائیسویں روزہ کا ثواب یہ ہے کہ ملک الموت کو خدائے تعالےٰ وقت مرنے کے اس روزہ دار پر اس طرح بھیجتا ہے کہ جیسے انبیا پر بھیجا
تھا اور دفع کرتا ہے اس سے منکر و نکیر کی ہول کو دور کرتا ہے اس سے غم دنیا اور آخرت کو اور تیئیسویں روزہ کا ثواب یہ ہے کہ پار اتارتا ہے خدا صراط
پر سے ہمراہ پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں کے اور گویا کہ کھلایا اس نے یتیموں کو میری امت کے اور پہنایا میری امت کے برہنہ
آدمیوں کو اور چوبیسویں روزہ کا ثواب یہ ہے کہ جس وقت دنیا سے نکلتا ہے تو اپنے مکان کو بہشت میں دیکھتا ہے اور بخشتا ہے اسکو خدائے تعالےٰ
ثواب ہزار مریض اور ہزار غریب کا جو کہ نکلے ہیں راہ خدا میں اور عطا کرتا ہے ثواب آزاد کرنے ہر غلام کا اولاد اسمٰعیل میں سے اور پچیسویں
روزے کا ثواب یہ ہے کہ بناتا ہے خدا عرش کے نیچے ہزار قبے سبز اور ہر ایک قبہ پر خیمہ ہے نور کا اور فرماتا ہے خدا کہ اے امت محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم میں خدا تمہارا ہوں اور تم غلام اور لونڈیاں میری ہو تم میرے عرش کے سایہ میں ان قبوں میں رہو اور کھاؤ اور پیو کہ کچھ خوف تم پر
نہیں ہے اور نہ تم غمگین ہو گے اے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسم ہے مجھ کو اپنی عزت اور جلال کی کہ بھیجوں گا میں تمکو طرف جنت کی کہ
تعجب کریں گے لوگ پہلے اور پچھلے اور ہر ایک کو ہزار تاج نور کے پہناؤں گا اور نور کے ناقہ پر سوار کروں گا کہ لگام اسکی نور سے ہو گی اور ہوں
گے اس کے ہزار حلقے طلا کے کہ ہر حلقہ میں ایک فرشتہ کھڑا ہو گا اور ہاتھ میں اس کے ایک گرز ہو گا نور کا یہاں تک کہ داخل ہوں بہشت میں بے دن
حساب کے اور چھبیسویں روزہ میں نظر رحمت کرتا ہے خدا اور بخشتا ہے گناہوں کو مگر خون اور غصب اموال کو اور ستر گناہان کبیرہ بخشتا ہے
اور ستائیسویں روزہ کا ثواب یہ ہے کہ جب گویا کہ مدد کی ہر مومن اور مومنہ کی اور پہنایا ستر ہزار برہنہ کو اور تلاوت کی تمام کتابوں خدا کی
اور خدمت کی ہزار مرابط کی کہ جس جگہ سرحد کفار پر گھوڑے باندھتے ہیں واسطے محافظت کے اور اٹھائیسویں روزہ کا ثواب یہ ہے کہ بناتا ہے
خدا جنت خلد میں لاکھ شہر نور کے اور جنت الماوا میں لاکھ محل چاندی کے اور جنت فردوس میں لاکھ شہر سونے کے کہ ہر شہر میں ہزار حجرے ہیں اور
عطا کرتا ہے لاکھ منبر مشک کے اور ہر منبر کی شکم میں ہزار گھر ہیں زعفران کے اور ہر گھر میں ہزار تخت ہیں موتی کے دنیا و ثنت کے اور ہر تخت
پر ایک زوجہ ہے کہ وہ حور ہے اور انتیسویں روزہ کا ثواب یہ ہے کہ عطا کرتا ہے خدا ہزار محل اور ہر محل میں ایک قبہ سفید ہے اور ہر قبہ میں ایک
تخت ہے کافوری کہ نہایت سفید ہے اور اس تخت پر ہزار فرش سندس اور استبرق کے ہیں اور ہر فرش پر ایک حور ہے ستر ہزار قبے پہنے ہوئے

اور اس کی ہزار چوٹیاں ہیں موتیوں کی اور یاقوتوں کی اور تیسویں روزہ کا ثواب یہ ہے کہ بعوض ہر روزہ کے کہ گذر گئے ہیں ثواب ہزار شہیدوں کا اور ہزار صدیقوں کا اور ہزار روزوں کا ہے اور بشمار اس گھاس کے کہ جو آب دریائے رود نیل سے اُگی ہو درجے بلند کرتا ہے اور بیزاری آتش جہنم سے اور گذرنا صراط سے اور امان عذاب عطا کرتا ہے اور جنت کا ایک دروازہ ہے کہ نام اس کا ریان ہے وہ قیامت تک نہیں کھولا جاتا ہے مگر واسطے روزہ داروں کے امت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے اور ندا کرتا ہے رضوان داروغہ بہشت کا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آؤ تم طرف ریان کے فرمایا حضرت نے کہ پس داخل ہو گی امت میری اس دروازہ میں سے جنت میں اور اب خدائے تعالے دعا کے قبول کرنے کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ اور جس وقت سوال کریں گے تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندے میرے عَنِّيْ حال میرے سے تو کہہ تو اُن کو کہ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ پس تحقیق میں نزدیک ہوں کہ علم میرا ان کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور جو کچھ کہ وہ کہتے ہیں میں سنتا ہوں اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ قبول کرتا ہوں میں دعا دعا کرنے والوں کی اِذَا دَعَانِ جس وقت دعا کرتا ہے وہ مجھ سے اور پکارتا ہے وہ مجھ کو فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ پس چاہیے کہ قبول کریں وہ واسطے میرے حکم میرے کو اور جو کچھ کہ میں نے ارادہ کیا ہے ان سے اطاعت اور بندگی کا وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ اور چاہیے کہ ایمان لاویں وہ ساتھ میرے یعنی ثابت قدم رہیں اور مجھکو قبول کرنے والا جانیں کہ مستحق قبول کرنے کے ہوں لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ تاکہ وہ راہ راست اور بھلائی کو پائیں اور حق کو پہنچیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا کے واسطے کوئی مکان معین نہیں ہے اس واسطے کہ جس وقت ہر ایک بندے سے قریب ہوا تو مکان بھی اس کے واسطے معین نہ ہوگا اور منقول ہے کہ ایک عالم یہودی نے عمر بن خطاب سے ان کی خلافت میں پوچھا کہ خدا کہاں ہے عمر نے کہا کہ آسمان پر ہے بالائے عرش یہودی نے کہا کہ معلوم ہوا کہ زمین اس سے خالی ہے عمر نے کہا کہ تو زندیقوں کا سا کلام کرتا ہے دور ہو میرے پاس سے ورنہ تجھ کو مروا ڈالوں گا وہ یہودی باہر نکلا اور اسلام پر ہنستا جاتا تھا راستہ میں جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے ملاقات ہوئی فرمایا کہ تیرا سوال اور خلیفہ صاحب کا جواب میں نے سنا اور جو کچھ کہ جواب تیرے سوال کا ہے وہ مجھ سے سن کہ خدائے تعالے مکان سے مبرا اور پاک ہے اور کوئی جگہ اُس سے خالی نہیں ہے اور وہ ہمارے ہمراہ ہے نہ اس طور سے کہ وہ ہمسے چمٹا ہوا ہے بلکہ اس کا علم اور قدرت ہمسے متعلق ہے توریت میں لکھا ہے کہ چار فرشتے حضرت موسے کے پاس بیٹھے تھے ان سے حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ تم کہاں سے آتے ہو ایک نے اُن میں سے کہا کہ میں آسمان ہفتم سے آتا ہوں خدا کے پاس سے دوسرے نے کہا کہ میں انتہائے مشرق زمین سے آتا ہوں خدا کے پاس سے اور تیسرے نے کہا کہ میں انتہائے مغرب زمین سے آتا ہوں خدا کے پاس سے اور چوتھے نے کہا کہ میں زمین ہفتم سے آتا ہوں خدا کے پاس سے حضرت موسیٰ نے کہا کہ پاک ہے خدا کہ کوئی جگہ اس سے خالی نہیں ہے اور اس یہودی نے اس قول کی تصدیق کی اور فلیستجیبو لی سے معلوم ہوا کہ دعا کا قبول ہونا موقوف ہے خدا کے احکام کے قبول کرنے پر کہ جو کچھ خدا نے واجب کیا ہے اسکو ترک نہ کرے اور جس کام کو منع کیا ہے اسکے گرد نہ جائے اور سب گناہوں سے پرہیز کرے ولیومنوبی سے بھی معلوم ہوا کہ یہ بھی اعتقاد کرنا چاہیئے کہ خدا تعالے بیشک دُعا کا قبول کرنے والا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے ایک شخص نے پوچھا کہ خدائے تعالے وعدہ کرتا ہے دعا کے قبول کرنے کا اور ہم ہر چند دعا کرتے ہیں لیکن دعا ہماری قبول نہیں ہوتی اس کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ کیا تو خدا کو ایسا جانتا ہے کہ وہ وعدے کے خلاف کرتا ہے کہا نہیں فرمایا کہ میں تجھ کو خبر دیتا ہوں کہ جو کوئی فرمانبرداری کرے خدا کی اس امر میں کہ جسکا اُسنے حکم دیا ہے اور اسکو بجا لائے اور پھر دعا کرے جہت دعا سے تو خدائے تعالے قبول کرے گا اس شخص نے پوچھا کہ جہت دعا کیا ہے فرمایا کہ پہلے خدائے تعالے کی حمد اور ثنا بیان کرے اور اس کی نعمتوں کا ذکر کرے اور پھر ان نعمتوں کا شکر کرے اور پھر درود بھیجے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور پھر ذکر کرے اپنے گناہوں کا

شان نزول دعا

اور اقرار کرے ان کا اور توبہ کرے ان سے بہ جہت دعا کی ہے اور پھر دعا کرے خدا تعالےٰ قبول کرے گا اور دوسری روایت میں ہے کہ حرام کے کھانے سے اور دروغ گوئی سے پرہیز کرے اور یہ بھی اعتقاد ہو کہ خدائے تعالےٰ ضرور قبول کریگا اور مخلوقات سے مایوس ہو اور امید قوی خدا سے رکھے کہ وہی دینے والا ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کی مشیت میں قبول کرنا دعا کا مصلحت نہیں ہے تو امر مطلوب کے عوض میں خدائے تعالےٰ کوئی اور بھلائی عطا کرتا ہے اور اگر اس کا دینا بھی مصلحت نہیں ہوتا تو امر مطلوب کے عوض میں اس کا درجہ آخرت میں بڑھاتا ہے اور کہتے ہیں کہ پہلی ماہ رمضان میں شب کو بعد سونے کے کھانا حرام تھا اور زوجہ سے صحبت کرنی ماہ رمضان کے دن اور رات دونوں میں حرام تھی اور بعضی روایت میں ہے کہ خوات بن جبیر اور بعضے میں ہے کہ مطعم بن جبیر نے شب کو کھانا نہ کھایا اور یہ حضرت کے صحابہ میں سے تھے اور بہ سبب فاقہ کے جہاد میں ان کو غشی ہو گئی اور بعضوں کو شہوت کے غلبہ سے تاب نہ تھی انھوں پوشیدہ شب کو اپنی اپنی زوجہ سے صحبت کی اور صبح کو یہ اثر رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظاہر کیا فاقہ کشوں پر حضرت کو رحم آیا اور زوجہ کے پاس جانے والوں نے حضرت کے روبرو شب کی صحبت کا عذر کیا اور بیضاوی وغیرہ تفاسیر اہل سنت میں لکھا ہے کہ عمر بن خطاب سے شہوت کے سبب سے برداشت نہ ہو سکی اور شب کو انھوں نے اپنی زوجہ سے مجامعت کی اور صبح کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا عذر کیا اور بعد اسکے اور آدمی بھی کھڑے ہوئے اور حضرت سے انھوں نے شب کی صحبت کا عذر کیا کہ ہم سے ضبط نہ ہو سکا ہم نے اپنی زوجہ سے صحبت کی تب یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ حلال کی گئی ہے واسطے تمہارے بیچ رات روزے رکھنے یعنی شب ماہ رمضان میں الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ مجامعت کرنی طرف عورتوں تمہاری کے کہ اگر تم شب ماہ رمضان میں اُنسے مجامعت کرو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ واسطے تمہارے مباح ہے اور لیلۃ منصوب علی الظرفیۃ ہے هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وہ عورتیں لباس ہیں واسطے تمہارے وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ اور تم لباس ہو واسطے ان عورتوں کے کہ تم اُن سے لپٹ کر سوتے ہو اور وہ تم سے لپٹ کر سوتی ہیں تم آپس میں بمنزلہ لباس کے ہو ہر ایک بادوسرے کے واسطے عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ جانتا ہے خدا نے یہ کہ تحقیق تم ہو تم تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ خیانت کرتے ہو تم نفسوں اپنے کو اور ظلم کرتے ہو تم اپنے بسبب اختیار کرنے عذاب کے فَتَابَ عَلَيْكُمْ پس رجوع کی اوپر تمہارے اور توبہ تمہاری قبول کی خدا نے اپنی رحمت سے وَعَفَا عَنكُمْ اور معاف کیا تم سے اس گناہ کو فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ پس اب مجامعت کرو تم ان عورتوں سے شب ماہ رمضان میں وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ اور طلب کرو تم جو کچھ کہ لکھا ہے خدا نے واسطے تمہارے قسمت تمہاری میں پیدا ہونا فرزند کا یعنی مقصود تمہارا مجامعت سے طلب فرزند ہو نہ محض لذت اور حظ نفس اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت کہ اپنے شوہر کے گھر میں وہ کام اور سلوک کرے کہ جس میں درستی اور صلاح شوہر کی ہو تو خدائے تعالےٰ اس کے گناہوں کو مٹادے گا اور نیکیوں کو اس کے دوچند کرے گا اور جس وقت کوئی عورت اپنے شوہر سے حاملہ ہو تو اس کو اسقدر ثواب ہو کہ کوئی شخص تمام عمر دن کو روزہ رکھے اور شب کو عبادت خدا میں مشغول رہے اور ایکبار اپنے بچہ کو دودھ پلانا مثل آزاد کرنے بندے کے ہے اور جس وقت بچے کو دودھ پلانے سے چھوڑائے تو خدا کی طرف سے ایک آواز کرنے والا اسکو آواز کرے کہ اے عورت تمام گناہ تیرے بخشے گئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یا رسولخدا یہ تو ثواب عورتوں کا ہے اور مردوں کا کیا ثواب ہے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مرد کہ ہاتھ اپنی زوجہ کا رغبت سے پکڑلے تو خدائے تعالےٰ اس کو حسنات عطا کرے اور اگر اسکی گردن میں ہاتھ ڈالے تو دس نیکیاں اسکے واسطے لکھے اور اگر اسکو بوسہ دیوے تو بیس نیکیاں اس کے واسطے لکھے اور اگر اس سے صحبت کرے تو اس قدر ثواب اسکو دیوے کہ تمام دنیا سے زیادہ ہو اور بعد اس کے غسل کرے تو شمار ہر موئے کہ پانی اسپر سے گذرتا ہے گناہوں کو اسکے مٹا کر درجے اس کے زیادہ کرے اور فرشتوں سے فرمائے کہ تم گواہ رہو کہ میں نے اسکو بخشا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسولخدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے مطعم بن جبیر کہ پیر اور ضعیف ہو گئے تھے ایک شب کو ماہ رمضان کے شبوں میں سے انکی زوجہ کھانا دیر میں لائی اور وہ افطار کرنے سے پہلے سو گئے اور جس وقت بیدار ہوئے تو اپنی زوجہ سے کہا کہ اس شب کو کھانا مجھ پر حرام ہو گیا اور دوسرے روز روزے پر روزہ رکھا اور دن کو جنگ احزاب میں خندق کے کھودنے میں شریک ہوئے اور دو روز کا جو فاقہ تھا درمیان خندق کے بیہوش ہو گئے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جوان کو دیکھا تو حضرت کے دل میں رقت پیدا ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا اور کھاؤ تم اور پیو تم شب ماہ رمضان میں حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ یہاں تک کہ ظاہر ہو واسطے تمہارے الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ تاگا سفید صبح کا مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ تاگے سیاہ سے فجر میں سے یعنی سفیدی صبح صادق کی سیاہی رات کی میں سے نکلی ہوئی معلوم ہو تو اس وقت سے پہلے پہلے کھانا کھاؤ اور جس وقت سفیدی صبح صادق کی ظاہر اور شروع ہو تو اس وقت سے کھانا پینا شب کا موقوف کر دو ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ پھر تمام کرو تم روزوں کو إِلَى اللَّيْلِ رات تک یعنی اس وقت تک کہ سرخی شرق کی شام کے وقت دور ہو جائے اور بعد اس کے پھر کھاؤ اور پیو اور اب خدائے تعالےٰ اعتکاف میں مجامعت کرنے کو منع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ اور نہ مجامعت کرو تم ان عورتوں سے جس وقت کہ تم اعتکاف کرنے والے ہو بیچ مسجدوں کے اور اعتکاف یہ ہے کہ تین روز مسجد جامع میں رہتے ہیں اور عبادت خدا میں مشغول رہتے ہیں اور تینوں روز روزہ سے ہوتے ہیں اور وہاں سے باہر نہیں نکلتے ہیں مگر واسطے حاجت ضروری کے جیسے دفع کرنا بول اور براز کا اور غسل کرنا اور مومن بیمار کی عیادت کو جانا اور مومن کے جنازہ کے ہمراہ چلنا اور گواہی دینے لیکن جس وقت نکلے تو سایہ میں نہ چلے اور بدون ضرورت بیٹھنے کی جگہ کے کہیں بیٹھے نہیں اور مسجد سے باہر اس کو نماز پڑھنی اور تین روز تک کسی وقت عورتوں سے مجامعت کرنی اسکو جائز نہیں ہے اور خوشبو سونگھنے اور خرید و فروخت اور نزاع اس پر حرام ہے اور ماہ رمضان میں اعتکاف کرنے کا بہت ثواب ہے اور علی ابن الحسین علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی ماہ رمضان میں اعتکاف کرے ایسا ہے کہ اس نے دس حج اور دس عمرہ کئے ہوں اور فرماتا ہے خدائے تعالےٰ کہ تِلْكَ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے حُدُودُ اللَّهِ حدیں خدا کی ہیں مقرر کی گئی ہیں واسطے بندوں کے کہ مراد ان سے منہیات اور محرمات ہیں فَلَا تَقْرَبُوهَا پس نہ نزدیک ہو تم ان منہیات اور محرمات کے کہ ان کو عمل میں مت لاؤ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ اسی طرح بیان کرتا ہے خدا نشانیاں اور آیتیں اپنی لِلنَّاسِ واسطے آدمیوں کے کہ وہ امر و نہی اور وعدہ اور وعید ہے لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ تاکہ وہ ڈریں اور پرہیز کریں اور حدود خدا سے نہ گزریں اور مخالفت امر و نہی کی نہ کریں اور دوسرا حکم بیان کرتا ہے خدائے تعالےٰ کہ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ اور نہ کھاؤ تم مالوں اپنے کو درمیان اپنے یعنی آپس میں ایک شخص دوسرے شخص کا مال نہ کھاوے بِالْبَاطِلِ ساتھ باطل کے جو کہ شرع میں ممنوع ہے جیسے کہ چوری اور خیانت اور قمار بازی اور غصب اور رشوت وغیرہ اور امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے فرمایا کہ مراد باطل سے یہ ہے کہ آدمی جھوٹی قسم کھا کر مال کسی مومن کا قطع کروا دے اور اپنی جھوٹی قسم سے کسی دوسرے کو دلوا دے اور دوسری حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اگر آدمی قرض لیکر کھا وے اور نیت اس کے ادا کرنے کی نہ رکھتا ہو تو یہ بھی باطل میں داخل ہے وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ اور نہ کھینچ لیجاؤ تم ان مالوں کو طرف حاکموں کے تدلوا کا عطف تاکلوا پر ہے یعنی ان مالوں کا مرافعہ اور نالش طرف حاکموں کے لیجاؤ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ تاکہ کھاؤ تم ایک پارہ کو مالوں آدمیوں کے ساتھ گناہ کے اس حیلہ سے وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ اور تم جانتے ہو کہ یہ دلانے کا حق ہے یعنی حاکم کی طرف نالش نہ لیجاؤ کہ اس بہانہ سے جھوٹی گواہی دیکر آدمیوں کا مال کھاؤ

بیان اوقات صیام و اعتکاف

ممانعت غیروں کے مال کھانے کی بطور ناجائز

ع ٦

اور یا حق کو کسی کے جانتے ہو اور جس کا کچھ حق نہیں ہے اس کو صلح کرو اکر کچھ دلوا دو اور حاکم ظالم سے سازش کرکے اسکو رشوت دو اور اس کی حمایت سے آدمیوں کا مال کھاؤ کہ حاکم مخالف حق کے دیوے اور تم جانتے ہو کہ ہم باطل پر ہیں اور یہ حق ہمارا نہیں ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ اس امت میں حکام ہوویں گے کہ وہ موافق حق کے حکم نہ دیویں گے اس واسطے خدائے تعالےٰ نے منع کیا ہے مومنین کو کہ ان حاکموں کی طرف رجوع نہ کریں اور وہ جانتے ہیں کہ یہ حکام حکم بحق نہ کریں گے اور معاذ بن جبل نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یہودی چاند کے حال سے بہت سوال کرتے ہیں کہ چھوٹے سے بڑا ہو جاتا ہے اور پھر چھوٹا ہو کر غائب ہو جاتا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ سوال کرتے ہیں وہ تجھ سے چاندوں کے احوال سے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قُلْ کہہ تو ان لوگوں سے هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وہ چاند علامتیں وقتوں کی ہیں واسطے آدمیوں کے اور حج کے اور اس سے پہچانی جاتی ہے عدۃ عورتوں کی اور مزدوریاں مزدوروں کی اور حساب تجارتوں کا اور حساب اور کتاب معاملات کا اور حال آغاز و اختتام سال کا اور روزہ رکھنا اور افطار کرنا اور اوقات حج اور عمرہ کے اور مدت حمل کی اور مدت دودھ پلانے بچہ کی اور اس کے دودھ چھڑانے کی اور سوائے اس کے بہت امور معلوم ہوتے ہیں جو کہ چاند پر موقوف ہیں اور کہتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں جو کوئی احرام حج اور عمرہ کا باندھتا تھا اس پر حرام تھا دروازے میں سے ہو کر گھر میں جانا اور کوٹھے پر سے زینہ لگا کر جاتے تھے اور اسکو اپنے اعتقاد میں تمامی حج سے جانتے تھے خدائے تعالےٰ نے اس عمل کے موقوف کرنے کو یہ آیت نازل کی چنانچہ فرماتا ہے وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا اور نہیں ہے نیکی یہ کہ آؤ تم گھروں میں پچھواڑوں ان کے سے اور ان کے پشتوں کی جانب سے اور با اس میں زائد ہے کہ واسطے تاکید نفی کے آئی ہے اور جار اور مجرور مل کر محل نصب میں ہو کر خبر لیس کی ہے پس خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم گھروں کی پشتوں کی جانب سے آؤ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ اور لیکن نیک، یہ بر مصدر ہے اور اسم فاعل کے معنی میں ہے یعنی اور لیکن نیکی کرنے والا مَنِ اتَّقٰى وہ شخص ہے کہ پرہیز کرے ان چیزوں سے کہ حرام کی ہیں خدا نے وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا اور آؤ تم گھروں میں دروازوں ان کے سے ہر حال میں وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے اور پرہیز کرو تم بدل ڈالنے احکام خدا کے سے لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ رستگاری پاؤ تم عذاب خدا کے سے اور اہلبیت علیہم السلام کی احادیث میں آیا ہے کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ حاصل کرو تم علوم کو ان کے دروازوں سے کہ وہ امیر المومنین اور انکی اولاد طاہرین ہیں موافق حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابہا کی اور مراد بیوت سے بیوت علم ہیں اور فرمایا حضرات علیہم السلام نے کہ جسنے ہماری پیروی کی اور ہماری دوستی کا اقرار کیا وہ شخص دروازوں میں سے گھروں میں آیا اور جس نے ہماری مخالفت کی اور ہمپر دوسرے کو فضیلت دی بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ گھرونکی پشتونکی جانب سے آیا اور کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہ سو اصحاب ہمراہ اپنے لیکر بقصد قضائے عمرہ سن چھ ہجری میں مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے اور مشرکین نے حضرت کو مکہ میں داخل ہونے سے منع کیا آخر کو حدیبیہ میں اس امر پر صلاح ٹھیری کہ سال آیندہ مومنین مکہ میں داخل ہوں اور مشرکین تین روز مکہ کو خالی کر دیں کہ مسلمان بفراغت تمام طواف میں مشغول ہوں دوسرے سال جو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب مکہ کو روانہ ہوئے تو حضرت کے اصحاب کو پھر اندیشہ ہوا کہ مبادا مشرکین اپنے عہد سے پھر جائیں اور شرط پر قائم نہ رہیں اور لڑنے کو آمادہ ہوں تو ہم انسے حرم میں کیونکر لڑینگے تب یہ آیت نازل ہوئی اور خدائے تعالےٰ نے فرمایا کہ وَقَاتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور لڑو تم اے مومنین بیچ راہ خدا کے الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ ان لوگوں سے کہ لڑیں وہ تم سے اور حرام کا کچھ لحاظ مت کرو وَلَا تَعْتَدُوْا اور نہ حد سے گزرو تم کہ ابتدا لڑائی کی کرو تم اور انسے پہلے تم ہی ارادہ لڑنیکا کرو اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ تحقیق کہ خدا دوست نہیں رکھتا ہے حد سے گزرنیوالوں کو وَاقْتُلُوْهُمْ

سوال یہود از کیفیت ماہ ہلال

حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ اور قتل کرو تم ان کو جس جگہ کہ پاؤ تم انکو وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ اور نکال دو تم انکو جسجگہ سے کہ
نکالا ہے انھوں نے تمکو وَالْفِتْنَةُ اور فتنہ یعنی شرک ان کا اور مکہ سے تمہارا نکال دینا اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ زیادہ سخت ہے قتل کرنے انکے سے
حرم میں وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور نہ لڑائی کرو تم اُن سے نزدیک مسجد الحرام کے حَتّٰى يُقَاتِلُوْكُمْ فِيْهِ یہاں تک کہ
لڑائی کریں وہ تم سے بیچ اُسکے فَاِنْ قَاتَلُوْكُمْ پس اگر لڑائی کریں وہ تم سے تو فَاقْتُلُوْهُمْ پس قتل کرو تم ان کو كَذٰلِكَ جَزَآءُ
الْكَافِرِيْنَ ایسا ہی بدلا کافروں کا کہ جس وقت وہ تم سے لڑنیکو موجود ہوں اور تمسے لڑیں تو تمکو پھر کیا دریغ ہے تم بھی ان کو قتل کرو فَاِنِ
انْتَهَوْا پس اگر باز آئیں وہ لڑائی سے اور شرک سے فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ پس تحقیق خدا بخشنے والا ہے ان کے گناہوں کا رَّحِيْمٌ مہربان ہے
کہ ببرکت اسلام ان کو بہشت میں لیجائے وَقَاتِلُوْهُمْ اور لڑو تم ان سے اے مومنین حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ یہاں تک کہ نہووے فتنہ
یعنی باقی نرہے شرک وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ اور ہووے دین خاص واسطے خدا کے کہ خدا کی پرستش کرنے والے سب ہو جائیں فَاِنِ
انْتَهَوْا پس اگر باز آئیں وہ لڑائی اور شرک سے تو فَلَا عُدْوَانَ پس نہیں ہے تعدی اور زیادتی بعد اسکے اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ
مگر اوپر ظلم کرنے والوں کے کہ وہ اپنے کفر پر قائم رہیں اور منقول ہے کہ مشرکین نے مسلمانوں سے سال حدیبیہ میں ذیقعد کے مہینے میں ارادہ لڑا
ئی کا کیا تھا اور سال آئندہ میں جب مسلمان واسطے قضائے عمرہ کے مکہ کو روانہ ہوئے تو وہ مہینہ بھی ذی قعد کا تھا مسلمانوں نے اندیشہ کیا کہ
اگر مشرکین ہم سے لڑائی کریں گے ماہ حرام میں کہ یہ مہینہ ذیقعد کا ماہ حرام ہے تو ہم اُن سے کیونکر اس ماہ حرام میں لڑیں گے تب خدا تعالے نے
یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ ماہ حرام بدلے ماہ حرام کے ہے یعنی یہ ماہ حرام
ذیقعد کہ اب جس میں قضائے عمرے کو جاتے ہیں عوض اس ماہ حرام ذیقعد گذشتہ کے ہے کہ جس میں تم سے مشرکین بہ جنگ وجدال
پیش آئے تھے تم اندیشہ نہ کرو کہ پہلے اُنھوں نے ہی حرمت اس مہینہ کی شکست کی تھی اور ماہ حرام چار مہینے ہیں ذی قعد اور ذی الحجہ
اور محرم اور رجب اور فرماتا ہے خدا کہ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ اور حرمتیں کہ جن کی حفاظت کی جاتی ہے قصاص ہیں یعنی جاری
ہوتا ہے بیچ اُن کے قصاص اور یا یہ کہ حرمتیں صاحب قصاص ہیں کہ ان میں برابری اور مساوات چاہیے یعنی انمیں بھی قصاص جاری
ہوتا ہے جیسے کہ اور چیزوں میں جاری ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز کا ایک بدلہ اور عوض ہے پس جس وقت کہ اُنھوں نے حرمت اس مہینے
کی نرکھی کہ وہ تم سے اس مہینے میں لڑے تو قصاص اسکا یہی ہے کہ تم بھی اُن کے مہینے کی حرمت نہ رکھو جیسے کہ کوئی کسی کو مار ڈالے
تو قصاص اس کا یہی ہے کہ اسکو اس کے بدلے مار ڈالیں پس اگر وہ تم سے لڑیں تو تم اُن قتل کرو فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ پس جو
شخص کہ تعدی اور ظلم کرے اوپر تمہارے تو فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ پس تعدی کرو تم اوپر اس کے بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ
ساتھ مثل اس کے کہ تعدی کی ہے اسنے اوپر تمہارے نہ زیادہ اُس کے ظلم سے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے زیادہ تعدی
کرنے میں اور اُس کے حکم کی مخالفت کرنے میں وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ اور جانو تم کہ تحقیق خدا ہمراہ ڈرنیوالوں اور
پرہیزگاروں کے ہے کہ اُن سے راضی ہے اور ان کے افعال کو پسند کرتا ہے اور اُنکی نصرت کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصد قضائے عمرہ کا کیا تو بعضے مسلمانوں نے کہا کہ ہم اپنے پاس کچھ توشہ اور خرچ راہ نہیں رکھتے ہیں
اور تونگر لوگ ہم کو کچھ دیتے نہیں ہیں اور اس صورت میں ہم واسطے قضائے عمرہ کے ہمراہ حضرت کے کیونکر چلیں تب یہ آیت نازل ہوئی
وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور خرچ کرو تم بیچ راہ خدا کے اے تونگرو کہ محتاجوں کو اپنے پاس سے کچھ دو تاکہ وہ جہاد میں جائیں اور
کنجوسی سے خرچ کرو وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اور نہ ڈالو تم ہاتھوں اپنے کو طرف ہلاکت کے کہ بخل کر کے دوزخ
داخل ہو اور اس قدر اسراف بھی نہ کرو کہ کل مال اپنا راہ خدا میں دیدو اور خود محتاج ہو جاؤ کہ موجب تمہاری ہلاکت کا ہو بلکہ اس قدر دو

کہ خود بھی بے رہو اور با بدیکم میں زائد ہے کہ واسطے تاکید نفی کے آئی ہے اور تہلکہ مصدر ہے اور سوائے اسکے اس وزن پر بضم عین اور کوئی مصدر کلام عرب میں نہیں آیا ہے وَاَحْسِنُوْا اور نیکی کرو تم کہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ تحقیق خدا دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو یعنی نیکی کرو غازیوں اور محتاجوں کیساتھ اس ایک حسن سے کہ ان کو دو اور خود بھی بے ہوئے رہو نہ یہ کہ کل مال کو راہ خدا میں دیدو کہ اب محتاج ہو جاؤ پس مراد احسان سے میانہ روی ہے نہ بخل اور نہ اسراف اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی خرچ کرے راہ خدا میں کل مال اپنا اور اپنے پاس کچھ نہ رکھے تو یہ احسان نہیں ہے اس واسطے خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کہ محتاج ہو کر اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا بھی مذموم ہے اور آیہ ولا تلقوا سے ثابت ہوا کہ آدمی بجبر جہاد کے کہ وہ مستثنیٰ ہے اپنے تئیں کسی ہلاکت میں نہ ڈالے اور واسطے حفاظت جان کے اطاعت سلاطین اور مخالفین کی لازم ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس وقت کوئی مومن عمل نیک کرتا ہے تو خدائے تعالےٰ اسکو مضاعف کرتا ہے ہر حسنہ کے عوض سات سو اور امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی اپنے گھر میں بیٹھا ہوا ایک درہم راہ خدا میں یعنی حج اور جہاد میں دیوے تو ثواب سات سو درہم کا اس کے واسطے لکھیں اور اگر حج اور جہاد میں جائے اور مال کو راہ خدا میں خرچ کرے تو ہر درہم کے عوض میں سات لاکھ درہم کا ثواب اسکو دیویں گے اور بعضے کہتے ہیں کہ احسان کے معنی یہ ہیں کہ خدا کی طرف گمان نیک لیجائے کہ خدا اس شخص کو کہ جو خدا کی طرف وہ گمان نیک لیجاتا ہے بہت دوست رکھتا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کی طرف سے گمان نیک لیجانا مول بہشت کا ہے اور قیامت کے روز خدا کا حکم ہوگا کہ بندہ کو دوزخ میں لیجاؤ جس وقت کہ ملائکہ اس کو دوزخ میں لیجائیں گے تو وہ اپنا سر اٹھائے گا اور کہے گا کہ خدایا و ندا گمان میرا تجھ پر یہ نہ تھا خدائے تعالےٰ فرمائے گا کہ گمان تیرا مجھ پر کیا تھا بندہ کہے گا کہ گمان میرا تجھ پر یہ تھا کہ تو مجھ کو بخشے گا اور میرے گناہوں سے درگذر کرے گا اس وقت خدا تعالےٰ فرمائے گا کہ میں نے تجھ کو بخشا اور تیرے گناہوں سے میں درگذرا پس اس کو واپس کر کے بہشت میں لے جائیں گے اور اب خدا تعالےٰ حج اور عمرہ کے فرض ہونے کو بیان کرتا ہے وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ اور تمام کرو تم حج اور عمرہ کو واسطے خدا کے یعنی ان کے افعال اور اعمال کو کامل کر کے مع شرائط اور ارکان کے بجالاؤ خاص واسطے خدا کے نہ مثل کفار کے کہ وہ طواف اور قربانی بتوں کے نام کی کرتے ہیں اور حج تو بالاجماع امت واجب ہے اور عمرہ کے وجوب میں اختلاف ہے لیکن ہمارے مذہب میں عمرہ بھی مثل حج کے واجب ہے اور احادیث اسکے وجوب پر دلالت کرتی ہیں اور آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ تمام کرو تم افعال حج اور عمرہ کو فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ پس اگر منع کئے جاؤ تم اور روکے جاؤ تم کسی بیماری یا دشمن کے خوف کے سبب سے اور وہاں نہ جا سکو افعال حج بجالانے کے واسطے اور تم احرام باندھے ہوئے ہو تو فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ پس جو کچھ کہ میسر ہو سکے ہدی کی قسم سے کہ قربانی کرو اسکو مکہ میں یا منا میں بھیجکر اور بہتر یہ ہے کہ وہ دبتہ ہوئے اور جس وقت مانع برطرف ہو جائے تو ان افعال حج کو قضا کرو اور بجالاؤ کہ اگر موسم اس کا باقی ہے تو اسی سال میں ورنہ سال آیندہ میں وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَکُمْ اور نہ منڈواؤ تم سر ولن اپنے کو اور احرام کو اپنے باہر ہو جاؤ حَتّٰی یَبْلُغَ الْھَدْیُ مَحِلَّہٗ یہاں تک کہ پہنچے ہدی جگہ اپنی کو کہ اگر احرام عمرہ کا ہے تو جگہ اُسکی مکہ ہے وہاں اسکو بھیجدو اور اگر احرام حج کا باندھا ہے تو اسکو منا میں بھیجدو کہ جگہ اسکی منا ہے اور جس کے ہاتھ بھجواؤ اس سے کہدو کہ فلاں روز فلاں وقت اسکو ذبح کرنا جب وہ وقت آئے تو بعد اس کے احرام اپنا کھول ڈالو اور جو وقت کوئی آدمی احرام حج کا یا عمرہ کا باندھتا ہے تو اس پر کئی چیزیں حرام ہو جاتی ہیں لباس دوختہ پہننا اور صحرا کا شکار کرنا اور عورتوں سے مجامعت کرنی اور خوشبو سونگھنی اور سر کو ڈھکنا اور آئینہ دیکھنا جیسا ہمراہ اپنا

دیکھنا اور موزہ پہننا اسی طرح کئی چیزیں ہیں کہ وہ حرام ہیں اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں اور ازانجملہ سر کا منڈانا بھی حرام ہے اور اگر
احتیاج سر کے منڈانے کی ہو تو وہاں آدمی کیا کرے اسکو خدا تعالےٰ بیان کرتا ہے کہ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا پس جو شخص کہ ہووے
تم میں سے بیمار حالت احرام میں اور ایسی بیماری ہو کہ جس میں سر کے منڈانے کی ضرورت ہو اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ یا ساتھ اس کے
اذیت ہو سر اس کے سبب سے کہ سر میں اس کے زخم ہے یا جوئیں پڑ گئی ہیں یا درد سر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ کعب بن عجرہ احرام باندھے ہوئے تھا
اس کے سر میں جوئیں بہت ہو گئی تھیں اور اس کے منہ پر پھرتی تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنکر فرمایا کہ تو اپنے سر کو منڈوا لے اور ایک
گوسفند کو ذبح کر اور فقیر کو اس کا گوشت دیدے اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر میں مقدور نہیں رکھتا ہوں تب
یہ آیت نازل ہوئی کہ جو کوئی حالت احرام میں بیمار ہو اور یا کوئی اس کے سر میں اذیت ہو فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ پس فدیہ دینا ہے
روزوں سے کہ تین روزے رکھے اَوْ صَدَقَةٍ یا صدقہ سے کہ چھ مسکین کو کھانا دیوے ہر مسکین کو نصف صاع یا دو مد کھانا دیوے کہ ایک
صاع بوزن شاہ جہاں آباد سوا تین سیر تخمیناً اور ایک مد تین پاؤ اور ایک چھٹانک ہوتا ہے اَوْ نُسُكٍ یا قربانی سے ہے فدیہ کہ وہیں اس کو ذبح
کر کے فقرا کو دیوے اور ادنیٰ اس کا دنبہ ہے اور پہلے اس سے آیہ ان الصفا والمروۃ کی تفسیر میں حج اور عمرہ کا بیان ہو لیا ہے لیکن حج
تین طرح کا ہوتا ہے حج تمتع اور حج افراد اور حج قرآن حج تمتع تو ان لوگو پر ہے کہ جو مکہ معظمہ سے اڑتالیس میل یا زیادہ اس سے دور رہتے
ہیں اور اس حج میں حج سے پہلے عمرہ بجالاتے ہیں اور اس عمرہ کو عمرہ تمتع کہتے ہیں اور اس عمرہ میں طواف نسا نہیں ہوتا لیکن اس کے حج میں
ہوتا ہے اور یہ عمرہ شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں ہوتا ہے اور سوائے اس کے اور کسی مہینہ میں نہیں ہوتا اور حج افسراد بھی ایسا ہی ہے
جیسے کہ حج تمتع ہے لیکن عمرہ اسکا بعد حج کے ہے اور اس میں طواف نسا بھی ہے اور اس عمرہ کو ہر مہینے میں کر سکتے ہیں اور ایسے ہی حج قرآن
ہے اور فقہ کی کتابوں میں تفصیل سے مذکور ہے اور اس آیت میں خدا تعالےٰ عمرہ تمتع اور حج تمتع کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ
پس جس وقت کہ امن میں ہو تم کہ کوئی مانع بیماری وغیرہ کا تمکو لاحق ہووے فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ پس جو شخص کہ فائدہ اٹھالے
ساتھ عمرہ کی طرف حج کے یعنی عمرہ کو بجالاکر اور احرام عمرہ کا کھول کر قصد بجالانے حج کا کرے اور احرام حج کا باندھے تو فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ
الْهَدْيِ پس جو کچھ کہ میسر ہو ہدی کی قسم سے شتر یا گائے یا گوسفند اسکو منا میں قربانی کرے فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ پس جو شخص کہ نہ پائے ہدی
کو کہ قدرت اسکی نہ رکھتا ہووے تو فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ پس روزے تین روزے کے ہیں بیچ حج کے یعنی ہدی کے بدلے اسپر تین روزے
تو حج کے دنوں میں ساتویں اور آٹھویں اور نویں ذالحجہ کی اور تقدیر فصیام ثلثۃ ایام کے فعلیہ صیام ثلثۃ ایام فی الحج ہے یعنی پس اسپر روزے تین
روزکے ہیں بیچ حج کے ساتویں اور آٹھویں اور نویں ذالحجہ کی وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ اور سات روزے جس وقت کہ لوٹے پھر و تم طرف
وطن کے پھر وہاں پہنچکر رکھو اور سبعۃ کا عطف ثلثۃ پر ہے اور تین اور سات دس روزے ہوئے بدلے ہدی کے کہ اسکو خدا تعالےٰ بیان کرتا ہے
کہ تِلْكَ یعنی تین اور سات عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ دس کامل ہیں کہ قربانی کامل سے کم نہیں ہوتی اور مراد کاملہ سے یہاں قربانی ہے
ذٰلِكَ یعنی عمرہ اور حج تمتع لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ واسطے اس شخص کے ہے کہ نہوویں وہ لوگ اس کے کنبہ کے حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
حاضر ہونے والے مسجد حرام کے بلکہ مسجد حرام سے اڑتالیس میل یا زیادہ اس سے دور رہتے ہوں اور جو لوگ کہ مکہ میں اور اڑتالیس میل سے کم اس کے
گرد رہتے ہیں حج ان کا افراد یا قرآن ہے اور آیت میں ذکر حج تمتع کا ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم اے مسلمانوں خدا سے اس کے حکم کے خلاف
کرنے میں وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اور جانو تم کہ تحقیق خدا سخت کرنے والا عذاب کا ہے اس شخص کو کہ نہ ڈرے اس سے ع
اور اس کے حکم کے برخلاف کرے اور فرماتا ہے کہ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ حج کے مہینے معلوم ہیں اور تقدیر اسکی اشہر الحج اشہر معلومات ہے
مضاف حج کا محذوف ہو گیا ہے یعنی مہینے حج کے مہینے معلوم ہیں اور وہ شوال اور ذیقعد اور دس دن ذالحجہ کے ہیں احرام عمرہ تمتع کا

اور حج تمتع کا ان مہینوں میں ہوتا ہے اور بعضے آدمی تمام مہینے کو ذی الحجہ کے اشہر حج میں سے شمار کرتے ہیں اسواسطے کہ بعضے افعال حج کے بعد دسویں تاریخ ذی الحجہ کی بھی ہوتے ہیں جیسے کہ جمرات کو کنکریاں مارنے اور روزے بدلے کے فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ پس جو شخص کہ واجب کرے بیچ ان مہینوں کے حج کو اپنے نفس پر یعنی نیت احرام کی کرکے تلبیہ کہے حج تمتع اور حج افراد والا اور حج قران والا کوہان میں شتر کے چھری لگائے یا اس کے جوتے لٹکائے کہ جس میں نماز پڑھی ہے اور اسکو فعل عربی کہتے ہیں تو اس صورت میں فَلَا رَفَثَ پس نہیں جائز ہے جماع کرنا وَلَا فُسُوقَ اور نہ دروغ اور دشنام کہنا ہے وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ اور نہ جھگڑا کرنا بیچ حج کے یعنی لاو اللہ وبلی واللہ کہنا خواہ جھوٹا ہو خواہ سچا ہو اور رفث یعنی فحش ہے اور مراد اس سے مجامعت ہے اور رفث باللسان سے مراد وعدہ مجامعت ہے اور ابن کثیر اور ابن عامر اور یعقوب نے رفث اور فسوق اور جدال کو مفتوح پڑھا ہے اور ابوجعفر نے سب کو مرفوع پڑھا ہے تنوین سے اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ اور جو کچھ کہ کرتے ہو تم نیک امر میں سے يَعْلَمْهُ اللَّهُ جانتا ہے اس کو خدا اور موافق اس کے تم کو جزا دے گا اور کہتے ہیں کہ بعضے آدمی بے توشہ گھر سے نکل کر حج کو جاتے تھے اور لوگوں سے خرچ راہ طلب کرتے تھے اور لوگ ان سے بہت تنگ ہوتے تھے خدائے تعالے نے اس سے منع کیا اور فرمایا کہ بے توشہ گھر سے حج کرنے کو نہ نکلو چنانچہ فرماتا ہے کہ وَتَزَوَّدُوا اور توشہ لیجاؤ تم کہ آمد و رفت میں اپنی ضروریات میں خرچ کرو تم اور آدمیوں پر تم گراں نہو کہ ان کو واسطے زاد راہ کے تنگ کرو اپنا تم کو نہ چاہیے فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ پس تحقیق بہتر توشہ کا پرہیزگاری ہے طمع سے اور افعال بد سے اور ایسے ہی زیارات کو جانے کے واسطے لوگوں سے طلب کرتے ہیں اور ان کو تنگ کرتے ہیں اور بعضے تو اُن میں سے ایسے ہیں کہ اس بہانہ سے روپیہ جمع کرکے بیٹھ رہتے ہیں اور زیارات کو ہرگز نہیں جاتے اور جو کچھ حاصل کیا ہے اسکو اپنے کھانے پینے میں ہی صرف کرتے ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ لوگوں سے مانگتے اور کھاتے چلے بھی جاتے ہیں اور زیارات کو حاصل کرتے ہیں لیکن اس طرح کے جانے میں کیا خوبی ہے ہرچند دینے والے کو تو ثواب کثیر ہے لیکن مانگنے والے کو حیا اور شرم چاہیے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پسارنا اور ان کو تنگ کرکے وصول کرنا یہ کون لطف زیارت کا ہے لطف اسی میں ہے کہ اگر خدا تعالے اپنے تئیں دیوے تو قصد زیارت کا کرے ورنہ بیٹھا رہے اور امیدوار اس کے فضل وکرم کا رہے یہاں تک کہ خدائے تعالے سامان زاد راہ کا مہیا کر دے اور فرماتا ہے وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ اور ڈرو تم مجھ سے اے صاحبو عقلوں کے تخصیص عاقلوں کی اس واسطے ہوئی ہے کہ عقل کا کام باعث خوف کا خدا سے ہے اور جو لوگ کہ خدا سے خوف نہیں کرتے ہیں اور بے محابا افعال بد عمل میں لاتے ہیں وہ نہایت کم عقل اور سفیہ ہیں اور کہتے ہیں کہ بعضے آدمی جو سفر حج کرتے تھے تو تجارت کو حج کے دنوں میں گناہ جانتے تھے اور جب دس دن اول ذالحجہ کے آتے تھے تو خرید اور فروخت کو بالکل موقوف کر دیتے تھے خدا تعالے نے اس امر کو منع کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ نہیں ہے اوپر تمہارے کوئی گناہ أَنْ تَبْتَغُوا یہ کہ طلب کرو تم راہ حج میں اور ایام حج میں فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فضل کو پروردگار اپنے سے یعنی طلب کرو تم روزی اپنی کو خدا کے فضل وکرم سے تجارت کے وسیلہ سے کہ یہ معاملہ خرید اور فروخت کا تمکو ثواب حج سے محروم نہیں رکھتا ہے اور پہلے اس سے حج کی کیفیت مذکور ہو چکی ہے اور اب پھر تھوڑا سا مجملاً بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت حج کو شروع کرتے ہیں تو آٹھویں تاریخ کو ذالحجہ کے بعد ظہر کے یا تو اسی روز یا شب کو یا نویں کی صبح کو مقام ابراہیم میں یا میزاب رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر حج کا احرام باندھتے ہیں اس طور سے کہ لباس دوختہ بدن سے اُتارتے ہیں اور غسل کرکے ایک لنگ بدون دوختہ باندھتے ہیں اور ایک چادر بے دوختہ اوڑھتے ہیں اور سر کو نہیں ڈھکتے اور جس وقت احرام کے کپڑے پہنتے ہیں اسوقت تلبیہ کہتے ہیں کہ تلبیہ کے کہنے سے احرام منعقد ہوتا ہے اور تلبیہ یہ ہے کہ لبیک لبیک اللہم لبیک لا شریک لبیک اور بعد اسکے مکہ معظمہ سے عرفات کو روانہ ہوتے ہیں اور وہاں سے تخمیناً چار فرسخ ہے اور رستہ میں عرفات کے پہلے منا آتا ہے اور بعد اسکے مشعر الحرام کہ جس کو

مزدلفہ کہتے ہیں اور مزدلفہ کے بعد عرفات میں پہنچتے ہیں اور عرفات ایک میدان وسیع ہے کوہستان کے درمیان وہاں نویں تاریخ کو ذالحجہ کے
اول زوال سے غروب آفتاب تک سب حجاج قیام کرتے ہیں اور شام کو وہاں سے مشعر الحرام کی طرف اُلٹے پھرتے ہیں اس کا ذکر خدائے تعالیٰ
کرتا ہے کہ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ پس جس وقت پھرو تم عرفات سے طرف مشعر الحرام کے ہمراہ انبوہ اور کثرت کے تو فَاذْكُرُوا
اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ پس ذکر کرو تم خدا کا نزدیک مشعر الحرام کے قریب پہنچکر خدائے تعالیٰ کا ذکر کرو اور اس کو یاد کرو اور اس کی نعمتوں
کا شکر کرو اور اس کی نعمتوں کو یاد کرے اور جس وقت مشعر الحرام میں ایک پہر شب گزرے سب حجاج پہنچتے ہیں تو مغرب اور عشا کی دونو نمازوں کو
وہاں پہنچکر پڑھتے ہیں اور شب کو وہاں رہتے ہیں اور صبح صادق سے طلوع آفتاب تک بہنیت وہاں کے ٹھہرنے کی کرتے ہیں اور ذکر خدا میں مشغول
رہتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ اور یاد کرو تم اس خدا کو جیسے کہ ہدایت کی ہے اس نے تمکو دین اور ایمان کی
یعنی بقدر ہدایت کے اس کا ذکر کرو وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ اور بتحقیق کہ تھے تم پہلے اس سے البتہ گمراہوں میں سے
کہ راہ راست کو نہیں جانتے تھے اور یہ اِنْ مخففہ اِنَّ مثقلہ کا ہے کہ اس کے ہمراہ لام ابتدائیہ آیا ہے اور یہ اِنْ شرطیہ نہیں ہے اور
امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ قریش اور خمس حاجیوں کے ہمراہ عرفات میں نہیں جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم حرم کے رہنے والے
ہیں ہمکو حرم سے باہر نکلنا نہیں چاہیے اور اس سبب سے اپنے تئیں لوگوں پر بزرگی دیتے تھے اور مشعر الحرام تک جاتے تھے اور وہاں سے لوٹتے پھر کر
دوسرے راستے سے منا میں آتے تھے اس حرکت کو ان کے خدائے تعالیٰ نے منع کیا اور فرمایا کہ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ
النَّاسُ پھر اُلٹے پھرو تم اے قریش اس جگہ سے کہ پھرتے ہیں آدمی یعنی عرفات سے پھرو جہاں سے کہ سب حجاج پھرتے ہیں وَاسْتَغْفِرُوا
اللّٰهَ اور بخشش چاہو تم خدا سے اعمال کے بدل ڈالنے میں کہ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ بتحقیق خدا بخشنے والا ہے گناہوں کا اس شخص کے کہ توبہ کرے
رَّحِيْمٌ مہربان ہے کہ توبہ قبول کرتا ہے اور بعضے حدیث میں آیا ہے کہ مراد ناس سے ابراہیم اور اسمٰعیل علیہم السلام ہیں اور بعض روایت
میں یہ ہے کہ مراد اس سے آدم علیہ السلام ہیں اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حج کرنے والے مقربان درگاہ الٰہی ہیں مثل اُن
لوگوں کے کہ خدمت میں بادشاہ کے حاضر ہوں اور ان کو قربت بادشاہ کی حاصل ہو اور اگر خدائے تعالیٰ کی درگاہ میں دعا کرتے ہیں تو
خدا خود قبول کرتا ہے اور اگر بخشش چاہیں تو بخشتا ہے اور کہتے ہیں کہ پہلے عرب کے بزرگوں کی یہ عادت تھی کہ جس وقت حج سے فارغ ہوتے
تھے تو اسوقت نزدیک خانۂ کعبہ کے کھڑے ہو کر باآواز بلند اپنے حسب اور نسب کا ذکر کرتے تھے اور ہر ایک شخص دوسرے شخص پر فخر کرتا تھا بعضے
کہتے تھے کہ ہمارے باپوں نے ایسا کھانا محتاجوں کو دیا ہے اور کوئی کہتا تھا کہ ہمارے باپوں نے ایسی مہمانی کی ہے اور بعضے کہتے تھے
کہ ہمارے باپوں نے ایسی شمشیرزنی کی ہے خدائے تعالیٰ ان کے اقوال کو رد کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ
پس جس وقت کہ ادا کرو تم افعال حج اور عمرے اپنے کو تو فَاذْكُرُوا اللّٰهَ پس ذکر کرو تم خدا کا كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ مانند ذکر کرنے
تمہارے کے باپوں اپنے کو یعنی جیسا کہ تم اپنے باپوں کا ذکر کرتے ہو اور ان کے فخر اور بزرگیاں بیان کرتے ہو ایسے خدا کا ذکر کرو اَوْ
اَشَدَّ ذِكْرًا یا بہت زیادہ ذکر کرنا اس کی نعمتوں کا اور اسکے احسان کا کہ جو تم پر اور تمہارے باپوں پر ہے تاکہ تم کو فائدہ اور ثواب
آخرت میں حاصل ہو اور باپوں کی بزرگی سے تمکو کیا فائدہ ہے انکے اعمال اُن کے واسطے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے واسطے اور فخر اپنے اعمال
نیک سے ہوتا ہے نہ غیر کے افعال سے اور تمہارا فخر تو یہی ہے کہ تم خدا کو یاد کرو کہ خدا تم سے راضی ہو اور بعضے آدمی تو ایسے ہوتے ہیں کہ
مقصود ان کا خدا کے ذکر کرنے سے دنیا کی نعمت اور مال و جاہ و حشم دنیا کا ہوتا ہے کہ خدا انکو دنیا میں ایسا کرے اور دنیا ہی کی عزت اور
آبرو اور رونق کو وہ مقصود دلی اپنا جانتے ہیں اور آخرت سے بالکل سکوت کرتے ہیں اور مومن مفلس کو حقیر جانتے ہیں اور ناداری کی جہت سے
اس پر طعن کرتے ہیں اور تونگروں اور دولتمندوں کو بڑے مرتبے اور عزت والے جانتے ہیں اور بعضے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ دنیا اور آخرت

کی دونوں کی خیر چاہتے ہیں اور عذاب دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں ان کا ذکر خدائے تعالےٰ کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ
یَّقُوْلُ پس بعضے آدمیوں میں سے وہ شخص ہے کہ کہتا ہے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا اے پروردگار ہمارے دے تو ہمکو بیچ دنیا کے کہ دنیا
میں آسودگی اور تونگری سے بیں ہوں اور آخرت کو کچھ یاد نہیں کرتا اس کے واسطے خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ
مِنْ خَلَاقٍ اور نہیں ہے واسطے اس طالب دنیا کے بیچ آخرت کے کچھ حصہ کہ اس نے فقط حقیر چیزیں دنیا کی جو کہ فنا ہونے والی ہیں طلب
کیں اور آخرت کی پروانہ کی جہاں ہمیشہ رہے گا وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اور بعض اُن آدمیوں میں سے وہ شخص ہے کہ کہتا ہے رَبَّنَآ
اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً اے پروردگار ہمارے دے تو ہمکو بیچ دنیا کے نیکی مثل صحت امن اور روزی کے وَّفِي الْاٰخِرَةِ
حَسَنَةً اور بیچ آخرت کے نیکی مثل رحمت اور مغفرت کے وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور نگاہ رکھ تو ہمکو عذاب آتش دوزخ سے
اُولٰٓئِكَ یہ لوگ جو کہ دنیا اور آخرت کی خیر طلب کرتے ہیں لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا واسطے انکے حصہ ہے اُس چیز سے کہ کسب
کیا ہے انھوں نے اور عمل کیا ہے انھوں نے نیک اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد حسنۂ دنیا سے زوجۂ صالحہ ہے اور مراد حسنہ آخرت
سے حور ہے اور مراد عذاب نار سے زوجہ بدخو اور سخت گو ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد حسنہ دنیا سے فراخی معاش اور
حسن خلق ہے اور مراد حسنہ آخرت سے رضامندی خدا کی اور بہشت ہے اور کہتے ہیں کہ مراد حسنہ دنیا سے علم اور عبادت ہے اور مراد حسنہ آخرت
سے جنت ہے اور عذاب نار سے مراد شہوات اور ذنوب ہیں کہ دوزخ میں لیجاتی ہیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں
کہ فرمایا حضرت نے کہ جو کوئی دیا جائے دل شکر کرنے والا اور زبان ذکر کرنیوالی خدا کا اور زوجہ مومنہ کہ اعانت کرے اسکی امور دنیا اور آخرت میں
تو وہ شخص دیا گیا ہے نیکی دنیا میں اور نیکی آخرت میں اور انس سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں ہمراہ رسولخدا کے ایک بیمار کی عیادت کو گیا اور وہ بیمار
بہت پریشان تھا حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے حق میں دعائے خیر کیوں نہیں کرتا اُس نے عرض کی کہ ہاں رسولخدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے خدا
جو عذاب کہ مجھ پر کرنا چاہیے وہ دنیا میں کر تو کہ میں طاقت عذاب دوزخ کی نہیں رکھتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ یہ دعا بد ہے کہ جو تو کرتا ہے
کیوں نہیں کہتا ہے تو کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اس شخص نے
جب اس طرح سے دعا کی تو اللہ تعالےٰ نے اس کو شفا بخشی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس روز خدا نے عالم کو پیدا کیا تو ایک فرشتہ کو رکن
یمانی کے نزدیک متعین کیا اور حکم دیا کہ جس وقت کوئی بندہ اس طرح دعا کرے تو وہ آمین کہے وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اور خدا جلد لینے والا
حساب کا ہے کہ ایک لحظہ میں لیویگا کہ جیسے ایکدفعہ سبکو روزی دیتا ہے ایسے ہی ایکدفعہ سبکا حساب لیوے گا اور کسی شخص نے امیر المومنین سے پوچھا کہ کیونکر
حساب لیویگا خدا خلائق کا کہ وہ اسکو دیکھتے نہیں ہیں فرمایا کہ جیسے خلائق کو روزی دیتا ہے اور وہ دیکھتے نہیں ہیں اسکو اور تفسیر امام میں لکھا
ہے کہ ایک کام اسکو دوسرے کام سے منع نہیں کرتا ہے اور نہ ایک حساب دوسرے حساب سے منع کرتا ہے پس جس وقت وہ حساب کریگا ایک شخص کا تو
اسی حالت میں وہ حساب کرے گا کل کا اور ایک حساب کرنیسے کل کا حساب تمام ہو جائے گا اور وہ ایسا ہے جیسے کہ فرمایا ہے کہ ما خلقکم ولا
بعثکم الا کنفس واحدۃ اور اب خدائے تعالےٰ حج کے احکام سے ایک اور حکم بیان کرتا ہے کہ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ اور ذکر کرو
تم خدا کا بیچ دنوں شمار کیے گئے کے کہ وہ گیارھویں اور بارھویں اور تیرھویں ذالحجہ کی ہے کہ جس کو ایام تشریق کہتے ہیں اور ذکر خدا کا ان دنوں میں
یہ ہے کہ اگر منا میں ہو تو ذالحجہ کی دسویں کی نماز ظہر کے بعد سے تکبیر کہنی شروع کرے اور ہر نماز کے بعد کہے اور تیرھویں کی صبح کی نماز کے بعد ختم کرے
پندرہ نمازوں کے بعد ہوئیں یہ پندرہ تکبیریں اور اگر منا میں نہیں ہے بلکہ دوسرے شہر میں ہے تو دس نماز و نکے بعد تکبیر کہے اور دسویں کی ظہر
کے بعد سے شروع کرے اور بارھویں کی صبح کی نماز پر ختم کرے اور اس تکبیر کے وجوب اور استحباب میں اختلاف ہے مشہور استحباب ہے اور بعضوں
نے واجب جانا ہے احوط یہ ہے کہ ترک نہ کرے اور صورت اس تکبیر کی یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

نصف دوسرا پارہ

اللہ اکبر علی ما ھدنا اللہ اکبر علی ما رزقنا من بھیمۃ الانعام اور منقول ہے کہ پہلے اعتقاد بعضے عرب کا یہ تھا کہ منا میں دو روز ٹھہرنیکو گناہ جانتے تھے اور بعضے تین روز ٹھہرنیکو گناہ جانتے تھے خدا تعالےٰ نے دونوں فرقونکا اعتقاد رد کیا اور فرمایا کہ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ پس جو شخص کہ جلدی کرے بیچ دو دن کے کہ منا میں تینوں جمروں کو کنکریاں مارکر بارھویں تاریخ کو ذیحجہ کی منا سے چلا جائے اور فقط گیارھویں اور بارھویں ہی شب وہاں رہے تو فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ پس نہیں ہے کوئی گناہ اوپر اس کے وَمَنْ تَاَخَّرَ اور جو کوئی کہ تاخیر اور دیر کرے کہ تین شب منا میں رہے اور تیرھویں تاریخ کو ذیحجہ کی کنکریاں جمروں کو مار کر منا سے جائے تو فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ پس نہیں ہے کوئی گناہ اوپر اس کے چاہے بارھویں تاریخ کو کنکریاں مار کر جائے چاہے تیرھویں تاریخ کو کنکریاں مار کر جائے اختیار ہے لیکن تیرھویں کو کنکریاں مار کر جانا بہتر ہے اور اختیار ہے بارھویں اور تیرھویں کو جانے میں لِمَنِ اتَّقٰى واسطے اس شخص کے ہے کہ ڈرے اور پرہیز کرے شکار کرنے سے اور مجامعت کرنے سے اور بوئے خوش لگانے سے حالت احرام میں اور اگر پرہیز نہیں کیا ہے بلکہ کوئی امر انہیں سے حالت احرام میں کیا ہے تو واجب ہے اسکو منا میں تیسری شب بھی رہنا اور تیرھویں کو مار کر کنکریاں منا سے کوچ کرنا اور اس سے پہلے اسکو وہاں سے جانا جائز نہیں ہے اور تفسیر امام علیہ السلام میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جو کوئی جلدی کرے کہ دو دن رہے ایام تشریق میں سے منا میں اور اپنے حج سے فارغ ہو کر اپنے شہر کو جائے تو کوئی گناہ اسپر نہیں ہے اور جو کوئی تاخیر کرے تیسرے روز تک اور تیسرے دن تمام روز منا میں رہے تو کوئی گناہ گناہان گذشتہ سے اسپر نہیں ہے کہ تمام گناہ اس کے بخشے گئے حج کرنے سے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے سب احوال میں وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ جانو تم کہ تحقیق تم طرف اس کے جمع کیے جاؤ گے بعد مرنے کے قیامت کے روز واسطے جزائے اعمال کے اور اپنے اپنے عمل کا بدلہ پاؤ گے اور تفسیر امام علیہ السلام میں لکھا ہے کہ ڈرو تم اے حج کرنے والو کہ گناہ تمہارے بخشے گئے ہیں بسبب حج کرنے کے کہ پھر ان گذشتہ گناہوں کو نہ کرو کہ پھر ان گناہوں کا بار اور سزا تمہاری گردنوں پر ہو جائے اور تم اُن کا بار نہ اُٹھا سکو اور وہ گناہ پھر بخشے نہ جاویں مگر توبہ خالص سے اور منقول ہے کہ ایک منافق اخنس ثقفی نام شیریں گفتار اور خوبصورت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتا تھا اور حضرت کو اس کی گفتار اور صورت خوش معلوم ہوتی تھی ایکروز اس نے حضرت کے روبرو خدا کی قسم کھائی کہ میں اسواسطے حاضر ہوا ہوں کہ بصدق دل میں نے اسلام کو اختیار کیا ہے اور حضرت کو اس کے نفاق سے اطلاع نہ تھی اور حضرت کے پاس سے اُٹھ کر جو روانہ ہوا اور زمین حدیبیہ سے آگے بڑھا تو ایک قوم کی زراعت کو آگ سے اُس نے جلا دیا اور مسلمانوں کے چوپاؤں کو قتل کیا اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور بعض آدمیوں میں سے وہ شخص ہے کہ خوش معلوم ہوتی ہے تجھ کو اے محمد بات اسکی بیچ زندگانی دنیا کے کہ وہ دین کو ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں وَيُشْهِدُ اللّٰهَ اور گواہ کرتا ہے وہ شخص منافق خدا کو اور خدا کی قسم کھاتا ہے عَلٰي مَا فِيْ قَلْبِهٖ اوپر اس چیز کے کہ بیچ دل اس منافق کے ہے یعنی کہتا ہے کہ میں دل سے مسلمان ہوں اور خدا کو اسپر گواہ لاتا ہے وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ اور حال یہ ہے کہ وہ بہت سخت اور سرکش تر دشمنوں اور جھگڑنے والوں میں کا ہے نسبت با اہل ایمان وَاِذَا تَوَلّٰى اور جسوقت پشت پھیرتا ہے وہ مجلس اقدس نبوی سے تو سَعٰى فِي الْاَرْضِ دوڑتا ہے بیچ زمین کے اور کوشش کرتا ہے لِيُفْسِدَ فِيْهَا تاکہ فساد اور تباہی کرے وہ بیچ اس زمین کے وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ اور نابود کرے زراعت کو اور نسل کو کہ زراعت کو جلا دے اور نسل کو جیوانکی قطع کرے اور اُنکو قتل کر ڈالے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور خدا نہیں دوست رکھتا ہے فساد کو اور نہیں پسند کرتا ہے تباہی ڈالنے کو اس کی مخلوقات پر وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اور جس وقت کہا جاتا ہے واسطے اس منافق کے کہ اتَّقِ اللّٰهَ ڈر تو خدا سے اور چھوڑ دے تو ان فعلوں کو تو اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ پکڑتی ہے اس منافق کو عزت بِالْاِثْمِ ساتھ گناہ کے کہ عزت اور حمیت جاہلیت کے گناہ کو اُس

بیان شجاعت حضرت علی علیہ السلام

سے چھوڑنے نہیں دیتے کہ جوں جوں اسکو منع کرو زیادہ گناہ کرتا ہے **فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ** پس کافی ہے اسکو دوزخ **وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ** اور البتہ برا بچھونا ہے وہ دوزخ اور جہنم ایک طبقہ ہے آتش دوزخ کے طبقوں میں سے کہ کافروں اور منافقوں کو اسمیں عذاب کریں گے اور وہ کنواں ہے دوزخ میں کہ بغایت عمیق ہے اور منقول ہے کہ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کے تنگ کرنے سے اپنے وطن مکہ معظمہ سے ہجرت اختیار کرنے لگے اور اپنے وطن کو چھوڑنے لگے تو جناب امیر المومنینؑ کو اپنے فرش خواب پر سلایا اور خود حضرت غار میں جا کر پوشیدہ ہوئے اور بعد تین روز کے وہاں سے طرف مدینہ کے روانہ ہوئے اور جناب امیرؑ کمال جوانمردی اور شجاعت سے حضرت کے بستر خواب پر سوئے خدا تعالے جناب امیرؑ کی شان میں فرماتا ہے کہ **وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ** اور بعض آدمیوں میں سے وہ شخص ہے کہ بیچتا ہے یعنی بدل کرتا ہے **نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ** جان اپنی کو واسطے طلب کرنے مرضیوں خدا کے اور اسکی خوشنودی کے واسطے یعنی خدا کی رضامندی کے واسطے جہاد میں یا امر معروف اور نہی منکر میں اپنی جان کو بدل کرتا ہے **وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ** اور خدا مہربان ہے ساتھ بندوں کے بسبب فدا کرنے جان کے راہ خدا میں اور ابتغا مفعول لہ واقع ہوا ہے اور اس آیت کا جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہونا سنی اور شیعہ کی دونوں کی تفسیروں میں لکھا ہے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اس قصہ کو اس طرح لکھا ہے کہ شب غار کو جناب سید ابرار نے بحکم پروردگار خوف کفار سے ارادہ وطن کے چھوڑنے کا کیا تو علی ابن ابیطالب کو بلایا اور ان دنوں میں عمر حضرت علیؑ کی اکیس برس کی تھی فرمایا کہ اے علی کفار نے اتفاق کیا ہے کہ فرش خواب پر اگر مجھ کو قتل کریں اور حکم خدا یہ ہے کہ تو میرے فرش پر میری عبا اوڑھ کر میری جگہ خواب کر تاکہ ان کو گمان ہو کہ میں سوتا ہوں اور اب میں باہر جاتا ہوں اور ایسی جگہ پہنچوں کہ ان کے شر سے امن میں رہوں حضرت علیؑ نے عرض کی کہ اگر میں آپ کی جگہ خواب کروں تو آپ کو کچھ ضرر نہ ہوگا فرمایا کہ نہیں حضرت علیؑ نے عرض کی کہ حضرت نے اپنی سلامتی کی مجھ کو خوش خبری دی اس وقت میں اپنی مرگ سے خوشحال ہوں ؏ ایجان صد ہزار چو من وقف جان تو ؛ ہر دم ہزار تحفہ زمن بر روان تو۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت سرائے سے باہر تشریف لے گئے اور چلتے ہوئے جناب علیؑ سے فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا اور مکہ سے روانہ ہوا تو مکہ میں توقف کرنا اور لوگوں سے کہنا کہ اگر کسی کی امانت یا قرض محمدؐ کے پاس ہے تو وہ آئے اور مجھ سے وصول کرے اور جسوقت تو قرض کو میرے ادا کر چکے تو مع فاطمہ بنت اسد ماں اپنی کے اور فاطمہ بنت محمدؐ اور فاطمہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کی مدینہ کو روانہ ہو حضرت یہ فرما کر وہاں سے روانہ ہوئے اور حضرت علیؑ عبا سبز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوڑھ کر حضرت کے بستر پر جا لیٹے اور کفار قریش نے اس شب کو حضرت کی دولتسرا کا محاصرہ کیا تھا کہ ایسا نہو کہ محمدؐ باہر نکل جائے اور حضرت کی خوابگاہ پر پتھر پھینکتے تھے اور حضرت علیؑ اپنے تئیں خدا کے سپرد کر کے اس خوابگاہ سے ہرگز حرکت نہیں کرتے تھے اور نہ کسی طرح کا اضطراب کرتے تھے اور صبح ہوئی تو سب کفار نے گھر میں داخل ہو کے ہجوم کیا اور شمشیریں کھینچکر خوابگاہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے کہ ایک بار ان حضرت پر تلواریں ماریں اور جسوقت خوابگاہ کے نزدیک گئے تو حضرت علیؑ ایک دفعہ ہی بستر سے کود پڑے اور تلوار کھینچکر اپنی حملہ کیا اور باآواز بلند جو ان کو للکارے تو سب ہراساں ہو گئے اور سرداران کے ابوجہل اور خالد بن ولید اور حنظلہ بن ابوسفیان تھے کہنے لگے کہ اے علی تجھ سے تو ہمکو کچھ مقصود نہیں ہے تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے فرمایا کہ وہ جس جگہ ہے امن خدا میں ہے وہ لوگ وہاں سے نا امید ہو کر پھر گئے اور مثل شجاعت جناب امیر المومنین علیہ السلام کے کسی کی شجاعت عالم میں ثابت نہیں ہے کہ یکہ و تنہا ہزاروں سے مقابلہ کر کے غالب آئے یہ بھی ایک مصلحت خدا تھی کہ جناب رسول خدا کو باعث تعدی کفار کے حکم ہجرت کا ہوا اور نہیں تو کفایت کرتی تھی شجاعت علیؑ کی دفع کفار کے واسطے اور اب خدائے تعالےٰ منافقوں کی طرف خطاب کر کے فرماتا ہے کہ **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا** اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو ظاہر میں **ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً** داخل ہو تم بیچ اسلام کے سب کے دل سے اعتقاد

کرو جیسے کہ تم ظاہر میں کہتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں اور سلم کو اہل حجاز اور کسائی نے بفتح سین پڑھا ہے اور کافہ بمعنی کل ہے اور ترکیب میں وہ حال
واقع ہوا ہے اور خلو کی ضمیر سے اور فرماتا ہے خدا اُن منافقوں کو کہ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اور نہ پیروی کرو تم قدموں
شیطان کی کہ اس کے پیچھے پیچھے چلو اور اس کے وسوسہ ڈالنے سے کفر کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھو اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ تحقیق کہ وہ
شیطان واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر کہ اس کی دشمنی ہرگز پوشیدہ نہیں ہے فَاِنْ زَلَلْتُمْ پس اگر ڈگ جاؤ تم اور پھر جاؤ تم دین
اسلام سے مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَیِّنٰتُ بعد اس کے کہ آئی ہیں تمہارے پاس دلیلیں روشن اسلام کے حق ہونے کی اور معجزہ
ظاہر تو فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ پس جانو تم کہ تحقیق خدا غالب ہے اور قادر ہے عذاب کرنے پر حَكِیْمٌ حکمت والا ہے کہ کسی کو عذاب
نہیں کرتا ہے مگر حق کے ساتھ اور اہل سنت کی کتب احادیث میں جابر سے روایت ہے کہ ایک روز عمر خطاب نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول خدا صلعم ہم یہودیوں سے بہت اچھی باتیں سنتے ہیں اگر اجازت ہو تو ہم ان کو لکھ لیویں حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شک اور تردد میں مت پڑو اسلام کی طرف سے جیسے کہ یہودیوں نے شک اور تردد کیا ہے اپنے دین میں اور میں لایا
ہوں تمہارے واسطے ایک دین اور مذہب نورانی اور پاکیزہ اور اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو سوائے میری پیروی کے اس کی کوئی رائے نہ ہوتی اور دوسری
روایت جمع بین الصحیحین میں ہے کہ اسپر عمل نہ کیا آخر کو عمر خطاب توریت کی نقل کر کے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے
اور حضرت کے روبرو اسکو پڑھنے لگے اور حضرت کے چہرہ مبارک کا رنگ اُسکو دیکھ کر متغیر ہو گیا اور بدل گیا نہایت غصہ اور غضب سے
اس وقت ابوبکر نے عمر سے کہا کہ تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے کیا تو نہیں دیکھتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ کو کہ متغیر ہو گیا
اور تو پڑھے جاتا ہے اس وقت پڑھنا موقوف کیا اور کہا کہ اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ دیکھو کہ یہ مطابق ہے اس آیت کی تفسیر
کے اور فرماتا ہے خدا کہ هَلْ یَنْظُرُوْنَ نہیں انتظار کرتے ہیں وہ لوگ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ مگر یہ کہ آئے اُن کے پاس عذاب
خدا فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ بیچ سائبانوں کے ابر سفید سے جیسا کہ قوم شعیب پر آیا تھا وَالْمَلٰٓئِكَةُ اور آئیں فرشتے عذاب کے
وَقُضِیَ الْاَمْرُ اور ادا کیا جائے حکم کہ ہر ایک کو سزا دیجائے وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور طرف خدا کے رجوع کریں ع ۲۵
گے اور پھریں گے سب امور یعنی دنیا میں حکام اور سلاطین حکمرانی کرتے ہیں لیکن قیامت کے روز سب احکام ان کے باطل ہو جائینگے اور
سوائے خدائے پاک کے کسی کو مجال حکمرانی نہ ہوگی بلکہ اپنے اپنے حال میں سب گرفتار ہوں گے اور خدائے تعالیٰ اپنے حبیب کو خطاب کرتا ہے
کہ سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ پوچھ تو بنی اسرائیل سے اے محمد صلعم یعنی یہودیوں سے پوچھ تو کہ وہ یعقوب کی اولاد ہیں کہ كَمْ اٰتَیْنٰهُمْ
کتنی دی ہیں ہم نے انکو یعنی ان کے باپوں کو مِّنْ اٰیَةٍۭ بَیِّنَةٍ نشانیاں روشن اور معجزے ظاہر مثل من وسلوے کے اور پھٹنے دریا کے
اور سایہ کرنے ابر کے لیکن انھوں نے سب کی تکذیب کی بعضے تو ایمان لاتے تھے اور بعضے نہیں لاتے تھے اے محمد اگر یہ لوگ باوجود ملاحظہ معجزات
کے تیری بھی تکذیب کریں مثل انبیاء گذشتہ کے تو تعجب نہیں ہے وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ اور جو شخص کہ بدل ڈالے نعمت خدا کو بہ
سبب عناد کے یعنی تکذیب معجزات کی کرے کہ سبب ہدایت کا ہے مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ بعد اس کے کہ آئی ہے وہ نعمت معجزات
کی اس کے پاس اور پہچان لیا ہے اسکو اور حق ہونا نبوت کا اسپر ثابت ہو گیا ہے اور یا یہ کہ تامل کر کے معرفت اسکی حاصل کر سکتے ہیں اور توجہ
اس کی طرف نہیں کرتے بلکہ انکار کرتے ہیں پس اس صورت میں فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ پس تحقیق خدا سخت کرنیوالا عذاب کا
ہے کہ دنیا میں قتل و غارت اور عذاب جزیہ کا ہے اور آخرت میں ابدالآباد دوزخ میں رکھنا ان کا اور منقول ہے کہ عرب کے مالدار آدمی مثل
ابوجہل اور ہشام وغیرہ فقراء مومنین پر مثل عمار اور صہیب اور بلال وغیرہ کے ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ محمد کہتا ہے کہ میں ان فقیروں کی اعانت
سے کام اپنا درست کرتا ہوں اور بزرگی و عظمت اشراف عرب کی درہم برہم کرتا ہوں اگر محمد حق پر ہوتا تو چاہیے تھا کہ اشراف عرب کے بڑے نامی

آدمی اس کی پیروی کرتے نہ کہ اور فقرا خدائے تعالے ان کے رد میں فرماتا ہے کہ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا آراستہ کی گئی ہے واسطے ان
لوگوں کے کہ کافر ہوئے یعنی مزین اور خوب معلوم ہوتی ہے نظروں میں کفار کی الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا زندگانی دنیا کی کہ اُسکے سبب سے مغرور ہیں وَ
يَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ اٰمَنُوا اور ٹھٹھا کرتے ہیں وہ ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہیں وَالَّذِينَ اتَّقَوْا اور وہ لوگ کہ ڈرتے
ہیں وہ خدا سے اور متقی اور پرہیزگار ہیں فَوْقَهُمْ اوپر ان کے ہیں وہ اور بالا ہیں اُنسے مرتبہ میں يَوْمَ الْقِيٰمَةِ دن قیامت کے کہ
وہ مومنین مدارج عالیہ اور علیین میں ہوں گے اور درجہ ان کا بلند ہوگا اُن ٹھٹھا کرنیوالوں سے وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ
اور خدا روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بیحساب کہ جسکا شمار کچھ نہیں ہے اور دنیا میں روزی کا فراخ کرنا بسبیل استدراج یا بطریق امتحان ہے اور آخرت
کی روزی بدلے نیک اعمال کے ہے کہ وہ روزی ہمیشہ اور ابدالآباد ہے اور روزی دنیا کی چند روزہ ہے اور فنا ہونے والی ہے اور امام
رضا علیہ السلام نے اپنے آباد طاہرین سے روایت کی ہے اور انھوں نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جو کوئی مومن یا
مومنہ کو خوار اور حقیر کہے بسبب اسکی مفلسی اور ناداری کے اور اسکو بقیدر سمجھے حق تعالے اسکو قیامت کے دن درمیان اہل محشر کے رسوا اور خوار کرے گا اور
جو کوئی مومن اور مومنہ پر بہتان دھرے گا حق تعالے اسکو قیامت کے دن آگ کے پشتہ پر رکھے گا تاکہ اس بہتان کے عہدے سے باہر آئے اور
مومن خدا کے نزدیک بزرگ زیادہ ہے فرشتہ مقرب سے اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ خدائے تعالے اسکو مومن تائب سے زیادہ دوست رکھتا ہو
اور اہل آسمان اسطرح مومن کو پہچانتے ہیں کہ جیسے کوئی اپنے فرزند اور اہل کو پہچانتا ہے اور اب خدائے تعالے اپنے حبیب کی تسلی کے لئے
فرماتا ہے کہ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً تھے سب آدمی گروہ ایک متفق ایک مذہب پر آدم سے نوح تک اور بعد اس کے اختلاف ہوا
اور بعضے کہتے ہیں کہ آدم سے نوح تک دس قرن تھے کہ سب ایک شرع تھے پھر اختلاف کیا انھوں نے اور خدائے تعالے نے ایک لاکھ
چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے کہ تین سو تیرہ ان میں سے رسول ہیں اور ان میں سے اٹھائیس کا نام قرآن میں ہے اور پانچ اولوالعزم ہیں نوح
اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد علیہم السلام اور پچاس صحیفے خدا نے شیث کو دیے اور بیس نوح کو اور دس ابراہیم کو اور توریت موسیٰ کو
دی اور زبور داود کو اور انجیل عیسیٰ کو اور قرآن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں
ذکر اُن لوگوں کا ہے کہ جو حضرت نوح سے پہلے تھے اور وہ لوگ نہ مومن تھے اور نہ کافر تھے فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ پس بھیجا خدا
نے پیغمبروں کو کہ مُبَشِّرِيْنَ خوشخبری دینے والے تھے وہ مومنین اہل طاعت کو ثواب کی اور جنت میں داخل ہونے کی وَمُنْذِرِيْنَ
اور ڈرانیوالے تھے وہ گنہگاروں کو عذاب سے وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ اور نازل کیا ہمراہ ان کے کتاب کو ساتھ حق کے
کہ جس میں احکام شریعت کے تھے لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ تاکہ حکم کرے خدا درمیان آدمیوں کے پیغمبروں کے واسطے سے فِيْمَا اخْتَلَفُوْا
فِيْهِ بیچ اس چیز کے کہ اختلاف کیا ہے انھوں نے بیچ اسکے وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اور نہیں اختلاف کیا ہے بیچ اس حق کے اِلَّا
الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مگر ان لوگوں نے کہ دیے گئے ہیں اسکو واسطے دور کرنے اختلاف کے مثل یہود اور نصاریٰ کے کہ تغیر اور تبدل اس کا
کیا اور صفات پیغمبر آخرالزماں کو پوشیدہ کیا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بعد اس کے کہ آئیں ان کے پاس دلیلیں روشن
اور معجزات اور اختلاف کیا انھوں نے نماز میں کہ بعضوں نے پورب کو منہ کیا اور بعضوں نے پچھم کو اور خدا نے مومنین کو حکم کیا کعبہ کی
طرف منہ کرنیکا اور بعضے رات کو روزہ رکھتے تھے اور بعضے آدھے دن کو اور خدا نے مومنوں کو حکم دیا ماہ رمضان میں سارے دن کا روزہ
رکھنے کا اور اختلاف کیا انھوں نے کہ ہفتہ میں کون سا دن اچھا ہے یہودیوں نے کہا کہ سنیچر ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ اتوار ہے اور
خدائے تعالے نے مومنین کو جمعہ کا حکم دیا اور حضرت ابراہیم میں اختلاف کیا یہودیوں نے کہا کہ وہ یہودی تھا اور نصرانیوں نے کہا
کہ وہ نصرانی تھا اور خدائے تعالے نے مومنین کو بتلایا کہ وہ نہ یہودی تھا اور نہ نصرانی تھا بلکہ وہ مسلمان تھا اور یہ سب اختلاف کیا انھوں نے

بَغۡیًا بَیۡنَهُمۡ واسطے حسد اور سرکشی کے درمیان اپنے یعنی آپسمیں دنیا کی حرص سے فَهَدَی اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا پس ہدایت کی
خدا نے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں لِمَا اخۡتَلَفُوۡا فِیۡهِ مِنَ الۡحَقِّ واسطے اس چیز کے کہ اختلاف کیا ہے اُنھوں نے بیچ اسکے کہ حق ہیں
سے ہے وہ چیز یعنی جس حق اور راستی میں ان یہود اور نصاریٰ نے اختلاف کیا تھا خدائے تعالےٰ نے مومنین کو اسکی طرف ہدایت کی بِاِذۡنِهٖ
ساتھ حکم دینے کے اور اپنے لطف اور ارادہ سے اور مومنین کو سب بتلا دیا وَاللّٰهُ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اور خدا ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا
ہے اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ طرف راہ سیدھی کے ان لوگوں کو کہ تامل کرتے ہیں آیات خدا میں اور پہنچ جاتے ہیں تفکر اور تامل سے طرف
اس طریق کے کہ وہ طریق انبیا اور اولیا کا ہے اور اب خدائے تعالےٰ کفار کے ایذا دینے کے مقابلہ میں صبر کرنے کو فرماتا ہے کہ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ
اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ کیا گمان کیا ہے تم نے اے مومنین یہ کہ داخل ہو تم بہشت میں کفار کے ہاتھ سے آزار پانے کی جہت سے وَلَمَّا یَاۡتِکُمۡ
اور ابھی نہیں آیا ہے تمکو یعنی نہیں گذرا اے تم پر مَّثَلُ الَّذِیۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِکُمۡ حال ان لوگوں کا سا کہ گذرے ہیں وہ پہلے تم سے
انبیا اور مومنین کہ وہ بڑے محنت آزار کھینچتے تھے راہ خدا میں کفار کے ہاتھ سے اور یہ ساحرف یعنی کا ہے یعنی تمکو وہ آزار نہیں پہنچے ہیں جو انکو پہنچے تھے مَسَّتۡهُمُ
الۡبَاۡسَآءُ وَالضَّرَّآءُ جس وقت کہ پہنچتی تھی ان کو سختی اور بیماری اور فقیری اور گرسنگی وَزُلۡزِلُوۡا اور ڈگمگائے گئے تھے اور متزلزل ہوئے تھے وہ
بلاؤں کی کثرت سے حَتّٰی یَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ یہاں تک کہ کہتا تھا پیغمبر اور وہ لوگ کہ ایمان لائے تھے ساتھ اس کے
ان آزاروں اور بلاؤں سے گھبرا کر کہ مَتٰی نَصۡرُ اللّٰهِ کب ہوگی مدد خدا کی کہ ہم دشمنوں پر فتح پائیں کہ بڑے آزار اٹھاتے ہیں ہم اور بہت
تکلیفیں پاتے ہیں کفار کے ہاتھ سے اللہ ان کے جواب میں فرماتا تھا کہ اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِیۡبٌ خبردار ہو اور جانو تم کہ تحقیق مدد خدا
کی نزدیک ہے مومنین سے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ خدائے تعالےٰ کی رحمت بے انتہا کو پانا اور بہشت کی نعمتوں کو حاصل
کرنا وسیلہ ہے محنت کشی آزار و بلیات اور ترک لذات اور شہوات نفس کی ہے اور وہب بن امیہ سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں نے بعضے
حواریین کی کتاب میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اے فرزند آدم جس وقت خدائے تعالےٰ تجکو بلاؤں میں مبتلا کرے تو خوش ہو کہ یہ طریقہ
انبیا اور اولیا کا ہے اور جس وقت تجھ کو آسودگی اور فراغت حاصل ہو تو غمگین ہو کہ تیرے ساتھ خلاف اس امر کے کیا کہ جو انبیا اور
اولیا کے ساتھ کیا تھا اور منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں درجے ہیں معلق اُدھر میں کہ نہ ان کو
اوپر سے کچھ لٹکا دیا ہے اور نہ نیچے سے اور نہ ان کے نیچے کوئی ستون ہے کہ اس کے سہارے سے وہ کھڑے ہوں ان درجات
کو بندہ اپنے اعمال نیک سے نہیں پاسکتا ہے کسی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون لوگ ہیں وہ کہ جن کو یہ درجے ملیں
گے فرمایا کہ اہل بلا اور غموم جو کہ دنیا میں بلیات اور غموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور دوسری حدیث میں ہے کہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو لوگ کہ دنیا میں بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں ان کے واسطے آخرت میں درجے ہیں کہ ان کو بندہ اپنے اعمال
سے نہیں پاسکتا یہاں تک کہ آدمی جس وقت ان درجوں کو دیکھے گا تو آرزو کرے گا کہ کاش میرا بدن مقراض سے ریزہ
ریزہ ہوتا دنیا میں تا کہ اُن درجوں کو میں پاتا اور منقول کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک وزیر تھا کہ وہ ان کے احکام
کو پہنچاتا تھا اس کو صحرا میں شیر نے کھا لیا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مناجات کی کہ خداوندا یہ شخص وزیر اور مدد
گار میرا تھا اس میں کیا مصلحت تو نے دیکھی کہ شیر کو اس پر غالب کیا یہاں تک کہ وہ اسکو کھا گیا فرمایا کہ چاہا میں نے
اس کو ایک مرتبہ حاصل ہو اور عمل اس کا کوئی اس قابل نہ تھا اس واسطے ہم نے اسکو شیر سے پھڑوا دیا کہ اسکو وہ مرتبہ
حاصل ہو اور اگرچہ خدائے تعالےٰ بے شفقت چاہے جیسا مرتبہ دے سکتا ہے لیکن لطف اس میں ہے کہ جب استحقاق حاصل ہو
اور کہتے ہیں کہ ایک شخص عمرو بن جموح بہت بوڑھا ہو گیا تھا اور مال کثیر اپنے ملک میں رکھتا تھا چاہا کہ اسکو راہ خدا میں صرف کرے

کہ موجب خوشنودی خدا کا ہو اور باعث نجات ابدی کا عقبیٰ میں ہو وے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں
عرض کی کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مال کو میں کیونکر خرچ کروں راہ خدا میں یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے
خدا کہ یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ سوال کرتے ہیں تجھ سے اے محمدؐ کہ کیا خرچ کریں وہ راہ خدا میں اور ماذا مرفوع اور منصوب
دونو ہو سکتا ہے جیسا کہ بخوبی کتابوں میں لکھا ہے اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے ان کے جواب میں قُلْ کہہ تو اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ
مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ جو کچھ خرچ کرو تم خیر میں سے یعنی مال مباح میں سے تو فَلِلْوَالِدَيْنِ پس واسطے باپ اور ماں کے ہے کہ ان کو
دو وَالْاَقْرَبِيْنَ اور واسطے رشتہ داروں کے وَالْيَتٰمٰى اور واسطے یتیموں کے کہ جن کے باپ انکو بچہ چھوڑ کر مرجائیں اور وہ قدرت
کھانے اور کپڑے کی نہ رکھتے ہوں وَالْمَسٰكِيْنِ اور واسطے مسکینوں محتاجوں کے کہ جو علاج اپنی معاش کا نہیں رکھتے وَابْنِ السَّبِيْلِ
اور واسطے مسافروں کے ہے جو کہ اپنے وطن سے دور ہیں اور ان کے پاس خرچ نہیں ہے تا کہ اپنے وطن میں پہنچیں اور اگرچہ وہ اپنے
وطن میں مالدار اور آسودہ ہوں وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ اور جو کچھ کرو گے تم بھلائی میں سے کہ اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرو گے فَاِنَّ اللّٰهَ
بِهٖ عَلِيْمٌ پس تحقیق خدا ساتھ اسکے عالم ہے اور خوب جانتا ہے اور اسکی جزا تمکو دیگا اور اب خدا تعالےٰ جہاد کا حکم کرتا ہے کہ كُتِبَ عَلَيْكُمُ
الْقِتَالُ لکھا گیا ہے یعنی فرض کیا گیا ہے او پر تمہارے لڑنا کافروں سے راہ خدا میں وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ اور وہ ناخوش ہے واسطے
تمہارے یعنی لڑنا تمکو ناخوش اور مکروہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری طبیعت لڑنے کو نہیں چاہتی وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا اور قریب ہے
کہ مکروہ جانو تم ایک شے کو وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اور وہ بہتر ہے واسطے تمہارے انجام میں یعنی شرع کی تکلیفوں کو تم مکروہ جانتے ہو اور
مصلحت دنیا اور آخرت کی تمہارے واسطے اس امر میں ہے کہ وہ بہتر ہے واسطے تمہارے دونوں جہان میں دنیا میں تو فتح اور غنیمت اور غلبہ
اعدائے دین پر اور آخرت میں جنت کی نعمتیں وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا اور کبھی دوست رکھتے ہو تم ایک شے کو بسبب کاہلی کے وَ
هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ اور وہ بد ہے واسطے تمہارے یعنی بسبب کاہلی کے تم چاہتے ہو کہ ہم کافروں سے نہ لڑیں اور اس امر کو تم دوست رکھتے ہو
اور حال یہ ہے کہ یہ امر واسطے تمہارے نہایت زبوں ہے کہ دنیا میں تو ذلت و خواری اور غلبہ کفار کا ہے اور آخرت میں ناامیدی ثواب سے ع ۲۶
اور درجہ شہادت سے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور خدا جانتا ہے اس امر کو کہ جس میں تمہاری خیر اور فائدہ ہے وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور تم
نہیں جانتے ہو اور منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کی لڑائی سے دو مہینے سے پہلے عبداللہ بن جحش اپنی پھوپھی کے
بیٹے کو مع اٹھ اصحاب کے جمادی اُخرےٰ کے مہینے میں قافلہ قریش پر کہ طائف سے آتا تھا اور انہیں مال تجارت تھا روانہ کیا کہ اس کاروان
کو قتل اور اسیر کریں پس جب وقت کہ یہ اُن کے قریب پہنچے تو آپسمیں ان دونو فریق کے جنگ ہوئی اور عمرو حضرمی قافلہ قریش میں سے مارا
گیا اور نماز شام کے وقت چاند رجب کا مسلمانوں کو نظر آیا لیکن اُن کو یہ نہ معلوم ہوا کہ آج چاند رات ہی یا غرہ رجب کا ہے اور حقیقت میں وہ غرہ
رجب کا تھا یہ خبر مشہور ہوئی تو کافروں نے طعن کیا کہ محمدؐ نے ماہ حرام کو حلال کر دیا اور اپنے اصحاب کو رجب کے مہینے میں کہ وہ ماہ حرام ہے
خونریزی کا حکم دیا رسولخدا صلعم نے عبداللہ بن جحش کو طلب کیا اور فرمایا کہ میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ ماہ حرام میں لڑائی نہ کرنا اور کسی کو قتل
اسیر نہ کرنا عبداللہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ظن غالب ہمارا یہ تھا کہ امروز جمادی اخری کا سلخ یعنی روز آخر ہے اور بعد قتل اور اسیر
کرنے کفار کے معلوم ہوا کہ وہ غرہ رجب کا تھا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنکر مال غنیمت اور اسیروں کو واپس کر دیا اور کفار
کے پاس بھیجدیا اور اس میں کسی طرح کا تصرف نہ کیا اور اس درمیان میں اکابر کفار قریش نے ایک خط جناب رسولخدا کی خدمتمیں روانہ کیا اور ماہ
حرام میں لڑنے سے سوال کیا اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ سوال کرتے ہیں وہ تجھ سے اور
قِتَالٍ فِيْهِ لڑائی کرنے سے بیچ اس مہینے کے اور قتال بدل اشتمال ہے شہر سے فرماتا ہے خدا تعالےٰ کہ قُلْ کہہ تو اے
محمدؐ صلعم ماہ حرام سے

محمد صلعم ان لوگوں سے کہ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ لڑنا بیچ اس مہینے کے بڑا گناہ ہے وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ اور بند کرنا راہ خدا
سے اور منع کرنا کہ لوگوں کو مسلمان ہونے دینا وَكُفْرٌۢ بِهٖ اور کفر کرنا ساتھ اس خدا کے وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور باز رکھنا مسجد حرام سے مسجد کا
مضاف محذوف ہے اور تقدیر اس کی وصد المسجد الحرام ہے یعنی اور بند کرنا مسجد حرام سے کہ وہاں پیغمبر کو اور مومنین کو نہ جانے دینا وَاِخْرَاجُ
اَهْلِهٖ مِنْهُ اور نکال دینا لوگوں اس مسجد کا اس مسجد سے کہ وہ پیغمبر اور مومنین ہیں اَكْبَرُ بہت بڑا گناہ ہے عِنْدَ اللّٰهِ نزدیک خدا
کے وَالْفِتْنَةُ اور فتنہ یعنی شرک کرنا اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ بہت بڑا اور زیادہ گناہ ہے قتل سے اور قید کفار سے حرام مہینے میں وَلَا
يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ اور ہمیشہ لڑائی کریں گے وہ کفار تم سے اے مومنین بسبب عناد کے حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ یہاں تک کہ پھیر
دیویں وہ تم کو عَنْ دِيْنِكُمْ دین تمہارے سے اِنِ اسْتَطَاعُوْا اگر طاقت رکھیں وہ اور ان کے اختیار میں ہو وَمَنْ يَّرْتَدِدْ
مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ اور جو شخص کہ پھر جاوے اور مرتد ہو جاوے تم میں سے دین اپنے سے فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ پس مر جاوے وہ جس
وقت کہ وہ کافر ہے یعنی حالت کفر ہی میں وہ مرتد ہو کر مر جاوے فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ مرتد حالت کفر میں مرنے والے حَبِطَتْ
اَعْمَالُهُمْ نابود اور باطل ہو جاویں گے عمل اُن کے فِي الدُّنْيَا بیچ دنیا کے کہ ان کو امن نہ ملے گی اور میراث سے وہ محروم رہیں گے اور
زوجہ اُن کی نکاح سے باہر ہو جائے گی وَالْاٰخِرَةِ اور بیچ آخرت کے کہ ثواب سے محروم رہیں گے وَاُولٰٓئِكَ اور یہ لوگ اَصْحٰبُ النَّارِ
صاحب دوزخ کے ہیں کہ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ بیچ اس دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن جحش نے اور اسکے
ہمراہیوں نے بسبب ترک احتیاط کے اس لڑائی کے مقدمہ میں اپنی حرکت سے توبہ کی اور بعضے صحابہ کہتے ہیں کہ اگرچہ انھوں نے اس گناہ سے
خلاصی پائی ہے لیکن اس جہاد کرنے کا ان کو کچھ ثواب ہوگا ان کے جواب میں خدائے تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ اِنَّ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا تحقیق کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا اور جن لوگوں نے کہ ہجرت کی ہے اور اپنے وطن مالوف کو راہ خدا میں ترک کیا
ہے وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور جہاد کیا ہے انھوں نے بیچ راہ خدا کے اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ یہ لوگ امید
رکھتے ہیں رحمت خدا کی وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے توبہ کرنیوالوں پر اور ان لوگوں کے گناہ کو بخشے گا کہ وہ
مومن ہجرت کرنے والے راہ خدا میں اگرچہ از روئے خطا کے وہ ماہ حرام میں کفار سے لڑے ہیں شبہہ میں پڑ کر لیکن خدائے تعالےٰ اُن کے گناہ کو
بخشے گا اور ثواب سے ان کو محروم نہ رکھے گا کہ رحمت اسکی بہت فراخ ہے اور فضل اس کا نہایت وسیع ہے خدا تعالےٰ نے ہجرت کرنیوالوں کی
تعریف بہت آیتوں میں کی ہے اور بہشت کی نعمتوں کی بشارت ان کو دی ہے اور وعدہ بہشت کا ان سے کیا ہے لیکن یہ سب موقوف ہے
سلامتی ایمان پر کہ جو لوگ ان میں سے تا دم واپسیں اپنے ایمان پر قائم رہے ہیں وہ لوگ بیشک موافق وعدہ خدا کے مستحق ہیں نعمتوں بہشت کی
نہ وہ لوگ کہ جو ان میں سے ایمان صحیح سے خارج ہو گئے ہیں اپنے بد افعال کی جہت سے اور ہجرت کرنیکو یہ لازم نہیں ہے کہ بعد ہجرت کے
ہجرت کرنے والا کوئی بد فعلی نہ کرے اور اپنی ایمان سے نہ پھرے اس واسطے کہ جیسے خدا تعالےٰ نے ہجرت کرنے والوں سے وعدہ بہشت کا کیا ہے
ایسے ہی فقط ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے بھی وعدہ بہشت کی نعمتوں کا قرآن میں کیا ہے اگرچہ ہجرت انھوں نے نہ کی ہو
اور اپنی رضامندی اور بہشت کی نعمتوں کی ان کو بشارت دی ہے اور بہت تعریف انکی کی ہے اور حال یہ ہے کہ بہت مومنین بعد رسول خدا کے مرتد ہو گئے
تھے چنانچہ کتب تواریخ میں لکھا ہے اور خدا تعالےٰ نے جو انکی تعریف کی تھی اور بہشت کی نعمتوں کی بشارت انکو دی تھی وہ انکے مرتد ہو جانے میں
مانع نہ ہوئی ایسا ہی حال ہجرت کرنیوالوں کا ہے کہ خدا تعالےٰ کی تعریف کرنے سے اور بہشت کی نعمتوں کی بشارت دینے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ وہ اپنے
ایمان سے ہرگز نہ پھریں گے پس معلوم ہوا کہ یہ بشارت ان ہجرت کرنیوالوں کو ہے کہ جو تا مرگ اپنے ایمان پر قائم رہے ہیں اور جیسے کہ خدائے
تعالےٰ نے مہاجرین کی مذمت کسی آیت میں نہیں کی ہے ایمان لانے والوں کی بھی مذمت کسی آیت میں نہیں کی ہے لیکن ہجرت کرنے والوں کی

اور ایمان لانے والوںکی دونوں کی طرف خطاب کر فرمایا ہے کہ تم میں سے اگر کوئی مرتد ہوجائے گا تو اس کے اعمال نیک ہجرت وغیرہ سب مٹ
جائیں گے اور ہمیشہ دوزخ میں رہیگا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓىِٕكَ
حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ اور حال ہر شخص کا کہ کون اپنے
ایمان پر قائم رہا اور کون اعمال بد کرکے ایمان سے خارج ہوگیا یہ امر روایات سے معلوم ہوتا ہے نہ قرآن سے اور کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے
لوگ شراب پیتے تھے اور جوا کھیلتے تھے جب زمانہ اسلام کا آیا تو ایک جماعت صحاب کی رسولخدا صلعم کے پاس آئی اور سوال کیا کہ یا حضرت ہمکو فتوی دو
شراب کے مقدمہ میں کہ یہ عقل کو زائل کرتی ہے اور قمار بازی میں حکم فرماؤ کہ یہ مال کو لیجاتی ہے خدائے تعالٰے نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ
یَسْـَٔلُوْنَكَ سوال کرتے ہیں تجھ سے اے محمد عَنِ الْخَمْرِ شراب سے کہ اس کا پینا کیسا ہے وَالْمَیْسِرِ اور قمار بازی سے کہ کھیلنا جوئے کا کیسا ہے
قُلْ کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ فِیْهِمَآ اِثْمٌ كَبِیْرٌ بیچ ان دونوں کے گناہ بڑا ہے وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ اور فائدے
ہیں واسطے آدمیوں کے کہ شراب میں تو سرور اور قوت حرارت غریزی کے اور ہضم طعام ہے اور قمار بازی میں فائدہ ہاتھ میں آنے مال کا
ہے وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا اور گناہ ان دونوں کا بہت بڑا ہے فائدے ان دونوں کے سے کہ بڑے فساد اُن سے پیدا ہوتے ہیں
اور وہ فساد ان کے بہت بڑے ہیں اُن کے فائدوں سے کہ جن کے متوقع ہیں اور جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ پینے والا شراب کا ایسا
ہے کہ جیسے پوجنے والا بت کا اور فرمایا ہے حضرت صلعم نے کہ لعنت کی ہے خدا نے شراب کو اور اُس کے نچوڑنے والے کو اور اُس کے درخت
کے بونے والے کو اور اسکے پینے والے کو اور اس کے پلانے والے کو اور اس کے فروخت کرنے والے کو اور اسکے خرید کرنے والے کو اور اسکی قیمت
کھانے والیکو اور اسکو اُٹھا کر لیجانے والے کو اور اس شخص کو کہ جس کے پاس اُٹھا کر لے جائے اُسکو اور فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ دس آدمی میری
امت میں سے دعوے ایمان کا کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ ایمان نہیں رکھتے تارک الصلواۃ اور مانع الزکواۃ اور کھانے والا سود کا
اور زنا کرنے والا اور شراب پینے والا اور چغلی کھانے والا اور آدمیوں میں فتنہ ڈالنے والا اور غیبت کرنے والا اور ہمسایہ کو آزار پہچانے
والا اور ظالموں میں سعی کرنیوالا تاکہ کسی شخص کو بلا میں ڈالدے اور فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ دور رہو تو ان دو کعب سے یعنی نرد اور
شطرنج سے کہ یہ دونو قمار اہل عجم کے ہیں اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ایک قوم پر
ہوا کہ وہ شطرنج کھیلتے تھے حضرت نے فرمایا کہ یہ کیا تصویریں ہیں کہ جن کو تم عبادت کرتے ہو اور فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے کہ
فروخت کرنا شطرنج کا حرام ہے اور کھانا اس کی قیمت کا حرام ہے اور لینا اس کا کفر ہے اور کھیلنا اس کا شرک ہے اور ہاتھ ڈالنا اس میں
کھیلنے کو واسطے ایسا ہے کہ جیسا گوشت خوک میں ہاتھ ڈالا ہو اور نہ ہوئیگی نماز اسکی جبتک کہ اس ہاتھ کو نہ دھوئیگا جیسے کہ ہاتھ کو دھوتا ہے
گوشت خوک ہاتھ لگانے سے اور نظر کرنے والا طرف شطرنج کے وقت کھیلنے کے ایسا ہے کہ جیسے اپنی ماں کی فرج کو دیکھتا ہے اور سلام
کرنا شطرنج کھیلنے والے سے وقت کھیلنے شطرنج کے گناہ ہے اور جو شخص کھیلنے والے کے پاس بیٹھے وقت کھیلنے کے تو وہ اپنی جگہ دوزخ
میں کرتا ہے اور یہ زندگانی اسکی قیامت کے روز حسرت اور ندامت ہوگی اور منقول ہے کہ پہلے عمرو بن جموح نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ ہم کیا خرچ کریں راہ خدا میں کہ جن سے قربت حاصل ہوئے چنانچہ اس کے جواب میں آیت نازل
ہوئی اور فرمایا کہ اپنے باپ اور ماںکو اور قریبوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافرونکو دو اور اب دوبارہ ابن جموع نے پھر حضرت سے پوچھا کہ اُن
آدمیونکی تفصیل معلوم ہوئی کہ جن کو صدقہ دینا چاہیے لیکن یہ نہ معلوم ہوا کہ کیا دینا چاہیے تب یہ آیت نازل ہوئی کہ وَیَسْـَٔلُوْنَكَ اور سوال
کرتے ہیں وہ تجھ سے اے محمد صلعم کہ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ کہ کیا خرچ کریں وہ قُلْ کہہ تو ان سے کہ الْعَفْوَ زیادہ حاجت سے جو کچھ ہو راہ خدا
میں وہ خرچ کریں اور نہ بخل کریں اور نہ بیجا خرچ کریں اور راہ خدا میں بھی اسقدر خرچ نکریں کہ خود محتاج ہوجائیں اور منقول ہے کہ ایک

شخص جناب رسول خدا کے پاس مثل انڈے کے سونا لایا اور کہا کہ یا حضرت اسکو لو کہ یہ صدقہ ہے راہ خدا میں اور وہ اُسکو مال غنیمت میں سے ملا تھا اور اس کے سوا اپنے پاس اور کچھ نہیں رکھتا تھا حضرت نے یہ سنکر اسکی طرف سے منہ پھیر لیا اس نے دوسری طرف جاکر پھر یہی کہا حضرت نے اُدھر سے بھی مُنہ اپنا پھیر لیا اور تیسری مرتبہ حضرت غصہ ہوئے اور وہ سونا اس کے ہاتھ میں سے لیکر زمین پر پھینکدیا اور اس زور سے پھینکا کہ اگر اس کے لگتا تو زخمی ہوجاتا اور فرمایا حضرت نے کہ ایک تم میں سے آتا ہے اور تمام مال اپنا صدقہ کرتا ہے اور بعد اس کے رستہ کے سرے پر بیٹھ کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے اور گدائی اختیار کرتا ہے صدقہ وہ ہے کہ جو آسودگی میں دیوے اور پہلے اپنے عیال کی خبر لیوے اور ان پر خرچ کرے جب عیال کے کھانے پینے سے کچھ بچ رہے اور وہ زیادہ ہو تو وہ صدقہ میں اور راہ خدا میں دیوے اور فرماتا ہے خدا کہ كَذٰلِكَ ایسی ہے یعنی جیسے کہ بیان کیا کہ میانہ روی سے چلو نہ بخل کرو اور نہ بیجا خرچ کرو ایسے ہی يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ بیان کرتا ہے خدا واسطے تمہارے نشانیاں روشن لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تاکہ تم فکر کرو بیچ امور دنیا اور آخرت کے کہ کونسی چیز میں فائدہ ہے دونو جہان میں پس جو کہ مفید ہے اسکو اختیار کرو اور جس میں نقصان ہے اسکو ترک کرو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلمًا تو جس کسی کے پاس یتیم تھا اُس نے اس کو اپنے پاس سے نکال دیا اور پھر حضرت سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہیے اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت صادقؑ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ واتوا الیتامی اموالہم تو لوگوں نے یتیموں کی آمیزش کردہ جانی اور یتیموں پر یہ امر بہت شاق گزرا اور جناب رسول خدا صلعم کی خدمت میں جاکر اس امر کی شکایت کی تب یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ اور سوال کرتے ہیں وہ تجھ سے اے محمد صلعم عَنِ الْيَتٰمٰى یتیموں سے یعنی یتیموں کے ساتھ آمیزش کرنے سے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان سے کہ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ درستی کرنی واسطے حال اور مال ان کی کے بہتر ہے اُن کے دور کرنیسے وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ اور اگر آمیزش کرلو تم ان سے اور اپنا کھانا ان کے کھانے میں ملالو اور کھانے پینے میں شریک ہو تو فَاِخْوَانُكُمْ پس بھائی تمہارے ہیں وہ دین میں اور حق بھائی ہونیکا آمیزش ہے نہ دوری اور جدائی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان کے مال میں سے اس قدر نکالو کہ انکو کافی ہو اور اپنے مال میں سے اسقدر نکالو کہ تمکو کافی ہو پھر خرچ کرو تم اسکو اور کسی نے اُن حضرت سے کہا کہ یتیم چھوٹے چھوٹے بھی ہوتے ہیں عمر میں اور بڑے بھی ہوتے ہیں اور بعضے کا لباس اعلیٰ اور زیادہ ہوتا ہے اور بعضے زیادہ کھاتے ہیں فرمایا کہ لباس تو ہر ایک کا جیسا ہوگا اس کے دام اس کے مال میں سے ہوں گے اور کھانا سب کا ایک ہو کہ صغیر بھی مثل کلاں کے کھاویگا یعنی چھوٹا لڑکا دن میں کئی مرتبہ کھاتا ہے پس کھانے میں دونو برابر ہوجاتے ہیں وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ اور خدا جانتا ہے بگاڑنے والے مال یتیم کو درست کرنے والے سے یعنی یتیم کو جدا مت کرو اور جو کوئی یتیم کا مال تباہ اور برباد کرتا ہے اور جو کوئی درست کرتا ہے خدا اُسکو خوب جانتا ہے جو کوئی اسکو برباد کرے گا خدا اسکو عذاب کرے گا نہ اس کے مال کے درست اور اصلاح کرنے والے کو وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر چاہتا خدا تو لَاَعْنَتَكُمْ البتہ رنج میں ڈالتا تم کو اور کام پر تنگ کرتا کہ تم نے یتیموں کے ساتھ آمیزش کرنی حرام کردی ہے اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ تحقیق خدا غالب اور قادر ہے ہر چیز پر حَكِيْمٌ حکمت والا ہے کہ موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے مرثد غنوی کو کہ مرد شجاع اور دلاور تھا مدینہ سے مکہ کو روانہ کیا کہ مسلمانوں کو پوشیدہ مکہ سے باہر نکال کر یہاں پہنچادے جس وقت وہ مکہ میں پہنچا تو ایک عورت کہ جس کا نام عناق تھا اور نہایت خوبصورت تھی اور ایام جاہلیت اور کفر میں وہ اُس سے دوستی رکھتا تھا اُس کے پاس آئی اور محبت قدیمی ظاہر کرکے طالب وصال کی اس سے ہوئی مرثد نے جواب دیا کہ اسلام میرے اور تیرے درمیان حائل اور مانع ہے اب میں تجھ سے وصال بطور زنا کے نہیں کرسکتا اس عورت نے کہا کہ مجھ سے نکاح کرلے مرثد نے جواب دیا کہ یہ امر اجازت پر جناب رسول خدا صلعم کی موقوف ہے وہ عورت یہ سنکر غصہ ہوئی اور مشرکین کو اس نے جاکر خبر کی کہ مرثد اس لئے آیا ہے کہ مسلمانوں کو یہاں

سے نکال کر لیجائے ان مشرکوں نے اسکے گھر میں جاکر اسکو مارا وہ ان سے بھاگ کر مدینہ میں پہنچا اور یہ آیت نازل ہوئی کہ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ اور نہ نکاح کرو تم شرک کرنیوالی عورتوں سے حَتّٰى يُؤْمِنَّ یہاں تک کہ ایمان لائیں وہ یعنی جبتک کہ ایمان نہ لائیں وہ تو اُن سے نکاح مت کرو اور کہتے ہیں کہ عبداللہ رواحہ نے اپنی کنیزک کے طمانچہ مارا اور وہ رسولخداصلعم کی خدمت میں دادخواہ ہوئی حضرت نے عبداللہ سے اس کاحال دریافت کیا عبداللہ نے عرض کی کہ یہ خدا ورسول پر ایمان لائی ہے لیکن لڑتی جھگڑتی بہت ہے حضرت نے فرمایا کہ اس سے نیکی کرنی چاہیئے عبداللہ نے اس کو آزاد کیا اور پھر اس سے نکاح کر لیا اور اس کے ہمسایہ میں ایک عورت مشرکہ رہتی تھی اور اس سے نکاح کرنا چاہتی تھی اس سے عبداللہ نے نکاح نہ کیا لوگ اُسپر طعن کرنے لگے کہ عورت صاحبِ حسن وجمال اور مال سے نکاح نہ کیا اور کنیز سیاہ کو اپنے نکاح میں لایا تب یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ اور البتہ لونڈی ایمان والی بہتر ہے مِّنْ مُّشْرِكَةٍ شرک لانیوالی آزاد عورت سے وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ اگرچہ تعجب میں ڈالے وہ تم کو اور خوش معلوم ہو بسبب حسن وجمال ومال کے وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ اور مت نکاح میں دو تم شرک لانے والے مردوں کو ایمان والی عورتیں دوسرا مفعول تنکحوا کا محذوف ہے اور تقدیر اسکی ولاتنکحوا المشرکین المؤمنات ہے یعنی مشرکوں کے نکاح میں ایمان لانے والی عورتیں مت دو حَتّٰى يُؤْمِنُوْا یہاں تک کہ ایمان لائیں وہ مرد شرک کرنے والے وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ اور البتہ غلام مومن بہتر ہے شرک کرنے والے آزاد مرد سے وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اگرچہ تعجب میں ڈالے وہ تمکو اور خوش معلوم ہو بسبب صوت اور مال ومنال کے اُولٰٓئِكَ یہ شرک لانے والے مرد اور عورت يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ بلاتے ہیں طرف آتش دوزخ کے آدمیوں کو کفر کی رغبت دلاکر وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اور خدا بلاتا ہے آدمیوں کو اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ طرف بہشت اور بخشش کے ساتھ حکم اپنے کے توفیق عطا کرکے کہ بسبب ایمان اور اعمال نیک کے بہشت میں جائیں وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ اور بیان کرتا ہے خدا نشانیاں اپنی واسطے آدمیوں کے یعنی بیان کرتا ہے نشانیاں روشن حلال اور حرام کیواسطے آدمیوں کے لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ وہ نصیحت پکڑیں تامل اور تفکر کرکے خدا کی قدرت کی نشانیوں میں اور منقول ہے کہ ایام جاہلیت اور کفر میں حیض والی عورتوں ایام حیض میں یہود اور مجوس کے طریقہ کے موافق نہ تو کلام کرتے تھے اور نہ انکو دیکھتے تھے اور نہ انکے ہمراہ کھانا کھاتے تھے اور ایک طرف انکو ڈالدیتے تھے اور نصاریٰ سب امور کرتے تھے یہانتک کہ مجامعت بھی ان سے کرتے تھے اور زمانہ اسلام تک یہ امر جاری رہا ابودحداح مع دیگر مومنین کے رسولخداصلعم کیخدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یارسولخدا عورتوں سے حالت حیض میں کیا سلوک کرنا چاہیے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَيَسْئَلُوْنَكَ اور سوال کرتے ہیں وہ تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ الْمَحِيْضِ حیض عورتوں کے سے کہ حالت حیض میں اُنسے کیا کرنا چاہیے اور محیض مصدر ہے حیض کے معنی میں اور خدائے تعالیٰ اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں سے جو کہ حیض کے مقدمہ میں تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ هُوَ اَذًى وہ ناپاکی ہے اور موجب اذیت اور نفرت کا ہے اور اذی اسم مصدر ہے پس جس وقت کہ حیض ناپاکی اور موجب اذیت اور نفرت کا ہو تو فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ پس کنارہ کشی کرو تم عورتوں سے بیچ حالت حیض کے وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ اور نہ نزدیک ہو تم اُنکے حیض میں اور مجامعت اُن سے مت کرو حَتّٰى يَطْهُرْنَ یہاں تک کہ پاک ہوں وہ عورتیں حیض سے نہا دھوکے اور اہل کوفہ نے سوائے حفص کے یطہر کو بتشدید طا اور تشدید ہا پڑھا ہے فَاِذَا تَطَهَّرْنَ پس جس وقت کہ پاک ہوجائیں وہ حیض سے تو فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ پس آؤ تم ان عورتوں کے پاس جس جگہ سے کہ حکم کیا ہے تمکو خدا نے یعنی جس جگہ سے کہ حکم مجامعت کا تمکو کیا ہے اسجگہ سے کرو اور وہ راہ فرج کی ہے نہ مقعد کی اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ تحقیق دوست رکھتا ہے خدا توبہ کرنے والوں کو گناہوں سے وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ اور دوست رکھتا ہے پانی سے پاک ہونے والوں کو اور عورت سے حالت حیض میں جماع کرنا بہت سخت گناہ ہے لیکن بعد بند ہونے حیض کے اور غسل سے پہلے بھی مجامعت کرسکتے ہیں یا نہیں اس کے حکم کو کسی نے حضرت صادق علیہ السلام

ع ۲۷ ۱۱

سے پوچھا تھا کہ اگر شوہر اُس عورت کا پُر شہوت ہے تو اپنی اس عورت کو کہے کہ وہ اپنی فُرج کو دھو ڈالے اس وقت اس سے مقاربت کرے
لیکن اکثر علما رہمارے فرماتے ہیں کہ اس حالت میں مجامعت کرنی مکروہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ نہ کرے اور اگر کوئی شخص حالتِ حیض میں مجامعت
کرے تو گنہگار ہوگا اور کفارہ اسکا یہ ہے کہ اگر اوّلِ حیض میں مجامعت کی ہے تو ایک دینار دیوے اور اگر وسطِ حیض میں مجامعت کی ہے تو
نصف دینار دیوے اور اگر اخیر حیض میں مجامعت کی ہے تو چہارم حصہ دینار کا دیوے اور دینار سونے کا ہوتا ہے تخمیناً تین ماشہ اور تین
رتی وزن میں اور فرماتا ہے خدا کہ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں واسطے تمہارے فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ
اَنّٰى شِئْتُمْ پس آؤ تم کھیتی اپنی میں جس طرح سے کہ چاہو تم خواہ منہ کی جانب سے خواہ پشت کی جانب سے لیکن فرج میں مجامعت کرو
نہ مقعد میں اس واسطے کہ خدائے تعالیٰ نے زراعت سے شابہت دی ہے کہ جس میں تخم ڈالنے سے روئیدگی پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح
عورت میں فرج کی جانب سے نطفہ ڈالے تو بچہ پیدا ہوتا ہے اور اگر مقعد کی راہ سے نطفہ ڈالے تو بچہ پیدا نہیں ہوتا اور اس صورت میں
شابہت زراعت کی جاتی رہتی ہے اور اکثر روایتیں دلالت کرتی ہیں وطی فی الدبر کے جائز ہونے پر اور امام مالک کے نزدیک دُبر میں مجامعت
کرنی بدون کراہت کے جائز ہے اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ اور آگے بھیجو تم واسطے نفسوں اپنے کے یعنی اعمال
نیک بجا لاؤ کہ وہ آخرت میں تمہارے کام آئیں اور تمہارے جانے سے پہلے وہ ذخیرہ تمہارا موجود رہے پس محرمات سے پرہیز کرو اور
واجبات اور مستحبات کو بجا لاؤ کہ یہ اعمال تمہارے نجات کا وسیلہ ہوں قیامت کے روز اور یا یہ کہ طلب فرزند کرو تم کہ فرزند صالح اور متقی
سرمایہ ثواب عظیم کا ہے چنانچہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت مومن مرتا ہے تو سب اعمال اُسکے منقطع ہوجاتے ہیں
مگر تین چیزیں ایک فرزند صالح کہ بعد مرنے کے اُس کے واسطے دعائے مغفرت کرے یا کوئی صدقہ جاری رہنے والا کہ اُس سے باقی
رہے اور آدمی اس سے فائدہ پائیں جیسے کہ پُل اور مسافر خانہ اور کنواں اور درختِ میوہ دار یا علم کہ لوگ اُس سے فائدہ اٹھائیں جیسے کہ تالیف
کتابِ ہدایت اور علمِ دین اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے تین فرزند غیر بالغ پہلے اُس سے مرگئے ہوں
تو وہ دوزخ میں نہ رہے گا مگر بہت کم اور فرماتا ہے خدا کہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے اسکے احکام کی مخالفت کرنے میں وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ اور جانو تم کہ تحقیق تم ملاقات کرنے والے ہو اسکی جزا دینے سے کہ اپنے اعمال کی ضرور جزا پاؤ گے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
اور خوشخبری دے تو اے محمد صلعم مومنین کو بہشت کی نعمتوں کی ان کو کہ جو اپنے ایمان میں کامل اور مستقل ہیں اور کہہ تو اُن سے کہ تم ہمیشہ
بہشت میں رہو گے اپنے اعمال کے وسیلہ سے اور کہتے ہیں کہ عبداللہ رواحہ اپنے بہنوئی سے رنجیدہ ہوا اور قسم کھائی کہ اس سے کلام نہ کروں گا
اور اس کی اور اسکی زوجہ کے درمیان صلح نہ کراؤں گا اور اس کے حق میں نیکی نہ کروں گا اور آہیں اور اسکے دشمنوں میں صلح نہ کراؤنگا اور اگر کوئی
کہتا کہ اُس میں اور اُس کے دشمنوں میں صلح کروا دے تو کہتا کہ میں نے قسم کھائی ہے خلاف اس کے نہیں کرسکتا اس امر کو خدا تعالیٰ بیان کرتا
ہے کہ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اور نہ کرو تم خدا کو نشانہ واسطے قسموں اپنی کے اور یا یہ کہ نہ کرو تم خدا کو واسطے قسموں اپنی
کے اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا اس بات سے کہ نیکی کرو تم اور پرہیزگاری کرو تم اور صلح کرو تم بَيْنَ النَّاسِ درمیان آدمیوں کے
یعنی خدا کی قسموں کو مانع نیکی اور صلح کرانیکی نہ ٹھیراؤ کہ قسمیں کھا کر نہ نیکی کرو تم اور نہ صلح کراؤ اور نہ احسان کرو کسی مومن پر اور حاصل یہ ہے کہ
نیکی اور احسان اور صلح نہ کرنیکی قسم مت کھاؤ اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جس وقت بلایا جائے تو واسطے صلح کروانے کے درمیان دو شخص کے
تو تم نہ کہو کہ میں اسکو نہ کروں گا اور یا اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ نہ کرو تم خدا کو نشانہ واسطے قسموں اپنی کے کہ ہر طرح کی سچی اور جھوٹی قسم کھا کر اپنے
تئیں نیک اور پرہیزگار اور اصلاح کرنیوالا بناؤ تم کہ ہم اچھے ہیں اس واسطے کہ بہت قسم کھانیوالا اور خدا پر جرأت کرنیوالا کہ ہر بات میں سچ پر بھی
اور جھوٹ پر بھی قسم کھائے وہ شخص نیک نہیں ہے اور نہ وہ پرہیزگار ہے اور نہ صلح کرانے میں اسپر اعتماد ہے کہ ہر امر میں قسم کھاتا ہے چنانچہ

حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ قسم کھاؤ تم اللہ کی نہ سچی جھوٹی کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ولاتجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم اور دوسری
روایت میں یہ ہے کہ فرمایا کہ جس نے جھوٹی قسم کھائی خدا کی اس نے کفر کیا اور جس نے سچی قسم کھائی خدا کی وہ گنہگار رہا وَاللّٰهُ سَمِيعٌ اور خدا
سننے والا ہے قسموں کا عَلِيمٌ جاننے والا ہے تمہارے دلوں کی بات کا اور اب اللہ تعالیٰ قسموں کی اقسام کو بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ نہ مواخذہ کریگا
تم سے خدا بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ ساتھ لغو کے بیچ قسموں تمہاری کہ بے ارادہ قسم کھاؤ اور زبان پر بے اختیار قسم جاری ہو جیسے کہ عادت ہوتی ہے بعضوں کی کہ بے ارادہ
ان کی زبان پر جاری ہوتا ہے کہ خاللہ فلانی بات یوں ہے اور واللہ فلانا ایسا ہے اور ارادہ اس قسم کھانیکا نہیں ہوتا بلکہ ویسے ہی زبان پر جاری ہوجاتا ہے اس قسم کا کفارہ نہیں
ہے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا اور لیکن مواخذہ کرے گا تم سے خدا ساتھ اس چیز کے یعنی ساتھ اس قسم کے کہ كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ کہ کسب
کی ہے دلوں تمہارے نے یعنی ارادہ اور قصد کرکے اپنے دلمیں ایک امر مقرر کرکے جو قسم کھاؤ گے تو اس کا مواخذہ تم سے ہوگا اور اسی قسم کا
کفارہ بھی ہے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ اور خدا بخشنے والا ہے کہ بندہ کو لغو قسم پر گرفتار نہ کرے گا حَلِيْمٌ بردبار ہے کہ ارادہ کی قسم پر بھی جلدی
مواخذہ نہیں کرتا ہے شاید کہ بندہ اس سے توبہ کرے اور کفارہ اس قسم پر ہے کہ آدمی قسم کھائے کہ میں فلانا کام کروں گا لیکن وہ کام مباح بھی ہو
اور پھر اس کام کو نہ کرے تو اسکا کفارہ اسکو دینا ہوگا اور دس آدمیوں کو مومنین سے کھانا کھلانا ہے یا کپڑا دینا اور تفصیل اسکی انشاء اللہ تعالیٰ
بعد اسکے سورۂ مائدہ میں آئے گی اور یا بندہ آزاد کرنا ہے اور ایک قسم یہ ہے کہ کسی گذشتہ امر پر خلاف اپنے علم کے قسم کھائے یعنی یقین رکھتا
ہو ایک زمین کا کہ یہ زید کی ہے اور قسم کھائے کہ زید کی نہیں ہے اس قسم کا کفارہ کچھ نہیں ہے لیکن سزا اسکی آتش دوزخ ہے مگر یہ کہ توبہ کرے
اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی مرد قسم کھائے کہ میں اپنی زوجہ سے مجامعت نہ کروں گا پس اگر عورت اسکی صبر کرے تو بیٹھی رہے اور اگر نالش اپنے حاکم
شرع کے پاس لیجائے تو حاکم چار مہینے کی مہلت اس مرد کو دے گا اور چار مہینہ تک اس مرد سے کچھ نہ کہے گا اور اگر وہ مرد اس عرصہ میں
اس عورت سے رجوع کرے اور مجامعت کرے اور قسم کے توڑنیکا کفارہ دیوے تو پھر اس مرد کو کچھ نہ کہا جائے گا اور اگر چار مہینے تک اس مرد نے
رجوع نہ کی تو بعد اسکے حاکم اس سے فرمائے گا کہ یا تو اس عورت سے مجامعت کر اور یا اسکو طلاق دے پس یا تو وہ طلاق دے گا اور یا مجامعت
کرے گا اور اگر مجامعت کرے گا تو کفارہ قسم کے توڑنیکا دے گا اور اگر ان دونوں امروں میں سے کوئی امر نہ کرے گا تو حاکم اسکو قید کرے گا اور یہ طریقہ
ایام جاہلیت میں تھا کہ جب اپنی زوجہ کو اذیت دینی منظور ہوتی تھی تو قسم کھاتے تھے کہ میں اپنی زوجہ سے مجامعت نہ کرونگا وہ بیچاری
ادھر میں پڑی رہتی تھی نہ تو کسی اور سے نکاح کرسکتی تھی اور نہ شوہر اس کا اس سے رجوع کرتا تھا تب خدا تعالیٰ نے اس مقدمہ میں یہ آیت
نازل کی چنانچہ فرماتا ہے کہ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ واسطے ان لوگوں کے کہ قسم کھاتے ہیں وہ عورتوں اپنی سے مجامعت
کے ترک کرنے کی تو ان مردونکے واسطے تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ انتظار کرنا چار مہینے کا ہے فَاِنْ فَآءُوْ پس اگر رجوع کریں وہ مرد
کہ جنہوں نے قسم کھائی ہے اور قسم کی اپنی توڑ ڈالیں اور مجامعت کریں تو فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ پس تحقیق خدا بخشنے والا ہے گناہ خلاف کرنے
قسم کو جس وقت کفارہ دیویں مجامعت کرنے کا رَّحِيْمٌ مہربان ہے کہ قسم کے توڑنے کو مباح کیا کفارہ دینے سے
وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ اور اگر ارادہ کریں وہ طلاق دینے کو اور رجوع اپنی عورتوں کی طرف نہ کریں بعد قسم کھانے کے
تو فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ پس تحقیق خدا سننے والا ہے صیغہ طلاق کا عَلِيْمٌ جاننے والا ہے ان کی غرض کا اور اب خدائے
تعالیٰ بیان کرتا ہے شمار عدہ کے دنوں ان عورتوں کے کہ جنکو طلاق دی ہو اور وہ بالغہ ہوں اور حاملہ نہوں اور ان سے
مجامعت بھی کی ہو اور حیض بھی ان کو آیا کرتا ہو اس واسطے کہ حیض نہ آنے والی عورت کا اور حاملہ کا عدہ یہ نہیں ہے اور انکا عدہ انشاء اللہ
تعالیٰ بعد اسکے سورۂ طلاق میں آئے گا اور اس آیت میں حائضہ غیر حاملہ کا عدہ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَالْمُطَلَّقٰتُ
اور طلاق دی گئی عورتیں يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ انتظار کریں ساتھ نفسوں اپنے کے تین پاکی اور تربص

خبر ہے امر کے معنی میں اور ثلثۃ قروء منصوب علی الظرفیۃ ہے یعنی زنان بالغہ مجامعت کی گئی غیر حاملہ جس وقت اُن کو طلاق دیجائے تو وہ تین پاکیوں تک عدہ میں بیٹھیں اور پاکی سے مراد وہ دن ہیں کہ جن دنوں میں حیض والیوں کو حیض نہیں آتا ہے اور طلاق دینے کی کئی شرطیں ہیں چاہئے کہ طلاق دینے والا بالغ اور عاقل ہو اور غیر بالغ اور مجنون نہو اور اپنے ارادہ اور اختیار سے طلاق دیوے اور جس کو طلاق دیوے وہ عورت وقت طلاق دینے کے حیض اور نفاس سے پاک ہو اور اگر شوہر اسکا طلاق دینے والا وہاں موجود ہے اور بعد حیض آنے کے اُس سے مجامعت بھی نہ کی ہو اور دو عادل طلاق کے صیغہ کو سنتے ہوں وقت واقع کرنے صیغہ طلاق کے جب یہ شرطیں پائی جائیں تو عورت کو طلاق دیکر پاکی کے دنوں میں اور بعد اسکے جب حیض آئے اور منقطع ہو جائے تو یہ دوسری پاکی شروع ہوئی اور اسکے بعد جب دوسرا حیض آئے اور پھر منقطع ہو جائے تو یہ تیسری پاکی شروع ہوئی اور جب پاکی کا تمام ہوا اور تیسرا حیض شروع ہو تو عدہ پورا ہو جائیگا اور جسکو حیض نہیں آتا ہے اور وہ عمر میں اس عورت کے ہے کہ جس کو حیض آتا ہے وہ عورت تین مہینے عدہ میں بیٹھے گی اور حاملہ عورت کا عدہ اسکے حمل کے وضع ہونے تک ہے اور ان دونوں کے عدہ کا ذکر سورۂ طلاق میں آئیگا اور کہتے ہیں کہ اسمعیل بن عبداللہ غفاری نے اپنی زوجہ کو کہ نام اسکا قبیلہ تھا طلاق دی اور وہ عورت حاملہ تھی اور اسمعیل کو خبر نہ تھی کہ وہ حاملہ ہے اور اس عورت نے حمل کو ظاہر نہ کیا اس واسطے کہ وہ مکروہ جانتی تھی اس امر کو کہ ایسا نہو کہ وہ حمل کی جہت سے مجکو پھر رجوع کرے اور اسمعیل کو جب اس حمل کی خبر ہوئی تو اس نے رجوع کی اور پھر اس عورت کو اپنی زوجہ کر لیا اور اپنے گھر اسکو لے گیا اللہ تعالے نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ اور نہیں حلال ہے واسطے ان عورتوں کے اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ یہ کہ پوشیدہ کریں وہ اس چیز کو کہ پیدا کی ہے خدا نے بیچ رحموں اُن کے یعنی جو بچہ کہ خدا نے ان کے پیٹوں میں پیدا کیا ہے وہ اسکو پوشیدہ نہ کریں اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ اگر ہیں وہ عورتیں کہ ایمان لائی ہیں بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ اور شوہر ان عورتوں کے حقدار زیادہ ہیں ساتھ رجوع کرنے اور پھیر لینے ان عورتوں کے فِیْ ذٰلِكَ بیچ اس عدہ کے یعنی ان طلاق دیگئی عورتوں کے شوہر اُن عورتوں کو اپنی طرف عدہ میں رجوع کرکے پھر اپنی زوجہ ان کو بنا لیویں تو وہ حقدار زیادہ ہیں اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا اگر ارادہ کریں وہ شوہر صلاح اور درستی کا اس رجوع کرنے سے کہ انکو آزار و ضرر پہنچانا منظور نہو اور ان کو کسی طرح سے تنگ کریں جیسا کہ ابتدائے اسلام میں تھا کہ جب عورت کو اذیت دینی منظور ہوتی تھی تو اسکو طلاق دیتے تھے اور جب عدہ گزر جانے کو ہوتا تھا تو اسکو رجوع کرتے تھے اور پھر طلاق دیتے تھے اسیطرح ایذا منظور رکھتے تھے لیکن ایسا نہ چاہئے بلکہ محبت اور الفت سے رہیں چنانچہ خدائے تعالے فرماتا ہے کہ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ اور واسطے ان عورتوں کے مثل اس چیز کے ہے کہ اوپر ان عورتوں کے ہے یعنی واسطے ان عورتوں کے حق ہیں مردوں پر جیسے کہ حق مردوں کا ان عورتوں پر ہیں بِالْمَعْرُوْفِ ساتھ نیکی کے دونو جانب سے کہ آپس میں اچھے سلوک اور پیار سے اوقات بسر کریں اس طرح کہ عورت اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرنے اور اسکے ناموس کو نگاہ رکھے اور بے اجازت شوہر کے گھر سے باہر نہ نکلے اور عفت اور پاکدامنی سے رہے اور شوہر کے عیش کو تلخ نہ کرے اور جس وقت وہ مقاربت کو کہے تو اسی وقت مستعد ہو جائے اگر کوئی مانع شرعی نہو اور مرد کو بھی چاہئے کہ ملاحظہ اسکے حال کا رکھے کہ اسکو کھانا اور کپڑا اچھی طرح دیوے اور نیک خلق سے اس سے محبت رکھے اور جو کوئی کجی اس سے ملاحظہ کرے تو اس سے طرح دیوے اور مواخذہ نہ کرے کہ اکثر طبیعت عورتوں کی کجی ہوتی ہے اور اس کو تنگ نہ کرے وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ اور واسطے مردوں کے اوپر ان عورتوں کے درجہ ہے یعنی حق مردوں کے عورتوں کے اوپر زیادہ ہیں وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ اور خدائے تعالے غالب ہے انتقام لینے میں ان لوگوں سے جو کہ احکام کے خلاف کرتے ہیں حَكِیْمٌ ع ۲۸ ۱۲
حکمت والا ہے کہ جو کرتا ہے موافق مصلحت و حکمت کے کرتا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک عورت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور پوچھا کہ یا حضرت حق مرد کا عورت پر کیا ہے فرمایا کہ چاہئے کہ فرمانبرداری

کرے شوہر کی اور نافرمان برداری نہ کرے اور اس کے گھر میں سے بے اذن اُس کے خیرات نہ کرے اور اپنے نفس کو اس سے باز نہ رکھے جس وقت اُس کا جی مقاربت کو چاہے اگرچہ گنبد پر ہووے اور اس کے گھر سے بدون اس کی اذن کے باہر نہ نکلے اور اگر نکلے بغیر اس کی اذن کے تو لعنت کریں گے اُس عورت کو فرشتے آسمان کے اور فرشتے زمین کے اور فرشتے غضب کے اور فرشتے رحمت کے یہاں تک کہ وہ عورت اُس کے گھر میں اُلٹی پھرے اور اُس عورت پوچھنے والی نے حضرت سے پوچھا کہ کون شخص زیادہ حق دار ہے آدمیوں میں سے مرد پر فرمایا کہ والدین اُس کے اور پھر پوچھا کہ کون شخص زیادہ حقدار ہے آدمیوں میں عورت پر فرمایا کہ شوہر اسکا پھر کہا اس عورت نے کیا میرا حق مرد پر ایسا نہیں ہے کہ جیسے کہ اس کا حق مجھ پر ہے فرمایا کہ نہیں اور نہ سو میں سے ایک تب اس عورت نے کہا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جس نے تجھ کو بحق و راستی پیغمبر کیا ہے کہ آج کے بعد کوئی مرد میرا مالک نہو گا یعنی کسی کو میں اپنا شوہر ہی نہ کرونگی اور دوسری روایت میں ہے کہ کسی آدمی نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ حق عورت کا مرد پر کیا ہے فرمایا کہ پیٹ اس کا بھرے کھانے سے اور بدن اس کا لباس سے پوشیدہ کر دے اور اگر جہالت کرے تو بخشدے اور میمونہ زوجہ رسولخدا سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخداؐ نے کہ بہتر مرد میری امت کے وہ ہیں کہ اپنی عورتوں کے ساتھ زندگانی اچھی طرح کرتے ہیں اور بہتر عورتیں میری امت کی وہ ہیں کہ بہت خوب وجہ سے شوہروں کے ہمراہ رہتی ہیں اور جو عورت کہ اپنے شوہر کے ہمراہ اچھی زندگانی کرے حقتعالےٰ ہر شب اور ہر روز اسکو ثواب ہزار شہید و نکا دیتا ہے اور حور العین پر اسکو فضیلت دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں طلاقوں کی شمار مقرر نہ تھی اگر کوئی دس طلاق دیتا تو پھر رجوع کر لیتا تھا ایک مرتبہ ایک عورت عائشہ کے پاس گئی اور اپنے شوہر کی شکایت کی کہ وہ ہمیشہ طلاق دیتا ہے اور اس سبب سے ضرر پہنچاتا ہے یہ خبر حضرت کو پہنچی اور یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ طلاق دو مرتبہ ہے یہ ذکر طلاق رجعی کا ہے اور طلاق رجعی وہ ہی کہ شوہر شرائط مذکورہ سے جو کہ پہلے آیت کی تفسیر میں گذرا ہے زوجہ کو طلاق دیوے تو وہ عورت عدہ میں بیٹھے پس اگر چاہے تو پھر وہ مرد اسکو بغیر نکاح کے اپنی طرف عدہ ہی میں رجوع کر کے زوجہ بنا لیوے جبتک کہ وہ عدہ میں ہے اور عدہ سے باہر نہ نکلے اور اگر عدہ سے باہر ہو جاے گی تو پھر بدون نکاح کے حلال نہو گی اور اسکو رجوع کر کے پھر طلاق دیوے تو وہ پھر عدہ میں بیٹھے گی یہ دوسری طلاق ہوئی اور یہاں تک طلاق رجعی ہے اور اس سے آگے رجعی نہیں اور اگر اس طلاق کے عدہ میں بھی رجوع کرے اور اپنی زوجہ بنا لیوے تو ہو سکتا ہے لیکن بعد اس کے اگر پھر اسکو طلاق دیوے گا تو پھر رجوع نہیں کر سکتا ہے کہ یہ تیسری طلاق بائن ہے اور اب یہ زوجہ اس مرد پر حلال نہیں ہے جبتک کہ وہ عورت عدہ سے باہر ہو کر کسی دوسرے سے نکاح نہ کر لیوے اور اس سے مجامعت نہ ہو لیوے اور اس آیت میں خدائے تعالےٰ طلاق رجعی کا ذکر کرتا ہے کہ وہ دو مرتبہ ہے اور بعد دو طلاق رجعی کے اگر رجوع کرے تو فَاِمْسَاكٌ پس نگاہ رکھنا اس عورت کا ہے بِمَعْرُوْفٍ ساتھ نیکی کے کہ الفت اور خلق نیک سے زندگانی کریں اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ یا چھوڑ دینا ہے ساتھ نیکی کے اگر رجوع اس عورت سے نکرے کہ عدہ اس کا گذر جائے اور وہ اپنی راہ لیوے اور جہاں چاہے چلی جائے اور اگر چاہے بعد اس کے پھر اس سے نکاح کر لیوے اور اگر اسکو رجوع کر کے تیسری طلاق دیوے کہ وہ عدہ پورا کر کے جہاں چاہے چلی جاے تو یہ تیسری طلاق بائن ہے اور اب اس سے نکاح نہیں کر سکتا جبتک کہ وہ دوسرا شوہر کر لیوے اور امساک خبر ہے مبتدائے محذوف کی یعنی فالواجب علیکم امساک بمعروف اور اب خدائے تعالےٰ خلع کے مقدمہ میں بیان کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت آئندہ کی جمیلہ اور ثابت بن قیس کے حق میں نازل ہوئی ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ ثابت جمیلہ کو بہت چاہتا تھا اور دوست رکھتا تھا اور جمیلہ ثابت سے دشمنی اور بغض رکھتی تھی اسواسطے جمیلہ جناب رسول خداصلعم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا رسول خدا میں ثابت کو بہت مکروہ جانتی ہوں بخدا چاہتی ہوں کہ سر میرا اور سر اسکا ایک جا جمع نہووے یا رسول خدا تم حکم کرو کہ وہ مجھکو طلاق دیوے حضرت نے ثابت کو بلایا اور فرمایا

کہ تیری زوجہ شکایت تیری کرتی ہے اس نے عرض کی کہ یارسولخدا قسم ہے اس شخص کی کہ جس نے حضرت کو بحق و راستی پیغمبر کیا ہے کہ میں دینا
اسکی برابر کسی کو دوست نہیں رکھتا ہوں جمیلہ نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے یارسولخدا لیکن یہ شخص کوتاہ قد اور سیاہ رنگ اور بدصورت ہی
مجھ کو یہ بہت کروہ معلوم ہوتا ہے اگر یہ مجکو طلاق نہ دیوے گا تو مجھ کو خوف ہے کہ مجھ سے ایسا امر صادر ہو کہ موجب میری ہلاکت کا ہو حضرت نے
ثابت سے فرمایا کہ تو کیا کہتا ہے عرض کی کہ یارسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے خرمہ کا باغ اسکو مہر میں دیا ہے حضرت اسکو حکم کریں
کہ یہ میرا باغ واپس کرے میں اسکو طلاق دیدوں گا اس عورت نے یہ سنکر کہا کہ یارسولخدا میں باغ بھی دیتی ہوں اور اس کے سوا اور بھی
کچھ دیتی ہوں لیکن یہ کسی طرح مجھ کو طلاق دیوے حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ وہ باغ ہی واپس کردے اور زیادہ دینے کی کچھ ضرورت نہیں ہے
اس عورت نے اس کو باغ واپس کردیا اور اس مرد نے اسکو طلاق دیدی اور خلع اسلام میں پہلے یہی واقع ہوا ہے اور خدائے تعالے نے انکے
مقدمہ میں یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اور نہیں حلال ہے واسطے تمہارے اے طلاق دینے والو اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ
اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا یہ کہ لو تم اس چیز میں سے کہ دیا ہے تم نے ان عورتوں کو کچھ یعنی مہر جو تم نے عورتوں کو دیا ہے بعوض طلاق دینے
کے وہ مہر انسے مت لو اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ مگر یہ کہ ڈریں وہ جورو اور خاوند دونو اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ اس سے کہ نہ قائم کرسکیں وہ
حدود خدا کی کو یعنی احکام خدا کے جو جورو اور خاوند کے مقدمہ میں ہیں کہ نیک سلوک اور پیار اور محبت سے آپسمیں گزارہ کریں اسکو ادا نہ کریں
بلکہ آپسمیں رنج و راحت رہے اور ابوجعفر اور حمزہ نے یخافا کو بضم پڑھا ہے اور بعضوں نے تخافا اور تقیما تا سے پڑھا ہے فَاِنْ
خِفْتُمْ پس اگر خوف کرو تم یعنی اگر یہی بات ہے کہ ڈرو تم اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ اس سے کہ نہ قائم رکھ سکیں وہ دونو حدود
خدا کی کو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا پس نہیں گناہ ہے اوپر ان دونو جورو اور خاوند کے فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ بیچ اس چیز کے کہ بدلا دے
وہ عورت ساتھ اسکے یعنی عورت مہر کو واپس کرے اور مرد اسکو طلاق دیوے تو اس میں کچھ گناہ نہیں ہے ان دونوں پر تِلْكَ یہ احکام
جو بیان کئے گئے ہیں حُدُوْدُ اللّٰهِ حدیں خدا کی ہیں جو کہ بندوں کے واسطے مقرر کی ہیں فَلَا تَعْتَدُوْهَا پس نہ گزرو تم ان
حدوں سے وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ اور جو شخص کہ گذرے حدود خدا کی سے فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ حدوں سے گزرنیوالے
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ وہی ظلم کرنے والے ہیں اپنے نفسوں پر خدا کی حدوں سے باہر ہو کر اور اب خدائے تعالے تیسری طلاق کا ذکر کرتا ہے
جو کہ طلاق بائن ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَاِنْ طَلَّقَهَا پس اگر طلاق دے اس عورت کو بعد ان دو طلاق رجعی کے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ پس
نہیں حلال ہے وہ عورت واسطے اس مرد طلاق دینے والے کے مِنْۢ بَعْدُ بعد اس طلاق تیسری کے حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا یہاں تک
کہ نکاح کرے وہ عورت تیسری طلاق دیگئی اس شوہر سے کہ وہ غَيْرَهٗ غیر اس شوہر پہلے طلاق دینے والے کے ہے اور یہ دوسرا طلاق دیوے
مجامعت کرکے اور فان طلقھا متعلق الطلاق مرتان کے ہے اور کہتے ہیں کہ دختر عبدالرحمان نے تین طلاق اپنے شوہر سے لیکر دوسرے
شخص سے نکاح کرلیا اور بعد اس کے چاہا کہ پھر شوہر اول سے صلح کرے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوسکتا
کہ بدون مجامعت شوہر ثانی کے پہلے شوہر سے پھر نکاح کرے مطابق اسکے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ فَاِنْ طَلَّقَهَا پس اگر طلاق
دیوے شوہر ثانی اس عورت کو بعد جماع کرنے کے اپنی رغبت سے اور عدۃ اس کا گذر جائے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ پس نہیں گناہ ہے
اوپر ان دونوں کے یعنی شوہر اول اور اس عورت پر اَنْ يَّتَرَاجَعَآ یہ کہ رجوع کریں وہ دونو آپس میں بعد طلاق شوہر ثانی کے اور بعد
گذرنے عدہ اسکے کے اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ اگر گمان کریں وہ دونو یہ کہ قایم رکھیں گے وہ حدود خدا کو کہ جو حقوق زوجیت
کے ہیں ان کو آپسمیں ادا کریں گے اور ان حقوق میں کسی طرح کا فرق نہ کریں گے وَتِلْكَ اور یہ احکام جو گذرے ہیں حُدُوْدُ اللّٰهِ حدیں
خدا کی ہیں يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ بیان کرتا ہے خدا ان حدوں کو واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں وہ کہ یہ احکام خدا کے ہیں اور فرماتا

ہے خدا کہ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ اور جس وقت کہ طلاق دو تم عورتوں کو اور وہ عدۃ میں ہیں فَبَلَغْنَ پس پہنچیں وہ عورتیں طلاق
دی گئی اَجَلَهُنَّ مدت اپنی کو یعنی قریب گذرنے عدۃ کے وہ پہنچیں تو فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ پس تھام رکھو تم اُن کو ساتھ نیکی کے
کہ ارادہ اِس تھام رکھنے سے اور رجوع کرنے سے ضرر پہنچانے کا نہووے اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ یا چھوڑ دو تم ان عورتوں کو ساتھ
نیکی کے کہ اپنے عدہ سے باہر ہوکر اپنے نفسوں کے مختار ہو جائیں جس سے چاہیں نکاح اپنا کریں وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا اور نہ تھام رکھو
تم ان عورتوں کو اور نہ روکو تم ان کو واسطے ضرر پہنچانے کے لِّتَعْتَدُوْا تاکہ ظلم کرو تم اپنے عدہ کو ان کے دراز کرکے کہ جب عدہ گزرنے کو ہووے
تو ان کو رجوع کرلو اور پھر طلاق دو ان کو ضرر پہنچانے کو کہ وہ ہمیشہ عدہ میں پڑی رہیں اور اسی طرح تم ان کو تنگ رکھو اور ضرارًا مفعول لہٗ
ہے یا حال ہے تمسکو کی ضمیر سے اسم فاعل کی معنی ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ اور جو شخص کہ کرے ایسا کہ عورتوں کے ضرر
پہنچانے کو یہ امر کرے تو فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ پس تحقیق ظلم کیا اس نے جان اپنی کو کہ اپنے اس فعل ناشائستہ سے خدا کو غضب میں لایا
وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا اور نہ پکڑو تم آیاتِ خدا کو ٹھٹھا کہ اس کے احکام سے روگردانی کرو اور جو اُس نے فرمایا ہے اس
کے برخلاف کرو اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے لعنت کی ہے اُس شخص کہ جو کوئی کسی مسلمان کو آزار پہنچائے اور یا یہ کہ
اُس سے مکر کرے وَاذْكُرُوْا اور یاد کرو تم اے مومنین نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ نعمت خدا کو کہ اوپر تمہارے ہے کہ مباح کی اُس
نے تمکو چار عورتیں کہ اپنی زوجیت میں چار عورتوں کو جمع کرسکتے ہیں اور بعد طلاق کے پھر عورت سے رجوع کرسکتے ہو اور پہلی امتوں کو یہ
نعمت حاصل نہ تھی وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ اور یاد کرو تم اس چیز کو کہ نازل کی ہے اوپر تمہارے اپنے فضل اور احسان سے مِّنَ
الْكِتٰبِ کتاب سے کہ وہ قرآن ہے وَالْحِكْمَةِ اور حکمت سے کہ وہ احکام شرع کے ہیں حلال اور حرام کہ يَعِظُكُمْ بِهٖ
نصیحت کرتا ہے وہ تمکو ساتھ اُس کے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے اُس کے احکام کی مخالفت کرنے میں وَاعْلَمُوْٓا اور جانو تم
ع ٣ ٢٩ ١٣ کہ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ تحقیق خدا ساتھ ہر چیز کے عَلِيْمٌ عالم ہے کہ ہر چیز کو جانتا ہے اور تمہارے اقوال اور افعال اور ظاہر اور باطن
سب کو جانتا ہے اور کہتے ہیں کہ جمیلہ بنت یسار کو اُس کے شوہر ابو دحداح نے طلاق دی اور وہ عورت جس وقت عدہ سے باہر ہوئی تو
ابو دحداح نے پھر اس عورت کو پیغام نکاح دیا اس عورت کا بھائی معقل بن یسار غصہ ہوا اور کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ ہم اس سے نکاح نہ کریں
گے کہ اُس نے بے قصور طلاق دی تھی اُس کے جواب میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ اور جس وقت طلاق
دو تم عورتوں کو فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ پس پہنچیں وہ مدت اپنی کو کہ عدہ اُن کا گذر جائے تو فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ پس منع کرو تم ان عورتوں
کو اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اس سے کہ نکاح کریں وہ شوہروں اپنے پہلوں سے یعنی اگر عورتیں اپنے عدہ سے باہر نکلکر اپنے پہلے شوہروں
سے نکاح کرنا چاہیں تو تم ان کو منع مت کرو اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ جس وقت راضی ہوں وہ دونوں آپسمیں بِالْمَعْرُوْفِ ساتھ
نیکی کے کہ تابع احکام خدا کے ہوں اور آپس میں سلوک سے رہیں ذٰلِكَ یہ امور جو کہ مذکور ہوئے ہیں وہ ہیں کہ يُوْعَظُ بِهٖ نصیحت کیا
جاتا ہے ساتھ اس کے مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وہ شخص کہ ہے تم میں سے کہ ایمان لاتا ہے وہ ساتھ
خدا کے اور دن آخرت کے کہ اس روز کے ہونیکا اعتقاد رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ اس روز اعمال کی جزا ملے گی ذٰلِكُمْ یہ نصیحت دینا تمکو
اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ پاکیزہ تر ہے واسطے تمہارے اور بہت پاک ہے زندگی تمہاری کے واسطے اور بہت مناسب اور مفید ہے تمہارے
لئے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور خدا جانتا ہے صلاح مرد و زن کی وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور تم نہیں جانتے ہو اور کہتے ہیں کہ معقل یسار مرد
نیک اور خدا پرست تھا جس وقت رسول خدا صلعم نے اس کے روبرو یہ آیت پڑھی تو رو دیا اور کہا کہ یا رسول خدا صلعم میں نے اس امر سے توبہ کی
اور کفارہ سوگند کا دیا اور اپنی بہن کا نکاح ابو دحداح سے کر دیا اور اب خدائے تعالیٰ دودھ پلانے اطفال کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ اور مائیں دودھ پلائیں اولاد اپنی کو اگرچہ اُن کے شوہروں نے طلاق دی ہو حَوْلَيْنِ
كَامِلَيْنِ دو برس کامل تک اور یہ حکم لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ واسطے اس شخص کے ہے کہ تمام کرے وہ دودھ پلانیکو
اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ مدت حمل کی چھ مہینے بھی ہیں اس واسطے کہ دوسری آیت میں خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ حمل سے دودھ چھڑانے تک تیس
مہینے ہیں اور اس آیت میں فرماتا ہے کہ مدت دودھ پلانے کی دو سال ہیں اور تیس مہینے میں سے چوبیس مہینے دو برس کے گئے تو چھ مہینے
باقی رہے وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ اور اوپر اس شخص کے کہ پیدا کیا گیا ہے واسطے اس کے بچہ یعنی اُس لڑکے کے باپ پر رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ
رزق ان دودھ پلانے والیوں کا ہے اور لباس ان کا یعنی کھانا اور کپڑا دودھ پلانے والیوں کا دودھ پینے والوں کے باپوں پر ہے
بِالْمَعْرُوفِ ساتھ نیکی کے کہ موافق عرف اور رواج کے ہو لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ نہیں تکلیف دیا جاتا ہے کوئی نفس إِلَّا وُسْعَهَا
مگر گنجائش اور طاقت اپنے کو یعنی باپ شیر خوار بچہ کا دودھ پلانے کے عوض میں موافق اپنی قدرت کے دیوے نہ زیادہ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ
نہ ضرر پہنچائے والدہ بچے کی بِوَلَدِهَا ساتھ فرزند اپنے کے جو کہ دودھ پیتا ہے کہ اپنے سے جدا کرکے اس کے باپ کو دیدے
ایسا نہ کرے وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ اور نہ وہ شخص کہ پیدا کیا گیا ہے واسطے اس کے فرزند ساتھ فرزند اپنے کے یعنی اور
نہ باپ اپنے فرزند کو ضرر پہنچائے کہ دودھ پینے کے زمانہ میں اس کو اس کی ماں سے چھوڑا لیوے اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ بچہ شیر خوار کے واسطے برکت والا سوائے شیر مادر کے کوئی شیر دوسرا نہیں ہوتا اور فرماتا ہے خدائے تعالےٰ کہ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ
ذَٰلِكَ اور اوپر وارث کے مثل اسکے ہے یعنی اگر باپ بچہ شیر خوار کا مر جائے تو اُسکا جو کوئی وارث ہو اسپر کھانا اور کپڑا دودھ پلانے والی کا
اور نہ ضرر پہنچانا بچہ کا ہے اور اب ایک حکم بچہ دودھ پینے والے کے مقدمہ میں بیان کرتا ہے کہ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا پس اگر ارادہ کریا
وہ دونوں باپ اور ماں جدا کرنے بچہ کے دو سال سے پہلے عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ رضامندی اپنی اور مشورہ سے تو فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِمَا پس نہیں گناہ ہے اوپر ان دونوں کے کہ اپنے بچہ کی مصلحت کو وہ خوب جانتے ہیں وَإِنْ أَرَدْتُمْ اور اگر ارادہ کرو
تم اے دودھ پلانے والو أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ یہ کہ دودھ پلوانا چاہو تم اولاد اپنی کو کسی دایہ سے تو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
پس نہیں گناہ ہے اوپر تمہارے دایہ سے دودھ پلوانے میں إِذَا سَلَّمْتُمْ جس وقت سپرد کرو تم ان دودھ پلانے والیوں کو مَا آتَيْتُمْ
بِالْمَعْرُوفِ جو کچھ دینا کیا ہے تم نے ساتھ نیکی کے یعنی جو کچھ تمنے دودھ چلانے کے عوض میں دایہ کو دینا کہا ہے وہ اچھی طرح بدون
کم کرنے کے اسکو دیدو تو دایہ سے دودھ پلانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے وَاتَّقُوا اللَّهَ اور ڈرو تم خدا سے اسکے حکم کے خلاف کرنیں
وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ اور جانو تم کہ تحقیق خدا بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم بینا اور دیکھنے والا ہے اور اب
خدائے تعالےٰ وفات کے عدہ کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ اور جو لوگ کہ مر جائیں تم میں سے
وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا اور چھوڑیں وہ بیبیوں کو تو يَتَرَبَّصْنَ چاہیے کہ انتظار کریں وہ بیبیاں جو کہ ہو گئی ہیں بِأَنْفُسِهِنَّ
أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ساتھ نفسوں اپنے کے چار مہینے اور دس روز یعنی چار مہینے اور دس روز عدہ میں رہیں اور اس مدت میں
سنگار نہ کریں اور اس عرصہ میں کسی سے نکاح نہ کریں فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ پس جس وقت پہنچیں وہ عورتیں مدت اپنی کو کہ چار مہینے اور
دس دن گذر جائیں تو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ پس نہیں گناہ ہے اوپر تمہارے اے والیو عورتوں کے فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ
بیچ اس چیز کے کہ قصد کیا ہے ان عورتوں نے بیچ نفسوں اپنے کے کہ ارادہ نکاح کا رکھتی ہیں بِالْمَعْرُوفِ ساتھ نیکی کے کہ موافق شرع
کے ہو یعنی بعد گزرنے عدہ وفات کے کہ وہ چار مہینے اور دس روز ہی ہیں اگر عورتیں کسی سے نکاح کرنا چاہیں تو منع مت کرو نہیں کچھ تمکو
گناہ نہیں ہے وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے اور موافق اعمال کے تمکو جزا دیگا او

تحقیق دودھ پلانے کی مدت

وفات کے عدہ کا ذکر

اب خدائے تعالےٰ بیان کرتا ہے کہ اگر عورتوں سے عدہ میں بہ کنایہ پیغام نسبت کا کرو تو مضائقہ نہیں ہے لیکن کھول کر اور واضح کر کے نہ کہو تم
چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اور نہیں گناہ ہے اوپر تمہارے فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ بیچ اُس چیز کے کہ بہ کنایہ خبر دی ہے تم نے
ساتھ اس کے مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ منگنی عورتوں کی سے یعنی عورتوں کو عدہ میں بکنایہ کہو اس طرح سے کہ تو کیا خوب صورت ہے اور یا
یہ کہ تو بہت نیکبخت ہے اور یا یہ کہ تجھ سے بہت آدمی رغبت رکھتے ہیں تاکہ عورت کو معلوم رہے کہ میرا خواستگار ہے اور صریح اس عورت سے
نہ کہے اس طرح سے کہ میں تجھ سے نکاح کروں گا اس واسطے کہ عدہ میں جیسے کہ نکاح کرنا درست نہیں ہے ایسے ہی صراحتہً کہنا بھی درست
نہیں ہے اور تعریض کلام سربستہ کو کہتے ہیں مخالف تصریح کے یعنی نہیں گناہ ہے تم پر اس میں کہ کلام سربستہ اور کنایہ سے کہا ہے تم نے
أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ یا پوشیدہ رکھا ہے تمنے بیچ نفسوں اپنے کے کہ اس کا زبان سے کچھ ذکر نہ کرو نہ کنایتہً نہ صراحتہً عَلِمَ
اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ جانتا ہے خدا کہ تحقیق تم قریب ہے کہ یاد کرو گے اُن عورتوں کو اور ذکر اُن کا کرو گے اور صبر تم سے نہ
ہو سکے گا اس جہت سے کہ ایسا ہو کہ کوئی دوسرا خواستگاری کرنے لگے وَلَٰكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا اور لیکن نہ وعدہ کرو تم اُن عورتوں
سے پوشیدہ پہلے گذرنے عدے کے اس طرح سے کہ وعدہ گاہ میرے اور تیرے فلانے کا گھر ہے إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا
مگر یہ کہ کہو تم کہنا نیک کہ کنایہ سے کہو اور واضح کر کے نہ کہو وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ اور نہ ارادہ کرو تم عقد نکاح کا حَتَّىٰ
يَبْلُغَ الْكِتَابُ یہاں تک کہ پہنچے کتاب یعنی عدہ کہ لکھا ہوا اور فرض ہے وہ پہنچے أَجَلَهُ مدت اپنی کو کہ وہ تمام ہو جائے اور عدہ کے درمیان
نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر عمداً کسی عورت عدہ میں بیٹھی ہوئی سے نکاح کرے عدہ کے گذرنے سے پہلے تو وہ عورت
ہمیشہ کو اسپر حرام ہو جائے گی اور پھر اس سے نکاح کرنا درست نہیں ہو گا وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ اور
جانو تم یہ کہ تحقیق خدا جانتا ہے جو کچھ کہ بیچ نفسوں تمہارے کے ہے یعنی ارادہ اس چیز کا کہ جائز نہیں ہے اور وہ تمہارے دلوں میں ہے
اسکو خوب جانتا ہے فَاحْذَرُوهُ پس ڈرو تم اُس سے یعنی اس کے عذاب سے ڈرو تم وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ اور جانو تم
کہ تحقیق خدا بخشنے والا ہے اُس شخص کو کہ جو اُس کے خوف سے ارادہ حرام کا نہ کرے حَلِيمٌ بردبار ہے کہ جلدی عذاب نہیں کرتا ہے اور ٣٠ ع ١٤
اب خدا تعالےٰ مہر مقرر کرنے سے پہلے اور مجامعت کرنے سے پہلے طلاق دینے کا حکم کرتا ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے اور عرب کا دستور تھا کہ
طلاق بہت دیتے تھے اور عدہ میں پھر رجوع کرتے تھے رسول خدا صلعم کو یہ امر ناپسند معلوم ہوا اور فرمایا کہ کیا ہوا ہے تمکو کہ بے قصور اس
قدر طلاق دیتے ہو اگر کوئی بدگمانی ہو تو مضائقہ نہیں ہے اصحاب کو یہ بات سنکر گمان ہوا کہ طلاق دینے میں گناہ ہو گا اس واسطے
انھوں نے طلاق دینی بالکل موقوف کی یہ آیت اُن کے وہم کے دور کرنے کے واسطے نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے کہ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ نہیں گناہ ہے اوپر تمہارے اے مومنین اگر طلاق دو تم عورتوں کو مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ جبتک کہ نہیں چھوا
ہے تمنے ان کو یعنی جب تک کہ نہیں جماع کیا ہے تمنے ان عورتوں سے أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً اور نہیں مقرر کیا ہے تم نے واسطے
اُن کے فریضہ کو یعنی مہر کو اور تفرضوا میں بعضے تو کہتے ہیں او بمعنی اِلّا اور بعضے کہتے ہیں بمعنی حتیٰ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ واو جمع کے معنی
میں ہے اور ظاہر میں یہ سب سے بہتر معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ نفی دونو جملوں کی ہوئی ہے تمسو کی بھی اور تفرضوا کی بھی تاکہ متعہ دینے کا حکم
ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ او اپنے معنی میں ہے اور تفرضوا کا عطف تمسوا پر ہے اور تقدیر کلام کی یہ ہے مالم تمسوھن من قد تفرضتم لھن
اولم تفرضوا لھن فریضۃً اور فریضہ مفعول بہ ہے تفرضوا کا اور فریضہ بمعنی مفروض ہے اور تا اس میں واسطے نقل ہونے وصیت کے ہے طرف
اسمیت کے اور حاصل یہ ہے کہ اگر مہر مقرر کرنے اور مجامعت کرنے سے پہلے تم عورتوں کو طلاق دو تو کوئی گناہ تم پر نہیں ہے اگر چاہو
اُنکو طلاق دو وَمَتِّعُوهُنَّ اور فائدہ دو تم ان کو یعنی جن عورتوں کا مہر مقرر نہیں ہوا ہے اور بدون ذکر مہر کے اُنسے نکاح کیا ہے

ذکر نماز وسطیٰ و صلوٰۃ خوف

اور مجامعت سے پہلے ان کو طلاق دو تو ان عورتوں کو کچھ دو کہ ان کو فائدہ ہو اور اس صورت میں عطف تفرضوا کا تمسوا پر ہے اور او واو جمع کے معنی میں ہے اور باعتبار عطف کے تفرضوا پر نفی داخل ہو گی اور با معنی اس کے یہ ہیں کہ پس گناہ نہیں ہے اوپر تمہارے اگر طلاق دو تم عورتوں کو کہ نہیں مجامعت کی ہے تمنے اُنسے کہ تم کو کچھ دینا نہیں آتا مگر یہ کہ مقرر کرو تم مہر کو کہ اس صورت میں نصف مہر دینا ہوگا بعد طلاق کے اور اگر مہر مقرر نہیں ہوا ہے تو مہر نہ دو مگر کچھ فائدہ دو اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ پس نہیں گناہ ہے اوپر تمہارے اگر طلاق دو تم عورتوں کو جبتک کہ نہیں مجامعت کی ہے تمنے ان سے اور مقرر کیا ہے تم نے ان سے مہر کو یا نہیں مقرر کیا تم نے مہر کو اگر مقرر کیا ہے تو نصف مہر دو اور اگر مقرر نہیں کیا ہے تو کچھ مہر نہ دو اور فائدہ دو اور یہ دو نو معنی آخر کے قریب قریب ہیں اور منقول ہے کہ ایک مرد انصاری نے بدون ذکر مہر کے نکاح کیا اور نزدیکی کرنے سے پہلے اس کو طلاق دی یہ آیت نازل ہوئی اور رسول خدا صلعم نے اس سے فرمایا کہ اس عورت کو کچھ دے اگرچہ تیری ٹوپی ہو غرض یہ ہے کہ کچھ دینا واجب ہے اور وہ موافق حال طلاق دینے والے کے ہے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ عَلَی الْمُوسِعِ قَدَرُهُ اوپر گنجائش والے اور تونگر کے مقدار تونگری اسکی کے ہے کہ وہ موافق اس کے مقدور کے ہے جیسے کہ کوئی گھوڑا یا خادم وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ اور اوپر تنگدست کی مقدار تنگدستی اس کی کے ہے جیسے کہ انگشتری یا ایک درہم اور میانہ ایک جوڑا پوشاک کا دیوے مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ فائدہ دینا ساتھ نیکی کے کہ شرع میں وہ نیک ہو حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ثابت اور واجب اوپر نیکی کرنے والوں کے کہ عورت کو طلاق کی عوض میں کچھ دیویں اور متاعًا مفعول مطلق ہے متعوا کا اور حقًا مفعول مطلق نہیں حق محذوف کا وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ اور اگر طلاق دو تم اُن عورتوں کو مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ پہلے اس سے کہ چھوا ہے تمنے ان کو یعنی پہلے اس سے کہ مجامعت کی ہے تمنے اُنسے وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً اور حال یہ ہے کہ تحقیق مقرر کیا ہے تم نے واسطے اُن کے فریضہ کو یعنی مہر کو تو فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ پس آدھا اس مہر کا ہے کہ مقرر کیا ہے تم نے إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ مگر یہ کہ معاف کریں وہ عورتیں مہر کو تو کچھ دینا نہیں ہوتا أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي یا بخشے وہ شخص کہ بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ بیچ ہاتھ اس کے ہے عقد نکاح کا ہے یعنی والی عورت کا اگر عورت بالغہ عاقلہ نہووے وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ اور معاف کرنا تمہارا اسے والیان عورت نزدیک زیادہ ہے واسطے پرہیزگاری کے اس واسطے کہ جب اپنا حق کوئی طلب نہ کرے گا تو غیر کا حق کا ہیکو لینا چاہیگا اور ان تعفوا بتاویل مصدر مبتدا ہے اور اقرب خبر اُس کی ہے وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اور مت بھولو تم فضل اور احسان کو درمیان اپنے یعنی آپس میں کہ جو تم میں سے ایک شخص دوسرے شخص پر احسان کرتا ہے کہ کچھ دیوے یا اپنا حق بخوشی خاطر کسی سے نلیوے تو اسکو بھولنا نہیں چاہیے إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ تحقیق کہ خدا ساتھ اس چیز کے ہے کہ کرتے ہو تم کسی پر احسان کرتے ہو بَصِيرٌ دیکھنے والا ہے کہ تمہارا فضل و احسان ضائع نہ کرے گا اور اب خدا تعالےٰ ذکر نماز کا کرتا ہے کہ جو سب عبادتوں سے افضل ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ کہ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ محافظت کرو تم اوپر نمازوں کے کہ ہمیشہ ان کو پڑھتے رہو ان کے وقتوں پر مع آداب و شرائط کے وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ اور محافظت کرو تم خصوصًا اوپر نماز درمیان والی کے کہ وہ نماز ظہر ہے اور اول جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہی نماز پڑھی ہے اور وہ دن کے بیچ میں ہے اور دن کی دو نمازوں کے درمیان میں ہے درمیان نماز عصر کے اور نماز صبح کے اور گرم وقت میں ہوتی ہے جس وقت آفتاب سر پر ہوتا ہے اور اس وقت سب چیزیں خدا کی تسبیح کرتی ہیں اور اکثر تو قیلولہ کرکے بستر سے اٹھنا بہت بھاری معلوم ہوتا ہے اور اکثر روایات اہل بیت علیہم السلام سے یہی نماز معلوم ہوتی ہے کہ نماز وسطیٰ سے مراد نماز ظہر ہے اور بروز جمعہ نماز جمعہ سے مراد ہے اگر نماز جمعہ واجب ہووے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد صلوٰۃ وسطیٰ سے نماز عصر ہے کہ یہ دن کی دو نمازوں کے اور رات کی دو نمازوں کے درمیان ہے اور بعضی روایتیں بھی اسپر دلالت کرتی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد صلوٰۃ وسطیٰ سے نماز صبح ہے کہ یہ سیاہی شب اور

روشنی روز کے درمیان ہے وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ اور کھڑے ہو تم واسطے خدا کے قنوت پڑھنے والے ہو کر اور قانتین حال
واقع ہوا ہے اور مراد قانتین سے یہاں پڑھنا دعائے قنوت کا ہے ہاتھوں کو اُٹھا کر نماز کے درمیان چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام
سے روایت ہے اور یہی مذہب ہے اہل بیت علیہم السلام کا جس کی پیروی شیعہ کرتے ہیں اور اہل سنت کی کتب احادیث میں بھی روایت ہے کہ
رسول خدا صلعم دعائے قنوت نماز میں پڑھتے تھے اور اب خدائے تعالےٰ نماز خوف کی کیفیت کو بیان کرتا ہے کہ فَإِنْ خِفْتُمْ پس اگر خوف
کرو تم چور سے یا درندہ سے یا دشمن سے اور نماز کو اطمینان سے نہ پڑھ سکو تو فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا پس پیادے اور سوار ہو کر اور رجال
جمع رجل کی ہے اور حال واقع ہوا ہے اور رکبانًا کا اُس پر عطف ہے اور تقدیر اس کی فصلوا رجالًا او رکبانًا یعنی پس پڑھو تم جس حالت میں
کہ پیادہ چلتے ہو تم یا سوار ہو کر چلتے ہو تم اسی حالت میں نماز کو چلتے ہوئے پڑھو اشارے سے جس طرح کہ ممکن ہو فَإِذَا أَمِنْتُمْ پس
جس وقت کہ امن میں ہو تم اور بیخوف ہو جاؤ تم تو فَاذْكُرُوا اللّٰهَ پس ذکر کرو تم خدا کا یعنی نماز پڑھو تم آداب و شرائط سے كَمَا عَلَّمَكُمْ
مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ جیسے کہ تعلیم کیا ہے تمکو خدا نے اُسکو کہ نہیں جانتے تھے تم کہ نماز کے آداب و شرائط اور ارکان و احکام سے بالکل
واقف نہ تھے اور کہتے ہیں کہ پہلے عرب میں یہ دستور تھا کہ جس عورت کا شوہر مر جاتا تھا وہ ایک سال عدہ میں رہتی تھی اور زینت اور آرائش
اپنی موقوف کر کے لباس کہنہ پہنتی تھی اور مکان علیحدہ میں رہتی تھی اور اپنے خرچ ضروری کے واسطے شوہر کے وارثوں سے لیتی تھی
ایک شخص حکیم بن حارث فوت ہوا اور اُس نے زوجہ اور باپ اور ماں اور بیٹا بعد اپنے چھوڑے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ترکہ تو اس کا اس کے بیٹے کو دیا اور باپ اور ماں اور زوجہ کے واسطے ایک حصہ مقرر کر دیا لیکن حکم دیا کہ ترکہ میں سے ایک سال اس کی زوجہ کو دیویں
تب یہ آیت نازل ہوئی کہ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ اور جو لوگ کہ مر جائیں تم میں سے وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا اور چھوڑ جائیں
وہ بیبیوں کو بعد اپنے تو وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا وصیت کرنا چاہیئے واسطے بیبیوں اپنی کے فائدہ دینے کو یعنی وصیت
کریں کھانے اور لباس اور سکن دینے کی إِلَى الْحَوْلِ ایک سال تک غَيْرَ إِخْرَاجٍ نہ نکال دینا اس کا سکن سے فَإِنْ خَرَجْنَ
پس اگر نکل جائیں وہ بعد ایک سال کے تو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ پس نہیں گناہ ہے اوپر تمہارے بیچ اُس
امر کے کہ کیا ہے ان عورتوں نے بیچ نفسوں اپنے کے کہ زینت کی ہے یا طالب شوہر کی ہوئی ہیں مِنْ مَعْرُوفٍ نیکی سے کہ موافق شرع
کے کرتی ہیں وہ اور یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اور جس وقت نازل ہوئی یہ آیت یتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا تو یہ حکم منسوخ
ہو گیا وَاللّٰهُ عَزِيزٌ اور خدا غالب ہے کہ سزا دیوے حکم کے برخلاف کرنے والے کو حَكِيمٌ حکمت والا ہے کہ موافق مصلحت کے کرتا ہے
اور اہل مدینہ اور کسائی اور ابن کثیر نے وصیت کو مرفوع پڑھا ہے اور باقیوں نے منصوب پڑھا ہے لیوصوا محذوف کا مفعول
مطلق مقرر کر کے اور متاعًا مفعول مطلق متعوا کا ہے یا مفعول یہ لیوصوا مضمر کا ہے اور غیر اخراج صفت متاعًا کی ہے اور روایت
ہے کہ جس وقت خدائے تعالےٰ نے متعہ دینے کی آیت نازل کی تو بعضے آدمی یہ گمان کر کے کہ متعہ کا دینا سنت ہے اور واجب نہیں ہے
اس لئے متعہ کا دینا ترک کرتے تھے اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ اور
واسطے طلاق دی گئی عورتوں کے متعہ دینا ساتھ نیکی کے یعنی واجب ہے کہ کچھ ان کو دینا چاہیئے اگر اُن کو طلاق دی ہے پہلے مقرر
کرنے مہر کے اور پہلے جماع کرنے سے حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ کہ واجب اور ثابت کیا گیا ہے ثابت کرنا اوپر پرہیزگاروں کے کہ جو ترک
سے پرہیز کرتے ہیں یعنی سب مسلمانوں پر متعہ دینا واجب ہے اور حقًّا مفعول مطلق خلاف فعل محذوف کا ہے اور کہتے ہیں کہ جس عورت سے
مجامعت کی ہے اسکو متعہ دینا بعد انقضائے عدہ کے سنت ہے كَذٰلِكَ ایسے ہے یعنی جیسے کہ احکام طلاق کے بیان کئے ہیں ایسے ہی
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ بیان کرتا ہے خدا واسطے تمہارے دلیلیں روشن اپنی اور احکام اپنے لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ تاکہ تم سمجھو اور

ع ۳۱
۱۵

اپنی عقلوں کو کام فرماؤ اور احکام خدا کو قبول کرو اور اب خدائے تعالےٰ ایک قصہ بیان کرتا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ یہ لوگ کہ جن کا قصہ خدائے تعالےٰ بیان کرتا ہے یہ قصہ ایک شہر کے رہنے والوں کا ہے کہ شہر شام کے شہروں میں سے تھا اور ستر ہزار اس میں گھر تھے اور طاعون یعنی وبا اکثر اس شہر کے لوگوں میں آتی تھی اور جس وقت وبا کی آمد ہوتی تھی تو تونگر آدمی اپنی قوت کے سبب سے شہر کو چھوڑ کر باہر نکل جاتے تھے اور فقرا وہاں باقی رہتے تھے اپنے ضعف تنگدستی کے سبب سے اور جو آدمی کہ اُس شہر میں رہتے تھے ان میں موت اکثر آتی تھی کہتے تھے کہ اگر ہم اس شہر کے باہر نکل جاتے تو ہم میں موت کم ہوتی بعد اس کے سب کی رائے نے اس امر پر اتفاق کیا کہ اگر بعد اس کے طاعون آئے تو سب آدمی اس شہر کے باہر نکل چلو پس جس وقت انھوں نے طاعون کو آتے دیکھا تو شہر کو چھوڑ کر سب نکل گئے اور موت کے ڈر سے طاعون سے ایک طرف ہو گئے اور دوسرے شہروں کی طرف انھوں نے سفر کیا یہاں تک کہ ایک شہر ویران میں پہنچے کہ آدمی وہاں کے جلاوطن ہو گئے تھے اور طاعون سے مر گئے تھے اس شہر میں جا کر اترے اور اپنے اسباب کھولے جب مطمئن ہوئے تو خدائے تعالےٰ نے فرمایا کہ سب مرجاؤ تم اسی وقت سب مر گئے اور استخوان بوسیدہ ہو گئے اور وہ شہر جس میں کہ وہ مرے تھے رستہ کے نزدیک تھا راہ گیروں نے اُن کی ہڈیوں کو جمع کر کے ایک طرف کو ڈال دیا تھا حضرت خرقیل پیغمبر کا وہاں گذر ہوا جس وقت انھوں نے اُن ہڈیوں کو دیکھا تو وہ بہت روئے اور گریہ کر کے کہا کہ خداوندا اگر تو چاہے تو اسی وقت سب کو زندہ کر دے جیسے کہ تو نے اُن کو مار ڈالا ہے اگر تو ان کو زندہ کرے گا تو یہ تیرے شہروں کو آباد کریں گے اور تیرے بندے ان سے پیدا ہوں گے اور تیری عبادت میں مشغول ہوں گے خدا تعالےٰ نے وحی کی کہ کیا تو ان کے زندہ ہونے کو چاہتا ہے اور دوست رکھتا ہے عرض کی خرقیل نے کہ ہاں میں چاہتا ہوں کہ یہ زندہ ہو جائیں خدائے تعالےٰ نے اسم اعظم حضرت خرقیل کو تعلیم کیا اور فرمایا کہ ان کلموں کو پڑھ تو جب انھوں نے وہ کلمے کہے تو دیکھا کہ بعضی ہڈی بعضی ہڈی کی طرف دوڑی اور ایک دفعہ ہی وہ سب زندہ ہو گئے اور وقت اُٹھنے کے سبحان اللہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہتے تھے اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ مدت دراز تک وہ آدمی زندہ رہے اور انھوں نے نکاح کیا اور اولاد ان سے پیدا ہوئی اور ان آدمیوں میں سے اثر مردوں کا ان کے چہروں پر تھا اور جو کپڑا کہ پہنتے تھے چکنا ہو جاتا تھا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ان کی اولاد جو پیدا ہوئی ان میں وہ اثر موجود ہے اور ایک پہاڑ میں وہ رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ لوگ واسط کے رہنے والے تھے اُن کے قصہ کو خدائے تعالےٰ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ** کیا نہ دیکھا تو نے اے دیکھنے والے یا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف ان لوگوں کے کہ نکلے وہ گھروں اپنے سے **وَهُمْ اُلُوْفٌ** اور وہ لوگ ہزاروں تھے پس نکلے وہ اپنے گھروں سے **حَذَرَ الْمَوْتِ** واسطے ڈر مرنے کے اور حذر الموت مفعول لہ خرجوا کا ہے یعنی موت کے خوف سے اپنے شہر کے باہر نکل کر دوسرے شہر میں جا پہنچے اس امید پر کہ ہم یہاں زندہ رہیں گے اور اپنے شہر میں طاعون کے آنے سے مرجاتے ہیں پس جس وقت وہ دوسرے شہر میں پہنچے **فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا** پس کہا واسطے ان کے خدا نے کہ مرجاؤ تم پس سب آدمی اسی وقت مر گئے **ثُمَّ اَحْيَاهُمْ** پھر زندہ کیا ان کو خدا نے **اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ** تحقیق خدا البتہ صاحب فضل اور رحمت کا ہے کہ احسان کرتا ہے **عَلَى النَّاسِ** اوپر سب آدمیوں کے **وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ** اور لیکن اکثر آدمی نہیں شکر کرتے ہیں اس کی نعمتوں کا جیسے کہ اس کا شکر کرنا چاہئے اور یہ آیت دلیل ہے رجعت کے ہونے پر جیسے کہ خدائے تعالےٰ نے ان لوگوں کو زندہ کیا ہے ایسے ہی امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں زندہ ہوں گے جو کہ بہت نیک ہیں اور جو کہ بہت بد ہیں اور خدا تعالےٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اٹھائیں گے ہم ہر گروہ میں سے ایک فوج کو اور پہلے اس سے خدائے تعالےٰ نے واسطے رغبت دلانے جہاد کے ان لوگوں کا قصہ بیان کیا اس واسطے کہ بھاگنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے کہ موت سے نجات ہرگز نہیں ہوتی پس راہ خدا میں جہاد کرلو۔

ترغیب جہاد

اور موت سے خوف مت کرو کہ موت تو اگر آنے والی ہے تو جہاں ہوگے وہاں آئیگی تم دل کھولکر راہِ خدا میں جہاد کرو چنانچہ فرماتا ہے کہ وَ قَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اور لڑو تم بیچ راہ خدا کے تاکہ درجاتِ عالیات کو پہنچو وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ اور جانو تم کہ تحقیق خدا سننے والا ہے ان لوگوں کے عذر کو کہ جو جہاد میں جانے کو بیجا عذر کرتے ہیں اور جہاد نہیں کرتے عَلِیۡمٌ جاننے والا ہے نیت کو ان لوگوں کی کہ جو خالص نیت سے ارادہ جہاد کر نیکا رکھتے ہیں اور اب خدا تعالیٰ رغبت دلاتا ہے طرف اعمال مالی کے بعد اعمال بدنی کے چنانچہ فرماتا ہے کہ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰہَ کون ہے وہ شخص کہ قرض دیوے خدا کو منیت خالص سے قَرۡضًا حَسَنًا قرض نیک یعنی اُس کے بندگان درماندہ کو دیوے بقصد ثواب کہ جرکچھ دیا ہے راہِ خدا میں اپر احسان نہ رکھے اور دینے میں عذر نہ کرے فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗۤ پس مضاعف کرے اسکو واسطے اُس کے خدا اور زیادہ کرے اَضۡعَافًا کَثِیۡرَۃً ً زیادتیاں بہت اور اضعافاً حال واقع ہوا ہے اور کثیرۃً اس

فضیلت قرض حسنہ

صفت ہے وَ اللّٰہُ یَقۡبِضُ اور خدا تنگ کرتا ہے روزی کو وَ یَبۡصُۜطُ اور کشادہ کرتا ہے وَ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ اور طرف اسی کے رجوع کئے جاؤگے تم واسطے جزائے اعمال کے اور جو کوئی راہِ خدا میں دے گا دینا اُس کا ضائع نہ جائے گا اور منقول ہے بعد نازل ہونے اس آیت کے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ بروز قیامت بعضے بندوں کو کہے گا کہ اے بندہ مومن تجھ سے میں نے کھانا مانگا تو نے مجھ کو کھانا نہ دیا اور میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھ کو پانی ندیا اور میں نے تجھ سے لباس طلب کیا تو نے مجھ کو لباس ندیا بندہ کہے گا کہ خداوندا یہ کہاں تھا خدائے تعالےٰ فرمائے گا کہ فلانا بندہ میرا بھوکا تھا اور اُس نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو نے اسکو نہ دیا اور فلانا بندہ میرا پیاسا تھا اور پانی اُسنے طلب کیا تو نے پانی اُس کو ندیا اور فلانا بندہ میرا برہنہ تھا اس نے لباس تجھ سے طلب کیا تو نے لباس اس کو ندیا قسم ہے اپنے جلال کی کہ آج میں اپنا فضل و کرم تجھ سے باز رکھوں گا جیسا کہ تو نے اپنا کرم دنیا میں باز رکھا تھا اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں بندۂ مومن کو دینا خدائے تعالےٰ کو دینا ہے اور منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو ابو وحداح نے عرض کی کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باپ اور ماں میرے تم پر فدا ہوں خدا تعالےٰ ہم سے قرض مانگتا ہے اور وہ غنی ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ ہاں تاکہ اُس کے سبب سے تمکو بہشت میں داخل کرے ابو وحداح نے عرض کی کہ اگر میں خدا کو قرض دوں تو آپ ضامن ہوتے ہیں بہشت میں میرے داخل ہونے کے فرمایا کہ ہاں پھر عرض کی ابو وحداح نے کہ میری زوجہ اور دختر بھی میرے ہمراہ ہوگی فرمایا کہ ہاں پھر ابو وحداح نے کہا کہ یا رسولخدا اپنا ہاتھ دو حضرت نے اپنا ہاتھ دیا اور ضامن ہوئے اور بعد اسکے ابو وحداح نے عرض کی کہ یا رسول خدا میرے دو باغ ہیں ایک تو زیر شہر اور دوسرا بالائے شہر اور سوائے اسکے میرے پاس کوئی ملک نہیں ہے میں نے وہ دونو باغ اپنے خدا کو قرض دیے حضرت نے فرمایا کہ ایک باغ دے اور دوسرا باغ اپنی معاش کے واسطے رکھ ابو وحداح نے عرض کی کہ گواہ کرتا ہوں میں تمکو یا رسول خدا کہ میں نے ان دونو باغوں میں سے جو کہ بہتر تھا وہ راہِ خدا میں دیا اور اس باغ میں چھ سو

قصہ طالوت و جالوت

درخت خرما کے تھے حضرت نے فرمایا کہ خدا تجھ کو عوض میں اس کے بہشت دیوے اور اب خدا تعالیٰ ایک قصہ بیان کرتا ہے طالوت اور جالوت کا اور اس کی کیفیت میں امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل نے بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے گناہ کرنے اختیار کیے اور دین خدا کو بدل دیا اور متغیر کر دیا اور ایک پیغمبر اُن میں تھا کہ نام اُس کا ارمیا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ نام اُس کا اشموئیل تھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ یوشع تھا اور مشہور یہ ہے کہ نام اس کا اشموئل تھا وہ پیغمبر بد فعلوں سے ان کو منع کرتا تھا اور وہ لوگ کہنا اس کا نہ مانتے تھے خدائے تعالےٰ نے بنی اسرائیل پر اس جرم کے عوض میں جالوت کو غالب کیا اور جالوت قوم قبطیوں یا عمالقہ میں سے تھا اُس نے بنی اسرائیل کو بہت آزار دیے اور مردوں کو اُن کے قتل کیا اور شہر سے اُن کو باہر نکال دیا اور مال اُن کے لوٹ لیے اور عورتوں کو ان کی لونڈیاں بنالیا تب بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر اشموئیل کے پاس آکر گڑگڑا کے کہ

خدائے تعالیٰ سے سوال کرکہ ایک بادشاہ یعنی ایک خلیفہ مقرر کر کے ہمارے واسطے بھیجے کہ اس کے ہمراہ ہو کر راہ خدا میں ہم جالوت سے لڑیں اور بنی اسرائیل میں نبوت تو ایک گھر میں تھی اور سلطنت دوسرے کے گھر میں اور خدائے تعالیٰ نبوت اور سلطنت کو ایک گھر میں جمع نہ کیا تھا اس واسطے ان لوگوں نے پیغمبر سے کہا تھا کہ ایک بادشاہ کو مقرر کر تب اس پیغمبر نے فرمایا کہ اگر تم پر لڑنا فرض کیا جائے گا تو تم لڑو گے نہیں ان لوگوں نے کہا کہ ہم کیوں نہ لڑیں گے راہ خدا میں اور حال یہ ہے کہ ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں اس کے ظلم سے اس قصہ کو خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ کیا نہ دیکھا تو نے اے دیکھنے والے یا اے محمد طرف جماعت اشراف کے بنی اسرائیل میں سے بعد موسیٰ کے إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا جس وقت کہا انھوں نے واسطے پیغمبر اپنے کے کہ جو واسطے ان کے تھا کہ مقرر کر تو واسطے ہمارے بادشاہ کو یعنی خلیفہ کو کہ نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لڑیں ہم بیچ راہ خدا کے اس جالوت سے خلیفہ کے ہمراہ ہو کر قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ کہا اس پیغمبر نے کہ کیا نزدیک ہو تم کہ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اگر لکھا جائے یعنی اگر فرض کیا جائے اوپر تمہارے لڑنا أَلَّا تُقَاتِلُوا یہ کہ نہ لڑو گے تم یعنی جیسا کہ تم اپنی زبان سے کہتے ہو کہ ہم لڑیں گے ایسا نہ کرو گے بلکہ لڑنے سے پرہیز کرو گے اور نافع نے عسیتم کو سین کے کسرے سے پڑھا ہے قَالُوا کہا ان لوگوں نے بنی اسرائیل کے اس پیغمبر کے جواب میں کہ وَمَا لَنَا اور کیا ہے واسطے ہمارے اور کیا غرض ہے ہمکو کہ أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ یہ کہ نہ لڑیں ہم بیچ راہ خدا کے ان ظالموں سے وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا اور حال یہ ہے کہ تحقیق نکالے گئے ہیں ہم گھروں اپنے سے اور اولاد اپنی سے ان ظالموں کے ظلم سے کہتے ہیں کہ جالوت نے چار سو چالیس آدمی فرزندان ملوک اور روساء بنی اسرائیل کے قید کئے تھے اس واسطے بنی اسرائیل سے لڑائی کرنے میں زیادہ مبالغہ کرتے تھے لیکن پھر بھی وہ جالوت کے مقابلہ میں ثابت قدم نہ رہے چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ پس جس وقت لکھا گیا یعنی جس وقت فرض کیا گیا اوپر ان بنی اسرائیل کے لڑنا دشمنوں سے تو تَوَلَّوْا پھر گئے وہ اور ان کے مقابلہ میں جم کر کھڑے ہوئے بلکہ جالوت کے لشکر کی کثرت کے خوف سے پیچھے رہ گئے اور آگے کو قدم نہ بڑھا سکے إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ مگر تھوڑے سے ان میں سے کہ وہ ثابت قدم رہے اور وہ تین سو اور تیرہ آدمی تھے وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ اور خدائے تعالیٰ جاننے والا ہے اور عالم ہے ساتھ ظالموں کے کہ جو جہاد سے پھر گئے کہتے ہیں کہ جس وقت اس پیغمبر نے اُن پر حجت پکڑ لی تو خدائے تعالیٰ سے دعا کی کہ ایک بادشاہ کو اُن پر مقرر کرے خدا تعالیٰ نے ایک برتن پُر کیا ہوا روغن سے اور ایک عصا اس پیغمبر کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ جو کوئی تیرے پاس آوے اور اس وقت یہ روغن جوش میں آئے اور یہ عصا اس کے قدم کے برابر ہو تو وہ بادشاہ ہے اور اسکو تم خلیفہ مقرر کیا جب اس پیغمبر نے یہ بات بنی اسرائیل کے روبرو بیان کی تو ہر ایک شخص بنی اسرائیل کے بزرگ آدمیوں میں سے پیغمبر کے پاس آتا تھا لیکن کسی کے آنے سے وہ روغن جوش میں نہ آیا اور نہ وہ عصا کسی کے قد کی برابر ہوا یہاں تک کہ ایک سقا یا طباخ یا دباغ کہ نام اس کا طالوت تھا وہ پیغمبر کے گھر میں آیا اور اسی وقت وہ روغن بھی جوش میں آیا اور وہ عصا اس کے قد کی برابر ہوا اس کو حضرت اشموئیل پیغمبر نے بادشاہ کیا اور بنی اسرائیل کو خبر کی چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اور کہا واسطے ان کے پیغمبر ان کے نے إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ یہ کہ تحقیق خدا نے تحقیق کہ بھیجا ہے لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا واسطے تمہارے طالوت کو بادشاہ اور وہ بن یامین بن یعقوب کی اولاد میں سے تھا اور انبیاء لاوی بن یعقوب کی اولاد میں سے ہوتے تھے اور بادشاہ یوسف بن یعقوب کی اولاد میں سے یا یہودا کی اولاد میں سے ہوتے تھے اور یہ ان دونوں کی اولاد میں سے نہ تھا بلکہ بن یامین کی اولاد میں سے تھا جو کہ یوسف کا حقیقی بھائی تھا کہ وہ اور یوسف ایک ماں سے پیدا ہوئے تھے اور یہ طالوت بڑا قوی اور شجاع عالم تھا لیکن مفلس تھا اس واسطے بنی اسرائیل

[illegible]

اس کو عیب لگاتے تھے اور پسند نہیں کرتے تھے اور اہل سنت کے علماء کہتے ہیں کہ یہ شخص خلیفہ اس پیغمبر کا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسکو مقرر کیا تھا
یہاں سے معلوم ہوا کہ خلیفہ پیغمبر کا وہ ہوتا ہے کہ جس کو خدا مقرر کرے اور اگر خلیفہ کرنا امت کی رائے پر ہوتا تو بنی اسرائیل خود کسی کو خلیفہ مقرر کر لیتے
اور پیغمبر و نسے کیوں درخواست کرتے کہ تو کسی کو خلیفہ مقرر کردے بلکہ پیغمبر بھی خود کسی کو مقرر نہ کر سکا اُسنے بھی خدائے تعالےٰ سے درخواست کی
کہ کسی کو پیغمبر کردے اور خدا کے مقرر کئے ہوئے کو لوگ مکروہ جانتے تھے چنانچہ ذکر اس کا آتا ہے ایسے ہی خدا کے مقرر کئے ہوئے علی ابن ابیطالب
کو لوگوں نے مکروہ جانا اور ابوبکر کو اپنی رائے سے خلیفہ کیا اور جمیع انبیا کی سنت کو کہ ان کے خلفاء کے مقرر کئے ہوئے تھے ترک کیا اور جس وقت
اشمویل سے بنی اسرائیل کو خبر کی کہ خدائے تعالےٰ نے طالوت کو خلیفہ کیا ہے تو وہ طالوت کا نام سنکر غصہ ہوئے اور اسکو ناپسند کیا اور کہا کہ وہ
کیونکر بادشاہ ہمارا ہو سکتا ہے چنانچہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ قَالُوْا کہا ان بنی اسرائیل نے پیغمبر کے جواب میں کہ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ
الْمُلْكُ کہاں ہوئے واسطے اس طالوت کے بادشاہی عَلَيْنَا اوپر ہمارے اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارا بادشاہ ہو وَنَحْنُ
اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ اور ہم حقدار زیادہ ہیں ساتھ بادشاہی کے اس سے کہ ہم سبط نبوت اور سبط ملک سے ہیں اور طالوت سبط بن یامین
سے ہے اور باوجود اسکے وہ سقا یا طباخ یا دباغ ہے وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ اور نہیں دیا گیا ہے وہ فراخی مال سے تاکہ
لشکر کو تیار کر کے تسخیر ملک کی کرے جس وقت اس پیغمبر نے بنی اسرائیل سے طالوت کی بادشاہی کا انکار سنا تو قَالَ کہا اُس پیغمبر نے کہ اِنَّ
اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ تحقیق خدا نے برگزیدہ کیا ہے اس طالوت کو اوپر تمہارے وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ
اور زیادہ دی ہے اُسکو خدا نے کشادگی بیچ علم اور جسم کے یعنی بیچ علم اور شجاعت کے اور یہ اس واسطے فرمایا ہے کہ تدبیر مملکت اور حفظ عدالت
میان رعیت علم سے تعلق رکھتی ہے اور تسخیر مملکت اور مُلک گیری شجاعت سے علاقہ رکھتی ہے پس خدا تعالےٰ نے علم اور شجاعت کی جہت سے طالوت کو واسطے
خلافت کے پسند کیا اور ایسے ہی علم علی ابن ابیطالب کو علم اور شجاعت کی جہت سے واسطے خلافت کے پسند کیا تھا کہ رسول خدا صلعم کے اصحاب میں سے
نہ کوئی مثل علی کے عالم تھا اور نہ کوئی شجاع تھا اور یہ امر ثابت ہے اسکا انکار کوئی نہیں کر سکتا اور یہ آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ امام اور خلیفہ
اپنے عہد کے لوگوں سے افضل ہو اور خلافت کے واسطے علم اور شجاعت چاہئے نہ وہ لوگ کہ جو علم میں محتاج دوسرے کے ہوں کہ جس وقت کسی
مسئلہ میں دشواری ہو تو دوسرے کی طرف رجوع کریں اور شجاعت میں یہ حال ہو کہ ہمیشہ جہاد میں سے بھاگتے رہیں اور جب ریاست حاصل ہو تو خود
جہاد میں نہ جائیں خوف اعداء سے اور تابعین کو اپنے لڑنے کے واسطے روانہ کریں وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ اور خدا دیتا ہے
ملک اپنا جسکو چاہتا ہے اور جس کو جانتا ہے کہ یہ صلاحیت ملک داری کی رکھتا ہے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ اور خدا افضل وسیع والا ہے عَلِيْمٌ جاننے
والا استحقاق مستحق کا اور بنی اسرائیل نے جب یہ کلام سنا کہ خدا نے طالوت کو خلافت کے لائق کیا ہے تو جیسا کہ طریقہ انکا تھا بڑی عاجزی سے
دوسری بار اپنے پیغمبر سے کہا کہ طالوت میں کوئی علامت چاہئے کہ دل ہمارے اسکی طرف رغبت کریں اس پیغمبر نے یہ سنکر خدا سے درخواست کی خدا نے
اس کی علامت سے خبر دی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اور کہا واسطے ان کے پیغمبر ان کے نے کہ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖ تحقیق
علامت بادشاہی اس طالوت کی اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ یہ ہے کہ آئیگا تمہارے پاس تابوت کہ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ بیچ
اسکے تسکین ہے پروردگار تمہار کی طرف سے وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ اور بقیہ ہے اس چیز سے کہ چھوڑا ہے اسکو اولاد موسیٰ
اور اولاد ہارون نے تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اُٹھاتے ہیں اسکو فرشتے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ تحقیق کہ بیچ اسکے البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم باور کرنیوالے اور تابوت صندوق کو کہتے ہیں اور سکینہ مصدر ہے کہ واقع ہوا ہے موقع اسم کے اور ماخوذ
ہے سکون سے اور آل موسیٰ اور آل ہارون سے مراد موسیٰ اور ہارون ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تابوت ایک صندوق تھا چوب شمشاد کا اور طلا سے وہ مزین اور
آراستہ ہو رہا تھا اور طول میں تین گز کا تھا اور عرض میں دو گز کا اور تمام انبیاء کی صورتیں اسمیں منقش تھیں آدم سے خاتم تک اور بعضے کہتے ہیں کہ سکینہ ایک

ع ۳۲ ۱۲

جانور بقابلی کے برابر اور دو آنکھیں روشن اسکی تھیں کہ کسی کو طاقت اسکے دیکھنے کی نہتی اور جناب امیر سے روایت ہے کہ منہ اسکا شایہ آدمی کے منہ کے تھا اور وہ
دو باز و رکھتا تھا اور لڑائی کے وقت وہ تابوت سے باہر نکلتا تھا اور مانند ہوائے سخت کے وہ دشمنوں پر حسبت کرتا تھا اور اُن کو متفرق کر دیتا تھا
اور بنی اسرائیل ہمیشہ اس تابوت کو لشکر کے آگے رکھتے تھے اور اُس سے ان کو تسکین ہوتی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے آدم کو ایک صندوق بھیجا
تھا کہ جس میں سب پیغمبروں کی صورتیں نقش تھیں اور گھر اُن کے منقش تھے اور آخر میں ایک گھر یاقوت کا تھا کہ اس میں ہمارے پیغمبر کی تصویر تھی نماز پڑھتے
ہوئے اور گرد اس صورت کے اہلبیت اور صحاب کی صورتیں تھیں اور اسمیں بقیہ آل موسیٰ اور ال ہارون کا تھا یعنی عصا موسیٰ کا اور ٹکڑے اس تختی کے جو
کہ موسیٰ نے غصہ ہو کر پھینکدی تھی اور وہ ٹوٹ گئی تھی اور دو تختیاں توریت کی اور تھوڑی سی ترنجبین جو آسمان سے اُتری تھی اور نعلین اور عمامہ ہارون
کا تھا اور بنی اسرائیل اسکو سردار کے آگے رکھتے تھے خدا تعالےٰ اسکی برکت سے فتح دیتا تھا جب بنی اسرائیل نے فساد اور بت پرستی شروع کی جو خدا تعالےٰ
نے اپنے دشمن کو بھیجا اور جسکے پاس یہ تابوت تھا نام اسکا عیلی تھا اسکے بیٹے گمراہ ہو گئے تھے عنیم نے اسکو مار کر یہ تابوت اُن سے چھین لیا اور
بتخانہ میں لیجا کر اسکو رکھ دیا اُن لوگوں میں درد گردن کی بیماری شروع ہوئی اور بہت آدمی اس بیماری سے مر گئے پھر اُس تابوت کو جنگل میں لیجا کر
دفن کیا جو کوئی وہاں طہارت کو جاتا تھا اُسکے ناسور اور دردِ قولنج پیدا ہوتا تھا ناچار ہو کر دو بیلوں پر اسکو لاد کر بیلوں کو ہانکدیا پھر فرشتے ہانکتے ہوئے
اُن بیلوں کو طالوت کے لشکر میں لائے جب تابوت آیا تو بنی اسرائیل خاطر جمع ہوئی اور دلوں میں اُن کے تسکین پیدا ہوئی اور جانا کہ طالوت کو خدا نے
بادشاہ کیا ہے اور حضرت صادق سے منقول ہے کہ وہ تابوت وہ تھا کہ حضرت موسیٰ کی ماں نے موسیٰ کو اس میں رکھ کر دریا میں ڈالدیا تھا اور بنی اسرائیل
نے اپنا تبرک اسکو بنا رکھا تھا اور اسکو بہت گرامی رکھتے تھے جس وقت حضرت موسیٰ کی وفات قریب ہوئی تختیاں توریت کی اور اپنی زرہ اسمیں رکھدی تھی اور جو
کچھ اُنکے پاس آیات نبوت تھیں وہ سب اس میں رکھدی تھیں اور وہ تابوت اپنے وصی یوشع کے سپرد کر دیا تھا اور ہمیشہ وہ تابوت بنی اسرائیل میں تھا
یہانتک کہ اُنھوں نے اُسکی خفت اور بیقدری کی اور لڑکے انکے اسکو رستہ میں ڈالکر اس سے کھیلتے تھے اور جبتک وہ تابوت بنی اسرائیل میں رہا تو بنی
اسرائیل عزت اور بزرگی سے رہتے تھے اور جب اُنھوں نے گناہ کرنے شروع کئے اور تابوت کی بیقدری کی تو خدا نے اس تابوت کو اُنکے پاس سے اٹھو الیا اور جب اُنھوں
نے اپنے پیغمبر اشمویل سے سوال کیا اور خدا نے طالوت کو ان کا بادشاہ کیا کہ انکے ہمراہ ہو کر لڑے تو خدا تعالےٰ نے پھر اُس تابوت کو انکے پاس بھجوا دیا
اور حضرت امام رضا سے روایت ہے کہ سکینہ ایک ہوا تھی بہشت کی کہ اسکا منہ آدمی کے منہ کی شابہ تھا اور جسوقت وہ تابوت مسلمانوں کا اور کفار
کے درمیان رکھا جاتا تھا تو جو کوئی اس تابوت کے آگے بڑھتا تھا الٹا نہیں پھرتا تھا یہانتک کہ وہ مارا جاتا تھا یا غالب ہوتا تھا اور جو کوئی تابوت سے الٹا پھر کر
آتا تھا وہ کافر ہو جاتا تھا اور امام اسکو قتل کرتا تھا اور سوائے اسکے اور روایتیں بھی اس میں ہیں اور مختلف ہیں اور اب خدا تعالےٰ طالوت اور
جالوت کی لڑائی کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ جسوقت جدا ہوا طالوت ساتھ لشکر کے
یعنی جسوقت جدا ہوا طالوت شہر ایلیا سے اپنے پیغمبر کے حکم سے بنی اسرائیل کا لشکر ہمراہ لیکر عمالقہ کی لڑائی کو تو قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ کہا کہ
تحقیق خدا آزمانیوالا تمہارا ہی ساتھ ایک نہر کے لئے بنی اسرائیل فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي پس جو شخص کہ پیویگا اسمیں سے پانی کو پس نہیں ہے وہ مجھ سے
یعنی میرے گروہ میں سے وہ نہیں ہے وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ اور جو کوئی نہ چکھیگا اسکو فَإِنَّهُ مِنِّي پس وہ شخص مجھ سے ہے یعنی میری پیروی کرنیوالوں
میں سے ہے إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً مگر جو کوئی کہ چلو بھر کر اُٹھائے ایک چلو کو بِيَدِهِ ساتھ اپنے کے اور اسکو نوش کرے تو وہ معاف ہے
اور یہ مستثنیٰ ہے فمن شرب منہ سے اور غرفہ کو اہل مدینہ اور ابو عامر اور ابن کثیر نے بفتح غین پڑھا ہے اور باقیوں نے بضم غین اور وہ مفعول اغترف کا ہی
اور کہتے ہیں کہ جسوقت بنی اسرائیل نے تابوت کو آتے دیکھا تو انکو یقین ہوا کہ خدا ضرور طالوت کی مدد کریگا اس واسطے سوائے بیمار اور اندھے کے سب طالوت کے ہمراہ ہو لئے
طالوت نے کہا کہ اسقدر بھیڑ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے جو کوئی جوان اور تندرست ہے وہ میرے ہمراہ چلے چنانچہ اسمیں اسی ہزار آدمی طالوت کے ہمراہ ہوئے اور وہ موسم
جو گرمی کا تھا اور تشنگی شدت سے سب کو ہو رہی تھی لوگوں نے طالوت سے کہا کہ تو دعا کر کہ خدا تعالےٰ ایک نہر جاری کرے کہ ہم پیاس سے مرتے ہیں طالوت

نے دعا کی اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کی راہ میں ایک نہر جاری کی جس وقت لشکر بنی اسرائیل کا ہوائے گرم اور تشنگی میں اس نہر پر پہنچا تو
اُن سے صبر نہو سکا اکثر نے اس نہر میں سے پانی پیا باوجود منع کرنے کے چنانچہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ فَشَرِبُوْا مِنْهُ پس پیا انھوں نے اس نہر میں سے
اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ مگر تھوڑوں نے ان میں سے کہ وہ تین سو اور تیرہ آدمی تھا انھوں نے نہ پیا بعضوں نے ایک چلو پر کفایت کی اور اس سے
ہی وہ سیر ہوگئے اور چلو میں سے جو کچھ باقی رہا تھا اس سے اپنی چھاگلیں بھرلیں اور جن لوگوں نے ایک چلو سے زیادہ پیا تھا ان کے ہونٹ
سیاہ ہوگئے اور تشنگی اُنپر غالب ہوگئی ہرچند وہ پانی پیتے تھے لیکن تشنگی انکی نہیں جاتی تھی بلکہ زیادہ ہوتی تھی اور وہ نہر کے کنارے پر رہ
گئے اور نصرت اور فتح سے محروم رہے فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ پس جس وقت گذرگیا نہر کو وہ طالوت اور پار اتر گیا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ
اور وہ لوگ کہ ایمان لائے تھے ہمراہ اس کے اور تصدیق اسکی اُنھوں نے کی تھی جالوت کے لشکر کی کثرت جو اُنھوں نے دیکھی تو قَالُوْا لَا
طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ کہا اُنھوں نے کہ نہیں طاقت ہے واسطے ہمارے آج کے دن بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ساتھ جالوت کے اور لشکر
اسکے کے کہ ہم مقابلہ اس کا کریں اور بعض کتب میں لکھا ہے کہ چھہتر ہزار آدمی ان میں سے نہر کے پار نہ اُترے تھے اور وہ اسی طرف نہر کے رہ گئے
تھے اور چار ہزار جس وقت نہر کے پار اُترے اور نظر ان کی جالوت کے لشکر پر پڑی تو تین ہزار چھ سو ستاسی آدمی ان میں سے ہراساں اور بد دل ہو
اور کہنے لگے کہ ہمکو طاقت جالوت کی لڑائی کی نہیں ہے اور چار ہزار میں سے تین ہزار چھ سو ستاسی آدمی تو ہراساں ہوئے اور تین سو تیرہ آدمی جو
ان میں سے باقی رہے ان کا حال خدائے تعالےٰ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ کہا ان لوگوں نے کہ یقین کرتے
تھے اس کا کہ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ تحقیق وہ ملاقات کرنے والے خدا کے ہیں یعنی نیک جزا اپنے اعمال کی پانیوالے ہیں ان لوگوں نے کہا کہ
كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ اکثر جماعت تھوڑی مسلمانوں کی غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً غالب ہوتی تھی جماعت بہت بڑی کافروں پر
بِاِذْنِ اللّٰهِ ساتھ حکم خدا کے وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اور خدا ہمراہ صبر کرنیوالوں کے ہے وَلَمَّا بَرَزُوْا اور جس وقت ظاہر ہوئے ہیں وہ
تین سو تیرہ مومنین با اخلاص اور صف باندھی اُنھوں نے لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ واسطے جالوت کے اور لشکر اسکے کے تو قَالُوْا رَبَّنَا کہا اُنھوں نے
کہ اے پروردگار ہمارے اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا گرا تو اوپر ہمارے صبر کو کہ ہمارے دلوں میں صبر کو جگہ دے وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا اور ثابت رکھ تو
قدموں ہمارے کو وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اور نصرت اور فتح دے ہمکو اوپر قوم کافروں کے اور جالوت غیر منصرف ہے اسواسطے
حالت جری میں اسپر فتح آیا ہے اور افراغ کے معنی آب ریختن کے ہیں اور یہاں مطلق ریختن کے معنی میں ہے فَهَزَمُوْهُمْ پس بھگادیا ان
مومنین نے ان کفار کو بِاِذْنِ اللّٰهِ ساتھ حکم خدا کے وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو فلاخن کے پتھر سے
اور وہ پتھر اس کی پیشانی کو توڑ کر اُس کے دماغ میں گھس گیا اور جالوت بڑا قوی اور زبردست آدمی تھا کہتے ہیں کہ تخمیناً ایک من بوزن
ہندوستان اُسکے بدن پر لوہا ہتھیاروں کا تھا اور قریب چھ من کے خود مثل مانند گون تنور کے اسکے سر پر رکھا تھا لشکر اسلام نے اسپر
فتح پائی اور تمام کفار مغلوب ہوئے اور طالوت نے اس قدر شجاعت اور دلاوری داؤد کی ملاحظہ کی تو [illegible] دختر اسکے نکاح میں دی اور
انگشتری بادشاہی کی اسکی انگلی میں پہنائی اور اسکو اپنے تخت پر بٹھایا اور اس نے عدالت بہت کی کہ تمام رعیت اسکی مطیع اور فرمانبردار ہوگئی
اور اس نے جو دشمن خدا اور دشمن مومنین کو قتل کیا تو خدائے تعالےٰ نے اسکو بادشاہی اور علم شریعت دیا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ
وَالْحِكْمَةَ اور دی اسکو خدا نے بادشاہی اور حکمت کہ مراد اس سے پیغمبری یا کتاب زبور ہے کہ علم اس میں مندرج تھا وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ
اور سکھلایا اس کو جس چیز کو کہ چاہتا ہے جیسے کہ زرہ بنانے کو کہ لوہا اس کے ہاتھ میں بے اعانت آتش مانند موم کے نرم ہوجاتا تھا اور
جاننا حیوانوں کی زبان کا اور سوائے اس کے جو کچھ چاہا وہ سکھلایا وَلَوْلَا اور اگر نہ منظور ہوتا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ دفع کرنا خدا کو آدمیوں
کا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ بعض اُن کے کا ساتھ بعض کے یعنی اگر خدا کو بعضے آدمیوں سے دفع کرنا منظور نہوتا کہ بسبب جہاد مومنین کے کفا

کو دفع کیا ہے تو لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ البتہ تباہ ہو جاتی زمین بسبب کفر اور ظلم کافروں کے وَلٰکِنَّ اللّٰہَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ
اور لیکن خدا صاحب فضل کا ہے اوپر لوگوں کے یعنی مومنین پر فضل و رحمت کرتا ہے دنیا اور آخرت میں اور حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے
اور بعضی کتاب میں امام رضاؑ سے روایت ہے کہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے پیغمبر پر وحی کی کہ جالوت کو وہ شخص قتل کرے گا جس کے بدن پر زرہ موسیٰ
کے برابر آئیگی اور وہ اولاد لاوی بن یعقوب میں سے ہے اور نام اسکا داؤد بن ایشا ہے اور ایشا چرواہا تھا کہ دنبیاں چراتا تھا اور اسکے دس بیٹے
تھے اور سب سے چھوٹا داؤد تھا جس وقت طالوت بادشاہ ہوا اور بنی اسرائیل کو جالوت کی لڑائی کے واسطے جمع کیا تو ایشا کو مع فرزندوں کے طلب کیا
جس وقت حاضر ہوا تو اسکے ایک ایک فرزند کو بلایا اور موسیٰ کی زرہ اسکو پہنائی کسی کے بدن پر تو وہ زرہ دراز ہوئی اور کسی کے بدن پر کوتہ
اس وقت طالوت نے ایشا سے کہا کہ تو نے کوئی اور اپنا بیٹا بھی پیچھے چھوڑا ہے کہ وہ یہاں نہیں آیا کہا کہ ہاں چھوٹا بیٹا میرا یہاں نہیں
آیا ہے اسکو میں نے دنبیوں کی نگہبانی کے واسطے ریوڑ میں چھوڑا ہے کہ وہ ان کو چراتا ہے طالوت نے اسکو بھی بلوایا وہ وہاں سے چلا اور
اس کے ہمراہ ایک فلاخن تھا رستہ میں تین پتھروں نے اس کو آواز دی اور کہا کہ اے داؤد تو ہمکو اٹھا لے اُسنے انکو اٹھا کر اپنے توبڑے میں رکھ لیا اور
داؤدؑ بڑا قوی اور زبردست اور شجاع تھا جس وقت طالوت کے پاس آیا طالوت نے اسکو زرہ موسیٰ کی پہنائی اُس کے بدن پر زرہ درست آئی اور
طالوت اپنے لشکر کو لیکر چلا اور بنی اسرائیل سے ان کے پیغمبر نے کہا کہ اے بنی اسرائیل اس جنگل میں ایک نہر ہے خدا تعالیٰ تمکو اُس نہر سے آزمائیگا
پس جو شخص کہ اس میں سے پانی پیوے گا وہ خدا کے گروہ میں سے نہیں ہے اور جو شخص کہ بالکل نہ پیوے اور یا ایک چلو میں لیکر پیوے وہ خدا کے
گروہ میں سے ہے پس جس وقت کہ سب نہر پر وارد ہوئے تو خدائے تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایک چلو سے زیادہ نہ پیو سب نے سیر ہو کر پیا مگر تھوڑے سے
آدمیوں نے نہ پیا اور جنے پیا اُن تھوڑے سے آدمیوں میں سے تو ایک چلو بھر کر پیا اور جن لوگوں نے سیر ہو کر پیا وہ ساٹھ ہزار آدمی تھے اور یہ
ان کا امتحان تھا کہ جس میں وہ ثابت قدم نہ رہے اور حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ وہ قلیل آدمی کہ جنھوں نے پانی پیا تھا وہ تین سو تیرہ آدمی تھے
جس وقت وہ نہر کے پار اترے اور جالوت کے لشکر کو اُنھوں نے دیکھا تو جن لوگوں نے کہ پانی پیا تھا انھوں نے کہا کہ ہم کو آج طاقت نہیں
ہے جالوت کے لشکر سے لڑنے کی اور جن لوگوں نے نہیں پیا تھا اُنھوں نے کہا کہ اے پروردگار ہمارے گرا تو ہم پر صبر کو اور ثابت رکھ تو قدم
ہمارے اور نصرت اور فتح دے تو ہمکو قوم کفار پر اور داؤدؑ آگے بڑھا اور جالوت کے مقابلہ میں کھڑا ہوا اس وقت جالوت ہاتھی پر سوار
تھا اور سر پر ایک تاج تھا اور پیشانی پر اس کے ایک یاقوت تھا کہ نور اسکا چمکتا تھا اور روشن ہو رہا تھا اور لشکر اس کا اُس کے آگے کھڑا تھا
داؤد نے ایک پتھر ان تین پتھروں میں سے لیکر فلاخن میں رکھا اور جالوت کی داہنی جانب اسکو پھینکا وہ پتھر ہوا میں جا کر اُن کے
اوپر گرا وہ سب بھاگ گئے اور دوسرا پتھر بائیں طرف ان کے پھینکا اس طرف والے بھی بھاگ گئے اور تیسرا پتھر جالوت کی طرف پھینکا وہ پتھر اسکی
پیشانی پر جا لگا اور اس یاقوت کو توڑ کر اس کے دماغ میں جا پہنچا اور جالوت اس کے لگتے ہی زمین پر گر پڑا اور یہی مراد قول حق تعالیٰ سے
کہ فھزموھم باذن اللہ وقتل داؤدؑ جالوت اور کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ شیر داؤد کی دنبیوں میں سے ایک دنبی کو اٹھا کر لے گیا تھا داؤد نے شیر
کا کلّہ چیر کر دنبی کو اُس کے منہ سے نکال لیا تھا ایسا قوی تھا وہ اور یہ سب ان کی نبوت سے پہلے کا ذکر ہے اور بعد بیان کرنے اس قصہ
کے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ تِلْکَ یہ یعنی ہزاروں آدمیوں کو مار کر دفعتہً پھر دفعتہً زندہ کرنا پیغمبر کی دعا سے اور طالوت کو
کہ ایک ادنیٰ آدمی تھا بادشاہ کرنا اور آنا تابوت سکینہ کا اور نصرت کرنی طالوت کی اور قلیل آدمیوں کو کثیر پر غالب کرنا اور ایک لڑکے
کے ہاتھ سے جالوت جیسے زبردست کو قتل کروانا اٰیٰتُ اللّٰہِ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں کہ نَتْلُوْھَا عَلَیْکَ پڑھتے
ہیں انکو ہم اوپر تیرے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِالْحَقِّ ساتھ حق کے وَاِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اور تحقیق کہ تو البتہ پیغمبروں میں
سے ہے کہ تو ان قصوں کی لوگوں کو خبر دیتا ہے کہ جو تو نے دیکھے نہیں ہیں اور وہ سب مطابق واقع کے ہیں اور اہل تاریخ کو ہیں کسی طرح کا

شک و شبہہ نہیں ہے یہ بڑی دلیل ہے تیری نبوت کی تِلْكَ الرُّسُلُ یہ پیغمبر کہ جن کے قصہ گذرے ہیں فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
بزرگی دی ہے ہمنے بعض اُن کے کو اوپر بعض کے کہ بعضے پیغمبر بعضے پیغمبروں سے مرتبہ میں زیادہ ہیں مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ بعض ان میں سے
وہ ہے کہ کلام کیا ہے اس نے خدا سے جیسے کہ حضرت موسیٰ کہ کوہِ طور پر اُنھوں نے خدا سے کلام کیا اور محمد صلعم کہ شب معراج اُنھوں نے خدا
سے کلام کیا وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ اور بلند کیے بعض ان کے درجہ جیسے کہ حضرت خاتم المرسلین کہ مخصوص ہیں دعوت عام اور
کثرت معجزات اور فضائل علمیہ وعملیہ کے ساتھ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ اور دیے ہم نے عیسیٰ پسر مریم کو معجزے روشن
جیسے کہ شفا دینی مادرزاد اندھوں کو اور زندہ کرنا مردوں کا اور سوائے اس کے وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور مدد دی ہم نے
اسکو ساتھ روح القدس کے یعنی ساتھ جبریل کے کہ وہ اسکو روشندان میں سے باہر نکال کر آسمان پر لے گیا جس وقت یہودی اُسکو
سولی دینا چاہتے تھے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر چاہتا خدا بجبر و قہر تو مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ نہ جنگ کرتے وہ لوگ کہ مِنْ بَعْدِهِمْ
بعد ان انبیاء کے تھے یعنی جو لوگ کہ بعد موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد علیہم السلام کے تھے وہ لوگ اختلاف نہ کرتے تھے مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ
الْبَيِّنٰتُ بعد اس کے کہ آئیں اُنکے پاس دلیلیں روشن وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا اور لیکن اختلاف کیا اُنھوں نے اپنی خواہش نفس یا طمع دنیا
یا حب جاہ یا عناد سے اپنے ارادہ اور اختیار سے فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ پس بعض اُن میں سے وہ شخص ہے کہ ایمان لایا وَمِنْهُمْ مَّنْ
كَفَرَ اور بعض انہیں سے وہ شخص ہے کہ کافر ہو گیا اور یہ مضمون دلیل ہے اس امر پر کہ امت رسولؐ کے بھی بعد اُن حضرت کے مختلف
ہوئے بعض تو ان میں سے مومن رہا اور بعض اُن میں سے کافر ہو گیا اور منقول ہے کہ بروز جنگ جمل جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کسی
نے پوچھا کہ یا امیر المومنین یہ قوم بھی تکبیر کہتے ہیں اور ہم بھی تکبیر کہتے ہیں اور یہ بھی لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں اور ہم بھی لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں اور یہ
بھی نماز پڑھتے ہیں اور ہم بھی نماز پڑھتے ہیں پس کیونکر ان سے لڑیں جناب امیرؑ نے جواب میں فرمایا کہ فمنہم من آمن ومنہم من کفر اور فرمایا کہ
ہم وہ لوگ ہیں کہ بعد انبیاء کے ہیں اور ہم ایمان پر ثابت ہیں اور ان لوگوں نے کفر کیا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ استیعاب میں جو کہ بہت معتبر
کتاب اہل سنت کی ہے اس میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے طلحہ اور زبیر کے حق میں کہ جو سرگروہ جمل والوں کے تھے دعائے بد کی اور فرمایا کہ خداوندا تو
اُنسے مواخذہ کر مسلمانوں کے قتل کروانے میں کہ یہ میری بیعت کو توڑ کر یہاں آئے ہیں اور عقد ابن ربہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ علیؑ نے
طلحہ پر لعنت کی اور علیؑ سے بہت بعید ہے کہ مومن کے حق میں بد دعا کرے یا اسپر لعنت کرے اور اسواسطے تاکید کے خدا تعالیٰ مکرر فرماتا ہے وَلَوْ
شَآءَ اللّٰهُ اور اگر چاہتا خدا بجبر تو مَا اقْتَتَلُوْا نہ جنگ کرتے وہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اور لیکن خدا کرتا ہے جو کچھ
چاہتا ہے موافق مصلحت اور حکمت کے کہ وہ اختیار دینا بندوں کا ہے افعال میں اور نہ مضطر اور مجبور کرنا ایمان لانے میں اسواسطے کہ یہ برخلاف
حکمت کے ہے اور فعل حق تعالیٰ کا محض حکمت ہے اور عین مصلحت ہے اور اب خدا تعالیٰ تاکید کرتا ہے امر خیر میں صرف کرنیکے واسطے مرنے سے پہلے
کہ جب روز واپسیں آئے گا اور بندہ افسوس کرے گا کہ میں نے کیوں نہ خرچ کیا راہ خدا میں تو اسروز کا افسوس کرنا کچھ فائدہ نہ بخشے گا چنانچہ فرماتا
ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ خرچ کرو تم اس چیز میں سے کہ روزی دی ہے
ہمنے تمکو یعنی مستحقوں کو زکوٰۃ اور خمس دو اور اپنے عیال کو کھانا اور لباس دو اور قرضخواہوں کو ان کا قرض دو اور اگر زیادہ مقدور رکھتے
ہو تو اپنے رشتہ داروں اور محتاجوں کو راہ خدا میں دو مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ پہلے اس سے کہ آئے وہ دن کہ اسکی ہوا ہے لَّا بَيْعٌ فِيْهِ
نہ خرید نہ فروخت ہے بیچ اس دن کے کہ کوئی اپنے تئیں عذاب سے خرید کر لیوے اور اپنی جانکو نجات بخشے وَلَا خُلَّةٌ اور نہ دوستی ہے کہ کوئی
دوست رحم کرے وَّلَا شَفَاعَةٌ اور نہ سفارش ہے کہ کوئی کسی کو سفارش کر کے بچائے اور بیع اور خلّۃ اور شفاعت کو ابن کثیر اور ابو عمر اور
یعقوب نے منصوب پڑھا ہے اور باقیوں نے مرفوع وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ اور کفر کرنے والے وہی ظالم ہیں کہ خدا کے حق کو منع کرتے ہیں اور

حضرت علیؑ کا طلحہ و زبیر کو بددعا دینا

مستحقوں کو نہیں دیتے اور اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں کہ اس سبب سے عذاب دوزخ کو اختیار کرتے ہیں اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ مراد اُس روز سے مرنیکا روز ہے کہ کوئی سفارش کر کے موت سے نہیں بچا سکتا اور نہ کسی کی دوستی کام آتی ہے کہ کوئی دوست کو مرنے نہ دیوے اور مراد اُس سے قیامت کا روز نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ شفاعت قیامت کی روز مومنین کے واسطے حق ہے اور ثابت ہے اور اب خدائے تعالےٰ اپنی وحدانیت کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خدائے پاک سزاوار پرستش کے ہے نہیں ہے کوئی معبود سوائے اسکے کہ مستحق عبادت کا ہو اَلْحَیُّ زندہ ہے ہمیشہ کہ حیوۃ ابدی اُسی کے واسطے ہے اَلْقَیُّوْمُ قایم ہے کہ ہمیشہ کو باقی ہے حفاظت کرنے والا مخلوقات کا اور اللہ مبتدا ہے اور لا الہ الا ہو خبر اسکی اور ہو اسمیں مبتدا ہے اور بدل بھی ہوسکتا ہے اور قیوم کی اصل قیووم ہے اور مری کا قاعدہ جاری کری اس کو قیوم بنایا ہے لَا تَاْخُذُهٗ نہیں پکڑتی ہے اسکو یعنی نہیں لاحق ہوتی ہے اسکو سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ اونگھ اور نہ نیند اور منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کی قوم نے موسیٰ سے کہا کہ تیرا خدا سوتا ہے موسیٰ نے سنکر کہا کہ خداوندا تو جانتا ہی کہ ان لوگوں نے کیا کہا ہے خطاب آیا کہ اے موسیٰ میں تجھ کو اسپر آگاہ کرتا ہوں کہ تو ایک رات اور ایک دن خواب مت کر اور بیدار رہ حضرت موسیٰ موافق حکم کے ایک رات اور ایک دن نہ سوئے بعد اس کے خدائے تعالےٰ نے ایک فرشتے کے ہاتھ دو شیشہ بھیجے اس فرشتے نے موسیٰ سے کہا کہ خدائے تعالےٰ تجھکو حکم کرتا ہے کہ ان دونو شیشوں کو اپنے دونو ہاتھوں میں رکھ اور ان کی محافظت کر اور آج شب کو خواب کرنا حضرت موسیٰ نے ان دونو شیشوں کو دونو ہاتھوں میں رکھا اور اپنے تیئں ہر چند ضبط کیا کہ خواب نہ آئے لیکن خواب نے ان پر غلبہ کیا اور نیند میں دونو ہاتھ مل کر دونو شیشہ ٹوٹ گئے اسی وقت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ تو خواب میں دو شیشوں کو محفوظ نہ رکھ سکا اور اگر میں سو جاؤں تو زمین اور آسمان کو کون نگاہ رکھے اور فرماتا ہے خدا کہ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ واسطے اسی کے ہے جو کچھ کہ درمیان آسمانوں کے ہے اور اسکی مخلوق اور بندے اسکے ہیں وَمَا فِی الْاَرْضِ اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے کہ سب کو اُسی نے پیدا کیا ہے اور سب اس کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہ سب کی تدبیر اور حفاظت کرتا ہے کہ دوسرا اسمیں کوئی شریک اس کا نہیں ہے اور مشرکین کہتے تھے کہ بت ہماری سفارش کریں گے اور یہودی کہتے تھے کہ ہمارے باپ اور دادا پیغمبر تھے وہ ہمکو بچالیں گے خدائے تعالےٰ ان کے رد میں فرماتا ہے کہ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ کون ایسا ہے کہ سفارش کرے نزدیک اس کے فرشتہ یا پیغمبر یا مومن اور بتوں کا تو کیا ذکر ہے کہ وہ لکڑی اور پتھر ہیں پس کوئی سفارش نہیں کرسکتا ہے اس کے خوف سے اِلَّا بِاِذْنِهٖ مگر ساتھ حکم اس خدا کے کہ جس کو اجازت وہ دیوے یعنی کوئی اسکی برابر اور کوئی اس کا مصاحب اور کوئی اسکا ہمسر نہیں ہے کہ جس چیز کا ارادہ کرے اسکو وہ شفاعت کرکے دفع کروا دے اور جو لوگ شفیع ہیں وہ تو اسروز اس کے خوف سے خود کانپتے ہوں گے مگر جس کو کہ وہ اجازت دیوے وہ اسروز شفیع ہوگا اور از روئے عناد اس کے ارادہ کا دفع کرنا بے مرضی اسکے کسی کی سفارش کرنا تو کس کا مقدور ہے یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ جانتا ہے خدا جو کچھ کہ آگے اُن کے ہے اس جہان میں وَمَا خَلْفَهُمْ اور جو کچھ کہ پیچھے ان کے اس جہان میں یعنی جو کچھ کہ اہل آسمان اور اہل زمین کے روبرو امور اُس جہان کے ہونیوالے ہیں اور یا یہ کہ جو کچھ کہ ہولیا ہے اور جو کچھ کہ آگے ہونیوالا ہے سب کو خدا جانتا ہے وَلَا یُحِیْطُوْنَ اور نہیں گھیر سکتا ہے وہ عالم کے لوگ اور نہیں احاطہ کرسکتے ہیں بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ ساتھ کسی چیز کے علم اس کے سے یعنی اس کے مندک معلومات کو بھی کوئی نہیں جانسکتا ہے اِلَّا بِمَا شَآءَ مگر ساتھ اس چیز کے کہ چاہے وہ خدا یعنی مگر جو کچھ کہ چاہے خدا کہ وحی بھیجکر کسی کو تعلیم کرے کہ وہ بھی جاننے لگے جس قدر کہ اسکو بتلایا ہے وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سما لیا ہے کرسی اسکی نے آسمانوں کو اور زمین کو کہ سب کو گھیرے ہوئے ہے اور بیچ میں اپنے لئے ہوئے ہے اور ایک جسم ہے وسیع اور کلاں اور عرش کے نیچے ہے اور حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سات آسمان اور سات زمین کرسی کے درمیان

کرسی کے درمیان ایسے ہیں کہ جیسے کوئی حلقہ جنگل میں پڑا ہو اور کرسی عرش کے مقابلہ میں ایسی ہے کہ جیسے وہ حلقہ مقابلہ میں کرسی کے ہے اور کہتے ہیں کہ مراد کرسی سے علم ہے یعنی سما لیا ہے علم اس کے نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو علم پہنچا ہوا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ عرش تو وہ علم ہے کہ خدائے تعالے نے اُسکی اطلاع انبیا کو دی ہے اور آئمہ معصومین کو اور کرسی وہ علم ہے کہ اس کی اطلاع کسی کو نہیں ہے اور سوائے خدا کے اسکو کوئی نہیں جانتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا اور نہیں تھکاتی ہے اُس خدا کو نگہبانی ان دونو آسمان اور زمین کی یعنی وہ ان کی نگہبانی سے تھکتا نہیں ہے جیسے کہ آدمی کسی چیز کی نگہبانی سے تھک جاتا ہے وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ اور وہ خدا بلند ہے بزرگی اور عظمت والا یعنی بلند ہے شریکوں سے کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور بزرگ ہے ایسا کہ مثل اُس کے کوئی بزرگ نہیں ہے اور جو کوئی سوائے اس کے دنیا میں بزرگ ہے اسکو اسی نے بزرگی دی ہے کہ سب اُس کے محتاج ہیں اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن میں آیۃ الکرسی کی برابر کوئی آیت نہیں ہے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں نے سُنا ہے جناب رسولخدا صلعم سے ایک روز منبر پر فرماتے تھے کہ جو کوئی آیۃ الکرسی کو بعد نماز فریضہ کے پڑھے اسکو بہشت میں داخل ہونے سے کوئی چیز منع نہیں کرتی ہے مگر موت اور ہمیشہ اس کو نہیں پڑھتا ہے مگر صدیق یا عابد اور جو کوئی پڑھے اسکو سونے سے پہلے تو امن دے اسکو خدا اور اس کے ہمسایہ کو اور اُسکے ہمسایہ کے ہمسایہ کو اور جس قدر گھر کہ اس کے گھر کے گرد ہیں اور جابر نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جو کوئی آیۃ الکرسی کو پڑھے بعد نماز فریضہ کے تو آسمان پھٹ جائیں اور آپس میں ملیں نہیں یہاں تک کہ خدائے تعالے اُس کے پڑھنے والے پر نظر لطف اور رحمت فرمائے اور گناہ کو اسکے بخشدے اور جو مومن کہ آیۃ الکرسی کو پڑھے اور ثواب اس کا مومنین کے قبرستانکو بخشدے تو خدائے تعالے چالیس شمع نور کی قبروں میں داخل کرے اور ان کی قبروں کو کشادہ اور پر نور کرے اور اُس کے پڑھنے والے کو ثواب ساٹھ پیغمبروں کا عنایت فرمائے اور بشمار ہر حرف اُس کے کے ایک فرشتہ کو پیدا کرے کہ وہ قیامت تک اُسکے واسطے تسبیح خدائے تعالے کی کرے اور جناب امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک بار آیۃ الکرسی کو پڑھے تو خدائے تعالے ایک ہزار مکروہات دنیا اور آخرت اُس سے دفع کرے کہ کمترین مکروہات دنیا درویشی اور محتاجی ہے اور کمترین مکروہات آخرت عذاب قبر ہے اور منقول ہے کہ جو کوئی ہمیشہ آیۃ الکرسی کو ہر نماز فریضہ کے پڑھے فقر اور درویشی سے امان میں رہے اور اللہ تعالے اپنے فضل اور کرم سے مال کثیر اسکو عطا کرے اور روزی اسکی فراخ کرے اور جو کوئی صبح اور شام اسکو پڑھے چور اور رہزن کے شر سے محفوظ رہے اور آگ سے محفوظ رہے اور اسباب اُس کا جلنے نپائے اور آفت سے سانپ اور بچھو کے امن میں رہے اور جن و انس اسکو ضرر نہ پہنچا سکیں اور اگر آیۃ الکرسی کو لکھ کر کھیت میں دفن کریں تو وہ کھیت دزدی اور نقصان کی آفت سے محفوظ رہے اور برکت عظیم اس میں ظاہر ہو اور اگر آستانہ دوکان میں اُس کو رکھیں تو بہت فائدہ حاصل ہو اور اگر گھر کے آستانہ میں رکھیں تو چور اُس گھر میں نہ جائے اور اگر مرنے سے پہلے پڑھیں تو جگہ اپنی بہشت میں دیکھیں اور کہتے ہیں کہ ابو الحصین انصاری کے دو بیٹے تھے ایک جماعت نے تاجروں کی کہ شام سے مدینہ میں آئی تھی اُن کو دین نصاریٰ کی رغبت دلا کر نصرانی کر لیا اور وہ ہمراہ ان کے شام کو چلے گئے ابو الحصین نے جناب رسولخدا صلعم سے عرض کی کہ یا رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی آدمی بھیجکر ان کو رستہ میں سے بلوالو اور تنبیہ فرماؤ کہ وہ پھر اسلام کی طرف رجوع کریں حقتعالے نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ نہیں جبر اور زبردستی بیچ دین کے یعنی جبر کرکے یہودی اور نصرانی اور مجوسی کو مسلمان کرنا چاہئے کہ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ تحقیق ظاہر اور جدا ہو گئی ہے رہنمائی اور راہ سیدھی گمراہی سے یعنی اگر آدمی تامل اور غور کرے اور عقل کو کام فرمائے تو حق اور باطل میں فرق کر سکتا ہے اور اسکو بخوبی معلوم ہو جائے کہ طریق نجات کا کون سا ہے لیکن کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے آیہ جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم سے اور دوسری روایت اسکی شان نزول میں یہ ہے کہ جس وقت بنی نضیر

کے واسطے حکم ہوا کہ تم سب اپنے قلعہ کو چھوڑ کر چلے جاؤ اور انصار نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمارے قرابتی انمیں ہیں خدا نے یہ آیت نازل کی
اور فرمایا کہ دین میں جبر نہیں ہے اگر مسلمان ہوئیں تو نہ جاویں قلعہ کو چھوڑ کر اور تیسری روایت یہ ہے کہ خدا نے فقط مشرکین کے قتل کا حکم دیا اور
اہل کتاب کو جزیہ کا اور فرمایا کہ جو کوئی جزیہ دے اسپر جبر نہ کرو اور اب خدا تعالے توحید کو تعلیم کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ فَمَنْ
يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ پس جو کوئی کفر کرے ساتھ طاغوت کے یعنی ساتھ شیطان اور یا ساتھ اس چیز کے کہ سوائے خدا کے لوگوں نے اسکو
معبود اپنا مقرر کیا ہے وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ اور ایمان لائے ساتھ خدا کے کہ اسکو واحد اور بے شریک جانے تو اس شخص نے فَقَدِ
اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى پس تحقیق کہ مضبوط پکڑا اور چنگل مارا ساتھ دستاویز محکم کے کہ لَا انْفِصَامَ لَهَا نہیں شکستگی ہے
واسطے اس کے یعنی اگر نظر صحیح کر کے ایمان کو اختیار کرے تو اسکو کسی طرح کی لغزش نہیں ہے اور وہ دوزخ میں نجا پڑیگا اور عروہ ڈول کی لکڑی
کو کہتے ہیں کہ جسمیں ڈول کی رسن باندھتے ہیں اور یہاں مراد دستاویز سے ہے اور انفصام معنی انقطاع ہے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ اور خدا سننے
والا ہے قول اس شخص کا کہ جس نے ایمان کی دستاویز کو مضبوط پکڑا عَلِيْمٌ جاننے والا ہے جو کچھ نیت میں ہے بندہ کے اور فرماتا ہے خدا کہ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ
خدا دوست اور ناصر ہے ان لوگونکا کہ اٰمَنُوْا ایمان لائے وہ خدا کی وحدانیت پر اور جمیع احکام پر يُخْرِجُهُمْ نکالتا ہے انکو بسبب توفیق کے مِّنَ الظُّلُمٰتِ اندھیروں کفر
کی اِلَى النُّوْرِ طرف روشنی ایمان اور مغفرت کے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا وہ لوگ کہ کفر کیا انہوں نے اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ دوست انکے شیاطین ہیں اور اصل
طاغوت کی طیغوت ہے اور وہ مصدر ہے اور لام کلمہ کو آئیں عین کلمہ سے پہلے لاکر اسکو طیغوت کیا اور بعد اسکے انمیں قاعدہ جاری کیا کہ یا متحرک
اور ما قبل اسکے مفتوح کو الف سے بدلا طاغوت ہوا اور طاغوت شیطان کو کہتے ہیں پس دوست ان کے شیاطین ہیں کہ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ
النُّوْرِ نکالتے ہیں وہ ان کو روشنی ایمان سے اِلَى الظُّلُمٰتِ طرف اندھیروں کفر کے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ اَصْحٰبُ النَّارِ
صاحب آتش دوزخ کے ہیں کہ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ بیچ اس آتش دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور اب خدا تعالے واسطے
تسلی خاطر اقدس جناب رسالتمآب کے نمرود کا اور حضرت ابراہیم کا قصہ بیان کرتا ہے اور نمرود دعوے خدائی کا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میرے سوا کوئی
خدا نہیں ہے خدا نے حضرت ابراہیم کو اسکی ہدایت کے واسطے بھیجا وہ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تو ایمان لا اس نے کہا کہ کیا میرے
سوا کوئی اور بھی خدا ہے حضرت ابراہیم نے کہا کہ خدا اور ہے جو کہ جلاتا ہے اور مارتا ہے اور تو بندہ اس کا ہے اس قصہ کو خدائے تعالے
بیان کرتا ہے اَلَمْ تَرَ کیا نہ دیکھا تو نے اے محمد صلعم اِلَى الَّذِيْ طرف اس شخص کے یعنی طرف نمرود کے کہ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ
فِيْ رَبِّهٖٓ جھگڑا کیا اس نے ابراہیم سے بیچ دین پروردگار اس کے کے اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اس واسطے کہ دیا اسکو خدا نے
ملک اور بادشاہی یعنی اس جہت سے کہ خدا نے جو نمرود کو بادشاہی دی ہے تو وہ اپنے پروردگار کے مقدمہ میں جھگڑا کرتا ہے غرور
میں آکر اور اسکی وحدانیت اور قدرت میں ابراہیم سے بحث اور گفتگو کرتا ہے اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ جس وقت کہا ابراہیم نے اس سے
کہ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ پروردگار میرا وہ شخص ہے کہ زندہ کرتا ہے اور مار ڈالتا ہے قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ
کہا نمرود نے کہ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مار ڈالتا ہوں کہ سزاوار قتل کو معاف کرتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں مار ڈالتا ہوں اور
اسی وقت اس نے ایک قیدی واجب القتل کو طلب کر کے آزاد کیا اور کہا کہ دیکھ میں نے مردے کو زندہ کیا اور دوسرے شخص بیگناہ کو
طلب کر کے قتل کیا اور کہا کہ دیکھ کہ اس زندہ کو میں نے مار ڈالا اور وہ مردود اسی کو زندہ کرنا اور مارنا سمجھتا تھا کہ اپنی پیروی کرنے والونکو فریب میں
لائے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوسری وجہ سے حجت قایم کی کہ جس میں عاجز ہوا چنانچہ خدائے تعالے فرماتا ہے کہ قَالَ اِبْرٰهٖمُ
کہا ابراہیم نے نمرود سے کہ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ پس تحقیق خدائے تعالے لاتا ہے آفتاب کو مشرق سے فَاْتِ
بِهَا پس لا تو اسکو اے نمرود مِنَ الْمَغْرِبِ مغرب سے یعنی اے نمرود خدا میرا لاتا ہے آفتاب کو نکال کر پورب سے اور تو اگر خدا ہے تو آفتاب

قصہ نمرود و حضرت ابراہیم علیہ السلام
ع ۳۴

کو پچھاں سے نکال کر اس واسطے کہ خدا تو وہ ہے کہ جو چاہے سو کرے فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ پس مبہوت اور حیران ہو گیا وہ شخص کہ کافر ہو گیا تھا یعنی نمرود مردود یہ کلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سنتے ہی حیران و ششدر ہو گیا اور کچھ جواب اس سے نہ ہو سکا اس واسطے کہ آفتاب کا مغرب سے لانا اُس کی قدرت میں کہاں تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر اس کو سمجھایا تو کہا کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور اگر تیرا کوئی خدا ہے تو کہہ تو اُس سے کہ وہ اپنا لشکر لائے اور مجھ سے جنگ کرے خدائے تعالےٰ نے مچھر بھیجے کہ جو نہایت چھوٹے اور حقیر جانور ہیں اس کی مخلوقات میں سے اُن مچھروں نے نمرود کو اُس کے لشکر سمیت مار ڈالا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي اور خدا نہیں رہنمائی کرتا ہے بطریق حجت لانے کے الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ قوم ظلم کرنے والوں کو اور اب خدائے تعالےٰ قصہ عزیر پیغمبر کا اور بعضے کہتے ہیں کہ قصہ ارمیا پیغمبر کا اور مشہور قصہ عزیر علیہ السلام کا ہے کہ خدائے تعالےٰ اسکو بیان کرتا ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ نے ایک قوم کو ہلاک کیا اور مدت بہت اسپر گذر گئی تھی عزیر یا ارمیا اپنے گدھے پر سوار ہو کر وہاں جو گذرے تو انھوں نے اپنے دل میں کہا کہ کیونکر خدا ان پرانی گلی ہوئی ہڈیوں کو قیامت کے روز زندہ کرے گا اور ان کے ہمراہ کھانا اور دودھ تھا ان کو وہاں نیند آ گئی حق تعالےٰ نے ان کی روح کو قبض کر لیا اور ان کا گدھا سرہانے کھڑا رہا خدا نے ان کو اور ان کے گدھے کو خلق کی نگاہ سے چھپا رکھا اور بعضے کہتے ہیں کہ گدھا بھی مر گیا تھا جب یہ زندہ ہوئے بعد سو برس کے اور گدھے کو تلاش کیا تو ان کے روبرو گدھے کی ہڈیاں اکٹھی ہوئیں اور وہ جی اٹھا اور انکا کھانا بھی سڑا نہ تھا اور دودھ جو اُن کے پاس تھا وہ بھی سڑا نہ تھا جب یہ حال انھوں نے دیکھا تو کہا کہ خدائے تعالےٰ سب چیز پر قادر ہے اس قصہ کو خدا تعالےٰ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ

قصہ حضرت عزیر یا ارمیا علیہ السلام

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ یا مانند اس شخص کے کہ گزرا اوپر ایک بستی کے اور او کا عطف کلام کے معنی پر ہے جو کلام کہ اس سے پہلے ہے اور تقدیر اس کی یہ ہے کہ اس آیت کالذی حاج ابراہیم ربہ او کالذی مر علے قریۃ یعنی یا مانند عزیر کی گذرا اوپر ایک بستی کے کہ وہ بیت المقدس تھا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا اور وہ بستی گرنے والی تھی اوپر چھتوں اپنی کے یعنی اس بستی بیت المقدس کے گھروں کی چھتیں گری ہوئی تھیں کہ بخت نصر نے اسکو ڈھا دیا تھا اور باشندے اس کے قتل کئے تھے اور جانور اسکی لاشوں کو کھاتے تھے جس وقت عزیر یا ارمیا نے ان کی ہڈیوں کو پڑے ہوئے دیکھا تو قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا کہا کہ کیونکر زندہ کریگا انکو خدا بعد مرنے اُن کے فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ پس مار رکھا اس عزیر یا ارمیا کو خدا نے سو برس اور اُسکا گدھا بھی مر گیا ثُمَّ بَعَثَهُ پھر اٹھایا اس کو زندہ کر کے اور اس کے گدھے کو بھی زندہ کیا خدا نے اور حضرت امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں ایک طولانی روایت حضرت ارمیا کے حال میں ہے اس روایت میں سے بعد حذف بعض فقرات کے لکھتا ہوں کہ بنی اسرائیل نے جس وقت اپنے پروردگار سے سرکشی کی اور کثرت سے گناہ کرنے لگے تو خدائے تعالےٰ نے حضرت ارمیا کو فرمایا کہ بنی اسرائیل نے میرے دین کو متغیر کر دیا اور بدل دیا اور میری نعمتوں کی ناشکری کی ہے اب میں ان پر ایسے شخص کو غالب کروں گا کہ وہ میرے سب بندوں سے بدتر ہووے پیدائش میں بھی اور کھانے میں بھی اور وہ بنی اسرائیل کو قتل کرے اور اُن کے گھروں کو ڈھا دیوے ارمیا نے عرض کی کہ خداوندا مجھے بتلا دے کہ وہ کون شخص ہے تا کہ میں اس سے امان چاہوں فرمایا کہ فلانے شہر میں فلانے مقام کو روانہ ہو حضرت ارمیا اس شہر میں آئے دیکھا کہ ایک لڑکا مریض ایک کارواں سرا میں ایک مزبلہ پر پڑا ہے اور اسکی ماں روٹی کے ٹکڑے توڑ کر سوری کا دودھ ان ٹکڑوں پر دوہتی ہے اور ان ٹکڑوں کو اس دودھ میں چور کر اسکو کھلاتی ہے حضرت ارمیا اُس کے نزدیک گئے اور پوچھا اس لڑکے سے کہ تیرا کیا نام ہے اُس نے کہا کہ میرا نام بخت نصر ہے ارمیا نے اسکو پہچانا اور اپنے جی میں کہا کہ یہ لڑکا وہی شخص ہے کہ جس کی تلاش میں آیا ہوں میں ارمیا علیہ السلام نے اس کا علاج کیا وہ تندرست ہو گیا پھر اس سے دریافت کیا کہ تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں اُس نے کہا کہ میں تجھ کو

قصۂ شہادت حضرت یحییٰ علیہ السلام و دانیال پیغمبر

نہیں جانتا لیکن اس قدر جانتا ہوں کہ تو بہت نیک ہے ارمیا نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں بنی اسرائیل کا مجھ کو خدائے تعالےٰ نے خبر دی ہے کہ تو بنی اسرائیل پر غالب ہوگا اور ان کو قتل کرے گا اس وقت یہ سن کر ایک آہ کی پھر ارمیا نے فرمایا کہ تو مجھ کو ایک کاغذ امان کا لکھدے اس نے لکھدیا اور اس لڑکے کا یہ دستور تھا کہ شب کو پہاڑ سے لکڑیوں کا گٹھا لاتا تھا اور شہر میں اسکو فروخت کرتا تھا اسی طرح وہ ایک مدت تک کرتا رہا اور روز بروز اسکو ترقی ہوتی تھی یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے ایک سرگروہ ہوگیا اور جب اسکو بہت قوت ہوگئی اور جماعت کثیر اس کے متفق ہوئی تو اُس نے بنی اسرائیل کی لڑائی کا ارادہ کیا اور بنی اسرائیل اس زمانہ میں بیت المقدس میں رہتے تھے جب وہ چلا تو بہت آدمی کثرت سے اُس کے ہمراہ ہوگئے جب وہ بیت المقدس کے قریب پہنچا تو ارمیا علیہ السلام اپنے گدھے پر سوار ہوکر اس کی پیشوائی کو گئے اور آدمیوں کی کثرت کے سبب اس کے قریب نہ جا سکے مگر اُس کا غذ امان کو ایک لکڑی پر لگا کر بلند کیا بخت نصر نے پوچھا کہ تو کون ہے فرمایا کہ میں ارمیا ہوں جس نے تجھ کو خوشخبری بادشاہی کی دی تھی اور تو نے مجھ کو امان لکھدی تھی اور یہ تیری امان ہے اس لکڑی پر بخت نصر نے کہا کہ تجھ کو تو میں نے امان دی اور تیرے اہل وعیال کو ابھی امان نہیں ہے میں بیت المقدس کی طرف تیر کو پھینکتا ہوں اگر یہ تیر وہاں نہ پہنچا تو ان کو امان ہے اور اگر وہاں پہنچ گیا تو ان کو امان نہیں ہے یہ کہہ کر اس نے تیر کو کمان میں رکھا اور بعد اس کے بیت المقدس کی طرف وہ تیر پھینکا وہ تیر بیت المقدس میں پہنچ گیا اس وقت کہا کہ تیرے اہل وعیال کو امان نہیں ہے اور جس وقت بخت نصر نے شہر میں آمد ورفت کی تو دیکھا کہ شہر کے بیچ میں ایک پہاڑ مٹی کا ہے اور خون ان میں سے جوش کر کے نکلتا ہے اور جس وقت اُس خون پر خاک ڈالتے ہیں تو وہ خون خاک میں سے جوش کر کے باہر نکلتا ہے بخت نصر نے پوچھا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ خون پیغمبر خدا کا ہے اور نام اس کا یحییٰ بن زکریا ہے بنی اسرائیل کے بادشاہ نے اسکو قتل کیا ہے اور خون اس کا جوش کر کے مٹی سے باہر نکلتا ہے اور مٹی ڈالتے ڈالتے یہ ایک پہاڑ ہوگیا ہے لیکن خون بند نہیں ہوتا اگر مٹی اس پر ڈالتے ہیں تو مٹی میں سے یہ خون جوش کر کے باہر نکلتا ہے اور سو برس کا عرصہ ہوا کہ اسکو قتل کیا ہے جب سے مٹی ڈالتے ڈالتے یہ پہاڑ ہوگیا ہے لیکن بند نہیں ہوتا اور سبب اس کے قتل کرنے کا یہ ہے کہ اُس کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا وہ بنی اسرائیل کی عورتوں سے زنا کرتا تھا جس وقت یحییٰ پر اس کا گذر ہوتا تو یحییٰ اس کو کہتا کہ اے بادشاہ خدا سے ڈر یہ تجھ کو حلال نہیں ہے اور جن عورتوں سے وہ زنا کیا کرتا تھا انہیں سے ایک عورت نے بادشاہ وقت سے بحالت نشہ اسکے کہا کہ یحییٰ کو قتل کر اس نے حکم دیا کہ یحییٰ کا سر کاٹ کر حاضر کریں آدمی اُسکے حضرت یحییٰ کا سر کاٹ کر اور ایک طشت میں اسکو رکھ کر لائے جس وقت بادشاہ کے پاس وہ سر آیا تو طشت میں بھی وہ سر کہتا تھا کہ اے بادشاہ ڈر تو خدا سے کہ یہ تجھکو حلال نہیں اور بعد اسکے خون سر کا جوش کر کے زمین پر گرا اور جوش کرتا تھا اور ساکن نہیں ہوتا تھا اور اسپر مٹی ڈالتے تھے تو اس میں سے بھی نکلتا تھا یہاں تک کہ مٹی ڈالتے ڈالتے ایک پہاڑ ہوگیا اور خون بند نہوا بخت نصر نے کہا کہ میں بنی اسرائیل کو ہمیشہ قتل کروں گا یہاں تک کہ یہ خون بند ہو اور بنی اسرائیل کا قتل کرنا اس نے شروع کیا جس بستی میں جاتا تھا اسکے مرد وعورت اور لڑکے اور حیوان کو سب کو قتل کرتا تھا اور وہ خون جوش مارے جاتا تھا اور یہاں تک اس نے قتل کیا کہ بنی اسرائیل کو فنا کردیا اور پوچھا کہ ان شہروں میں کوئی باقی رہا ہے بنی اسرائیل میں سے کسی نے کہا کہ ایک بڑھیا فلاں بستی میں ہے اس بڑھیا کو پکڑ کر اس خون پر گردن مارا اور خون یحییٰ کا بند ہوگیا اور کہتے ہیں کہ یہ بڑھیا وہ عورت تھی کہ جس نے حضرت یحییٰ کو قتل کروایا تھا بادشاہ سے کہہ کر اور پھر بخت نصر بابل میں آیا اور وہاں ایک شہر بنایا اور اس میں ایک کنواں بنایا اور اسمیں دانیال پیغمبر کو ڈالدیا اور ہمراہ ان کے ایک شیرنی کو کنوئیں میں ڈالدیا وہ شیرنی ان کو کچھ نہیں کہتی تھی اور اس کنوئیں میں مٹی کھاتی تھی اور دانیال کو اپنا دودھ پلاتی تھی بخت نصر نے ایک خواب دیکھا کہ سر تو اسکا لوہے کا ہے اور پاؤں اسکے تانبے کے اور سینہ اس کا سونے کا ہے بخت نصر نے منجمین کو بلا کر پوچھا کہ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہم کیا جانیں ہمسے تو بیان کر اور اُنسے وہ خواب نہ بتایا گیا

تو ان کو بخت نصر نے مروا ڈالا کسی نے کہا کہ یہ خواب وہ شخص بتلائیگا جو کوئیں میں ہے اور شیرنی اس کو دودھ پلاتی ہے اور کچھ نہیں
کہتی یہ سنکر بخت نصر نے دانیال کو کوئیں میں سے نکلوایا اور اپنے پاس طلب کرکے ان سے پوچھا کہ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے اُنھوں نے یہ
خواب اس کا جو کہ دیکھا تھا بتلا دیا اور اسکی تعبیر پوچھی تو فرمایا کہ تیرا ملک گیا اور تین روز میں تو قتل ہوگا اور ایک شخص فارس کا تجھ کو قتل
کریگا بخت نصر نے کہا کہ میرے سات شہر ہیں اور ہر شہر کے دروازے پر تانبے کی بط ہے جس وقت مسافر دروازہ میں داخل ہوتا
ہے تو وہ بط آواز کرتی ہے اور مسافر گرفتار ہو جاتا ہے اور یہ سنکر اپنے سواروں کو چاروں طرف روانہ کیا اور کہا کہ جس کو دیکھو اسکو
قتل کرو اور دانیال سے کہا کہ تو میرے پاس تین روز تک بیٹھا رہ اگر تین روز گزر گئے تو میں تجھ کو قتل کروں گا جب تیسرا دن ہوا تو اسکو
بہت رنج ہوا اور باہر نکلا تو ایک لڑکا فارس کا رہنے والا کہ اس کے خادموں میں تھا اس کے روبرو آیا اور بخت نصر کو خبر نہ تھی کہ یہ فارس
کا رہنے والا ہے بخت نصر نے اسکو تلوار دی اور کہا کہ جو کوئی تجھ کو ملے اسکو قتل کر اگرچہ میں ہوں اس لڑکے نے تلوار لیکر بخت نصر کو
اسی وقت قتل کیا اور ارمیا اپنے گدھے پر سوار ہو کر نکلے اور ان کے ہمراہ کچھ انجیر اور شیرہ تھا کہ یہ توشہ اپنے ہمراہ لیا تھا ان کی نظر ان
کشتوں پر پڑی جو کہ بخت نصر نے قتل کئے تھے دیکھا کہ درندے جنگل اور دریا کے ان مردوں کو کھاتے ہیں ایک ساعت اپنے جی میں تامل
کیا اور بعد اس کے کہا کہ کیونکر زندہ کرے گا ان کو خدا کہ کھا لیا ہے ان کو درندوں نے خدائے تعالٰے نے ارمیا کو مار ڈالا اور سو برس
کے بعد اسکو زندہ کیا اور ان کے گدھے کو جو مار ڈالا تھا اس کو بھی زندہ کیا اور قصہ بخت نصر کا کئی روایتوں سے اور تفصیل سے سورۂ بنی
اسرائیل میں بھی انشاء اللہ تعالٰی مذکور ہوگا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے جو روایت کرتے ہیں تو اس میں ارمیا کی جگہ عزیر کا نام
ہے اور مشہور اس قصہ میں عزیر ہی کا نام ہے اور شاید ارمیا کا بھی کوئی قصہ ہووے کہ اُنھوں نے بھی اس طرح کے مردے دیکھ کر
افسوس کیا ہو اور کہتے ہیں کہ وقت چاشت کے عزیر کو یا ارمیا کو خدا نے مار ڈالا تھا اور جس روز زندہ کیا تو اس روز ابھی آفتاب غروب ہوا
تھا پس فرشتے نے بحکم خدا عزیر سے قَالَ کہا کہ كَمْ لَبِثْتَ کتنی دیر کی تونے قَالَ کہا عزیر نے کہ لَبِثْتُ يَوْمًا دیر کی ہے
میں نے ایک روز جس وقت آفتاب کو دیکھا کہ غروب نہیں کیا ہے تو کہا کہ اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ یا بعض دن کا کچھ کم ایک دن سے قَالَ کہا
فرشتے نے کہ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ بلکہ دیر کی ہے تونے سو برس یعنی سو برس تو یہاں مردہ رہا ہے اور عزیر نے اپنے بدن کی طرف
دیکھا جس وقت طرز اعضا کی کچھ اور طرح پائی تو تعجب ان کو زیادہ ہوا دوسری بار فرشتہ نے کہا کہ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ
پس نظر کر تو طرف کھانے اپنے کے وَشَرَابِكَ اور پینے اپنے کے یعنی نظر کر تو طرف اس شیرہ اور دودھ وغیرہ کھانے اپنے
کے کہ لَمْ يَتَسَنَّهْ نہیں سڑا ہے وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ اور نظر کر تو طرف گدھے اپنے کے کہ ہڈیاں اسکی باقی رہ گئی تھیں
اور سب اعضا متفرق ہو گئے تھے کیونکر وہ زندہ ہوا وَلِنَجْعَلَكَ اور تاکہ کردیں ہم تجھ کو اور تیرے گدھے کو اٰيَةً لِّلنَّاسِ نشانی
واسطے آدمیوں کے کہ جو شک کرتے ہیں قیامت کے روز زندہ ہونے میں وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ اور نظر کر تو طرف ہڈیوں گدھے
کی کہ كَيْفَ نُنْشِزُهَا کیونکر ترکیب دیتے ہیں ہم اور ملاتے ہیں ہم ان استخواں ہائے متفرقہ کو ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا پھر پہناتے
ہیں ہم ان ہڈیوں کو گوشت اس وقت عزیر ہڈیوں کو دیکھتے تھے ایک آواز سنی کہ اے گوشت اور پوست متفرق شدہ جمع ہو جاؤ تم
خدا کی قدرت سے سب اجزا متفرقہ جمع ہو گئے اور ان سے ایک صورت بن گئی اور جان اس میں داخل ہو گئی اور اسی وقت وہ گدھا
کھڑا ہو کر آواز کرنے لگا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ پس جس وقت ظاہر ہوا واسطے اس عزیر کے کہ بیشک خدا مُردوں کو زندہ کرتا ہے تو قَالَ
کہا کہ اَعْلَمُ جانتا ہوں میں اب مشاہدہ کرنے سے جیسے کہ میں پہلے دلیلوں سے جانتا تھا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کہ تحقیق
خدا اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے چاہے مارے چاہے جلائے اور اس آیت سے اور واسطے لوگوں کے زندہ ہونے کی

آیت سے معلوم ہوا کہ آدمی مرنے کے بعد قیامت سے پہلے بھی زندہ ہوتے ہیں اگر قیامت سے پہلے اس امت کے آدمی بھی بعد مرنے کے زندہ ہوں تو کچھ تعجب نہیں ہے اور قدرت خدا سے بعید نہیں ہے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ جو کچھ پہلی امتوں میں ہوا ہے اس امت میں بھی ہونیوالا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت عزیر اپنے گدھے پر سوار ہو کر اپنے شہر کو گئے تو اس شہر کے گھر اور دیواریں دوسری طرح سے پائیں اور اپنے دروازے پر پہنچے اور دروازے کو کھٹ کھٹایا ایک لونڈی کہ وقت جانے عزیر کے بیس برس کی تھی اور وقت آنے کے ایک سو بیس برس کی تھی اور اندھی ہوگئی تھی اس نے آواز دی کہ کون ہے دروازے پر عزیر نے اس سے پوچھا کہ کیا یہ گھر عزیر کا ہے کہا کہ ہاں اور بہت روئی اور کہا کہ اے شخص تو کون ہے کہ عزیر کو جانتا ہے وہ تو سو برس کے عرصہ سے گم ہو گیا ہے اور اس کی کچھ خبر نہیں ہے اور اس کا تو کوئی نام بھی نہیں لیتا عزیر نے فرمایا کہ میں ہوں عزیر خدائے تعالےٰ نے مجھ کو سو برس تک مردہ رکھا تھا اور اب زندہ کیا ہے اسی شکل وہیئت پر کہ جیسے پہلے تھی اس لونڈی نے کہا کہ کوئی نشانی بتا کہ جس میں تجھ کو راست گو جانوں اور تیرا اعتبار کروں عزیر نے دعا کی خدائے تعالےٰ نے اس لونڈی کو بینا کر دیا اور آنکھیں اسکی روشن ہوگئیں جب اس نے آنکھیں کھول کر عزیر کی طرف نگاہ کی اور اس کی صورت اور شکل کو دیکھا اور پہچانا تو کہا کہ گواہی دیتی ہوں میں کہ تو عزیر ہے اور اس میں کچھ شک نہیں ہے اور بنی اسرائیل کو جا کر اس لونڈی نے خبر کی وہ تعجب کر کے دوڑے اور عزیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیٹا عزیر کا ایک سو اٹھارہ برس کا ہو گیا تھا اس نے کہا کہ عزیر کے دونو شانوں کے درمیان ایک تل تھا اور مثل ستارے کے وہ روشن تھا مجھ کو وہ دکھلا عزیر نے شانہ کھول کر دکھلایا اس نے یقین کیا کہ باپ میرا یہی ہے اور بنی اسرائیل نے عزیر سے کہا کہ جس وقت بخت نصر نے تمام نسخے توریت کے جمع کر کے جلا دیے تھے تو کوئی نسخہ باقی نہ رہا تھا اور ایک نسخہ توریت کا بخت نصر سے جو پوشیدہ بچ رہا تھا وہ موجود ہے اگر تو عزیر ہے توریت کو حفظ پڑھ ہم اس نسخہ سے مطابق پڑھ لیں گے خدائے تعالےٰ ایک ظرف پانی کا فرشتے کے ہاتھ عزیر کے پاس بھیجا اور کہا اس پانی کو نوش کر جس وقت عزیر نے وہ پانی پیا تو تمام توریت اسکو ازبریاد ہو گئی اور بنی اسرائیل کے روبرو توریت کو حفظ پڑھ کر سنا دیا تب بنی اسرائیل کو یقین ہوا کہ عزیر یہی ہے اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت عزیر اپنی قوم میں سے گئے تھے تو عمران کی پچاس برس کی تھی اور زوجہ ان کی حاملہ تھی جس وقت خدائے تعالےٰ نے سو برس کے بعد ان کو زندہ کیا اور وہ اپنے گھر آئے تو بیٹا ان کا سو برس کا تھا اور وہ پچاس برس کے تھے بیٹا باپ سے عمر میں زیادہ ان کو ہی سنا ہے۔ یہ بھی ایک قدرت ہے خدا کی اور اب خدائے تعالےٰ علامت اپنی قدرت کاملہ کی بیان کرتا ہے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت خدائے تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت آسمان وزمین کی سیر کرائی تو انھوں نے کنارے پر دریا کے ایک مردار کو دیکھا کہ آدھا تو وہ پانی میں ہے اور آدھا وہ خشکی میں ہے اور درندے دریا کے آتے ہیں اور اس آدھے کو جو کہ پانی میں ہے کھاتے ہیں اور پھر وہ اولٹے پھرتے ہیں اور بعض بعض پر حملہ کرتا ہے اور بعض بعض کو کھا جاتا ہے اور ایسے ہی درندے خشکی کے اس آدھے کو کھاتے ہیں حضرت ابراہیم کو یہ ماجرا دیکھ کر بہت تعجب ہوا اور درخواست کی کہ خداوند دکھلا دے تو مجھ کو کہ کیونکر تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور کیونکر نکالتا ہے تو پیٹوں میں سے کہ بعض بعض کو کھا گیا ہے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ اور یاد کر تو اے محمد جس وقت کہا ابراہیم نے اپنے پروردگار سے کہ رَبِّ اَرِنِيْ اے پروردگار میرے دکھلا تو مجھ کو کہ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى کیونکر زندہ کرتا ہے تو مردوں کو اور ہر چند خدا تعالےٰ جانتا تھا کہ ابراہیم کو یقین ہے کہ میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں لیکن مطابق سوال ابراہیم کے جواب دیا اور قَالَ کہا کہ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ کیا نہیں باور کرتا ہے تو کہ مردوں کو زندہ کرتا ہوں میں قَالَ بَلٰى کہا ابراہیم نے کہ ہاں مجھ کو یقین ہے اور میرا اعتقاد یہی ہے کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے وَلٰكِنْ اور لیکن میں چاہتا ہوں کہ اپنی آنکھ سے دیکھوں۔

لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ تاکہ مطمئن ہووے دل میرا اور علم الیقین عین الیقین سے مل جائے قَالَ کہا خدائے تعالیٰ نے کہ فَخُذْ اَرْبَعَةً
مِّنَ الطَّيْرِ پس پکڑ تو چار جانور پرندوں میں سے اور ٹکڑے ٹکڑے اُن کے کر اور ان سب ٹکڑوں کو ان کے آپس میں ملا دے فَصُرْهُنَّ
اِلَيْكَ پس صورت پہچان رکھ تو ان کی طرف اپنی ثُمَّ اجْعَلْ پھر کردے تو یعنی رکھ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ اوپر ہر پہاڑ کے کہ ممکن ہو
ان میں سے جُزْءًا ایک ٹکڑے کو ثُمَّ ادْعُهُنَّ پھر بلا تو ان کو نام بنام طرف اپنے کہ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا آئیں گے وہ تیرے پاس
دوڑتے ہوئے اور سعیاً مصدر ہے کہ واقع ہوا ہے موقع حال کے اور فرماتا ہے کہ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ اور جان تو کہ تحقیق خدا عَزِيْزٌ غالب
اور قدرت رکھنے والا ہے ہر امر کی حَكِيْمٌ حکمت والا محکم کار ہے اور کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندے گدھ اور مور اور بط
اور مرغا پکڑ کر مار ڈالا اور ان کے ٹکڑے کرکے چاروں کے ٹکڑوں کو آپس میں ملا دیا اور بعد اس کے ان کو کوٹ اور پیس کر مثل میدہ کے کر دیا
کہ وہ سب مل کر ایک جسم ہو گئے اور بعد اس کے ان کے دس حصہ کرکے دس پہاڑوں پر جو کہ اُن کے گرد تھے ہر پہاڑ پر ایک حصہ ڈال دیا چونچ
ہر ایک کی اپنی انگلیوں میں رکھی اور آواز دی کہ اے گدھ اور اے مور اور اے بط اور اے مرغ اپنی چونچوں کی طرف آؤ پس بہ قدرت خدا ٹکڑہ اور
ریزہ ہر ایک کا جدا ہو کر اپنے اپنے ٹکڑے اور ریزہ میں جا ملتا تھا اور ٹکڑہ اور ریزہ ملکر ہر ایک جانور اپنی اپنی صورت پر درست ہو گیا اور ہر ایک
میں جان پڑ گئی اور کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام واسطے امتحان کے ہر جانور کی چونچ دوسرے جانور کے بدن پر رکھتے تھے لیکن وہ بدن اس
چونچ سے علیحدہ ہو جاتا تھا جب ہر جانور کی چونچ اُسی کے بدن پر رکھتے تھے تو وہ اس سے پہلے پیوست ہو جاتا تھا اسی طرح چاروں جانور زندہ
ہو گئے اور دانا اور پانی کھانے لگے اور اب خدائے تعالیٰ راہِ خدا میں خرچ کرنے کے ثواب کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ
مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ مثل ان لوگوں کے کہ خرچ کرتے ہیں اَمْوَالَهُمْ مالوں کو اپنے بے پروا اور بے ریا بغیر آمیزش غرض
دنیا کے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے كَمَثَلِ حَبَّةٍ مثل دانہ کی ہے یعنی مثال ان لوگوں کی کہ جو اپنے مالوں کو راہِ خدا میں خرچ
کرتے ہیں مثل اُس دانہ اور تخم کے ہے کہ اَنْبَتَتْ اُگائے وہ تخم سَبْعَ سَنَابِلَ سات خوشہ کو کہ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ بیچ ہر خوشہ
کے مِّائَةُ حَبَّةٍ سو دانے ہیں کہ ہر تخم سے سات سو دانے حاصل ہوں پس جو کوئی ایک درہم راہ خدا میں دیوے تو اسکو سات سو درہم کا
ثواب حاصل ہو وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ اور خدا چند در چند کرتا ہے واسطے جس شخص کے کہ چاہتا ہے ثواب اور نیکی کو وَ
اللّٰهُ وَاسِعٌ اور خدا فراخ اور کشادہ کرنے والا ہے روزی کا عَلِيْمٌ جاننے والا ہے خرچ کرنے والوں کی نیت کا بعضے مفسرین کہتے ہیں
کہ یہ حکم خاص ہے جہاد کرنے والوں کے واسطے کہ جو کوئی ان کو دیوے تو اسقدر ثواب اسکو حاصل ہو لیکن حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا
ہے کہ حکم اس آیت کا عام ہے خواہ جہاد میں خرچ کرے خواہ جہاد کے سوا اور امور خیر میں سب کے واسطے یہی ثواب ہوگا اور حضرت
صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جس وقت بندہ مومن عمل نیک کرتا ہے اور راہ خدا میں دیتا ہے تو خدائے تعالیٰ مضاعف کرتا ہے اسکے عمل کو یہاں
تک کہ ہر ایک حسنہ کو سات سو کرتا ہے اور منقول ہے کہ ایکروز حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنی دولتسرائے میں تشریف لائے اور حسنینؑ
کو دیکھا کہ حضرت فاطمہؑ ان کو سلاتی ہیں اور وہ صاحبزادے شدت گرسنگی سے سوتے نہیں تھے حضرت فاطمہؑ نے کہا کہ اے ابن عم یہ
دونوں بھوک کی شدت سے سوتے نہیں ہیں اور تین روز سے انھوں نے کھانا نہیں کھایا ہے جناب امیر علیہ السلام یہ سنکر گھر سے باہر
نکلے اور عبداللہ بن عوف کے پاس تشریف لے گئے کہ ایک دینار اس سے قرض لیویں عبداللہ بن عوف نے تھیلی سو دینار کی جناب امیرؑ کے روبرو
رکھی اور کہا کہ اسکو قبول کرو کہ یہ ہبہ اور تصدق ہے بدون عوض کے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ واللہ میں ہرگز نہ لونگا میں نے جناب رسولخدا سے سنا ہے
کہ فرماتے تھے کہ ہاتھ دینے والے کا بہتر ہے لینے والے کے ہاتھ سے اور میں نہیں چاہتا کہ مجھ پر کسی کا منت اور احسان ہو اور لیکن ایک دینار
مجھکو قرض دے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ثواب صدقہ کا دس ہے اور ثواب قرض کا اٹھارہ ہے پس ایک دینار اس سے قرض

احسان کر کے جتانے کی مذمت

لیکر بازار کی طرف روانہ ہوئے تاکہ واسطے اولاد کے کچھ کھانا خرید کریں حضرت نے مقداد کو دیکھا کہ رستہ کے سرے پر بیٹھے ہیں فرمایا کہ اے مقدادؓ ایسی ہوائے گرم میں کس واسطے تو گھر سے باہر آیا کہا کہ چار دن سے میں نے کھانا نہیں کھایا ہے اور بے طاقت ہو کر گھر سے باہر آیا ہوں کہ کچھ ہاتھ لگے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے وہ دینار مقداد رضی اللہ عنہ کو دیدیا اور فرمایا کہ تو ہم سے زیادہ سزاوار ہے اسواسطے کہ ہم تین روز سے کھانا نہیں کھایا ہے اور تو نے چار دن سے کھانا نہیں کھایا ہے اور بعد اس کے مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تشریف لائے اور شان میں حضرت علی علیہ السلام کی یہ آیت نازل ہوئی ویؤثرون علی انفسہم ولوکان بہم خصاصۃ یعنی اور اختیار کرتے ہیں اوپر نفسوں اپنے کے دوسروں کو اگرچہ ہو ساتھ ان کے گرسنگی یعنی خود اگرچہ بھوکے ہوں لیکن اپنی جان پر دوسرے کو مقدم رکھتے ہیں اور دوسرے کو کھلاتے ہیں اور خود بھوکے اور رفاقہ سے رہتے ہیں اور اپنی عیال کو بھی فاقہ سے رکھتے ہیں اور دوسرے کا فاقہ نہیں دیکھ سکتے اور دوسرے روز حضرت علیؑ مسجد کے دروازے پر بیٹھے تھے ایک عرب اونٹنی پر بیٹھ کر آیا اور حضرت علیؑ کو اس نے ایک تھیلی دی اور کہا کہ اسکو کہ یہ تیری ہے اور اسی وقت غائب ہو گیا حضرت علیؑ اس تھیلی کو لیکر جناب رسول خدا صلعم کی خدمت حاضر ہوئے اور حضرت کے روبرو وہ تھیلی رکھدی اور حال اُس کا بیان کیا جناب رسول خدا صلعم نے اس تھیلی کو کھولا اس میں سات سو دینار تھے اور حضرت سے پوچھا کہ اے علیؑ تو نے پہچانا کہ وہ عرب کون تھا عرض کی کہ خدا و رسولؐ اس کا جانتا ہے حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھا حق تعالیٰ نے اسکو حکم کیا کہ زمین کے خزانوں میں سے خزانہ لیجا کر تمکو دیوے اور یہ عوض اس دینار کے ہے کہ تو نے مقدادؓ کو دیا تھا اور آخرت میں خدائے تعالیٰ تجھ کو اس قدر دیوے گا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو اور نہ کسی کان نے سنا ہو اور نہ کسی کے دل میں گذرا ہو اور حضرت علیؑ نے فرمایا کہ راست اور درست فرمایا خدا نے کہ وہ بہت بزرگ ہے مثل الذین ینفقون اموالہم اور ان دیناروں میں سے ایک تو عبداللہ عوف کو قرض کا دیا اور باقی اپنے اہلبیت اور فقرا پر خرچ کئے اور اب خدا تعالیٰ خوبی ان لوگوں کی بیان کرتا ہے کہ جو راہ خدا میں دے کر اپنے احسان نہیں جتلاتے ہیں اور نہ ان لوگوں کو ایذا دیتے ہیں کہ جنکو دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ جو لوگ کہ خرچ کرتے ہیں مالوں اپنے کو فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بیچ راہ خدا کے خالص نیت سے ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ پھر پیچھے نہیں لاتے ہیں مَآ اَنْفَقُوْا اس چیز کے کہ خرچ کیا ہے انھوں نے مَنًّا وَّلَآ اَذًى احسان جتلانے کو اور آزار دینے کو یعنی جو لوگ کہ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور بعد اس خرچ کرنے کے پیچھے اس خرچ کرنے کے نہیں لاتے احسان جتلانے کو اور آزار پہنچانے کو کہ جس کو راہ خدا میں دیا ہے اسپر اپنا احسان نہیں رکھتے ہیں کہ کہیں اس سے کہ ہم نے تجھ کو اسقدر دیا ہے اور نہ آزار پہنچاتے ہیں اُسکو کہ محتاج کو وقت دینے کے سخت کلمہ کہیں کہ جس سے اسکو رنج ہووے اور یا کسی طرح کی تکلیف اس کو دیویں ایسا نہیں کرتے ان لوگوں کے حق میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَهُمْ اَجْرُهُمْ واسطے ان لوگوں کے کہ اجر ان کا ہے اور ثواب ان کے اعمال کا کہ وہ بہشت ہے عِنْدَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار ان کے کے وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ اور نہیں خوف ہے اوپر ان کی ثواب کے کم ہونے کا وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگیں ہوں گے کہ وہ ثواب ان کا کم ہو جائے اور آخرت میں خاطر خواہ انکو ثواب اُن کے اعمال کا ملے گا اور فرمایا ہے رسول خدا نے کہ جو کوئی اپنے برادر مومن سے نیکی کرے اور پھر اسپر منت رکھے اور احسان جتلاوے تو خدا اُسکے اعمال کو حبط کر دیتا ہے اور مٹا دیتا ہے اور عذاب اسپر کرتا ہے اور کوشش کو اسکی ہرگز قبول نہ کرے گا اور کسی کو کچھ دے کر اپنی تعریف کی اس سے امید رکھنی کہ اسکے عوض میں وہ میری تعریف کرے یہ بھی منت رکھنے ہی میں داخل ہے اور فرماتا ہے خدا کہ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ بات کہنی نیک سائل سے یعنی محتاج کو اچھی بات کہکر خالی پھیر دینا وَّمَغْفِرَةٌ اور بخشنا اور درگذر کرنا سائل سے اگر وہ بہت در پے ہو کر مانگے اور گڑگڑاوے اور اسکو سخت کلمہ نہ کہنا خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ بہتر ہے اس صدقہ اور راہ خدا میں دینے سے کہ یَتْبَعُهَآ اَذًى پیچھے اس کے اذیت اور رنج پہنچانا کہ سائل کو ملامت کرے اور رنج پہنچائے وَاللّٰہُ غَنِیٌّ اور خدا بے پروا ہے ان کے دینے سے کہ

جس میں منت رکھی اور آزار پہنچانا ہو حَلِیْمٌ بردبار ہے خدا کہ جلدی عذاب نہیں کرتا ہے منت رکھنے والے اور آزار پہنچانے والے کو اور منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے حضرت خضر سے کہا کہ کوئی کلمہ حکمت کا بیان کرو فرمایا کہ کیا نیک ہے شفقت اور مہربانی تونگروں کی درویشوں پر واسطے رغبت ثواب کے جناب امیر نے فرمایا کہ اس سے بہتر کیا رائے ہے حضرت خضر نے فرمایا کہ اس سے بہتر نہیں ہے جناب امیر نے فرمایا کہ اس سے بہتر تکبر درویشوں کا ہے تونگر و پر واسطے اعتماد کرنے کے خدا پر اور منت کشی نہ کرنی لوگوں کی اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جوانمردیاں چار ہیں تواضع کرنی تونگری اور ثروت میں اور بخشنا باوجود قدرت عوض لینے کے اور نصیحت کرنی باوجود دشمنی کے اور دینا بدون احسان رکھنے کے اور اب خدائے تعالےٰ منع کرتا ہے منت رکھنے اور آزار پہنچانے سے چنانچہ فرماتا ہے کہ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ نہ باطل کرو تم خیراتوں اپنی کو اور نہ تباہ کرو اپنے صدقوں کو بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ساتھ احسان رکھنے اور آزار پہنچانے کے کہ یہ امر مخالف قربت اور اخلاص کے ہے اور تم ایسا نہ کرو اور جو نہیں تو ہو جاؤ گے تم كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ مانند اس شخص کے کہ خرچ کرتا ہے مال اپنے کو رِئَآءَ النَّاسِ واسطے دکھلانے آدمیوں کے نہ واسطے رضامندی خدا کے وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور نہیں ایمان لاتا ہے وہ ساتھ خدا اور دن آخرت کے اس واسطے کہ اگر خدا پر ایمان لاتا تو صدقہ کو اسی کے واسطے دیتا اور اگر آخرت کو باور کرتا تو جزائے نیک کے واسطے دیتا کہ وہ قیامت کو ملے گی نہ واسطے دکھلانے آدمیوں کے فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ پس مثال اس شخص کی مانند پتھر صاف کی ہے کہ عَلَيْهِ تُرَابٌ اوپر اس کے مٹی ہووے فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ پس پہنچا ہو اسکو مینہ بڑے بڑے قطروں کا فَتَرَكَهٗ صَلْدًا پس چھوڑ دیا اس مینہ نے اس پتھر کو صاف یعنی بڑی بڑی بوند کے مینہ نے برس کر اس پتھر کو ایسا صاف کر دیا کہ مٹی کا نشان اسپر باقی نہ رہا ہو پس مثال ریا سے خرچ کرنے والے کی مثال پتھر کی ہے کہ جو کچھ اس نے خرچ کیا ہے وہ مثال اس مٹی کی ہے جو پتھر پر ہے جیسے کہ پتھر مینہ برسنے سے صاف ہو جاتا ہے اور مٹی اسپر سے بہ جاتی ہے ایسے ہی اسکا خرچ کیا ہو سب برباد ہو جاویگا چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ لَا يَقْدِرُوْنَ نہ قدرت رکھیں گے عَلٰى شَيْءٍ اوپر کسی چیز کے ثواب حاصل کرنے کے مِّمَّا كَسَبُوْا اس چیز میں سے کہ کسب کیا ہے انھوں نے ریا سے یعنی ریا سے دینے کا انکو کچھ ثواب نہ ہوگا بلکہ عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي اور خدا نہیں ہدایت کرتا ہے طرف خیر کے الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ قوم کفار کو جیسے کہ مومنین کو ہدایت کرتا ہے اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ ریا اور منت رکھنے اور آزار کے دینے میں یہ سب صفات کفار سے ہے نہ صفات مومنین سے اور حضرت امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی عمل کرے میرے واسطے اور اسمیں میرے غیر کو شریک کرے میں اسکو اسکے شریک کے واسطے چھوڑ دوں گا کہ وہ اس سے اپنا ثواب لیوے اور مجھے اسکو کچھ کام نہیں ہے اور اب خدا تعالےٰ ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے کہ جو خالص خدا کے واسطے دیتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ اور مثال ان لوگوں کی کہ خرچ کرتے ہیں وہ مالوں اپنے کو ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ واسطے طلب کرنے رضامندی خدا کے وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ اور واسطے ثابت کرنے کے نفسوں اپنے میں سے ایمان پر اور ابتغا اور تثبیت دونو مفعول لہ ینفقون کے ہیں یعنی مثال ان لوگوں کی کہ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو واسطے طلب کرنے رضامندی خدا کے اور واسطے ثابت کرنے نفسوں اپنے کے ایمان پر اور واسطے تصدیق اسلام کے پس مثال انلوگوں کی كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ مانند باغ بلند کے کہ وہ باغ بلندی پر ہو کہ تاب آفتاب کی اور ہوائے خنک وہاں خوب پہنچتی ہو اور آفت ارضی سے محفوظ ہو اور ایسا ہو کہ اَصَابَهَا وَابِلٌ پہنچا ہو اسکو باران بزرگ قطرہ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ پس لایگا وہ باغ میوہ اپنا دو چند یعنی وہ ایکسال میں اس قدر میوہ لائے گا کہ جسقدر دو سال میں ہوتا ہے اور خدا فرماتا ہے کہ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ پس اگر نہ پہنچے اس باغ کو مینہ بڑی بڑی بوندوں کا فَطَلٌّ پس پھوہار ہی کہ وہ بھی اسکے واسطے کافی ہے غرض یہ ہے کہ جو کچھ ان لوگوں نے بخلوص نیت خرچ کیا ہے وہ پاک اور پاکیزہ ہے کہ اسمیں برکت اور بڑھنا بہت ہے اگر خدا تعالےٰ تفضل کرے

تو کثرت سے ثواب عطا کرے اور اگر عدالت کو کام فرمائے تو موافق اسکے خرچ کرنے کے ثواب بخشے اور دیا ہوا ان کا ضائع نہ جائیگا جیسا کہ ریا سے
دینا ضائع ہو جاتا ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم ریا سے یا خلوص سے سب کو بَصِيرٌ دیکھنے والا ہی اور موافق
اسکے تمکو جزا دیگا اور جناب سرورِ کائنات صلعم نے فرمایا ہے کہ بہشت گھر سخی لوگوں کا ہے اور فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ سردار اہل دنیا و
آخرت کے سخی ہیں اور فرمایا حضرت علی نے کہ تعجب ہی مجھکو ان لوگوں سے کہ غلام کو اپنے مال سے خرید کرکے آزاد کرتے ہیں وہ لوگ آزاد کو بذریعہ
احسان کرکے ہمیشہ کو انکو اپنا غلام کیوں نہیں بنائے رکھتے ہیں اور اب خدائے تعالےٰ پھر ریا سے دینے والوں کو تنبیہ کرتا ہے اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ
کیا دوست رکھتا ہے کوئی تمہارا یہ استفہام ہے اور ہمزہ اس میں انکاری ہے یعنی کوئی تم میں سے دوست نہیں رکھتا ہی اَنْ تَكُونَ لَهٗ جَنَّةٌ
اسکو کہ ہووے واسطے اسکے باغ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ کھجوروں اور انگوروں سے کہ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہوں نیچے
ان کے سے نہریں لَهٗ فِيْهَا کہ ہوویں واسطے اس مالک باغ کے بیچ اس باغ کے مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ہر قسم کے میووں میں سے سوائے خرما اور انگور
کے وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ اور پہنچا ہو اس باغ والے کو بڑھاپا کہ اس سبب سے اس سے کچھ کام نہو سکتا ہو وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاۗءُ اور واسطے اسکے
اولاد ناتوان خورد سال ہوں کہ کچھ کمائی نہ کر سکتے ہوں اور معاش انکی اس باغ پر منحصر ہو فَاَصَابَهَآ پس پہنچے اس باغ کو یکایک اِعْصَارٌ فِيْهِ
نَارٌ بگولا کہ بیچ اسکے آگ ہو فَاحْتَرَقَتْ پس جل جاوے وہ باغ اور باغ والا متحیر رہجاوے یعنی جو کوئی کہ اعمال نیک کرے اور ریا کو اس
میں دخل دیوے تو حال اس شخص کا ایسا ہی کہ کوئی باغ میوہ کا رکھتا ہو اور سبب اسکی معاش کا وہی باغ ہو اور ہوائے گرم اسکو جلا کر نابود کردے
اور کوئی فائدہ اسپر مرتب نہو اور جیسا کہ باغ والا باوجود احتیاج کے بےنصیب ہو جائے ایسے ہی ریا سے عمل کرنے والا قیامت کے روز باوجود احتیاج
کے اپنے عمل کا کچھ فائدہ نہ پائے گا اور افسوس کریگا پس جیسے کہ تم ایسے باغ نہیں چاہتے ہو کہ وہ بیفائدہ ہو ایسے ہی ریا سے دینا بیفائدہ ہی پس چاہیے کہ
کہ اگر راہ خدا میں دو تو ریا کو اس میں دخل ندو اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ یہی حال اس شخص کا ہی کہ کسی کو کچھ دیوے یا نیکی کرے اور پھر
احسان اپنا اسپر رکھے اور فرماتا ہے کہ كَذٰلِكَ ایسے ہی یعنی جیسے کہ صدقہ کے باب میں بیان ہوا ہے ایسے ہی يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ
ع ۳۶ بیان کرتا ہے خدا تمہارے واسطے نشانیاں اپنے الطاف و احسان کی لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ تاکہ تم فکر کرو اور سوچو اور اس سے نصیحت پکڑو
اور اب خدائے تعالےٰ حکم کرتا ہے کہ اگر راہ خدا میں دو تو حلال اور بہتر مال دو نہ حرام اور ناکارہ اور یہ آیت زکوٰۃ دینے کے حکم میں ہے
چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ خرچ کرو تم پاکیزہ
اس مال میں سے کہ کمایا ہے تمنے وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ اور اس مال میں سے کہ نکالا ہے ہم نے واسطے تمہارے زمین میں سے مثل غلہ
اور میوہ کے اور ایام جاہلیت اور کفر میں جو مال کہ بگڑا ہوا اٹھایا بطور حرام کے کمایا تھا اسکو چاہتے تھے کہ اب وقت اسلام کے زکوٰۃ میں اور راہ
خدا میں دیویں خدائے تعالےٰ نے ایسے مال کے خرچ کرنیکو منع فرمایا ہے کہ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ اور نہ قصد کرو تم ناپاک یعنی حرام اور
بگڑے ہوئے مال کا مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ کہ اس میں سے خرچ کرو تم وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہو تم لینے والے ان ناکارہ
چیزکے کہ اگر کوئی تمہارا حق تمکو دیوے اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ مگر یہ کہ چشم پوشی کرو تم بیچ اسکے اور کراہت اور ناخوشی سے اسکو لیلو پس جبکہ
تم خود نہیں لیتے ہو ایسی چیز کو تو خدا کے حق میں ایسی چیز کیوں دیتے ہو آنچہ بر خود مپسندی بر دیگرے مپسند وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ اور جانو تم
کہ تحقیق خدا بے پروا ہے اس شخص سے کہ راہ خدا میں مال ناپاک و ناکارہ دیتا ہی حَمِيْدٌ سراہا گیا ہے اپنی ذات میں اور کسی کی تعریف کرنے اور مال
دینے کا محتاج نہیں ہے اور تعریف کرنے والا ہے اس شخص کی کہ مال پاکیزہ اسکی راہ میں دیوے اور خدا تعالےٰ کہ پاک ہی ناپاک مال کو نہیں قبول کرتا ہی
بلکہ مال پاک کو قبول کرتا ہے اور اب خدا تعالےٰ بخل اور خست کو منع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ شیطان وعدہ کرتا
ہے تم سے فقیری کا یعنی تم جو راہ خدا میں اپنی فقیری کا خوف کرکے نہیں دیتے ہو یہ بات سوچ کر کہ اگر ہم اپنے مال میں سے کسی محتاج کو دیوینگے

تو ہم فقیر اور محتاج ہو جائیں گے یہ خیال تمہارا باطل ہے اور شیطان تمکو بہکاتا ہے وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ اور حکم کرتا ہے تمکو ساتھ برے
کام کے کہ وہ بخیلی اور خست ہے وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً اور خدا وعدہ کرتا ہے تم سے بخشنے گناہ کا مِنْهُ وَفَضْلًا اپنی ذات سے اور زیادتی
روزی کا کہ راہ خدا میں خرچ کرنے سے دنیا میں آسودگی زیادہ ہوتی ہے اور آخرت میں ثواب حاصل ہوتا ہے وَاللَّهُ وَاسِعٌ اور خدا فراخ کرنے
والا روزی کا ہے عَلِيمٌ جاننے والا نیت خالص سے خرچ کرنیوالوں کا کہ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ دیتا ہے حکمت کو مَنْ يَشَاءُ جس کو چاہتا ہے یعنی علم
شریعت کہ جس سے فرق درمیان الہام رحمانی اور شیطانی کے کر سکتے ہیں وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ اور جو شخص کہ دیا جائے حکمت فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا
كَثِيرًا پس تحقیق دیا گیا ہے وہ خیر کثیر وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ اور نہیں نصیحت پکڑتے ہیں مگر صاحبان عقول اور حضرت صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد حکمت سے اس آیت میں علم قرآن ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ مراد حکمت سے طاعت خدا اور معرفت امام ہے
اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ مراد حکمت سے معرفت امام اور پرہیز کرنا اُن گناہوں سے ہے کہ جن کے کرنیوالے پر خدا تعالیٰ نے آتش دوزخ واجب
کی ہے اور اسی طرح بھی حدیث میں آیا ہے کہ مراد حکمت سے معرفت خدا اور جاننا حلال و حرام کا ہے اور مراد خیر کثیر سے معرفت دوازدہ امام علیہم السلام ہے
اور منقول ہے کہ راس الحکمۃ مخافۃ اللہ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہے کہ تو حرام ہے ہر
بخیل پر اور ریا کرنے والے پر اور چغل خور پر اور والدین کے ناخوش کرنے والے پر اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہانہ اور عذر کرنا
سائل سے علامت بخل کی ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ اور جو کچھ خرچ کیا ہے تم نے اے مومنین کچھ خرچ کرنا بہت یا
تھوڑا بنیت خالص سے یا ریا سے ظاہر یا پوشیدہ حق میں یا باطل میں أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ یا منت مانی ہے تم نے کوئی منت مانی طاعت
میں یا معصیت میں نذر معین یا غیر معین فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ پس تحقیق خدا جانتا ہے اسکو اور اسکے نیک و بد اور حلال و حرام کا عالم ہے اُس کے
موافق تمکو جزا دے گا وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ اور نہیں ہے واسطے ظالموں کے نصرت اور مدد کرنے والے آخرت میں کہ عذاب
کو دفع کریں ان لوگوں سے کہ جو لوگ حرام اور گناہوں میں صرف کرتے ہیں اور ریا سے دیتے ہیں اور نذر حرام کرتے ہیں اور کسی طاعت
کی نذر کرتے ہیں تو اس کو وفا اور پورا نہیں کرتے ہیں اور انصار اسم ما کا ہے اور من اس سے پہلے زاید ہے اور ظالمین خبر ما کی ہے إِنْ
تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ اگر ظاہر کرو تم صدقوں کو یعنی اگر وقت دینے نام خدا کے جو کسی کو کچھ دو تو وہ ظاہر میں دو کہ تمہارے دینے کو لوگ دیکھیں فَنِعِمَّا هِيَ
پس اچھی شے ہے وہ جو کہ ظاہر میں دیتے ہو تا کہ تم کو دیتے ہوئے دیکھ کر دوسرے آدمیوں کو بھی دینے کی رغبت ہو اور بخیلوں پر حجت
لازم آئے اور بیگانوں کے دل طرف آشنائی اور دوستی دینے والے کے مائل ہوں اور فنعما ہی کی تقدیر فنعم شاء ابداء ہا ہے ما اس مقام میں شاء کے
معنی میں ہے اور نکرہ ہے اور محل نصب میں ہے کہ تمیز فاعل مضمر کی ہے اور وہ فاعل نعم میں پوشیدہ ہے اور ابداء مخصوص بالمدح ہے اور ابداء جو مضاف
ہے وہ محذوف ہو گیا ہے اور مضاف الیہ اُسکا ضمیر ہے جو صدقات کی طرف پھرتی ہے اور قایم مقام اسکے ضمیر ہی کی ہے اور ابن عامر اور اہل کوفہ
نے سوائے عاصم کے فنعما کے نون کو فتح سے پڑھا ہے اور عین کو کسرہ سے اور اہل مدینہ نے سوائے ورش اور یحییٰ اور ابو عمرو کے اسکے نون کو
مکسور پڑھا ہے اور عین کو ساکن وَإِنْ تُخْفُوهَا اور اگر پوشیدہ کرو تم اُن صدقوں کو وقت دینے کے وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ اور دو تم ان
کو محتاجوں کو اس طرح سے کہ کوئی دوسرا آدمی اس پر مطلع نہ ہو تو فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ پس وہ چھپا کے دینا بہتر ہے واسطے تمہارے اسواسطے کہ اسمیں
دینے والا ریا سے بچتا ہے اور جس کو دیوے وہ بھی لینے کی شرم اور خواری سے محفوظ رہتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
پوشیدہ دینا مخصوص ہے صدقہ مستحب اور سنت کے ساتھ اور صدقہ فرض مثل زکواۃ اور خمس کے اسکو ظاہر کر کے دینا افضل ہے تا کہ لوگ اسکو
متہم نہ کریں کہ یہ زکواۃ اور خمس واجب کو ادا نہیں کرتا ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو چیز خدا نے تجھ پر فرض کی ہے
اسکا ظاہر کرنا افضل ہے پوشیدہ دینے سے اور جو چیز کہ سنت ہے اسکا پوشیدہ دینا افضل ہے اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ پوشیدہ دینا

صدقہ سنت کا افضل ہے ظاہر میں دینے سے ستر مرتبہ اور صدقہ فرض ظاہر میں دینا افضل ہے پوشیدہ دینے سے پچیس مرتبہ اور جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ پوشیدہ خدا کے غضب کو کم کرتا ہے اور بجھاتا ہے اور گناہوں کو دفع کرتا ہے جیسے کہ پانی آگ کو
بجھاتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ اور دور کرے گا خدا تم سے اور پوشیدہ کرے گا بعضے گناہوں تمہارے
میں سے جو گناہ کہ آدمیوں کے اور حقوق ان کے متعلق نہیں ہیں مثل غیبت اور آزار دینے کے اور آدمی کے حق غصب کرنے کے کہ بدون
بخشے اس آدمی کے جس کا کہ وہ گناہ ہے معاف نہیں ہو سکتا ہے اور سوائے اسکے جو گناہ ہے اسکو خدا فرماتا ہے کہ ہم دور کریں گے اور نکفر کو
اہل مدینہ اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے نکفر پڑھا ہے متکلم کا صیغہ اور آخر میں اسکے جزم دیا ہے اور ان تخفوہا کی جزا مقرر کرکے باعتبار
عطف کے اور ابن عامر نے اور حفص نے غائب کا صیغہ پڑھا ہے اور آخر میں رفع دیا ہے خبر مبتدا محذوف کی مقرر کرکے اور تقدیر اس کی
وہو یکفر ہے اور یا یہ کہ کلام جدید یہاں سے شروع ہوا ہے اور ماقبل سے کچھ تعلق نہیں ہے اور باقیوں نے نون اور آخر کے رفع سے
پڑھا ہے اور تقدیر اس کی ونحن نکفر ہے وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم ظاہر دینا یا پوشیدہ دینا صدقہ کا
ان سب خَبِيرٌ خبردار ہے اور جانتا ہے جس طرح سے کہ تم نے دیا ہے اور اسکے موافق کرنے کے تمکو جزا دے گا لَّيْسَ عَلَيْكَ نہیں
ہے اوپر تیرے واجب اے محمد صلعم هُدَاهُمْ راہ راست پر لانا اُن کافروں کا بلکہ تجھ پر تو یہی پہنچانا ہے ہمارے احکام کا اور بلانا
طرف حق کے ہے اور راہ راست پر لانا اُن کا کہ وہ صدقہ دے کر کسی پر منت نہ رکھیں اور کسی کو آزار نہ دیں اور ریا نہ کریں اور مال ناکارہ
صدقہ میں نہ دیویں یہ تیرے ذمہ نہیں ہے وَلَٰكِنَّ اللَّهَ اور لیکن خدا اپنے لطف اور توفیق سے يَهْدِي رہنمائی کرتا ہے ایمان کی
اور اعمال نیک کی طرف مَن يَشَاءُ جس کو چاہتا ہے یعنی جو کہ لائق توفیق کے ہے کہ وہ طالب ہدایت کا ہے اور حق کی دلیلوں میں
نظر کرتا ہے اسکو توفیق دیتا ہے نہ جو کہ وہ طرف دلیلوں روشن کو نظر نہیں کرتا ہے اور دیدہ و دانستہ انکار کرتا ہے وَمَا تُنفِقُوا
مِنْ خَيْرٍ اور جو کچھ خرچ کرتے ہو تم اے مومنین مال میں سے راہ خدا میں فَلِأَنفُسِكُمْ پس نفسوں تمہارے کے ہے کہ اس کا ثواب
اور فائدہ تمکو پہنچے گا پس کس واسطے خرچ کر کے منت رکھتے ہو اور مال ناکارہ صدقہ میں دیتے ہو اور خدا تمہارا محتاج نہیں ہے کہ تمہارے
دینے کا فائدہ کچھ اسکو ہوتا ہو اور ما تنفقوا بمعنی شرط ہے اور اسی واسطے اس کا نون محذوف ہو گیا ہے وَمَا تُنفِقُونَ اور نہیں خرچ
کرتے ہو تم اور کہتے ہیں کہ یہ نفی بمعنی نہی ہے یعنی اور نہ خرچ کرو تم إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ مگر واسطے طلب کرنے خوشنودی خدا کے
اور ابتغاء مفعول لہ واقع ہوا ہے یعنی تم جو واسطے راضی ہونے خدا کے دیتے ہو بس چاہیے کہ خالص نیت سے دو کہ خدا تم سے راضی
ہو وَمَا تُنفِقُوا اور جو کچھ خرچ کرو تم مِنْ خَيْرٍ مال میں سے اپنے اور وہ مال بہتر ہے تو يُوَفَّ إِلَيْكُمْ پورا دیا جائے گا طرف
تمہارے ثواب اس کا وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ اور تم نہ ظلم کیے جاؤ گے کہ ثواب تمہارے اعمال کا تمکو کم دیا جائے اور جو صدقہ کہ پاکیزہ
مال کا ہے وہ لِلْفُقَرَاءِ واسطے فقیروں محتاجوں کے ہے الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ جو لوگ کہ روکے گئے ہیں بیچ راہ
خدا کے یعنی جو کہ مشغول ہیں جہاد میں یا طاعت میں ہمیشہ کہ طاعت نے انکو معاش کے کسب کرنے سے باز رکھا ہے اور وہ ایسے ہیں کہ لَا
يَسْتَطِيعُونَ نہیں طاقت رکھتے ہیں وہ بسبب مشغول ہونے جہاد کے اور طاعتوں کے ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ چلنے بیچ زمین کے
واسطے تجارت اور کسب معاش کے اس واسطے کہ ان کو جہاد اور عبادت سے فرصت نہیں ہوتی ہے اور ضربًا یستطیعون کا مفعول ہے
اور یہ لوگ کہ جن کا یہ ذکر ہے مہاجرین میں سے تھے محتاج آدمی مثل عمارؓ اور مقدادؓ اور ابو ذرؓ اور ابن مسعود وغیرہ کے کہ مدینہ میں کوئی اپنا
گھر اور ملک نہیں رکھتے تھے کہ شب کو اس میں بسر کریں بلکہ شب کو ایوان مسجد میں پڑے رہتے تھے اور اسی واسطے انکو اصحاب صفہ کہتے ہیں اور صفہ
ایوان کو کہتے ہیں اور دن کو وہ لوگ جناب رسولخدا کی خدمت میں حاضر رہتے تھے نہ کچھ کسب کیا کرتے تھے اور نہ کسی سے سوال کرتے تھے اسواسطے

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ گمان کرتے تھے ان کو نادان اور بیخبر ان کے حال سے اَغْنِيَآءَ تونگر مِنَ التَّعَفُّفِ عفت اختیار کرنے سے کہ کسی سے
وہ سوال نہیں کرتے تھے اور حمزہ اور ابوجعفر اور عاصم اور ابن عامر نے یحسب کو بفتح سین پڑھا ہے اور باقیوں نے بکسر سین تَعْرِفُهُمْ پہچانتا ہے تو ان کو
اے محمد صلعم بِسِيمَاهُمْ ساتھ نشان اور علامت ان کی کے کہ رنگ ان کا زرد ہے اور بدن ان کا ناتوان ہے اور کمریں اُن کی خمیدہ ہو رہی
ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا نہیں سوال کرتے ہیں وہ آدمیوں سے گڑگڑا عاجزی سے اور مراد اس سے بالکل نہ
سوال کرنا ہے اور الحافاً قایم مقام حال کے ہے یعنی لایسئلون الناس ملحفین وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ اور جو کچھ خرچ کرتے ہو تم مال بہتر
اپنے میں سے اے مومنین اصحاب صفہ پر اور سوائے اُن کے اور مستحقوں پر تو فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ پس تحقیق خدا ساتھ اس کے عالم
ہے اور اسکو خوب جانتا ہے اور موافق اس کے تمکو خدا جزا دے گا اور جناب سولخدا نے فرمایا ہے کہ فقرا بادشاہ بہشتیوں کے ہونگے اور قیامت
کے روز آدمی مشتاق بہشت کے ہوں گے اور بہشت مشتاق فقرا کا ہوگا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ایکروز رسولخدا صفہ مسجد پر
گذرے اور ان لوگوں کی فقیری اور احتیاج ملاحظہ فرمائی اور بعد اس کے فرمایا ان سے کہ جو کوئی میری امت سے اس حال پر کہ جو حال تمہارا
ہے اور اس حال پر وہ خوش ہو توکل کو قیامت کے روز وہ میرے رفیقوں میں سے ہوگا اور منقول ہے کہ جس وقت فقیر اور تنگدست میدان
قیامت میں آئیں گے تو ملائکہ اُن سے کہیں گے کہ دنیا میں تمہارے پاس کچھ نہ تھا کہ آج اسکا حساب دو اور بعد اس کے بیحساب انکو بہشت
میں لیجائیں گے تونگروں سے پانسو برس پہلے اور شیعہ اور سنی کی دونوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ امیرالمومنینؑ کے پاس ایک مرتبہ چار درہم تھے
ایک درہم کو انھوں نے ان میں سے شب کو راہ خدا میں دیا اور ایک کو دن میں دیا اور ایک کو پوشیدہ دیا اور ایک کو ظاہر دیا اور جناب سولخدا
نے سنا تو فرمایا کہ اے علیؑ اس طرح سے تو نے تصدق کیوں کیا حضرت علیؑ نے عرض کی کہ یا رسولخدا جس تصدق سے کہ خدا راضی ہو وہ تصدق
ان چار صورتوں سے باہر نہیں ہے جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے علیؑ جو کچھ تو امید رکھتا ہے خدائے تعالے نے تجھکو عنایت فرمایا اور یہ آیت
شان میں علیؑ کے نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے کہ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ وہ لوگ کہ خرچ کرتے ہیں راہ خدا میں مستحقوں پر
أَمْوَالَهُمْ مالوں اپنے کو بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ بیچ رات کے اور دن کے سِرًّا وَعَلَانِيَةً پوشیدہ اور ظاہر فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ
پس واسطے ان کے اجر ان کا ہے اس صدقے کے عوض میں کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں عِنْدَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار انکے کے وَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ اور نہیں خوف ہے اوپر ان کے ثواب کے کم ہونیکا وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے اسکے سبب اور جناب سولخدا سے روایت کرتے
ہیں فرمایا کہ علیؑ نے چار درہم جو تصدق کئے ہیں اس تصدق کرنے میں سبقت لیگیا وہ چار ہزار درہم کے تصدق کرنے پر اور اب خدا تعالے
سود کا حال بیان کرتا ہے کہ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا اور جو لوگ کہ کھاتے ہیں سود کو لَا يَقُومُونَ نہ اُٹھیں گے وہ قیامت کے روز
اپنی قبروں سے إِلَّا كَمَا يَقُومُ مگر جیسے کہ اُٹھتا ہے الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ وہ شخص کہ دیوانہ کردے اسکو بھتنا مِنَ الْمَسِّ
چھونے سے اور گمان عرب کا یہ تھا کہ جس وقت جن آدمی کو چھوتا ہے تو عقل اسکی زائل ہو جاتی ہے اور دماغ میں اسکے خلل ہو جاتا ہے
اور وہ دیوانہ اور باؤلا ہو جاتا ہے حقتعالے نے اسی وجہ سے کہ مشہور تھا عرب میں اسکو بیان کیا ہے کہ سود کے کھانے والے قیامت کے روز
مثل دیوانوں کے اُٹھیں گے جیسے کہ کسی کو بھتنا لپٹتا ہے اور قیامت کے روز جو آدمی یہ عذاب اُن کا دیکھیں گے تو کہیں گے
کہ ذٰلِكَ یہ عذاب بِأَنَّهُمْ قَالُوا بسبب اسکے ہے کہ تحقیق کہا تھا انھوں نے دنیا میں کہ إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ
الرِّبَا سوائے اس کے نہیں ہے کہ بیع مانند سود کے ہے اور کہتے ہیں کہ عرب ایکدرم کو دو درہم سے فروخت کرتے تھے اور کہتے تھے
کہ یہ سود نہیں ہے بلکہ بیع ہے اور بیع اور سود میں فرق نہیں کرتے تھے اور خدا فرماتا ہے کہ وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ اور حال یہ ہے کہ حلال کیا ہے خدا نے بیع کو
وَحَرَّمَ الرِّبَا اور حرام کیا ہے سود کو فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ پس وہ شخص کہ آئے اسکو نصیحت پروردگار اس کی طرف سے

ع الربع ۵ ۲۷

یعنی سود کھانے کی ممانعت کا حکم آئے خدا کی طرف سے اور حضرت باقرؑ نے فرمایا ہے کہ مراد موعظہ سے توبہ ہے اگر جہالت سے کھائے اور پھر توبہ کرے
فَانْتَهٰی پس باز آئے وہ کہ سود کھانیکو چھوڑ دے فَلَهٗ مَا سَلَفَ پس واسطے اس کے ہی جو کچھ گذر گیا ہے لینا سود کا یعنی ممانعت سے پہلے جو سود
لیا ہے وہ معاف ہے وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ اور کام اس کا طرف خدا کے ہے کہ اسکو توفیق دے کہ سود لینے سے وہ محفوظ رہے اور ان آیتوں کے
مضمون کو دیکھ کر وہ خوف کرے اور پرہیز کرے سود لینے سے وَمَنْ عَادَ اور جو شخص کہ عود کرے اور پھر سود کھانے لگے حلال جان کر بعد ممانعت کے
تو فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ سود کو حلال جانکر یا خدا کے حکم کو خفیف جانکر پھر سود کے لینے والے اَصْحٰبُ النَّارِ صاحب دوزخ کے یعنی رہنے
والے دوزخ کے ہیں کہ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ بیچ اس دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اس واسطے کہ حلال جاننا سود کا یا خفیف جاننا
خدا کے حکم کا کفر ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عمداً سود کا لینے والا اس کو حلال جان کر اس آیت کے حکم میں ہے
اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سود کا لینا بعد نازل ہونے حکم ممانعت کے گناہ کبیرہ ہے اور ممانعت کا خفیف جاننے والا
داخل کفر میں ہے اور بعض عارفین کہتے ہیں کہ سود کا کھانے والا سب کبائر کے اختیار کرنے والوں سے بدتر حال ہے اس واسطے کہ ہر کسب
میں خدا پر توکل ہوتا ہے کسب کرنیوالوں کو تھوڑا ہو یا بہت مثل تاجر کے اور کسان اور ادرپیشہ والے کے کہ وہ روزی میں اپنی عقلوں کا بھروسا
نہیں کرتے ہیں اور پہلے کسب کرنے سے روزی ان کی متعین نہیں ہوتی ہے کہ کس قدر حاصل ہو گی اور سود کا کھانے والا اپنی روزی کو معین
کر لیتا ہے اور پروردگار پر اسکو توکل نہیں ہوتا ہے اس واسطے وہ قیامت کے روز اس طرح سے اُٹھے گا کہ جیسے کسی کو بھتنا لپٹتا ہے يَمْحَقُ
اللّٰهُ الرِّبٰوا گھٹاتا ہے خدا سود کو اور اسکے مال کو کم کرتا ہے کہ اسمیں برکت نہیں دیتا اور انجام کو اس مال میں خسارہ اور نقصان ہے وَ
يُرْبِي الصَّدَقٰتِ اور بڑھاتا ہے صدقوں کو کہ زیادہ کرتا ہے برکت دے کر اس مال کو کہ جس میں سے وہ صدقہ دیا جاتا ہے اور آخرت
میں اسکا عوض بہت زیادہ اور کثرت سے دے گا اگرچہ وہ صدقہ تھوڑا ہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہر شے کے واسطے ایک فرشتہ موکل ہے مگر صدقہ کہ اسکو خدائے تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور اس کی پرورش کرتا
ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے لڑکے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے روز اسکو دیکھیں گے تو وہ مثل کوہ احد کے ہو گا غرض یہ
ہے کہ ثواب راہ خدا میں دینے کا بہت کثرت سے ہو گا وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ اور خدا نہیں دوست رکھتا ہے كُلَّ كَفَّارٍ بہت ناشکری
کرنے والے کو کہ حرام کے حلال کرنے پر اصرار کرے کہ اَثِيْمٍ گناہ کرنے والا ہو کہ سود کے کھانے پر اور سوائے اس کے اور محرمات
کے اختیار کرنے پر حرص رکھتا ہو اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ قیامت کے روز پیٹ سود کھانے والوں کا سانپوں سے پُر ہو گا اور
پوست ان لوگوں کا ایسا پتلا اور ضعیف ہو گا کہ وہ سانپ ان کے پیٹ میں سے دیکھے جاتے ہوں گے اور اب خدا تعالیٰ مومنین
کے حق میں فرماتا ہے جو کہ سود کھانے سے پرہیز کرتے ہیں اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے خدا اور پیغمبر پر اور ہر
اس حکم پر کہ جو پیغمبر لایا ہے خدا کے یہاں سے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک موافق حکم خدا کے وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ اور قایم کیا ہے انھوں نے نماز کو یعنی ہمیشہ پڑھتے ہیں وہ اسکو مع شرائط اور ارکان کے وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ اور دیتے ہیں وہ
زکواۃ کو لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ واسطے ان کے اجر ہے ان کا نزدیک پروردگار ان کے کے قیامت کے روز وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
اور نہیں ہے خوف اوپر ان کے کسی طرح کا وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے ثواب کے نہ ملنے اور کم ہونے سے بلکہ پورا ثواب
ان کو ملے گا اور کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ ایام جاہلیت میں یعنی اسلام سے پہلے لوگوں سے معاملہ سود کا کرتا تھا اور قبیلہ بنی ثقیف پر اس کا
کچھ باقی رہ گیا تھا جب وہ مر گیا تو اس کے پسر خالد بن ولید نے جو سیف اللہ سینوں کا ہے اس سے سُودی روپیہ کا مطالبہ کیا خدا نے
منع کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لاتے ہو دل سے اتَّقُوا اللّٰهَ ڈرو تم عذاب خدا سے وَ

ذَرُوْا اور چھوڑ دو تم اور دستبردار ہو تم اُس سے کہ مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا جو کچھ باقی رہا ہے سود میں سے اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ
اگر ہو تم باور کرنے والے سود کے حرام ہونے کو اس واسطے کہ دلیل ایمان کی فرمانبرداری خدا کے حکم کی ہے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا پس اگر نہ کرو گے
تم یعنی اگر سود باقی رہے کو ترک نہ کرو گے تم تو فَاْذَنُوْا پس خبردار ہو جاؤ تم بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ساتھ لڑائی کے خدا سے اور
پیغمبر اس کے سے آپس میں ایک دوسرے کو خبر کرو تم اور یقین کرو تم اور عاصم اور حمزہ نے فاذنوا کو ہمزہ کی مد سے اور کسرہ ذال سے پڑھا ہے
یعنی جانو تم اور عالم ہو تم ساتھ لڑائی کے خدا سے اور پیغمبر اُس کے سے اور خدا سے لڑائی کرنے والا دوزخ میں جاتا ہے اور رسول صلعم
سے لڑائی کرنی یہ ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپر جہاد کریں اس سے معلوم ہوا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ سود کے کھانیکو حلال جانے تاکہ
نوبت کفر کی پہنچے پس اُس کے واسطے یہ عذاب ہے اور اگر سود کے کھانیکو حلال نہ جانے بلکہ اسکو حرام جانے تو یہ کفر نہیں ہے لیکن سود
کا کھانا ہی ایسا ہے کہ گویا خدا سے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑائی کرنی ہے اور انجام اس کا آتش جہنم ہے اگر توبہ نہ کریں پس
اس گناہ کی عظمت کے واسطے مجازاً ایسا بیان کیا ہے جیسا کہ بعضے کہتے ہیں اور حدیث یا علیؑ حربک حربی میں حرب کے معنی حقیقی مراد ہیں پس
یہ حرب البتہ کفر کی طرف منجر ہوتی ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ قیامت کے روز سود خوروں سے کہا جائے گا کہ خذ واسلاحکم محوب
من اللہ یعنی سنبھالو تم ہتھیار اپنے خدا سے لڑنے کے واسطے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک درہم سود کا لینا نزدیک
خدا کے زیادہ سخت ہے ستر زنا سے اور دوسری روایت میں ان حضرت کے یہ ہے کہ وہ زنا اپنی خالہ یا پھوپھی سے ہو اور بیت اللہ میں
واقع ہو اور تیسری روایت میں انہیں حضرت سے یہ ہے کہ سود کے ستر ٹکڑے ہیں اور کمتر اس کا یہ ہے کہ اپنی ماں سے خانہ خدا میں زنا
کریں اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب رسولخدا صلعم نے لعنت کی ہے سود کو اور اسکے کھانے والے کو اور اس کے خرید
اور فروخت کرنے والیکو اور اس کے تمسک کے لکھنے والے کو اور اسپر گواہی کرنے والے کو وَاِنْ تُبْتُمْ اور اگر توبہ کرو تم سود کے لینے
سے اور اس کے حلال جاننے کے اعتقاد سے تو فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ پس واسطے تمہارے اصل مال تمہارے ہیں بدون سود کے
کہ لَا تَظْلِمُوْنَ نہ ظلم کرو تم کہ مقروض سے اصل مال سے کچھ زیادہ طلب کرو تم وَلَا تُظْلَمُوْنَ اور نہ ظلم کئے جاؤ تم کہ تم پر کوئی
ظلم کرے یہاں تک کہ اصل مال سے بھی کم تمکو دیوے اور کہتے ہیں کہ مسلمان بعد نازل ہونے اس آیت کے اپنے اصل مال کے لینے پر راضی
ہو گئے اور جو کچھ اصل مال اُن کا لوگوں پر آتا تھا اس کو اُنھوں نے وصول کر لیا لیکن جو لوگ کہ تنگدست تھے اُنھوں نے کہا کہ ہمکو چند روز کی
مہلت دے کہ ہمارا غلہ زراعت کا طیار ہو جاوے اُس وقت ہم تمہارا قرض ادا کریں گے اور قرض خواہوں نے طلب کرنے میں جلدی کی اللہ تعالے
نے یہ آیت نازل کی اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ اور اگر ہووے وہ قرضدار صاحب تنگی کا کہ تہی دست ہو تو فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ
پس انتظار کرنا ہے طرف آسانی کے یعنی اس کو مہلت دینی چاہیے یہاں تک کہ اس کو میسر ہو کہ اس وقت وہ تمہارا قرض
ادا کرے اور یہ کَانَ کہتے ہیں کہ تامہ ہے یعنی وان رفع ذو عسرۃ اور ابو جعفر نے عسرۃ کو بضم سین پڑھا ہے اور باقیوں نے
بسکون سین پڑھا ہے اور زید ابن یعقوب نے میسرہ کو بضم سین پڑھا ہے مضاف طرف ہا کی وَاَنْ تَصَدَّقُوْا
اور اگر صدقہ کرو تم قرضدار پر اپنے اس مال کو کہ اسکو بخشدو اور بری الذمہ اپنے مال سے اسکو کردو تم تو خَيْرٌ لَّكُمْ بہتر ہے واسطے
تمہارے یعنی ثواب اسکا بہتر ہے مہلت دینے سے اور زیادہ ہے اس واسطے کہ دونو کا ثواب تمہارے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو تم کہ جانتے ہو تم اس کے ذکر نیک اور ثواب کثیر کو اور عاصم نے تصدقوا کو بتخفیف صاد پڑھا ہے اور
باقیوں نے بتشدید صاد وَاتَّقُوْا يَوْمًا اور ڈرو تم عذاب اس روز کے سے کہ تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ رجوع کرو گے تم بیچ
اس کے طرف خدا کے اور پھر وگے اس کے حکم کی طرف واسطے جزائے اعمال کے ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ پھر پورا دیا جائے گا ہر نفس

مَا كْسَبَتْ جو کچھ کہ کسب کیا ہے اسنے اور اعمال نیک یا بد کئے ہیں اور اس کی جزا اسکو پوری ملے گی وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور وہ نہ
ظلم کئے جائیں گے کہ ثواب میں ان کے کمی کیجائے اور یا یہ کہ عذاب میں ان کے زیادتی کی جائے ایسا نہ ہوگا اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ اے آدمیو چاہیئے کہ پہنچا دے حاضر تم میں سے غائب کو کہ جو
شخص مہلت دیوے تنگدست مقروض کو تو ہووے گا واسطے اُس کے ہر دن خدا پر صدقہ مثل مال اس کے کے یہاں تک کہ وصول کرے
وہ مال اپنا اور کہتے ہیں کہ یہ آیت واتقوا یوما ترجعون فیہ سب آیتوں کے بعد نازل ہوئی ہے اور بعد اس کے کوئی آیت رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل نہیں ہوئی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو إِذَا تَدَايَنْتُمْ جس وقت معاملہ
کرو تم آپسمیں بِدَيْنٍ ساتھ قرض کے خواہ کسی کو قرض دو یا خرید اور فروخت کسی کے ذمہ پھر رہ جائے إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ایک
مدت نام رکھے گئے تک یعنی ایک مدت کے وعدے پر کسیکو کچھ دو یا کسی سے کچھ لو تو فَاكْتُبُوهُ پس لکھو تم اس معاملہ کو ایک کاغذ پر کہ کتنے
روپیے لئے ہیں اور کب تک دیتے ہوں گے اور نام دینے والے اور لینے والے کا اس میں درج ہو تاکہ وقت حاجت کے اس کے طرف
رجوع کرو اور یہ امر سنت ہے واجب نہیں ہے اور خدائے تعالے نے تمہاری آسانی اور دفع نزاع کے لئے بیان کر دیا ہے وَلْيَكْتُب
اور چاہیے کہ لکھے اس تمسک کو قرض کے بَيْنَكُمْ درمیان تمہارے كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ایک لکھنے والا ساتھ انصاف کے کہ کم یا زیادہ
نہ کر دیوے مال کو اور مدت وعدہ کو وَلَا يَأْبَ اور چاہیے کہ انکار نہ کرے كَاتِبٌ کوئی لکھنے والا أَن يَكْتُبَ اس سے کہ لکھے وہ یعنی
لکھنے سے اس کاغذ کے انکار نہ کرے بلکہ چاہیے کہ لکھے كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ جیسے کہ سکھلایا ہے اس کو خدا نے یعنی جیسے کہ حکم شرع ہے اس کے موافق
لکھے فَلْيَكْتُبْ پس چاہیے کہ لکھے یا مطلب کو کہے وَلْيُمْلِلِ اور چاہیے کہ لکھے الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وہ شخص کہ اوپر اس کے حق ہے کہ وہ
مقروض ہے اس مال کا وہ لکھے یعنی اگر قرضدار لکھنا جانتا ہے تو وہ اپنی طرف سے اپنے اقرار سے لکھے اور اگر وہ لکھنا نہیں جانتا ہے یا یہ
کہ جانتا ہے اور لکھتا نہیں تو دوسرے شخص کاتب کے سامنے اقرار کرے کہ وہ اس کی طرف سے لکھے وَلْيَتَّقِ اللَّهَ
رَبَّهُ اور چاہیے کہ ڈرے وہ لکھنے والا خدا سے کہ پروردگار اس کا ہے وَلَا يَبْخَسْ اور نہ کم کرے وقت لکھنے کے
مِنْهُ اس حق میں سے کہ اس کے ذمہ ہے شَيْئًا کسی چیز کو بلکہ جو کچھ ہے وہ تمام اور پورا لکھے فَإِن كَانَ الَّذِي
پس اگر ہووے وہ شخص کہ عَلَيْهِ الْحَقُّ اوپر اس کے حق ہے سَفِيهًا بے عقل ہرچند کہ بالغ ہو گیا ہو اور مال کو غرض صحیح میں خرچ
نہیں کرتا ہے اور فائدہ اور نقصان کو کچھ نہیں سمجھتا ہے أَوْ ضَعِيفًا یا ضعیف اور ناتوان ہو گیا ہو مثل بوڑھے آدمی اور لڑکے کے
أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ یا نہ طاقت رکھتا ہو یہ کہ لکھے وہ بسبب مشغول ہونے معاش کے یا دوسرے کام ضروری کے تو اس
صورت میں فَلْيُمْلِلْ پس چاہیے کہ لکھے حق کو وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ والی اس کا ساتھ انصاف کے یا مطلب کہے وہ والی کہ جس میں
کسی طرح کی کمی اور زیادتی نہ ہو اور ولی ایسے آدمیوں کا باپ ہوتا ہے یا دادا ہوتا ہے وَاسْتَشْهِدُوا اور گواہ
پکڑو تم اپنے معاملہ پر شَهِيدَيْنِ دو گواہ یعنی سنت ہے اور بہتر ہے کہ اپنے معاملہ میں تم دو گواہ مقرر کرو مِن رِّجَالِكُمْ
مردوں اپنے سے کہ وہ مومن مرد ہوں فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ پس اگر نہ ہوئیں وہ دو گواہ مرد فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ
پس ایک مرد اور دو عورتیں ہوں اور فرجل وامرتان کی تقدیر فلیکن رجل وامراتان ہے یعنی پس چاہیئے کہ ہوئے ایک مرد اور دو
عورتیں کہ ان کو گواہ مقرر کرو مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ اور شخصوں میں سے کہ پسند کرو تم اور راضی ہو تم ان گواہوں سے یعنی
گواہان عادل مقرر کرو اور دو عورتیں اس واسطے مقرر کی ہیں کہ أَن تَضِلَّ اگر بھول جائے إِحْدَاهُمَا ایک ان دونوں میں کی اس
معاملہ کو کہ جس پر وہ گواہ ہوئی تھی تو فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ پس یاد دلائے ایک ان دونوں میں کی دوسری کو اس

معاملہ کو یعنی اگر ایک ان دونوں میں سے اس معاملہ کو بھول جائے تو دوسری اسکو یاد دلائے اور اس لئے فرمایا ہے کہ بسبب ضعف عقل کے عورت پر غلبہ نسیان کا ہوتا ہے کہ شاید بھول جائے اس واسطے دوسری مقرر ہوئی کہ اگر ایک فراموش کرے تو دوسری اسکو یاد دلائے اور حمزہ نے ان تضل کی ہمزہ کو مکسور پڑھا ہے اور باقیوں نے مفتوح اور ابن کثیر اور ابو عمرو اور قتیبہ نے فتذکر کو تخفیف سے پڑھا ہے اور منصوب اور حمزہ نے مشدد پڑھا ہے اور مرفوع اور باقیوں نے مشدد اور منصوب پڑھا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ اور نہ انکار کریں گواہ گواہی کے قبول کرنے کو اِذَا مَا دُعُوْا جس وقت بلائے جائیں وہ واسطے گواہ ہونے کے کہ یہ فرض کفای ہے وَلَا تَسْأَمُوْا اور نہ سستی کرو تم لکھنے میں اور نہ اظہار ملال کرو تم اَنْ تَكْتُبُوْهُ اس سے کہ لکھو تم اسکو صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا چھوٹا ہو یا بڑا ہو یعنی وہ مطلب تھوڑا ہو یا بہت ہو اسکو لکھنا چاہئے اور اسکے لکھنے میں کاہلی نہ کرنی چاہئے اِلٰٓى اَجَلِهٖ طرف مدت اسکی کے یعنی جو مدت کہ واسطے اسکے مقرر ہوئی ہے اس مدت تک لکھو اور کم یا زیادہ اس میں نہ کرو ذٰلِكُمْ یہ تحریر تمہاری تمسک کی اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ بہت راست اور درست ہے نزدیک خدا کے وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ اور ثابت اور قائم رہنے واسطے گواہی دینے کے ہو اسطے کہ تمسک یاد دلا دیتا ہے گواہ کو اگر وہ بھول گیا ہو اس مطلب کو کہ جسپر گواہ ہوا ہے کہ وہ جسوقت تمسک کو دیکھیگا تو اسی وقت اسکو یاد آ جائے گا کہ ہاں میں اسپر گواہ ہوا ہوں وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اور نزدیک تر اسکے ہے کہ نہ شک کرو گے تم اگر اس تمسک کو دیکھو گے پس تمسک کے لکھنے کو ترک مت کرو اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً مگر یہ کہ ہووے وہ معاملہ خرید و فروخت حاضر یعنی ہاتھوں ہاتھ اور روبرو دونوں معاملہ کرنے والوں کے اور عاصم نے تجارۃ حاضرۃ کو منصوب پڑھا ہے کان کی خبر مقرر کر کے اور باقیوں نے مرفوع پڑھا ہے کان کو تامہ ٹھیرا کر پس وہ تجارت حاضر ہو کہ تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ پھراتے ہو تم اس کو درمیان اپنے کہ دست بدست ایک شخص ایک چیز کو لیتا ہے اور دوسری چیز اس کے عوض میں اسیوقت دیتا ہے اور وہ دوسرا اسکو لیتا ہے اور ابھی دیا اور وعدہ آیندہ کو دینے کا نہیں ہوتا ہے بلکہ ایک چیز خرید کر کے لیتے ہیں اور قیمت اسکی اسی وقت دیدیتے ہیں تو اس صورت میں فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ پس نہیں ہے اوپر تمہارے کوئی گناہ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا یہ کہ نہ لکھو تم اس کو کہ اسمیں کوئی صورت نزاع کی نہیں ہے کہ یہ معاملہ نقد ہے وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ اور گواہ مقرر کرو تم جس وقت خرید اور فروخت کرو تم آپس میں نقد اور دست بدست اس واسطے کہ اگر گواہ اسپر کوئی نہو تو ہو سکتا ہے کہ بائع یا مشتری اس معاملہ کا انکار کرے اور یا یہ کہ قیمت کی اور خرید کی ہوئی چیز کی کمی یا زیادتی میں جھگڑا ہو اور یہ امر بھی واجب نہیں ہے بلکہ مباح ہے اور دفع نزاع کے واسطے خدا نے ارشاد کیا ہے وَلَا يُضَآرَّ اور چاہئے کہ نہ ضرر پہنچایا جائے اور نہ رنج دیا جائے كَاتِبٌ لکھنے والا تمسک کا کہ زبردستی اسپر جبر کر کے اسے کاغذ لکھوائیں وَّلَا شَهِيْدٌ اور نہ گواہ یعنی اور نہ گواہ ضرر اور رنج دیا جائے کہ اسکو زبردستی گواہ مقرر کریں اگر وہ کچھ عذر رکھتا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یضار معروف کا صیغہ ہو اور اصل میں یہ یضارر بکسر رائے اولیٰ ہو اور معنی اس کے اس صورتمیں یہ ہوں گے کہ اور نہ ضرر پہنچائے لکھنے والا بائع کو یا مشتری کو اس طرح سے کہ کاغذ کو درست اور صحیح نہ لکھے اور اسکی عبارت میں خیانت کرے اور گواہ بھی ضرر نہ پہنچائے کہ گواہی کے ادا کرنے سے انکار کرے اور یا یہ کہ درست گواہی نہ دیوے اور ابو جعفر نے یضار کو مشدد اور بہ تسکین را پڑھا ہے اور باقیوں نے بتشدید اور نصب را پڑھا ہے وَاِنْ تَفْعَلُوْا اور اگر کرو تم اے معاملہ کرنیوالو اس امر کو کہ جس کے کرنے سے تمکو ممانعت ہے جیسے کہ ضرر پہنچانا کاتب کا اور گواہ کا اور سوا اس کے منہیات میں سے تو فَاِنَّهٗ پس تحقیق وہ کرنا فُسُوْقٌۢ بِكُمْ بدکاری ہے کہ لاحق ہوئی ہے ساتھ تمہارے اور باہر ہو جانا ہے حکم خدا سے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے کہ اس کے حکم کے برخلاف مت کرو امور دین اور دنیا میں وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ اور سکھلاتا ہے تمکو خدا احکام دین اور دنیا تمہاری کو وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور خدا ساتھ ہر چیز کے عالم ہے اور جاننے والا ہے اور اب دوسرا حکم قرض کا خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ اور اگر ہو تم اوپر سفر کے

یعنی جس وقت تم سفر میں ہو وَلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا اور نہ پاؤ تم کسی لکھنے والے کو کہ تمہارے معاملہ کا وہ کاغذ لکھے یا دوات اور قلم اور کاغذ میسر نہو
فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ پس کوئی چیز گرو قبضہ کی گئی ہو اور ابو عمر نے رہان کو رہن پڑھا ہے اور وہ خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی فالوثیقہ رہان
مقبوضہ اور رہان جمع رہن کی ہے یعنی کوئی چیز قرض لینے والے کی لیکر اپنے قبضہ میں لاؤ اور اسکو رکھ لو عوض میں قرض کے اور قبضہ
کرنا گرو کا اکثر علماء کے نزدیک بطریق جواز کے ہے اس صورت میں اگر رہن کو قبضہ نہ کرے تو بھی ہو سکتا ہے فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ
بَعْضًا پس اگر امین جانے بعض تمہارا بعض کو یعنی قرض دینے والا قرض لینے والے کو معتبر جانے بہ سبب حسن ظن کے اور یا یہ کہ معاملہ میں
اسکو ہمیشہ درست پایا ہے اور اسکو معتبر جان کر اسکو قرض دیوے بدون اسکے کہ کوئی چیز اس کے عوض میں اپنے قرض کی گرو کرے تو فَلْيُؤَدِّ
الَّذِي اؤْتُمِنَ پس چاہیے کہ ادا کرے وہ شخص کہ امین اور معتبر جانا گیا ہے یعنی قرض لینے والا ادا کرے اَمَانَتَهٗ امانت اس قرض دینے
والیکو یعنی قرض دینے والیکا کہ وہ امانت قرض دینے والی کی قرض لینے والے کے پاس ہے چاہیے کہ قرض لینے والا اسکو ادا کرے اور اس کے حق
کا انکار نہ کرے کہ اس نے احسان اپنا اسپر کیا تھا اور ایک ضرورت میں اسکو دیا تھا وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ اور چاہیے کہ وہ ڈرے خدا سے کہ
رَبَّهٗ پروردگار اس کا ہے اور امانت میں خیانت نہ کرے اور اب خدائے تعالیٰ گواہی کے پوشیدہ کرنیکو منع کرتا ہے اور فرماتا ہے
کہ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ اور نہ پوشیدہ کرو تم گواہی کو اے گواہو وَمَنْ يَّكْتُمْهَا اور جو کوئی کہ پوشیدہ کرے اسکو تو فَاِنَّهٗ
اٰثِمٌ قَلْبُهٗ پس تحقیق گناہ کرنے والا ہے دل اس کا اور خدائے تعالیٰ نے دلکو گنہگار فرمایا ہے اس واسطے کہ ارادہ ہر چیز کے کرنیکا دل سے
ہوتا ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم ظاہر کرنا گواہی کا یا پوشیدہ کرنا اس کا عَلِيْمٌ عالم ہے اور جاننے والا ہے ع ۳۹ ۲
کہ موافق اس کے تمکو جزا اور سزا دے گا اور گواہی کا ادا کرنا حاکم کے روبرو واجب کفائی ہے اور وہ حاکم شرع کے روبرو نہ حاکم ظالم کے
روبرو لِلّٰهِ خاص واسطے خدا کے ہے اور ملک اور مخلوق اسکی ہے مَا فِي السَّمٰوٰتِ جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے مثل ملک اور ستاروں کے
وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے مثل حیوانات اور درختوں اور پہاڑ وغیرہ کے پس جو کچھ کہ تم کو حکم کرتا ہے وہ تمہارے
فائدہ کی اور تمہاری مصلحت کے واسطے ہے خدا کو کچھ احتیاج کسی چیز کی نہیں ہے وَاِنْ تُبْدُوْا اور اگر ظاہر کرو تم مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ
اس چیز کو کہ بیچ نفسوں تمہارے کے ہے نیک ارادہ یا بد ارادہ اَوْ تُخْفُوْهُ یا پوشیدہ کرو تم اسکو يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ حساب
کرے گا تمہارا ساتھ اس کے خدا اور تمکو موافق اس کے جزا دے گا اور کہتے ہیں کہ اعمال بندے کے اس کے پیش کرے گا زبان سے کہنے کو
اور سب اعضا کے اعمال کو اور نیک اور بد کے قصد کرنیکو فَيَغْفِرُ پس بخشے گا لِمَنْ يَّشَآءُ واسطے جس شخص کے کہ چاہے وَيُعَذِّبُ
مَنْ يَّشَآءُ اور عذاب کرے گا جسکو کہ چاہے اور عاصم اور ابن عامر اور ابو جعفر اور یعقوب نے یغفر اور یعذب کو مرفوع پڑھا ہے اور
پہلے کلام سے اسکو قطع کر دیا ہے اور فعل کو خبر مبتدائے محذوف کی ٹھیرایا ہے اور باقیوں نے اسکو مجزوم پڑھا ہے باعتبار عطف کے
جزا شرط کی مقرر کر کے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ اور خدا اوپر ہر چیز کے خواہ بخشش ہو خواہ عذاب کرنا قَدِيْرٌ قدرت رکھنے والا ہے
چاہے بخشے چاہے عذاب کرے لیکن احادیث میں وارد ہوا ہے کہ خدائے تعالیٰ بعضی چیزوں پر مواخذہ نہ کرے گا جیسے کہ دل میں وسوسے گذرتے
ہیں کہ ان سے بچنا بہت مشکل ہے اور خطا اور نسیان سے اگر کوئی امر صادر ہوتا ہے تو اسپر بھی مواخذہ نہ کرے گا اور جس چیز کا علم نہیں
رکھتے ہیں اور جسکی طاقت نہیں رکھتے ہیں جس کام کرنے کی طرف مضطر اور ناچار ہوں اور بے بس ہوں اور جسدم اور جبتک کہ ظاہر نہووے
ان چیزوں سے مواخذہ نہو گا اور مواخذہ اس سے ہو گا کہ جس کا اعتقاد رکھتا ہے یا اپنے ارادہ اور اختیار سے کوئی امر کرتا ہے اور اگر کوئی
فعل بد دل میں گذرے اور ارادہ اس کے کرنے کا ہو لیکن جبتک کہ اسکو نہ کرے گا تو مواخذہ اس کا اس سے نہو گا اور اگر نیک کام دل میں گذرے
اور ارادہ اس کے کرنے کا ہو اور اسکو نہ کرے تو ثواب اسکا تو بھی پاوے گا۔ اور منقول ہے کہ قیامت کے روز بندہ کو حاضر کریں نامہ اعمال کو اسکے ہاتھ

میں دبویں وہ اسکو کھولے تو اسکے اول ہی میں حج مقبول دیکھے ایک ساعت اسمیں تامل کرے اور بعد اسکے کہے کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ دنیا کے
بیچ کوئی حج نہیں کیا ہے۔ حق تعالیٰ فرمائے گا اگرچہ تو نے کوئی حج نہیں کیا ہے لیکن فلانے روز تو نے حاجیوں کا قافلہ دیکھا تو چشم پر آب ہوا تو اور کہتا تھا
کہ کاش مجھ کو طاقت ہوتی حج کرنے کی تو میں بھی ہمراہ ان کے جاتا میں نے تیری نیت کی راستی اور درستی کو جان کر حج مقبول تیرے واسطے لکھا اور اب خدائے
تعالیٰ امت مرحومہ کی تعریف میں اور انکی تکلیف کی سبکساری میں بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ ایمان لایا اور اعتقاد کیا پیغمبر نے یعنی
محمد نے بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے طرف اسکے مِنْ رَّبِّهٖ پروردگار اسکے کی طرف سے اور وہ آیتیں قرآنی اور احکام شرع کے ہیں اور یہ گواہی ہے
خدا کی طرف سے رسول کے ایمان کی صحت پر اور ایسے ہی وَالْمُؤْمِنُوْنَ یعنی اور مومنین ایمان لائے ہیں اور اعتقاد کیا ہے انھوں نے
جو مومنین کہ امت محمد صلعم کی ہیں كُلٌّ یہ اصل میں کلہم ہے اور مضاف الیہ اسکا محذوف ہے اور تنوین کل کی قایم مقام اسکے ہے اور ضمیر ہم
کی رسول کی اور مومنین کی سب کی طرف پھرتی ہے یعنی کل ان کے اٰمَنَ بِاللّٰهِ ایمان لائے ساتھ خدا کے اور وہ واحد ہے وَ
مَلٰٓئِكَتِهٖ اور ساتھ فرشتوں اسکے کے کہ وہ معصوم اور مقرب درگاہ الٰہی کے ہیں وَكُتُبِهٖ اور ساتھ کتابوں اسکی کے ایمان لائے
کہ وہ حق ہیں اور خدا کی بھیجی ہوئی ہیں وَرُسُلِهٖ اور ساتھ پیغمبروں اسکے کے ایمان لائے کہ ہر ایک ان میں سے معصوم اور بھیجا ہوا خدا کا ہے
بخلاف اہل کتاب کے کہ بعضے پیغمبروں پر اور بعضی کتابوں پر وہ ایمان لاتے ہیں اور بعضے پر ایمان نہیں لاتے اور بعضے پیغمبروں کو خدا کا بیٹا کہتے
ہیں اور سب مومنین متفق الکلمہ ہو کر کہتے ہیں کہ لَا نُفَرِّقُ نہیں فرق کرتے ہیں ہم اور جدائی نہیں ڈالتے ہیں ہم ایمان لانے میں بَيْنَ اَحَدٍ
درمیان کسی کے مِّنْ رُّسُلِهٖ پیغمبروں اس کے سے اسطرح سے کہ بعضے کو سچا جانیں اور بعضے کو جھوٹا جانیں یہ اعتقاد ہمارا نہیں ہے بلکہ سب
پیغمبروں پر ہم ایمان لائے ہیں وَقَالُوْا اور کہا ان سب مومنین نے کہ سَمِعْنَا سنا ہم نے یعنی قبول کیا ہم نے حکم خدا کو وَاَطَعْنَا اور فرمانبرداری
کی ہم نے یعنی خدا کا فرمانا مانا ہم نے غُفْرَانَكَ بخشش مانگتے ہیں ہم تجھ سے رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ اور طرف حکم
تیرے کے پھرنا ہے واسطے جزائے اعمال کے اور غفرانک مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی اللهم اغفر لنا غفرانک ہے اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم فرماتے ہیں کہ میں جس وقت شب معراج کو سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا تو دیکھا میں نے کہ ایک
پتا اس کا ایک گروہ کو سایہ کرتا ہے اور میں اپنے پروردگار سے مثل قاب قوسین کے تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے اپنے پروردگار کو دل کی آنکھ سے دیکھا نہ سر کی آنکھ سے اور مجھکو میرے پروردگار نے آواز دی کہ
آمن الرسول بما انزل الیه من ربه میں نے کہا کہ میں اسکو قبول کرتا ہوں اپنی طرف سے اور اپنی امت کی طرف سے پھر آواز آئی کہ والمومنون کل
امن باللہ وملائکته وکتبه ورسله لانفرق بین احد من رسله اس وقت میں نے کہا کہ سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر اور
اسوقت فرمایا خدا نے کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نہیں تکلیف دیتا ہے خدا نَفْسًا کسی نفس کو اِلَّا وُسْعَهَا مگر موافق طاقت اور گنجائش اسکی
کے بلکہ طاقت سے کم تکلیف دی ہے کہ شب و روز میں سوائے سترہ رکعت نماز کے اور تمام سال میں سوائے ایک مہینے ماہ رمضان کے روزے
واجب نہ کئے اور حال یہ ہے کہ اس سے زیادہ کی طاقت رکھتے ہیں لَهَا مَا كَسَبَتْ واسطے اس نفس کے ہے جو کچھ کسب کیا ہے اسنے نیکیوں
میں سے یعنی جو نیکیاں کہ کسی نے کی ہیں ان کا فائدہ اسی کے واسطے ہے وَعَلَيْهَا اور اوپر اسی نفس کے یعنی اسی کے ضرر کے واسطے ہے مَا
اكْتَسَبَتْ جو کچھ کہ کسب کیا ہے اس نفس نے برائیوں میں سے یعنی اگر اس نے گناہ کئے ہیں تو ان کا ضرر اسی کے واسطے ہے اور خیر
کے واسطے کسب فرمایا اور شر کے واسطے اکتساب اس واسطے کہ اکتساب بہت سعی اور اضطراب سے اور ارادہ اور اختیار سے کسب کرنے کو کہتے
ہیں اور شر کی طرف نفس کی رغبت بہت ہوتی ہے بخلاف خیر کے اور رسول خدا فرماتے ہیں کہ بعد اسکے میں نے کہا کہ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ
اے پروردگار ہمارے نہ مواخذہ کر تو ہم سے اور منقول ہے دوسری روایت میں کہ جس وقت رسول خدا نے شب معراج یہ کلمات اپنے پروردگار سے کہے

توخدا نے الہام کرکے یہ کلمات امت کی زبان پر جاری کیے کہ ربنا لا تواخذنا یعنی اے پروردگار ہمارے نہ مواخذہ کر تو ہم سے یعنی ہمکو عذاب
میں مت گرفتار کر تو اِنْ نَّسِيْنَآ اگر فراموش کیا ہے ہمنے اور کسی طاعتکو ہم بھول گئے ہیں اَوْ اَخْطَاْنَا یا خطا کی ہے ہمنے کہ بقصد کوئی فعل بد
ہم سے صادر ہوا ہے اور یہ کلام بر سبیل خشوع اور خضوع کے اور عاجزی اور انکساری کے اعتبار سے ہے ورنہ بندہ مومن ان دونوں
میں عذاب سے بخوف ہے اور خدا نے یہ سنکر فرمایا کہ نہ مواخذہ کروں گا میں اور فرماتے ہیں حضرت کہ پھر میں نے کہا کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے
وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اور نہ بار کر تو اوپر ہمارے اِصْرًا بوجھ بھاری کو یعنی تکلیف امور شاقہ کی ہکومت دے کہ جس کو نہایت محنت اور مشقت
سے کرنا ہو پس ایسا بوجھ تو ہم پر مت رکھ كَمَا حَمَلْتَهٗ جیسا کہ رکھا ہے تو نے اس بوجھ کو عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا اوپر ان لوگوں کے
کہ پہلے ہم سے تھے اور بڑی تکلیفیں شاقہ ان کو تو نے دی تہیں مثل یہود اور نصاریٰ کے کہ رات دن میں یہودیوں پر پچاس نمازیں
فرض تہیں اور زکواۃ اپر چہارم حصہ مال کا تھا اور انکا کپڑا نجس ہوتا تو دھونیکا حکم نتھا بلکہ اپر واجب تھا کہ جسقدر کپڑا نجس ہے اس قدر کتر کر
پھینکدیویں اور نماز انکی سوائے مسجد کے دوسری جگہ درست نتھی اور اگر پانی نہ ملتا تو انکو تیمم جائز نہ تھا اور جسوقت گناہ کرتے تو علامت گناہ کی ان کے
چہرہ پر ظاہر ہوتی تھی اور اگر گھر میں کوئی گناہ کرتے تو دروازہ پر مرقوم ہوجاتا تھا کہ فلانا فلانے کام میں مشغول ہوا یہ سب تکلیفیں برکت سے جناب رسولخدا
کی امت مرحومہ سے اُٹھائی گئیں اور یہ دعا بھی اس آیت میں بر سبیل خشوع اور خضوع ہے اسواسطے کہ خدا تعالےٰ کسی پر بوجھ بھاری نہیں
رکھتا ہے اور یہ دعا حضرت نے کی تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تیری امت پر بوجھ بھاری نہ رکھوں گا اور حضرت نے فرمایا کہ پھر کہا میں نے کہ
رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے وَلَا تُحَمِّلْنَا اور نہ اُٹھوا تو ہم سے مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ اس چیز کو کہ نہیں ہے طاقت واسطے ہمارے ساتھ
اُٹھانے اسکے کہ یہ دعا بھی بر سبیل خشوع اور خضوع ہے اس واسطے کہ اگرچہ ہم یہ دعا نہ کریں لیکن خدائے تعالےٰ ہمکو تکلیف مالا یطاق
نہیں فرماتا ہے وَاعْفُ عَنَّا اور معاف کر تو ہم سے وَاغْفِرْ لَنَا اور بخش تو واسطے ہمارے گناہوں ہمارے کو اور پوشیدہ کر تو ہمارے
عیبوں کو اور ان کا مواخذہ کرکے ہمکو رسوا مت کر وَارْحَمْنَا اور رحم کر تو ہم پر کہ ہماری طاعت کو قبول کر تو کہ اَنْتَ مَوْلٰىنَا تو ہی ہے آقا
ہمارا اور کارساز اور مدد کرنے والا فَانْصُرْنَا پس نصرت دے تو ہمکو عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اوپر قوم کافروں کے کہ ہمکو تو اپر غالب کر ع ۴۰
جنگ میں بھی اور دلیل و حجت میں بھی اور منقول ہے کہ رسول خدا یہ دعا کرتے تھے شب معراج کو ملائکہ آمین کہتے تھے اور خدائے تعالےٰ قبول کرتا
تھا اور اسی واسطے سنت ہے کہ ان دو آیتوں کو بہت پڑھے اور رسولخدا صلعم سے روایت ہے کہ یہ دو آیتیں بہشت کے خزانوں میں سے ہیں
اور خدائے تعالےٰ نے اپنے دست قدرت سے ان کو لکھا ہے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے اور جو کوئی اسکو بعد
نماز عشا کے پڑھے تو ایسا ہو کہ گویا تمام شب وہ بیدار رہا ہے عبادت خدا میں اور فرمایا ہے حضرت نے کہ جو کوئی ان دو آیتوں کو پڑھے تمام
مقصود اس کے دنیا اور آخرت کے بر آئیں اور شیطان اس کے گرد نہ پھرے اور فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ فرمایا ہے مجھ سے
خدا تعالےٰ نے کہ دیا میںنے تجھکو اور تیری امت کو ایک خزانہ عرش کے خزانوں میں سے کہ وہ سورہ فاتحہ اور خاتمہ سورہ بقر کا ہے اور ابن عباس
سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ جس وقت بندہ ان دونوں آیتوں کو پڑھتا ہے اور جس وقت اس مقام پر پہنچے کہ غفرانک ربنا
تو خدائے تعالےٰ فرمائے کہ بخشا میں نے تجھکو اور جسوقت کہے کہ ربنا لا تواخذنا تو خدائے تعالےٰ فرمائے کہ تجھ سے میں مواخذہ نہ کروں گا
اور جس وقت کہے کہ ولا تحمل علینا تو خدا تعالےٰ فرمائے کہ ایسی تکلیف تجھ کو میں نہ دوں گا کہ جس کی طاقت تجھ کو نہو اور جس وقت بندہ مومن
کہے کہ واعف عنا تو خدائے تعالےٰ فرمائے کہ معاف کیا میں نے تجھ سے اور جس وقت کہے کہ واغفر لنا تو خدائے تعالےٰ فرمائے کہ میں نے تجکو بخشا
اور جس وقت کہے کہ وارحمنا تو خدا تعالےٰ فرمائے کہ رحم کیا میںنے تجھ پر اور جس وقت کہے فانصرنا علی القوم الکافرین تو حقتعالےٰ فرمائے کہ سب
کافروں پر میںنے تجکو نصرت دی اور تیری مدد کی سورۃ آل عمران یہ سورہ مدنی ہے کہ مدینہ میں نازل ہوا ہے اور اسمیں دو سو آیتیں اور بیس رکوع ہیں پہلے

سورۃ آل عمران

اس سے سورۂ بقر کی فضیلت میں گزر گیا ہے کہ جو کوئی سورۂ بقر اور آل عمران کو پڑھے تو یہ دونو سورتیں قیامت کے روز اس کے سر پر مثل
ابر کے سایہ کریں گی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ جو کوئی سورۂ آل عمران کو جمعہ کے روز پڑھے اس پر
خدائے تعالیٰ اور ملائکہ درود بھیجتے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ یہ بھی حروف مقطعہ ہیں کہ یہ حروف رمزیں ہیں درمیان
خدا کے اور پیغمبر کے اور اُس کے اوصیاء کے اور اس کا ذکر سورۂ بقر میں گذر گیا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آل عمران کے الم
کے معنی یہ ہیں کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں خدا بزرگ ہوں اَللّٰهُ معبود قابل پرستش لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود سوائے
اس خدا کے کہ وہی مستحق عبادت کا ہے اَلْحَيُّ زندہ ہے کہ زندگی اسکی دائم ہے اور زندگی ہر زندہ کی اُسی سے ہے اَلْقَيُّوْمُ وہ ہمیشہ قائم ہے اور
باقی ہے اور اُسی سے سب کا قیام ہے اور ابو جعفر اور اعشی نے الم کے میم کو ساکن اور اللہ کے الف کو قطعی پڑھا ہے اور باقیوں نے میم کو مفتوح
کرکے اللہ میں وصل کیا ہے اور کہتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اسم اعظم تین سورتوں میں ہے۔ ایک تو سورۂ بقر میں اور وہ اللّٰه
لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ہے اور دوسرے سورۂ آل عمران میں اور وہ بھی اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ہے اور تیسرے سورۂ طٰہٰ میں اور وہ وعنت الوجوہ
للحی القیوم اور آصف بن برخیا ان دو اسم مبارک سے تخت بلقیس کا شہر سبا سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لائے تھے اور کہتے ہیں کہ
اسی آیتیں یا کچھ زیادہ اس سورۃ کے اول سے نصارائے نجران کے مقدمہ میں نازل ہوئی ہیں کہ وہ ساٹھ سوار تھے اور جناب رسول خدا صلعم سے
دین کے مقدمہ میں گفتگو کرنے مدینہ میں آئے تھے اور پیشوا ان کے تین آدمی تھے ایک تو عاقب کہ امیر اُن کا تھا اور دوسرا ایہم کہ کارگذار
اور مدبر ان کا تھا اور تیسرا ابو حارثہ کہ مدرس ان کا تھا یہ لوگ لباس فاخر پہنکر با آراستگی تمام رسولخدا کی مسجد میں آئے جس وقت کہ حضرت نے نماز
عصر سے فراغت پائی تھی اور حضرت کے پاس وہ سب بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے یہانتک کہ ان کی نماز کا وقت پہنچا حضرت سے وہ اجازت لے کر
کھڑے ہوئے اور مشرق کی طرف منہ کرکے سنکھ بجانے لگے اور نماز اپنی مسجد میں پڑھی اور بعد اس کے پھر حضرت کے پاس جا کر بیٹھے جناب رسول خدا
نے ان سے فرمایا کہ تم مسلمان ہو جاؤ عاقب اور ایہم نے کہا کہ تجھ سے پہلے ہی دین خدا کو اختیار کئے ہوئے ہیں حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ تم جو
خدائے تعالیٰ کے زن و فرزند مقرر کرتے ہو اور سولی کی عبادت کرتے ہو اور گوشت خوک کھاتے ہو اس نے تمکو اسلام سے باز رکھا ہے
ان لوگوں نے کہا کہ ہم جو عیسیٰؑ کو فرزند خدا کہتے ہیں حق پر ہیں اور اگر عیسیٰ فرزند خدا کا نہیں ہے تو اس کا باپ کون ہے حضرت نے فرمایا کہ
تمہارے دین میں خدا پر فنا اور زوال روا نہیں ہے اور تم جانتے ہو کہ ایک روز عیسیٰ کو اجل گرفتار کرے گی اور سوائے اسکے تم اعتقاد رکھتے
ہو کہ تصویر عیسیٰؑ کی صورت کی مریم کے شکم میں خدا کی تقدیر سے تھی اور تم کہتے ہو کہ عیسیٰ کھاتا پیتا سوتا تھا اور رفتہ رفتہ لڑکپن سے بڑھ کر
جوانی کو پہنچا اور خدا سب ان امور سے پاک اور منزہ ہے وہ لوگ الزام کھا کر وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے خدا نے اسی آیتیں اول میں اس سورہ
کے نازل کیں ان لوگوں کے مقدمہ میں اور نزاع ان کا ایک بار خدا کی خدائی میں تھا اور بار دوسری نبوتیں خاتم الانبیاء کے اس واسطے اول میں
اس صورت کے پہلے ذکر اپنے خدا ہونے اور اپنی حیات کا اور قیوم ہونے کا کیا اور بعد اسکے نبوت میں خاتم الانبیاء صلعم کے فرمایا کہ وہ معبود زندہ
اور قائم وہی ہے کہ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ نازل کیا اس نے اوپر تیرے کتاب کو اے محمد یعنی قرآنکو تدریج تجھ پر نازل کیا ہے بِالْحَقِّ
ساتھ حق کے اور ساتھ راستی اور درستی کے کہ مُصَدِّقًا سچا کرنے والا ہے وہ لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ واسطے اس کے کہ آگے اسکے ہے یعنی جو
کتابیں خدا کی طرف سے پہلے نازل ہوئی ہیں اُن کی تصدیق کرنے والا ہے یہ قرآن اور موافق ہے ان کتابوں کے توحید عدل اور نبوت اور
معاد میں اور تمام اصول دین میں اور مصدقًا حال واقع ہوا ہے وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ اور نازل کیا ہے توریت اور انجیل کو ایک
دفعہ میں مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے کہ هُدًى لِّلنَّاسِ ہدایت کرنے والی تھیں واسطے آدمیوں بنی اسرائیل وغیرہ کے وہ دونوں کتابیں
اور ہدی حال واقع ہوا ہے اور ان دونوں کتابوں میں اثبات وحدانیت خدا کا اور ابطال شرک کا تھا لیکن یہودیوں نے عزیر کو ابن اللہ کہا اور نصرانیوں نے عیسیٰ کو ابن اللہ کہا

وَاَنۡزَلَ الۡفُرۡقَانَ اور نازل کیا قرآن کو کہ حق سے باطل کو جدا کرنے والا ہے وہ اور فرقان آیات محکمات کو کہتے ہیں اور قرآن کل آیات کو کہتے ہیں اور بعضے لوگ کہتے ہیں کہ فرقان معجزات انبیاء کے ہیں اور منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ قرآن کو فرقان اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ آیتیں اور سورتیں جو اسمیں ہیں متفرق نازل ہوئی ہیں بغیر تختیوں کے بخلاف اور کتابوں کے کہ پہلے انبیاء کے صحیفے اور توریت اور انجیل اور زبور ایکدفعہ تختیوں پر اور کاغذوں پر لکھے ہوئے نازل ہوئے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ساتھ نشانیوں قدرت خدا کے یا ساتھ آیتوں خدا کے کہ وہ آیتیں قرآن کی ہیں اور ان کو باور نہ کیا لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ؕ واسطے انکو عذاب ہے سخت بسبب ان کے کفر اور نفاق کے وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ اور خدا غالب ہے اور قادر ہے عذاب کرنے پر کہ کوئی اسکو منع نہیں کرسکتا ہے ذُو انۡتِقَامٍ صاحب بدلا لینے اور عذاب کرنیکا ہے کہ جس طرح چاہے عذاب کرے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا وہ شخص ہے کہ لَا يَخۡفٰى عَلَيۡهِ شَىۡءٌ نہیں پوشیدہ ہے اوپر اس کے کوئی شے فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ؕ بیچ زمین کے اور نہ بیچ آسمان کے بلکہ علم اسکا سب اشیا کو محیط ہے اور گھیرے ہوئے ہے اور کلیات اور جزئیات سب کو جانتا ہے اور علم حضرت عیسیٰ کا کہ بعض اشیاء غائب کو وہ جانتے تھے ناقص تھا اور وہ بھی تعلیم اور الہام ربانی تھا پس ایسے علم ناقص کو دلیل ان کے خدا ہونے کی نہ جاننا چاہیئے هُوَ الَّذِىۡ اور خدائے حق وہ شخص ہے يُصَوِّرُكُمۡ فِى الۡاَرۡحَامِ صورت بناتا ہے تمہاری بیچ پیٹوں ماؤں کے كَيۡفَ يَشَآءُ ؕ جس طرح چاہتا ہے اور جس طرح سے کہ اسکی حکمت تقاضا کرتی ہے نر یا مادہ، یا کوتاہ یا دراز، یا گورا کالا، خوبصورت یا بدصورت کامل یا ناقص اور عیسیٰ کی قدرت ایسی نتھی بلکہ صورت اسکی بھی ماں ہی کے پیٹ میں بنی تھی پس جبکہ وہ خود محتاج صورت بننے کا ہوا کہ کوئی اسکی صورت کو بنا دے تو وہ دوسرے کی صورت پیٹ میں کیونکر بنائے گا اور حدیثمیں وارد ہوا ہے کہ جب نطفہ عورت کے رحم میں جاتا ہے تو چالیس روز اس میں حرکت کرتا ہے اور بعد اسکے خون بستہ ہوجاتا ہے اور چالیس روز وہ خون کرتا ہے اور بعد اسکے وہ گوشت کا ٹکڑا ہوجاتا ہے اور چالیس روز کے بعد پھر ہڈیاں پیدا ہوتی ہیں اور انپر گوشت پہنایا جاتا ہے اور پٹھے اور رگیں سب درست ہوجاتی ہیں اور جبکہ پورے چار مہینے پیٹ میں گذرے اور سب اعضا اس کے تیار ہوگئے تو دو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اسکی ماں کے منہ میں سے ہوکر پیٹ میں جاتے ہیں اور اس کی آنکھ اور کان اور ناک سب چیزوں کو بناتے ہیں اور بعد اسکے اسمیں روح کو داخل کرتے ہیں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش مگر وہ خدائے پاک کہ جو کچھ وہ کرتا ہے دوسرا سوائے اسکے کوئی نہیں کرسکتا ہے اور جو کچھ وہ جانتا ہے دوسرا نہیں جانتا اور جو کچھ وہ قدرت رکھتا ہے دوسرا نہیں رکھتا ہے الۡعَزِيۡزُ غالب ہے سب چیزوں پر الۡحَكِيۡمُ حکمت والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے هُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ وہ خدا وہ شخص ہے کہ نازل کیا ہے اس نے اوپر تیرے کتاب کو اے محمد یعنی قرآن کو کہ مِنۡهُ اٰيٰتٌ مُّحۡكَمٰتٌ یعنی اس میں سے آیتیں محکم ہیں کہ جس کے ظاہر معنی میں کچھ دشواری نہیں ہے اور مقصود ان سے باآسانی حاصل ہوجاتا ہے اور وہ مفصل اور مبین ہیں کہ ان میں اجمال کسی طرح کا نہیں ہوتا ہے هُنَّ وہ آیات محکمات اُمُّ الۡكِتٰبِ اصل کتاب کے ہیں اور معظم ہیں کہ اور آیتیں انکی طرف رد ہوتی ہیں وَاُخَرُ اور دوسری آیتیں کہ سوائے ان محکمات کے ہیں مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ کہ متشابہات ہیں کہ ان کے معنی کئی طرح کے احتمال رکھتے ہیں اور ظاہر معنی سے اسکے مقصود آیت حاصل نہیں ہوتا اور معانی انکے نہایت مجمل ہیں کہ انمیں فکر اور تامل درکار ہے اور ان میں فضل اور علم علماء کا آزمایا جاتا ہے کہ انسے مقصود کو حاصل کریں اور آیات محکمات پر انکو رد کریں فَاَمَّا الَّذِيۡنَ پس لیکن جو لوگ کہ تعصب نفسانی کی جہت سے فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَيۡغٌ بیچ دلوں انکے کجی ہے یا خدا کی سخن میں انکو شک ہے تو فَيَتَّبِعُوۡنَ پس پیروی کرتے ہیں وہ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ اس آیت کی کہ جو متشابہ ہے اس کتاب میں سے اور معانی اس کے مشکل ہیں اور وہ لوگ اس کے ظاہر معنی پر عمل کرتے ہیں یا تاویل باطل یا پھر اسکو حجت لاتے ہیں امر باطل پر اور کہتے ہیں کہ یہ آیت قرآن کی اس مطلب پر دلالت کرتی ہے اور کرتے ہیں وہ پیروی اس کی ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ واسطے طلب کرنے فتنہ کے تاکہ آدمیوں کو شک میں ڈالدیں اور دین میں جاہلوں کو شبہہ ہوجاوے

اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد فتنہ سے کفر اور شرک ہے اور ابتغاء مفعول لہ واقع ہوا ہے پس وہ پیروی متشابہ کی کرتے
ہیں لوگوں کو کفر اور شرک میں ڈالنے کو اور جاہلوں کو شک اور شبہہ میں ڈال کر تباہ کرنے کو وَابْتِغَاءَ تَاْوِيْلِهٖ اور واسطے طلب کرنے تاویل
اس کی کے کہ ان کے مدعا کے موافق ہو وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اور حال یہ ہے کہ نہیں جانتا ہے تاویل اسکی اور حقیقت اسکے معنی کی کوئی
وقف لازم اِلَّا اللّٰهُ مگر خدا کہ جس نے اسکو نازل کیا ہے وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ اور وہ لوگ کہ ثابت قدم اور مضبوط ہیں علم میں اور مراد راسخون
فی العلم سے جناب امیرالمومنین اور ان کی اولاد طیبین ہے کہ انکو سینہ بسینہ رسولخدا صلعم سے علم پہنچا ہے اور رسولخدا کو جبرئیل سے اور جبرئیل
کو لوح محفوظ سے اور لوح محفوظ کی تحریر جانب خدا سے ہے چنانچہ تفسیر اہل بیت علیہم السلام میں ہے اور اس آیت میں وقف الا اللہ کے لفظ
پر نہ کرنا چاہیے بلکہ فی العلم پر کرنا چاہیے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت جناب امیرالمومنین علیہ السلام اس آیت کو پڑھتے
تھے تو فرماتے تھے کہ میں ہوں ان راسخون فی العلم سے کہ جو تاویل متشابہ کے جانتے ہیں اور حق یہی ہے اس واسطے کہ اکثر اصحاب رسولخدا
ان کی طرف رجوع کرتے تھے مشکل مسئلوں میں اور جناب امیرالمومنین نے کسی کی طرف رجوع نہیں کی ہے اور ایسا ہی حال باقی آئمہ علیہم السلام
کا تھا کہ لوگ مسائل دین میں انکی طرف رجوع کرتے تھے اور انھوں نے کسی کی طرف رجوع نہیں کی ہے اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ تم میں سے
ایک ایسا مرد ہو کہ تاویل قرآن پر جنگ کرے جیسا کہ میں تنزیل قرآن پر جنگ کرتا ہوں اور دست مبارک اپنا شانہ پر حضرت علیؑ کے رکھ کر فرمایا
کہ مراد اس سے یہ مرد ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم ہیں راسخون فی العلم اور ہم جانتے ہیں تاویل اسکی اور ایک روایت میں
ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل راسخون فی العلم کے ہیں اور جو کچھ خدا تعالے نے نازل کیا ہے سبکی تنزیل اور تاویل سے حضرت کو مطلع
کر دیا ہے اور سکھلا دیا ہے اور ایسا نہیں ہے کہ خدا تعالے نے کوئی چیز نازل کی ہو اور اسکی تاویل نہ سکھلائی ہو اور بعد اس حضرت کے اوصیا
اسکے راسخون فی العلم ہیں کہ وہ کل تاویل کو جانتے ہیں يَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں وہ راسخون فی العلم کہ اٰمَنَّا بِهٖ ایمان لائے ہم ساتھ اس متشابہ
کے کہ كُلٌّ ہر ایک محکم اور متشابہ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا نزدیک پروردگار ہمارے سے ہے وَمَا يَذَّكَّرُ اور نہیں نصیحت پکڑتے ہیں اور
نہیں یاد کرتے ہیں اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ مگر صاحب عقلوں کے کہ ذہن جن کے کجی سے صاف ہیں اور یہ تعریف ان راسخون فی العلم کی
ہے کہ جو عقل صاف اور ذہن ذکی رکھتے ہیں کہ جو مقصود کو آیہ متشابہ سے حاصل کرتے ہیں اور جیسکہ آیات کی دو قسم ہیں محکم اور متشابہ
ایسے ہی احادیث کی بھی دو قسم ہیں کہ وہ بھی محکم اور متشابہ ہیں اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ احادیث متشابہ کو
محکمات پر رد کرو اور متشابہات کی پیروی مت کرو کہ گمراہ ہو جاؤ گے اور لوگوں کو گمراہ کر دو گے اور یہ تفسیر دلالت کرتی
ہے اس امر پر کہ واو عاطفہ یقولون میں مقدر ہے اور اصل میں و یقولون ہے اور اسی طرح سوائے اس کے اور آیت میں
بھی واو عاطفہ مقدر ہے چنانچہ ابو علی فارسی کہتا ہے اور وہ آیت یہ ہے کہ ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملہم قلت اور تقدیر
اس کی وقلت ہے لیکن واو عاطفہ بہت کم مقدر ہوتا ہے چنانچہ نحو کی کتابوں میں لکھا ہے اور کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں راسخون
فی العلم کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا نہ کج کر تو دلوں ہمارے کو اور نہ پھیر تو ان کو حق سے
یعنی توفیق اور لطف جو تو نے عطا کیا ہے وہ ہمارے اوپر سے مت اٹھا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا بعد اس کے کہ ہدایت
کی ہے تو نے ہمکو طرف حق کے اور توفیق عطا کر کے راہ راست تو نے ہمکو دکھلائی ہے دلیلیں قائم کر کے وَهَبْ لَنَا اور بخش
تو واسطے ہمارے مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً نزدیک اپنے سے رحمت اور بخشش کو وہب امر کا صیغہ ہے وہب یہب سے یعنی بخش تو ہمکو وہ لطف
کہ جس کے سبب سے درجہ بلند اور مرتبہ بزرگ تیری درگاہ سے حاصل کر کے سعادت ابدی کو ہم پہنچیں اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ تحقیق کہ تو ہی ہے
بخشنے والا اور مقصود مدعا کا رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ اے پروردگار ہمارے تحقیق کہ تو جمع کرنے والا آدمیوں کا ہے بعد مرنے

لِیَوْمٍ واسطے اس دن کے اور کہتے ہیں کہ مضاف یوم کا محذوف ہے یعنی واسطے یا جزا اس روز کے لَّا رَیْبَ فِیْهِ نہیں شک ہے
بیچ واقع ہونے اس کے اور جو کچھ کہ اس میں ہے حساب اور جزا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ تحقیق کہ خدا نہیں خلاف کرتا ہے وعدہ کو کہ جو ع۵
کچھ اس نے وعدہ حشر اور نشر اور حساب کا کیا ہے اس کو وفا کرے گا اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تحقیق وہ لوگ کہ کفر کیا ہے انھوں نے لَنْ
تُغْنِیَ عَنْهُمْ ہرگز نہ بے پروا کریں گے ان سے اور نہ دفع کریں گے اَمْوَالُهُمْ مال ان کے کہ جن پر وہ ناز اور غرہ کرتے تھے وَلَآ اَوْلَادُهُمْ
اور نہ اولاد ان کی کہ جن کے ہونے سے وہ فخر کرتے تھے مِّنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا عذاب خدا سے کسی چیز کو نہ دنیا میں اگر کوئی بلا نازل ہو اور نہ آخرت
میں جس وقت دوزخ میں ڈالے جائیں وَاُولٰٓئِكَ اور یہ لوگ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ وہی ایندھن ہیں آتش جہنم کے کہ مثل ہیزم کے اس میں
جلیں گے اور عادت ان کی پیغمبری کے جھٹلانے میں كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ مانند عادت لوگوں فرعون کے ہے کداب خبر ہے مبتدائے
محذوف کی یعنی عادتہم کداب آل فرعون یعنی عادت ان کی مثل عادت تابعداری کرنے والوں فرعون کے موسیٰ کے جھٹلانے میں ہے وَ
الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور مثل عادت ان لوگوں کے کہ پہلے ان سے تھے جیسے کہ قوم عاد کی اور ثمود کی کہ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا جھٹلایا انھوں
نے اور تکذیب کی ساتھ نشانیوں ہماری کے کہ ان کی عادت بھی انبیا علیہم السلام کے جھٹلانے کی تھی فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ پس پکڑ لیا
ان کو خدا نے یعنی اس کے عذاب نے ان کو گرفتار کیا دنیا و آخرت میں بِذُنُوْبِهِمْ بسبب گناہوں ان کے کہ انبیا کو جھٹلاتے تھے وَ
اللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ اور خدا سخت کرنے والا عذاب کا ہے کافروں پر قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا واسطے ان لوگوں کے
کہ کافر ہوئے ہیں وہ قریش میں سے سَتُغْلَبُوْنَ قریب ہے کہ مغلوب ہو گے تم دنیا میں کہ مومنین تم پر غالب ہوں گے جیسے کہ جنگ بدر میں غالب
ہوئے وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ اور جمع کیے جاؤ گے تم طرف دوزخ کے آخرت میں وَبِئْسَ الْمِهَادُ اور بد آرام گاہ ہے وہ دوزخ
اور منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کی لڑائی فتح کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو یہودیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ اے
گروہ یہود کے ڈرو تم خدا سے کہ تم کو مثل قریش کے شکست نہ پہنچے جیسے کہ بدر میں ان کو پہنچی ہے چاہیے کہ بلا کے نازل ہونے سے پہلے تم مسلمان
ہو جاؤ اور تم جانتے ہو کہ میں پیغمبر ہوں اور تم اپنی کتاب میں میری پیغمبری کی صفات دیکھتے ہو یہودیوں نے یہ بات سنکر کہا کہ قریش
کیا جانتے ہیں لڑائی کو کہ ان کو تو لڑائی کا فن کچھ یاد نہیں ہے اس واسطے تو غالب ہو گیا ہے اور ہم سے اگر مقابلہ کرے گا تو معلوم
ہو گا تجھ کو پس خدائے تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ قل الذین کفروا ستغلبون اور خدائے تعالےٰ نے جو کچھ کہ وعدہ کیا تھا ان کے
مغلوب کرنے کا وہ ظہور میں آیا کہ بنی قریظہ قتل ہوئے اور بنی نضیر جلا وطن ہوئے اور خیبر فتح ہوا کہ وہ یہودیوں کا مسکن تھا اور باقی
یہودیوں پر جزیہ لگایا گیا اور سب یہودی تباہی میں آئے اور یہ بڑی دلیل صدق نبوت کی ہے اور خدائے تعالےٰ بعد وعدہ کرنے فتح
اور ظفر مومنین کے بیان اس امر کا کرتا ہے کہ جو کچھ بروز جنگ بدر کفار پر واقع ہوا کہ وہ مغلوب ہوئے اور شکست ان کو حاصل ہوئی چنانچہ
فرماتا ہے کہ قَدْ كَانَ لَكُمْ تحقیق کہ تھے واسطے تمہارے اے قریش اٰیَةٌ علامت اور نشانی درست نبوت محمد کے حق ہونے
کی فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا بیچ دو گروہ کے کہ ملے آپس میں اور ملاقات کی ان دونوں گروہ نے صف باندھ کر جنگ بدر میں اور ایک گروہ دوسرے
گروہ کے مقابلہ میں لڑنے کے واسطے کھڑے ہوئے فِئَةٌ تُقَاتِلُ ایک گروہ تو لڑتے تھے فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے اور
یہ گروہ لشکر ظفر پیکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا کہ تین سو تیرہ آدمی تھے ستتر تو ان میں مہاجرین تھے اور دو سو چھتیس
انصار تھے وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ اور دوسرے گروہ کافر تھے کہ وہ لشکر ابوجہل وغیرہ کا تھا اور وہ نو سو پچاس آدمی تھے یَرَوْنَهُمْ
دیکھتے وہ مسلمان ان کو مِّثْلَیْهِمْ دو برابر اپنے رَاْیَ الْعَیْنِ دیکھنا معائنہ کا یعنی ظاہر اور آشکارا اور رای مفعول مطلق یرون کا ہے
اور العین کہ محل رفع میں ہے فاعل اسکا ہے اور یرونہم کو اہل مدینہ اور اہل بصرہ نے ترونہم پڑھا ہے تا سے اور باقیوں نے یا سے پڑھا ہے یعنی

اور اگرچہ کفار زیادہ تھے مسلمانوں سے ظاہر میں کہ ان سے تگنے تھے لیکن خدائے تعالےٰ نے جو وعدہ کیا تھا کہ مومنین کو غالب کروں گا
کافروں پر اس واسطے قوی دل ہو کر مسلمانوں نے کافروں پر حملہ کیا وَاللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اور خدا قوت دیتا ہے ساتھ نصرت
اپنی کے جسکو چاہتا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ تحقیق کہ بیچ اسکے یعنی غالب کرنے قلیل بے ہتھیار کے کثیر ہتھیار والوں پر لَعِبْرَۃً البتہ یہ ایک نصیحت
اور پند ہے لِّاُولِی الْاَبْصَارِ واسطے صاحبوں بینائیوں اور عقلوں کے اور منقول ہے کہ نشان مسلمانوں کے لشکر کا امیر المومنین علیہ السلام کے پاس
تھا اور ان تین سو تیرہ آدمیوں میں دو شخص کے پاس گھوڑا تھا ایک مقداد کے پاس اور ایک مرثد کے پاس اور چھ آدمی ان میں زرہ پوش تھے
اور کفار کے لشکر میں سو آدمی گھوڑوں پر سوار تھے ہتھیار لگائے ہوئے اور پہلے جو اسلام میں مسلمانوں کی لڑائی کافروں سے ہوئی وہ یہی لڑائی تھی
اور اب خدائے تعالےٰ خبر دیتا ہے لوگوں کے رویہ سے اور باعث نہ اختیار کرنے حق ہدایت سے اور سبب غافل ہونے جانب خدا سے اور آگاہ کرتا
ہے گمراہی کی طرف رجوع کرنے کی وجہ سے چنانچہ فرماتا ہے کہ زُیِّنَ لِلنَّاسِ آراستہ کی گئی ہے واسطے آدمیوں کے اور زینت دیگئی حُبُّ
الشَّھَوٰتِ دوستی خواہشوں نفسونکی یعنی جو کچھ نفس خواہش کرتا ہے شیطان اسکو وسوسہ ڈال کر بہت خوب اور اچھا دکھلاتا ہے کہ وہ آدمی کو بھلا
معلوم ہوتا ہے اور خواہشوں سے مراد اس آیت میں وہ چیزیں ہیں کہ جن کو انسان دوست رکھتا ہے اور خواہشوں کی دوستی کا ذکر مبالغۃً ہوا ہے
اور حقیقت میں انسان اُن چیزوں کو دوست رکھتا ہے اور وہ کئی چیزیں ہیں ایک تو دوستی انسان کی مِنَ النِّسَآءِ عورتوں سے ہے کہ وہ نہایت
بُرا دام شیطان کا ہے اور انسان اس کو بہت چاہتا ہے اور عورت مرد کو حق سے باز رکھتی ہے اور انسان کے واسطے عورت کی برابر کوئی فتنہ نہیں
ہے اور جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ کوئی فتنہ ضرر کرنے والا واسطے مرد کے عورت کی برابر نہیں ہے اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ عورت دام شیطان
کا ہے اور مرد کو عورت بیگانہ کے پاس تنہائی میں بیٹھنا نہ چاہیے کہ تیسرا اُن کا شیطان ہو جائیگا اور منقول ہے کہ زیادہ معاصی اور فتنے کہ عالم میں واقع
ہوتے ہیں وہ عورتونکی شامت سے ہیں وَالْبَنِیْنَ اور بیٹوں سے یعنی دوسری دوستی انسانکی بیٹوں سے ہے کہ نہایت محبوب باپ اور ماں کے ہوتے ہیں اور
حق سے وہ باز رکھتے ہیں اور انسان اسکی محبت اور پرورش میں خدا کو بھولجاتا ہے اور ان کے لئے مال جمع کرنے کی اسقدر رغبت ہوتی ہے کہ بخل کو
اختیار کرتا ہے اور انکے واسطے مال حرام جمع کرتے ہیں اور لوگوں کے حق غصب کرنیمیں دریغ نہیں کرتا ہے اور انکی محبت میں دشمنان دین سے لڑنیکو نہیں
جاتا ہے وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ اور کھالیں بیلوں کی جمع کیگئی اور بھری ہوئی سونے اور چاندی سے یعنی اور تیسری
چیز جسکو انسان بہت دوست رکھتا ہے وہ بیلوں کی کھالیں پُر کی گئیں سونے اور چاندی سے ہیں کہ انکی محبت میں آدمی ایسا حق سے غافل ہوتا
ہے کہ شب و روز انکی نگہبانی میں رہتا ہے اور قنطار سے مراد مال کثیر ہے اور کہتے ہیں کہ وہ آٹھ مثقال طلائی ہیں اور ایک مثقال وزن میں تین ماشہ
اور تین رتی تخمیناً ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ اسی ہزار مثقال چاندی کے ہوتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قنطار
بیل کی کھال کو کہتے ہیں جبوقت طلائی دیناروں سے پُر ہو اور چاندی کے درہموں سے بھری ہوئی ہو وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ گھوڑوں نشاندار سے
یعنی چوتھے محبت انسان کی گھوڑوں نشاندار سے ہے کہ علامت خوب رکھتے ہیں اور خوبصورت اور چالاک ہوں ان کے شوق میں انسان غافل
ہو کر حق سے منحرف رہتا ہے وَالْاَنْعَامِ اور چوپاؤں سے یعنی پانچویں چوپائوں سے انسان محبت رکھتا ہے مثل اونٹ اور گائے و بھینس اور
گوسفند کے کہ ان کی طرف ایسی رغبت ہوتی ہے کہ ان کے شوق میں حق سے بہت غافل رہتا ہے وَالْحَرْثِ اور زراعت سے انسان کو ایسی محبت
ہوتی ہے کہ اس کے شغل میں حق کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتا ذٰلِکَ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے سب مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فائدہ زندگانی
دنیا کا ہے کہ چند روز کا ہے اور بعد اسکے فنا اور زوال ہے وَاللّٰہُ اور خدا معبود بحق ہے کہ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ نزدیک اسکے نیک جگہ پھرنے کی
ہے کہ بعد مرنیکے آدمی جہاں پہنچے گا اور وہاں قسم قسم کی نعمتیں ہیں کہ بدرجہا ان چیزوں سے بہتر ہیں اور ہمیشہ کو وہ رہیں گے کہ کبھی ان کو زوال نہیں
اور اب خدائے تعالےٰ آخرت کی نعمتوں کی تعریف کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم اَؤُنَبِّئُکُمْ کیا خبر دوں میں تمکو اے آدمیو بِخَیْرٍ

زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین

مِّنْ ذٰلِكُمْ ساتھ بہتر کے ان چیزوں سے کہ مذکور ہوئے ہیں اور وہ بہتر لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا واسطے ان لوگوں کے ہیں کہ جو پرہیز کرتے ہیں کاموں بد سے
عِنْدَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار ان کے کے جَنّٰتٌ بہشتیں ہیں کہ ادنیٰ چیز بھی وہاں کی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے اور وہ بہشتیں
ایسی ہیں کہ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہیں نیچے درختوں اُن کے سے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ متقی بیچ اُن
بہشتوں کے وَاَزْوَاجٌ اور زوجہ ہیں ان کی بہشتوں میں حوریں بھی اور ان کی دنیا کی بیبیاں بھی کہ مُّطَهَّرَةٌ پاک اور پاکیزہ ہیں وہ سب عیبوں
سے جو کہ عورتوں کو ہوتے ہیں وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اور رضامندی ہے خدا کی جانب سے کہ یہ سب نعمتوں سے بہتر ہے وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ اور خدا
معبود بحق دیکھنے والا ہے اور بینا ہے بِالْعِبَادِ ساتھ بندوں کے اور اعمال کو ان کے دیکھتا ہے پس جزا دیتا ہے موافق عمل کے اور کہتے ہیں کہ منتہیٰ
استفہام کا قل اونبئکم میں بخیر من ذالکم ہے اور للذین اتقو سے جملہ علیحدہ شروع ہوا ہے اور خالدین حال واقع ہوا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ نہیں لذت پائی ہے آدمیوں نے دنیا اور آخرت میں ایسی لذت کہ وہ عورت کی لذت سے زیادہ ہو اور یہی مراد ہے قول حقتعالیٰ سے زین
للناس حب الشہوات اور پھر فرمایا کہ بہشتی نہ لذت پائیں گے بہشت میں ایسی کہ وہ نزدیک اُن کے عورتوں سے زیادہ مرغوب ہو کہ نہ کھانے میں ایسی
لذت ہو گی اور نہ پینے کی چیزوں میں ہو گی اور کہتے ہیں کہ نعمتوں کے مراتب ہیں کہ ادنیٰ سب نعمتوں میں تو فائدہ دنیا کا ہے اور اعلیٰ سب سے رضامندی خدا
کی ہے اور میانہ اور اوسط کے مرتبہ کا بہشت ہے اس آیت میں خدا نے ان نعمتوں کے مراتب سے خبر دی ہے اور منقول ہے کہ خدا تعالیٰ بہشتیوں
کی طرف خطاب کر کے فرمائے گا کہ اے بہشتیو تم مجھ سے راضی ہو وہ جواب میں کہیں گے کہ خداوندا اس نعمت سے زیادہ اور کونسی نعمت بہشت کی
ہو گی خدائے تعالیٰ فرمائیگا کہ میں تم سے ایسا راضی ہوں کہ کبھی تم پر غصہ نہ کروں اور روایت میں آیا ہے کہ بہشت میں کئی چیزیں بہتر ہیں ایک
تو رضامندی خدا کی دوسرے ہمیشہ بہشت میں رہنا اور نعمتیں بہشت کی اور تیسرے ہمسائیگی حضرت رسالت پناہ صلعم کی اور اب خدا تعالیٰ متقیوں کے
اوصاف بیان کرتا ہے اَلَّذِيْنَ وہ لوگ ہیں وہ پرہیزگار کہ نہایت عاجزی سے يَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں وہ کہ رَبَّنَآ اے پروردگار ہمارے
اِنَّنَآ اٰمَنَّا تحقیق ہم ایمان لائے ہم ان چیزوں پر کہ تو نے فرمایا ہے جن چیزوں پر ایمان لانیکو اور اپنے اعضا کو تیری عبادت میں صرف کرتے ہیں
اور تجھ سے امید بخشش کی رکھتے ہیں فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا پس بخش تو واسطے ہمارے گناہ ہمارے وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور نگاہ رکھ تو
ہمکو آتش دوزخ سے اور وہ لوگ ہیں وہ متقی پرہیزگار کہ اَلصّٰبِرِيْنَ صبر کرنے والے ہیں ادا کرنے پر جمیع واجبات اور مستحبات کے اور ترک کرنے پر
محرمات کے اور وقت نازل ہونے بلاؤں کے وَالصّٰدِقِيْنَ اور سچ بولنے والے ہیں وہ متقی اور راستگو ہیں اور قول میں اور فعل میں اپنی راستی پر
ہیں اور نیت اُنکی بہت درست ہے اور خیر پر ہے اور منقول ہے کہ جو کوئی عادت اپنی راستگوئی کی کرے اور راستگو مشہور ہو تو نام اسکا صدیقوں میں
درج کریں اور اگر دروغگوئی عادت اپنی کرے تو برعکس اسکے ہو وَالْقٰنِتِيْنَ اور فرمانبرداری کرنیوالے ہیں وہ متقی خدا کے ظاہر و باطن میں
وَالْمُنْفِقِيْنَ اور خرچ کرنے والے ہیں مال حلال میں سے مستحقوں پر بقصد طاعت اور خوشنودی خدا کے واسطے اور حدیث میں وارد ہوا ہے
کہ آفتاب کے دو طرف دو فرشتے ہوتے ہیں وہ دعا کرتے ہیں کہ خداوندا خرچ کرنے والے کو عوض دے تو اور بخیل کا مال تلف اور برباد کر تو
وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ اور بخشش چاہنے والے ہیں وہ متقی لوگ اپنے خدا سے گناہوں اپنے کے واسطے بِالْاَسْحَارِ ساتھ وقت سحر کے کہ وہ وقت
صبح صادق سے پہلے ہوتا ہے اور وہ وقت قبول ہونے دعا کا ہے اور مراد اس سے نماز تہجد ہے اور وہ وقت ایسا ہے کہ نفس
مطمئن ہوتا ہے اور دنیا کے شغلوں سے دور ہوتا ہے اور الذین اور صابرین سے مستغفرین تک سب حالت جر میں ہیں اس واسطے کہ یہ
سب اوصاف ہیں للذین اتقو کے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سحر کے وقت ستر مرتبہ استغفر اللہ واتوب کہے
وہ اس آیت کے لوگوں میں سے ہو یعنی پرہیزگاروں میں داخل ہو اور اسی واسطے یہ استغفار نماز تہجد کی وتر کی قنوت میں ستر مرتبہ پڑھنا
سنت ہوا ہے اور سبب اس کے زیادہ ہونے ثواب کا یہ ہے کہ وہ وقت تنہائی کا ہے اور سب جاندار اس وقت سوتے ہیں اور نفس کو

متقیوں کے اوصاف کا ذکر

گو کہ صفائی حاصل ہوتی ہے اور قدرے اس وقت معبود کی طرف توجہ بھی ہوتی ہے اور اسی وقت نفس کشی بھی ہوتی ہے کہ نفس اس وقت بستر سے اُٹھنے کو ہرگز راضی نہیں ہوتا ہے اور اس وقت وہ عبادت میں مشغول ہوتے ہیں اس لئے دعا انکی قبول ہوتی ہے اور اس قدر ثواب حاصل ہوتا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالےٰ تین آوازوں کو دوست رکھتا ہے آوازِ مرغ سحر کو اور آواز قرآن پڑھنے والے کو اور آواز استغفار کرنے والے کو وقت سحر کے اور جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد مستغفرین سے نماز پڑھنے والے ہیں وقت سحر کے اور منقول ہے کہ دو عالم نصرانی شام سے مدینہ میں آئے اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی علامتیں جو اپنی کتاب میں دیکھی تھیں ان علامات سے حضرت کو اُنھوں نے پہچانا اور عرض کی حضرت سے کہ ایک سوال ہے اگر تم جواب دو اس کا تو ہم ایمان لائیں حضرت نے فرمایا کہ وہ سوال کیا ہے کہا کہ زیادہ بزرگ کلمہ اور زیادہ شہادت قرآمیں کونسی ہے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ شَهِدَ اللّٰهُ گواہی دی خدا نے اپنی وحدانیت کی دلیلیں بیان کرکے اور جو آیات کہ دلالت کرتی تھیں اسکے وجود اور وحدانیت پر ان کو نازل کرکے واضح اور روشن کردیا اَنَّهٗ اس طرح سے کہ تحقیق وہی ہے معبود حق از روئے یقین لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں کوئی معبود قابل پرستش سوائے اس خدا کے وَالْمَلٰٓئِكَةُ اور گواہی دی فرشتوں نے اس کی وحدانیت پر وَاُولُوا الْعِلْمِ گواہی دی ہے صاحبان علم نے کہ وہ مومنین ہیں اور بدلائل عقلیہ ان کے نزدیک ثابت ہوا ہے اور اس کے مظہر اور عجائب صنائع کا مشاہدہ کرکے اُنھوں نے دریافت کیا ہے کہ وہ معبود بحق واحد ہے اور اُنھوں نے بھی اس کی وحدانیت کی گواہی دی ہے اور دل سے ان کو اعتقاد ہے اس کے واحد ہونے کا اور زبان سے اقرار ہے کہ قَآئِمًا قیام کرنے والا ہے وہ خدائے پاک بِالْقِسْطِ ساتھ انصاف کے تمام قولوں اور فعلوں میں اور قائم حال واقع ہوا ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اولوالعلم سے مراد انبیا اور ان کے اوصیا ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے عام علمائے مومنین ہیں جو کہ بدلائل عقلیہ خدا کے وجود اور وحدانیت کو ثابت کرتے ہیں اور جابر ابن عبداللہ نے پیغمبر خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ ایک ساعت کہ عالم اپنے بستر پر تکیہ کرکے علم دین کی طرف نظر کرے وہ بہتر ہے اس عابد سے کہ ستر برس خدا کی عبادت میں مشغول رہے اور اسی سبب اولوالعلم شہادت میں مقارن حقتعالےٰ کی اور ملائکہ کے ہوئے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود سزاوار پرستش سوائے خدائے پاک کے اور یہ فقرہ مکرر واسطے تاکید کے آیا ہے اور تاکہ تعلق ہو اس کو اس کے ساتھ کہ الْعَزِيْزُ غالب ہے وہ جمیع ممکنات پر اور سب اس کے زیر حکم ہیں الْحَكِيْمُ وہ حکمت والا ہے کہ جو کام کرتا ہے موافق حکمت کے کرتا ہے اور انس سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی اس آیت کو پڑھے اور اس کے آخر میں کہے وانا علیٰ ذالک من الشاہدین حق تعالےٰ بعدد ہر حرف ایک فرشتہ پیدا کرے کہ وہ فرشتہ قیامت تک اس کے واسطے استغفار کرے اور خدائے تعالےٰ آٹھ دروازے آٹھ بہشتوں کے اسپر کھولدے اور سات دروازے سات دوزخ کے اسپر بند کرے اور فرمایا حضرت نے کہ جو کوئی وقت خواب کرنے کے اس آیت کو پڑھے حقتعالےٰ ستر ہزار فرشتے پیدا کرے کہ قیامت تک اس کے واسطے وہ استغفار کریں اور ابن مسعود کہ روایت کرتے ہیں کہا کہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی اس آیت کو پڑھے اور اس کے آخر میں وانا ذالک من الشاہدین کہے حقتعالےٰ قیامت کے روز اسکو حاضر کرے اور فرمائے گا کہ اے بندے میرے عہد کو میرے تو نے وفا کیا کہ وہ توحید میری ہے اور میں زیادہ سزاوار ہوں وفا کرنے میں اس شخص سے کہ عہد کو وفا کرے اے فرشتو میرے بہشت کے دروازے اسکو واسطے کھولدو جس دروازے سے چاہے وہ داخل ہوجائے اور فرمایا حضرت نے کہ دو فرشتے ہوا میں آپس میں ملے اور ملاقات کی ایک نے دوسرے کو کہا کہ تو کہاں سے آتا ہے کہا کہ ایک بندہ گنہگار کے پاس سے آتا ہوں کہ آج وہ گناہوں میں مشغول تھا اور یہ نامۂ اعمال اس کا کہ جو سیاہ ہو رہا ہے آسمان کو لیجاتا ہوں اس دوسرے فرشتہ نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ میں واسطے اس بندہ کے آزادی آتشِ دوزخ سے لیجاتا ہوں پہلے فرشتے کو یہ

النصف

شکر بہت تعجب ہوا دوسرے فرشتہ نے کہا فرشتہ اول سے کہ جس وقت تو اس سے جدا ہوا تھا تو اُسنے آیۂ شہادت کو پڑھا تھا حقتعالے نے فرمایا
کہ وہ جو مجھ پر ایمان لایا اور اس نے مجھ کو پہچانا تو میں نے اُس کے گناہ کو بخشا اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ تین سو ساٹھ بُت خانہ کعبہ کے
گرد رکھے تھے جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو سب منہ کے بل گر پڑے اور توحید جو اصل دین اسلام کی ہے اس واسطے بعد توحید کے ذکر اسلام کا کرتا
ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ تحقیق دین پسندیدہ نزدیک خدا کے اسلام ہے نہ ملت یہود اور نصاریٰ
کا کہ خالی شرک سے نہیں ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اسلام قبل ایمان ہے اور اسلام کی جہت سے آپسمیں مسلمان میراث
لیتے ہیں اور نکاح کرتے ہیں اور ثواب ایمان کی جہت سے حاصل ہوتا ہے وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اور نہ اختلاف کیا ان لوگوں نے کہ اُوْتُوا
الْکِتٰبَ دیے گئے ہیں وہ کتاب یعنی یہود و نصاریٰ دین اسلام کی اور نبوت محمد کے حق ہونے میں اختلاف نہیں کیا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا
جَآءَھُمُ الْعِلْمُ مگر بعد اس کے کہ آیا ان کو علم ان کے حق ہونے میں یعنی جبکہ اُنھوں نے بملاحظہ آیات اور معجزات حقیقت نبوت محمد اور حقیت اسلام کو
معلوم کر لیا تب اُنھوں نے اختلاف کیا کہ قرآن اور محمد حق نہیں ہیں اور اختلاف ان کا اس درجہ سے تھا بعضے کہتے تھے کہ اسلام حق ہے اور بعضے
کہتے تھے کہ وہ خاص عرب کے واسطے ہے اور اکثر مطلق انکار کرتے تھے اسلام کا اور یہ اختلاف کیا اُنھوں نے بَغْیًاۢ بَیْنَھُمْ واسطے طلب کرنے ریاست
کے درمیان اپنے اور واسطے حسد کے اور ظلم کے کہ درمیان اُن کے ہیں نہ واسطے کسی شبہہ کے کہ اسلام کے حق ہونے میں ان کو ہوا ہو اور بغیًا
مفعول لہ واقع ہوا ہے اور بغی ظلم سے بلندی اور بزرگی کے طلب کرنے کو کہتے ہیں اور اب انلوگوں کے وعدۂ عذاب میں فرماتا ہے کہ وَمَنْ
یَّکْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ اور جو کوئی کفر کرے ساتھ آیتوں خدا کے کہ وہ قرآن ہے اور اسپر ایمان نہ لائے اور یا تمام معجزوں پر رسولخدا صلعم کے
ایمان نہ لائے اور ان کو نہ مانے تو فَاِنَّ اللّٰہَ پس تحقیق خدا سَرِیْعُ الْحِسَابِ جلد لینے والا حساب کا ہی یعنی عنقریب اہل حسد اور عناد اور
انکار کرنے والے قرآن کے نبوت اور محمد صلعم کے دنیا سے کوچ کرکے عذاب آخرت میں گرفتار ہوں فَاِنْ حَآجُّوْکَ پس اگر حجت لائیں وہ یہودی
تجھ سے اے محمد صلعم اور جھگڑا کریں عناد کی راہ سے دین اسلام میں بعد قایم ہونے حجت کے اُن پر یا نصاریٰ نزاع سے پیش آئیں عیسیٰ کی جہت سے
تو فَقُلْ پس کہہ تو اے محمد صلعم کہ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ تسلیم کیا میں نے نفس اپنے کو اور فرمانبرداری کی ہیں نے اپنی ذات سے لِلّٰہِ واسطے خدا
کے اور کسی وجہ سے اس کا شریک کسی کو نہ کروں گا وَمَنِ اتَّبَعَنِ اور جس شخص نے کہ پیروی کی ہے میری یعنی جو شخص کہ مومن ہیں اور میری
پیروی کرتے ہیں اُنھوں نے بھی اپنے نفسوں کو تسلیم کیا ہے خاص واسطے خدا کے کہ واسطے اس کے کسی کو شریک نہیں کرتے وَقُلْ اور کہہ تو اے
محمد صلعم لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ واسطے ان لوگوں کے کہ دیے گئے ہیں کتاب توریت اور انجیل وَالْاُمِّیّٖنَ اور واسطے ناخواندوں
کے کہ وہ مشرکین عرب ہیں کہ لکھے اور پڑھے نہیں ہیں یعنی ان سب سے کہہ تو کہ ءَاَسْلَمْتُمْ کیا اسلام لائے ہو تم اسکی حقیت کے ظاہر ہونیکی جہت
سے جیسے کہ میں اسلام لایا ہوں اور وہ لوگ کہ جو میری پیروی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ استفہام بمعنی امر ہے یعنی اسلام لاؤ تم فَاِنْ اَسْلَمُوْا
پس اگر اسلام لائیں وہ حق کو قبول کریں اور فرمانبرداری اسکی کریں تو فَقَدِ اھْتَدَوْا پس تحقیق ہدایت پائی اُنھوں نے اور گمراہی سے
رستگار ہوئے وَاِنْ تَوَلَّوْا اور اگر پھر جائیں وہ اور انکار کریں تو تجھ کو کچھ ضرر نہیں ہے فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ پس سوائے اسکے نہیں
کہ اوپر تیرے پہنچانا ہے ہمارے پیغام کا اور تو نے وہ پہنچا دیا ہے اور حجتیں قائم کر دی ہیں وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ اور خدا دیکھنے والا «ع ٢ ١١»
اور بینا ہے ساتھ بندوں کے کہ کون تیری تصدیق کرتا ہے اور کون تجھ کو جھٹلاتا ہے سبکو موافق اُن کے عمل کے جزا دے گا اِنَّ الَّذِیْنَ
یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوتے ہیں ساتھ آیتوں خدا کے کہ وہ قرآن اور محمد ہیں اور اپنر ایمان نہیں لاتے ہیں اور خدا کو
واحد نہیں جانتے ہیں وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو ساتھ ناحق کے اور حمزہ نے یقتلون کو یقاتلون پڑھا ہے
وَیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ اور قتل کرتے ہیں وہ ان لوگوں کو کہ حکم کرتے ہیں وہ بِالْقِسْطِ ساتھ انصاف کے مِنَ النَّاسِ آدمیوں سے

کہ وہ سوائے پیغمبروں کے نیک آدمی ہیں اور رسولخدا سے کسی نے پوچھا کہ زیادہ سخت عذاب قیامت کے روز کن لوگوں کو ہوگا فرمایا کہ جو کوئی قتل کرے پیغمبر کو یا اس شخص کو کہ جو حکم کرتاہے نیکی کا اور منع کرتاہے بدکام کرنے سے اور بعد اس کے یہ آیت تلاوت فرمائی ویقتلون النبیین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون بالقسط اور بعد اس کے فرمایا کہ قتل کیا بنی اسرائیل نے تینتالیس ابنیار کو اول روز ایک ساعت میں بعد اسکے کھڑے ہوئے ایکسو بارہ آدمی بنی اسرائیل کے عابد و میں سے اور انھوں نے ان قاتلونکو نیکی کا حکم کیا اور بدی سے منع کیا ان کو بھی انھوں نے اسروز کے آخر روز میں قتل کیا اور یہ تو ان لوگونکا ذکر ہے کہ جو بنی اسرائیل سے پہلے تھے اور حضرت کے زمانہ کے لوگ جو کہ ان کی اولاد میں تھے سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے باپ اور دادے کے فعل سے راضی تھے اور انھوں نے جناب رسولخدا اور مومنین کے قتل کا ارادہ کیا تھا لیکن خدائے تعالے نے ان کو محفوظ رکھا ان سب کے حق میں خدا تعالے فرماتاہے کہ فَبَشِّرْهُمْ پس خوشخبری دے ان کو تو اے محمد صلعم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ساتھ عذاب دردناک کے قیامت کے روز أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ یہ قتل کرنے والے ابنیار اور مومنین نیکی کا حکم کرنیوالونکو وہ لوگ ہیں کہ نابود ہوگئے اور مٹ گئے أَعْمَالُهُمْ عمل ان کے فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بیچ دنیا اور آخرت کے دنیا میں تو یہ حال ہے کہ تعریف انکی کوئی نہیں کرتاہے بلکہ لعنت اُنپر کرتے ہیں اور آخرت میں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ اور انھو نکے واسطے انکے مددکرنیوالے کہ اتش جہنم سے انکو نجات دلوائیں اور اس آیت سے صاف ظاہر ہوتاہے کہ جو کوئی نیکی کے حکم کرنیوالے کو قتل کرے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور کوئی انکو عذاب سے نہ بچاسکے گا اور اہل سنت کی کتب احادیث میں لکھاہے کہ رسولخدا نے عمار یاسرؓ سے فرمایا کہ تجھ کو گروہ باغی قتل کرینگے اور تو انکو بہشت کی طرف بلاتا ہوگا اور وہ تجھ کو دوزخ کی طرف بلاتے ہوں گے یعنی تو ان کو نیکی کا حکم کرتا ہوگا اور جو کہ باعث ہے اُن کے بہشت میں جانیکا وہ ان کو کہتا ہوگا اور عمار یاسرؓ حضرت علیؑ کی طرف ہوکر معاویہ کے لشکر سے لڑے اُن باغیوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے پس معلوم ہوا کہ معاویہ اور اس کے ہمراہی جو جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے ہمراہیوں نیکی کے حکم کرنے والونکو قتل کرتے تھے وہ سب ہمیشہ کو دوزخ میں جائیں گے اور کوئی اُن کو عذاب سے رہائی نہ دلوا سکے گا اور منقول ہے کہ خیبر کے یہودیوں میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے آپہیں زنا کیا اور توریت میں واسطے زنا کرنے والوں کے حکم سنگسار کرنیکا لکھا تھا اس واسطے اُنھوں نے جناب رسولخدا کی طرف رجوع کی کہ حکم سنگسار کرنیکا نہ فرمائیں گے بلکہ حد جاری کریں گے اور حضرت نے بھی وہی حکم دیا کہ جو توریت میں لکھا تھا کہ زنا کرنیوالونکو سنگسار کرنا چاہیے بعض یہودیوں نے کہا کہ حکم سنگسار کرنیکا ہمپر ظلم ہے حضرت نے فرمایا کہ توریت میں بھی یہی لکھاہے یہودیوں نے کہا کہ توریت میں یہ نہیں لکھاہے حضرت نے ایک توریت منگوائی اور ایک عالم یہود سے اس کو پڑھوایا تو وہ سنگسار کرنیکی آیت کو چھوڑ گیا عبداللہ بن سلام کہ پہلے یہودیونکے مذہب میں تھے وہ کھڑے ہوئے اور توریت کو اس کے ہاتھ میں سے لیکر سنگسار کرنے کی آیت کو پڑھا اس میں لکھا تھا کہ اگر مرد صاحب زوجہ اور عورت شوہردار زنا کریں تو ان کو سنگسار کرنا چاہیے اور اگر عورت حاملہ ہے تو تا وضع حمل انتظار کرنا چاہیے اور بعد اسکے اسکو سنگسار کرنا چاہیے اور حضرت نے فرمایا کہ میرا حکم مطابق توریت کے ہوا خدائے تعالے نے یہ آیت نازل کی کہ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ کیا نہ دیکھا تو نے اے محمدؐ طرف ان لوگوں کے کہ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ دئے گئے ہیں وہ ایک حصہ کتاب توریت میں سے یعنی علمار یہود کہ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ بلائے جاتے ہیں وہ طرف کتاب خدا کے کہ وہ توریت ہے لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ تو تاکہ حکم کرے وہ کتاب درمیان اُن کے اور بعضے کہتے ہیں کہ رسولخدا یہودیوں کے مقام درس میں تشریف لے گئے اور ان کو اسلام کی طرف بلایا ایک شخص نے انمیں سے حضرت سے کہا کہ تو کس دین پر ہے حضرت نے فرمایا کہ ملت ابراہیم پر اُسنے کہا کہ ابراہیم تو یہودی تھا حضرت نے فرمایا کہ درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے توریت منصف ہے اُنھوں نے انکار کیا چنانچہ خدا فرماتاہے کہ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ پس منہ پھیرتاہے ایک فرقہ انمیں سے جانب حق سے وَهُمْ مُعْرِضُونَ جس وقت کہ وہ انکار کرنے والے اور روگردانی کرنے والے ہیں حق سے باوجود علم کے کہ رجوع کرنی ان کو طرف حکم رسولخدا کے واجب تھی کہ مطابق توریت کے بھی تھا وہ حکم ذَٰلِكَ یہ انکار اور روگردانی انکی بِأَنَّهُمْ قَالُوا

بسبب اسکے ہے کہ کہا انھوں نے کہ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ ہرگز نہ چھوئے گی ہمکو آگ دوزخ کی اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ مگر چند روز شمار
کئے گئے کہ وہ سات روز تا چالیس روز ہیں اس واسطے عذاب کو سہل جانکر حکم توریت سے روگردانی کرتے تھے اور ایام منصوب علی الظرفیۃ ہیں اور معدودات اسکی
صفت ہے وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ اور فریب دیا ان یہودیوں کو بیچ دین ان کے کے مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اس چیز نے کہ تھے وہ افترا کرتے اور جھوٹ
بناتے اور کہتے تھے کہ ہمارے باپ اور دادا کہ انبیاء تھے ہماری سفارش کرکے ہمکو بچالیں گے اور یا یہ کہ کہتے تھے کہ خدائے تعالےٰ نے یعقوب سے
وعدہ کیا تھا کہ تیری اولاد کو عذاب نہ کروں گا مگر چند روز قسم کے کھولنے کے واسطے کہ وہ قول حقتعالےٰ کا ہے لاملان جہنم من الجنۃ والناس اور
فرمایا ہے کہ وان منکم الا واردھا خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ فَكَيْفَ پس کیونکر ہوگا حال ان کا اِذَا جَمَعْنٰهُمْ جس وقت جمع کریں گے ہم
ان کو لِيَوْمٍ واسطے اس دن کے یعنی واسطے حساب یا جزا اس دن کے کہ لَّا رَيْبَ فِيْهِ نہیں شک ہے بیچ واقع ہونے اس دن کے منقول
ہے کہ قیامت کے روز پہلا نشان کفار کا جو بلند ہوگا وہ نشان یہودیوں کا ہوگا اور خدائے تعالےٰ ان کو اہل محشر میں رسوا کرے گا اور بعد اسکے
حکم کرے گا کہ ان کو دوزخ میں لیجاؤ اور ہمیشہ وہ وہاں رہیں گے وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ اور پورا دیا جائیگا ہر نفس مَّا كَسَبَتْ
جو کچھ کہ کسب کیا اور عمل کئے ہیں اسنے وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور نہ وہ ظلم کئے جائینگے کہ کسی کے ثواب میں کمی کی جائے یا عذاب کسی کا زیادہ
کیا جائے بلکہ جزا موافق عمل کے ملے گی اور اب خدائے تعالےٰ اپنے حبیب کو تعلیم کرتا ہے کہ یہودیوں کے جواب میں اس طرح کہنا چاہئے
چنانچہ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ اَللّٰهُمَّ اے خدا مٰلِكَ الْمُلْكِ بادشاہ ملک دنیا اور آخرت کے تیری ہی بادشاہی
ہمیشہ کو قایم اور باقی ہے اور سوائے تیرے سب بادشاہ ہلاک ہونے والے ہیں اور اللہم کی اصل یا اللہ ہے اور میم مشددہ اس کے آخر
میں عوض یا حرف ندا کے ہے کر دیا ہے۔ اور ضمہ ہا پر اس واسطے کہ وہ منادی مفرد معرفہ ہے اور آخر میں میم اس واسطے مفتوح ہوا اور
وہ ساکن تھا فتح کہ خفیف ہے اس کو دے دیا اور مالک الملک منادی مضاف ہے اور حرف ندا کا اس میں سے محذوف ہے کہتے
ہیں کہ جنگ احزاب میں سلمان اپنے گرد خندق کھودتے تھے ایک پتھر ایسا سخت نکلا کہ کدال اس میں کام نہیں کرتی تھی رسولخدا صلعم نے
سلمان کے ہاتھ میں سے کدال لیکر اس پتھر پر مارا کہ ایک تہائی اس میں سے ٹوٹ گیا اور ایک روشنی مثل بجلی کے پتھر میں سے نکلی کہ
پہاڑ مدینہ کے روشن اس سے ہو گئے اور اس روشنی میں کنگرے ایوان کسرے کے جو کہ مداین میں تھا لوگوں نے اس مقام سے جو کہ وہاں
حاضر تھے بخوبی دیکھے اور اس وقت حضرتؐ نے اور حضرتؐ کے اصحاب نے تکبیر کہی اور جب دوسری ضرب لگائی تو تہائی پتھر اور شکست
ہوا اور اس میں سے روشنی چمکی اور اس روشنی میں محل صنعا ریمن کے دکھلائی دئے پھر حضرت صلعم اور حضرت کے اصحاب نے تکبیر کہی اور
تیسری ضرب کی روشنی میں روم کے اور فارس کے محل نظر آئے اور حضرت نے مع اصحاب تکبیر کہی اور فرمایا حضرت نے کہ مجھ کو جبرئیل نے خبر
دی تھی کہ غلبہ اسلام کا اطراف عالم میں پھیل جائے گا اصحاب نے یہ سنکر خدا کا شکر کیا اور منافق ہنسنے لگے اور کہتے تھے کہ عجیب حال ہے اس
شخص کا کہ لڑائی کے خوف سے تو اپنے گرد خندق کھودتا ہے اور اپنے یاروں سے روم اور فارس کے لینے کا وعدہ کرتا ہے تب خدائے
تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ کہہ تو اے محمد صلعم کہ اے خدا مالک بادشاہی دنیا و آخرت کے تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۤءُ دیتا ہے
تو بادشاہی جس کو چاہتا ہے وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۤءُ اور چھین لیتا ہے تو بادشاہی کو جس سے چاہتا ہے تو اور آنجملہ حکومت
مکہ کی اور اطراف مکہ کی کفار قریش سے چھین کر رسول خدا صلعم کے خادموں کو دی اور ملک روم اور فارس اور یمن وہاں کے بادشاہوں سے لیکر
حضرت کے تابعین کو دیا اور بعضوں کے نزدیک مراد ملک سے ملک نبوت ہے کہ بنی اسرائیل سے چھین کر اولاد اسمٰعیل میں دیا وَتُعِزُّ مَنْ
تَشَاۤءُ اور عزت دیتا ہے تو جس کو چاہتا ہے تو ایمان کی توفیق دیکر وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۤءُ اور خوار اور بےمقدار کرتا ہے جسکو چاہتا ہے
تو اس کے عناد کی جہت سے مثل ابوجہل وغیرہ کفار کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد عزت سے عزت قناعت کی ہے اور مراد ذلت سے ذلت حشمت اور حرص کی

ہے بِيَدِكَ الْخَيْرُ ج ہاتھ تیرے کے نیکی اور خیر ہے اے خدا کہ ملک اور عزت تو مومنین کو دیتا ہے اور ذلت اور عذاب کفار کو دیتا ہے یہ عدل
تیرا ہے اور خیر میں یہ داخل ہے اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۵ تحقیق کہ تو اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے کہ جس سے چاہے بادشاہی کو چھین
لیوے اور جسکو چاہے عطا کرے اور جسکو چاہے عزت دیوے اور جسکو چاہے ذلیل و خوار کرے تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ داخل کرتا ہے تو رات کو
بیچ دن کے کہ رات گھٹتے گھٹتے دن ہو جاتا ہے وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ اور داخل کرتا ہے تو دن کو بیچ رات کے کہ دن گھٹتے گھٹتے رات ہو جاتی ہے
وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ اور نکالتا ہے تو زندہ کو مردہ سے کہ نطفہ مردہ سے حیوان زندہ کو نکالتا ہے یا نکالتا ہے تو مومن کو کافر
سے یا عالم کو جاہل سے وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ اور نکالتا ہے تو مردہ کو زندہ سے یعنی کافر کو مومن سے پیدا کرتا ہے یا جاہل کو عالم سے
کہتے ہیں کہ رسولخدا اپنی ایک زوجہ کے پاس تشریف لے گئے ایک عورت پاکیزہ صورت اور نیک سیرت وہاں بیٹھی تھی حضرت نے پوچھا کہ یہ کون ہے
کہا کہ تیری خالاؤں میں سے ایک خالہ ہے فرمایا کہ کونسی خالہ کہا کہ خالدہ بنت الاسود اور یہ مومنہ ہے اور باپ اسکا کافر تھا یہ سنکر فرمایا کہ سبحان
الذی یخرج الحی من المیت اور بعضوں نے میت کی یا کو مخفف پڑھا ہے وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۵ اور روزی دیتا ہے جسکو
چاہتا ہے تو بے حساب اور بیشمار اپنے خزانہ رحمت سے کہ خلقت جس کا حساب کر سکے اور معاذ بن جبل نے روایت کی ہے کہ میں بسبب مطالبہ قرض کے
ایک مرتبہ نماز جمعہ میں حاضر نہوا رسولخدا نے فرمایا کہ تو نماز جمعہ میں کیوں نہیں حاضر ہوا میں نے عرض کی کہ فلانے یہودی کے میرے ذمے کچھ گیہوں قرض
آتے ہیں اس نے مجھکو نہیں آنے دیا حضرت نے فرمایا کہ آیہ قل اللھم کو بغیر حساب تک پڑھ اور کہہ کہ یا رحمان الدنیا والاخرۃ ورحیمھما تعطیھما من تشا
فتمنع منھما من تشا اقض عنی دینی جو کوئی اسکو پڑھے اگر قرض اس کا اس قدر ہو کہ زمین گنجایش اسکی نرکھتی ہو تو خدا تعالے اسکو ادا کردے گا اور حضرت صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ جس وقت خدا تعالے نے چاہا کہ سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور آیہ شہد اللہ اور آیہ قل اللھم کو
زمین پر نازل کرے تو انھوں نے عرض کی کہ خداوندا تو ہمکو زمین پر بھیجتا ہے کہ جو جگہ گناہ ہوگی ہے اور ہم تیرے عرش پر لٹکے ہوئے ہیں کہ وہ مقام
پاک ہے اللہ تعالے نے فرمایا کہ مجھکو قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ جو کوئی تمکو بعد نماز فریضہ کے پڑھے گا میں اسکو حضیرہ قدس میں جگہ
دوں گا اور ہر روز ستر بار بنظر رحمت اسکو دیکھوں گا اور ہر روز ستر حاجت اسکی برلاؤں گا کہ کمتر حاجت سو حاجتوں میں سے یہ ہے کہ اسکے گناہونکو
بخشوں گا اور دشمنوں سے اسکو نگاہ رکھوں گا اور کوئی چیز اسکو بہشت میں جانے سے منع نہ کر سکے گی اور اس آیت میں خدا تعالے نے بیان کیا
کہ مالک دنیا اور آخرت کا اور قادر عزت دینے اور ذلت دینے پر خدا ہے اور بعد اسکے مومنین کو منع کرتا ہے کافروں سے دوستی کرنے پر کہ وہ قادر نہیں ہیں
عزت دینے اور ذلت دینے پر چنانچہ فرماتا ہے کہ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ چاہیے کہ نہ پکڑیں مومنین کہ دوستان خدا ہیں اور معزز اور مکرم ہیں نزدیک
اس کے الْكٰفِرِيْنَ کافروں کو کہ دشمنان خدا ہیں اور ذلیل اور خوار ہیں نزدیک اس کے اَوْلِيَاءَ دوست مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ج
سوائے مومنین کے یعنی مومن کافر سے دوستی نہ کرے اور مومن دوست نہ رکھے مگر مومن کو خدا تعالے نے منع کیا ہے اس آیت میں کہ جاہلیت میں
جو قرابت اور ملاقات کی جہت سے دوستی تھی اسکو موقوف کرو کہ کفار سے دوستی نہیں چاہیے اور دوستی اور بغض جو ہو تو خاص خدا کیواسطے ہے
ہو کہ یہ ایمان کے اصول میں سے ہے اور یہ مضمون قرآن میں کئی جگہ آیا ہے لا تتخذوا الیھود والنصاری اولیاء اور لا تجد قوما یومنون
باللہ والیوم الاخر (الایہ) اور فرماتا ہے کہ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ اور جو شخص کہ کرے اس دوستی کو دشمنان خدا سے تو فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ
فِيْ شَيْءٍ پس نہیں ہے وہ دوستی خدا کی سے کسی شی کی یعنی خدا کی دوستی سے اسکو کچھ نصیب نہوگا اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مگر یہ کہ بچو تم مِنْهُمْ
تُقٰىةً ط ان کفار سے بچنا اور اس چیز کا خوف ہو کہ نگاہ رکھنا اور بچانا اسکا واجب ہے جیسے کہ ضرر ہو جان کا یا مال کا یا عزت کا نقصان ہو تو ان
سے اس صورت میں دوستی کر سکتے ہیں تقیہ کی راہ سے ظاہر میں اور یعقوب نے تقاۃ کو تقیہ پڑھا ہے یعنی نگاہ رکھو تم اپنے تئیں ان کفار
سے از روئے تقیہ کے اور اس آیت سے تقیہ ثابت ہوا اور جو لوگ کہ تقیہ کو منع کرتے ہیں ان کا ایمان اس آیت پر نہیں ہے اور اس آیت کے

دعا برائے ادائے قرض

کفار سے دوستی کی ممانعت

وہ منکر ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسولخدا فرماتے تھے کہ نہیں ایمان ہے واسطے اس شخص کے کہ نہیں تقیہ ہے
واسطے جس شخص کے اور حال یہ ہے کہ خدا تعالے قرآن میں فرماتا ہے کہ الا ان تتقوا منہم تقیۃ اور دوسری روایت میں ہے کہ تقیہ سپر خدا کی ہے
درمیان اس کے اور درمیان خلقت اسکی کے اور حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تقیہ ہر شے میں ہے کہ جس کی طرف مضطر اور ناچار ہو فرزند
آدم اور بتحقیق حلال کیا ہے خدا نے واسطے اسکے تقیہ کو وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ اور ڈراتا ہے تم کو خدا دشمنوں سے دوستی کرنے کے مقدمہ میں نَفْسَهٗ
عذاب ذات اپنی سے کہ بسبب قاہر ہونے کے اسکی ذات سے صادر ہو وَاِلَى اللّٰهِ اور طرف خدا کے یعنی اس کے حکم کی طرف یا اس کے جزا دینے کی
طرف الْمَصِيْرُ پھرنا سب کا ہے اور موافق عمل کے سب کو جزا دے گا اور فرماتا ہے خدائے تعالے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ اِنْ تُخْفُوْا مَا
فِيْ صُدُوْرِكُمْ اگر پوشیدہ رکھو تو تم اس چیز کو کہ بیچ سینوں تمہارے کے ہے یعنی کفار کی دوستی کو اپنے دلوں میں جگہ دو اَوْ تُبْدُوْهُ یا ظاہر
کرو تم اسکو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے يَعْلَمْهُ اللّٰهُ جانتا ہے اسکو خدا اور تم کو اس کے عوض میں عذاب الیم میں گرفتار کرے گا وہ سب کچھ
جانتا ہے وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ اور جانتا ہے خدا اس چیز کو کہ بیچ آسمانوں کے ہے وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اس چیز کو کہ بیچ
زمین کے ہے پس تمہارے ظاہر اور پوشیدہ کا سب کا وہ عالم ہے اور تمہارا کوئی امر اس پر پنہاں نہیں ہے وَاللّٰهُ اور خدا کہ علم ذاتی اس کا سب
چیزوں کو پہنچا ہے عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اوپر ہر چیز کے قادر ہے کہ تمکو تمہارے ظاہر اور پوشیدہ پر سب پر جزا دے گا اس صورت میں چاہیے
کہ نافرمانی اسکی نہ کرو اور دل سے اسکی فرمانبرداری میں حاضر اور مستعد رہو اور پہلے اس سے خدا نے کافروں اور گنہگاروں کو عذاب سے ڈرایا
تھا اور اب عذاب کے وقت کو بیان کرتا ہے کہ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ جس دن کہ پائیگا ہر نفس یعنی ہر ایک شخص مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ
جو کچھ کیا ہے نیکی میں سے مُّحْضَرًا حاضر کیا گیا نزدیک اپنے کہ اس کے نامۂ اعمال میں وہ لکھا ہو گا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ اور جو کچھ کیا ہے
بدی میں سے یعنی جس وقت ہر آدمی اپنے اعمال نیک کو اپنے پاس حاضر پائے گا اور ایسے ہی اعمال بد کو موجود اور لکھا ہوا اپنے نامۂ اعمال
میں پائے گا تو اسکو دیکھے گا تو تَوَدُّ دوست رکھے گا اس امر کو کہ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا کاش یہ کہ ثابت ہوتا کہ تحقیق ہوتی درمیان اس عمل بد
کے وَبَيْنَهٗ اور درمیان اس دن کے اَمَدًاۢ بَعِيْدًا ایک مدت بعید جیسے کہ مشرق سے مغرب تک دوری ہوتی ہے یعنی آرزو کرے گا
کہ بالکل اس عمل کو میں دیکھتا وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ اور ڈراتا ہے تمکو خدا نَفْسَهٗ عذاب ذات اپنی سے اور یہ فقرہ واسطے تاکید کے مکرر آیا
ہے وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ اور خدا مہربان ہے ساتھ بندوں اپنے کے اس واسطے ان کو ڈراتا ہے عمل بد کرنے سے کہ جو باعث عذاب ع ۱۰
ہے تاکہ وہ پرہیز کریں اور عذاب سے نجات پائیں اور منقول ہے کہ یہودی کہتے ہیں کہ ہم پسران خدا ہیں اور دوست اسکے ہیں اور نصاری
کہتے تھے کہ ہم مسیح کو پسر خدا جانتے ہیں اس سبب سے اسکی تعظیم میں ہم کوشش کرتے ہیں اور مشرک کہتے تھے کہ ہم بتوں کو دوست رکھتے ہیں اور انکی شفاعت
کے امیدوار ہیں تب یہ آیت نازل ہوئی کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ اِنْ كُنْتُمْ اگر ہو تم کہ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ دوست رکھتے ہو تم خدا کو اور
اسکی دوستی کی لاف زنی کرتے ہو تو فَاتَّبِعُوْنِيْ پس پیروی کرو تم میری اور میری تابعداری میں رہو يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ دوست رکھے گا
تمکو میری تابعداری کرنے کی جہت سے وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اور بخشے گا واسطے تمہارے گناہ تمہارے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ اور
خدا بخشنے والا ہے ان لوگوں کو کہ جو میری پیروی پر ثابت قدم رہیں رَّحِيْمٌ مہربان ہے اوپر اپنی رحمت خاص سے اور رسول خدا
صلعم حبیب اللہ ہیں پس جو شخص دعوے کرے خدا کی محبت کا تو لازم ہے کہ اسکو محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس واسطے کہ محبوب کا
محبوب محبوب ہوتا ہے اور محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہیں حاصل ہوتی ہے مگر ان حضرت کی پیروی اور متابعت سے کہ جو کوئی ان کی
متابعت کرتا ہے اور ان کے طریق پر چلتا ہے قول میں اور فعل میں وہی ان کا دوست ہے پس جو شخص کہ متابعت رسول اللہ کی کرے گا وہی
خدا کا دوست ہے اور ایسے ہی جو شخص کہ کہتے ہیں کہ ہم شیعیان علی ہیں اور آل رسول کے دوست ہیں لیکن وہ ان کی متابعت نہیں کرتے ہیں

نہ قول میں اور نہ فعل میں اور نہ عقیدہ میں اور نہ سیرت میں اور ان کے طریق پر نہیں چلتے ہیں وہ ہرگز ان کے دوست نہیں ہیں اور جس وقت ان کی متابعت ہر امر میں نہ کی تو رسول خدا صلعم کی بھی متابعت نہ کی اور جبکہ رسولخدا کی متابعت نہ کی تو خدا کے دوست نہوئے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کہ خوش کرے یہ امر کہ جانے وہ کہ خدا اسکو دوست رکھتا ہے تو پس چاہیئے کہ عمل کرے وہ خدا کی طاعت کا اور پیروی اور متابعت کرے ہماری کیا نہ سنا ہے تو نے قول خدائے عزوجل کا کہ اپنے نبی صلعم سے فرمایا ہے کہ قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ویغفر لکم ذنوبکم قسم ہے خدا کی کہ نہیں فرمانبرداری کرتا ہے بندہ کبھی مگر کہ داخل کرتا ہے خدا اوپر اسکے بیچ فرمانبرداری اپنی کے پیروی ہماری کو اور قسم ہے خدا کی نہیں پیروی کرتا ہے ہماری بندہ کبھی مگر کہ دوست رکھتا ہے اس کو خدائے تعالے اور قسم ہے خدا کی نہیں چھوڑتا ہے ہماری پیروی کو کوئی کبھی مگر وہ کہ بغض رکھتا ہے ہم سے اور قسم خدا کی ہے کہ نہیں بغض رکھتا ہے ہم سے بندہ کبھی مگر کہ نافرمانی کی اُسنے خدا کی اور جو کوئی خدا کا نافرمانبردار ہو کر مرا تو رسوا کرے گا اسکو خدا اور اوندھے منہ اسکو دوزخ میں ڈالے گا اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسولخدا صلعم جو حکم فرمائیں اسکو قبول اور تسلیم کرنا چاہیئے تاکہ محبت خدا کی حاصل ہو پس جو لوگ کہ جناب رسولخدا صلعم کے حکم کو رد کریں اور جس وقت رسولخدا فرمائیں کہ تم یہ کام کرو اور وہ لوگ جواب میں آنحضرت کے کہیں کہ یہ مرد بکتا ہے کہ اسکو ہذیان ہو رہا ہے اس کے کہنے کو ہم نہیں مانتے ہمارے پاس قرآن موجود ہے کہ وہ ہمکو کفایت کرتا ہے اور یا یہ کہ حضرت کے فعل پر اعتراض کریں اور کہیں کہ تو یہ کام کیوں کرتا ہے اور حضرت کو یہ اعتراض ناخوش معلوم ہو۔ البتہ وہ لوگ خدا کے دوستوں میں سے ہرگز نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ دشمنان خدا ہیں اور امید مغفرت واسطے ان کے منقطع ہے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ میں بعد اپنے دو چیزیں چھوڑتا ہوں قرآن اور اہل بیت جو کوئی ان کو مضبوط پکڑے گا اور انکی پیروی کرے گا یعنی موافق حکم قرآن اور اہلبیت کے عمل کرے گا وہ شخص گمراہ نہ ہو گا پس جو لوگ کہ اہل بیت کو ترک کر کے اُن کے غیروں کے اقوال پر عمل کرتے ہیں وہ لوگ رسولخدا کی متابعت سے خارج ہیں اور جسوقت کہ حضرت کے تابعین میں سے نہوئے تو خدا کے دوست بھی نہوئے اور منقول ہے کہ جسوقت رسولخدا صلعم نے اس آیت کو تلاوت فرمایا تو عبداللہ اُبی منافق نے اپنے یاروں سے کہا کہ دیکھو کہ محمدؐ اپنی دوستی کو خدا کی دوستی کے برابر کہتا ہے اور ہمکو حکم کرتا ہے کہ اسکو ایسا دوست رکھیں کہ جیسے نصاریٰ عیسیٰ کو دوست رکھتے ہیں حقتعالے نے انکے جواب میں فرمایا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ اَطِيعُوا اللّٰهَ فرمانبرداری کرو تم خدا کی سب احکام میں وَالرَّسُولَ اور پیغمبر کی احکام شرع میں اور جو کچھ وہ حکم کریں اسکو قبول کر کے عمل میں لاؤ فَاِنْ تَوَلَّوْا یہ لفظ ماضی کا اور مضارع کا بحذف تا دونوں کا احتمال رکھتا ہے یعنی پس اگر پھر جائیں وہ کفار اور روگردانی کر کے اپنے کفر پر قائم رہیں اور متابعت نہ کریں خدا کی اور پیغمبر کی تو فَاِنَّ اللّٰهَ پس تحقیق خدا لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ نہیں دوست رکھتا ہے کافروں کو اور ان سے ہرگز راضی نہیں ہے اور جس وقت کہ ان کو خدا نے دوست نہ رکھا تو معلوم ہوا کہ ان سے بغض رکھتا ہے پس چاہیئے کہ دوستان خدا بھی ان لوگوں سے بغض رکھیں جیسے کہ خدا بغض رکھتا ہے اور روایت میں آیا ہے کہ ایمان اس امر پر موقوف ہے کہ دوستان خدا کو دوست رکھیں اور دشمنان خدا سے دشمنی رکھیں اور ان آیتوں میں فرمانبرداری پیغمبر ونکی واجب کی اور اب تعریف انکی کرتا ہے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ تحقیق خدا نے برگزیدہ کیا ہے آدم کو کہ اسماء اشیاء کے ان کو تعلیم کیئے اور ملائکہ سے انکو سجدہ کروایا اور نبوت ان کو عطا کی ہے اور اُن کے نطفے سے انبیا اور اوصیا اور اولیا پیدا کیئے وَنُوْحًا اور برگزیدہ کیا نوح کو کہ ان کی عمر دراز کی اور کشتی کا بنانا انکو الہام کیا اور غرق ہونیسے ان کو نجات دی اور پیغمبر کیا ان کو وَاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ اور برگزیدہ کیا آل ابراہیم کو کہ وہ اسمٰعیل اور اسحاق اور اولاد انکی ہیں اور نبوت انکو عطا کی اور اسمٰعیل کی اولاد میں ہمارے پیغمبر صلعم ہیں اور اسحاق کی اولاد میں یعقوب اور یوسف اور موسیٰ اور داؤد اور سلیمان اور یونس اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ وغیرہ علیہم السلام ہیں وَاٰلَ عِمْرٰنَ اور برگزیدہ کیا آل عمران کو کہ وہ موسیٰ اور ہارون ہیں اور یہ دونوں بیٹے عمران

بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام کے ہیں اور یا مراد اس سے حضرت عیسی ہیں اس واسطے کہ ماں انکی مریم دختر عمران ہے
اور فاصلہ ان دو عمران میں ایک ہزار آٹھ سو سال کا تھا اور تفسیر اہل بیت علیہم السلام میں ہے کہ مراد آل عمران سے علی ابن ابیطالبؑ
ہے اور اولاد ان کی اس واسطے کہ عمران نام ابو طالب کا ہے اور کئی حدیثیں اس مقدمہ میں وارد ہوئی ہیں اور آل ابراہیم سے مراد ہمارے
پیغمبر کی آل ہے کہ وہ اہل اس کے ہیں اس واسطے کہ آل ابراہیم میں ہمارے حضرت جیسے کہ داخل ہیں ایسے ہی ان کی اولاد طاہرین بھی داخل
ہے اور جس کو خدائے تعالے برگزیدہ کرتا ہے چاہیے کہ وہ پاک ہو سب گناہوں سے اور معصوم ہو خواہ پیغمبر ہو خواہ امام ہو پس اس
صورت میں آل ابراہیم اور آل عمران میں سے برگزیدہ وہ ہوگا جو کہ معصوم ہے اور ابن عباس اور ابو ذر اور انس سے روایت ہے کہ فرمایا
ہے رسولخداصلعم نے کہ میں آل ابراہیم ہوں اور علیؑ آل عمران ہے اور جس صورت میں کہ آل ابراہیم سے مراد ہمارے پیغمبر مراد ہوں تو آل
عمران سے مراد علی ابن ابیطالب کا ہونا بہت مناسب اور چسپاں ہے نہ مراد ہونا موسی علیہ السلام اور ہارون اور عیسیٰ علیہ السلام کا جیسا کہ
بعضے کہتے ہیں اس واسطے کہ اگر آل عمران سے موسیٰ یا عیسیٰ مراد ہوں تو اس صورت میں ذکر کی ترتیب میں فرق آجاتا ہے اور یہ امر نظم قرآن
سے بہت بعید ہے اس لئے کہ ذکر میں ہمارے پیغمبر موسیٰ یا عیسیٰ سے مقدم ہو جاتے ہیں اور حال یہ ہے کہ ہمارے حضرت ان سے پیچھے ہیں
اور اگر اس میں کچھ قباحت نہیں تو خدائے تعالے نے نوحؑ کو آدمؑ سے پہلے ذکر کیوں نہ کیا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت
کو تلاوت فرمایا اور بعد اسکے فرمایا کہ ہم ہیں انہیں سے اور ہم باقی اس عترت کے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ محمد
بن اشعث کندی ملعون نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے پوچھا کہ اے حسینؑ پسر فاطمہؑ تجھ کو رسول خداصلعم کی طرف سے کونسی حرمت اور
بزرگی ہے کہ وہ تیرے غیر کے واسطے نہیں ہے حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ان اللہ اصطفٰے آدم و نوحًا و آل
ابراھیم و آل عمران علے العالمین ذریۃ بعضھا من بعض اور پھر فرمایا کہ واللہ محمد آل ابراہیم میں سے ہے اور عترت رہنما البتہ آل محمدؐ میں سے
ہے حاصل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ تمام انبیاء کو اور ان کی اولاد کو برگزیدہ کیا خدا نے اور فضیلت دی عَلَے الْعَالَمِیْنَ اوپر عالم کے
لوگوں کے اس سے ثابت ہوا کہ یہ سب بزرگ ملائکہ سے افضل ہیں اور قرات اہل بیت علیہم السلام میں وآل محمد علی العالمین آیا ہے اس
صورت میں عطف خاص کا عام پر ہوگا جیسے کہ عطف آل عمران کا آل ابراہیم پر ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ
آل محمد کون ہیں فرمایا کہ آل محمد وہ ہیں کہ جن سے نکاح ان کا حرام ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ آل محمد اولاد آنحضرت کی ہے
اور اہل بیت ان کے جو کہ اوصیا انکے اور آئمہ طاہرین ہیں اور عترت ان حضرت کی اصحاب عبا ہیں کہ وہ علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ
ہیں اور امت آنحضرت کی وہ مومنین ہیں کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور سچا جانا ہے اور حق سمجھا ہے انھوں نے ان امور کو کہ جو رسول خدا کے یہاں
سے لایا ہے اور تمسک کرتے ہیں وہ ثقلین سے یعنی قرآن اور اہلبیت کی پیروی کرتے ہیں بعد رسولخداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاصل یہ ہے
کہ خدا فرماتا ہے کہ اولادِ ابراہیم اور اولادِ عمران کو برگزیدہ کیا عالم کے لوگوں پر ذُرِّیَّۃً جس وقت کہ فرزند اور اولاد ہیں وہ کہ بَعْضُهَا
مِنْۢ بَعْضٍ بعض ان کا بعضے سے ہے جیسے کہ آدم سے نوحؑ ہے اور نوحؑ سے ابراہیم ہے اور ایسے ہی عمران سے علیؑ ہے اور علیؑ سے حسنؑ اور حسینؑ
سے علیؑ اور علیؑ سے محمدؑ اور محمدؑ سے جعفرؑ اور جعفرؑ سے موسیٰؑ اور موسیٰؑ سے علیؑ اور علیؑ سے محمدؑ اور محمدؑ سے علیؑ اور علیؑ سے حسنؑ اور حسنؑ سے صاحب
العصر والزمان صلوات اللہ علیہم اجمعین کہ یہ سب اولاد پسندیدہ ہیں اپنے پدران برگزیدہ سے اور ذریۃ حال واقع ہے اور ذریّہ واحد اور جمع پر
دونوں پر کہا جاتا ہے یعنی وہ ایک ذریت ہے سلسلہ وار کہ بعض اس کا نکلا ہے بعض سے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تحقیق
کہ جن لوگوں کی خدا نے برگزیدہ کیا ہے بعض النسل بعضے کے ہے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ اور خدا سننے والا ہے لوگوں کے اقوال کا عَلِيْمٌ جاننے
والا ہے اُن کے اعمال کا پس برگزیدہ کرتا ہے اس شخص کو کہ جس کا قول اور عمل درست ہو اور اب خدائے تعالے مریم کے حال میں جو کہ اولاد عمران تھیں

حضرت مریم کی ماں کا اپنے حمل کو خدا کی راہ میں نذر کرنا

میں سے ہے بیان کرتا ہے کہ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ یاد کر تو اے محمد صلعم جس وقت کہا عورت عمران بن ماثان نے کہ وہ ماں حضرت مریم کی تھی اور نام اس کا حنہ تھا اور وہ زوجہ عمران کی تھی جس وقت ہوئی وہ حاملہ تو اس نے کہا رَبِّ اے پروردگار میرے اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ تحقیق مینے نذر کیا ہے واسطے تیرے مَا فِیْ بَطْنِیْ اس چیز کو کہ بیچ پیٹ میرے کے ہے کہ مُحَرَّرًا آزاد کی گئی ہے تعلقات دنیا سے اور ہمارے حق سے اور محررًا حال واقع ہوا ہے یعنی اس کو مشغول نہ کروں بیں کار و بار دنیا میں تاکہ خاص تجھ کو ہی عبادت کرے وہ تیری مسجد کی خدمت کرے اور خدمت کرنا مسجد بیت المقدس کا ایک امر عظیم تھا اور اس کو بڑی عبادت جانتے تھے اور فرزندنکو اُس کام کے واسطے نذر کرتے تھے کہ وہ اس میں جھاڑو دیتے اور مسجد کے عابدوں کی خدمت کرتے اور مسجد میں چھڑکاؤ کرتے اور چراغ روشن کرتے اور اس سے باہر نہ جاتے تھے مگر رفع حاجت ضروری کے واسطے اور اسی طرح اسکی خدمت کرتے یہاں تک کہ بالغ ہو جاتے اور بعد اس کے اُن کو اختیار ہوتا تھا چاہے وہاں رہتے اور چاہے باہر چلے آتے اور انبیا اور علما ایک پسر اپنا یا زیادہ ایک سے اسکی خدمت کے واسطے آزاد کرتے تھے اور جس وقت حنہ نے یہ نذر کی تو اس کے شوہر عمران نے کہا کہ تو نے یہ کیا نذر کی ہے شاید کہ تیرے پیٹ میں دختر ہو اور مسجد کی خدمت کی لائق نہو یہ سنکر حنہ کی زبان پر جاری ہوا کہ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ پس قبول کر تو مجھ سے اے خدا جو کچھ کہ مینے نذر کیا ہے اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ تحقیق تو سننے والا ہے میری نذر کرنے کے قول کو الْعَلِیْمُ جاننے والا ہے میرے مقصود کو کہ میں نے اس نذر میں سوائے رضامندی تیری کے اور کچھ نہیں چاہا فَلَمَّا وَضَعَتْهَا پس جنی وہ حنہ اس بچہ کو تو قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی کہا اے پروردگار میرے تحقیق میں نے جنا ہے اسکو مادہ یعنی دختر جنی ہے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالےٰ نے وحی کی عمران پر کہ میں تجھکو فرزند نرینہ عطا کروں گا کہ وہ مادرزاد اندھوں کو بینا کرے اور مُردوں کو زندہ کرے باذن خدا اور اسکو بنی اسرائیل کا پیغمبر کروں گا عمران نے اپنی زوجہ سے اس امر کا ذکر کیا اور جس وقت وہ حاملہ ہوئی تو اسکو یہ گمان تھا کہ میرے پیٹ میں لڑکا ہے اور جس وقت جنی تو دختر پیدا ہوئی یعنی حضرت مریم پیدا ہوئیں اور از راہ تحسر و تحزن افسوس کر کے کہا کہ پروردگار میرے مینے دختر جنی ہے اور نہیں ہوتا ہے مرد مانند عورت کہ عورت پیغمبر نہیں ہوتی اور بعد اس کے خدا تعالےٰ نے عیسیٰ کو مریم کے پیٹ سے پیدا کیا اور اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے کی خوشخبری عمران کو دی تھی نہ حنہ کے پیٹ کے بچہ کی اس ذکر کو خدا تعالےٰ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ پس جس وقت جنی زوجہ عمران کی اسکو تو کہا اس نے کہ اے پروردگار میرے تحقیق میں نے جنا ہے اسکو عورت وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور خدا زیادہ عالم ہے بِمَا وَضَعَتْ ساتھ اس چیز کے کہ جنا ہے اُس حنہ نے اور بما وضعت کی تا کو ابن عامر اور ابوبکر اور یعقوب نے مضموم پڑھا ہے متکلم کا صیغہ یعنی اور خدا زیادہ عالم ہے ساتھ اس چیز کے کہ جنا ہے میں نے وَلَیْسَ الذَّكَرُ اور نہیں ہے مرد کہ میں نے اسکو طلب کیا تھا بیت المقدس کی خدمت کیواسطے كَالْاُنْثٰی مانند عورت کے کہ تو نے مجھکو دی ہے اس واسطے کہ عورت کو بعد بالغ ہونے کے حیض آتا ہے تو وہ مسجد سے باہر نکالی جاتی ہے اور محرر یعنی آزاد کیا گیا مسجد کی خدمت کے واسطے مسجد سے باہر نہیں جاتا ہے اور مرد پیغمبر بھی ہوتا ہے اور عورت پیغمبر نہیں ہوتی وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ اور تحقیق میں نے نام رکھا ہے اس کا مریم اور مریم انکے لغت میں عابدہ یا امۃ اللہ کو کہتے ہیں یعنی کنیز خدا پس حنہ نے کہا کہ میں نے اس کا مریم نام رکھا ہے وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ اور تحقیق میں پناہ میں لاتی ہوں اسکو ساتھ تیرے وَذُرِّیَّتَهَا اور اولاد اس کی کو مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وسوسہ شیطان رانده ہوئے رحمت اور برکت سے اور منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ کو وقت پیدا ہونے کے شیطان چھوتا ہے اور مس کرتا ہے مگر مریم کو اور اس کے فرزند عیسیٰ کو مس نہیں کیا اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ بہترین زنان عالم چار عورتیں ہیں مریم بنت عمران - اور آسیہ زن فرعون اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ جس وقت خدیجہ فاطمہ سے حاملہ ہوئیں تو کہا اے خدا تو جانتا ہے کہ میں زوجہ عمران سے بہتر ہوں اور محمد

عمران سے بہتر ہے میں نے اپنے اس فرزند کو جو کہ میرے شکم میں ہے آزاد کیا حقتعالے نے جناب رسولخدا پر وحی کی کہ خدیجہ سے کہو کہ آزاد کرنا ملک سے پہلے نہیں ہوسکتا اور اس عمل کو مجھ پر چھوڑ دے کہ وہ صفیہ اور برگزیدہ میری ہے اور ماں اماموں کی ہے اور آزاد کی ہوئی دوزخ سے ہے خدیجہ نے یہ سنکر کہا کہ اگرچہ یہ دختر ہے لیکن دل میرا اس سے خوش ہے اور رسول خدا صلعم فرمایا کرتے تھے کہ مریم بتول ہے اور فاطمہ بتول ہے پس جس وقت کہ مریم پیدا ہوئی تو فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا پس قبول کیا اسکو پروردگار اسکے نے بِقَبُولٍ حَسَنٍ ساتھ قبول کرنے نیک کے منقول ہے کہ حنہ کو دختر کے پیدا ہونے سے بہت افسوس ہوا اور کہتی تھی کہ یہ لڑکی ہے خدمت بیت المقدس کی کیونکر کریگی ایسی خدمت تو پسر سے ہوتی ہے لیکن حنہ نے دعا کی کہ خداوندا تو قبول کر اسکو خدا نے اسکی دعا کو بہ قبول نیک قبول کیا کہ بیت المقدس کی خدمت کے واسطے اس دختر کو منظور کیا کہ وہ بجائے مرد کے بیت المقدس کی خدمت کے واسطے سب ہے وَّاَنۡۢبَتَهَا اور اگایا اس دختر کو یعنی نشو و نما کیا اور پرورش کیا نَبَاتًا حَسَنًا اگانا یعنی نشو و نما کرنا اور بڑھانا نیک اور نباتا مفعول مطلق انبت کا ہے یعنی توفیق اسکو خدا نے نیکی اور پاکی دی اور معرفت کی اس درجہ پر دی کہ جس وقت وہ بالغ ہوئی تو عبادت میں اور زہد میں سب عابدوں اور زاہدوں پر غالب ہو گئی اور کہتے ہیں کہ حضرت مریم پیدا ہوئیں تو انکی ماں حنہ انکو ایک کپڑے میں لپیٹ کر مسجد میں لے گئی اور عابدوں کے سامنے انکو رکھا اور کہا کہ تم لو اس حقیر نذر کو عابدوں میں آپس میں جھگڑا واقع ہوا اور ہر ایک کو اس کے لینے کی رغبت ہوئی کہ وہ ان کے امام کی دختر تھی اس واسطے کہ اولاد ماتان روسا بنی اسرائیل تھی اور بادشاہ انکی اسلئے ہر ایک کہتا تھا کہ میں اسکی پرورش کروں زکریا علیہ السلام نے کہا کہ میں اسکا زیادہ حقدار ہوں کہ اسکی خالہ میری زوجہ ہے لوگوں نے ان کو دینے سے انکار کیا آخر کو قرعہ ڈالنے کی رائے سبکی ہوئی اور کہا کہ جسکے نام قرعہ آئے وہ اسکی پرورش کرے اس رائے پر متفق ہو کر سب نہر پر گئے اور کہا کہ جن قلموں سے توریت کو لکھتے ہو ان قلموں کو ہر ایک اپنی اپنی قلم کو نہر میں ڈالے جسکا قلم پانی میں غرق نہو وہ مریم کی پرورش کرے پس اپنی اپنی قلم پانی میں ڈالے سب کے قلم غرق ہو گئے لیکن ذکریا کا قلم پانی میں نہیں غرق ہوا اور مشہور یہ ہے کہ ذکریا مریم کے خالو تھے لیکن ہماری روایتوں میں آیا ہے کہ ذکریا کی زوجہ مریم کی خالہ نہ تھیں بلکہ بہن مریم کی تھی اور وہ عابد بیت المقدس کے ستائیس آدمی تھے انمیں سے ذکریا کے نام مریم کی پرورش کا قرعہ آیا پس ذکریا مریم کی پرورش کے متولی ہوئے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا اور سپرد کیا خدا نے اس مریم کو ذکریا کو اور اہل کوفہ نے کفلها کی فا کو تشدید سے پڑھا ہے اور باقیوں نے تخفیف سے اور اہل کوفہ نے سوائے ابوبکر کے زکریا کو مقصور پڑھا ہے اور باقیوں نے ممدود اور جس نے کفل کی فا کو تشدید پڑھا ہے اسنے اللہ کو فاعل اور ذکریا کو مفعول کفل کا کہا ہے اور جس نے اس کی فا کو تخفیف سے پڑھا ہے اسنے ذکریا کو فاعل کفل کا کہا ہے اور حالت مد میں ہمزہ کو زکریا کے مرفوع پڑھا ہے یعنی کفیل ہوا اس مریم کی پرورش کا زکریا اور حضرت ذکریا حضرت سلیمان کی اولاد میں سے تھے اور یہ بھی پیغمبر تھے جس وقت انکے نام قرعہ آیا تو مریم کو اپنے گھر میں لے گئے اور دایہ انکے واسطے مقرر کی اور جبکہ ایام بچپن سے گزر گئی تو انکو مسجد میں لے گئے اور ایک حجرہ انکے واسطے بلندی پر بنایا کہ بدون زینہ کے اسپر نہ جا سکتے تھے اسمیں مریم دن کو عبادت کرتی تھی اور جب ذکریا کہیں کو جاتے تھے تو حجرہ کو قفل لگا کر اور کنجی اپنے ہمراہ لیکر چلے جاتے تھے اور مریم اسمیں متعبد رہتی تھی اور شبکو ذکریا مریم کو اپنے گھر لیجاتے تھے اسی طرح سے حضرت مریم جوان ہو گئیں اور آثار ولایت انمیں سے ظاہر ہوتے تھے اور کہتے ہیں کہ جسوقت مریم کے پاس جاتے تھے تو انکے پاس موسم گرما میں موسم سرما کے میوے پاتے تھے اور موسم سرما میں موسم گرما کے میوے دیکھتے اور یہ میوے انکو خدا تعالے غیب سے بھیجا کرتا تھا اس ذکر کو خدا بیان کرتا ہے كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ جس وقت داخل ہوتا اوپر اس مریم کے ذکریا محراب میں یعنی جس وقت آتا ذکریا مریم کے پاس اسکے حجرے میں وَجَدَ عِنْدَهَا پاتا نزدیک اس مریم کے رِزْقًا روزی کو یعنی میوے گرمی کے جاڑے میں اور جاڑے کے گرمی میں دیکھتا اکثر تبہ ذکریا نے متعجب ہوکر قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَٰذَا کہا اے مریم کہاں سے آئے ہیں واسطے تیرے یہ میوے غیر موسم کے قَالَتْ کہا مریم نے کہ هُوَ وہ میوہ غیر وقت کے مِنْ عِنْدِ اللَّهِ نزدیک خدا کے سے ہیں إِنَّ اللَّهَ تحقیق کہ خدا يَرْزُقُ روزی دیتا ہے مَنْ يَشَاءُ جسکو چاہتا ہے بِغَيْرِ حِسَابٍ بے حساب اور بیشمار بدون

استحقاق کے محض اپنے فضل اور کرم سے اور شیعہ اور سنی کی دونوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایام قحط میں ایکمرتبہ جناب رسولخدا حضرت فاطمہؑ کے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے فاطمہ تیرے گھر میں کچھ کھانا ہو تو لا کہ میں نے تین روز سے کھانا نہیں کھایا ہے اور حضرت فاطمہؑ اور امیرالمومنین اور حسنینؑ نے بھی تین روز سے کھانا نہیں کھایا تھا حضرت فاطمہؑ اپنے گھر کے اندر تشریف لے گئیں اور مصلیٰ بچھا کر دو رکعت نماز ادا کی اور بعد اس کے دعا کی کہ الٰہی غیب سے ہمکو کھانا بھجوا دے اور دلکو میرے باپ اور شوہر اور فرزندونکے رنج سے رہائی دے ناگہاں اسی وقت کیا دیکھتی ہیں حضرت خاتونِ محشر کہ ایک کاسہ بڑا جو کہ گھر میں رکھا تھا اس میں سے دھواں اٹھتا ہے جس وقت انہیں نظر کی تو دیکھا کہ وہ پیالہ کھانے سے پر ہو رہا ہے اسی وقت اسکو اٹھا کر جناب رسولخدا صلعم کی خدمت میں لیگئیں اور جناب امیرالمومنین اور حسنینؑ کو طلب کر لیا جسوقت جناب رسولخدا نے اس کاسہ پوش اٹھایا تو دیکھا کہ وہ پیالہ پاکیزہ روٹیوں اور لذیذ گوشت سے پر ہے اور مشک کی خوشبو اس میں سے آتی ہے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے فاطمہ انّی لکِ ہٰذا یعنی کہاں سے آیا ہے واسطے تیرے کھانا حضرت فاطمہؑ نے بالہام خدا عرض کی کہ ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب یعنی وہ کھانا نزدیک خدا کے سے آیا ہے تحقیق کہ خدا روزی دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بیشمار جناب رسولخدا نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ حقتعالےٰ نے تجھکو مثل مریم کے کیا کہ جس وقت خدا اسکو روزی پہنچاتا اور زکریا اس سے پوچھتا تو وہ یہی جواب دیتی تھی جو کہ تو نے جواب دیا ہی پس کھانیکو جناب رسولخدا صلعم نے مع اپنے اہلبیت کے تناول فرمایا اور وہ سب بزرگوار اس سے سیر ہو گئے اور پیالہ اس کھانے سے اسی طرح پر تھا اور اس میں سے کچھ کم نہوا تھا حضرت فاطمہؑ نے ہمسایہ کے لوگوں کو بھی اس کھانے سے محظوظ فرمایا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہؑ سے کھانا طلب کیا تھا اور اس روایت میں اور اس روایت میں کچھ فرق بھی ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت مریم بہت خوبصورت تھیں اور جس وقت نماز کے واسطے کھڑی ہوتی تھیں تو محراب مسجد انکے حسن سے روشن ہو جاتی تھی ایکمرتبہ زکریا ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ مریم کے پاس موسم گرما کے میوے موسم سرما میں آتے ہیں اور موسم سرما کے میوے موسم گرما میں آتے ہیں مریم سے پوچھا کہ یہ تیرے پاس کہاں سے آتے ہیں کہا کہ خدا کے پاس سے آتے ہیں اس وقت دعا کی زکریا نے اور تفسیر امامؑ میں سورہ بقر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ زکریا نے اپنے جی میں کہا کہ جو شخص کہ قادر ہے اس امر پر کہ بے رت کے میوے مریم کو دیتا ہے گرمی کے میوے جاڑے میں اور جاڑے کے میوے گرمی میں تو قادر ہی اس پر بھی کہ مجھ کو فرزند عطا کرے اگرچہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور زوجہ میری حاملہ ہونے کے قابل نہیں رہی ہے اس واسطے کہ یہ امر خدا پر نہایت آسان ہے اور ایک روایت میں ہے کہ زکریا نے مریم کے پاس بے رت کے میوے دیکھ کر جانا کہ بانجھ مرد اور عورت کو بھی خدائے تعالےٰ اولاد دیسکتا ہے اس واسطے زکریا نے رغبت کی کہ حقتعالےٰ مجھ کو بھی ایک ایسا فرزند عطا کرے کہ مثل مریم کے صاحب ولایت اور صاحب کرامت ہوئے اور ہر چند وہ پیر ہو گئے تھے اور زوجہ بھی انکی بسبب پیری کے قابل حمل نہ رہی تھی لیکن جانتے تھے کہ یہ امر خدا پر آسان ہے اس واسطے مناجات کی چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا اسجگہ دعا کی زکریا نے یعنی جسجگہ کہ زکریا نے مریم کی کرامت دیکھی تھی اسجگہ دعا کی زکریا نے رَبَّهُ پروردگار اپنے سے اور نہایت عاجزی سے قَالَ رَبِّ هَبْ لِي کہا اے پروردگار میرے بخش تو واسطے میرے مِن لَّدُنكَ نزدیک اپنے سے ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً فرزند پاک کو گناہوں سے جیسے کہ بخشی تو نے حنہ کو مریم إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ تحقیق کہ تو سننے والا دعا کا ہے یعنی قبول کرتا ہے تو دعا کو فَنَادَتْهُ پس پکارے اس زکریا کو الْمَلَائِكَةُ فرشتے اور آواز دی انھوں نے اسکو وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ جس وقت کہ وہ کھڑا ہوا نماز پڑھتا تھا بیچ محراب کے أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ یہ کہ تحقیق خدا خوشخبری دیتا ہے تجھ کو اے زکریا بِيَحْيَىٰ ساتھ یحییٰ کے یعنی خوشخبری دیتا ہے تجھ کو فرزند کی کہ نام اس کا یحییٰ ہے اور وہ تجھ سے پیدا ہوگا اور یحییٰ اسواسطے نام ہوا کہ اس سے نام پدر کا یا دین یا ایمان زندہ ہوا اور یا یہ کہ رحم ماں کا زندہ ہوا مُصَدِّقًا جسوقت کہ تصدیق کرنیوالا اور ایمان لانے والا اور باور کرنے والا ہوگا وہ فرزند بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ ساتھ ایک کلمہ کے کہ موجود ہو جانب خدا سے مراد کلمہ سے حضرت عیسیٰ ہیں کہ خدا کے کلام سے بغیر باپ کے

شانِ حضرت زہرا حضرت فاطمہ کا جنت سے غیب سے کھانا آنا

پیدا ہوئے اور پہلے سب سے حضرت عیسیٰ پر یحییٰ ایمان لائے ہیں اور وہ دونو آپسمیں خالہ زاد بھائی تھے اور یحییٰ کو عیسیٰ کے آسمان پر جانیسے پہلے
شہید کیا ہے اور یحییٰ چھ مہینے عیسیٰ سے عمر میں زیادہ تھے اور یحییٰ کے عیسیٰ پر ایمان لانیکی وجہ تفسیر امام میں اس طرح سے مرقوم ہے کہ حضرت
مریم کے پاس سوائے حضرت ذکریا کے کوئی نہ جاتا تھا اور جسوقت یہ کسی جگہ جاتے تھے تو مریم کے حجرہ کو مقفل کر کے جاتے تھے جبکہ حضرت مریم کو
بقدرت خدا حضرت عیسیٰ کا حمل ہوا تو زکریا نے دیکھ کر کہا کہ اسکے پاس تو سوائے میرے کوئی نہیں جاتا ہے بیشک تجھ کو لوگ متہم کرینگے اور کہینگے کہ یہ حمل زکریا
کا ہے اپنی بی بی کے پاس جاکر یہ قصہ ذکریا نے بیان کیا اُس نے کہا کہ تو خوف مت کر اور میرے پاس مریم کو لا کہ میں اسکو دیکھوں اور اس سے دریافت
کروں کہ یہ حال کیوں کر ہوا حضرت ذکریا حضرت مریم کو اپنی زوجہ کے پاس لائے اور زوجہ انکی حضرت مریم کی بڑی بہن تھیں جس وقت مریم
اپنی بڑی بہن کے پاس گئیں تو بہن مریم کی کہ مریم سے بڑی تھیں اسواسطے مریم کی تعظیم کو نہ اُٹھی بقدرت خدا حضرت یحییٰ اپنی ماں کے پیٹ میں پکارے
کہ اے ماں تیرے پاس سردار عالم کی عورت نکی آئی ہیں کہ جس کے پیٹ میں سردار عالم کے مرد نکلا ہے تو اسکی تعظیم کو کیوں نہیں اُٹھتی ہے اور اپنی
ماں کو حرکت دی کہ وہ اسی وقت کھڑی ہوگئی اور یحییٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کے پیٹ میں عیسیٰ علیہ السلام کو سجدۂ تعظیم کیا یہ وجہ ہے یحییٰ کے
عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کی اور یحییٰ علیہ السلام کی تعریف میں خدائے تعالےٰ بیان کرتا ہے کہ وَسَیِّدًا اور سردار قوم کا ہو وہ علم میں اور
حلم میں اور کثرتِ عبادت میں اور تقویٰ اور زہد اور اخلاقِ نیک میں وَّحَصُوْرًا اور روکنے والا ہو وہ اپنے نفس کو تمام گناہوں سے اور
لہو ولعب سے اور سیدًا اور حصورًا کا عطف مصدقًا پر ہے اور جیسے کہ مصدقًا حال ہے ایسے ہی یہ سب حال ہیں اور کہتے ہیں کہ جس وقت یحییٰ تین
برس کی عمر کے ہوئے تو لڑکوں میں گئے دیکھا کہ آپسمیں کھیلتے ہیں اور لڑکوں نے یحییٰ کو دیکھا تو اُن سے بھی کہا کہ آؤ کھیلیں یحییٰ نے کہا کہ ہم
کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں ہوئے ہیں اور تمام عمر یحییٰ کسی عورت کے پاس نہیں گئے بسبب مشغول ہونے عبادت اور طاعت کے بلکہ اس جہت
سے اُنھوں نے کسی عورت سے نکاح ہی نہیں کیا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ حصور وہ شخص ہے کہ کسی عورت کے پاس نہ پہنچا ہو اور
امام زین العابدین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ امیرالمومنین کی کوئی فضیلت بیان کرو فرمایا کہ مختصر بیان کروں یا طویل کہا کہ مختصر
فرمایا کہ اُنھوں نے گناہ کا قصد نہیں کیا جیسے کہ یحییٰ علیہ السلام نے کبھی گناہ کا قصد نہیں کیا تھا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○
اور پیغمبر پیدا ہونے والا نیکوں سے اور انبیاء کا عطف بھی مصدقًا پر ہے اور مِنَ کو کہتے ہیں کہ بیانیہ ہے نہ تبعیضیہ اور تفسیر امام علیہ السلام
میں والشہدا والشہیدین من رجالکم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ کمال عقل میں چار لڑکے مردونکے لاحق ہوئے ہیں یحییٰ اور عیسیٰ اور حسن اور حسین
اور جس وقت کہ ذکریا کو اپنے فرزند کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی تو زکریا نے استفہام کی راہ سے یا تعجب سے قَالَ رَبِّ کہا
کہ اے پروردگار میرے اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ کہاں سے ہووے واسطے میرے لڑکا وَّقَدْ بَلَغَنِیَ الْکِبَرُ اور حال یہ ہے کہ تحقیق
پہنچا ہے مجھ کو بڑھاپا وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ اور عورت میری بانجھ ہے کہتے ہیں کہ عمر زکریا کی ان ایام میں ایکسو بیس برس کی تھی اور انکی زوجہ
کی چھیانوے برس کی تھی اور غرض زکریا کی اس کلام سے یہ تھی کہ معلوم کرے کہ خدا تعالےٰ ہم دونوں کو جوان کرے گا یا اسی بڑھاپے میں
فرزند دیگا اور جبکہ زکریا نے تعجب سے کہا کہ ہم بوڑھے ہوگئے ہیں ہمارے کیونکر فرزند ہوگا تو اس کے جواب میں قَالَ کہا خدا نے فرشتہ کی زبانی
کَذٰلِکَ اسی طرح ہے یعنی تمہارا یہی حال ہے کہ تم دونو بوڑھے ہو مگر خدا قادر ہے اور اسپر بہت آسان ہے بوڑھوں کو اولاد کا دینا
اللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ خدا کرتا ہے جو چاہتا ہے برخلاف عادت کے قَالَ کہا زکریا نے کہ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اے پروردگار میرے
مقرر کر تو واسطے میرے اٰیَۃً کوئی نشانی کہ جس سے مجھ کو اپنی زوجہ کا حاملہ ہونا معلوم ہو تا کہ تیرا شکر ادا کروں قَالَ کہا جبرئیل نے بحکم خدا
کہ اٰیَتُکَ نشانی تیری اس امر پر اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ یہ ہے کہ نہ کلام کر سکے گا تو آدمیوں سے باوجود صحت اور درستی زبان کے ثَلٰثَۃَ
اَیَّامٍ تین روز اِلَّا رَمْزًا مگر اشارہ کرنا ہاتھ سے یا سر سے اور حکمت اسمیں یہ تھی کہ اس مدت تک ذکر خدا میں اور اسکی شکر گذاری میں مشغول رہے

اور فرماتا ہے خدا کہ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اور ذکر کر تو پروردگار اپنے کو كَثِيْرًا بہت اور کثیراً صفت ہے ذکراً محذوف کی کہ وہ مفعول مطلق
ذکر کا ہے وَسَبِّحْ اور تسبیح کر تو اس کی بِالْعَشِيِّ ساتھ آخر روز کے یعنی عصر سے شام تک وَالْاِبْكَارِ اور ساتھ اول روز کے یعنی صبح سے ع ١١ ١٢
چاشت تک اور جبکہ زمانہ زکریا کی بی بی کے حاملہ ہونے کا آیا تو خود بخود ان کی زبان بند ہو گئی اور جانا انھوں نے کہ سوائے خدا کے اسپر
کوئی قدرت نہیں رکھتا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اس وقت وہ اپنے سر سے اشارہ کرتے تھے اور باقی قصہ زکریا کا سورۂ مریم میں آئے گا
انشاء اللہ تعالےٰ اور جس وقت خدائے تعالیٰ نے ذکر عمران کا کیا اور انکی دختر کا حال مجملاً بیان کیا تو بعد اسکی تفصیل اسکی کرتا ہے اپنے قول سے
کہ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عطف اس کا پہلی اذ قالت پر ہے یعنی اور یاد کر تو اے محمد صلعم کہ جس وقت کہا فرشتوں نے یعنی جبرئیل نے مع ایک
جماعت فرشتوں کے کہ ہمراہ اسکے مریم کے دیکھنے کو آئی تھی کہا کہ يٰمَرْيَمُ اے مریم اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ تحقیق خدا نے برگزیدہ
کیا ہے تجھ کو واسطے عبادت کے وَطَهَّرَكِ اور پاکیزہ کیا ہے تجھ کو شرک اور حیض سے اور نفاس سے یعنی اس خون سے کہ جوجنے کے وقت
آتا ہے اور سب عیبوں سے اور برائیوں سے وَاصْطَفٰىكِ اور برگزیدہ کیا ہے تجھ کو اور مکرر یہ فقرہ واسطے تاکید کے آیا ہے یعنی بیشک
برگزیدہ کیا ہے تجھ کو عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ اوپر عورتوں عالم کے لوگوں اس زمانہ کے اور یا یہ کہ برگزیدہ کیا تجھ کو سب عورتوں نے کہ بیت
المقدس کی خدمت سب عورتوں میں سے خاص تجھی کو دی اور پہلے ایسی عورت کوئی نہ تھی اور یا اس وجہ سے کہ تجھکو بے شوہر فرزند عطا کرے نہ یہ کہ
جمیع زنان عالم سے برگزیدہ کیا ہے تجھ کو اس واسطے کہ جمیع زنان عالم سے افضل ہونا صفت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی ہے چنانچہ ابن عباسؓ نے
رسولخدا صلعم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ دختر میری فاطمہ زہرا سردار زنان عالم کی ہے اور وہ پارۂ جگر اور نور چشم اور میوۂ دل اور
روح میری ہے جس وقت وہ محراب میں کھڑی ہوتی ہے آگے خدا کے عبادت کے واسطے تو نور اس کا فرشتوں کو روشنی بخشتا ہے جیسے کہ ستارگان
آسمان زمین کے لوگوں کو روشنی بخشتے ہیں اس وقت حق تعالےٰ ملائکہ سے خطاب کرتا ہے کہ کنیز خاص میری فاطمہ زہرا کو دیکھو کہ جو سردار عورتوں کی
اور میری پرستش کرنے والی ہے میرے خوف سے محراب میں کھڑے ہو کر کانپتی ہے اور روتی ہے تمکو میں گواہ کرتا ہوں کہ میں اسکو اور اسکے شیعوں
کو آتش دوزخ سے بےخوف کروں گا اور خدائے تعالےٰ نے حضرت مریم کو اصطفاک اور طہرک فرمایا ہے اور ایسے ہی رسولخدا صلعم کے اہلبیت
کو فرمایا ہے ویطہرکم تطہیرا اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جیسے کہ مریم بتول ہے ایسے ہی فاطمہ بتول ہے اور بتول اس کو
کہتے ہیں کہ جس کو حیض نہ آتا ہو اور اسکو بھی کہتے ہیں کہ جو خلقت سے انقطاع کر کے بالکل خدا کی طرف متوجہ ہو جائے اور بعد اسکے مریم کو حکم کرتا
ہے شکر گذاری کرنے کا عوض ہیں اس نعمت کے اس طرح سے کہ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ اے مریم فرمانبرداری کر تو لِرَبِّكِ خاص واسطے پروردگار
اپنے کے وَاسْجُدِيْ اور سجدہ کر تو اس معبود پاک کو وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ اور رکوع کر تو ہمراہ رکوع کرنیوالوں کے کہ جماعت
میں نماز کو پڑھ یہ حکم ہے نماز جماعت کے واسطے یا یہ کہ رکوع کرنے والوں کے شمار میں تو بھی ہو جا اور سجدہ کو رکوع سے پہلے اسواسطے ذکر کیا ہے کہ ان
کی شریعت میں سجدہ رکوع سے پہلے تھا اور یا یہ کہ وقت جمع کرنے آیات قرآنیہ کے تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے اور آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت
مریم کی باتیں ملائکہ سے ہوتی تھیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کا نام محدثہ اس واسطے ہوا کہ وہ بھی فرشتوں
سے کلام کیا کرتی تھیں اور ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے تھے اور پکارتے تھے فاطمہ کو جیسے کہ مریم بنت عمران کو پکارتے تھے اور کہتے تھے کہ یا
فاطمہ ان اللہ اصطفاک وطہرک واصطفاک علی نساء العالمین - یا فاطمۃ اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین پس باتیں کرتی تھی فاطمہ ان
فرشتوں سے اور ایک شب فاطمہؑ نے فرشتوں سے کہا کہ کیا مریم دختر عمران عالم کی عورتوں سے بزرگ نہ تھی فرشتوں نے جواب میں کہا کہ مریم
اپنے زمانہ کی عورتوں سے افضل اور بزرگ تھی اور تو اس کے زمانہ کی اور اپنے زمانہ کی سب عورتوں سے افضل ہے اور سردار زنان اولین اور
آخرین کی ہے ذٰلِكَ یعنی جو کچھ مذکور ہوا ہے قصہ مریم اور زکریا اور یحییٰ میں مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ خبروں غیب کی سے ہے کہ بدون

وحی کے معلوم نہیں ہوتا اور پہلی کتابوں میں جو ایسے قصے لکھے ہیں وہ صحیح اور واقعی نہیں ہیں بلکہ ان میں تغیر و تصرف لوگوں کا ہو گیا ہے اس واسطے جو کچھ قصص کہ قرآن میں مذکور ہیں وہ پہلی کتابوں سے مطابق نہیں ہوتے بلکہ جو کچھ کہ قرآن میں ہے وہ واقعی ہے نہ اور کتابوں پہلیوں کے لکھے ہوئے قصہ اسی واسطے خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ غیب کی خبر کو نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وحی کرتے ہیں ہم طرف تیری اور جبرئیل کے واسطے سے تیرے پاس بھیجتے ہیں ہم وَمَا كُنْتَ اور نہ تھا تو اے محمد صلعم لَدَيْهِمْ نزدیک ان کے اور اس خبر کے غیب کی خبر ہونیکو خدائے تعالےٰ اس طرح سے بیان کرتا ہے کہ تو نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے اس واقعہ کو اور تو موجود نہ تھا نزدیک ان عابدوں بیت المقدس کے اِذْ يُلْقُوْنَ جس وقت کہ ڈالتے تھے وہ واسطے قرعہ کے نہر میں اَقْلَامَهُمْ قلموں اپنی کو تا کہ جانیں وہ کہ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ کہ کون ان میں سے ذمہ دار اور ضامن ہو مریم کا کہ اسکو پرورش کرے وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اور نہ تھا تو نزدیک اُن کے اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ جس وقت کہ جھگڑتے تھے وہ عابد مریم کی پرورش کے مقدمہ میں کہ ہر ایک طالب تھا مریم کی پرورش کا اور یہ آیت دلیل ہے قرعہ کے جائز ہونے کے واسطے اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی جہاد میں جاتے تھے تو اپنے بیٹوں کے نام قرعہ ڈالتے تھے جس کا نام نکلتا تھا اسکو اپنے ہمراہ لیجاتے تھے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ ڈالے کوئی قوم قرعہ کو اور اپنا کام خدا کے سپرد نہ کریں مگر کہ خدائے تعالےٰ جو کچھ کہ حق ہے اسکو باہر لائے گا اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یاد کر اے محمد صلعم جس وقت کہا فرشتوں نے یعنی کہا جبرئیل نے مریم سے کہ يٰمَرْيَمُ اے مریم اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ تحقیق خدا خوشخبری دیتا ہے تجھ کو بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ساتھ ایک کلمہ کے اپنی جانب سے کہ وہ عیسیٰ ہے کہ کلمہ کن کے کہنے سے وہ پیدا ہو گیا تھا یعنی اے مریم خدائے تعالےٰ تجھ کو عیسیٰ کے پیدا ہونے کی خوشخبری دیتا ہے کہ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ نام اس کا مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا ہے اور نام اُن کا عیسیٰ ہے اور لقب اُن کا مسیح ہے اور عیسیٰ معرب الیسوع کا ہے اور مسیح عبرانی زبان میں مشیخ ہے اور مشیخ مبارک کو کہتے ہیں اور یا یہ کہ مسیح اس واسطے کہتے ہیں کہ مسح کیا گیا ہے ساتھ برکت کے اور یا یہ کہ مسح کیا گیا ہے یعنی صاف کیا گیا ہے ناپاکیوں سے اور پاک ہے وہ اور یا یہ کہ مسح کیا ہے اسکو جبرئیل نے وَجِيْهًا کہ صاحب قدر اور شرف ہے فِي الدُّنْيَا بیچ دنیا کے باعتبار نبوت کے اور طاعت کے وَالْاٰخِرَةِ اور بیچ آخرت کے شفاعت کے اور بلند درجہ ہونے کے اعتبار سے وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ اور مقربان خدا سے اور وجیہا حال واقع ہوا ہے اور حضرت عیسیٰ زمانہ میں صاحب الزمان علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور حضرت صاحب الزمان کے پیچھے نماز پڑھیں گے بسبب منسوخ ہونے شریعت اپنی کے اور نہ واقف ہونے ہماری شریعت کے اور حضرت عیسیٰ نے پیدا ہوتے ہی کلام کیا یہ ایک معجزہ ان کا تھا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ پیغمبر ہے اور حضرت مریم سے تہمت موقوف ہو جائے اور مجاہد سے روایت ہے کہ جس وقت مریم تنہا ہوتی تھی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیٹ میں اُن سے باتیں کرتے تھے اور جب کسی کام میں مشغول ہوتی تھی تو عیسیٰ علیہ السلام تسبیح خدا کرتے تھے اگرچہ پیٹ میں ماں کے بہت کم مدت رہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جب خدیجہ حضرت فاطمہ سے حاملہ ہوئیں تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریب خدیجہ کے جا کر سنا کہ کسی سے باتیں کرتی ہیں پوچھا کہ اے خدیجہ کس سے باتیں کرتی ہو کہا یا رسول اللہ اس بچہ سے باتیں کرتی ہوں جو کہ میرے شکم میں ہے حضرت نے فرمایا کہ اے خدیجہ خوشخبری ہو تجھ کو کہ جبرئیل خوشخبری دیتا ہے مجھکو کہ یہ فرزند جو تیرے شکم میں ہے یہ دختر ہے اور یہ ماں اماموں کی ہے اور اسکی نسل سے آئمہ دین پیدا ہوں گے کہ جن کی پیروی بندگان خاص کریں گے اور فرماتا ہے خدا حضرت عیسیٰ کے حال میں کہ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ اور باتیں کرے گا وہ عیسیٰ آدمیوں سے فِي الْمَهْدِ بیچ گہوارے کے اور جس وقت کہ تیری گود میں دودھ پیتا ہو وَكَهْلًا اور ایام کہولت میں جس وقت کہ ادھیڑ ہو جائے یعنی گفتگو کرنا اس کا گہوارہ میں اور ایام کہولت میں برابر ہے اور کہلا حال واقع ہوا ہے وَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور نیکوں میں سے ہو گا کہ وہ پیغمبر خدا کا ہو گا پس جس وقت مریم نے کلام ملائکہ کا سنا قَالَتْ کہا تعجب کرکے

جواز قرعہ

حضرت عیسیٰ کی پیدائش اور معجزوں کا ذکر

رَبِّ اے پروردگار میرے اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ وَلَدٌ کہاں سے ہو واسطے میرے فرزند اور کیونکر صورت ہو مجھ سے فرزند کے پیدا ہونے کی وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ اور حال یہ ہے کہ نہیں چھوا ہے مجھ کو کسی آدمی نے اور پیدا ہونا بچہ کا بدون شوہر کے عادت کے خلاف ہے اور عورت سے بدون مرد کے پاس گئے کیونکر بچہ پیدا ہوا ہو قَالَ کہا جبرئیل نے مریم کے جواب میں كَذٰلِكِ اسی طرح ہے کہ بے شوہری فرزند پیدا ہو اللّٰهُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ خدا پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا جس وقت حکم کرے کسی امر کو کہ اس کا کرنا چاہیے تو فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ پس سوائے اسکے نہیں کہ کہتا ہے واسطے اسکے کہ كُنْ ہو تو عدم سے موجود میں فَیَكُوْنُ پس ہو جاتی ہے وہ اسی وقت مقصود یہ ہے کہ جس وقت کسی چیز کا پیدا کرنا چاہے تو بلا تاخیر وہ اسی وقت ہو جاتی ہے وَیُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ اور سکھلائے گا خدا اس عیسیٰ کو کتاب یعنی جو کتاب کہ اس سے پہلے نازل ہوئی ہے وَالْحِكْمَةَ اور سکھلائیگا اسکو حکمت کہ وہ علم حلال اور حرام کا ہے اور مراد شریعت سے ہے وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ اور سکھلائے گا اسکو توریت اور انجیل اور اگرچہ یہ بھی کتاب میں داخل تھی لیکن واسطے ان کی فضیلت کے علاحدہ ان کا ذکر کیا ہے وَرَسُوْلًا یہ مفعول ہے فعل مقدر کا یا ارسلت کا یعنی اور کریں ہم اسکو پیغمبر اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ طرف بنی اسرائیل کے کہ وہ کہے گا کہ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ تحقیق میں لایا ہوں تمہارے پاس ایک نشانی اور علامت مِّنْ رَّبِّكُمْ پروردگار تمہارے کے پاس سے کہ وہ علامت گواہ ہے میرے پیغمبر ہونے کی اور آیت سے مراد جنس آیت ہے نہ ایک آیت اس واسطے کہ خدا نے پانچ علامتیں اور نشانیاں بیان کی ہیں پہلی علامت یہ ہے کہ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ تحقیق کہ میں پیدا کرتا ہوں یعنی بناتا ہوں واسطے تمہارے مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ مٹی سے مانند شکل پرندہ کے فَاَنْفُخُ فِیْهِ پس دم پھونکتا ہوں میں بیچ اس کے فَیَكُوْنُ طَیْرًا پس ہو جاتا ہے وہ مٹی کا جانور پرندہ کہ اس میں جان پڑ جاتی ہے اور وہ پرواز کر جاتا ہے بِاِذْنِ اللّٰهِ بحکم خدا اور دوسری علامت کو بیان کرتا ہے کہ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ اور اچھا کرتا ہوں میں مادر زاد اندھے کو وَالْاَبْرَصَ اور سفید داغ والے کو کہ اندھا تو بینا ہو جاتا ہے اور آنکھیں اسکی روشن ہو جاتی ہیں اور سفید داغ والے کا بدن صحیح اور درست ہو جاتا ہے کہ کوئی داغ اس کے بدن پر باقی نہیں رہتا ہے اور داغ والے کا اچھا ہونا تیسری علامت ہے اور چوتھی علامت کو بیان کرتا ہے کہ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى اور زندہ کرتا ہوں میں مردوں کو بِاِذْنِ اللّٰهِ ساتھ حکم خدا کے اور باذن اللہ کو مکرر فرمایا ہے اسلئے کہ کسی کو وہم عیسیٰ کے خدا ہونے کا ہو اور روایت ہے کہ عیسیٰ نے چار آدمی زندہ کئے ہیں ایک تو بڑھیا کا بیٹا کہ ماں اسکی بہت روتی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسپر رحم آیا اور اسکے بیٹے کو بحکم خدا زندہ کر دیا اور ایک دوست حضرت عیسیٰ کا تھا کہ وہ مر گیا تھا اسکو زندہ کیا کہ وہ بیس برس تک زندہ رہا اور اسکے اولاد بھی پیدا ہوئی اور جبتک وہ زندہ رہا کھاتا پیتا رہا اور ایک بڑھیا کو زندہ کیا ہے کہ اس کے واسطے قوم اسکی بہت روتی تھی اور حضرت عیسیٰ کی دعا سے وہ زندہ ہو گئی اور چوتھے سام پسر نوح علیہ السلام کو زندہ کیا ہے کہ اسکو مرے ہوئے قریب چار ہزار سال کے عرصہ ہوا ہو گا حضرت عیسیٰ کی قوم نے کہا کہ اگر تو اسکو زندہ کر دے تو ایمان لائیں ہم تجھ پر حضرت عیسیٰ اسکی قبر پر گئے اور کہا اسکو قم باذن اللہ اسی وقت قبر شق ہوئی اور وہ اس میں سے باہر نکلا اور بال اسکے سفید تھے کہنے لگا کہ قیامت آ گئی حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ نہیں میں نے خدا سے درخواست کی تھی اس نے تجھکو زندہ کر دیا ہے تو تو جوان مرا تھا بال تیرے کیوں سفید ہیں کہا کہ تیری آواز سنکر میں نے گمان کیا کہ قیامت ہو گئی ہے اس واسطے اس کی ہول سے بال میرے سفید ہو گئے ہیں پھر حضرت عیسیٰ نے اس سے کہا کہ مر جا تو بحکم خدا وہ اسی وقت مر گیا اور زمین میں چلا گیا اور حضرت امام حسینؑ اور امام رضا علیہما السلام سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین صلی علیہ و آلہ نے بھی مردے زندہ کئے ہیں ایک مرتبہ قریش حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے مردوں کو زندہ کر دے حضرت نے امیر المومنین علی ابن ابیطالب کو ہمراہ ان کے روانہ کیا کہ جس جس آدمی کا یہ نام لیں با آواز بلند تو اسکو پکار نام اسکا لیکر کہ محمد فرماتا ہے کہ اٹھو تم بحکم خدا حضرت علی ان کے ہمراہ گئے اور جس جس کا انھوں نے نام لیا تھا حضرت علی نے ان کو پکارا کہ اے فلانے اے فلانے محمد کہتا ہے کہ اٹھو تم بحکم خدا اسیوقت وہ زندہ

بھگئے اور قریش نے ان سے باتیں کیں اور ان سے کہا کہ محمد صلعم پیغمبر ہوا ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہم زندہ اسپر ایمان لاتے ہیں اور امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم مادر زاد اندھوں کو بھی اچھا کرتے تھے اور برص کے داغ والوں کو بھی شفا بخشتے تھے اور دیوانوں کو اچھا کرتے تھے اور چوپاؤں نے اور پرندوں نے شیاطین اور جن نے اُن حضرت صلعم سے کلام کیا ہے اور پانچویں علامت کو بیان کرتا ہے کہ وَاُنَبِّئُكُمْ اور خبر دیتا ہوں میں تمکو بِمَا تَاْكُلُوْنَ ساتھ اس چیز کے کہ کھاتے ہو تم وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اور ساتھ اس چیز کے کہ جمع کرتے ہو تم بیچ گھروں اپنے کے منقول ہے کہ چالیس آدمیوں نے اتفاق کر کے چند قسم کا کھانا کہ ہر ایک کھانا دوسرے کھانے کے غیر تھا اپنے اپنے گھر میں لائے اور اس میں سے ایک قدر معین تو کھایا اور باقی کو متفرق کر کے علیحدہ علیحدہ ہر ایک جگہ رکھدیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جاکر کہا کہ ہمکو خبر کر کہ ہم نے کیا کھایا ہے اور کس قدر کھایا ہے اور کس قدر باقی ہے جبرئیل علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ کو سب بتلا دیا اور عیسیٰ نے ہر ایک کھانے کی خبر دی اس کھانے کا خدائے تعالیٰ ذکر کرتا ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ تحقیق کہ بیچ اُن پانچ معجزوں کے البتہ علامت اور نشانی ہے میرے دعوے نبوت کے راست ہونے کی اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم ایمان لانے والے اور باور کرنے والے نہ عناد اور انکار کرنے والے وَمُصَدِّقًا اس کا عطف رسولاً پر ہے اور حال بھی ہو سکتا ہے اور تقدیر اسکی وجئتکم مصدقا ہے یعنی اور آیا ہوں میں تمہارے پاس جس وقت کہ تصدیق کرنے والا اور سچا کرنیوالا ہوں لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ واسطے اس چیز کے کہ آگے مجھ سے ہے مِنَ التَّوْرٰىةِ کہ وہ توریت ہے کتاب موسیٰ کی وَلِاُحِلَّ لَكُمْ اور آیا ہوں میں تاکہ حلال کروں میں واسطے تمہارے بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ یعنی وہ چیز کہ حرام کی گئی تھی اوپر تمہارے موسیٰ کی شرع میں مثل چربی اور گوشت شتر اور تعظیم یوم شنبہ کے وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اور لایا ہوں میں تمہارے پاس نشانی نبوت کی پروردگار تمہارے کی طرف سے کہ وہ معجزے ہیں کہ دلالت کرتے ہیں میری نبوت پر وہ فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم خدا سے میری مخالفت میں وَاَطِيْعُوْنِ اور فرمانبرداری کرو تم میری اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ تحقیق کہ خدا پروردگار میرا ہے وَرَبُّكُمْ اور پروردگار تمہارا ہے فَاعْبُدُوْهُ پس عبادت کرو تم اسکی هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہ ہے راہ سیدھی کہ منزل مقصود کو پہنچاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہودیوں نے معجزات ظاہر اور روشن حضرت عیسیٰ کے دیکھے اور پھر ان کا انکار کیا اور ان سے عناد کرنے لگے یہاں تک کہ ارادہ ان کے قتل کا کیا اس مقدمہ میں خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى پس جس وقت کہ دریافت کیا عیسیٰ نے مِنْهُمُ الْكُفْرَ ان یہودیوں سے کفر کو یعنی وہ امر کہ جو دلالت کرتا تھا ان کے کفر پر کہ ان لوگوں نے آپیں مشورہ اور اتفاق کیا تھا عیسیٰ کے قتل پر اس وقت قَالَ کہا عیسیٰ نے ان لوگوں سے کہ جو اسپر ایمان لائے تھے مَنْ اَنْصَارِيْٓ کون ہیں مدد کرنے والے میرے تم میں سے کہ پناہ لیجانے والے ہیں اِلَى اللّٰهِ طرف خدا کے دشمنوں سے قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ کہا حواریوں نے جو کہ اسپر ایمان لائے تھے کہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ہم ہیں مددگار خدا کے یعنی نصرت کرنے والے اسکے دین کے اور کہتے ہیں کہ حور لغت میں سفید اور خالص کو کہتے ہیں اور وہ لوگ لباس سفید جو پہنتے تھے اس واسطے ان کو حواری کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ دھوبی تھے کہ کپڑوں کو سفید کرتے تھے اس واسطے ان کو حواری کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کو رنگریز کے سپرد کیا تھا کہ وہ اپنا کام انکو سکھلائے ایک روز وہ رنگریز طرح طرح کے رنگ کے کپڑے بہت سے انکو دیکر کہیں کو گیا اور حضرت عیسیٰ سے کہا کہ ان سب کو رنگ لینا انھوں نے وہ سب کپڑے نیل کے ماٹ میں ڈالدیئے اور کہا کہ خداوندا جیسا میں رنگ چاہتا ہوں ویساہی ہو جائے اور ان کے استاد نے یہ حال دیکھا تو غل مچایا اور کہا کہ تو نے سب کپڑے خراب کر دیئے اور لوگ وہاں جمع ہو گئے اور حضرت عیسیٰ نے اپنے استاد سے کہا کہ جیسا تو رنگ چاہے ویسا ہی لے جس رنگ کو اسنے کہا وہی عیسیٰ نے نیل کے ماٹ میں سے نکال کر اسکو دیدیا یہ معجزہ دیکھ کر وہ سب لوگ ایمان لائے وہ حواری حضرت عیسیٰ کے تھے اور امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک حواری وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے نفسوں میں خالص تھے اور لوگوں کو خالص کرتے تھے گناہوں کی چرک اور میل سے بسبب وعظ اور

نصیحت کے اور وہ بارہ شخص تھے اور سب سے افضل فاضل اور عالم الوقا تھا حاصل یہ ہے کہ ان حوارییں نے کہا کہ ہم نصرت کرنے والے دین خدا کے ہیں کہ
اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ایمان لائے ہیں ہم ساتھ خدا کے کہ اسکو احد ہم جانتے ہیں وَاشْهَدْ اور گواہ رہ تو ہمارا اے عیسیٰ قیامت کے روز نزدیک خدا کے
بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ساتھ اسکے کہ تحقیق ہم اسلام کو قبول کرنے والے اور فرمانبرداری کرنیوالے کل احکام کے ہیں اور بعد اسکے کہا اُنھوں نے کہ رَبَّنَا
اے پروردگار ہمارے اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی ہے تو نے یعنی ایمان لائے ہم انجیل پر وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ
اور تابعداری کی ہم نے پیغمبر تیرے کی کہ وہ عیسیٰ ہے فَاكْتُبْنَا پس لکھ تو ہمکو مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ہمراہ گواہی دینیوالوں وحدانیت خدا کی
یعنی ہمارے ناموں کو ثابت کر تو ان لوگوں کے زمرہ میں کہ جو ایمان لائے ہیں خدا پر اور تمام پیغمبروں پر اور اپنے اتباع اشارہ کرتا ہے طرف اُس
امر کے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کا سولی پر چڑھانا چاہا تھا اور خدا نے ان کو بچا لیا اور سردار یہود یوں کا کہ جس کا نام یہودا تھا حضرت عیسیٰ کو قید خانہ
میں سے واسطے سولی دینے کے باہر لانیکو گیا تھا وہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت بن گیا اور اسکو عیسیٰ کے شبہ میں سولی دیدی اور حضرت
عیسیٰ کو جبرئیل اس کے سولی دینے سے پہلے روشندانمیں سے باہر نکال کرلے گئے اور آسمان پر ان کو روانہ کیا چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَمَكَرُوْا
اور مکر کیا ان یہودیوں نے اس طرح سے کہ پوشیدہ ایک جماعت کو اُنھوں نے بھیجا تھا کہ عیسیٰ کے قتل کا قصد کریں اور جس جگہ کہ قابو پائیں وہاں اُنکو
قتل کریں اور مشہور اس قصہ میں یہ ہے کہ طرح طرح کے حیلوں سے ایک شب حضرت عیسیٰ کو گرفتار کرکے ایک گھر میں قید کیا اور قید ہونے سے
پہلے حضرت عیسیٰ نے حوارییں کو جو کچھ وصیت کرنی تھی وہ وصیت کرکے فراغت کی تھی اور حکم دیا تھا کہ تمام اطراف عالم میں متفرق ہو جانا اور جس شبکو
یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو قید کیا تھا اسکی صبح کو ارادہ کیا کہ قید خانہ میں سے باہر لاکر انکو سولی پر چڑھائیں اور یہودا سے کہا کہ تو عیسیٰ کو قید خانہ
سے باہر نکال کر لا اور جبرئیل بحکم خدا حضرت عیسیٰ کو اُسی شب روشندانمیں سے باہر نکال کر آسمان پر لیگئے تھے اور یہودا حضرت عیسیٰ کے لانیکو علی الصباح
قید خانہ کے اندر گیا لیکن حضرت عیسیٰ کو وہاں نہ دیکھا حقتعالےٰ نے یہودا کی صورت حضرت عیسیٰ کی صورت کے مشابہ کردی اور یہودا نے حضرت عیسیٰ کو جو
اس قید خانہ میں نہ پایا تو مایوس ہو کر باہر چلا آیا اور چاہا کہ اپنے یاروں سے بیان کرے کہ عیسیٰ اس گھر میں نہیں ہے لوگوں نے اسکو بات کرنے کی بھی
مہلت نہ دی اور اس سے لپٹ گئے اور وہ ہر چند فریاد کرتا تھا اور کہتا تھا میں تو یہودا ہوں تمہارا یار مجھ کو کس واسطے گرفتار کرتے ہو اُس کے
یاروں نے کچھ نہ سنا اور اسکو عیسیٰ جان کر سولی پر چڑھا دیا اور اسکو سولی دے کر بعد اُس کے لاشہ پر تیر مارے اور بعد اسکے یہودا اپنی صورت پہلی
پر ہو گیا اور تواریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جس شب حضرت عیسیٰ کو آسمان پر لے گئے وہ شب ماہ رمضان کی تھی اور شب قدر تھی اور کہتے ہیں
کہ وہ اکیسویں ماہ رمضان کی تھی حاصل یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہودیوں نے مکر کیا کہ کسی حیلہ سے عیسیٰ کو قتل کریں وَمَكَرَ اللّٰهُ
اور جزا مکر کی دی خدا نے ان کو کہ یہودا کو جو کہ ان کا سردار تھا عیسیٰ کی صورت میں کر کے سولی دلوائی اور عیسیٰ کو بچا کر آسمان پر لے گیا
وَاللّٰهُ اور خدا خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ بہتر مکر کرنے والوں کا ہے کہ سب مکر کرنیوالوں سے قوی زیادہ ہے ضرر پہنچانے میں اس جگہ سے کہ گمان
جس جگہ سے نہو اور فرماتا ہے خدا کہ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یاد کر تو اے محمد صلعم اس وقت کو کہ کہا خدا نے کہ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ
اے عیسیٰ تحقیق کہ میں پورا کرنے والا تیری اجل کا ہوں وقت مقرر تک کہ اس سے پہلے تجھکو کوئی قتل نہیں کر سکتا ہے اور میں نگاہ رکھنے والا تیرا ہوں
اس وقت تک یہانتک کہ وقت تیری اجل کا آئے وَرَافِعُكَ اِلَيَّ اور اٹھانے والا تیرا ہوں طرف کرامت اپنی کے اور بلند کرنے والا
تیرا ہوں مقام بلند میں کہ وہ آسمان اور مسکن ملائکہ کا ہے وَمُطَهِّرُكَ اور پاک کرنے والا تیرا ہوں صحبت سے مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
ان لوگوں سے کہ کافر ہوتے ہیں اور رہائی دینے والا تیرا ہوں ناپاکی قصد انکے سے وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ اور کر دینے والا
ان لوگوں کا کہ پیروی کی ہے اُنھوں نے تیرے مومنین میں سے فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا فوق اور بالا ان لوگوں کے کہ کفر کیا ہے
اُنھوں نے اور مراد ان لوگوں سے یہود ہیں اور یہ اسوقت کا ذکر ہے کہ نصارا غالب ہوئے یہود پر حجت اور دلیل سے اور نبوت حضرت

بیان عیسیٰ کے یہودا کو سولی دلوانا

ع ۵ ۱۴ الثلث

عیسیٰ کی اُنھوں نے ثابت کی اور یا یہ کہ غالب ہوئے شمشیر سے اور یہودی سلطانان نصارا پر کبھی غالب نہیں ہوئے ہیں جو لوگ کہ ایمان لائے
عیسیٰ کی نبوت پر وہ ہمیشہ غالب رہیں گے یہودیوں پر اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ دن قیامت تک ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ پھر طرف میرے پھر جانا تمہارا
ہے سب کا یعنی عیسیٰ کا اور اس کے فرمانبرداروں کا اور اس کے انکار کرنیوالوں کا فَاَحْكُمُ بَیْنَكُمْ پس حکم کروں گا میں درمیان تمہارے فِیْمَا
كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ بیچ اُس چیز کے کہ ہو تم آپس میں اختلاف کرتے کہ یہودی تو اختلاف کرتے کہ یہودی تو اعتقاد حضرت موسیٰ کو رکھتے ہیں اور عیسیٰ اور محمد کے منکر ہیں اور نصاریٰ
موسیٰ اور عیسیٰ کو مانتے ہیں اور محمد کا انکار کرتے ہیں اور تینوں خدا کا اعتقاد رکھتے ہیں اور مومنین کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد سب حق ہیں اور تینوں پیغمبر بھیجے ہوئے خدا کے ہیں اور اب تینوں فرقوں کی
جزا جز ا دونگا میں فَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا پس لیکن جو لوگ کہ کافر ہوئے یعنی یہود و نصاریٰ فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا پس عذاب کروں گا میں انکو عذاب
سخت فِی الدُّنْیَا بیچ دنیا کے کہ قتل اور غارت کروں گا اور جزیہ ان پر رکھوں گا وَالْاٰخِرَةِ اور بیچ آخرت کے کہ ہمیشہ وہ دوزخ میں جلا کریں گے
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ اور نہ ہوں گے واسطے ان کے نصرت کرنے والے اور مددگار کہ آتش دوزخ کی سے انکو رہائی دلوائیں اور مِن ناصرین
میں مِن زاید ہے وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور لیکن جو لوگ کہ ایمان لاتے ہیں خدا پر اور محمد صلعم کی نبوت پر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے
ہیں اُنھوں نے نیک فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ پس پورا دے گا ان کو خدا اجر ان کا دنیا میں تو نیکنامی اور عزت سے ان کو رکھے گا اور آخرت
میں درجہ اُن کا بلند کرے گا اور فیوفیہم کو حفص نے یا سے پڑھا ہے غائب کا صیغہ اور باقیوں نے نون سے پڑھا ہے متکلم کا صیغہ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ
اور خدا نہیں دوست رکھتا ہے ظلم کرنیوالوں کو کہ ایمان اور طاعت کو چھوڑ کر کفر اور گناہ ان کو اختیار کرتے ہیں ذٰلِكَ یہ کلام جو کہ مذکور ہوا ہی قصہ میں عیسیٰ کے
اور سوائے اُسکے نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ پڑھتے ہیں ہم اسکو اوپر تیرے کہ وہ مِنَ الْاٰیٰتِ نشانیوں اور حجتوں میں سے ہے کہ جو دلالت کرتے ہیں تیری
نبوت کے راست اور درست ہونے پر وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ اور نصیحت محکم میں سے ہے کہ جس میں تمام حکمت بھری ہوئی ہے کہ شامل ہے حلال اور حرام
کے حکم کو اور کہتے ہیں کہ نصاریٰ نے بعد سننے قصہ عیسیٰ کے جناب رسولخدا صلعم سے کہا کہ تو کس واسطے عیسیٰ کو گالی دیتا ہے کہ تو اسکو بندہ کہتا ہے
حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ کو بندہ خدا کا کہنا ہرگز گالی نہیں ہے وہ بیشک بندہ خدا کا اور بھیجا ہوا اسکا ہے یہ سنکر نصاریٰ نجران کے غصہ ہوئے
اور کہنے لگے کبھی ایسا نہیں دیکھا اور نہ سنا ہے کہ فرزند بدون باپ کے پیدا ہو اللہ تعالےٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی
عِنْدَ اللّٰهِ تحقیق مثال عیسیٰ کی نزدیک خدا کے یعنی حال عیسیٰ کا اور صفت اس کی خدا کے نزدیک كَمَثَلِ اٰدَمَ مانند آدم کے ہے اور تمکو یقین
ہے اور اعتقاد رکھتے ہو کہ آدم بدون باپ اور ماں کے پیدا ہوا ہے اور اسکو تم خدا کا بیٹا نہیں کہتے ہو اور جو شخص کہ ماں سے بدون باپ کے
پیدا ہوا ہو اس کو کس واسطے خدا کا بیٹا کہتے ہو اور جیسے کہ آدم خلاف عادت کے پیدا ہوا ہے ایسے ہی عیسیٰ پیدا ہوا ہے فرق ان دونوں میں
کیا ہے اور اگر زیادہ تعجب ہے تو آدم میں ہے کہ وہ بدون ماں اور باپ کے پیدا ہوا ہے کہ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ پیدا کیا ہے اس کو مٹی سے
ثُمَّ قَالَ لَهٗ پھر کہا واسطے اس کے بعد پیدا کرنے قالب کے کہ خدا کے حکم سے كُنْ ہو تو زندہ فَیَكُوْنُ پس ہو گیا وہ اسی وقت یہ حکایت حال
ماضی کی ہے اَلْحَقُّ یہ خبر مبتدا محذوف کی ہے اور تقدیر اس کی ہو الحق ہے یعنی وہ وصف عیسیٰ کا حق ہے کہ جو نازل ہوا ہے مِنْ
رَّبِّكَ پروردگار تیرے کی طرف سے کہ وہ مثل آدم کے ہے فَلَا تَكُنْ پس نہ ہو تو مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ شک کرنے والوں میں سے اور ثابت
قدم رہ تو اس امر پر کہ عیسیٰ علیہ السلام بندہ خدا کا ہے اور پیغمبر اُس کا اور خطاب اس میں ہر ایک سننے والے کی طرف ہے یا رسولخدا کی طرف
خطاب ہے اور مراد اس سے ہر ایک آدمی امت کا ہے یعنی اے مومنین تم ان لوگوں میں سے مت ہو جو کہ عیسیٰ کو مثل آدم کے ہونے میں شک
رکھتے ہیں اور اس کو فرزند خدا کہتے ہیں اور اب خدائے تعالےٰ آیہ مباہلہ کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَمَنْ حَآجَّكَ
پس جو شخص کہ جھگڑا کرے تجھ سے نصرانیوں میں سے اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فِیْهِ بیچ اس عیسیٰ کے یعنی جو کوئی عیسیٰ علیہ
السلام کے مقدمہ میں تجھ سے جھگڑا کرے ان نصرانیوں میں سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ اپنے اعتقاد باطل پر رہیں مِنْۢ

بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ بعد اس کے کہ آیا ہے تجھکو علم میں سے یعنی بعد اسکے کہ جانا ہے تو نے اس امر کو کہ عیسیٰ خدا کا بندہ اور پیغمبر ہے فَقُلْ پس کہہ تو اے محمد صلعم کہ تَعَالَوْا آؤ تم اے نصرانیو واسطے مباہلہ کرنے کے کہ نَدْعُ بلائیں ہم اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ بیٹوں اپنوں کو اور بیٹوں تمہارے کو یعنی ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ اور عورتوں اپنیوں کو اور عورتوں تمہاری کو یعنی ہم عورتوں اپنی کو بلائیں اور تم عورتوں اپنی کو بلاؤ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ اور نفسوں اپنے کو اور نفسوں تمہارے کو یعنی ہم انکو بلائیں کہ جو ہمارے بمنزلہ نفسوں کے ہیں اور تم ان کو بلاؤ کہ جو تمہارے بمنزلہ نفسوں کے ہیں اور مراد اس سے یہ ہے کہ ہم اپنے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور جو کہ ہمارے بمنزلہ نفسوں کے ہیں ان سب کو ہمراہ لیچلیں اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور انکو جو تمہارے بمنزلہ نفسوں کے ہیں ہمراہ اپنے لیچلو اور چلکے مباہلہ کریں ثُمَّ نَبْتَهِلْ پھر لعنت کریں ہم دروغگو پر فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ پس کریں ہم لعنت خدا کی عَلَى الْكَاذِبِيْنَ اوپر جھوٹ بولنے والوں کے اور فنجعل لعنت اللہ عطف بیان ہے نبتہل کا اس واسطے کہ معنی ہیں ایک ہی ہیں حاصل یہ ہے کہ ہم دو نو جھوٹ کہنے والو پر لعنت کریں تاکہ عذاب خدا کا جھوٹونکی طرف متوجہ ہو اور اہل حق اہل باطل سے جدا ہو جائیں اور منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلعم نے نجران کے نصارٰے کو طلب کر کے فرمایا کہ ہرچند تم سے ہم گفتگو میں غالب ہوتے ہیں لیکن تم زیادہ عناد کرتے ہو اور جھگڑتے ہو آؤ ہم اور تم آپسمیں مباہلہ کریں یعنی دعا کریں کہ جو کوئی باطل پر ہو اسپر لعنت خدا کی نازل ہو نصارٰے اس بات پر راضی ہوئے اور شہر کے باہر ایک جگہ مباہلہ کے واسطے مقرر کی اور نصارٰے نے اپنے مکانوں میں جمع ہو کر مشورہ کیا عاقب نے کہ سب سے زیادہ عالم اُن کے مذہب میں تھا اس نے ان نصرانیوں سے کہا کہ تم خوب جانتے ہو کہ محمد صلعم پیغمبر برحق ہے اگر ہم اس سے مباہلہ کریں گے تو ایک نصرانی زمین پر باقی نہ رہے گا اور اسقف نے کہا کہ اے قوم اگر محمد اپنے اصحاب کے ہمراہ مباہلہ کرے تو ہم اس سے مباہلہ کریں گے اور اگر وہ اپنے یگانوں کے ہمراہ مباہلہ کرے گا تو خوف کرنا چاہئے کہ اس صورت میں وہ راستگو ہے جبکہ صبح ہوئی تو اصحاب باوقار صف باندہ کر دولتسرائے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے اس امید میں کہ ہمکو مباہلہ کے واسطے اپنے ہمراہ لیچلیں گے مگر صہیب سلمان فارسیؓ کمکملی سرخ اور چار چوب لیکر حضرت کی دولتسرا سے باہر آئے اور وعدہ گاہ پر جا کر ایک سائبان کھڑا کیا اور بعد اسکے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دولتسرا سے برآمد ہوئے اور حضرت علیؑ کے حجرے میں تشریف لے گئے اور حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہمراہ لیا اور حسنینؑ کو حکم دیا کہ تم ہمارے آگے آگے چلو اور جناب فاطمہ زہرا سے فرمایا کہ تو ہمارے پیچھے پیچھے چل اور اصحاب میں سے کسی کو اپنے ہمراہ نہ لیا اور جس وقت وعدہ گاہ پر پہنچے تو امیرالمومنین سے فرمایا کہ میں تو دعا کرتا ہوں اور تم چاروں آدمی آمین کہو اور اسقف نصرانی نے انکو دیکھا تو پوچھا کہ محمد کے ہمراہ یہ کون ہیں کسی نے کہا کہ یہ جوان تو اسکے چچا کا بیٹا اور داماد اُس کا ہے اور یہ عورت اسکی دختر نیک اختر ہے اور یہ دو لڑکے اسکے نواسے ہیں یہ سنتے ہی خوف اسکے دل میں پیدا ہوا اور کہنے لگا کہ اے نصارٰے اگر اسکو خوف ہوتا تو یہ اپنے یگانوں کو مقام خوف میں نہ لاتا ان سے مباہلہ نہ کرنا چاہئے یہ سنکر سب نصرانیوں نے کہا کہ مناسب ہے کہ مصالحہ کرنا چاہئے اسقف جناب رسولخدا صلعم کے پاس آیا کہ کہا کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے ہیں ہمسے تم صلح کر لو جس طرح سے کہ مرضی ہو جناب رسولخدا صلعم نے دو ہزار حلہ بطور جزیہ کے مقرر کئے کہ قیمت ایک حلہ کی چالیس درہم ہوتے تھے اور ایک درہم تخمیناً سوا دو ماشہ چاندی کا ہوتا ہے جب یہ مقرر ہو لیا تو نصارٰے اپنے شہر کو چلے گئے اور رستہ میں عاقب نے کہا کہ واللہ ہم اور تم سب جانتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر برحق ہے اگر وہ مباہلہ کرتا تو کوئی تم میں سے زندہ باقی نہ رہتا اور جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر نصارٰے مجھ سے مباہلہ کرتے تو عذاب خدا ان پر نازل ہوتا اور بندروں اور خوکوں کی صورت میں وہ ہو جاتے اور تمام باشندے نجران کے یہاں تک کہ پرندے بھی وہاں کے جل جاتے اور اس آیت سے کئی مقصود ثابت ہوئے ایک تو فضیلت اہلبیت رسول کی تمام امت پر اس واسطے کہ سوا انکو اگر اور کوئی بھی ایسا مقرب اور مقبول درگاہ الٰہی ہوتا تو رسولخدا صلعم البتہ اسکو بھی واسطے دعا کے اپنے ہمراہ لیجاتے پس معلوم ہوا کہ سوا ان کے اور کوئی ایسا برگزیدہ نہ تھا اور دوسرے

یہ ثابت ہوا کہ حسنین علیہم السلام جناب رسولخدا کے بیٹے ہیں اور دختر کا فرزند اپنا فرزند ہوتا ہے اور تیسرے یہ کہ فاطمہ علیہا السلام کی فضیلت سب عورتوں پر ثابت ہوئی اور تائید کرتی ہے اسکو وہ حدیث کہ فرمایا ہے رسولخدا صلعم نے کہ فاطمہ پارۂ جگر میری ہے اور وہ سردار زنان عالم کی ہے اور سردار زنان جنت کی ہے اور اس سے ایک اور بہتر مقصد ثابت ہوا اور وہ یہ ہے کہ اکثر اطلاق نساء کا زوجات پر ہوتا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ فلانے کی عورت یعنی زوجہ اسکی ہیں پس جس وقت کہ نساء کے لفظ سے آیۂ مباہلہ میں حضرت صلعم کی بیبیاں مراد نہوئیں باوجودیکہ وہ لفظ مخصوص انکی ہی واسطے تھا بلکہ یہاں بھی مراد نسا سے فاطمہ زہرا ہوئیں تو آیۂ تطہیر میں مراد اہل بیت سے کہ وہ لفظ عام ہے اور اولاد اور بی بی اور غلام اور لونڈی کو سب کو شامل ہے تو اس سے بیبیاں رسولخدا صلعم کی کیونکر مراد ہوں گی بلکہ وہاں بھی یہی لوگ مراد ہیں جو کہ مقبول درگاہ الٰہی ہیں اور تطہیر ایسے ہی لوگوں کے واسطے چاہیئے نہ اُن لوگوں کے واسطے کہ جن کے حق میں خدائے تعالیٰ نقل فرمائے پیغمبر کے قول کو فقد صغت قلوبکما اور چوتھے یہ کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ علی نفس رسولؐ ہے یعنی وہ بمنزلہ نفس رسولخدا کے ہے اور انفسنا کے لفظ سے نفس رسولؐ مراد لینا اور علیؑ کو ابناء میں داخل کرنا کمال تعصب اور چشم پوشی حق صریح سے ہے اس واسطے کہ اپنے نفس کو کوئی نہیں بلاتا ہے بلکہ غیر کو بلاتے ہیں اور ابناء میں اگر علی داخل ہوتے تو جناب فاطمہؑ کا داخل ہونا ابناء میں بدرجہ اولیٰ تھا اور نسا کا ذکر کر کے کلام فصیح کو دراز کرنے کی کیا احتیاج تھی بلکہ خدا کو تو فضیلت اہل بیت کی لوگوں پر ظاہر کرنی منظور تھی کہ حسنؑ اور حسینؑ فرزندان رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تائید کرتی ہے اسکو وہ روایت کہ حضرت علیؑ نے جنگ صفین میں محمد حنفیہ کو لڑتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ حقیقت میں تو فرزند میرا ہے لوگوں نے پوچھا کہ حسنین علیہم السلام کیا تمہارے فرزند نہیں ہیں فرمایا کہ وہ رسولخدا کے فرزند ہیں اور نساء میں صاحب شرف اور منزلت فاطمہ زہرا ہے چنانچہ معلوم ہے۔ اور مشہور ہے کہ علی نفس رسولؐ ہے کہ سوائے شرف نبوت کے جو فضیلت کہ جناب رسولخداؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حاصل تھی وہی علیؑ کو ہے اور تاکید کرتی ہے نفس رسولؐ ہونے کو وہ روایت کہ سوال کیا کسی نے جناب رسولخداؐ سے حضرت کے بعض اصحاب سے ایک شخص نے کہا کہ وہ علیؑ ہے حضرت نے فرمایا کہ تو نے نہیں سوال کیا تھا مجھ سے مگر آدمیوں سے اور نہیں سوال کیا تھا تو نے میرے نفس سے یعنی علیؑ کہ میرا نفس ہے تو نے اس سے سوال نہیں کیا تھا اور فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں اور فرمایا ہے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کل آدمی متفرق درختوں سے پیدا ہوئے ہیں اور میں اور علیؑ ایک درخت سے پیدا ہوئے ہیں اور فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں علیؑ سے ہوں اور علی مجھ سے ہے اور فرمایا ہے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے علیؑ گوشت تیرا گوشت میرا ہے اور خون تیرا خون میرا ہے اور واسطے نہایت اختصاص اور کمال محبت کے جو درمیان رسولخداؐ اور علیؑ کے تھی علیؑ کو نفس رسولؐ فرمایا ہے پس ایسے بزرگ پر کسی دوسرے کو فضیلت دینی بڑی بے انصافی ہے بجز عداوت علی علیہ السلام کے اور کیا کہا جائے اور اب خدائے تعالیٰ نصاریٰ کے رد میں فرماتا ہے کہ **اِنَّ هٰذَا** تحقیق یہ یعنی جو کچھ مذکور ہوا ہے قصہ عیسیٰ اور مریم کا اور سوائے اسکے **لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ** البتہ وہ قصے حق اور راست ہیں **وَمَا مِنْ اِلٰهٍ** اور نہیں ہے کوئی معبود سزاوار پرستش کے **اِلَّا اللّٰهُ** سوائے حق کے کہ مستحق ہونا عبادت کا اسی کو ثابت ہے **وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ** اور تحقیق کہ خدا البتہ وہ غالب ہے سب پر حکمت والا ہے کہ جو کام ہے اس کا وہ محکم ہے اور موافق حکمت اور مصلحت کے ہے اور سوائے اسکے اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ شریک خدائی میں ہو اور قابل پرستش کے ہو **فَاِنْ تَوَلَّوْا** پس اگر پھر جائیں وہ نصاریٰ مباہلہ سے اور خدائے تعالیٰ کی وحدانیت کا باوجود واضح ہونے اسکی دلیلوں کے اقرار نہ کریں **فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ** پس تحقیق خدا جاننے والا ہے اور عالم ہے ساتھ فساد کرنے والوں تباہ کاروں کے کہ باوجود ظاہر ہونے علامتوں وحدانیت خدا کے اقرار نہیں کرتے ہیں وحدانیت خدا کا اور شرک کئے جاتے ہیں کہ عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نصاریٰ نجران کے مدینہ میں آئے تو مدینہ کے یہودیوں نے حضرت ابراہیم کے مقدمہ میں اُن سے مناظرہ اور بحث کی یہودی کہتے تھے کہ ابراہیم یہودی تھا اور نصاریٰ کہتے تھے کہ ابراہیم نصرانی

تھا یہ جھگڑا لیکر واسطے فیصلے کے رسول خدا صلعم کے پاس آئے حضرت نے فرمایا کہ ابراہیم نہ یہودی تھا اور نہ نصرانی تھا بلکہ مسلمان تھا یہودیوں
نے حضرت سے کہا کہ غرض تیری یہ ہے کہ ہم تیرے حق میں وہ کہیں کہ جو نصارے نے عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں کہا ہے اور نصارے نے حضرت
سے کہا کہ تو جانتا ہے کہ ہم تیرے حق میں وہ کہیں کہ جو یہودیوں نے عزیر کے حق میں کہا ہے خدائے تعالیٰ نے واسطے رد کرنے اُن کے قول کے یہ آیت
نازل کی اور فرمایا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ اے اہل کتاب یعنی اے یہود و نصارے تَعَالَوْا آؤ تم اِلٰى كَلِمَةٍ
سَوَآءٍ طرف کلمہ برابر اور راست اور درست کے بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے کہ کسی پیغمبر نے اس
میں اختلاف نہیں کیا ہے اور کوئی کتاب خدا کی اس کے مخالف نہیں ہے اور وہ کلمہ راست اور درست اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ یہ کہ نہ پرستش
کریں ہم مگر خدا کو بوحدانیت وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا اور نہ شریک کریں ہم ساتھ اس کے کسی چیز کو سوائے اسکے کہ کسی دوسرے کو معبود نہ جانیں
وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا اور نہ پکڑے یعنی نہ مقرر کرے بعض ہمارا بعض کو پروردگار اپنے مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا
کے جو کہ معبود حق ہے اور نہ کہیں ہم کہ عیسیٰ اور عزیر بیٹے خدا کے ہیں اور نہ پیروی کریں ہم علماء کی اس چیز میں کہ جو اُنھوں نے حلال کو حرام کر دیا
ہے اور حرام کو حلال کر دیا ہے اس واسطے کہ ہر ایک ان میں سے بعض ہمارا بشر ہے مثل ہمارے اور کہتے ہیں کہ جس وقت نازل ہوئی یہ آیت اتخذوا
احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ تو کہا عدی بن حاتم نے کہ یا رسول اللہ ہم ان احبار اور رہبان کو پرستش نہیں کرتے تھے حضرت نے فرمایا کہ
کیا وہ واسطے تمہارے حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کرتے تھے اور تم اس کے موافق عمل نہیں کرتے تھے کہا کہ ہاں حضرت نے فرمایا کہ یہی مراد
اس آیت سے ہے اور لایتخذ کا عطف الانعبد پر ہے اس واسطے وہ منصوب ہے فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر پھر جائیں وہ اہل کتاب اس کلمہ حق سے تو کہو
فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا پس کہو تم اے مسلمانو کہ گواہ رہو تم اے اہل کتاب بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ساتھ اسکے کہ ہم اسلام لانے والے اور مسلمان ہیں
کہ ہم توحید سے ہرگز نہ پھریںگے اور تم پھر گئے ہو اور اب تمکو اقرار کرنا چاہیے کہ ہم کو تم مسلمان کہو نہ اپنے تئیں یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ اے اہل کتاب
یعنی اے یہود اور نصارے لِمَ تُحَآجُّوْنَ کس واسطے جھگڑتے ہو تم فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ بیچ دین ابراہیم کے کہ یہودی تو تم میں سے کہتے ہیں کہ وہ
یہودی تھا اور نصارے کہتے ہیں کہ وہ نصرانی تھا وَمَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ اور حال یہ ہے کہ نہیں نازل کی گئی ہے توریت جسپر یہودی عمل کرتے
ہیں وَالْاِنْجِيْلُ اور نہ انجیل نازل کی گئی ہے کہ جسپر نصارے عمل کرتے ہیں اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ مگر بعد اس ابراہیم کے یعنی ابراہیم سے موسیٰ تو یک
ہزار سال پیچھے ہوا ہے اور عیسیٰ ابراہیم کے دو ہزار سال بعد ہوا ہے پس جس وقت ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ سے پہلے اس قدر مدت ہوا ہے تو وہ
یہودی یا نصرانی کیونکر ہوگا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس نہیں سمجھتے ہو کہ یہ امر محال ہے اور باوجود اسکے کہ تم توریت اور انجیل میں پڑھتے ہو کہ وہ
مسلمان تھا اور خدا کی وحدانیت کا اعتقاد رکھتا تھا اور توریت اور انجیل میں بھی اسکا یہودی یا نصرانی ہونا نہیں لکھا ہے پس ہم کہ مسلمان ہیں ہم
اس کے ساتھ اولیٰ ہیں نہ تم هٰۤاَنْتُمْ خبردار ہو تم اے یہود و نصارے هٰۤؤُلَآءِ وہ لوگ ہو کہ نہایت احمق ہو اور حماقت تمہاری یہ
ہے کہ حَاجَجْتُمْ جھگڑا کیا تم نے دشمنی سے فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ بیچ اس چیز کے کہ واسطے تمہارے ساتھ اُس کے علم ہے کہ توریت اور
انجیل میں محمد کی نبوت اور صفات کو لکھے ہوئے دیکھتے ہو اور اُسمیں جھگڑا کرتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ شخص وہ نہیں ہے فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ
پس کس واسطے جھگڑتے ہو تم فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ بیچ اس چیز کے کہ نہیں واسطے تمہارے ساتھ اس کے علم کہ ابراہیم کا تمہاری
کتاب میں یہودی یا نصرانی ہونا ہرگز مرقوم نہیں ہے اور پھر تم اس میں جھگڑتے ہو اور کہتے ہو کہ وہ ایسا ہی تھا حاصل یہ ہے کہ پہلے سے
تم ایک امر کا علم رکھتے تھے اور اسکو سمجھتے تھے لیکن از راہ عداوت اور عناد جان بوجھکر اس میں تم جھگڑا کرتے تھے اور اب تمہاری جہالت اور
عداوت کی نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ جس چیز کا تم علم نہیں رکھتے ہو اس میں بھی تم جھگڑا کرتے ہو اور ہا انتم میں ہا تنبیہ کا ہے اور انتم مبتدا
ہے اور ہولاء خبر اسکی ہے اور حاججتم دوسرا جملہ ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہولاء عطف بیان ہو اور حاججتم خبر انتم کی

ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہو لا بمعنی الذین کے ہے اور حاججتم صلہ اس کا ہے اور اہل کوفہ نے ہا انتم کو مد اور ہمزہ سے پڑھا ہے اور اہل مدینہ اور ابو
عمرو نے بغیر مد اور ہمزہ کے پڑھا ہے اور ابن کثیر اور یعقوب نے ہمزہ اور قصر کے ساتھ پڑھا ہے بغیر مد کے اور ابن عامر نے مد کے ساتھ پڑھا ہے
بغیر ہمزہ کے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور خدا جانتا ہے کہ ابراہیم تمہارے کسی دین پر نہ تھا کہ وہ عالم ہر ایک امر کا ہے وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور تم نہیں
جانتے ہو اس کی حقیقت حال کو پس اسکے مقدمہ میں گفتگو مت کرو اور جس چیز کو نہیں جانتے اس کو اس کی طرف منسوب مت کرو بلکہ اس کے
حال کو اس شخص سے دریافت کرو کہ جو عالم اس کے حال کا ہے اور خوب واقف ہے اور وہ خاتم الانبیاء صلعم ہے پس خدائے تعالے ان
کے قول کے رد میں فرماتا ہے کہ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا نہ تھا ابراہیم یہودی اور نہ نصرانی وَّلٰكِنْ
كَانَ اور لیکن تھا وہ حَنِيْفًا پھرنے والا اعتقاد باطلہ سے طرف حق کے مُّسْلِمًا مسلمان گردن رکھنے والا اور فرمانبرداری کرنے والا خدا کے حکم
کی وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نہ تھا وہ شرک کرنے والوں میں سے اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ تحقیق سزاوار تر آدمیوں کے بِاِبْرٰهِيْمَ
ساتھ دین ابراہیم کے لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ البتہ وہ لوگ ہیں کہ پیروی کی ہے انھوں نے اسکی اور للذین پر لام مفتوح لام تاکید کا ہے یعنی زیادہ
لائق دین ابراہیم کے وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے اسکی پیروی کی ہے اسکے زمانہ میں وَهٰذَا النَّبِيُّ اور پھر پیغمبر آخر الزماں خصوصًا
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اسکی امت میں سے وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اور خدا دوست مومنین کا ہے اور
کام بنانے والا ان کا اور نصرت کرنے والا ان کا اور ایمان پر ان کو جزا اور ثواب دینے والا اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ سزاوار تر
دین محمد کا وہ شخص ہے کہ متابعت اس کی کرے امر اور نہی میں اور سب احکام خدا میں چنانچہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے پہلے اس آیت
کو تلاوت فرمایا اور بعد اس کے فرمایا کہ دوست محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ شخص ہے جو کہ تابعداری کرے خدا کی اگرچہ قرابت سے حضرت کی
دور ہو اور دشمن محمد کا وہ شخص ہے جو کہ نافرمانی کرے خدا کی اگرچہ یگانہ حضرت کا ہو اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہشت
واسطے پرہیزگاروں کے اور متقیوں کے ہے اگرچہ وہ غلام حبشی ہوں اور دوزخ واسطے نافرمانبرداری کرنے والوں خدا کے ہے اگرچہ وہ سید
قریشی ہوں اور کہتے ہیں کہ فرقہ یہود کے آدمی عمارؓ اور حذیفہؓ اور معاذؓ کو اپنے دین کی طرف بلاتے تھے اور اپنے دین کی رغبت دلاتے
تھے اس کا ذکر خدا کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ دوست رکھتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں ایک
گروہ اہل کتاب میں سے یعنی یہودی چاہتے ہیں کہ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ کاش گمراہ کردیں وہ تمکو اے عمار اور حذیفہ اور معاذ وَمَا
يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ اور حال یہ ہے کہ نہیں گمراہ کرتے ہیں وہ مگر نفسوں اپنے کو کہ وبال اس گمراہ کرنے کا انکی جانوں پر ہے کہ دو چند
ان کو عذاب کیا جائے گا وَمَا يَشْعُرُوْنَ اور نہیں اطلاع رکھتے ہیں وہ اپنی جہالت کے سبب کہ وبال اس کا ہمارے ہی واسطے ہے اور
خدائے تعالے تنبیہ کرتا ہے یہود اور نصاریٰ کو کہ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ اے اہل کتاب لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ کس واسطے کفر کرتے ہو تم
ساتھ آیتوں خدا کے کہ جو توریت اور انجیل میں لکھی ہوئی ہیں دلالت کرنے والی نبوت محمد صلعم کی اور اسکی صفات کی وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ اور
حال یہ ہے کہ تم گواہی دیتے ہو کہ توریت اور انجیل حق ہے اور یا یہ کہ کس واسطے کفر کرتے ہو تم قرآن کی آیتوں کا کہ وہ معجزے ہیں نبوت محمد صلعم کے
يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ اے اہل کتاب لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ کس واسطے خلط کرتے ہو تم حق کو ساتھ باطل کے کہ تحریف کرکے حق
کو مٹاتے ہو اور باطل کو ظاہر کرتے ہو وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ اور پوشیدہ کرتے ہو تم حق کو کہ وہ نبوت خاتم النبیین کی اور صفات اسکی
ہیں جو کہ توریت اور انجیل میں لکھی ہیں وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور حال یہ ہے کہ تم جانتے ہو جس کو تم پوشیدہ کرتے ہو اور کہتے ہیں کہ بارہ آدمیوں
ع ۸ ۱۵ نے یہودیوں کے اس امر پر اتفاق کیا کہ اول روز ہم دین محمد پر ایمان لائیں مکر اور حیلہ سے اور آخر روز ان سے کہیں کہ ہم نے اپنی کتاب میں
دیکھا ہے اور اپنے علماء سے بحث کی ہے تو معلوم ہوا کہ دین محمدی حق نہیں ہے اور جو صفات پیغمبر آخر الزماں کے توریت میں لکھی ہیں وہ محمد میں

نہیں پائے جاتے تاکہ یہ بات سنکر اصحاب محمد کے تردد میں پڑیں اور کہیں کہ اس امر میں یہود جھوٹ کیوں کہتے جو سچ تھا انھوں نے بیان کر دیا اس آیت میں خدائے تعالےٰ ان کے مکر کی خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ کہا ایک فرقہ نے اہل کتاب میں سے یعنی یہودیوں نے آپس میں کہا کہ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ ایمان لاؤ تم ساتھ اس چیز کے یعنی زبان سے اقرار کرو تم ساتھ اس چیز کے کہ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نازل کی گئی ہے اوپر ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں محمد پر یعنی ایمان لاؤ تم ظاہر میں قرآن پر وَجْهَ النَّهَارِ اول روز وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ اور کفر کرو تم اسکا آخر اس دن کے اور بعضی روایت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت رسول خدا مدینہ میں تشریف لائے تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور لوگوں کو یہ خوش آیند معلوم ہوتا تھا اور جس وقت خدا نے ان کو بیت المقدس سے کعبہ کی طرف پھیرا تو یہودی غصہ ہوئے اور قبلہ کی طرف پھیرنے کا حکم ظہر کے وقت ہوا تھا یہودیوں نے کہا کہ نماز پڑھی ہے محمد نے صبح کو ہمارے قبلہ کی طرف پس ایمان لاؤ تم اس چیز پر کہ جو نازل ہوئی محمد پر اول روز یعنی ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھنی اور کفر کرو تم اس چیز کا کہ نازل ہوئی ہے اسپر آخر روز یعنی کعبہ کی طرف نماز پڑھنی اور پہلی روایت کے موافق یہ ہے کہ کہا انھوں نے کہ پس اقرار کرو تم اور ظاہر میں ایمان لاؤ تم اول روز میں اور کفر کرو تم آخر روز میں تاکہ اس اقرار اور انکار ہمارے سے اصحاب محمد کے تردد میں پڑیں اور تردد میں پڑکر لَعَلَّهُمْ شاید کہ وہ مسلمان یَرْجِعُوْنَ پھر جائیں اپنے دین سے وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اور نہ ایمان لاؤ تم دل سے اور تصدیق اور باور نہ کرو تم اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَكُمْ مگر واسطے اس شخص کے کہ پیروی کرے وہ دین تمہارے کی یعنی دین یہود کی اور بعد اسکے خدا تعالےٰ یہودیوں کے کلام کو قطع کرتا ہے فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ اِنَّ الْهُدٰى تحقیق ہدایت یعنی دین حق هُدَى اللّٰهِ دین خدا کا ہے یعنی دین اسلام کہ موجب رستگاری اور پانے ثواب جاودانی کا ہے یہ جملہ معترضہ ہے قل کے لفظ سے ہدی اللہ تک کہ یہودیوں کے کلام کے بیچ میں آگیا ہے اور اب خدائے تعالےٰ پھر کلام یہودیوں کا بیان کرتا ہے ان کے پہلے کلام کو ختم کرکے کہ وہ یہودی کہتے تھے کہ نہ تصدیق کرو تم اَنْ یُّؤْتٰٓى اَحَدٌ اس کو کہ دیا گیا ہے کوئی مسلمانوں میں سے مِّثْلَ مَآ اُوْتِیْتُمْ مثل اس چیز کے کہ دئے گئے ہو تم علم اور حکمت اور فضل اور شرف اَوْ یُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ یا حجت پکڑیں وہ مسلمان اور غالب ہوں تم پر نزدیک پروردگار اپنے کے روز قیامت اس کا بھی باور مت کرو تم اس واسطے کہ دین تمہارا بہت صحیح ہے اور یہ آیہ ولا تومنوا الا لمن تبع دینکم متشابہات میں سے ہے اور اس کے معنی میں بہت اختلاف ہے اور ان یوتی کا جملہ مفعول واقع ہوا ہے ولا تومنوا کا اور قل ان الهدیٰ هدی اللہ جملہ معترضہ ہے کہ درمیان فعل کے اور اسکے مفعول کے واقع ہوا ہے اور یحاجوکم کا عطف یوتے احد پر ہے اور وہ بھی باعتبار عطف کے مفعول ولا تومنوا کا واقع ہوا ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ ولا تومنوا ان یوتے احد مثل ما اوتیتم الا لمن تبع دینکم او یحاجوکم عند ربکم اور کہتے ہیں کہ ان یوتی کی تقدیر بان یوتی ہے حرف جر کا اس میں سے محذوف ہوا اور ابن کثیر نے ان یوتی کو ءان یوتی پڑھا ہے استفہام اور مد کیساتھ اور بعضے کہتے ہیں کہ ولا تومنوا سے آخر تک خطاب مسلمانوں کی طرف ہے اور ان یوتی کی تقدیر بان یوتی ہے اور یہ سب کلام خدا کا ہے کہ خطاب ہے اس میں مومنین کی طرف نہ کلام یہودیوں کا کہ خدا نے اسکو نقل کیا ہو اور معنی اس کے اس صورت میں یہ ہوں گے کہ اور نہ تصدیق اور باور کرو تم اے مومنین مگر واسطے اس شخص کے کہ پیروی کرنے وہ دین تمہارے کی کہ وہ دین اسلام ہے اور نہ تصدیق کرو تم ساتھ اس طرح کے کہ دیا جائے کوئی مثل اسکے کہ دئے گئے ہو تم دین میں سے پس نہیں ہے کوئی پیغمبر بعد پیغمبر تمہارے کے اور نہیں ہے کوئی شریعت بعد شریعت تمہاری کے قیامت تک اور نہ تصدیق اور باور کرو تم ساتھ اس طرح کے کہ واسطے کسی کے حجت اور غلبہ ہو اوپر تمہارے نزدیک پروردگار تمہارے کے اس واسطے کہ دین تمہارا سب دینوں سے بہتر ہے اور تحقیق دین حق دین خدا کا ہے اور تحقیق فضیلت اور شرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور یہ خطاب مومنین کے واسطے ہوا جس وقت کہ خلط کر دیا یہودیوں نے حق کو باطل سے اور وہ کہتے تھے کہ ہم حجت پکڑیں گے اور غالب ہونگے نزدیک پروردگار کے اس شخص پر جو کہ ہمارے دین کے

مخالف ہے پس بیان کیا خدائیتعالے نے کہ وہ یہودی ڈھائے گئے اور مغلوب کئے گئے ہیں اور تحقیق مومنین اپنر غالب ہیں اور فرماتاہے
خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان یہودیوں کے رد میں اِنَّ الْفَضْلَ تحقیق فضیلت علم اور حکمت کے اوسیا زیادتی اور بلند مرتبہ کے نزدیک
خدا کے بِیَدِ اللّٰہِ بیچ ہاتھ خدا کے ہے کہ اپنے دست قدرت سے یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ دیتا ہے اسکو جسکو چاہتا ہے وَاللّٰہُ وَاسِعٌ
اور خدا بہت گنجایش والا رحمت کا ہے عَلِیْمٌ جاننے والا ہے استحقاق کا فضل کے دینے میں کہ کون اس کا مستحق ہے یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ خاص
کرتاہے ساتھ رحمت اپنی کے کہ وہ نبوت ہے یا اسلام ہے مَنْ یَّشَآءُ جس کو چاہتاہے اپنے بندوں میں سے اور مستحق اس کا جانتاہے۔
وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اور خدا صاحب فضل بزرگ کا ہے مومنین پر اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عبداللہ بن سلام کے پاس جو کہ
یہودیوں کے مذہب میں تھے ایکہزار دو سو اوقیہ طلا امانت رکھا تھا اور اوقیہ کہتے ہیں کہ وزن میں چالیس درہم ہوتاہے اور درہم
تخمیناً سوا دو ماشہ ہوتاہے عبداللہ نے وہ سب طلا اس کو دیدیا اور کسی طرح کی خیانت اس میں نہ کی اور ایک شخص دوسرے نے ایک دینار
فخاص بن عادیا کے پاس امانت رکھا اس میں اسنے خیانت کی خدائے تعالے ان دونوں کا حال بیان کرتاہے چنانچہ فرماتاہے
وَمِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اور بعض اہل کتاب میں سے مَنْ اِنْ تَاْمَنْہُ بِقِنْطَارٍ وہ شخص ہے کہ اگر امانت داری کرے تو اسکو ساتھ مال
کثیر کے یعنی ساتھ ایک ہزار دو سو اوقیہ طلا کے تو یُؤَدِّہٖٓ اِلَیْکَ ادا کرتاہے وہ اسکو طرف تیرے اور یؤدہ کی ہا کو حمزہ اور ابوبکر نے ساکن پڑھا ہے
اور ابوجعفر اور یعقوب نے اسکو کسرہ سے پڑھا ہے اختلاس کے ساتھ یعنی دونہائی حرکت سے اور باقیوں نے کسرہ کو اس کے اشباع سے
یعنی پُر پڑھا ہے اور حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ اگر عبداللہ کے پاس کوئی مال کثیر امانت رکھے تو وہ اسکو ادا کرتاہے اور اُسکے مالک کو
پاس پہنچا دیتاہے وَمِنْھُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْہُ بِدِیْنَارٍ اور بعض ان اہل کتاب میں سے وہ شخص ہے کہ اگر امین کرے تو اسکو ساتھ ایک
دینار کے لَّا یُؤَدِّہٖٓ اِلَیْکَ نہ ادا کرے گا وہ اسکو طرف تیرے اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَیْہِ قَآئِمًا مگر جبتک کہ ہے تو اوپر اُس کے کھڑا
یعنی ہمیشہ تو اس کے سر پر کھڑا رہے اور اس سے مطالبہ کرتا رہے تو وہ دیوے اور یہ مراد فخاص سے ہے ذٰلِکَ وہ خیانت بِاَنَّھُمْ
قَالُوْا سبب اسکے ہے کہ تحقیق کہا اُن یہودیوں نے کہ لَیْسَ عَلَیْنَا نہیں ہے اوپر ہمارے فِی الْاُمِّیّٖنَ بیچ خیانت خواندوں اور
ناخواندوں کے کہ وہ عرب میں سَبِیْلٌ کوئی راہ یعنی یہ یہودی اس واسطے خیانت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ عرب کے لوگ ناخواندہ
ہیں اور لکھنا نہیں جانتے ہیں اور توریت کو نہیں پڑھ سکتے ہیں اور اپنر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی ہے اور نہ ان کا دین یہود ہے اگر ان
کا مال ہم لیویں تو ہمپر کوئی سبیل یعنی کوئی گناہ اور عذاب نہیں ہے کہ مال کھا جانا انکا ہمکو مباح اور حلال ہے اور ہمکو نہیں کچھ عذاب ہوگا
اور نہ کچھ پرسش ہوگی وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں وہ یہودی اور بناتے ہیں اس امر میں کہ یہودیوں کو مال غیر یہودی کا کھا جانا مباح ہے
عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ اوپر خدا کے جھوٹ کو کہ مال غیر یہود کا بے اجازت کھا جانا مباح ہے اس واسطے کہ سب نبیوں اور شریعتوں میں امانت
کے ادا کرنیکا حکم ہے انکو امانت غیر کی بے اجازت کیونکر مباح ہو جائے گی وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ اور حال یہ ہے کہ وہ یہودی جانتے ہیں کہ خیانت
کرنی حرام ہے اس واسطے کہ خیانت ایام جاہلیت میں بھی حرام تھی اور ایسا نہیں ہے کہ جو وہ کہتے ہیں کہ عرب کے مال میں خیانت کرنیسے کوئی
گناہ نہیں ہے بَلٰی ہاں یعنی بلکہ مَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ جو شخص کہ وفا کرے ساتھ عہد خدا کے کہ امانت کو ادا کرے اور اُس عہد کو وفا
کرے کہ جو توریت میں امانت کے ادا کرنے کے واسطے لکھا ہے وَاتَّقٰی اور ڈرے خدا سے اور پرہیز کرے حرام سے فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ
الْمُتَّقِیْنَ کا پس تحقیق خدا دوست رکھتاہے پرہیز کرنے والوں کو اور جو شخص کہ عہد کو وفا نہ کرے امانت کے ادا کرنے میں اور خدا سے خوف نہ
کرے امانت کے خیانت کرنے میں تو خدا انکو دوست نہیں رکھتا ہے اور اُن کے اس عمل کی ان کو سزا دے گا اور جناب رسولخدا صلعم سے
روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ جس میں تین خصلتیں ہیں وہ منافق ہے ہرچند روزہ رکھے اور نماز پڑھے جبوقت کوئی بات کہے تو جھوٹ بولے اور

اگر کسی سے وعدہ کرے تو اسکے خلاف کرے اور اگر اس کے پاس امانت رکھیں تو اس میں خیانت کرے اور فرمایا حضرت نے کہ سوداگر راستگو امانت کا ادا کرنے والا قیامت کے روز صدیقوں اور شہیدوں کے ہمراہ ہوگا اور جو کوئی امانت کو ادا کرے خدائے تعالےٰ حورالعین کو اس کی زوجہ کرے گا اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت یہودی کعب بن اشرف یہودی کے پاس آئی اور اس نے گندم طلب کئے اُسنے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں کہا کہ یہ شخص جو دعوےٰ نبوت کا کرتا ہے اس کے مقدمہ میں تم کیا کہتے ہو ان علماء نے کہا کہ وہ پیغمبر خدا ہے کعب یہ بات سنکر غصہ ہوا اور کہا کہ تم محروم رہے کھانے سے تب اُنھوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں اور اسکو دیکھتے ہیں اور توریت میں جو صفات پیغمبر آخرالزماں کے لکھے ہیں اس سے مقابلہ کرتے ہیں جس وقت ان لوگوں نے توریت میں دیکھا تو سب صفات حضرت کی مطابق توریت کے پائیں اس وقت ان صفات کو بدل کر برخلاف اسکے دوسری صفات تحریر کیں اور کعب کو دکھلائیں وہ بہت خوش ہوا اور گیہوں ان کو دئے اس قصہ کو خدا تعالےٰ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ تحقیق جو لوگ کہ یَشْتَرُوْنَ خرید کرتے ہیں بِعَهْدِ اللّٰهِ ساتھ عہد خدا کے کہ خدا کے ساتھ عہد کیا تھا محمدؐ پر ایمان لانے کا اور امانت کے ادا کرنے کا وَاَیْمَانِهِمْ اور ساتھ قسموں اپنی کے یعنی خرید کرتے ہیں ساتھ قسموں جھوٹی کے جو کہ پیغمبر کی صفات کی مخالفت پر قسمیں کھا کر کہا تھا کہ توریت میں یہی لکھا ہے ثَمَنًا قَلِیْلًا مول تھوڑے کو یعنی خرید کرتے ہیں عوض میں عہد کرنے کے اور قسمیں کہانے کے مال اندک دنیا کا کہ وہ چند سیر گیہوں ہیں اور چند گز کپڑا ہے اور اسکی طمع میں عوام کے روبرو جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ جو صفات کہ توریت میں لکھے ہیں وہ صفات محمدؐ کے صفات کے مطابق نہیں ہیں اُولٰٓئِكَ یہ وہ لوگ ہیں عہد کے توڑنے والے اور جھوٹی قسمیں کھانے والے کہ لَا خَلَاقَ لَهُمْ نہیں ہے کوئی حصہ واسطے ان کے فِی الْاٰخِرَةِ بیچ آخرت کی وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ اور نہ کلام کرے گا اُن سے خدا وہ کلام کہ جس سے اُن کا دل خوش ہو اور اُنکو فائدہ ہو بلکہ ملائکہ عذاب ان سے سخت کلامی کریں گے وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ اور نہ نظر رحمت کرے گا طرف انکے یَوْمَ الْقِیٰمَةِ دن قیامت کے وَلَا یُزَكِّیْهِمْ اور نہ پاکیزہ کریگا انکو گناہونکی ناپاکی سے گناہوں کی بخشش کرکے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور واسطے ان کے ہے عذاب دردناک جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کہ جھوٹی قسم کھا کر مال برادر مومن کا قطع کر دے وہ شخص قیامت کے روز خدائے تعالےٰ سے ملاقات کرے گا اس طرح سے کہ خدا تعالےٰ اسپر نہایت غضب میں ہوگا اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی جھوٹی قسم کھائے تاکہ مال آدمیوں کا جھوٹی قسم کھا کر لیجائے حق تعالیٰ دوزخ کو اس پر واجب کرے اور جھوٹی قسم گھروں کو ویران کرتی ہے اور لوگوں سے ان کو خالی کرتی ہے اور تحریف کے مقدمہ میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِیْقًا اور تحقیق بعضے ان یہودیوں میں سے البتہ ایک ایسا فرقہ ہے مثل کعب بن اشرف اور حی بن اخطب اور کنانہ بن ابی الحقیق اور مالک بن صیف وغیرہ کے کہ یَلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ موڑتے ہیں وہ زبانوں اپنی کو بِالْكِتٰبِ ساتھ پڑھنے کتاب کے اور فریقًا اسم اِنَّ کا ہے اور لام اسپر تاکید کا ہے اور یہ لام اس وقت آتا ہے کہ جس وقت اسم خبر سے موخر ہو اس واسطے کہ دو آلے تاکید کے ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ جس وقت وہ توریت کو پڑھتے ہیں تو جو آیتیں حق سے اور خدا کے پاس سے نازل ہوا ہے اسکو اپنی زبان کو موڑ کر دوسری طرح سے جو کہ ان کے مقصود کے موافق ہے پڑھتے ہیں لِتَحْسَبُوْهُ تاکہ گمان کرو تم اسکو اے مومنین مِنَ الْكِتٰبِ کتاب توریت میں سے وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہے وہ کتاب توریت میں سے بلکہ وہ بناوٹ ان کی ہے وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ اور کہتے ہیں وہ کہ وہ تحریف اور بناوٹ انکی مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ نزدیک خدا کے سے ہے وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہے وہ نزدیک خدا کے سے وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں وہ اور بناتے ہیں عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ اوپر خدا کے جھوٹ کو کہ غیر کے سخن کو خدا کا سخن کہتے ہیں وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ اور حال یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ جھوٹ کہتے ہیں اور اب خدائے تعالےٰ نصاریٰ کے افترا کو بیان کرتا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ عیسیٰ نے دعویٰ خدائی کا کیا تھا اور آپ نے اپنی عبادت کیواسطے حکم دیا تھا کہ انکی قول

کے رد میں فرماتا ہے کہ مَا کَانَ لِبَشَرٍ نہیں ہے واسطے آدمی کے اور بشر کا اطلاق واحد اور کثیر پر دونوں پر ہو سکتا ہے یعنی نہیں لائق ہے واسطے آدمی کے یعنی نہیں سزاوار ہے واسطے عیسیٰ کے اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ کہ دیوے اس کو خدا کتاب انجیل اور علم شریعت وَالنُّبُوَّةَ اور پیغمبری ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ پھر کہے واسطے آدمیوں کے کہ ہو تم عبادت کرنے والے اور بندے واسطے میرے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا کے اور بعضے کہتے ہیں کہ ابو رافع یہودی اور رئیس نجران کے نصاریٰ نے جناب سوالخدا سے کہتے تھے کہ اے محمد کیا تیرا ارادہ یہ ہے کہ ہم تیری عبادت کریں حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ معاذ اللہ کہ میں غیر خدا کی عبادت کروں یا کسی کو حکم کروں کہ سوائے خدا کے کسی کی عبادت کرو تم خدا تعالےٰ نے اس مقدمہ میں یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ نہیں لائق ہے واسطے آدمی کے کہ جن کو خدا کتاب اور علم شریعت اور نبوت دیوے اور باوجود اس فہم اور دانائی کے وہ آدمیوں کو اپنی امت کے کہے کہ تم میری عبادت کرو سوائے خدا کے وَلٰكِنْ اور لیکن کہے وہ لوگوں کو یہ کہ كُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ ہو تم کامل علم دینی اور عمل دینی میں اور ربانی منسوب طرف رب کے ہے الف کی زیادتی سے مثل لحیانی اور رقبانی کے اور معنی اس کے کامل الحکم کے ہیں یعنی پیغمبر لوگوں کو سوائے خدائے تعالےٰ کے کسی غیر خدا کی عبادت کرنیکو نہیں کہتا اور لیکن وہ تو یہ کہتا ہے کہ تم علماء کامل ہو بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ بسبب اسکے کہ سکھنے سکھلاتے ہو تم کتاب کو جو خدائے تعالےٰ کے پاس سے نازل ہوئی ہے اور اہل کوفہ اور ابن عامر نے تعلمون کو بہ تشدید لام پڑھا ہے اور باقیوں نے تخفیف لام یعنی بسبب اس کے کہ جانتے ہو کتاب کو وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ اور بہ سبب اس کے کہ تم ہمیشہ پڑھتے ہو تم اس کتاب اور درس حلال اور حرام کا رکھتے ہو اور کہتے ہیں کہ ایک قوم ملائکہ کی عبادت کرتی تھی اور ایک قوم عیسیٰ علیہ السلام کو پروردگار گمان کرتی تھی اور یہودی کہتے تھے کہ عزیر فرزند خدا ہے ان کے رد میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا یَاْمُرَكُمْ اور نہیں سزاوار ہے کہ حکم کرے تمکو پیغمبر کہ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا کہ پکڑو تم یعنی مقرر کرو تم فرشتوں کو اور پیغمبروں کو پروردگار اور معبود اپنے اور عاصم اور حمزہ اور ابن عامر اور یعقوب نے ولا یامر کو منصوب پڑھا ہے بو تیہ اللہ پر عطف کرکے اور تقدیر اس کی یہ ہے کہ ما کان لبشران یامرکم اور باقیوں نے اس کو مرفوع پڑھا ہے ان سے قطع کرکے اور اب خدائے تعالےٰ بطریق انکار ان کے قول کے رد میں فرماتا ہے کہ اَیَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ کیا حکم کرے گا تم کو وہ پیغمبر ساتھ کفر کے اور واسطے پوشیدہ کرنے حق کے بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ بعد اس کے کہ تم اسلام کے قبول کرنے والے ہو گئے یعنی کیا تمہارے مسلمان ہونے کے بعد تم کو یہ حکم کرے گا پیغمبر کہ سوائے خدا کے تم کسی اور کو اپنا پروردگار مقرر کرو کہ سراسر یہ امر کفر اور شرک ہی اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہلاک ہوئے ہیں میرے مقدمہ میں دو شخص اور وہ دو تو جہنم میں جائیں گے ایک تو وہ شخص کہ میری دوستی میں افراط کرتا ہے یہاں تک کہ مجھ کو میرے درجہ سے بڑھا دیتا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے کہ جو مجھ سے عداوت رکھتا ہے اور میرا اس میں کچھ گناہ نہیں ہے اور جو شخص کہ ان کو باوجود دیکھنے کثرت روایات فضائل کے ان کے مرتبہ سے گھٹاتا ہے اور ان کے فضائل کی روایات میں تاویل کرکے ان کی فضیلت کو کم کرتا ہے وہ بھی اس میں داخل ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ نہ بلند کرو تم مجھ کو میرے حق اور مرتبہ سے زیادہ اس واسطے کہ خدائے تعالےٰ نے مجھ کو پہلے اپنا بندہ کیا اور اس کے بعد پیغمبر کیا اور یہی آیت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلاوت فرمائی پس جو شخص کہ غلو کرتے ہیں رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور جناب امیر علیہ السلام کے یا کسی اور امام کے باب میں کہ ان کو انکے مرتبہ سے بڑھاتے ہیں وہ ایمان سے خارج ہیں اور احادیث میں آیا ہے کہ جناب سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ سے پہلے جسقدر کہ انبیاء گزرے ہیں حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک سب سے خدا نے عہد کیا ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس پیغمبر ہو کر آئے تو تم اسپر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا اور اپنی امتوں کو اسکے پیغمبر ہونے کی اور اسکی صفات کی خبر دینا اور اپنی امتوں سے کہنا کہ جب تو وہ آئے تو اسکی تصدیق

کرنا اور اسپر ایمان لانا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا ہے مگر یہ کہ اس سے عہد لیا ہے کہ محمد صلعم آئے تو اسپر ایمان لانا اور اپنی امت کو اسپر ایمان لانے کا حکم کرنا اس مقدمہ کا خدائے تعالیٰ ذکر کرتا ہے کہ **وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ** اور یاد کر تو اے محمد صلعم جس وقت لیا خدا نے عہد پیغمبروں کا یعنی پیغمبروں سے یہ عہد لیا کہ **لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ** البتہ جو کچھ دوں میں تمکو کتاب اور علم شریعت میں سے **ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ** پھر آئے تمہارے پاس پیغمبر بھیجا ہوا مراد وہ محمد صلعم ہے **مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ** تصدیق اور باور کرنے والا واسطے اسچیز کے کہ ہمراہ تمہارے کتاب اور شرع ہے تو اس صورت میں **لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ** البتہ ایمان لاؤ تم ساتھ اس کے **وَلَتَنْصُرُنَّہٗ** اور البتہ نصرت کرو تم اسکی اور مدد کرو اپنی جان اور مال سے اور اس کی صفات جو کچھ کہ اپنی کتابوں میں مذکور ہیں ان کو ظاہر کرو اور لما آتیتکم کے لام کو حمزہ نے مکسر پڑھا ہے اور باقیوں نے مفتوح اور نافع نے آتیناکم پڑھا ہے اور باقیوں نے آتیتکم اور کہتے ہیں کہ اضافت میثاق کی طرف نبیین کی اضافت اسکی طرف فاعل کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اضافت میثاق کی طرف اولاد نبیین کی ہے کہ وہ بنی اسرائیل ہیں اور مضاف نبیین کا محذوف ہے **قَالَ** کہا خدا نے انبیاء علیہم السلام کو بعد پیش کرنے اس عہد کے کہ **ءَاَقْرَرْتُمْ** کیا اقرار کیا تم نے **وَاَخَذْتُمْ** اور لیا ہے تمنے **عَلٰی ذٰلِکُمْ** اوپر اس کے کہ کہا ہے یعنی **اِصْرِیْ** عہد میرے کو اسطرح سے کہ اسکو وفا کرو **قَالُوْٓا** کہا انبیاء علیہم السلام نے اور انکی امتوں نے **اَقْرَرْنَا** اقرار کیا ہم نے اور اس عہد کو قبول کیا ہم نے **قَالَ** کہا خدا نے کہ **فَاشْہَدُوْا** پس گواہ رہو تم اپنی امتوں پر **وَاَنَا** اور میں کہ خدا ہوں **مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ** ہمراہ تمہارے گواہوں میں سے ہوں اس اقرار پر اور گواہ ہونے پر **فَمَنْ تَوَلّٰی** پس جو شخص کہ منہ پھیرے اور انکار کرے ایمان لانے سے دین پیغمبر آخر الزماں پر اور اس کی نصرت کرنے سے **بَعْدَ ذٰلِکَ** بعد اس کے اور انکار کرے اقرار اور شہادت کا تو **فَاُولٰٓئِکَ** پس یہ لوگ انکار کرنے والے **ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ** وہی باہر ہونے والے ایمان سے یا عہد اور پیمان سے ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت اہل کتاب نے جھگڑا کیا ابراہیم کے مقدمہ میں اور یہودی کہتے تھے کہ ابراہیم یہودی تھا اور نصاریٰ کہتے تھے کہ ابراہیم نصرانی تھا اور جھگڑا اپنا واسطے فیصلہ کے رسولخدا صلعم کے پاس لے گئے اور رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ دونو ابراہیم سے بیزار ہیں تو اس وقت اہل کتاب یہ سنکر غصہ ہوئے اور کہا کہ ہم تیرے حکم کرنے سے راضی نہیں ہیں حقتعالیٰ نے اس مقدمہ میں یہ آیت نازل کی **اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ** کیا پس بغیر دین خدا کو طلب کرتے ہیں اور یبغون کا مفعول اسپر مقدم ہے یعنی کیا انکار کرتے ہیں ایمان سے اور دین خدا کے سوا کسی اور دین کو طلب کرتے ہیں **وَلَہٗٓ اَسْلَمَ** اور حال یہ ہے کہ واسطے اس کے اسلام لایا ہے اور گردن جھکائی ہے یعنی خاص واسطے خدا کے فرمانبرداری کی ہے۔ **مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ** انھوں نے کہ بیچ آسمانوں کے ہیں **وَالْاَرْضِ** اور زمین کے **طَوْعًا** رغبت سے بسبب نظر کرنے کے طرف دلیلوں وحدانیت خدا کی جیسے کہ مومنین اور ملائکہ ہیں **وَّکَرْھًا** اور نفرت اور ناخوشی سے جیسے کہ منافقین کہ مسلمانوں کی تلوار کے خوف سے اسلام کو ظاہر کرتے ہیں اور طوعا اور کرہا دونو مصدر ہیں کہ واقع ہوئے ہیں موقع حال میں اور بعضے کہتے ہیں کہ بعضے اپنے اختیار سے ایمان لائے ہیں جیسے کہ مومنین جس وقت کہ ایمان ان کو نافع تھا اور جو کہ کراہیت سے اسلام کو قبول کرتے ہیں وہ کفار ہیں کہ وقت مرنے کے عذاب کو دیکھکر ایمان لاتے ہیں لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوتا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ امر صاحب الزمان علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا کہ سب آدمی دنیا کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلعم) کہیں گے بعضے تو رغبت سے اور بعضے کراہت سے اور یہی قریب بقیاس ہے **وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ** اور طرف اسی کے رجوع کرو گے تم واسطے جزاء اعمال کے اور یبغون کو ابو عمرو نے یاء سے پڑھا ہے صیغہ غائب کا اور ترجعون کو تاء سے ضمہ تا کے ساتھ اور عیاش اور حفص اور یعقوب اور سہل نے دونو کو یاء سے پڑھا ہے اور باقیوں نے دونو کو تاء سے پڑھا ہے **قُلْ** کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم **اٰمَنَّا بِاللّٰہِ** ایمان لائے ہم ساتھ خدا کے کہ وہ واحد ہے اور یکتا ہے اپنی ذات اور صفات میں

[illegible]

وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا اور ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے اوپر ہمارے یعنی قرآن وَمَآ اُنْزِلَ اور ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی ہے عَلٰٓی
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ اوپر ابراہیم کے اور اسمٰعیل کے اور اسحاق کے اور یعقوب کے اور پوتوں ابراہیم
کے اور کتاب اسباط کی وہی صحیفے تھے کہ جو ابراہیم پر نازل ہوئے تھے اسواسطے کہ وہ انکی شریعت میں تھے وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى اور ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ
دیا گیا ہے موسیٰ اور عیسیٰ کو کہ توریت تو موسیٰ کو اور انجیل عیسیٰ کو دیگئی ہے وَالنَّبِيُّوْنَ اور ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ دے گئے ہیں اور پیغمبر مثل شیث اور ادریس
مِنْ رَّبِّهِمْ پروردگار ان کے کی طرف سے لَا نُفَرِّقُ نہیں فرق کرتے ہیں ہم اور نہیں جدائی ڈالتے ہم بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ درمیان کسی کے
ان میں سے کہ بعضے پیغمبر پر ایمان لائیں اور بعضے پر نہ لائیں جیسے کہ یہود و نصاریٰ بلکہ سب پر ایمان لاتے ہیں ہم وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم ہیں
واسطے اس کے گردن جھکانے والے اور فرماں برداری کرنے والے ہیں سب حکموں کی وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا
اور جو شخص کہ طلب کرے سوائے اسلام کے کسی دین کو تو فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ پس ہرگز نہ قبول کیا جائے گا اس سے وہ دین وَهُوَ اور وہ شخص
دین اسلام کے ترک کرنے کی جہت سے فِي الْاٰخِرَةِ بیچ آخرت کے مِنَ الْخٰسِرِيْنَ نقصان پانے والوں میں سے ہیں اور اب اس قوم
کی شان میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو بعد قبول کرنے اسلام کے مرتد ہو گئے چنانچہ فرماتا ہے کہ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ کیونکر رہنمائی کرے
خدا یعنی بہت بعید ہے کہ رہنمائی کرے خدا قَوْمًا كَفَرُوْا اس قوم کی کہ کافر ہوئے وہ بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ پیچھے ایمان اپنے کے اور کہتے ہیں کہ
وہ بارہ آدمی تھے کہ بعد ظاہر کرنے شرائط ایمان کے اور قبول کرنے اسلام کے مرتد ہو کر کافروں میں مل گئے وَشَهِدُوْٓا اور گواہی دی تھی
ان لوگوں نے اَنَّ الرَّسُوْلَ یہ کہ تحقیق پیغمبر بھیجا ہوا خدا کا کہ محمد صلعم ہے حَقٌّ حق ہے اور قول اس کا درست ہے وَّجَاۗءَھُمُ الْبَيِّنٰتُ
اور آئیں تھیں ان کے پاس دلیلیں روشن یعنی قرآن کہ فصاحت اور بلاغت اس کی طاقت بشر سے خارج ہے اور تمام معجزے کہ سب
ایسے ہیں کہ جن سے حق ہونا اسلام کا ثابت ہوتا ہے وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور خدا نہیں رہنمائی کرتا ہے قوم
ظلم کرنے والوں کو کہ باوجود ظاہر ہونے حقیقت اسلام کے بسبب عناد اور انکار کے راہِ حق سے پھرتے ہیں اُولٰۗىِٕكَ یہ لوگ مرتد ہونے
والے جَزَاۗؤُھُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ جزا ان کی یہ ہے کہ تحقیق اوپر ان کے لعنت خدا کی ہے وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ
اَجْمَعِيْنَ اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی اور سب کی کہ وہ دوری ہے رحمت خدا سے خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ
بیچ اس لعنت کے لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ نہ سبک کیا جائے گا ان سے عذاب دوزخ کا وَلَا ھُمْ يُنْظَرُوْنَ
اور نہ وہ مہلت دیے جاویں گے کہ ایمان کو قبول کریں یا عذاب میں اس کے تاخیر کی جائے اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مگر وہ لوگ کہ توبہ کی ہے
ہے انھوں نے اور رجوع کی ہے طرف خدا کے اور اسکو واحد جانا ہے اور پیغمبر کی تصدیق کی ہے مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پیچھے اس مرتد کے
ہونے سے وَاَصْلَحُوْا اور درست کیا ہے انھوں نے اپنے تئیں اور اپنے اعتقاد کو فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس تحقیق کہ
خدا بخشنے والا مہربان ہے اپنے بندوں پر کہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو بخشتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت
ہے کہ یہ آیت ایک شخص انصاری کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ نام اس کا حارث بن سوید تھا اور ایک شخص کو وہ قتل کر کے بھاگ گیا تھا
اور اسلام سے مرتد ہو گیا تھا اور مکہ میں جا کر کافروں سے مل گیا تھا اور بعد اس کے وہ پشیمان ہوا اور اپنی قوم کے پاس ایک آدمی
بھیجا اور کہلا بھیجا کہ تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرو کہ میں توبہ کرتا ہوں تو بہ میری قبول ہے یا نہیں یہ آیت
اس کے حق میں نازل ہوئی اور گناہ اس کا بخشا گیا اور ایک مرد اسکی قوم کا ان آیتوں کو لے کر حارث کے پاس گیا اس نے ان آیتوں
کو دیکھ کر کہا کہ تو سچا ہے اور رسول خدا تجھ سے زیادہ راست گو ہیں اور سب سے زیادہ سچا ہے خدائے تعالےٰ اور مدینہ میں
جا کر اس نے توبہ کی اور ایمان اس کا پھر درست ہو گیا اور کہتے ہیں کہ حارث کے بھائی نے ان آیتوں کو ایک معتبر آدمی کے ہاتھ حارث کے پاس بھیجا

حارث نے ان آیتوں کو پڑھا اور توبہ کرکے مدینہ کو روانہ ہوا اور وقت روانگی مدینہ کے ان آیتوں کو ان گیارہ آدمیوں باقی کے روبرو پڑھا
تو اُنھوں نے توبہ کرنے اور ایمان لانے سے انکار کیا ان کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِہِمْ تحقیق جو لوگ کہ کافر
ہوئے بعد ایمان اپنے کے کہ پہلے تو اُنھوں نے اسلام کو قبول کیا اور پھر وہ اس سے پھر گئے ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا پھر زیادہ کیا اُنھوں نے کفر کو اور کفر پر
ثابت قدم رہے اور اصرار کیا اور یا مانند یہود کے کہ ایمان لائے موسٰی اور توریت پر اور کفر کیا اُنھوں نے عیسیٰ اور انجیل سے اور پھر زیادہ کیا اُنھوں نے
کفر کو کہ محمدؐ اور قرآن پر ایمان نہ لائے اور یا یہ کہ ایمان لائے وہ محمدؐ پر پیغمبر ہونے سے پہلے اور جب پیغمبر ہو کر وہ آیا تو اسکا کفر کیا اور ایمان اسپر نہ لائے اور پھر
زیادہ کیا اُنھوں نے کفر کو کہ کفر پر اصرار کرکے اور عناد اور طعن کرکے اور لوگوں کو ایمان سے بند کرکے لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُہُمْ ہرگز نہ قبول کیجائیگی توبہ
انکی کہ موت کو دیکھ کر وہ توبہ کریں اور اگر مرنے سے توبہ کریں گے تو باخلاص توبہ نہ کریں گے وَاُولٰٓئِکَ اور یہ لوگ جو کہ کفر پر قایم رہے ہیں ہُمُ
الضَّآلُّوْنَ وہی گمراہ ہونے والے ہیں راہ حق سے اور ثابت قدم گمراہی پر اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے وَمَاتُوْا اور مرگئے
وَہُمْ کُفَّارٌ جس وقت کہ وہ کفر کرنے والے تھے یعنی حالت کفر میں وہ مرگئے فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِہِمْ پس ہرگز نہ قبول کیا جائیگا کسی ایک
انسے مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَہَبًا برابر زمین کے سونا وَّلَوِ افْتَدٰی بِہٖ اور اگرچہ فدا کرے وہ اپنی رہائی کیواسطے یعنی اگر مرتد اور کافر تمام روئے زمین کو
مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک سونے سے پُر کردے اور اسکو فدا کرے تا کہ عذاب دوزخ سے رہائی پائے تو ہرگز اس سے قبول کیا جائیگا اور دنیا
تمیز ہے اور اسکے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اگر سونے سے تمام زمین کو پُر کرکے راہ خدا میں خرچ کرے وہ مرتد اور کافر تو بھی اسکو عذاب سے نجات ہو گی
اُولٰٓئِکَ یہ لوگ وہ ہیں کہ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ واسطے ان کے عذاب دردناک ہے وَّمَا لَہُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ اور نہیں ہیں واسطے اُنکے
نصرت کرنے والے کہ عذاب سے ان کو نجات دلوائیں اور من ناصرین میں من زائد ہے اور کہتے ہیں کہ قیامت کے روز کافروں کو حاضر کریں اور ان سے
کہیں کہ اگر تمہارے پاس موافق پُری زمین کے سونا ہو تو اسکو کیا تم اپنی مخلصی کے واسطے خرچ کرو تا کہ عذاب سے نجات پاؤ وہ کہیں گے کہ ہاں تب اُن
سے کہا جائے گا کہ تم دنیا میں تو اس سے کمتر چاہتے تھے لیکن تمنے نہ دیا اب چکھو عذاب دوزخ کا ہمیشہ کو لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ ہرگز نہ پہنچو گے تم
نیکی کو یعنی نیکی کی حقیقت کو نہ پہنچو گے اور ابرار میں داخل ہو گے حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یہاں تک کہ خرچ کرو تم اس چیز میں سے کہ
دوست رکھتے ہو تم اس کو مثل مال کے کہ راہ خدا میں اسکو خرچ کرو اور مثل جان کے اور قوت کے کہ خدا کی مرضی کے واسطے اور اسی کی محبت میں
اسکو صرف کرو اسکی اطاعت میں اور جہاد میں اور منقول ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے کپڑا خرید کیا اور وہ نہایت مرغوب اور پسندیدہ معلوم
ہوا تو اسکو راہ خدا میں دیدیا اور فرمایا کہ مینے سنا ہے جناب رسولخدا سے کہ فرماتے تھے کہ جو کوئی اپنے نفس پر دوسرے کو اختیار کرے تو خدائے
تعالیٰ اختیار کرے گا اسکو بہشت کے واسطے اور جو شخص کہ دوست رکھتا ہے کسی چیز کو چاہئیے کہ وہ چیز خدا کو دیوے کہ اس کے نام پر تصدق کرے
اور حسین ابن علی اور صادق علیہما السلام قند اور مصری کو راہ خدا میں تصدق کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم اسکو بہت دوست رکھتے ہیں اس
واسطے اسکو تصدق کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اور کہتے ہیں کہ ابوطلحہ انصاری نے جو یہ آیت سنی تو
جناب رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسولخدا میں ایک باغ رکھتا ہوں کہ اسکی برابر کسی چیز کو دوست نہیں رکھتا ہوں اسکو راہ خدا میں صرف
کیجیے حضرت نے وہ باغ اس کے یگانوں پر تقسیم کر دیا اور زید بن حارث نے عرض کی کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے کہ میں اسکی برابر کسی کو دوست نہیں رکھتا
ہوں اسکو راہ خدا میں دو حضرت نے وہ دیدیا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ اور جو کچھ خرچ کرتے ہو تم کسی چیز میں سے تھوڑی یا بہت دوست
یا غیر دوست فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ پس تحقیق خدا ساتھ اسکے عالم ہے اور اسکی حقیقت کو خوب جانتا ہے اور موافق اسکی تمکو جزا دے گا اور کہتے ہیں
کہ جس وقت رسولخدا نے فرمایا کہ میں ملت ابراہیم پر ہوں تو یہودیوں نے کہا کہ اگر تو ملت ابراہیم پر ہے تو اونٹ کا گوشت اور دودھ کس واسطے کھاتا اور
پیتا ہے کہ یہ تو ابراہیم پر حرام تھا حضرت نے فرمایا کہ ابراہیم پر یہ ہرگز حرام نہ تھا تم دروغ کہتے ہو بلکہ سب کھانا اسپر حلال تھا خدا اپنے حبیب کی تصدیق

ع ۹ / ۱۱ / ۱۷

الجزء الرابع

کے لئے فرماتا ہے کہ کُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ ہر کھانا تھا حلال واسطے بنی اسرائیل کے یعنی واسطے اولاد یعقوب کے ہر قسم کا
کھانا حلال اور مباح تھا اِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَآءِيلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مگر وہ کھانا کہ حرام کیا ہے یعقوب نے اوپر نفس اپنے کے اور حرام کرنیکی وجہ
یہ تھی کہ ایک مرتبہ حضرت یعقوبؑ کو عرق النسا کی بیماری لاحق ہوئی تھی انھوں نے نذر کی کہ اگر مجھ کو شفا حاصل ہو تو میں جس کھانے کو زیادہ دوست
رکھتا ہوں اسکو اپنے اوپر حرام کروں گا حق تعالے نے ان کو شفا بخشی انھوں گوشت اونٹ کا اور دودھ اسکا کہ اسکو بہت دوست رکھتے تھے اپنے
اوپر حرام کیا نہ اور لوگوں کے اوپر اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس وقت حضرت یعقوب اونٹ کا گوشت کھاتے تھے تو انکو درد پیدا ہو جاتا
تھا اس لئے انھوں نے گوشت شتر اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اور حضرت ابراہیم کے زمانہ میں یہ کھانا حرام نہ تھا بلکہ حضرت یعقوب نے بعد حضرت ابراہیم کے
اپنی ذات پر حرام کر لیا تھا اور یہودیوں نے ان کی پیروی سے اس کھانے سے اجتناب کر کے کہا کہ توریت اسکے حرام ہونیکا حکم کرتی ہے اور حالانکہ
ہے کہ یعقوب کے اس کھانیکو حرام کرنیکا قصہ توریت کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے توریت میں اسکا ذکر کہاں ہے خدا تعالے فرماتا ہے کہ ایسا
ہے کہ جو یہودی کہتے ہیں کہ توریت اسکے حرام ہونیکا حکم کرتی ہے بلکہ یعقوب نے بسبب نذر کے اپنی ذات پر حرام کیا تھا مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ
التَّوْرٰىةُ پہلے اس سے کہ نازل کی جائے توریت کہ جو موسیٰ کے زمانہ میں نازل ہوئی ہے اور حضرت یعقوب کہ جنہوں نے اپنے اوپر اس کھانیکو حرام کیا ہو وہ
حضرت موسیٰ سے بہت پہلے تھے اور اگر یہودی اسکا انکار کرتے ہیں تو قُلْ کہہ تو اے محمد ان یہودیوں سے کہ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ پس
لاؤ تم توریت کو پس پڑھو تم اسکو یعنی جو آیت توریت کی اسکے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے اسکو پڑھو تم اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے
یہودیوں نے اسکی دلیری نہ کی اسواسطے کہ وہ جانتے تھے کہ پیغمبر سچ کہتا ہے اور اپنے تئیں وہ دروغگو جانتے تھے خدا تعالے فرماتا ہے کہ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى
اللّٰهِ الْكَذِبَ پس جو شخص کہ اپنے دل سے بنالے اوپر خدا کے جھوٹ کہ دعوے اسکے حرام ہونیکا کرے مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پیچھے اس سے کہ ظاہر ہو گیا ہو
کہ تحریم یعقوب کی طرف سے تھی اس کے نفس کے واسطے نہ خدا کی جانب سے تو فَاُولٰٓئِكَ پس یہ افترا کرنے والے هُمُ الظّٰلِمُوْنَ وہی ظالم ہیں کہ خدا
پر افترا کر کے اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اور اسی مقدمہ میں خدا تعالے فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ صَدَقَ اللّٰهُ تحقیق سچ کہا خدا نے تحریم
کی خبر میں یعنی خدا کا صدق اسکے نازل کرنے میں اور تمہارا افترا اسکے دعوے میں واضح ہو گیا فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ پس پیروی کرو
تم دین ابراہیم کی کہ وہ دین اسلام ہے اور اس دین پر محمدؐ ہے اور جو شخص کہ اس پر ایمان لایا ہو کہ حَنِيْفًا میل کرنے والا ہے وہ باطل دینوں اور
اعتقادوں سے طرف دین اسلام کے کہ جو حق ہے اور حنیفاً حال واقع ہوا ہے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نہ تھا وہ ابراہیم شرک کرنیوالوں میں سے
مثل یہود و نصاریٰ کے کہ وہ شرک کرتے ہیں وہ ہرگز ایسا نہ تھا اور ہمارے پیغمبر کسی پہلے پیغمبر کی شرع کے تابع نہ تھے اور لیکن شرع ہمارے پیغمبر کی
جو موافق ابراہیم کی شرع کے تھی اسواسطے خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ فاتبعوا ملة ابراہیم اور وہ حضرت پیغمبر ہونے سے پہلے الہام کے ہونے سے اسی
شرع ہی کے موافق عبادت کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ یہودیوں نے اور مسلمانوں نے آپس میں اختلاف کیا کعبہ اور بیت المقدس کی شان میں یہودی
کہتے تھے کہ بیت المقدس بہتر ہے اور مسلمان کہتے تھے کہ کعبہ بزرگ زیادہ ہے خدا تعالے فرماتا ہے کہ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ تحقیق
کہ پہلا گھر بنایا گیا ہے واسطے آدمیوں کے کہ زیارت اسکی کریں لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ البتہ وہ گھر ہے بیچ مکہ کے ہے اور اصل بکہ کی بک ہے اژدحام کرنیکے
معنی میں اور مکہ کو بکہ اس واسطے فرمایا کہ وہاں حاجیوں کا اژدحام ہوتا ہے اور اصل مکہ کی بھی بک ہو سکتی ہے اور آپس میں بائے بدلی ہوئی ہے
اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت خدا تعالے نے ارادہ کیا کہ زمین کو پیدا کرے تو ہوا کو حکم کیا کہ وہ سمندر پر اس طرح
چلی کہ وہاں ایک موج پیدا ہو گئی اور پھر ہوا نے اس موج کو ایسا بلویا کہ اس کا کف بن گیا اور اسکو اس جگہ جمع کیا کہ جس جگہ اس زمانہ میں بیت اللہ
ہے اور اس کف کا ایک پہاڑ سا بنا دیا اور نیچے اس کے چاروں طرف زمین پھیلا دی وہ زمین بیت اللہ کی اصل سب زمین کی ہے کہ پہلے سب سے وہی
زمین بنی ہے اور باقی کی زمین اسکے چاروں طرف پھیلا دی ہے اور بیت اللہ ایک مروارید سفید تھا اللہ تعالے نے اسکو آسمان پر اٹھا لیا اور وہ اب بیت اللہ

حضرت یعقوبؑ نے اونٹ کا گوشت اپنے اوپر حرام کر لیا تھا

کے مقابلہ میں ہے اور بعد اسکے حضرت ابراہیم کو بیت اللہ کی تعمیر کا حکم ہوا اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل دونو باپ بیٹوں نے مل کر اس کو
بنایا اور دوسری روایت میں ہے کہ آدم سے پہلے اس خانہ کو بیت الفراخ کہتے تھے اور ملائکہ طواف اس کا کرتے تھے اور جسوقت آدم زمین
پر آئے تو حکم ہوا کہ حج کرو اور طوفان کے زمانہ میں اسکو آسمان پر لے گئے اور ملائکہ آسمان طواف اس کا کرتے تھے حاصل یہ ہو کہ اول گھر جو زمین پر
بنایا گیا ہے وہ بیت اللہ ہے کہ مُبٰرَكًا برکت والا ہو وہ گھر اور کثیر الخیر ہے اور بہت فائدہ ہیں اسمیں ان لوگوں کے واسطے کہ جو حج اور عمرہ بجالاتے ہیں اور
حدیث میں آیا ہے کہ ایک حسنہ اسمیں کرنا برابر لاکھ حسنہ کے ہے کہ جو دوسری جگہ کرے اور ایک دینار وہاں دینا برابر لاکھ دینار کے ہی کہ جو دوسری جگہ دیوے
اور نظر کرنی خانہ کعبہ کیطرف عبادت ہے اور طواف کرنیوالا اسکا گناہوں سے باہر ہوتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی داخل ہوا خانہ کعبہ میں وہ داخل ہوا
رحمت خدا میں اور جسوقت اس سے باہر نکلا تو اپنے گناہوں سے باہر نکلا اور فرماتا ہے خدا کہ وَهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ اور رہنمائی کرنیوالا ہے وہ مکان واسطے
عالم کے لوگوں کے کہ وہ قبلہ ہے مسلمانوں کا اور اسکی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں کہ جس میں ثواب کثیر حاصل ہوتا ہے اور اس میں عبادت کرنے سے اور جگہ کی لاکھ
عبادتوں کا ثواب پاتے ہیں اور مبارکًا اور ھدًی حال واقع ہوئے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ بیچ اس گھر کے نشانیاں ہیں روشن
بسبب اُس کے شرف اور منزلت کے کہ اُسکے اوپر سے کوئی پرندہ اُڑ کر نہیں جاتا ہے اور اسکے حرم کے درندہ حیوانات کو ضرر نہیں پہنچاتے ہیں اور اگر کوئی شخص
بدی سے اسکا قصد کرے تو ہلاک ہو جائے جیسے کہ اصحاب فیل ہلاک ہوئے اور بیمار کو وہاں لیجائیں تو شفا حاصل ہوتی ہے اور کوئی جانور مسجد الحرام میں سرگین
نہیں گراتا ہے اور جو کوئی اس خانہ کیطرف نذر کرتا ہے تو انہیں اُسکی استجابت ہوتی ہیں اور ستر ہزار ملائکہ ہر روز اسمیں داخل ہوتے ہیں کہ دوسری بار وہ نہیں آتے
اور سوائے اسکے بہت سی نشانیاں ہیں اور ایک نشانی عجیب مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وہ جگہ کھڑے ہونے ابراہیم کی ہے اور مقام ابراہیم خبر ہے مبتدائے محذوف کی
اور تقدیر اسکی ہی مقام ابراہیم ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ بدل ہے بعض آیات سے اور مقام ابراہیم ایک پتھر ہے کہ ابراہیم کے قدم کا نشان اسپر ہے اور حضرت
ابراہیم اسپر کھڑے ہوکر بیت اللہ کو بناتے تھے اور ابوحمزہ ثمالی نے روایت کی ہے کہ امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اے ابوحمزہ بہتر جگہ عالم میں درمیان
مقام ابراہیم اور رکن یمانی کے ہے اگر کوئی مرد نوح کی سی عمر پائے اور ہر روز روزہ رکھے اور تمام شب اس مکان شریف میں عبادت کرے اور بعد
اس کے بدون محبت ہماری کے وفات پائے تو کچھ فائدہ اسکو نہوگا اور دوزخ میں وہ داخل ہوگا وَمَنْ دَخَلَهٗ اور جو کوئی داخل ہوا اس گھر میں
تو كَانَ اٰمِنًا ہوگا امن میں قتل اور غارت سے اس واسطے کہ حکم ہے کہ جو گنہگار وہاں پہنچے اور پناہ لے جائے اسکو کچھ نہ کہو کہ وہاں آزار دینا حرام ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ اس سے یہ مراد ہو کہ جو کوئی داخل ہو اسمیں واسطے بجالانے حج اور عمرہ کے وہ بےخوف ہو عذاب سے گناہوں کے اور جو گناہ کہ حج سے
پہلے کئے ہیں وہ سب بخشے جائیں اور امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو کوئی کہ حرم میں داخل ہو جسوقت کہ عارف ہو یعنی اعتقاد رکھتا ہو
سب ان چیزوں کا جو کہ خدا نے واجب کی ہیں تو وہ شخص آخرت میں عذاب سے بےخوف ہوا اور حجر اسود بھی اسکی نشانیوں میں سے ہے اور پہلے
یہ پتھر سفید تھا اور بہشت سے آدم کے ہمراہ آیا تھا ایام جاہلیت میں کفار اور مشرکین کے بوسہ دینے اور مس کرنے کے سبب سے سیاہ ہوگیا ہے یہاں
تک کہ اب اسکو حجر اسود کہنے لگے اور اسکے ٹوٹ کر کئی ٹکڑے ہوگئے ہیں وہ ٹکڑے آپس میں ملا رکھے ہیں اور چاندی کے حلقہ میں وہ سب ٹکڑے ہیں اور
اب خدا حج کے واجب ہونیکا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ اور خاص واسطے خدا کے لازم اور ثابت ہے اوپر آدمیوں کے
حِجُّ الْبَيْتِ قصد کرنا خانہ کعبہ کا واسطے ادا کرنے اعمال حج کے اور عمرہ کے مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا جو شخص کہ طاقت رکھے طرف اسکے راہ
چلنے کی کہ توشہ اور خرچ راہ اپنے جانے آنیکا اور کھانا اور لباس اتنے دنوں کا اپنے عیال کا رکھتا ہو اور صحت بدنی حاصل ہو اور رستہ میں کسیطرح کا خوف نہو خواہ
سواری پر چل سکتا ہو خواہ پیدل جا سکتا ہو یہ امور جمع ہوں تو حج بجا لانیکے واسطے جانا واجب ہے اور ترک کرنا اسکا گناہ عظیم ہے اور حدیث میں آیا ہے
کہ جب کسی پر حج واجب ہوگیا ہو اور وہ حج کو بجا نہ لائے تو یہودیوں اور نصرانیوں کے ساتھ اسکا حشر ہوگا وَمَنْ كَفَرَ اور جو شخص کہ کفر کرے حج کرنے یعنی باوجود قدرت
کے اسکو ترک کرے بے پروائی سے اور اسکی قدر اور منزلت کچھ نہ سمجھے اور نہ اسکو خدا کے حکم کا کچھ پاس ہو تو فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ پس تحقیق خدا

بے پرواہے عالم کے لوگوں سے کہ اسکو اُنکے حج کی کچھ پروا نہیں ہے اور جناب رسولخدا نے جو حضرت علی کو وصیتیں کی ہیں انہیں فرمایا ہے کہ اے علی ترک کرنے
والا حج کا باوجود قدرت کے کافر ہے اس واسطے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین اور حضرت کاظم نے قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا کی
تفسیر میں فرمایا ہے کہ زیادہ نقصان والا وہ آدمی ہے اعمال میں کہ جو حج کرنے میں تاخیر اور دیر کرے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ مراد قول حق تعالےٰ
ونحشرہ یوم القیامۃ اعمیٰ سے وہ لوگ مراد ہیں کہ حج اُن پر واجب ہو اور وہ اسکو ادا نہ کریں حق تعالیٰ قیامت کے روز انکو اندھا کرکے اُٹھائیگا اور حج کے ترک کرنیکی
عذاب کی حدیثیں کثرت سے ہیں اور خدا تعالےٰ نے حج کے ترک کرنیوالے کو کافر فرمایا ہے اور حدیث میں بھی ایسا آیا ہے یہ واسطے مبالغہ اور نہایت تاکید کے
ہے کہ ترک کرنا اسکا بڑا گناہ ہے اور موجب غضب خدا ہے اس واسطے کافر فرماتا ہے اور حقیقت میں وہ کافر نہیں ہے البتہ اگر اُسکے واجب ہونیکا انکار کرے
اور یا یہ کہ اس کے ترک کرنے کی کچھ پروا نہ کرے کہ یہ بھی موجب عدم اعتقاد فرضیت حج ہے اس صورت میں کافر کہہ سکتے ہیں اور رسولخدا صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز پنجگانہ پڑھو اور روزے ماہ رمضان کے سارے مہینے کے رکھو اور زکوٰۃ کو ادا کرو اور حج خانہ خدا بجا لاؤ تاکہ اپنے پروردگار کی
بہشت میں داخل ہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حج درویشی اور گناہوں کو دور کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی
کہ وللہ علی الناس حج البیت تو رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب مذہبوں کے آدمیوں کو جمع کیا اور پہلے خطبہ پڑھا اور بعد اسکے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے تم پر حج کو
فرض کیا ہے پس حج کو ادا کرتے رہو یہ سنکر ایک مذہب والے تو ایمان لائے حج کے واجب ہونے پر اور پانچ مذہب والوں نے کفر اور انکار کیا اس واسطے
یہ آیت نازل ہوئی کہ ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین اور حج کی ح کو ابوجعفر اور اہل کوفہ نے سوائے ابوبکر کے مکسور پڑھا ہے اور باقیوں نے مفتوح
اور معنی حج کے قصد کے ہیں اور من استطاع بدل بعض ہے ناس سے اور اب خدا تعالےٰ اہل کتاب کو پھر الزام دیتا ہے اور ملامت کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے
کہ قُل کہہ تو اے محمد صلعم کہ یَا اَھلَ الکِتَابِ لِمَ تَکفُرُونَ بِآیَاتِ اللّٰہِ اے اہل کتاب کس واسطے کفر کرتے ہو تم ساتھ آیتوں خدائے
تعالےٰ کے کہ وہ عقلی اور سمعی دلیلیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے راست اور درست ہونے کی حج وغیرہ کے واجب ہونے میں اور جو کچھ
کہ وہ دعوے کرتا ہے حج وغیرہ کے واجب ہونیکا احکام شرع سے وَاللّٰہُ شَھِیدٌ عَلٰی مَا تَعمَلُونَ اور حال یہ ہے کہ خدا گواہ ہے اوپر اس
امر کے کہ کرتے ہو تم کہ حق کو پوشیدہ کرتے ہو اور آیات خدائے تعالےٰ پر ایمان نہیں لاتے ہو تمکو تمہارے ان اعمال کے عوض میں قرار واقعی سزا دیگا
اور تخصیص اہل کتاب کی اسواسطے ہے کہ یہ کفر میں زیادہ بدتر ہیں اس واسطے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم ایمان لائے ہیں توریت اور انجیل پر اور حال یہ
ہے کہ وہ ہرگز ایمان نہ لائے تھے بلکہ اسکی آیات کی تحریف اور تبدیل کرتے تھے پھر فرماتا ہے خدا کہ قُل کہہ تو اے محمد صلعم کہ یَا اَھلَ الکِتَابِ
لِمَ تَصُدُّونَ عَن سَبِیلِ اللّٰہِ اے اہل کتاب کس واسطے بند کرتے ہو تم راہ خدا کی سے کہ وہ دین اسلام ہے مَن آمَنَ ان لوگوں کو کہ
ایمان لاتے ہیں وہ خدا پر مثل عمار اور ابوذر وغیرہ کے کہ ان کو تم اپنے دین کی طرف بلاتے ہو تَبغُونَھَا عِوَجًا طلب کرتے ہو تم راہ خدا
میں یعنی کجی کو اور گمراہی کو کہ لوگو نکو وہم میں ڈالتے ہو کہ توریت میں نسخ نہیں ہے اور صفات محمد کو جو کچھ توریت میں ہیں تم بدلتے ہو وَاَنتُم
شُھَدَآءُ اور حال یہ ہے کہ تم گواہ ہو اس امر کے کہ راہ راست دین اسلام ہے اور اسکو ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی وصیتوں میں سے
جانتے ہو وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعمَلُونَ اور نہیں ہے خدا خالی اس امر سے کہ کرتے ہو تم بلکہ تمہارے سب اعمال اور افعال کو جانتا ہے
اور موافق اس کے تمکو جزا دیگا اور کہتے ہیں کہ شاس بن قیس یہودی کہ ایک مرد پیر سخت کافر اور سنگدل اور بدگو مسلمانوں کا تھا گذرا اور مجمع میں
اوس اور خزرج کے اس نے گذر کیا تو دیکھا کہ دونو فرقے بہت محبت اور پیار سے آپسمیں باتیں کرتے ہیں اس شخص کو یہ امر دیکھ کر حسد ہوا کہ دونو فرقے
اسلام سے پہلے تو آپسمیں جنگ و جدال رکھتے تھے اور اب یہ دونو فرقے مسلمان ہو کر ایک ہوگئے ہیں ایک شخص کو اس نے کہا کہ تو ان میں بیٹھکر
بعاث کی لڑائی کا کہ جو ان میں آپسمیں واقع ہوئی تھی ذکر کرکے اور اوسیوں نے جو قصیدہ خزرج کی مذمت میں لکھا تھا اسکو پڑھ اُسنے وہ قصیدہ
جو پڑھا تو خزرجیوں کو بہت ناگوار معلوم ہوا اور غصہ ہو کر اوسیوں کی مذمت بیان کرنے لگے اور آپسمیں ان دونوں فرقوں کے نوبت جنگ کی پہنچی جبرئیل

آیتیں لیکر نازل ہوئے اور رسولخدا صلعم نے اس معرکہ میں جا کر فرمایا کہ باوجودیکہ میں تم میں موجود ہوں اور تم پھر دعوے جاہلیت کے نارے
کرتے ہو دیکھو خدا نے کیا فرمایا ہے نازل کرکے جس وقت انھوں وہ آیتیں سنیں تو استغفار اور توبہ کرکے ہتھیار اپنے پھینکدئے اور اشک ریزاں
ہوکر بغل گیر ہوئے آپس میں اور جانا کہ اگر یہودیوں کے کہنے پر ہم چلیں گے تو وہ پھر ہمکو کفر کی طرف پھیر دیں گے اور وہ آیتیں یہ ہیں کہ خدا تعالے
فرماتا ہے کہ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا اگر کہنا مانوگے تم کسی فرقہ کا مِّنَ الَّذِیْنَ
اُوْتُوا الْکِتٰبَ ان لوگوں میں سے کہ دئے گئے ہیں وہ کتاب مثل شاس وغیرہ یہودیوں سے تو یَرُدُّوْکُمْ پھیر دیں گے وہ تمکو بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ
بعد مومنین ہونے تمہارے کے یعنی کر دیں گے تمکو بعد ایمان لانیکے کٰفِرِیْنَ کافر کرنیوالے یعنی تمکو پھر کافر کر دیں گے اور مرتد بنا دیں گے وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ
اور کیونکر کفر کروگے تم وَاَنْتُمْ اور حال یہ ہے کہ تم وہ ہو کہ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ پڑھی جاتی ہیں اوپر تمہارے آیتیں خدا کی کہ وہ قرآن
میں آئی ہیں وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ اور درمیان تمہارے پیغمبر اس کا ہے وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰہِ اور جو کوئی چنگل مارے ساتھ دین خدا کے یعنی جو
ع ۱۰ کوئی اختیار کرے دین خدا کو کہ وہ اسلام ہے فَقَدْ ھُدِیَ پس تحقیق رہنمائی کیا گیا ہے وہ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ طرف راہ سیدھی
کے اور جس وقت راہ راست کو پہنچا تو ضرور وہ بہشت میں داخل ہوگا اور کہتے ہیں کہ ثعلبہ بن تمیم اوسی اور سعد بن زرارہ خزرجی آپس میں ایک شخص
دوسرے شخص پر فخر کرتا تھا نسب اور حسب میں اور فخر کرتے کرتے نزاع پر نوبت انکی پہنچی خزرجی نے کہا کہ اگر رسولخدا پیغمبر ہوکر نہ آتے تو ہم تمہاری اولاد
کو بڑے اکھاڑ کر پھینکدیتے اور اوسی نے کہا کہ اسلام سے پہلے تم ہمارے خوف کی جہت سے باہر نہیں نکل سکتے تھے اور نوبت انکی نزاع سے جنگ کو
پہنچی اور یہ خبر رسولخدا نے سنی اسی وقت سوار ہوکر ان کے پاس پہنچے اور ان کو جدا کیا اور جبرئیل یہ آیت لیکر نازل ہوئے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو قوم اوس اور قوم خزرج میں سے اتَّقُوا اللّٰہَ ڈرو تم خدا سے حَقَّ تُقٰتِہٖ حق ڈرنے اسکے کا کہ
جیسا کہ لائق ہے کہ واجبات کو ادا کرتے رہو اور حرام اور بد کاموں سے پرہیز کرو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ مراد ہے اس سے کہ
فرماں برداری خدا کی کرو اور نافرمانبرداری اسکی مت کرو اور اسکی شکر گذاری میں مشغول ہو اور ہمیشہ کرتے رہو اور کسی وقت اس سے غافل نہو
اور حق تقاتہ مفعول مطلق واقع ہوا ہے وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ اور نہ مرو تم مگر جس وقت کہ تم اسلام لانیوالے اور مسلمان ہو
مراد یہ ہے کہ ہمیشہ رہو مسلمان معلوم نہیں کہ کس وقت تمکو موت آئے اور نہی لاتموتن میں اگرچہ موت پر وارد ہوئی ہے لیکن مراد اس سے قید اسکی
ہے یعنی لاتموتن علے غیر الاسلام اور وانتم مسلمون کا جملہ حال واقع ہوا ہے اور منقول ہے کہ جناب رسولخدا نے بعد تلاوت اس آیت کے فرمایا کہ اگر
ایک قطرہ زقوم دوزخ کا زمین پر گرے تو تمام اہل دنیا کی زندگی تلخ ہو جائے کیونکر ہوگا حال اس شخص کا کہ جسکی خورش یہی ہوگی آخرت میں
پس چاہیے کہ تم حالت اسلام میں دنیا سے کوچ کرو وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ اور چنگل مارو تم ساتھ رسی خدا کے یعنی ساتھ دین خدا کے
کہ وہ نہایت مضبوط ہے جَمِیْعًا سب جمیعا حال واقع ہوا ہے یعنی دین خدا کو مضبوط پکڑو کہ دوزخ سے نجات پاؤ تم کہ جیسے کہ رسی پکڑنے میں
نجات پاتے ہو کوئیں میں گرنے سے اس آیت سے حبل سے اشارہ ہے طرف قرآن اور اہلبیت علیہم السلام کے چنانچہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے اپنی
رحلت سے پہلے کہ دو حبل میں تم میں چھوڑے جاتا ہوں کہ وہ قرآن اور اہل بیت میرے ہیں اگر ان کو مضبوط پکڑوگے یعنی اگر ان دونوں کی پیروی
کروگے تو بعد میرے گمراہ نہوگے کہ یہ دونوں آپس میں کبھی جدا نہونگی یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں اور جدا نہونیسے مقصود یہ ہے کہ
جو مضمون کہ قرآن کا ہے وہ اہل بیت کے پاس ہے اور قرآن کلام ساکت ہے اور یہ کلام ناطق ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم ہیں
حبل المتین جس کو خدا نے فرمایا ہے کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا پس جو کہ پیروی ان کی کرتا ہے وہ ناجی ہے اور جو کہ پیروی انکی نہیں کرتا ہے وہ
ناری ہے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ اہل بیت میرے مثل کشتی نوح کے ہیں جو کہ اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جسنے اس کے خلاف
کیا اور اس کشتی سے پیچھے ہٹ رہا وہ غرق اور ہلاک ہوا اور اس کشتی میں وہی لوگ سوار ہوئے تھے جو کہ پیروی کرنے والے نوح کے تھے اور تنہا

دوستی بدون متابعت کے کسی کام کی نہیں ہے اگر فقط دوستی بے متابعت کام آتی تو زوجہ اور پسر نوح البتہ نجات پاتے لیکن انہیں فقط دوستی نوح کی
تھی اور اطاعت و فرمانبرداری نوح کی نہ تھی اس واسطے غرق ہو گئے وہ ایسے ہی جو لوگ کہ اہل بیت کی محبت کا دعوے کرتے ہیں لیکن پیروی انکی نہیں کرتے
ان کی نجات مشکل ہے اور حضرت محمد باقر علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ آل محمد حبل متین خدا کے ہیں کہ جن کے ساتھ چنگل مارنے کا قرآن میں حکم ہوا ہے
آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا میں اور حضرت کاظم نے فرمایا ہے کہ حبل متین خدا کے علی ابن ابیطالب ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَا تَفَرَّقُوا
اور نہ متفرق ہو تم آپس میں اور دست پراگندہ ہو اختلاف کر کے مثل یہود و نصاریٰ کے بلکہ ایمان پر متفق اور طاعت خدا پر ہمیشہ ثابت قدم رہو اور
گناہوں سے پرہیز کرتے رہو اور راویوں نے روایت کی ہے کہ ایک روز ہم مسجد میں امیر المومنین علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے راس الجالوت
کو کہ سردار علماء یہود کا تھا اور جاثلیق کو کہ امام نصاریٰ کا تھا جناب امیر علیہ السلام کے پاس لائے حضرت امیر نے راس الجالوت سے پوچھا
کہ تو جانتا ہے کہ یہودی بعد حضرت موسیٰ کے کتنے فرقے ہو گئے ہیں کہا کہ کتاب میں دیکھوں تو بیان کروں فرمایا جناب امیر نے کہ لعنت ہو جیو تجھ
پر تو کس طرح لوگوں کا امام بنا ہوا ہے اگر تجھ سے کوئی مسئلہ پوچھیں اور کتاب جل جائے یا چوری جائے تو اس وقت کیا کرے گا تو اس وقت بھی یہی
کہے گا کہ کتاب ہوتی تو دیکھ کر بتلاتا اور بعد اس کے جاثلیق کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ نصاریٰ بعد حضرت عیسیٰ کے کتنے فرقے ہو گئے کہا کہ چند ایسے
فرقے فرمایا کہ تو جھوٹ کہتا ہے قسم خدا کی میں توریت کو اس سے بہتر جانتا ہوں اور انجیل کو تجھ سے بہتر جانتا ہوں امت موسیٰ کے اکہتر فرقے
ہوئے ہیں ستر ان میں سے ناری ہیں ایک ناجی ہے اور یہ ناجی وہ ہیں کہ جن کے حق میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے ومن قوم موسیٰ امۃ یھدون
بالحق اور امت عیسیٰ کے بعد عیسیٰ کے بہتر فرقے ہوئے ہیں ایک فرقہ ان میں سے ناجی ہے اور باقی کے ناری ہیں اور ناجی فرقے کے حق میں خدائے
تعالیٰ نے فرمایا ہے تریٰ اعینہم تفیض من الدمع حزنا اور امت محمد مصطفیٰ صلعم کے تہتر فرقے ہوں گے ایک تو ان میں سے ناجی فرقہ ہوگا
اور باقی کے ناری ہوں گے اور اس ناجی فرقہ کے حق میں فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ ومن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون اور وہ شیعہ
میرے ہیں اور یہ اس واسطے حضرت امیر نے فرمایا ہے کہ پیروی انکی شیعہ ہی کرتے ہیں اور پیروی میں جناب امیر کی نجات اس واسطے ہوئی کہ وہ حکم ساتھ
حق کے کرتے تھے خاص اور جناب امیر بھی حق کی طرف ہدایت اس واسطے کرتے تھے کہ بعد رسولخدا کے حق ان کے ہی پاس تھا چنانچہ فرمایا ہے رسولخدا
نے کہ علی مع الحق والحق مع علی یدور حیث دار یعنی علی ہمراہ حق کے ہے اور حق ہمراہ علی کے ہے پھرتا ہے وہ حق جدہر کو پھرتا ہے علی کہ حق علی سے ہرگز جدا
نہیں ہوتا ہے پس دلالت کی اس بیان نے اس امر پر کہ حق شیعوں کے ہمراہ ہے اور شیعوں کے سوائے اور فرقے حق پر نہیں ہیں اور اہل سنت جو کہتے ہیں کہ
ناجی فرقے کے واسطے رسولخدا نے فرمایا ہے ما انا علیہ واصحابی اگر یہ روایت تسلیم کیجائے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ناجی وہ
ہے کہ پیروی کرے اس امر کی کہ جس پر میں اور میرے اصحاب دونوں متفق ہیں نہ تنہا اصحاب کی پیروی اور جس پر رسولخدا اور اصحاب کا دونو کا اتفاق
ہے اسکو ہم بھی صحیح اور درست جانتے ہیں اور حدیث ثقلین سے ثابت ہوتا ہے کہ فقط اہل بیت کی پیروی واسطے نجات کے کفایت کرتی ہے
اور اصحاب تنہا کی پیروی کے واسطے رسولؐ نے کہیں نہیں فرمایا ہے اور بعضی روایات جو بیان کرتے ہیں مثل اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم
اور اصحابی کلہم عدول اور سوائے اسکے اگر ہم تسلیم کریں ان روایتوں کو تو وہ لوگ مراد ہیں کہ جن کے حق میں علمائے فریقین بیان کرتے ہیں کہ من
ادرکوا صحبۃ النبی وماتوا مع الایمان یعنی وہ لوگ کہ پائی انھوں نے صحبت پیغمبرؐ کی اور مرے وہ ہمراہ ایمان کے یہ مراد ہے اصحاب رسولؐ سے اور کل ہمراہی حضرت کے مراد
نہیں ہیں اس واسطے کہ بعض صحابہ کے فسق و فجور پر قرآن اور کتب احادیث اہل سنت کی بلکہ بعضوں کے ارتداد پر روایتیں اہل سنت کی کتابوں کی
دلالت کرتی ہیں اور علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین کی روایت اگر تسلیم کی جائے تو مراد خلفاء راشدین سے آئمہ طاہرین علیہم السلام ہیں اس واسطے
کہ جناب رسولخدا صلعم راشدین ان لوگوں کو نہ فرمائیں گے کہ جو خلاف شرع کے حکم دیتے تھے اور مسائل دین میں غلطیاں کرتے تھے اور ایسے لوگوں کی پیروی
کے واسطے حضرت صلعم کیونکر حکم دیویں گے اپنی شریعت کے مخالف اور جنکو اہل سنت خلفائے راشدین کہتے ہیں وہ ایسے ہی تھے کہ خلاف حکم خدا اور رسولؐ کے اکثر

مسائل میں حکم دیتے تھے چنانچہ کتب اہل سنت میں یہ سب لکھا ہے حاصل یہ ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ دین حق سے متفرق اور جدا مت ہو
وَاذْكُرُوْا اور یاد کرو تم اے مومنین نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ نعمت خدا کو کہ اوپر تمہارے ہے کہ تمکو ہدایت کرے اور توفیق دے دین اسلام کی
اور پیروی کرنی مذہب حق کی باعث ہوا آپس کی الفت کا پس یاد کرو تم اس نعمت کو کہ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً جس وقت تھے تم دشمن آپس میں زمانہ
جاہلیت اور کفر میں فَاَلَّفَ پس الفت دی خدا نے اور محبت ڈالی بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ درمیان دلوں تمہارے کے اسلام کی برکت سے اور برخلافی
تمہارے درمیان سے اٹھ گئی فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا پس ہو گئے تم ساتھ نعمت اس خدا کے بھائی یعنی اسکی رحمت سے تم سب آپس میں
دینی بھائی ہو گئے کہ ہر ایک دوسرے سے محبت کرنے لگا وَكُنْتُمْ اور تھے تم ایام جاہلیت میں عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ اوپر کنارے
گڑھے کے کہ آتش دوزخ سے بسبب کفر اور گمراہی کے یعنی قریب تھا کہ تم حالت کفر میں دوزخ میں جاؤ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا پس چھوڑایا تمکو
خدا نے اس گڑھے دوزخ کے سے ایمان اور اسلام کی برکت سے كَذٰلِكَ ایسی ہی یعنی جیسی کہ بیان کی تمہاری عداوت قدیم اور محبت جدید ایسی ہی يُبَيِّنُ
اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ بیان کرتا ہے خدا واسطے تمہارے آیتیں اپنی لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تاکہ تم ہدایت پاؤ اور عذاب ابدی سے رستگاری پاکر ثواب
دائمی کو حاصل کرو وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ اور چاہئے کہ ہووے تم میں سے ایک گروہ کہ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ بلائیں وہ لوگوں کو طرف خیر کے
یعنی اسلام کے وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ اور حکم کریں وہ ساتھ نیکی کے جس طرح سے کہ خدا اور رسول نے فرمایا ہے کہ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
اور منع کریں وہ بدی سے موافق حکم خدا کے اور پیغمبر کے جن جن امور سے انھوں نے منع کیا ہے وَاُولٰۤئِكَ اور یہی لوگ جو کہ حکم کرتے ہیں نیکی کا اور
منع کرتے ہیں برائی سے هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہی رستگاری پانیوالے ہیں جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ بہتر سب آدمیوں میں سے وہ لوگ ہیں کہ جو لوگوں کو
حکم کرتے ہیں نیکی کا اور برائی سے منع کرتے ہیں اور زیادہ سب سے وہی پرہیزگار ہیں اور فرمایا ہے حضرت نے کہ آدمی ہمیشہ خیر سے ہیں جبتک کہ حکم نیکی
کا کرتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیکی پر آپس میں مدد کرتے ہیں پس جس وقت کہ ایسا نہ کریں تو برکتیں اُن سے دور کی جائیں اور بعض ان کا
بعض پر غالب کیا جائے اور کوئی اُن کا ناصر و مددگار ہو نہ زمین میں نہ آسمان میں اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے لعنت کی
ہے ان لوگوں کو کہ وہ دوسرے آدمیوں کو نیکی کا حکم کرتے ہیں اور خود نیکی کو ترک کرتے ہیں اور لعنت کی ہے ان لوگوں کو کہ دوسروں کو تو منع کرتے
ہیں برائیوں سے اور آپ برائیوں کو عمل میں لاتے ہیں اور امت کے لفظ کا استعمال آٹھ معنی میں ہوتا ہے جماعت اور پیروی انبیاء اور قدرت اور
دین و ملت اور حین اور زمان اور رقامت اور نعمت اور قصد اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَا تَكُوْنُوْا اور نہو تم اے مومنین كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا
مانند ان لوگوں کے کہ متفرق ہو گئے وہ مثل یہود و نصاریٰ کے کہ ہر ایک چند فرقے ہو گئے اور ایک فرقہ دوسرے فرقہ کا دشمن ہو گیا وَاخْتَلَفُوْا
اور اختلاف کیا انھوں نے دین میں کہ یہودیوں نے تو پانسو برس بعد موت موسیٰ کے اور نصرانیوں نے تین سو برس بعد آسمان پر جانے عیسیٰ
کے اختلاف کیا انھوں نے آپس میں مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ پیچھے اس سے کہ آئیں اُن کے پاس دلیلیں روشن انکی کتابوں
میں کہ جو موجب اتفاق کے ہیں خدا کے واحد جاننے میں اور آخرت کی تصدیق پر وَاُولٰۤئِكَ اور یہ لوگ مخالفت کرنیوالے اصول دین میں وہ ہیں کہ
لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ واسطے ان کے عذاب ہے بڑا يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ جسدن کہ سفید ہونگے منہ مومنین کے وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ اور سیاہ
ہونگے منہ کفار کے بیچ قیامت کے روز فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ پس لیکن وہ لوگ کہ سیاہ ہونگے منہ انکے تو خدا فرشتوں کو حکم کریگا کہ وہ فرشتے ملامت کر
ان کو کہینگے کہ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ کیا کفر کیا تم نے بعد ایمان لانے اپنے کے فَذُوْقُوا الْعَذَابَ پس چکھو تم عذاب کو بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ
بسبب اسکے کہ تھے تم کافر ہوئے تھے تم بعد ایمان کے جناب امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ مراد ان لوگوں سے بدعتی ہیں اس امت کے باطل رائے والے کہ
جو اپنے نفسوں کی خواہشوں کے پابند تھے اور بخاری میں اور جمع بین الصحیحین وغیرہ کتب احادیث اہل سنت میں لکھا ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا
نے کہ حوض کوثر سے کچھ آدمیوں کو ہانکتے ہونگے اور دوزخ میں انکو لیجائیں گے میں ان کو دیکھ کر پہچانونگا اور کہونگا فرشتوں سے کہ انکو دوزخ میں کیوں لے

جاتے ہوئے تو یہ اصحاب میں وہ فرشتے مجھکو جواب میں کہیں گے کہ تو نہیں جانتا ہے کہ انھوں نے کیا احداث کیا ہے دین میں بعد تیرے اور ہمیشہ یہ اپنے پاشنوں پر پھرنے والے رہے ہیں دین سے جس وقت سے مفارقت کی ہے تو نے ان سے یعنی تیرے مرتے ہی یہ لوگ مرتد ہوگئے اور دین سے پھر گئے وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ اور لیکن جو لوگ کہ سفید ہوں گے منہ ان کے یعنی مومنین کہ جو پیرو ہیں آئمہ معصومین علیہم السلام کے فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ پس بیچ رحمت خدا کے ہوں گے کہ بہشت میں آرام کرتے ہوں گے هُمْ وہ سفید منہ والے فِيهَا بیچ اس رحمت خدا کے خَالِدُونَ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے تِلْكَ یہ یعنی جو کچھ کہ گذرا ہے پہلے اس سے آيَاتُ اللَّهِ آیتیں خدا کی ہیں نَتْلُوهَا عَلَيْكَ پڑھتے ہیں ہم ان کو اوپر تیرے وحی کے واسطے بِالْحَقِّ ساتھ حق کے کہ اس کی راستی اور درستی میں کسی طرح کا شبہہ اور فرق نہیں ہے وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ اور خدا نہیں چاہتا ہے ظلم کو واسطے عالم کے لوگوں کے کہ بے جرم کسی کو عذاب کرے اس واسطے کہ ظلم قبیح ہے اور خدا تعالی فعل قبیح سے پاک ہے وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ اور خاص واسطے خدا کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے یعنی سب اسکی مخلوق اور بندے اسکے اور اسکی ملک ہیں وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ اور طرف حکم خدا کے پھیرے جائیں گے سب امور پس جزا دیگا ہر شخص کو موافق وعدہ اور وعید کے اور کہتے ہیں کہ مالک بن حنیفہ اور وہب بن یہودا کہ دو عالم تھے یہودیوں کے علماء میں سے مسلمانوں سے انھوں نے کہا کہ ہم تم سے بہتر ہیں اور دین ہمارا تمہارے دین سے افضل ہے خدا نے مسلمانوں کی تعریف میں یہ آیت نازل کی کہ كُنْتُمْ ہو تم اے محمد صلعم خَيْرَ أُمَّةٍ بہتر اس گروہ کے کہ عالم غیب سے أُخْرِجَتْ نکالے گئے یعنی ظاہر کئے گئے لِلنَّاسِ واسطے آدمیوں کے تاکہ ان کو راہ راست کی طرف بلاؤ اور بہتر ہونا اس امت کا تین وصفوں کی جہت سے ہے چنانچہ بیان کرتا ہے کہ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ حکم کرتے ہو تم ساتھ نیکی کے یعنی کہ جو شرع حکم کرتی ہے وہی تم لوگوں کو فرماتے ہو وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور منع کرتے ہو تم بدی سے اس بدی سے کہ جو شرع کے حکم سے وہ ممنوع ہے وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ اور ایمان لاتے ہو تم ساتھ خدا کے کہ نہایت ثبوتی اور استواری سے اس کا اعتقاد رکھتے ہو اور ایمان لانیکا ذکر نیکی کے حکم کرنے سے اور بدی کے منع کرنیسے پہلے چاہئے تھا لیکن اس واسطے آخر میں فرمایا کہ حکم کرنا نیکی کا اور منع کرنا بدی سے واسطے ایمان لانے اور تصدیق کرنے دین اسلام کے ہے اور تفسیر اہل بیت علیہم السلام میں مذکور ہے کہ یہ آیت خاص آئمہ طاہرین اور ان کے مقلدین کی شان میں ہے کہ جو صالحین ہیں اور انکی تقلید کے موافق حکم کرتے ہیں اور یہی حق ہے اس واسطے کہ بعد رسولخدا صلعم کے وہی اس قابل ہیں کہ رسولخدا سے انکو سینہ بسینہ علم پہنچا ہے اور یا وہ لوگ ہیں کہ جو ان کی پیروی سے نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور بعلم آدمی جو کہ مسائل دین میں غلطی کرتے تھے اور جناب امیر انکو سنبھالتے تھے وہ ہرگز اس آیت سے مراد نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ نیکی کے حکم کرنیکو اور بدی سے منع کرنے کو علم چاہئے کہ موافق حکم خدا کے حکم کرے اور منع کرے اور جو لوگ کہ غلطی کریں وہ کیونکر اس آیت سے مراد ہونگے اور یہ بھی بعضی روایت اور قرات میں آیا ہے کہ خیر آئمۃ ہے خیر امۃ کی جگہ اور ایسے ہی ولتکن منکم امۃ اصل میں ولتکن منکم آئمۃ ہے اور اگرچہ سب آئمہ طاہرین وقت نزول اس آیت کے موجود نہ تھے لیکن راس و رئیس انکے علی ابن ابیطالب موجود تھے اور اکثر آیات میں خطاب طرف کل مومنین کے ہے جس قدر قیامت تک ہوں گے اور حال یہ ہے کہ وقت نزول آیت کے وہ موجود نہیں ہیں اور انس سے روایت ہے کہ اسقف نصرانی کہ عالم نصاریٰ کا تھا جناب رسولخدا کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں حضرت نے پوچھا کہ کیا سبب مسلمان ہونیکا کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت برپا ہے اور لوگ اپنی اپنی حال میں مبتلا ہیں اور ایک گروہ کو میں نے دیکھا کہ ہاتھ اور پاؤں انکے سفید نورانی ہیں اور مثل بجلی کے صراط پر سے گزرتے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ لوگ انبیا ہیں فرشتوں نے کہا کہ یہ امت محمد کے لوگ ہیں مجھکو یہ دیکھ کر طرف اسلام کے رغبت ہوئی حضرت نے اسکو مسلمان کیا اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جبتک پہلے سب پیغمبروں سے میں بہشت میں نہ جاؤں تو اور پیغمبروں پر بہشت میں جانا حرام ہے اور جبتک میرا وصی بہشت میں نہ جائے تو اور اوصیا پر بہشت میں جانا حرام ہے اور جبتک میری امت بہشت میں نہ جائے تو اور امتوں پر بہشت میں جانا حرام ہے اور انس سے روایت ہے کہ میں ہمراہ رسولخدا کے ایک مقام پر پہنچا ایک آواز میں نے وہاں سنی اس آواز کی طرف میں نے نگاہ جو کی تو ایک مرد کو دیکھا کہ وہ ایک درخت کے نیچے نماز پڑھتا ہے

ع ۸

اور یہ دعا کرتا ہے کہ خداوندا مجھکو اس امت مرحومہ سے کر کہ جسپر تو نے رحمت کی ہے یعنی محمدؐ کی امت میں سے مجھکو کر رسولخدا صلعم کو اس کے حال سے بھی خبر دی فرمایا کہ تو اس کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ رسولخدا تجھ کو سلام پہنچاتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تو کون ہے انس کہتا ہے کہ میں گیا اور حضرت کا سلام اور پیغام اس کو پہنچایا اُس نے جواب میں کہا کہ رسولخدا کو میرا سلام پہنچا اور کہہ کہ تیرا بھائی خضر ہے خدائےتعالٰے سے دعا کرتا ہے کہ اسکو تیری امت میں سے کرے انس نے پیغام حضرت کا پہنچایا اور یحیٰی بن معاذ کہتا ہے کہ یہ آیت امت محمدؐ کی تعریف میں ہے اور خدائے تعالٰے اپنے کرم سے ہرگز روا نہ رکھیگا کہ جس قوم کی تعریف کی ہو اسکو دوزخ میں ڈالے اور بعد اس کے فرماتا ہے کہ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب کہ وہ یہود و نصارٰے ہیں محمدؐ پر اور قرآن پر اور تمام ان امروں پر کہ جو محمدؐ خدائے تعالٰے کے یہاں سے لایا ہے تو لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ البتہ ہوتا بہتر واسطے ان کے دنیا و آخرت میں کہ دنیا میں تو قتل اور جزیہ کی ذلت و خواری سے چھوٹتے اور آخرت میں عذاب دوزخ سے نجات پاتے مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ بعضے اُن میں سے تو ایمان لانے والے ہیں محمدؐ اور قرآن پر مثل عبداللہ بن سلام کے اور ان کے رفیقوں کے کہ وہ یہودی تھے اور مثل نجاشی وغیرہ کے کہ وہ نصرانی تھے وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور اکثر اُن کے باہر ہونیوالے ہیں حکم خدا سے اور فرمان پیغمبر سے اور عداوت رکھنے والے پیغمبر سے اور عناد کرنے والے اس سے اور کہتے ہیں کہ چند آدمی یہودیوں سے عبداللہ بن سلام کے پاس آئے اور مسلمان ہونیکی جہت سے ان کو ملامت کیا خدائے تعالٰے نے یہ آیت نازل کی لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ ہرگز نہ ضرر پہنچا سکیں وہ یہودی تمکو اے مومنین اِلَّآ اَذًى مگر تھوڑا سا رنج کہ اسلام پر اور تم پر وہ طعن کریں اور یا طرف کفر کے تمکو بلائیں اور لڑائی کرنے سے تمکو ڈرائیں وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اور اگر لڑیں وہ تم سے تو يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ پھیر وہ تمسے پشتونکو اور تمہارے سامنے سے وہ بھاگ جائیں ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ پھر نہ مدد کیے جائیں گے وہ نہ خدا کی طرف سے نہ خلق کی طرف سے اور یہ خبر غیب کی دی ہے اس واسطے کہ حال یہودیونکا ایسا ہی ہوا کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر اور بنی قینقاع اور یہودی خیبر کے رسولخدا سے لڑے اور شکست کھا کر بھاگے اور خواری جزیہ کی اپر رکھی گئی چنانچہ فرماتا ہے کہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ مارے گئے یعنی رکھی گئی اوپر اُن کے خواری مباح ہونے انکے خون کے اور مال کے واسطے مسلمانوں کے اور یا جزیہ کے کہتے ہیں کہ یہودی اسلام سے پہلے مجوسیونکو جزیہ دیا کرتے تھے اور بعد اسکے مسلمانونکو دینا اختیار کیا ہمیشہ وہ اسی خواری میں رہتے ہیں اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا جہاں کہیں پائے جائیں وہ یہودی اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ مگر ساتھ عہد خدا کے سے کہ وہ قبول کرنا جزیہ کا ہے یعنی انکو پناہ دیتے ہیں اور قتل نہیں کرتے ہیں بسبب عہد خدا کے کہ انھوں نے دینا جزیہ کا قبول کر لیا ہے وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ اور ساتھ عہد کے آدمیونکی جانب سے کہ وہ مومنین ہیں اور انکو انھوں نے امان دی ہے اور عہد کا نام حبل اسواسطے ہوا ہے کہ اس سے امان باندھی جاتی ہے جیسے کہ حبل سے کوئی چیز باندھی جاتی ہے اور حبل رسی کو کہتے ہیں وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اور ہو گئے وہ یہودی اور رجوع کی انھوں نے ساتھ غضب کے خدا کی جانب سے کہ غضب خدا کا اپر ہے وَضُرِبَتْ اور مارے گئے اور لازم کی گئی عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ اوپر ان کے محتاجگی کہ اکثر یہودی فقیر اور تنگدست رہتے ہیں اور جو کہ تونگر ہیں وہ بھی اپنے تئیں محتاج ظاہر کرتے ہیں کہ جزیہ کم دینا ہو اور ہر جگہ میں بطور رعیت کے ہیں اور حکومت انکی دنیا میں کسی جگہ نہیں ذٰلِكَ یہ ذلت و خواری اور فقیری اور جزیہ دینا اور خدا کے غضب میں ہونا بِاَنَّهُمْ كَانُوْا بسبب اسکے ہے کہ تحقیق وہ تھے کہ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ کفر کرتے تھے وہ ساتھ آیتوں خدا کے کہ وہ معجزے ہیں رسولؐ کے اور قرآن ہے وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور قتل کرتے تھے وہ پیغمبرونکو ساتھ ناحق کے کہ جیسا انبیاء کا قتل کرنا نفس الامر میں ناحق تھا ایسے ہی وہ بھی جانتے تھے کہ ہم ناحق قتل کرتے ہیں ذٰلِكَ یہ کفر انکا اور قتل کرنا انبیاء کا بِمَا عَصَوْا بسبب اسکے تھا کہ نافرمانی کرتے تھے وہ خدا کی وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ اور تھے وہ کہ حد سے گزر جاتے تھے کہ خدائےتعالٰے کے احکام پر عمل نہیں کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام مع یاروں اپنے کے مسلمان ہوئے تو یہودی انپر طعن کرنیلگے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ بدتر قوم کے ہیں کہ ان لوگوں نے ہماری مخالفت کی اور یہودی سے مسلمان ہو گئے انکے رد میں خدا نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ لَيْسُوْا سَوَآءً نہیں ہیں وہ مومنین اہل کتاب کہ جو یہودونکا مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوئے ہیں سَوَآءً برابر کفار کے کہ جو ان یہودونمیں

ے ہیں مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ بعض اہل کتاب میں سے ایک گروہ اور جماعت ایسی ہے کہ قَآئِمَةٌ قایم ہے حق پر کہ وہ دین اسلام ہے يَتْلُوْنَ
اٰيٰتِ اللّٰهِ پڑھتے ہیں وہ آیات خدا کو کہ وہ قرآن ہے اٰنَآءَ الَّيْلِ بیچ وقتوں اور ساعتوں رات کے یہ منصوب علے الظرفیۃ ہے وَهُمْ اور وہ
يَسْجُدُوْنَ سجدے کرتے ہیں خدا کو یعنی شب کو نماز تہجد میں قرآن پڑھتے ہیں اور تلاوت کے سجدے کرتے ہیں يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ایمان
لاتے ہیں وہ ساتھ وحدانیت خدا کے اور اعتقاد اس کا رکھتے ہیں اور اسپر ثابت قدم رہتے ہیں وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور ساتھ دن آخرت کے ایمان
لاتے ہیں وہ کہ اسکے واقع ہونیکا اعتقاد رکھتے ہیں وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ اور حکم کرتے ہیں وہ ساتھ نیکی کے اپنے غیر کو وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ اور منع کرتے ہیں وہ برائی سے اور ہر کام بد سے وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ اور جلدی کرتے ہیں وہ بیچ نیکیوں کے یعنی امر خیر کے
بجالانے میں بہت جلدی کرتے ہیں وَاُولٰٓئِكَ اور یہی لوگ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ نیکوں میں سے ہیں نزدیک خدا کے اور پیغمبر کے اور یہودیوں میں سے
یہ سب صفات مفقود ہیں نہ حق پر قائم ہیں وہ اور نہ تلاوت آیات خدا کرتے ہیں وہ اور نہ شب کو سجدہ کرتے ہیں وہ اور نہ نیکی کا حکم کرتے ہیں
وہ اور نہ فعل بد سے منع کرتے ہیں وہ نہ امر خیر کے بجالانے میں جلدی کرتے ہیں وہ اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ دو رکعت نماز آخر شب بہتر
ہے تمام دنیا سے اور اسچیز سے کہ اس میں ہے اور اگر نماز شب میری امت پر شاق نہوتی تو میں اسکو واجب کرتا اور حضرت صادق علیہ السلام نے
فرمایا کہ جن گھروں میں نماز شب پڑھتے ہیں اور تلاوت قرآن کرتے ہیں وہ گھر روشن ہوتے ہیں آسمان کے لوگوں کے واسطے جیسے کہ ستارے زمین کے
لوگوں کے واسطے روشن کرتے ہیں اور بعد اس کے فرمایا کہ نماز شب پڑھتے رہو کہ وہ سنت تمہارے پیغمبر کی ہے اور طریقہ صالحین کا ہے اور دور کرنیوالا
دردوں کا بدن سے اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلعم نے امیر المومنین سے خطاب کرکے فرمایا کہ اے علیؑ نماز شب کو ہمیشہ قایم رکھ تو اور یہ کلمہ
تین مرتبہ فرمایا اور فرمایا کہ جو کوئی بہت پڑھے نماز شب کو تو منہ اس کا خوبی کے ساتھ ہو اور فرماتا ہے خدا ان مومنین اہل کتاب کے حق میں کہ وَمَا
يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ اور جو کچھ کرتے ہیں وہ کسی کار نیک میں سے تو فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ پس ہرگز نہ ناشکری کریں گے وہ اسکی یعنی ان کے ثواب میں
کچھ کمی ہوگی کہ جس کی وہ ناشکری کریں اور یفعلوا کو اہل کوفہ نے سوائے ابابکر کے یاسے پڑھا ہے اور باقیوں نے تاسے پڑھا ہے مخاطب کا صیغہ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ اور خدا جاننے والا اور عالم ہے ساتھ احوال پرہیزگاروں کے یعنی جو لوگ کہ پرہیزگار ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں خدائے
تعالےٰ ان کے احوال سے مطلع ہے اور قیامت کے روز ان کے درجے بلند کریگا اور اب کافروں کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے قرآن اور محمدؐ سے لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ ہرگز نہ بے پروا کریں گے ان سے اور نہ دور کرینگے اَمْوَالُهُمْ مال انکے وَلَآ
اَوْلَادُهُمْ اور نہ فرزندان کے مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا عذاب خدا سے کسی چیز کو یعنی کوئی چیز ان کو فائدہ نہ دیگی نہ مال انکے کہ جو دنیا میں جمع کئے تھے نہ اولاد
ان کی اور عذاب کو ان سے ہرگز دفع نہ کرسکیں گے وَاُولٰٓئِكَ اور یہ کفار اَصْحٰبُ النَّارِ صاحبان آتش دوزخ ہیں کہ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
وہ بیچ اس آتش دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور ان لوگوں کے خرچ کرنیکا حال خدا بیان کرتا ہے کہ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ مثال اس چیز کی کہ
خرچ کرتے ہیں وہ یہودی کہ اپنے علمار کو بطور رشوت کے تحریف کرنیکے واسطے دیتے ہیں اور ریا ابو سفیان اور یار اسکے کہ جنگ احد میں کفار پر خرچ کرکے ان
کی مدد کرتے ہیں یا اور کسیکو جو لوگ ریا سے دیتے ہیں فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا بیچ اس زندگانی دنیا کے كَمَثَلِ رِيْحٍ مانند ہوا کے ہے وہ دنیا انکا کہ
فِيْهَا صِرٌّ بیچ اس ہوا کے بھیڑے ہوے کہ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ پہنچی وہ کھیتی کسی قوم کی کو کہ بسبب شرک اور گناہوں اور ریا سے دینے کے ظَلَمُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ ظلم کیا ہے انھوں نے جانوں اپنی پر فَاَهْلَكَتْهُ پس ہلاک کردیا اس بھیڑنے نے اس کھیتی کو اور نابود کردیا عذاب کی جہت سے اور اس
آیت میں تشبیہ دی ہے ان کے خرچ کرنے کو زراعت کے ساتھ اور قہر الہی کے واقع ہونے کو بھیڑنے کے ساتھ اور وجہ شبہ کی ضائع کرنا ہے وَمَا
ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ اور نہیں ظلم کیا ہے ان کو خدا نے ان کے خرچوں کے ضائع کرنے میں اور ثواب اسکا نہ دینے میں وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ لیکن نفسوں اپنے کو
يَظْلِمُوْنَ ظلم کرتے ہیں وہ بسبب کرنے ان عملوں کے کہ جو موجب عذاب کے ہیں اور کہتے ہیں کہ کچھ مسلمان اور یہودی آپس میں دوستی رکھتے تھے اور اپنا راز آپس میں کہتے تھے بسبب اس

قرابت کے کہ جو اسلام سے پہلے ان میں تھی خدا تعالیٰ منع کرتا ہے مومنین کو کہ سوائے برادر مومن اپنے کے کسی دوسرے مذہب والے سے دوستی
مت کرو چنانچہ فرماتا ہے کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً نہ پکڑو تم یعنی نہ اختیار کرو تم ہمراز اور
دوست خالص مِنْ دُوْنِکُمْ سوائے اپنے یعنی سوائے مومنین کے کسی دوسرے مذہب والے کو اپنا دوست اور ہمراز مت ٹھیراؤ اس واسطے
کہ لَا یَاْلُوْنَکُمْ نہ قصور کریں گے وہ تمہارے مقدمہ میں خَبَالًا تباہی کو اور فساد اور گمراہی کو کہ وہ درپے تمہارے گمراہ کرنے کے ہیں وَدُّوْا
مَا عَنِتُّمْ دوست رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں وہ رنج میں پڑنے تمہارے کو یا اس میں مصدریہ ہو کہ یعنی وہ یہودی چاہتے ہیں کہ تم رنج اور مشقت
اور بلا میں پڑ جاؤ کہ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ کہ تحقیق ظاہر ہوئی ہے دشمنی یعنی علامت دشمنی کی ظاہر ہوئی ہے مِنْ اَفْوَاھِھِمْ منہوں
اُن کے سے اس واسطے کہ بسبب کثرت عداوت اور بغض کے اُن سے ضبط نہیں ہو سکتا ہے اور زبان سے ان کی بات دشمنی کی نکل جاتی ہے
وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُھُمْ اور جو کچھ کہ پوشیدہ رکھتے ہیں سینے ان کے یعنی جو کچھ کہ ان کے دلوں میں تمہارا بغض اور عداوت ہے اَکْبَرُ
بہت بڑا ہے اور زیادہ ہے دلونکی عداوت اس عداوت سے کہ جو زبان پر انکی جاری ہوتا ہے اس واسطے کہ جو کچھ ان کی زبان پر جاری ہوتا
ہے عداوت میں سے وہ بے اختیاری ہے اور دلونکی عداوت اختیاری ہے اور ان کے ارادے سے ہے قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِ تحقیق بیان کی
ہیں ہمنے واسطے تمہارے وہ آیتیں کہ جو دلالت کرتی ہیں فقط مومنین سے دوستی کرنے پر نہ کافروں سے محبت کرنے پر بلکہ کفار کی دوستی سے پرہیز
کرنا چاہیے اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ اگر ہو تم کہ کچھ سمجھتے ہو تم کہ دوستی کفار کی اور مخالفین کی موجب ضرر اور باعث خشم خدا ہے اور اب خدائے
تعالیٰ مخالفین سے دوستی کرنے کی قباحت کو بیان کرتا ہے کہ ھٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ خبردار ہو کہ تم وہ لوگ ہو کہ تُحِبُّوْنَھُمْ دوست رکھتے ہو تم انکو
اے مومنین وَلَا یُحِبُّوْنَکُمْ اور نہیں دوست رکھتے ہیں وہ یہودی تمکو اور مراد اس سے یہ ہے کہ اگر تم اُنسے دوستی کرو تو مثل اُن کے ہو جاؤ گے کفر
اور معصیت کرنے میں اور وہ چاہتے ہیں کہ تمکو مثل اپنے کر دیویں اور یہ نہایت دشمنی ہے تمہارے ساتھ انکی اور تم انکو چاہتے ہو کہ وہ مسلمان ہو جائیں
یہ نہایت دوستی تمہاری ہے اُن کے ساتھ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْکِتٰبِ کُلِّہٖ اور ایمان لاتے ہو تم ساتھ کتاب کل اس کتاب کے یعنی وہ نہیں دوست
رکھتے ہیں تمکو اور حال یہ ہے کہ تم ایمان لاتے ہو کل کتابوں پر اپنی کتاب پر بھی اور انکی کتابوں توریت اور انجیل اور زبور پر بھی اور وہ تمہاری کتاب
پر ایمان نہیں لاتے ہیں پھر تم ان سے کس واسطے دوستی رکھتے ہو وَاِذَا لَقُوْکُمْ اور جس وقت ملاقات کریں تمسے وہ کافر تو قَالُوْٓا کہتے ہیں وہ
تمہارے فریب دینے کو کہ اٰمَنَّا ایمان لائے ہیں ہم وَاِذَا خَلَوْا اور جس وقت خلوت اور تنہائی میں ہوتے ہیں وہ عَضُّوْا عَلَیْکُمُ
الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ کاٹتے ہیں وہ اوپر تمہارے انگلیوں کو غصہ سے کہ کینہ تمہارا وہ اپنے دلوں میں رکھتے ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ
مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ مر جاؤ تم ساتھ غصہ اپنے کے یعنی بسبب ترقی اور غلبہ اسلام کے تم ہمیشہ غصہ میں رہو یہانتک کہ اسی غصہ ہی میں جاؤ
اور اُس غصہ ہی میں خدا تمکو عذاب میں گرفتار کرے اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ تحقیق کہ خدا جاننے والا ہے اور عالم بِذَاتِ الصُّدُوْرِ
ساتھ سینونکی باتوں کے اور تمکو اسپر خوب سزا دے گا اور عداوت انکی تم سے اس مرتبہ کو پہنچی ہے اے مومنین اِنْ تَمْسَسْکُمْ حَسَنَۃٌ
اگر پہنچتی ہے تمکو کوئی بھلائی کہ نصرت اور فتح تمہاری ہو اور مال غنیمت تمہارے ہاتھ آئے جیسا کہ بدر کی لڑائی میں ہاتھ آیا تھا تو یہ بھلائی تمہاری
تَسُؤْھُمْ بُری لگتی ہے ان کو اور نہایت بد معلوم ہوتی ہے اور دلتنگ ہوتے ہیں وہ اس سے وَاِنْ تُصِبْکُمْ سَیِّئَۃٌ اور اگر پہنچتی ہے تم کو
کوئی برائی کہ تمہاری شکست ہو یا کوئی رنج تمکو پہنچے تو یَّفْرَحُوْا بِھَا خوش دل ہوتے ہیں وہ ساتھ اسکے وَاِنْ تَصْبِرُوْا اور اگر صبر کرو تم اے
مومنین ان کافرونکی جفا پر اور یہودیوں اور منافقوں کے کید اور فریب پر شکیبائی اختیار کرو وَتَتَّقُوْا اور پرہیز کرو تم ان میں ملکر بیٹھنے سے
اور بایں کہ پرہیز کرو تم گناہوں سے تو لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ شَیْئًا نہ ضرر کرے گا تمکو مکر انکا کچھ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ تحقیق خدا ساتھ اسچیز کے
کہ کرتے ہیں اور عمل میں لاتے ہیں وہ مُحِیْطٌ احاطہ کرنیوالا اور گھیرنے والا ہے اپنے علم سے اور موافق اُنکے عمل کے انکو سزا دے گا اور حسن ابو حاتم نے یعملون

مومن کو سوائے اپنے مومنون کے اپنا ہمراز نہ بنانا چاہیے

ع ۱۲

کو تاسے پڑھا ہے مخاطب کا صیغہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم اے مومنین مثل صبر اور تقوے کے خدا تعالے اسکا علم اسکو احاطہ کئے ہوئے ہے موافق اس
کے خدائے تعالے تمکو جزا دے گا اور بعد اسکے خدا تعالے نے ساتھ آیتیں جنگ احد کی لڑائی کے مقدمہ میں نازل کی ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِذْ
غَدَوْتَ اور یاد کر تو اے محمد جس وقت صبحکو باہر آیا تو مِنْ اَهْلِكَ مکان اور منزل اہل و عیال اپنے سے اور وہ شوال کا مہینا تھا اور ہجرت کو
تین سال ہوئے تھے تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ جگہ دیتا تھا تو مومنین کو مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ جگہ بیٹھنے کی واسطے لڑائی کے یعنی مقرر کرتا تھا تو کہ
لڑائی کی صفیں کیونکر کھڑی ہوں اور کس جگہ کھڑے ہوں اور کس طرح کفار سے مقابلہ کرنا چاہیے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ اور خدا سننے والا ہے تمہاری گفتار کا
کہ مدینہ سے نکلنے میں اور توقف کرنے میں جو کچھ تم کہتے تھے عَلِيْمٌ جاننے والا ہے تمہاری نیتوں کی درستی اور فساد کا کہ کون تم میں سے جہاد کریگا
اور کون بھاگ جائے گا حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت کفار قریش نے جنگ بدر میں شکست فاش کھائی کہ ستر آدمی تو اُن
کے قتل ہوئے اور ستر اسیر ہوئے اور باقی بھاگ کر مکہ کو روانہ ہوئے اور جس وقت مکہ میں داخل ہوئے تو ابوسفیان نے کہ سردار قریش تھا
کہا کہ اے قریش اپنی عورتوں کو رونے نہ دو کہ رنج آنسو نکلنے سے جاتا رہتا ہے اور تمہاری دشمنی اور لشکر قبائل عرب کا ہم جمع کریں تا کہ محمد سے اپنا بدلہ
لیویں اور جس وقت احد میں رسولخدا سے لڑائی ہوئی تو اپنی عورتوں کو انکو اذن رونے اور نوحہ کرنے کا دیا اور مکہ سے ابوسفیان واسطے لڑائی کے
تین ہزار سوار اور دو ہزار پیادے ہمراہ لیکر مع عورتوں کے باہر نکلا اور مدینہ کی سمت جناب رسولخدا سے لڑنیکو روانہ ہوا اور کوہ احد کے دامن میں
کہ وہ مدینہ سے دو کوس تخمیناً ہے مقام کیا اور جناب رسولخدا صلعم کو خبر ہوئی تو اپنے اصحاب کو جمع کیا اور جہاد کی انکو رغبت دلائی عبداللہ بن ابی
منافق نے کہا کہ یا رسولخدا مدینہ سے باہر نکلنا مناسب نہیں ہے ہم یہیں اپنے کوچوں میں اور کوٹھوں پر سے لڑیں گے کہ شہر ہمکو بمنزلہ قلعہ کے ہوگا اور بوڑھے
مرد و عورتیں و غلام سب اپنے اپنے کوٹھوں اور کوچوں سے کافروں پر وار کریں گے اور اس صورت میں ہم اپر فتحیاب ہو جائیں گے اور جس وقت ہم
میں سے کوئی باہر نکلا ہے تو دشمن فتحیاب ہوا ہے اور بعد اسکے سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور حضرت کی جناب میں عرض کی کہ یا رسولخدا جس وقت
ہم مشرک تھے اور بتوں کی پرستش کرتے تھے اُس وقت کسینے ہم پر طمع نہیں رکھی کہ ہم پر فتحیاب ہونے کی امید رکھی اور جس وقت تو ہم میں ہوا تو پھر
وہ کیا طمع رکھیں گے مناسب یہ ہے کہ باہر نکل کر کفار سے لڑیں اگر مارے گئے تو شہید ہوئے اور اگر زندہ رہے تو مجاہدین میں ہوئے جناب
رسولخدا صلعم کو رائے سعد بن معاذ کی پسند آئی اور مع اصحاب مدینہ سے باہر نکلے اور جسوقت حضرت مدینہ سے باہر نکلے تو عبداللہ بن ابی منافق
مع تین سو ہمراہیوں کے مدینہ کو اُلٹا پھر گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ کافر و منافق جا ملا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ مدینہ سے باہر ہی نہیں نکلا اور بنو
سلمہ اور بنو حارثہ نے کہ انصار میں سے تھے اور کچھ قبیلہ خزرج اور اوس سے ایسے تھے کہ انھوں نے بھی پیروی عبداللہ ابی کی کرکے چاہا کہ حضرت
کی ہمراہی سے بیٹھ رہیں اور یا یہ کہ حضرت کی ہمراہی سے اُلٹے مدینہ میں پھر جاویں لیکن توفیق الہی اُن کے شامل حال ہوئی کچھ سوچکر حضرت کے
ہمراہ رہ گئے اور حضرت کی رفاقت ترک نکی چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ اِذْ هَمَّتْ یاد کر تو اے محمد کہ جس وقت قصد کیا طَّآئِفَتٰنِ
مِنْكُمْ دو گروہ نے تم میں سے کہ وہ مسلمان ہیں یعنی بنو سلمہ اور بنو حارثہ نے اَنْ تَفْشَلَا یہ کہ نامردی کریں وہ اور اس نامردی کی
جہت سے اُلٹے پھر جائیں وہ جسوقت کہ عبداللہ ابی پھرا تھا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا اور خدا یار اور یاور ان دونو گروہ کا ہے کہ انکو توفیق
دی کہ عبداللہ ابی کی پیروی انھوں نے نہ کی اور یا معنی اُس کے یہ ہیں کہ خدا ناصر و مددگار ان کا ہے پس کس واسطے انھوں نے نامردی
کی اور خدا پر توکل نہ کیا وَعَلَى اللّٰهِ اور اوپر خدا ہی کے نہ اسکے غیر پر فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ پس چاہیے کہ توکل کریں مومنین کہ وہ ان
کی نصرت کرے القصہ جس وقت کہ جناب رسولخدا مع اصحاب سات سو آدمیوں کے احد میں رونق افروز ہوئے اور اپنے لشکر کی صف آرائی کی
اس وقت عبداللہ بن جبیر کو مع پچاس تیر اندازوں کے پہاڑ کے درہ پر مقرر کیا اس واسطے کہ ایسا ہو کہ پہاڑ کی اس طرف سے دشمن ہم پر حملہ کرے اور
عبداللہ بن جبیر وغیرہ سے فرمایا کہ اگرچہ تم ہم کو دیکھو کہ ہم نے اُن کو بھگا دیا ہے اور انکا پیچھا کیا ہے یہانتک کہ انکو مکہ میں داخل کر دیا ہے لیکن تمکو

لازم ہے کہ تم اس درہ سے نہ ٹلنا اور اگر تم دیکھو کہ اُنھوں نے ہمکو بھگا دیا ہے یہاں تک کہ ہمکو مدینہ میں داخل کر دیا ہے تو تمکو لازم ہے کہ تم اس صورت میں بھی اپنی جگہ سے نہ ٹلنا اور کسی طرح سے وہاں سے حرکت نہ کرنا بلکہ اپنی جگہ ہی پر قائم رہنا اور ابو سفیان نے خالد بن ولید شقی کو مع دو سو سوار کے کمین گاہ میں درہ سے اس طرف کو روانہ کیا اور کہدیا کہ جس وقت تم یہ دیکھو کہ دونو لشکر آپس میں مل گئے ہیں اس وقت تم درہ سے باہر نکل کر دشمنوں کی پشت پر جا پڑنا اور جناب رسولخدا صلعم نے اپنے لشکر کی صف آرائی کی اور امیر المومنین علیہ السلام کو اپنا علم سپرد کیا اور انصار نے لشکر ابو سفیان پر حملہ کیا قریش اس طرح سے بھاگے کہ انکو پیچھے کی کچھ خبر نہ رہی اور لشکر اسلام کفار قریش میں جا ملا اور لشکری قریش کو لوٹنے لگے اور خالد بن ولید پلید مع دو سو سوار کے درہ کی طرف آیا کہ درہ سے باہر نکل کر لشکر اسلام پر جا پڑے عبد اللہ بن جبیر کے ہمراہیوں نے کہ وہ درہ پر متعین تھے خالد کا آگا روکا اور تیر باران کر کے ان سب کا منہ پھیر دیا خالد اپنے ہمراہیوں سمیت پیچھے کو بھاگ گیا اور عبد اللہ بن جبیر کے ہمراہیوں نے دیکھا کہ مسلمان کفار کا مال اور اسباب لوٹتے ہیں یہ دیکھ کر عبد اللہ بن جبیر سے کہا کہ ہمارے یار مال و اسباب لوٹ رہے ہیں اور ہم محروم رہتے ہیں عبد اللہ بن جبیر نے کہا کہ خدا سے ڈرو جناب رسولخدا نے تاکید کر دی ہے ہم سب کو کہ تم یہاں سے نہ ہلنا اس بیچارہ دیندار کا کہنا ان لوگوں نے نہ مانا اور ایک ایک دو دو آدمی کفار کا اسباب لوٹنے کے واسطے وہاں سے کھسکنے لگے یہاں تک کہ عبد اللہ بن جبیر کے پاس بارہ آدمی رہ گئے اور باقی سب چلے گئے اور نشان کفار کا طلحہ بن ابو طلحہ داری کے ہاتھ میں تھا حضرت علیؑ نے اسکو قتل کیا اور نشانکو ابو سعید بن ابو طلحہ نے اٹھایا حضرت علیؑ نے اسکو بھی قتل کیا اسی طرح ہر ایک شخص نشان کو لیتا تھا قبیلہ داری کے لوگوں میں سے اور حضرت علیؑ اسکو قتل کرتے تھے یہانتک کہ نو آدمی ان کے جناب امیرؑ نے قتل کئے بعد اسکے ایک حبشی نے کہ غلام انکا تھا اور صولب اسکا نام تھا اس نے اس نشانکو لیکے اٹھایا حضرت علیؑ نے اُسکا دست راست قلم کیا اُس نے جرأت کر کے دست چپ میں نشان کو پکڑ لیا حضرت علیؑ نے دست چپ بھی اُس کا قطع کیا اُسنے اُس نشان کو دونو ہاتھ کے ٹنڈوں سے پکڑ کر اپنے سینے سے چمٹا لیا جناب امیرؑ نے اسکے سر پر ایک تلوار ماری کہ وہ بھی جہنم کو بھاگا اور نشان گر پڑا اسکو ایک عورت عمرہ بنت علقمہ کنانیہ نے پکڑ کر اٹھایا اور خالد بن ولید نے دیکھا کہ درہ پر تھوڑے سے آدمی باقی رہے ہیں ایکمرتبہ ہی عبد اللہ بن جبیر پر جا پڑا اور بارہ آدمی جو عبد اللہ بن جبیر کے ہمراہ رہگئے تھے انمیں سے بھی کچھ بھاگ گئے اور عبد اللہ بن جبیر مع چند آدمیوں کے اس درہ پر خالد بن ولید پلید کے ہمراہیوں کے ہاتھ سے شہید ہو کر خلد بریں کو سدھارے بڑا مرتبہ ہے پیش خدا عبد اللہ بن جبیر کا کہ رسولخدا کے فرمانے پر عمل کر کے سر مو فرق نہ کیا آخر کو کفار کے ہاتھ سے درہ ہی پر شہید ہو گئے اور جسوقت خالد عبد اللہ بن جبیر کے اور انکے ہمراہیوں کو شہید کر چکا تو مسلمانوں کے پیچھے اُسنے حملہ کیا اور قریش نے وقت بھاگنے کے نشان کو زمین پر پڑا ہوا دیکھا اسکو اٹھا لیا اور خالد نے مسلمانوں پر انکے پیچھے سے حملہ کیا تو مسلمان بھاگے اور ایسے بے تحاشا بھاگے کہ آگے اور پیچھے کی انکو کچھ خبر نہ رہی اور پہاڑ پر چڑھ گئے اور بعضوں کا جدھر کو منہ ہوا اُدھر ہی کو دوڑے اور جناب رسولخداؐ پیچھے سے انکو پکارتے تھے اور فرماتے تھے کہ ادھر آؤ کہاں بھاگے جاتے ہو میں ہوں رسولخدا کیا خدا اور رسولؐ سے بھاگتے ہو کوئی پیچھے پھر کے نہ دیکھتا تھا کہ کون پکارتا ہے اور ہندہ بنت عتبہ کفار کے لشکر کے درمیان تھی اور اسکے ہاتھ میں سرمہ دانی اور سلائی تھی جو کوئی قریش میں سے بھاگتا تھا وہ اسکو کہتی تھی کہ تو عورت ہے سرمہ لگا کر بیٹھ جا اور قریش کے جس قدر آدمی بھاگے تھے سب پھر کر چلے آئے اور مسلمانوں کو بیچ میں اپنے کر لیا اور جب مسلمانوں میں بھگی پڑی تو سوائے علی ابن ابیطالبؑ اور ابو دجانہ انصاری کے حضرتؐ کے پاس کوئی آدمی باقی نہ رہا سب آدمی بھاگ گئے اور حضرت امیر حمزہؓ حملہ پر حملہ کرتے تھے اور لڑائی میں مشغول ہو رہے تھے اور اُن کے سامنے کوئی مشرک ثابت قدم نہیں رہتا تھا اور مقابلہ میں سے انکے بھاگ جاتا تھا اور ہندہ نے وحشی سے عہد کیا تھا اگر تو محمدؐ یا علیؑ یا حمزہؓ کو قتل کریگا تو میں تجھ کو اسقدر مال دونگی اور وحشی غلام تھا جبیر بن مطعم کا اُس نے ہندہ سے کہا کہ محمدؐ کے قتل کرنیکی تو میری قدرت نہیں ہے اور علیؑ سے مجھکو خوف ہے اور حضرت حمزہؓ کی طرف وہ گیا اور دیکھا کہ لوگوں کو وہ اپنے سامنے سے بھگاتے ہیں اور وحشی کمین گاہ میں جا بیٹھا اور حضرت حمزہ کو دیکھتا تھا کہ ناگاہ پانوں حضرت حمزہؓ کا پھسلا اور زمین پر وہ گر پڑے وحشی نے قابو پا کر کمینگاہ میں سے ایک خشت فولادی حضرت حمزہؓ کی طرف پھینکی کہ وہ ان کے پہلو میں

حال شہادت حضرت حمزہ علیہ السلام بجنگ احد

جا لگی اور دل کو توڑ کر نکل گئی اور وہ راہ خدا میں شہید ہوگئے اور وحشی بے رحم ان کے قریب آیا اور پیٹ ان کا چاک کر کے جگر ان کا نکالا اور ہندہ کے پاس لے گیا اور کہا کہ یہ جگر حمزہؓ کا ہے ہندہ نے وہ جگر وحشی سے لیکر اپنے منہ میں رکھا اور اسکو دانتوں سے چبایا تو وہ اسکے منہ میں مثل ہڈی کے سخت ہوگیا اسکو منہ سے نکال کر پھینکدیا خدا تعالےٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا کہ وہ اسکو اُٹھا کرلے گیا اور حضرت حمزہؓ کے پیٹ میں جس جگہ وہ تھا اُسی جگہ پھر اسکو رکھدیا اور ہندہ نے حضرت حمزہؓ کے نزدیک جا کر ان کا عضو تناسل اور کان اور ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے اور جناب رسولخدا کے پاس کوئی نہ رہا تھا مگر علی بن ابیطالب اور ابو دجانہ انصاری اور بعضی روایت میں سہل بن حنیف اور بعضی میں سماک بن خرشہ کو لکھا ہے کہ یہ بھی تھے اور آخر میں فقط علی ابن ابیطالب رہ گئے تھے اور سوائے ان کے کوئی حضرت کے پاس موجود اور ثابت قدم نہ رہا تھا اور جس وقت قوم کفار کی رسولخدا پر حملہ کرتی تھی حضرت فرماتے تھے کہ اے علی انکو دفع کر حضرت علیؑ ان کو تن تنہا قتل کرتے تھے اور متفرق کر دیتے تھے یہانتک لڑے جناب امیر کہ لڑتے لڑتے تلوار ان کی ٹوٹ گئی جناب رسول خداصلعم نے ذوالفقار ان کو عنایت کی اور جناب رسولخداصلعم کوہ احد کے نیچے کھڑے تھے اور اسطرف لڑائی ہورہی تھی اس قدر جناب امیر علیہ السلام اس جنگ میں لڑے کہ اُن کے سر پر اور منہ پر اور ہاتھوں پر اور پاؤں پر اور پیٹ پر زخم لگے اس اثنا میں جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت علیؑ کو لڑتا ہوا دیکھ کر جناب رسولخداصلعم سے عرض کی کہ یا رسولؐ خدا اس کو یاری اور شجاعت کہتے ہیں کہ جو علی کر رہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا کہ میں اُس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں تم دونوں سے ہوں اور حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب رسولخداصلعم نے جبرئیل کو دیکھا کہ مابین زمین و آسمان طلائی کرسی پر بیٹھے ہیں اور علیؑ کو لڑتا ہوا دیکھ کر کہتے ہیں کہ لافتیٰ اِلّا علی لاسیف اِلّا ذوالفقار اور جناب رسولخداصلعم بیٹھے تھے اور کفار حضرت پر پتھر برساتے تھے یہانتک کہ ابن وقاص ملعون نے حضرت کے لب و دندانِ مبارک پر ایک پتھر مارا کہ لب مبارک زخمی ہوئے اور چار دندان پیشین ٹوٹ گئے اور ابلیس ملعون نے آواز دی کہ محمد مارا گیا اور یہ خبر مدینہ میں پہنچی اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام پریشان ہوکر احد کو روانہ ہوئیں اور اسجگہ سے گذر ہوا کہ جہاں بہادر اور شجاع قوم کفار کے علیؑ کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے اور باقی سب مکہ کو بھاگ گئے تھے جس وقت حضرت فاطمہؑ جناب رسولخدا کے پاس پہنچیں تو چہرہ مبارک حضرت کا خون آلودہ دیکھ کر رونے لگیں حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ رونا نہیں چاہیے کہ خدائے تعالےٰ نے آج ہمکو کفار پر فتح دی ہے اور جو کچھ علیؑ کے ذمہ تھا وہ اُس نے ادا کیا اور حق تعالےٰ نے اشراف قریش کے اس کے ہاتھ سے قتل کروائے اور قیس بن سعد روایت کرتا ہے اپنے باپ سے وہ کہتا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کہتے تھے کہ جنگ احد میں سولہ زخم بہت سخت اور کاری مجھ کو لگے تھے کہ چار ضرب میں زمین پر میں گر پڑا ایک مرد خوش رو اور خوش بو میرے پاس آیا اور میری انگلی پکڑ کر مجھکو اس نے اُٹھایا اور کہا کہ دشمنان خدا کی لڑائی کی طرف متوجہ ہو کہ خدا اور رسولخدا تجھ سے راضی ہیں جناب رسولخداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور یہ حال بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ خدا تیری آنکھوں کو روشن رکھے جس نے تیرا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا تھا وہ جبرئیل تھا یہ سنکر نہایت قوت مجھ میں ہوگئی تب دونو ہاتھ سے کفار کو میں قتل کرتا تھا اور خدائے تعالیٰ کی تائید سے میں نے کفار پر فتح پائی اور منقول ہے کہ جس وقت دندان مبارک حضرت کے شہید ہوئے تو حضرت کے اصحاب میں سے بعضے آدمیوں نے عرض کی کہ یا رسولخدا ان کفار کے واسطے دعائے بد کرنی چاہیے کہ یہ جہنم واصل ہوں حضرت نے فرمایا کہ میں تو انکی ہدایت اور نجات کے واسطے آیا ہوں کہ ان کو ہدایت کر کے عذاب دوزخ سے رہائی دلواؤں دعائے بد ان کے واسطے کیونکر کروں اور اُحد کی لڑائی کے بیان میں خدائے تعالےٰ بدر کی فتح کو یاد دلاتا ہے کہ مومنین اسکو یاد کر کے خدا کا شکر ادا کریں اور جنگ احد کے زخموں کا اس کو مرہم بنائیں چنانچہ وہ یہ ہے کہ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ اور البتہ بتحقیق نصرت دی تمکو اے مومنین خدا نے بیچ جنگ بدر کے اور بدر ایک بستی ہے مابین مکہ اور مدینہ کے اور فتح دی تمکو اس وقت کہ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ جس وقت تم ذلیل اور خوار دکھلائی دیتے تھے دشمنوں کی نظروں میں اور تمہاری جنگ کو وہ شمار میں نہیں لاتے تھے اور انکی کثرت تھی کہ وہ ایک ہزار آدمی تھے اور تم تین سو تیرہ ہی تھے اور پھر خدائے تعالےٰ نے تمکو فتح دی فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم خدا سے اسکی نافرمانی کرنے میں اور دشمنوں کی کثرت کا اندیشہ مت کرو لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم

شکر کرو اس نصرت کا کہ جو تم کو کفار پر خدا کی جانب سے حاصل ہوا اور جنگ بدر میں بھی جو کہ شجاعت علیؑ نے کی تھی ایسی شجاعت کسی سے ظہور میں نہیں
آئی کہ دو تہائی کفار حضرت علیؑ نے قتل کئے تھے اور ایک تہائی باقی کے اصحاب نے اور جنگ بدر میں ملائکہ بھی مسلمانوں کی کمک کو آئے تھے چنانچہ
خدا فرماتا ہے کہ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ جس وقت کہ کہتا تھا تو واسطے مومنین کے یعنی خدائے تعالےٰ نے نصرت دی جنگ بدر میں جس وقت کہتا تھا تو اے
محمدؐ مومنین کو وقت گھبرانے انکے کے اپنی قلت سے اور دشمنوں کی کثرت سے کہ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ کیا نہیں کفایت کرتا ہے تمکو اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ
یہ کہ مدد کرے تمکو پروردگار تمہارا بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ساتھ تین ہزار کے فرشتوں میں سے کہ نازل کئے گئے
ہیں اور منزلین حال واقع ہوا ہے اور اسکی زا کو ابن عامر نے تشدید پڑھا ہے۔ اور منقول ہے کہ بدر کی لڑائی میں خدائے تعالےٰ نے مسلمانوں کی
مدد کو فرشتے نازل کئے تھے اور نشان ان کا یہ تھا کہ سفید عمامے اُنکے سر پر تھے اور شملے اُن کے پیچھے کو پڑے تھے اور کہتے ہیں کہ پہلے تو ایک ہزار
نازل ہوئے تھے اور بعد اُسکے انکو تین ہزار کر دیا اور بعد اُس کے پانچ ہزار کر دیئے اس حال کو خدائے تعالےٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے اے محمدؐ
نصرت اور مدد کی ہے اُس وقت کہ جس وقت تو مومنین کو مضطرب دیکھ کر کہتا تھا کیا تمکو کفایت نہیں کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ تمہاری مدد کرے تین ہزار
فرشتوں سے بَلٰٓى ہاں فرشتے تمہاری مدد کو خدا بھیجے گا اِنْ تَصْبِرُوْا اگر صبر کرو گے تم جنگ میں اور ثابت قدم رہوگے وَتَتَّقُوْا اور ڈرو گے
تم خدا سے اسکی مخالفت میں اور اسکے رسول کی مخالفت میں وَيَاْتُوْكُمْ اور آئیں گے تمہارے پاس دشمن مِّنْ فَوْرِهِمْ جلدی اپنے سے اسی وقت
یا غصہ اپنے سے اسی وقت اور اصل میں فور معنی میں جوش کرنے دیگ کے ہے اور پھر سرعت سے استعارہ کیا گیا ہے اور بعد اُس کے اطلاق کیا گیا ہے حال
کے معنی میں کہ جسمیں درنگ نہو اور ہذا مجرور المحل ہے اس واسطے کہ وہ فورہم کی صفت ہے اور حاصل اُس کا یہ ہے کہ اگر صبر کرو گے تم اور ثابت قدم رہو گے
تم اور فرمانبرداری خدا کی اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کرو گے تم اور آئیں اسی وقت تمہاری اوپر چڑھائی کر کے دشمن تمہارے بدون درنگ
الربع اور تاخیر کے تو هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ یہ کہ مدد کرے گا تمہاری پروردگار تمہارا ساتھ پانچ ہزار کے فرشتوں
سے وقت آنے دشمنوں کے مُسَوِّمِيْنَ جو وقت کہ نشان کرنے والے ہوں گے اپنے تئیں وہ فرشتے اور نشان اُنکے اُنکے تین ہزار کے ذکر
کی تفسیر میں بیان ہو گئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ گھوڑے اُن کے نشاندار ہوں گے کہ وہ ابلق گھوڑوں پر سوار ہو کے آئے تھے اور سرخ پشم
پیشانی اور دُم پر گھوڑوں کے باندھے تھے پہلے ایک ہزار فرشتے نازل ہوئے اور پھر تین ہزار ہو گئے اور پھر پانچ ہزار اور منقول ہے کہ اس روز حضرت علیؑ
نے چھتیس آدمی بہادر اور شجاع نامی کفار کے قتل کئے اور باقی آدمی کچھ تو اصحاب رسولؐ نے قتل کئے اور کچھ ملائکہ نے اور نصرت بدون نازل ہونے
فرشتوں کے بھی ممکن تھی اگر خدا چاہتا لیکن فرشتے واسطے تسلّی مومنین کے خدا تعالےٰ نے نازل کئے تھے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اور نہیں
کیا ہے اسکو خدا نے یعنی فرشتوں کے نازل کرنیکو نہیں کیا ہے اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ مگر خوشخبری واسطے تمہارے کہ جلدی فتح ہو جائے وَلِتَطْمَئِنَّ
قُلُوْبُكُمْ بِهٖ اور تاکہ مطمئن ہو جائیں دل تمہارے ساتھ اُس مدد کرنے ملائکہ کے اور خوف دشمنوں کا تمہارے دلوں سے جاتا رہے وَمَا
النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اور نہیں ہے نصرت مگر نزدیک خدا کے سے کہ غالب ہے صاحب حکمت جسکو چاہتا ہے اپنی حکمت سے
فتح دیتا ہے اور فتح اور نصرت آدمیوں کی کثرت پر موقوف نہیں ہے بلکہ خدا جسکو چاہتا ہے فتح دیتا ہے اور بدر کی لڑائی میں تمکو فتح دی۔
لِيَقْطَعَ تاکہ کاٹے اور قطع کرے اور نیست و نابود کرے طَرَفًا ایک ٹکڑے جماعت اشراف کو مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اُن لوگوں میں سے
کہ کافر ہوئے وہ اور اس طرح سے قطع کئے کہ بعضے ان میں سے مقتول اور بعضے اسیر ہوئے اور بعضے ذلیل و خوار ہو کر بھاگ گئے اَوْ يَكْبِتَهُمْ
یا خوار و ذلیل کرے انکو کہ اسیری کی خواری میں وہ گرفتار ہیں فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ پس پھریں وہ ناامید ہو کر شکست کامل ہو باقی ماندوں کو
اور خوار و ذلیل اور نگوں ہو کر بھاگ جائیں خائبین حال واقع ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت رسول خدا صلعم کے دندان مبارک جنگ احد میں شکستہ ہوئے
اور حضرت حمزہؑ شہید ہوئے تو حضرت کو بہت رنج ہوا اور چاہا کہ لوگوں کے کہنے سے کفار پر لعنت کریں خدا تعالےٰ نے منع فرمایا اور یہ آیت نازل کی

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ نہیں ہے واسطے تیرے اس امر سے کہ کچھ چیز یعنی تو جو کفار پر لعنت کرے اسمیں کچھ حکمت نہیں ہے کہ ان لوگوں میں سے
بھی ایمان لانے والے ہیں انپر لعنت نہ کرنی چاہئے اور پہلے اس سے ایک روایت بیان ہوئی ہے کہ رسولخدا نے خود نہیں چاہا کہ کفار پر لعنت کریں
ہر چند لوگوں نے لعنت کرنے کے واسطے کہا بلکہ فرمایا کہ میں تو ان کی نجات کے واسطے آیا ہوں نہ اس واسطے کہ ان کو عذاب میں گرفتار کراؤں اور اس
آیت کی تفسیر حضرت امام محمد باقرؑ سے اس طرح منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے چاہا کہ بعد میرے علیؑ خلیفہ ہو خدائے تعالے نے فرمایا کہ یہ امر تیرے اوپر
نہیں ہے بلکہ وہ امر ہم پر ہے اور ہم اسکو بعد تیرے خلیفہ کریں گے اور تو اسکو نہیں کر سکتا ہے ہم کریں گے تو ہو گا اور اب خدائے تعالے اپنے کلام میں
مومنین کے نصرت دینے میں بیان کر کے فرماتا ہے کہ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ یا توبہ قبول کرے خدا اوپر ان کافروں کے پہلے تو خدا نے فرمایا تھا کہ تمکو نصرت
دیجے اے مومنین تا کہ قطع اور نابود کرے خدا جماعت کفار کو خوار اور نگوں سار کرے اور اب فرماتا ہے کہ توبہ قبول کرے انکی اگر اسلام کو اختیار کریں وہ
اَوْ يُعَذِّبَهُمْ یا عذاب کرے ان کو اگر اپنے کفر پر اصرار کریں وہ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ پس تحقیق وہ ظلم کرنے والے ہیں اپنے نفسوں پر کہ کفر کو بھی
اختیار کر کے مستحق عذاب کے ہوتے ہیں اور اب خدائے تعالے اپنی قدرت اور مالکیت اور عدالت اور تفضل کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلِلّٰهِ
مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ اور خاص واسطے خدا کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے یعنی جو کچھ ہے وہ سب
اس کے دست قدرت میں ہے اور سب چیز کا وہ مالک اور خالق ہے يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ بخشتا ہے واسطے جس شخص کے چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے
وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ اور عذاب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے کافروں کو ان کے کفر سے اور مسلمانوں کو اپنے عدل سے وَاللّٰهُ غَفُورٌ اور خدا ع ۱۳
بخشنے والا ہے اپنے بندوں کو جس وقت ایمان لائیں وہ اور گناہوں سے توبہ کریں رَّحِيمٌ مہربان ہے کہ جلدی عذاب نہیں کرتا ہے اور اب سود کا
ذکر کرتا ہے اور اس کے کھانے سے منع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا
نہ کھاؤ تم سود کو أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً چند در چند سود در سود اور اضعاف مضاعفہ حال واقع ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے اور ابتدائے
اسلام میں لوگ اپنا مال سود پر دیتے تھے ایک مدت معین تک جس وقت کہ وہ مدت گزر جاتی تھی تو اصل اور سود کو ملا کر جمع کرتے تھے اور کل پر سود
مقرر کرتے تھے اور یہ مدت گزر جاتی تھی تو پھر اصل اور سود کو جمع کر کے سود کو بڑھاتے تھے اسی طرح چند در چند کرتے چلے جاتے تھے خدائے تعالے
ان کو منع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے اس کی نافرمانی میں اور سود کے کھانے میں لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ تا کہ تم رستگاری
پاؤ عذاب دوزخ سے اور تخصیص سود کے منع کرنے کی سب محرمات میں سے یہ ہے کہ یہ فعل لوگوں سے بہت واقع ہوتا تھا یہاں تک کہ اکثر معاملات ان
کے اسی طرح پر ہوتے تھے اور اسی واسطے منع کرنے کی زیادہ تاکید میں فرماتا ہے کہ وَاتَّقُوا اور ڈرو تم اے مومنین کفار کی متابعت میں سود کھانے
اور اس سبب سے باز رکھو تم اپنے تئیں النَّارَ الَّتِي اس آگ سے کہ جو کہ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ تیار کی گئی ہے واسطے کافروں کے وَأَطِيعُوا
اللّٰهَ اور فرمانبرداری کرو تم خدا کی جس چیز کا کہ وہ تمکو حکم کرے وَالرَّسُولَ اور پیغمبر کی جو کچھ کہ فرمائے لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ تا کہ تم رحم کئے
جاؤ اور عذاب سے رہائی پاؤ اور پہلے اس سے بھی خدائے تعالے سود کو منع کر چکا ہے سورۂ بقر میں اور اب پھر منع کیا اس واسطے کہ تا کہ سود بند
ہو جائے اور قرض حسن جاری ہو اور جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سود کھائے خدائے تعالے اس کے پیٹ کو آتش دوزخ سے
پر کرے گا بقدر اسکے کہ کھایا ہے سود کو اور اس سود سے کچھ مال کمایا ہے تو خدائے تعالے اسکے عمل کو قبول نہ کرے گا اور ہمیشہ وہ شخص خدا کی اور
فرشتوں کی لعنت میں ہے گا جبتک کہ سود میں سے اسکے پاس کچھ باقی ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ اور جلدی کرو تم
طرف بخشش کے یعنی بہت سرعت اور جلدی کرو تم طرف اس امر کے کہ موجب مغفرت کا ہے مِّن رَّبِّكُمْ پروردگار تمہاری کی جانب سے اور وہ
یہ ہے کہ اعمال نیک بجا لاؤ واجبات کو ادا کرتے رہو اور محرمات سے پرہیز کرو اور اخلاق کو اپنے درست کرو تا کہ تمہاری مغفرت ہو
اور غفلت میں نہ گزارو کہ معلوم نہیں موت کس وقت آ جائے اور اگر بدون اعمال نیک اور بے توبہ دنیا سے کوچ کرو گے تو باعث حسرت اور ندامت ہو گا اور اسو

کی ندامت کسی کام نہ آئے گی وَجَنَّةٍ اور جلدی کرو تم طرف بہشت کے یعنی اس عمل کرنے میں جلدی کرو کہ جو تمکو بہشت میں پہنچاوے وہ بہشت کہ
عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ چوڑائی اسکی مثل آسمانوں کے اور زمین کے ہے اور خدائے تعالیٰ نے بہشت کے عرض کو بیان کیا ہے اور طول کو کچھ
بیان نہیں کیا ہے اس واسطے کہ وہ آدمی کے فہم میں نہیں آتا اور منقول ہے کہ عرض بہشت کا مثل آسمانوں اور زمین کے اس طرح سے ہوگا کہ آسمانوں اور زمینوں
کے طبق آپس میں ملا دیں جیسے کہ پیاز کے چھلکے ہوتے ہیں اور وہ باہم ملکے جس قدر لمبے ہوں اسی قدر عرض بہشت کا ہوگا اور جناب رسولخدا صلعم
سے کسی نے دریافت کیا کہ جس وقت بہشت کا عرض مثل آسمانوں اور زمین کے ہوگا تو دوزخ کہاں ہوگا فرمایا کہ جس وقت رات آتی ہے تو دن کہاں
جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو مکان کہ مومن کے واسطے بہشت ہو وہ مکان کافر کے لئے دوزخ ہوسکتا ہے اور خدا قادر ہے بہشت کے دوزخ کرنے پر
جیسے کہ قادر ہے دن کی جگہ رات کرنے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ بہشت ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اور دوزخ ساتوں زمین کے نیچے ہے اور وہ
بہشت اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ تیار کیا گیا ہے واسطے پرہیزگاروں کے جو کہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ
پہنچو گے تم اس بہشت میں بدون تقوے کے اور متقیوں کے اوصاف خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ وہ لوگ ہیں کہ خرچ
کرتے ہیں وہ اپنے مالوں کو راہ خدا میں فِي السَّرَّاۗءِ بیچ آسانی کے کہ وہ حالت تونگری کی ہے وَالضَّرَّاۗءِ اور سختی کے کہ وہ حالت مفلسی کی ہے
یعنی اُن سے جو کچھ ہوسکتا ہے ہر حالت میں خرچ کرتے ہیں راہ خدا میں حالت آسودگی میں بھی اور حالت تنگدستی میں بھی اور جناب امیر المومنین نے
فرمایا ہے کہ سردار دنیا اور آخرت کے لوگوں کے سخی لوگ ہیں اور رسولخدا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ بہشت سخی لوگوں کے واسطے
ہے اور فرمایا کہ سخی نزدیک ہے خدا کے اور نزدیک ہے بہشت سے اور نزدیک ہے آدمیوں سے اور بخیل دور ہے خدا سے اور دور ہے بہشت سے اور دور ہے
آدمیوں سے اور بخل ایک درخت ہے دوزخ میں اور شاخیں اسکی دنیا میں لٹکتی ہیں جو کوئی انہیں لٹکے اسکو وہ دوزخ میں پہنچاوے وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ
اور کھانے والے غصہ کے ہیں وہ پرہیزگار اور متقی باوجود قدرت بدلا لینے کے اس شخص سے کہ جو غصہ میں لاوے اور کظم اصل میں بھری ہوئی مشک
کے منہ باندھنے کو کہتے ہیں اور کظیم حزن اور غصے سے بھرے ہوئے کو کہتے ہیں اور فرق درمیان غضب و غیظ کے یہ ہے کہ غضب ضد رضا کی
ہے اور وہ ارادہ عذاب کرنیکا ہے سرکش اور نافرمانبردار کو اور غیظ طبیعت کے ہیجان کو کہتے ہیں جسمیں ارادہ بدلا لینے کا نہو اور حدیث میں وارد ہوا ہے
کہ صاحب قوت وہ شخص نہیں ہے کہ لوگوں کو زمین پر دے مارے بلکہ صاحب قوت وہ ہے کہ جو اپنے نفس کا مالک ہو اور اپنے قابو میں اسکو رکھے اور وقت
غضب کے غصہ کو نوش کر جائے اور کوئی گھونٹ خدا کے نزدیک زیادہ دوست غصہ کے گھونٹ سے نہیں ہے یا صبر کرنا گناہ پر کہ وہ گھونٹ بھی نزدیک
خدا کے زیادہ دوست ہے اور جو کوئی غصہ کو پی جائے خدائے تعالیٰ حور العین کو اسکی زوجہ کریگا اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کھا جائے
غصہ کو اور اگر چاہے تو اس غصہ کو جاری بھی کرسکتا ہے لیکن ایسی صورتمیں غصہ کو کھالے تو خدائے تعالیٰ قیامت کے روز اسکے دل کو اپنی رضامندی
سے پُر کردیگا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ اور معاف کرنے والے ہیں آدمیوں سے وہ متقی لوگ اور اگر کوئی ان کی خطا کرے اور سزاوار عذاب دینے
کا ہو پس اُس آدمی سے وہ درگذر کرتے ہیں اور اپنا عوض اس سے نہیں لیتے اور کاظمین اور عافین دو صفتیں متقین کی ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ
قیامت کے روز ایک آواز کرنے والا آواز کرے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ کہ جن کا اجر بزرگ خدا پر ہے کہ جنھوں نے معاف کیا ہے اس شخص کو کہ
جس نے اسپر ظلم کیا ہے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ لازم ہے تمکو یہ کہ معاف کرو تم اس واسطے کہ معاف کرنا نہیں زیادہ کرتا ہے بندہ کو مگر عزت
پس معاف کرو تم آپس میں ایک شخص دوسرے شخص کو کہ خدا تمہاری عزت کو بڑھائیگا اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی کے ظلم کرنے کو معاف کرے
خدا اسکی عزت کو زیادہ کرے اور جو کوئی مال کے زیادہ ہونے کے واسطے سوائے خدا کے کسی آدمی سے سوال کرے خدا اسکی فقیری اور محتاجگی کو زیادہ
کرے اور جو کوئی کسی کو اپنے مال میں سے کچھ دیوے تو خدائے تعالیٰ اسکے مال میں برکت دے اور زیادہ کرے اور قیامت کے روز آواز کرنے والا
آواز کریگا کہ کہاں ہیں وہ لوگ کہ بڑا اجر ان کا خدا پر ہے جس کسی نے کہ ظالم کو ظلم اس کا معاف کردیا ہو اور اس سے درگذر کی ہو وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اور

توبہ و استغفار کے فوائد کا ذکر

نیکی کرنے والوں کو اور حدیث میں آیا ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں نے بہشت میں محل دیکھے کہ مرتبہ میں وہ بہت بلند تھے جبرئیل سے میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کے واسطے بنائے گئے ہیں کہا کہ واسطے غصہ کھانے والوں کے اور واسطے معاف کرنے والوں کے اور واسطے نیکی کرنے والوں کے اور روایت ہے کہ ایک لونڈی جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی کہ ان حضرت کا منہ دھولاتی تھی اور آفتابہ سے پانی منہ پر ڈالتی تھی کہ ناگاہ آفتابہ اس لونڈی کے ہاتھ سے چھوٹ کر حضرت سجاد کے سر پر گر پڑا کہ سر کو اُن حضرت کے زخمی کر دیا حضرت زین العابدین علیہ السلام نے سر اٹھا کر طرف اُسکے دیکھا لونڈی نے کہا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ الکاظمین الغیظ یہ سنکر فرمایا کہ غصہ میں نے اپنا نوش کیا پھر اس لونڈی نے کہا کہ والعافین عن الناس حضرت سجاد نے فرمایا کہ معاف کیا میں نے تجھ کو بعد اُس کے اس لونڈی نے کہا کہ واللہ یحب المحسنین حضرت سجاد نے یہ سنکر فرمایا کہ جا تو کہ میں نے واسطے رضامندی خدا کے تجھ کو آزاد کیا اور بعض تفاسیر اہل سنت میں یہ نقل حضرت امام حسن علیہ السلام کی لکھی ہے کہ وہ ہمراہ اشراف عرب کے دسترخوان پر بیٹھے ہوئے کھانا تناول فرماتے تھے غلام ان کا پیالہ طعام گرم کا لیکر آیا اور دہشت سے پاؤں اُسکا فرش کے کنارے پر پھسلا اور پیالہ طعام سمیت حضرت امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر اور چہرے پر گر پڑا اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے اسکی طرف دیکھا وہ غلام حیران ہوگیا اور ایک دفعہ ہی اس کی زبان پر جاری ہوا کہ الکاظمین الغیظ حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ غصہ اپنا میں نے نوش کیا پھر اس نے کہا کہ والعافین عن الناس حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو معاف کیا بعد اسکے اس نے کہا کہ واللہ یحب المحسنین حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا اور معاش بھی تیری میں نے اپنے ذمہ لی اور بعضی کتاب میں دیکھا گیا ہے کہ یہ نقل حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہے تعجب نہیں ہے کہ یہ امر تینوں بزرگوں سے ظہور میں آیا ہو اس واسطے کہ یہ تینوں بزرگوار مظہر العجائب والغرائب اور معدن علوم نبی تھے **وَالَّذِيْنَ** اور وہ لوگ ہیں وہ متقی کہ **اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً** جس وقت کریں وہ نالائق فعل مانند زنا کے اور مثل اس کے **اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ** یا ظلم کریں وہ نفسوں اپنے پر بسبب کرنے گناہوں کے کہ سوائے زنا کے ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد فاحشہ سے گناہان کبیرہ ہیں اور ظلم سے مراد گناہان صغیرہ پر اصرار کرنا ہے یعنی جس وقت گناہان کبیرہ اور صغیرہ کریں وہ تو **ذَكَرُوا اللّٰهَ** یاد کرتے ہیں وہ خدائے تعالیٰ کو اسی وقت اور نادم ہوتے ہیں **فَاسْتَغْفَرُوْا** اور بخشش چاہتے ہیں وہ خدائے تعالیٰ سے کہ **لِذُنُوْبِھِمْ** وقت واسطے گناہوں اپنے کے یعنی توبہ کریں گناہوں سے اور نادم ہوکر مصمم ارادہ کریں کہ پھر نہ کریں گے گناہ کو اور ایسا ہی ہو کہ پھر مرتکب گناہوں کے اس کے بعد نہوں **وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ** اور کون شخص ہے کہ بخشے گناہوں کو یعنی کوئی نہیں بخشتا ہے **اِلَّا اللّٰهُ** مگر خدا کہ وہی بخشتا ہے **وَلَمْ يُصِرُّوْا** اور نہ اصرار کریں وہ **عَلٰي مَا فَعَلُوْا** اوپر اس گناہ کے کہ کیا ہے اُنھوں نے کہ اسکو کرتے رہیں بلکہ گناہ کرکے پشیمان ہوتے ہیں **وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ** اور حال یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں اس گناہ کی قباحت کو اور اسکے عذاب الیم کو اور اعتقاد اس کا رکھتے ہیں اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک جماعت اصحاب رسولخدا نے آپسے بیان کیا کہ بنی اسرائیل ہم سے زیادہ بزرگ تھے خدا کے نزدیک اس واسطے کہ جو گناہ کہ وہ کرتے تھے اُن کے گھر کے دروازے پر لکھا جاتا تھا کہ اپنے اوپر عذاب کریں اور جس وقت کہ وہ کان اور ناک کاٹتے تھے تو کفارہ انکے گناہ کا ہوجاتا تھا اور خوف سے اسی عذاب کے پھر وہ گناہ نہ کرتے تھے اور ہمکو ایسی تنبیہ نہیں ہوتی تاکہ گناہوں سے ہم باز رہیں خدا نے یہ آیت نازل کی کہ تم بنی اسرائیل سے زیادہ بزرگ ہو میرے نزدیک اس واسطے کہ میں تمسے توبہ اور استغفار ہی پر راضی ہوگیا ہوں اور اسکو کفارہ تمہارے گناہوں کا کر دیا ہے اور وہ عذاب جو کہ بنی اسرائیل پر مقرر کیا تھا تم سے اس عذاب کو اٹھا لیا ہے اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی گناہ پر استغفار کرتا ہے اسنے اصرار نہیں کیا ہے اگرچہ ایکروز میں ستر بار گناہ کرے اور خوشا حال وہ بندہ کہ جس وقت اپنے نامہ اعمال کو کھولے تو نیچے ہر گناہ کے استغفار دیکھے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز صبح میں کہے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ خدا اسکے سات سو گناہان کبیرہ کو بخشے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ استغفار کرنے سے گناہان کبیرہ باقی نہیں رہتے اور اصرار کرنے سے صغیرہ کبیرہ ہوجاتے ہیں یعنی اگر گناہان صغیرہ

پر اصرار کرے تو وہ گناہان کبیرہ کے حکم میں ہوجاتے ہیں اور جو کوئی استغفار بہت کرے حق تعالے اسکو تمام غم اور اندوہ سے فرحت بخشے اور اسکو روزی پہنچائے اس جگہ سے کہ وہ گمان نہ کرتا ہو اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بہت استغفار کرے اُسکے نامہ اعمال کو جو آسمان پر لیجائیں تو وہ مثل ستارہ کے روشن ہو اور کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی تو شیطان نے غصہ ہو کر کہا کہ خداوندا قسم ہے تیرے عزت اور جلال کی جبتک کہ مجھسے ہوسکے گا اور میری قدرت ہے تیرے بندونکو گمراہ کروں گا میں حق تعالے نے فرمایا کہ قسم ہے مجھکو اپنی عزت کی جو بندہ کہ استغفار کرے گا میں اسکو بخشونگا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو ابلیس پہاڑ پر چڑھ کر باواز بلند اپنے گروہ کو پکارا سب نے حاضر ہو کر پوچھا کہ اے آقا ہمارے تو نے ہمکو کیوں طلب کیا ہے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ اسکی تدبیر کرنی چاہیے سواس خناس نے کہا کہ میں اسکی تدبیر کرونگا پوچھا کیونکر کہا کہ جسوقت کوئی گناہ کریگا تو اسکو استغفار کرنا بھلاؤنگا کہ بعد گناہ کرنیکے توبہ نکرے ابلیس نے کہا کہ تو اس کام کے سزاوار ہے اور قیامت تک ابلیس نے اسکو اس خدمت پر قائم رکھا اور فرماتا ہے خدا کہ أُولَٰئِكَ یہ لوگ متقی پرہیز کرنے والے کہ جنکے ایسے اوصاف ہیں جَزَاؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ جزا اُنکی بخشش ہے پروردگار انکی کی جانب سے وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ اور بہشتیں ہیں کہ جاری ہیں نیچے درختوں یا محلوں انکے نہریں خَالِدِينَ فِيهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ ان بہشتوں کے وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ اور اچھا ہے اجر عمل کرنیوالونکا کہ وہ مغفرت اور بہشت ہے اور ان آیتونکی تفسیر میں والذین اذا فعلوا فاحشة سے ونعم اجر العاملین تک تفسیر صافی میں عبدالرحمن بن غنم الدوسی سے اُسکی شان نزول میں روایت ہے اور خلاصہ اُسکا یہ ہے کہ ایک مرتبہ معاذ بن جبل جناب رسولخدا کے پاس روتے ہوئے آئے حضرتؐ نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے عرض کی کہ دروازے پر ایک جوان خوبصورت کھڑا روتا ہے اور چاہتا ہے کہ خدمت میں حضرت کی حاضر ہو فرمایا کہ بلاؤ معاذ اسکو حضرتؐ کی خدمت میں لے آئے اُسنے حضرت کو سلام کیا اور حضرت نے اسکو جواب سلام کا دیا اور فرمایا کہ تو کیوں روتا ہے کہا کہ مینے ایسا سخت گناہ کیا ہے کہ اگر اسمیں سے تھوڑے سے کا بھی خدا مواخذہ کرے تو مجھکو دوزخ میں ڈالدے اور میں ایسا جانتا ہوں کہ مجھکو خدا کبھی نہ بخشے گا حضرتؐ نے پوچھا کہ کیا تونے شرک کیا ہے کہا کہ معاذ اللہ شرک تو میں نے نہیں کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا تیرے گناہونکو بخشے گا اگرچہ مثل پہاڑ کے ہوں کہا کہ وہ گناہ پہاڑ سے بڑے ہیں فرمایا کہ خدا بخشدے گا اگرچہ مثل ساتوں زمین اور دریا اور ریت اور درختونکے ہوں اسنے عرض کی کہ میرے گناہ اس سے بھی بڑے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا تیرے گناہونکو بخشے گا اگرچہ مثل آسمانوں اور ستاروں اور عرش اور کرسی کے ہوں کہا کہ وہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں حضرت نے غصہ کی نظر سے اسکو دیکھا اور فرمایا کہ گناہ تیرا بڑا ہے یا پروردگار تیرا بڑا ہے یہ کلمہ سنکر وہ شخص سجدہ میں گر پڑا اور کہا کہ پاک ہے پروردگار میرا کہ اس سے کوئی چیز بڑی نہیں ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ بس گناہ بڑے کو خدا بڑا بخشتا ہے اُسنے کہا کہ نہیں یا رسولخدا وہ گناہ بہت ہی بڑا ہے حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے گناہ کو بیان تو کر کہ وہ کیا گناہ ہے کہا کہ میں قبر کو کھود کر کفن مردہ کا نکال لیتا تھا سات برس تک میں نے یہی کیا ایکمرتبہ ایک لڑکی ایک شخص کی انصار میں سے مرگئی اور لوگ اسکو دفن کرکے چلے آئے اور شبکو میں نے اسکی قبر پر جاکر اور اسکی قبر کو کھود کر اسکی لاش کو قبر سے نکالا اور سارا کفن اُسکا مینے اُسکے بدن سے اتار لیا اور اسکو برہنہ کرکے قبر کے کنارے پر ڈالدیا اور میں وہاں سے چند قدم پھرا تھا کہ شیطان نے میرے دلمیں وسوسہ ڈالا کہ یہ عورت کیا خوبصورت ہے یہانتک کہ بیش رہ سکا اور وہاں سے پھر واپس ہو کر اسکی قبر پر آیا اور اُس عورت سے مینے مجامعت کی اور اسکو اسی طرح قبر کے کنارے پر برہنہ چھوڑ کر میں نے شہر کو روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ ایک آواز پیچھے سے مینے سنی وہ عورت کہتی تھی کہ وائے تجھپر اے جوان کہ تو مجھکو مردوں کے لشکر میں اسطرح برہنہ چھوڑ کر چلا گیا کل کو جو خدا میرے اور تیرے درمیان حکم کرے گا تو کیا جواب دیگا کہ اسطرح تو مجھکو برہنہ چھوڑ کر چلا گیا کہ میں قیامت کے روز واسطے حساب کے ناپاک اٹھونگی اور افسوس ہے تیری جوانی پر کہ کل کو یہ جوانی تو دوزخمیں جلیگا یا رسول اللہ مجھکو گمان نہیں ہے کہ میں بہشت کی بو بھی سونگھوں آپ اس میں کیا فرماتے ہیں جناب رسولخدا نے فرمایا کہ الگ ہو تو مجھ سے اے بدکار اور میرے قریب سے دور ہو کہ تیرے ساتھ کہیں میں بھی آگ میں جلوں وہ جوان یہ سنکر اپنے گھر میں آیا اور تھوڑا سا توشہ اپنے ہمراہ لیکر ایک پہاڑ پر گیا اور چمڑا پہن لیا اور ہاتھونکو اپنی گردن میں باندھ لیا اور کہتا تھا کہ اے پروردگار میرے یہ بندہ تیرا بہلول آگے تیرے ہاتھونکو گردن میں باندھ کر کھڑا ہوا ہے اور تو مجھکو جانتا ہے کہ اب میں بہت نادم ہوں اور تیرے پیغمبر کے پاس توبہ کرنے گیا تھا اُنے بھی مجھکو جدا کیا ہی اور زیادہ خوف

دلایا ہے اے پروردگار بحق اسم بزرگ اپنے کے مجھ کو نا امید کر کے مت پھیر اسی طرح چالیس رات دن کہتا رہا اور اسی طرح گڑگڑا کر روتا تھا کہ اس کے حال پر درندے اور چرند روتے تھے اور چالیس روز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ خداوندا اگر تو نے دعا میری قبول کی ہو اور گناہ میرا بخشا ہے تو اپنے پیغمبر پر وحی بھیج اور اسکو میری دعا کے قبول ہونیکی خبر دے اور اگر میرے گناہ کو نہیں بخشا ہے تو یہیں دنیا میں تو مجھکو جیسا چاہے عذاب کر اور جلادے کہ قیامت کی رسوائی اور فضیحت سے نجات پاؤں خدا نے دعا اسکی قبول کی اور گناہ اسکا بخشا اور یہ آیت نازل ہوئی والذین اذا فعلوا فاحشۃ (الآیۃ) اور یہ آیت مع ترجمہ اوپر گذر گئی ہے اور جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا تبسم کرتے ہوئے اپنی دولتسرا سے باہر تشریف لائے اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کون مجھکو لے چلے اس جوان تائب کے پاس معاذ بن جبل نے عرض کی کہ یا رسول خدا مینے سنا ہے کہ وہ فلانی جگہ ہے جناب رسول خدا ہمراہ اصحاب کے اس پہاڑ پر تشریف لے گئے بہلول کو دیکھا کہ دو پتھر کے درمیان کھڑا ہے اور دونو ہاتھ اس کے گردن سے بندھے ہوئے ہیں اور رنگ اس کے چہرہ کا سیاہ ہو گیا ہے اور پلکیں روتے روتے آنکھوں پر سے جھڑ گئیں ہیں اور عاجزی اور توبہ کے کلمات اسکی زبان پر جاری ہیں اور خاک اپنے سر پر ڈالتا ہے اور درندوں نے اسکے گرد حلقہ باندھا ہے اور سر پر اسکے پرندے صف باندھے ہوئے ہیں اور اسکے رونے سے روتے ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے نزدیک گئے اور اس کے ہاتھ گردن سے کھولے اور اسکے سر پر سے خاک جھاڑی اور اسکو خوشخبری دی کہ اے بہلول تو آزاد کردہ خدا ہے آتش جہنم سے اور اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ گناہوں کا اس طرح تدارک کرنا چاہیے جیسا کہ بہلول نے کیا ہے اور اس آیت کو تلاوت فرمایا اور بہلول کو خوشخبری بہشت کی سنادی اور اب خدائے تعالےٰ بیان کرتا ہے کہ بخشنا نعمت کا نیکوں اور پرہیزگاروں کو اور نازل کرنا محنت اور مصیبت کا کافروں اور گنہگاروں کو عادت خدا کی ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ تحقیق گذرے ہیں پہلے تمسے سُنَنٌ طریقے اور وقائع بہت غم اور شادی کے اور محنت اور دولت کے کہ جاری کیے ہیں ہم نے پہلی امتوں پر موافق استحقاق کے فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ پس روانہ ہو تم بیچ زمین کے اور شہروں اور جنگلوں میں پھرو فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ پس دیکھو تم کہ کیونکر ہوا انجام جھٹلانے والوں کا پیغمبروں کو اور کفر کرنیوالوں کا مثل عاد اور ثمود اور قوم لوط اور ان کے شہروں کو دیکھو کہ ویران پڑے ہیں اور کیونکر زیر و زبر ہو گئے ہٰذَا یہ یعنی قرآن یا جو وقائع کہ پہلی امتوں کے گذرے ہیں بَيَانٌ لِلنَّاسِ دلیل روشن ہے واسطے امتوں کے یعنی رسول خدا صلعم کے زمانہ کے لوگوں کے واسطے جو کہ جھٹلاتے ہیں وَهُدًى اور رہنمائی کامل ہے وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ اور نصیحت ہے واسطے پرہیزگاروں کے اگرچہ نصیحت تو سب کے واسطے ہے لیکن پرہیزگار اور متقی جو اسکو قبول کرتے ہیں اور اس سے نصیحت پکڑتے ہیں اس واسطے ذکر کر کے انہیں انکو خاص کیا اور اب خدائے تعالےٰ پھر جنگ احد کا ذکر کرتا ہے اور مسلمانوں کو جو شکست ہوئی تھی انکو تسلی دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ اسروز رسول خدا صلعم نے کثرت اور دلیری کفار کی ملاحظہ کی تو خاطر اقدس میں یہ گذرا کہ ایسا ہو کہ کفار ہمکو جماعت قلیل اور حقیر دیکھ کر ہم پر حملہ کریں اور ہمکو ہلاک کریں حضرت کی اور جمیع مومنین کی تسلی کے واسطے یہ آیت نازل کی کہ وَلَا تَهِنُوا اور نہ سستی کرو تم جہاد میں وَلَا تَحْزَنُوا اور نہ غمگین ہو تم اس واسطے کہ تمکو زخم پہنچے ہیں وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ اور حال یہ ہے کہ تم زیادہ بلند ہو مرتبہ کے اعتبار سے اس واسطے کہ تم حق پر ہو اور وہ باطل پر ہیں تم بہشت میں جاؤ گے اور وہ دوزخ میں جائیں گے اور تم منصور اور غالب ہو گے إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ اگر ہو تم اعتقاد کرنے والے خدا کے وعدے کے اور اس کے باور کرنے والے کہ اس نے فرمایا ہے ان جندنا لھم الغالبون یعنی تحقیق لشکر ہمارا البتہ وہ غالب ہونیوالا ہے کفار پر اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت جنگ احد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تو حضرت رسالت پناہ صلعم نے ہاتھ دعا کے واسطے اٹھائے اور کہا کہ خداوندا اس شہر میں سوا اس گروہ مسلمانوں کے اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو تجھ کو یگانگی سے یاد کرے اور تیری پرستش کرے اگر یہ ہلاک ہو جائیں گے تو کوئی تجھ کو بوحدانیت یاد نہ کریگا اسوقت وہ آیت نازل ہوئی اور کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد سے مراجعت فرمائی اور اصحاب بھی جمع ہو گئے تو بعضے ان میں زخمی ہو کر آئے تھے عورتیں اور لڑکے ان کے روتے تھے حضرت یہ حال دیکھ کر دلتنگ ہوئے اور کہا کہ یا خدا تیرے رسول کے ساتھ ایسا کرتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی کہ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ اگر پہنچا ہے تمکو زخم اس لڑائی میں تو فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ پس تحقیق پہنچا ہے قوم کفار کو جنگ بدر میں

نصف اصطلاحی

قرح زخم مِّثْلُهٗ مانند اس کے کہ تمکو پہنچا ہے اور ان لوگوں کے زخم بہت کاری تھا اور انھوں نے باوجود ان زخموں کے لڑنے میں سستی نہیں کی ہے اور تم جو
رحمت خدا سے امیدرکھتے ہو زیادہ لائق ہو جہاد کرنے میں اور جد کے لڑنے پر حکم خدا تسلیم کر کے اس جہاد میں صبر کرو اور اہل کوفہ نے سوائے حفص کے قرح کو دو نو جگہ بضم
قاف پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح قاف اور کہتے ہیں کہ قرح بفتح قاف زخم کے معنی میں ہے اور بضم قاف الم کے معنی میں پس خدا فرماتا ہے کہ تم زخموں کے
ہونے سے نامردی مت کرو اور دستور ہے کہ لڑائی میں طرفین کے زخم لاحق ہوتے ہیں لیکن لڑنے میں سستی نہیں کرتے اور جس وقت کہ لڑائی کرنے سے مقصد
اعلیٰ اور سعادت ابدی ہو تو زخموں کو شمار میں نہیں لاتے ہیں وَتِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِۚ اور یہ دن ہیں کہ پھیرتے ہیں ان کو درمیان
آدمیوں کے کہ کبھی تو دولت اور عشرت ہے اور کبھی تنگی اور رنج ہے اور کبھی خوشحالی ہے اور کبھی پریشانی خاطر ہے تاکہ مومنین حرص نہ کریں دنیائے فانی کی
لذتوں کی اور آخرت کی طرف رغبت کریں کہ جو دائمی نعمتوں سے پُر ہے پس اس جہت سے ایام نصرت کو ہم درمیان تمہارے اور کفار کے پھیرتے ہیں اور یہ گردش
ایام کی ہے اس کا تمکو کچھ خیال نہ کرنا چاہیے اور انجام کو فتح تمہارے ہی واسطے ہے وَلِیَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور تاکہ جانے خدا ان لوگوں کو کہ
ایمان لائے ہیں یعنی تاکہ اس گردش ایام سے جانے خدائے تعالیٰ ظاہر کر کے جیسا کہ پہلے سے جانتا ہے کہ کون اس جہاد میں صبر کرتا ہے اور ثابت قدم رہتا
ہے اپنے ایمان کے خلوص سے وَیَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ اور تاکہ پکڑے تم میں سے گواہ ایک کو دوسرے کا کہ ہر ایک دوسرے کی گواہی دیوے کہ کون
جہاد میں ثابت قدم رہا ہے اور کون بھاگ گیا ہے اور یا یہ کہ تمکو مرتبہ شہادت کا عطا کرے مارے جانے کی جہت سے وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ اور خدا
نہیں دوست رکھتا ہے ظلم کرنے والوں کو اپنے نفسوں پر کہ جہاد میں سے بھاگ جاتے ہیں اور ثابت قدم نہیں رہتے ہیں اور یا یہ کہ ظاہر میں دعویٰ ایمان کرتے ہیں
اور باطن میں وہ کافر ہیں اور یا یہ جملہ معترضہ ہے کہ درمیان میں آگیا ہے واسطے تنبیہ کے اس امر پر کہ خدا حقیقت میں کفار کی نصرت نہیں کرتا ہے بلکہ ان کے
استدراج کے واسطے اور مومنین کی آزمائش کے واسطے دلوں کو پھیرتا ہے اور انجام میں کفار کے واسطے لگو نساری اور شکست ہے وَلِیُمَحِّصَ اللّٰهُ اور تاکہ
خالص کرے خدا یعنی اور گردش ایام کی اس واسطے کرتا ہے خدا تاکہ خالص اور پاکیزہ کرے گناہوں سے الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں اس
واسطے کہ مغلوب ہونا اور نازل ہونا بلاؤں کا کہ اس میں انواع اور اقسام کے رنج ہیں موجب ساقط ہونے گناہوں کا ہے اور تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ کون
مومن خالص ہے اور کون ایمان خالص نہیں رکھتا ہے وَیَمْحَقَ الْكٰفِرِیْنَ اور تاکہ نیست کرے اور گھٹائے کافروں کو اگر وہ مغلوب ہوں اور محق تھوڑا کم
ہونے کو کہتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ اَمْ حَسِبْتُمْ کیا گمان کیا ہے تمنے اے مومنین یہ ام منقطعہ ہے یعنی بلکہ کیا گمان کیا ہے تمنے اَنْ تَدْخُلُوا
الْجَنَّةَ یہ کہ داخل ہو تم بہشت میں ایسا کیونکر ہو سکتا ہے وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ اور حال یہ ہے کہ نہیں جانتا ہے خدا نے یہ لما نفی کا ہی شامل ہے کہ یعنی
ابھی ظہور اور وقوع میں آیا ہو نہیں جانتا ہے خدا نے الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ ان لوگوں کو کہ جہاد کیا ہے انھوں نے تم میں سے وَیَعْلَمَ
الصّٰبِرِیْنَ اور نہیں جانتا ہے صبر کرنے والوں کو جہاد پر یعنی اب تک تم نے جہاد نہیں کیا ہے تاکہ خدا اس جہاد کا واقعہ اور تمہارا اس جہاد میں
صبر کرنا کہ تم ثابت قدم رہے ہو جان لیتا بلکہ ابھی تک تو تم بھاگتے رہے ہو وَلَقَدْ كُنْتُمْ اور البتہ تحقیق تھے تم کہ ثواب ہی کے اشتیاق میں تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ
آرزو کرتے تھے تم موت کی دشمنوں کی لڑائی کے وسیلہ سے اور شہید ہونے کی راہ خدا میں تمنا کرتے تھے بعد جنگ بدر کے شہادت کا ثواب سنکر مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ
پہلے اس سے کہ ملاقات کرو تم اس سے تمکو یعنی اسباب موت کے دیکھنے سے پہلے کہ وہ ڈالتا ہے اپنے تئیں لڑائی کے خطرہ میں تم آرزومند تھے دشمنوں کی لڑائی میں کرتے تھے
ع ۱۴ ۵ فَقَدْ رَاَیْتُمُوْهُ پس تحقیق دیکھا تمنے اس موت کو یعنی اسباب موت کو دیکھ لیا تمنے وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور تم نظر کر رہے ہو کہ بھائی اور اقارب
اور یار تمہارے مُوئے ہوئے پڑے ہیں اور مقصود اس آیت سے ملامت کرنا مسلمانوں کا ہے کہ بعد جنگ بدر کے شہادت کے ثواب اور درجے سنے تو نہایت تمنا
کرتے تھے کہ ہم کسی طرح جہاد میں مارے جائیں اور جس وقت جنگ احد میں کفار سے مقابلہ ہوا تو جناب رسول خدا کو معرکہ جہاد میں تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اور کتب
تواریخ میں لکھا ہے کہ جس وقت رسول خدا نے اپنے سات سو آدمیوں کے مقابلہ میں تین ہزار یا پانچ ہزار کفار کی صف آراستہ کی اور عبد اللہ بن جبیر کو
جیسے کہ پہلے مذکور ہوا ہے درہ پر کوہ احد کے مع پچاس تیر انداز کے تعین کیا کہ دشمنوں کو درہ کی طرف آنے دیویں اور جناب امیر نے چار دلاوران کو قتل کیا اور مشرکین بھاگ گئے اور صحابہ

لوٹنے میں مشغول ہوئے اور درۂ کوہ کے متعین ہمراہی عبداللہ بن جبیر کے درہ کوہ چھوڑ کر لوٹ میں جا پڑے اور خالد بن ولید درہ کو خالی پا کر درہ سے باہر نکلا اور مسلمانوں پر اس نے پیچھے سے حملہ کیا اور بہت سے مسلمان قتل ہو گئے اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے اور مسلمان کافروں کے مقابلہ میں سے بھاگ گئے اور ابلیس نے آواز دی کہ محمد صلعم قتل ہو گیا اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے بہادری کر کے کفار کو مغلوب کیا اور شکست دی اور یہ سن کر اصحاب جو بھاگ گئے تھے پھر الٹے پھر چلے آئے اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ملامت کی کہ تم کس واسطے بھاگ گئے تھے صحابہ نے عذر کیا کہ ہم نے آپ کے قتل ہو جانے کی آواز سنی تھی اس واسطے پریشان ہو کر ہم بھاگ گئے تھے نہایت دہشت سے تو ان کو خدا تعالے اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اور نہیں ہے محمد اِلَّا رَسُوْلٌ مگر پیغمبر کہ آدمی ہے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ تحقیق کہ گذرے ہیں پہلے اس سے پیغمبر کہ مر گئے ہیں یا قتل ہو گئے ہیں اور یہ بھی ایک روز مرے گا اور ہمیشہ کو زندہ رہے گا کہ سوا ذات خدا کے کسی کو بقا نہیں ہے اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ کیا پس اگر مر جائے وہ پیغمبر اور یا قتل کیا جائے تو انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ پھر جاؤ گے تم اوپر پاشنوں اپنے کے سے اصحاب محمدؐ اور مرتد ہو جاؤ گے دین سے محمدؐ کے مرنے سے یا قتل ہونے سے وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ اور جو شخص کہ پھر جائے اوپر دونوں پاشنوں اپنے کے اور مرتد ہو جائے تو فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ پس ہرگز نہ ضرر دے گا وہ خدا کو اس پھر جانے سے شَيْئًا کچھ بلکہ ضرر اس کا ان کے نفس پر ہے جیسے کہ بعضے آدمی بعد رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتد ہو گئے اور بروز قیامت حوض کوثر سے ہانکے جائیں گے اور پھر دوزخ میں ڈالے جائیں گے وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ اور قریب ہے کہ جزا دے خدا شکر کرنیوالوں کو جو کہ اسکی نعمتوں کا شکر کرتے ہیں اور ایمان سے پھرتے نہیں ہیں اور بروز جنگ احد حضرت کے اصحاب میں سے بعضے کہتے تھے کہ محمدؐ قتل ہو گیا ہے تم اپنے پہلے دین پر پھر جاؤ اور بیضاوی میں لکھا ہے کہ وہ منافق تھے جن لوگوں نے ایسا کلمہ کہا تھا اور خدا تعالے سب کی طرف خطاب کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ کیا اگر محمد صلعم مر جائے یا قتل ہو جائے تو تم دین سے پھر جاؤ گے اور مرتد ہو جاؤ گے اور ایسا ہوا ہے کہ بعد رسولؐ کے بعضے آدمی اصحاب میں سے دین سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے چنانچہ صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ فرشتے حوض کوثر پر سے کچھ مردوں کو ہانکتے ہوئے دوزخ میں لیجائینگے میں کہونگا یہ تو میرے اصحاب ہیں ان کو کہاں لیجاتے ہو فرشتے کہیں گے کہ تو نہیں جانتا ہے کہ یہ بعد تیرے جس وقت سے کہ تو نے انتقال کیا ہے اسی وقت سے مرتد ہو گئے ہیں اور جامع الاصول میں لکھا ہے کہ جس وقت رسولخدا نے شہدائے احد سے کہا کہ انجام تمہارا بہت اچھا ہوا تو ابوبکر نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم بھی ان کے ہی بھائی ہیں اور ہمنے بھی مثل اُن کے جہاد کیا ہے اور ایمان لائے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں جانتا ہیں کہ تم بعد میرے کیا احداث کرو گے دین میں اور حضرت صادقؑ نے بھی فرمایا ہے کہ بعد رسولخدا کے حضرتؐ کے اصحاب میں سے بعضے آدمی مرتد ہو گئے تھے اور اس آیت میں خدا تعالے نے فرمایا کہ ما محمد الا رسول (الآیۃ) محمد رسول خدا صلعم کا نام ہے اور احمد و محمود بھی حضرت کا نام ہی اور محمد محمود سے زیادہ فصیح ہے اور احمد محمد سے زیادہ فصیح ہے اسی واسطے خدا نے قرآن شریف میں حضرت کو بنام محمد اور احمد یاد فرمایا ہے اور نام حضرت کا خدا کے نام سے مشتق ہے چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ انا المحمود وانت محمد یعنی میں محمود ہوں اور تو محمدؐ ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے کہ اگر اپنے فرزند کا نام محمد رکھو تو اسکی تعظیم کرو اور جس وقت وہ کسی مجلس میں آئے تو اسکو جگہ دو اور ترش روئی مت کرو اور اگر شوریٰ میں محمد نام کا کوئی شریک ہو تو سراسر اسمیں خیر ہوگی اور حضرت رسالت پناہ نے فرمایا ہے کہ جسکے چار پسر ہیں اور اُسنے ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھا ہو اُس نے مجھ پر جفا کی اور حضرت ابوالحسنؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جس گھر میں کوئی محمد یا احمد یا محمود یا علی یا حسن یا حسین یا جعفر یا طالب یا عبداللہ یا فاطمہ کے نام کا ہو تو اُس گھر میں درویشی ہرگز داخل نہ ہو اور اس سے پہلے خدائے تعالے نے جہاد سے بھاگنے والوں کو ملامت کیا تھا اور اب مومنین کو جہاد کی رغبت دلاتا ہے اور دلیر کرتا ہے کہ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اور نہیں لائق ہے واسطے کسی نفس کے اَنْ تَمُوْتَ یہ کہ مرے وہ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ مگر ساتھ حکم خدا کے کہ جس وقت وہ فرمائے تو ملک الموت روح کو قبض کرتا ہے اور یہ حکم لکھا ہوا ہے لوح محفوظ میں كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا لکھا معین کہ مقرر ہے وقت اس کا اور اسوقت سے پہلے اور پیچھے نہیں ہو سکتا ہے اور جبکہ یہ حال ہے تو مرنا جہاد کے سبب سے نہیں ہے بلکہ موافق حکم اس تحریر لوح محفوظ کے ہے پھر تم جہاد کرنے سے کیوں خوف کرتے ہو اور کتابا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا اور جو شخص کہ ادا کرے اور چاہے

ثواب دنیا کا جہاد کرنے سے نُؤْتِهٖ مِنْهَا دیں گے ہم اسکو دنیا میں سے جو کچھ کہ واسطے اس کے مقرر کیا گیا ہے اور ہماری مصلحت ہے لیکن آخرت میں اسکو
کچھ حصہ اور نصیب نہیں ہے یہ کنایہ ہے ان پچاس تیراندازوں کی طرف کہ واسطے طمع غنیمت اور لوٹ کے انھوں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر
عمل نکیا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ اور جو شخص کہ ارادہ کرتا ہے ثواب آخرت کا جہاد کرنے سے نُؤْتِهٖ مِنْهَا دیں گے ہم اسکو اس آخرت میں سے
کہ بہشت کی نعمتیں ہیں وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ اور قریب ہے کہ جزا دیں گے ہم شکر کرنے والوں کو جو کہ ہماری نعمتوں کا شکر کرتے ہیں اور ازانجملہ جہاد
بھی ایک نعمت ہے کہ موجب حصول نعمائے اُخروی ہے اور جناب امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنگ احد میں علیؑ کو ساٹھ زخم پہنچے تھے اور جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلیم اور ام عطیہ کو حکم دیا کہ ان زخموں کا علاج کرو انھوں نے کہا کہ ہم علاج کریں تو یہ ہوگا کہ اگر ایک جگہ اچھا ہوگا تو
دوسری جگہ سے پھٹ جائے گا ہم ان کا علاج نہیں کریں گے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع مسلمانوں کے عیادت کو علی علیہ السلام کی جایا کرتے تھے
اور وہ تمام ایک زخم ہوگیا تھا اور جناب رسولخدا صلعم اس زخم پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تحقیق اس مرد نے راہ خدا میں یہ زخم دیکھے ہیں اور وہ زخم حضرت
کے ہاتھ پھیرنے سے اچھا ہوجاتا تھا یہانتک کہ بالکل اچھا ہوگیا اور حضرت علیؑ نے شکر کیا اور کہا کہ الحمد للہ کہ میں جہاد میں سے بھاگا نہیں اور میں نے لڑائی میں سے
پیٹھ نہیں پھیری خدائے تعالٰے نے یہ دو آیتیں علیؑ کی شان میں نازل کیں وسیجزی اللہ الشاکرین وسنجزی الشاکرین وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ اور بہت سے
پیغمبر گذرے ہیں کہ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ کہ لڑے ہمراہ ان کے ہو کر عالم اور زاہد بہت فَمَا وَهَنُوْا پس سستی کی انھوں نے لِمَآ
اَصَابَهُمْ واسطے اس چیز کے یعنی واسطے اُن محنتوں اور رنجوں کے کہ پہنچے انکو فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے کفار سے جہاد کرنے میں وَمَا
ضَعُفُوْا اور نہ ضعیف اور ناتوان ہوتے وہ بہت لڑنے سے اور یا یہ کہ نہ سست ہوتے وہ دین میں وَمَا اسْتَكَانُوْا اور نہ عاجزی کی انھوں
نے دشمنوں کے روبرو بلکہ لڑائی میں ثابت قدم تھے اور بڑی مردانگی سے لڑتے تھے یہاں تک کہ فتح پاتے تھے وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝
اور خدائے تعالٰے دوست رکھتا ہے صبر کرنے والوں کو جہاد پر اور ابن کثیر نے کاین کو کائن پڑھا ہے کاعن کے وزن پر اور ابو جعفر نے ہمزہ کو لین
کے ساتھ پڑھا ہے اور اہل بصرہ اور ابن کثیر اور نافع نے قاتل کو قتل بضم قاف بغیر الف کے پڑھا ہے اور یہی قرات ابن عباسؓ کی ہے اور باقیوں نے
قاتل پڑھا ہے الف کے ساتھ اور وہ قرات ابن مسعود کی ہے اور کاین کی اصل ای تے ہے کاف تشبیہ کا اسپر داخل ہوگیا ہے اور کم خبریہ کے
معنی میں ہے اور من نبی میں من زائد ہے اور ربیون کہ بعضی علماء اتقیاء ہے منسوب ہے طرف ربہ کے اور ربہ جماعت کو کہتے ہیں اور استکانوا مشتق
سکون سے ہے وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اور نہ تھا قول ان علمائے زاہدین کا اِلَّآ اَنْ قَالُوْا مگر یہ کہ کہا انھوں نے کہ رَبَّنَا اغْفِرْ
لَنَا اے پروردگار ہمارے بخش تو واسطے ہمارے ذُنُوْبَنَا گناہوں ہمارے کو وَاِسْرَافَنَا اور حد سے گذرنے ہمارے کو فِيْٓ اَمْرِنَا
بیچ کام ہمارے کے کہ جو کچھ ہم سے زیادتی نافرمانبرداری تیری میں اور تقصیر تیری طاعت میں ہوئی ہے وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا اور ثابت رکھ تو قدموں
ہمارے کو وقت مقابلہ جنگ دشمنوں کے وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اور نصرت اور مدد کر تو ہماری اوپر قوم کافروں کے
فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ پس دیا اُن کو خدا نے اس دعا کی برکت سے اور استغفار اور صبر کی جہت سے ثَوَابَ الدُّنْيَا ثواب دنیا کا کہ دشمنوں پر ان کو فتح
ع ۱۵ دی اور پانا غنیمت کا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ اور دیا ان کو اچھا ثواب آخرت کا کہ وہ مغفرت اور نعمتیں بہشت کی ہیں وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ
اور خدا دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو جو کہ صبر کرتے ہیں شرع کی تکلیفوں پر اور کہتے ہیں کہ جس وقت مسلمان جنگ احد میں سے بھاگے تو
منافقوں نے کہا کہ جلد سے اپنے گھروں کو چلو اور اپنے اہل وعیال کی خبر لو اور اپنے دین کی طرف پھر جاؤ خدا نے اُن کے رد میں فرمایا کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اگر مانو گے کہنا تم ان لوگوں کا کہ کافر ہوئے ہیں يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ پھیر دیں
گے وہ تمکو اوپر پاشنوں ہمارے کے کہ تمکو مرتد اور کافر کر دیں گے فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ پس پھر جاؤ گے تم نقصان والے ہو کر دنیا اور آخرت میں
اور یہ کفار مددگار تمہارے نہیں ہیں بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ بلکہ خدا آقا اور مددگار تمہارا ہے نصرت کرنے والا تمہارا وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ اور وہ

بہتر مدد کرنیوالوں کا ہے یعنی سب مدد کرنے والوں سے وہ بہتر اور مدد کرنیوالا ہے اور کہتے ہیں کہ ابوسفیان نابکار جس وقت جنگ احد میں مع اپنے یاروں اور
ہمراہیوں کے مکہ کو بھاگا شکست کھاکر تو اپنے یاروں سے راہ میں کہا کہ ہم جو وہاں سے پھرے بڑی خطا ہوئی ہمسے اسواسطے کہ مسلمان تھوڑے سے آدمی تھے اور اکثر ان
میں زخمی تھے اور متفرق ہورہے تھے مناسب یہ ہے کہ الٹے پھر چلو اور ایک بار اُنپر ہجوم کرکے انکو قتل کریں سبنے ارادہ کیا کہ پھر چلو مدینہ کو خدائے تعالے نے
ان کے دلوں میں خوف ڈال دیا کہ وہ اُلٹے نہ پھر سکے اور جناب رسولخدا کو اس امر سے خبر دی چنانچہ فرماتا ہے کہ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا
قریب ہے کہ ڈالیں گے ہم بیچ دلوں ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا رعب کو بہ سبب اس کے کہ شریک کیا ہے انھوں بِاللَّهِ مَا لَمْ
يُنَزِّلْ ساتھ خدا کے اس چیز کو کہ نہیں نازل کیا ہے خدا نے بِهِ سُلْطَانًا ساتھ اسکے غلبہ کو اور دلیل کو تاکہ اُن کو اس میں عذر ہو وَمَأْوَاهُمُ
النَّارُ اور جگہ ان کی دوزخ ہے وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ اور بُری جگہ ہے ظلم کرنے والوں کی اپنے نفسوں پر کہ وہ دوزخ ہے اور کہتے ہیں کہ جسوقت
اصحاب رسولخدا صلعم کے مدینہ میں آئے تو آپسمیں کہنے لگے کہ ہمکو شکست کیوں ہوئی احد میں ہمسے تو خدا نے وعدہ نصرت کا کیا تھا اللہ تعالے نے ان کے جواب میں
فرمایا ہے کہ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ اور البتہ تحقیق راست کیا تم سے خدا نے وَعْدَهُ وعدے اپنے کو کہ فتح اور نصرت تمھاری بشرط صبر اور
پرہیزگاری اور متابعت پیغمبر کی تھی اگر تم صبر کرتے اور پیغمبر کی تابعداری کرتے تو فتح پاتے تمنے پیغمبر کے حکم کی مخالفت کی اسواسطے تمکو شکست ہوئی اور بعد اسکے
پھر جو ثابت قدم رہے تو تمھاری فتح ہوئی اور وعدہ نصرت اور فتح کا پورا ہوا اور پہلے اُن سے تمکو ہمنے فتح دی تھی إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ جسوقت کہ
قتل کرتے تھے تم ان کافروں کو ساتھ خواہش خدا کے اور اس کے توفیق اور لطف عطا کرنے سے اور یہ فتح اول تمکو دی تھی حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ یہاں تک کہ
جس وقت نامردی کی تم نے اور لڑنے میں سستی کی اور پہاڑ کے درہ کو چھوڑ کر غنیمت کے لوٹنے میں پڑ گئے اور جسوقت خالد نے پیچھے سے جاکر تمپر حملہ کیا تو تم بھاگ
گئے اور رسول تمکو پکارتا تھا کہ کہاں بھاگے جاتے ہو تم پیچھے پھر کر نہیں دیکھتے تھے وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ اور جھگڑا اور مخالفت کی تمنے بیچ امر لڑائی
کے کہ بعضوں نے تو پیغمبر کی متابعت کی مثل عبداللہ بن جبیر وغیرہ چند آدمیوں کے کہ وہ درکوہ کو چھوڑ کر نہ گئے اور اکثر نے پیغمبر کا کہنا نہ مانا اور درہ کو چھوڑ
کر غنیمت کے لوٹنے کے واسطے چلے گئے وَعَصَيْتُمْ اور نافرمانی کی تمنے خدا کی اور رسول کی کہ درہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ
پیچھے اس سے کہ دکھلایا خدا نے تمکو مَا تُحِبُّونَ اس چیز کو کہ دوست رکھتے تھے تم اور چاہتے تھے کہ یہ امر ہم کو نصیب ہو یعنی تمکو ہم نے پہلے فتح اور نصرت
دی اور کفار کو بھگا دیا اور اسی امر کو تم چاہتے تھے لیکن بعد اس کے تم پیغمبر کے کہنے پر نہ چلے مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا بعضے تم میں سے وہ ہیں
کہ چاہتے ہیں دنیا کو یعنی مال غنیمت کو کہ غنیمت کی طمع میں خدا اور رسول کی نافرمانبرداری کی وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ اور بعضے تم میں سے
وہ شخص ہیں کہ چاہتے ہیں آخرت کو کہ پیغمبر کی فرمانبرداری کی جہت سے درہ کو انھوں نے نہ چھوڑا مثل عبداللہ بن جبیر وغیرہ کے یہاں تک کہ خالد
کے ہاتھ سے وہ وہیں قتل ہوگئے ثُمَّ صَرَفَكُمْ پھیر دیا تمکو یعنی تمھارے موہنوں کو خدا نے پھیر دیا عَنْهُمْ ان کافروں سے بسبب نافرمانی تمھاری کے بعد
غلبہ کے تم بھاگ گئے اور تمھارے موہنوں کو اس واسطے پھیر دیا لِيَبْتَلِيَكُمْ تاکہ آزمائے تمکو یعنی بسبب باز رکھنے نصرت کے تمسے خدا معاملہ آزمانے والوں کا سا کرے
تاکہ عالم کے لوگوں پر ظاہر ہو کہ کون تم میں سے ایمان پر ثابت قدم رہتا ہے اور کون مصیبتوں پر صبر کرتا ہے اور کون تم میں سے ضعیف الایمان ہے وَلَقَدْ
عَفَا عَنْكُمْ اور البتہ تحقیق معاف کیا تمسے اس خطا کو بھاگنے کی سبب اپنے تفضل اور رحم کے اور نہ چاہا کہ بسبب مخالفت کے تم سب قتل ہو جاؤ وَاللَّهُ
ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اور خدا صاحب فضل کا ہے اوپر مومنوں کے خدا نے اس بھاگنے کی خطا کو معاف کیا ہے لیکن بعد اسکے جو بعضے مسلمان بھاگے
ہیں اس بھاگنے کا معاف کرنا ثابت نہیں ہے اور خدائے تعالے بعد اسکے بیان کرتا ہے حال بھاگنے والوں کا چنانچہ فرماتا ہے کہ إِذْ تُصْعِدُونَ یاد کرو
تم جسوقت کہ چلے جاتے تھے تم بھاگتے ہوئے زمین پر وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ اور نہیں مُڑکر دیکھتے تھے تم اوپر کسی کے اور ایسے بھاگے کہ پیچھے کو ہرگز پھر کر نہیں
دیکھتے تھے وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ اور پیغمبر پکارتا تھا تمکو فِي أُخْرَاكُمْ بیچ جماعت پچھلی تم بھاگنے والوں کی باواز بلند کہ کہاں بھاگے جاتے ہو ادھر آؤ کیونکہ میں
رسولخدا ہوں میری نافرمانی مت کرو فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ پس پہنچایا تمکو خدا نے غم کو ساتھ غم کے یعنی غم پر غم تمکو پہنچایا کہ قتل ہوئے تم اور زخمی ہوئے لِكَيْلَا

تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ تاکہ نہ غم کرو تم اوپر اس چیز کے کہ فوت ہوئی ہے تمسے یعنی غنیمت جو تم میں سے فوت ہوئی ہے اور تمہارے ہاتھ نہیں
آئی ہے اب بعد پہنچنے غم پر غم کے اس کا رنج وفکر کروگے اور راہ خدا میں محنت اور رنج اُٹھانیکی تمکو عادت ہوگی اور پیغمبر کے حکم کی تم مخالفت نہ کروگے اور
نہ رنج کروگے تم کسی مصیبت پر جو کہ تمکو پہنچے گی لیکن بعضوں نے پھر بھی پیغمبر کی مخالفت کی وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ اور نہ اوپر اسکے کہ مصیبت پہنچی ہے تمکو بھائیوں
کے قتل کر دینے کہ اسکا بھی تم رنج نہ کروگے اور نہ فائدہ کے جاتے رہنے سے اور ضرر کے پہنچنے سے تم رنج کروگے وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ اور خدا خبردار اور آگاہ ہے
بِمَا تَعْمَلُوْنَ تم ساتھ اس چیز کے کہ کروگے تم آئندہ کو فرماں برداری یا نا فرمانبرداری اور موافق اُسکے تمکو جزا دے گا ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا پھر نازل کیا اوپر تمہارے پیچھے غم سے امن کو کہ وہ اونگھ تھی اور امنۃً مفعول انزل کا ہے اور نعاسًا بدل ہے امنۃ
سے یعنی بعد غم اور اندوہ کے ہم نے تمپر اونگھ کو نازل کیا کہ وہ نہایت امن کی چیز ہے کہ جس وقت کو کمال راحت ہوتی ہے تو اسکو اونگھ اور نیند آتی ہے
يَّغْشٰى ڈھکتی تھی اور گھیرے تھی وہ نیند طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ایک گروہ کو تم میں سے کہ وہ حقیقی مومن تھے کہتے ہیں کہ جسوقت سخت نیند ہوئی تو باوجود سخت
ہونے اسروز کے غم کو ایسا خواب نے غلبہ کیا کہ بعضے کے ہاتھ میں سے تلوار گر پڑتی تھی تو اٹھا نہیں سکتے تھے اور اگر چاہتے تھے کہ اٹھاویں تو گر پڑتی تھی اور یہ
واسطے ان لوگوں کے تھی کہ جو مومن کامل تھے مثل علی ابن ابیطالب اور سہل بن حنیف وغیرہ کے جو بھاگے نہیں تھے کہ ان کے غم کے دور کرنے کو خدا نے نازل
کی تھی اور اب سبب اس کا یہ تھا کہ کفار نے وعدہ کیا تھا کہ ہم پھر آتے ہیں اُلٹے پھر کے تم سے لڑینگے اور مومنین لڑنے کے واسطے طیار ہو کر ڈھال کے نیچے بیٹھ
گئے خدا نے اُنپر نیند کو غالب کیا اور جو کہ منافق تھے وہ بسبب بداعتقادی کے خوف اور اضطراب میں تھے اور نیند انہیں نہ تھی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَطَآئِفَةٌ اور ایک
گروہ دوسرا کہ وہ منافق تھے قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ تحقیق کہ غم میں ڈالا اُن کو نفسوں انکے نے بسبب بیقراری اور سستی ایمان کے يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ گمان
کرتے تھے وہ ساتھ خدا کے غَيْرَ الْحَقِّ سوائے حق کے کہ وہ گمان اُن کا نالائق اور نا سزا تھا ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ گمان کرنا جاہلیت کا یعنی گمان کرنا
کفار کا سا کہ ہم محمد کی پوری ہو گی اور خدا نے جو وعدہ فتح کا کیا ہے وہ وقوع میں نہ آئے گا اور وہ بدگمانی یہ ہے کہ يَقُوْلُوْنَ کہتے تھے وہ منافق
وقت بھاگنے مسلمانوں کے انکار کی راہ سے کہ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ کیا ہے واسطے ہمارے امر فتح میں سے کوئی شے یعنی وہ منافق مسلمانوں کو
بھاگتے ہوئے دیکھ کر کہتے تھے کہ ہم جو طمع نصرت اور غلبہ کی رکھتے تھے اور محمد جو اس مقدمہ میں ہم سے وعدہ کرتا تھا کیا پورا ہو گا یعنی نہ ہو گا بلکہ کفار ہی مسلمانوں
پر غالب ہوں گے اور یا ہل نافیہ ہے یعنی نہیں ہے واسطے ہمارے امر فتح میں سے کچھ قُلْ کہہ تو اے محمد ان منافقوں کے جواب میں کہ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ
تحقیق کام سارے وہ خاص واسطے خدا کے ہیں جسکو چاہے نصرت دیوے اور جسکو چاہے شکست دیوے موافق مصلحت کے يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ چھپاتے ہیں
وہ منافق بیچ نفسوں اپنے کے مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ اس چیز کو کہ نہیں ظاہر کر سکتے وہ واسطے تیرے مسلمانوں کی تلوار کے خوف سے اور وہ مومنین کی کفر
ہے اور تجھ کو پیغمبر نہیں جانتے ہیں وہ يَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں وہ منافقین اپنے یاروں سے کہ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اگر ہوتا واسطے ہمارے
امر میں سے کچھ یعنی اگر فتح اور نصرت ہمارے نصیب میں ہوتی کہ جیسے کہ محمد وعدہ کرتا ہے تو مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا نہ قتل کیے جاتے ہم اس جگہ یعنی ہمارے
ہمراہی اسجگہ نہ مارے جاتے اور شکست ہمارے نصیب میں ہوتی قُلْ کہہ تو اے محمد اُن منافقین سے کہ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اگر ہوتے تم بیچ گھروں اپنے
کے اور ہمراہی ہمارے کیواسطے گھروں سے باہر نہ نکلتے تو لَبَرَزَ الَّذِيْنَ البتہ باہر نکلتے وہ لوگ تم میں سے کہ لوح محفوظ میں كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى
مَضَاجِعِهِمْ لکھا گیا ہے اوپر اُن کے مارا جانا طرف خوابگاہوں اپنے کے یعنی نکلتے وہ طرف قتل گاہوں انکی واسطے پہنچنے اجل کے اسواسطے کہ اجل سے
کچھ چارہ نہیں ہے وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ اور تاکہ آزمائے خدا یعنی اور یہ قتل اور شکست اور زخم اس واسطے واقع ہوا ہے کہ تاکہ خدائے تعالیٰ تمسے معاملہ آزمانے
والوں کا سا کرے کہ عالم کے لوگوں پر ظاہر ہو مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ جو کچھ بیچ سینوں تمہارے کے پوشیدہ ہے ایمان خالص یا نفاق اور کفر وَ
لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ اور تاکہ خالص اور پاک کرے اسکو کہ بیچ دلوں تمہارے کے ہے یعنی تمہارے اعتقاد کو وساوس شیطانی کی خالص کرے
النصف
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اور خدا جاننے والا اور عالم ہے ساتھ سینے کی باتوں کے اور دلونکی پوشیدگیوں کے اور اب اُحد کے بھاگنے والوں کا حال

بیان کرتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا تحقیق وہ لوگ کہ پیٹھ دی انھوں نے جہاد میں مِنكُمْ تم میں سے اور بھاگ گئے وہ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ جس دن کہ ملیں آپس میں دو جماعتیں مومنین اور کفار کی واسطے لڑائی کے جنگ احد کے روز إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ سوائے اسکے نہیں کہ ڈگایا تھا ان کو شیطان نے وسوسہ ڈال کر راہ حق سے اور سنہ انکے دشمنوں کے مقابلہ سے پھیر دئے بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا بسبب بعض اس چیز کے کہ کسب کیا تھا انھوں نے کہ شیطان کے بہکانے سے طمع مال غنیمت کی کر کے درہ سے باہر چلے گئے تھے واسطے لوٹنے مال کے وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ اور البتہ تحقیق معاف
ع ۱۶ کیا خدا نے انسے اس بھاگنے کو ان کے توبہ کرنے کی جہت سے إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ تحقیق کہ خدا بخشنے والا بردبار ہے کہ جلدی عذاب نہیں کرتا ہے تاکہ بندہ نادم ہو کر توبہ کرے اور اب خدائے تعالیٰ مومنین کو منع کرتا ہے کہ تم منافقین کی سی گفتگو نہ کرنا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا نہو تم مانند ان لوگوں کے کہ کفر کیا ہے انھوں نے یعنی منافقین کی مانند نہو تم کہ دلوں میں اپنے انھوں نے کفر کو پوشیدہ کیا ہے وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ اور کہا انھوں نے واسطے بھائیوں اپنے کے کہ وہ بھائی نسبتی ہیں یا دینی ہیں یعنی ان کے مقدمہ میں کہا کہ وہ مارے گئے تھے جہاد میں یا سفر میں وہ مر گئے تھے چنانچہ فرماتا ہے کہ وہ مر گئے تھے إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ جس وقت کہ چلے وہ بیچ زمین کے یعنی سفر کیا انھوں نے کسی کام کے واسطے أَوْ كَانُوا غُزًّى یا تھے وہ غازی جہاد کرنے والے غزی جمع غازی کی ہے یعنی تھے وہ جہاد کرنے والے اور مارے جاتے تھے پس اس دو طرح سے یہ جو بھائی منافقین کے مرتے تھے منافقین نے ان کے مقدمہ میں کہا کہ لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا اگر ہوتے وہ نزدیک ہمارے اور سفر یا جہاد میں نہ جاتے تو مَا مَاتُوا نہ مرتے وہ اس سفر میں وَمَا قُتِلُوا نہ قتل کئے جاتے وہ جہاد میں اور انجام ان کی ایسی گفتگو کا یہ ہے کہ لِيَجْعَلَ اللَّهُ تاکہ کرے خدا ذَلِكَ اس اعتقاد باطل کو حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ افسوس اور غم بیچ دلوں ان کے پس اے مومنین اس گفتگو میں تم مثل ان کے مت ہو اور ان کا سا اعتقاد مت رکھو کہ ان کی موافقت سے تمہارے واسطے بھی خدائے تعالیٰ اسکو بسبب افسوس اور رنج کا کرے وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ اور خدا زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے سب کو نہ سفر میں اور نہ گھر میں پڑے رہنا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مسافر کو جہاد کرنے والے کو زیادہ عمر دیتا ہے اور کبھی گھر میں بیٹھے کو جلدی موت دیتا ہے جو کرتا ہے خدا کرتا ہے ہر امر کا موثر وہی ہے وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم اے مومنین صبر اور ثابت قدم رہنا بَصِيرٌ دیکھنے والا ہے اور موافق اسکے تمکو جزا دے گا وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور البتہ اگر قتل کئے جاؤ تم بیچ راہ خدا کے کفار پر جہاد کر کے أَوْ مُتُّمْ یا مر جاؤ تم سفر میں یا حضر میں یعنی اپنے گھر میں خدائے تعالیٰ کی رضامندی میں تو لَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ البتہ بخشش خدا کی جانب سے اور رحمت اسکی خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ بہتر ہے اس چیز سے کہ جمع کرتے ہیں وہ کفار حفص نے یجمعون کو یا سے پڑھا ہے غائب کا صیغہ باقیوں نے تا سے پڑھا ہے یعنی بہتر ہے اس چیز سے کہ جمع کرتے ہو تم اے مومنین وَلَئِنْ مُتُّمْ اور البتہ اگر مر جاؤ تم اے مومنین خدا کی رضامندی میں أَوْ قُتِلْتُمْ یا قتل کئے جاؤ تم کفار سے لڑ کر تو لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ البتہ طرف خدا کے محشور ہو گے تم واسطے جزائے اعمال کے اور تمکو وہ اجر عظیم عطا کرے گا اور اب خدائے تعالیٰ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن خلق کہ احد کے بھاگنے والے مسلمانوں پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نرمی کی اور معاف کر دیا اور سختی ان پر نہ کی چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَبِمَا رَحْمَةٍ پس ساتھ رحمت اور بخشش کے کہ پہنچی ہے تجھ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنَ اللَّهِ جانب خدا سے لِنْتَ لَهُمْ نرمی کی تو نے واسطے ان کے یعنی احد کے بھاگنے والے مسلمانوں کے ساتھ تو نے نرمی کی کہ بعد ان کے واپس آنے کے تو نے ان کے ساتھ سختی نہ کی بلکہ مہربانی اور شفقت ہی تو نے اُنپر کی باوجود ایسے گناہ سخت کرنے کے کہ تجھ کو وہ دشمنوں میں اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور فبما رحمۃ میں ما زائد ہے وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا اور اگر ہوتا تو سخت بدخو اور سخت گو تو غَلِيظَ الْقَلْبِ سخت دل اور نامہربان تو لَانْفَضُّوا البتہ متفرق ہو جاتے وہ صحابہ تیرے مِنْ حَوْلِكَ گرد تیرے سے اور جس وقت کہ حال ایسا ہے تو فَاعْفُ عَنْهُمْ پس معاف کر تو ان سے کہ تیری تقصیر انھوں نے کی ہے اور تیرے حکم کے خلاف انھوں نے کیا ہے وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ اور بخشش چاہ تو واسطے ان کے مجھ سے کہ میرے کام میں انھوں نے بے پروائی کی ہے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ اور مشورہ کر تو ان سے

مشورہ کر تو اُن سے بیچ امر قابل مشورہ کے جیسے کہ جنگ کرنا اور یا کوئی اور امر مشورہ طلب ہو اور یہ حکم مشورہ کا اس واسطے ہوا کہ وہ خوشدل ہوں اور
طرف رسول خداصلعم کے ان کو الفت ہو اور ان کے قول کا اعتماد ہو اور تا کہ امت حضرت کی پیروی اس حکم کی کرے آپسمیں مشورہ کرتے رہیں اور تا کہ
لوگوں کی نظروں میں بزرگی صحابہ کی ظاہر ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ اس واسطے حکم مشورہ کا ان سے ہوا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ کون ان میں ناصح اور
درست رائے ہے اور یہ مشورہ امور دنیا میں ہے نہ حلال اور حرام میں پس اجتہاد اس سے ثابت نہو گا اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ کوئی تنہائی
وحشتناک اس سے زیادہ نہیں ہے کہ آدمی اپنی رائے کو بہت خوب جانے اور کوئی مددگار مشورے سے زیادہ معتمد نہیں ہے اور نہج البلاغہ میں جناب امیر
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس نے ہٹ کی اپنی رائے پر وہ ہلاک ہوا اور جس نے مشورہ کیا مردوں سے وہ انکی عقلوںمیں شریک ہوا اور مشورہ لینے میں عین
ہدایت ہے اور تحقیق خطرے میں پڑا وہ شخص کہ جس نے استغنا کیا اپنی رائے کے ساتھ اور دوسرونکی رائے سے بے پروائی کی اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہے اور مشورہ کر تو اپنے امر میں ان لوگوں سے کہ جو ڈرتے ہیں خدا سے فَاِذَا عَزَمْتَ پس جس وقت قصد کرے تو بعد مشورہ کے کسی کام کا
فَتَوَکَّلْ عَلَى اللّٰهِ پس توکل کر تو اوپر خدا کے کہ فقط مشورہ ہی پر اپنے کام کو نہ چھوڑ دینا چاہیئے کہ کام کا انجام دینے والا خدا ہے اس لئے اُسپر
توکل کرنا چاہیئے اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ بتحقیق کہ خدا دوست رکھتا ہے توکل کرنے والوں کو پس مدد انکی کرتا ہے اور طرف امر خیر کے اُن
کو ہدایت کرتا ہے اور جناب رسولخداصلعم نے فرمایا ہے کہ اگر توکل کرو تم جیسے کہ حق توکل کرنیکا ہے تو روزی دیئے جاؤ تم جس طرح سے کہ پرندے روزی
دیے جاتے ہیں کہ صبح کو بھوکے ہو کر باہر جاتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر اپنے آشیانونکی طرف پھرتے ہیں اور معانی الاخبار میں روایت ہی کہ ایکمرتبہ
جبرئیل رسولخدا کے پاس آئے حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل توکل کیا چیز ہے کہا کہ یقین کرنا اس کا کہ مخلوقات ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں
اور نہ دے سکتے ہیں اور نہ منع کر سکتے ہیں اور مایوس ہونا خلقت سے پس جس وقت بندہ ایسا ہو گا تو سوائے خدا کے کسی پر اعتماد نہ کریگا اور نہ امید
رکھے گا اور نہ خوف رکھے گا سوائے خدا کے کسی سے اور نہ طمع رکھے گا سوائے خدا کے کسی سے اور بعضے کہتے ہیں کہ علامت توکل کی تین چیزیں ہیں ایک تو یہ
کہ کسی آدمی سے سوال نہ کرے اور دوسرے یہ کہ اگر کوئی اس سے سوال کرے تو اسکو محروم نہ کرے اور تیسرے یہ کہ اسکے پاس کوئی شے ہو تو اسکو خزانہ میں
جمع نہ کرے اور بعضے توکل کی حقیقت میں بیان کرتے ہیں کہ اگر تیرے دست راست کی جانب درندے ہوں اور جانب چپ سانپ ہوں تو تیرے نفس میں کسی
طرح کا تغیر اور خوف نہو اور خدائے تعالے کی قضا اور قدر سے تو راضی ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ اعتماد کرے خدا پر اور اسکے غیر سے منقطع
ہو جائے اور جو کوئی توکل کرے خدا پر تو وہ ہر مقام میں اسکی مدد کرے گا اور منقول ہے کہ ایک شخص نے طرف خانہ کعبہ کے واسطے بجا لانے حج کے ہمراہ ایک
قافلہ کے ارادہ کیا خدا پر توکل کر کے بدون توشہ اور سواری کے کہ ایکروز ایک دوسرے شخص کو اس نے اپنے دست راست بیٹھا ہوا دیکھا کہ اسکے پاس
ایک توبرہ تھا اس نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں کا قصد رکھتا ہے کہا کہ میں بھی بیت اللہ کو جاتا ہوں اُسنے پوچھا کہ تیرا توشہ کہاں ہے اس شخص نے کہا
کہ خدا پر میں نے توکل کیا ہے اسنے کہا کہ تو نے بڑی غلطی کی اس واسطے کہ جس وقت تو نے ایک ایسے قافلہ کے ہمراہ سفر کیا کہ جس میں تونگر اور آسودہ آدمی ہیں تو
وہ البتہ تجھ کو کھانا اور پانی دیں گے اور یہ توکل نہیں ہے بلکہ توکل یہ ہے کہ تیرا دل کسی غیر سے متعلق نہو اور نہ غیر کا دل تجھ سے تعلق رکھتا ہو اور کہا کہ
دیکھ کہ میرے توبرے میں کیا ہے جو وقت نظر کی تو دیکھا کہ اس میں پتھر بھرے ہیں اور اُسنے کہا کہ پچاس برس سے میں اسی طرح سفر کرتا ہوں خدا پر توکل کر کے
اور توبرہ میرا پتھروں سے پُر رہتا ہے تا کہ گمان کریں نظر کرنے والے کہ اُسکے توبرے میں اسکا توشہ بھرا ہوا ہے کہ دل کسی کا میرے ساتھ متعلق نہو پس
جو شخص کہ توکل کرے گا خدا پر اسکا کھانا پینا خدا پر ہو گا اور بعد اسکے خدائے تعالے بیان کرتا ہے کہ نصرت اور فتح پانی دشمنوں پر کچھ آدمیوں کی کثرت پر
موقوف نہیں ہے بلکہ تعلق اس کا خدا سے ہے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ اگر نصرت دے تمکو خدا جیسے کہ
جنگ بدر میں دی تھی تو پس نہیں غالب ہے کوئی واسطے تمہارے کہ تمپر کوئی غلبہ کرے وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ اور اگر چھوڑ دے تمکو جیسا کہ جنگ احد میں
چھوڑ دیا تھا تو فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ پس کون شخص ہے وہ کہ نصرت کرے تمہاری بعد اس چھوڑ دینے کے وَعَلَى اللّٰهِ

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اوپر خدا ہی کے چاہیے کہ توکل کریں ایمان لانے والے یعنی اس کے فضل و کرم پر اور کہتے ہیں کہ کسی شخص نے اصحاب
میں سے رسولخدا سے عرض کی کہ مجھکو مال غنیمت میں سے اور لوگوں سے زیادہ دو اور بعضے کہتے ہیں کہ مال غنیمت بدر میں سے ایک چادر سرخ چوری
گئی تھی کسی نے اصحاب منافقین میں سے کہا کہ وہ چادر رسولِ خدا نے لی ہے اسکے جواب میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ
اور نہیں سزاوار ہے واسطے پیغمبر کے اور نہیں صحیح ہے اَنْ يَّغُلَّ یہ کہ خیانت کرے وہ مال غنیمت میں کہ کسی کو وہ حصہ سے زیادہ دیوے یا یہ کہ
مال غنیمت میں سے چوری کرکے خود واسطے اپنے کچھ لیوے وَمَنْ يَّغْلُلْ اور جو کوئی کہ خیانت کرے غنیمت میں تو يَاْتِ بِمَا غَلَّ لائے گا وہ
اس چیز کو کہ جس کی چوری کی ہے گردن میں ڈال کر يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ دن قیامت کے تاکہ اہل قیامت کے سامنے رسوا ہو اگرچہ ایک سوئی ہو۔
اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ چاہیے کہ دیکھوں میں قیامت کے روز تم میں سے کسی کے گلے میں اونٹ لٹکتا ہوا اور وہ اونٹ آواز کرتا ہو اور وہ
شخص کہے کہ یارسولخدا میری فریاد کو پہنچ میں کہوں گا کہ میں نے حکم خدا کا تجھ کو پہنچا دیا تھا تو نے نہ مانا آج کچھ فائدہ میں تجھکو نہ پہنچاؤنگا اس سے معلوم ہوا
کہ جو کوئی کچھ چیز چرائیگا تو وہ چیز اسکے گلے میں ڈالی جائے گی جس وقت وہ محشور ہو گا اور حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی کسی کی ایک بالشت
زمین دبا لیگا اور زبردستی سے غصب کرے گا تو وہ زمین قیامت کے روز اسکے گلے میں لٹکائی جائے گی اور منقول ہے کہ جنگ خیبر کے روز ایک شخص
اصحاب میں سے مر گیا لوگوں نے حضرت سے عرض کی کہ یارسول اللہ اسپر نماز جنازہ پڑھو فرمایا کہ تم اسپر نماز پڑھو لوگوں نے پوچھا کہ اس نے کیا گناہ کیا ہے
فرمایا کہ اسنے چوری کی تھی اسکے اسباب کی تلاشی لی تو تھوڑا سا مال غنیمت خیبر میں سے اسکے پاس پایا کہ اس نے وہ چرایا تھا اور وہ درہم کی بھی قیمت کا
نہ تھا ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ پھر پورا دیا جائے گا ہر نفس جو کچھ کہ کمایا ہے اُسنے نیکی یا بدی کو اور اسکی جزا اسکو قیامت کے روز ملیگی
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور وہ ظلم کئے جاینگے اس روز کہ ثواب فرمانبردار کا کم کیا جائے اور عذاب گنہگار کا زیادہ کیا جائے ایسا ہو گا اور کہتے
ہیں کہ جسوقت رسولخدا نے اصحاب سے فرمایا کہ تم لڑنے کے واسطے جاؤ تو بعضے منافقین نے حضرت کا کہنا نہ مانا اور ایک جماعت مومنین کی بھی انکی پیروی کرکے
اپنے گھروں میں بیٹھ رہی یہ آیت نازل ہوئی کہ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ کیا پس جو شخص کہ پیروی کرے رضامندی پیغمبر خدا کی متابعت میں
کہ پیغمبر کے کہنے پر چلے اور یا خود پیغمبر كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ مانند اس شخص کے ہے کہ پھر گیا ہے وہ شخص ساتھ ناراضامندی اور غصہ کے
خدا کی جانب سے بسبب گناہوں کے اور نہ کہا ماننے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ اور جگہہ اسکی دوزخ ہے وَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ اور بری جگہ ہے وہ دوزخ اور جن لوگوں نے کہ فرمانبرداری کی ہے پیغمبر اور مومن سے هُمْ وہ لوگ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ
درجوں والے ہیں نزدیک خدا کے درجات کا مضاف محذوف ہے اور تقدیر اسکی اہل درجات ہے یعنی صاحب درجوں کے ہیں وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ
بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور خدا دیکھنے والا ہے اور بینا ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم عبادت یا گناہ اور سب کو موافق عمل کے جزا دیگا اور بعد اسکے
پیغمبر کے بھیجنے کی نعمت کا ذکر کرتا ہے کہ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ البتہ تحقیق احسان کیا خدا نے اور بڑا انعام ہے خدا کا عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ
فِيْهِمْ اوپر مومنین کے جس وقت بھیجا اسنے بیچ ان کے رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ پیغمبر کو نفسوں اُنکے سے یعنی انہیں کی جنس سے کہ وہ آدمی ہے جیسے
کہ مومنین آدمی ہیں تاکہ اُنس پکڑیں وہ ان سے اور اسکے کلام کو سنیں اور اگر فرشتہ یا جن پیغمبر ہو کر آتا تو اس سے بھاگتے اور الفت نہ پکڑتے اور بعضے
کہتے ہیں کہ مراد نفسوں سے قوم ان کی ہے کہ وہ عرب ہیں تاکہ کلام کو اسکے بخوبی سمجھیں اور صدق اور امانت کو وہ خوب جانتے ہیں اور انکو معلوم ہو کہ یہ
پہلے سے لکھا پڑھا نہیں ہے اور ہر چند جناب رسولخدا کل آدمیوں پر پیغمبر ہو کر آئے ہیں لیکن مومنین کو ذکر میں خاص اسواسطے کیا ہے کہ فائدہ اسکے آنے سے
انکے واسطے ہی حاصل ہے کہ وہ ہدایت پاتے ہیں اور پیغمبر کا بھیجنا واسطے ہدایت کے خدا پر واجب ہے اور منت و احسان کرنا مومنین پر اس کے
بھیجنے کے وجوب کو دفع نہیں کرتا ہے اور نہ اس کے مخالف ہے جیسے کہ آدمی پر زکواۃ واجب ہوتی ہے اور جب کسی دوسرے کو دیتا ہے تو اسپر
اسکا احسان ہوتا ہے ایسے ہی خدائے تعالےٰ پر پیغمبر کا بھیجنا واجب ہے اور جس وقت اسکو بھیجا اور مومنین نے اس سے فائدہ حاصل کیا تو خدا نے

تعالےٰ کا ان پر احسان ہوا پس فرماتا ہے خدا کہ ہمنے انکے نفسوں میں سے پیغمبر کو بھیجا ہے کہ وہ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ پڑھتا ہے اوپر ان کے آیتیں
اسکی کہ جو قرآن میں ہیں وَيُزَكِّيْهِمْ اور پاک کرتا ہے وہ انکو بد اعتقادوں اور بد عملوں اور بد خلقوں اور خواہشوں بد نفسوں کے سے احکام شرع
کے وسیلہ سے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور سکھلاتا ہے وہ ان مومنین کو قرآن اور احکام شرع کے وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ اور تحقیق
کہ تھے وہ پہلے اس سے لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ البتہ بیچ گمراہی ظاہر کے کہ حق کو نہیں جانتے تھے اور نہ باطل سے کنارہ کشی کرتے تھے اور انکانوا
میں اِنْ مخففہ اِنَّ مثقلہ کا ہے دلالت کرتا ہے اسپر لام تاکید کا جو کہ لفی پر آیا ہے اور اب خدا تعالےٰ پھر جہاد کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اَوَ
لَمَّآ اَصَابَتْكُمْ کیا جس وقت پہنچی تمکو یعنی تمنے جو مخالفت کی ہے پیغمبر کی کیا پہنچی ہے تمکو مُّصِيْبَةٌ کوئی مصیبت اور بلا جنگ احد میں مثل قتل
اور زخم کے قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا حال یہ ہے کہ تحقیق پہنچائی تھی مصیبت تم نے دو برابر اس مصیبت کی کفار کو جنگ بدر میں یعنی جنگ احد میں
ستر مسلمان قتل ہوئے تھے اور جنگ بدر میں مسلمانوں نے ستر کفار تو قتل کئے تھے اور ستر کفار کو اسیر کیا تھا اس واسطے خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم نے
اپنے سے دوگنی مصیبت کفار کو پہنچائی ہے اور باوجود اس کے حال یہ ہے کہ قُلْتُمْ کہا تمنے جزع اور فزع سے بیقرار ہو کر کہ اَنّٰى هٰذَا
کہاں سے ہے یہ شکست یعنی یہ شکست ہمکو کہاں سے پہنچی ہم تو مسلمان ہیں اور ہم میں پیغمبر ہے اور ہم سے خدا نے وعدہ نصرت اور فتح کا کیا ہے قُلْ کہہ
تو اے محمد ان لوگوں کے جواب میں کہ هُوَ وہ شکست اور مصیبت جو تمکو پہنچی ہے مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ نزدیک نفسوں تمہارے سے ہے
تمہارے نفسوں کی شامت سے کہ وعدہ نصرت کا بشرط متابعت رسول تھا اور تمنے متابعت انکی نہ کی اور جہاد میں ثابت قدم نہ رہے اور پہاڑ کے
درہ کو چھوڑ کر مال غنیمت کی طمع میں چلے گئے مال کے لوٹنے کے واسطے اسلئے خدا نے تمکو شکست پہنچائی اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ تحقیق کہ خدا
اوپر ہر چیز کے مثل فتح اور غنیمت اور قتل اور شکست کے قَدِيْرٌ قدرت رکھنے والا ہے اگر وہ چاہتا تمکو شکست نہوتی لیکن تمنے جو مخالفت کی اس
واسطے تمکو شکست دلوائی وَمَآ اَصَابَكُمْ اور جو کچھ پہنچا ہے تمکو مثل قتل اور زخم اور شکست کے يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ بیچ اس دن کے کہ ملیں
دو جماعتیں مومنین اور کفار کی آپس میں یعنی جسدن لشکر ابوسفیان نے لشکر مومنین سے مقابلہ کیا تو فَبِاِذْنِ اللّٰهِ پس یعنی ساتھ اذن خدا کے
یعنی ساتھ علم خدا کے تھا کہ خدا تعالےٰ اپنے علم سے جانتا تھا کہ تمکو شکست ہوگی وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور تاکہ جانے مومنین کو کہ یہ ایمان
پر قائم رہے ہیں وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا اور تاکہ جانے ان لوگوں کو کہ نفاق کیا ہے انہوں نے یعنی شکست اسواسطے ہوئی کہ مومن
اور منافق میں تمیز اور فرق ہو جائے اور لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ کون مومن ہے اور کون منافق ہے وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اور کہا گیا واسطے
ان منافقوں کے کہ آؤ تم اور لڑائی سے مت پھرو کہ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لڑو تم بیچ راہ خدا کے اَوِ ادْفَعُوْا یا دفع کرو تم مشرکوں
کو کہ قصد قتل اور غارت مدینہ کا رکھتے ہیں مقصود اس سے یہ ہے کہ یا تو آخرت کے فائدہ کے واسطے اور دنیا کے نفع کے واسطے ان کو اپنے
سے اور اپنے اہل عیال سے دفع کرو اور کہتے ہیں کہ یہ قول عبد اللہ بن عمر انصاری کا ہے کہ جس وقت ابن ابی مع تین سو منافقین کے
پھر گیا تھا تو انہیں اسنے باواز بلند کہا تھا کہ آؤ تم اور مخالفت مت کرو تم اسکے جواب میں قَالُوْا کہا انہوں نے ہنسی سے کہ لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا اگر جانتے ہم لڑنا اور
لڑائی کے فن ہمکو معلوم ہوتے تو لَّاتَّبَعْنٰكُمْ البتہ پیروی کرتے ہم تمہاری اور تمہارے ہمراہ ہو کر ہم کافروں سے لڑتے لیکن ہم لڑنا نہیں جانتے ہیں هُمْ
وہ منافقین لِلْكُفْرِ واسطے کفر کے يَوْمَئِذٍ اس روز کہ جسروز یہ سخن کہا تھا اَقْرَبُ نزدیک زیادہ ہیں مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ان منافقین سے واسطے
ایمان کے یعنی وہ منافقین بنسبت یہ ایمان کفر کی طرف زیادہ ہیں کہ ایمان تو انکا فقط زبانی ہے اور دل میں وہ کافر ہیں اور یا یہ معنی ہیں کہ وہ منافقین
اس روز کفار کی طرف زیادہ نزدیک تھے مدد دینے میں مومنین سے يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ کہتے ہیں وہ منافقین ساتھ
مونہوں اپنے کے وہ چیز کہ نہیں ہے بیچ دلوں انکے کے اور دل انکے موافق انکی زبانوں کے نہیں ہیں اس امر میں کہ وہ کہتے ہیں کہ طریقے لڑائی کے
ہم نہیں جانتے ہیں وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور خدا زیادہ جاننے والا ہے اور زیادہ عالم ہے بِمَا يَكْتُمُوْنَ ساتھ اس چیز کے کہ پوشیدہ رکھتے ہیں وہ منافق عداوت

ورمکر ونفاق کو اَلَّذِیْنَ وہ لوگ ہیں منافقین کہ قَالُوْا لِاِخْوَانِہِمْ کہا اُنھوں نے واسطے بھائیوں اپنے کے یعنی اپنی مثلوں کے حق میں کہا
جو کہ احد میں مارے گئے اور کہا اُنھوں نے اس وقت میں کہ وَقَعَدُوْا جس وقت بیٹھ رہے تھے وہ اپنے گھروں میں یہ کہا کہ لَوْ اَطَاعُوْنَا اگر
فرمانبرداری کرتے وہ ہماری اور ہمارا کہنا مان کر لڑنے کو نجاتے تو مَا قُتِلُوْا نہ مارے جاتے وہ جیسے کہ ہم نہیں مارے گئے ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان
منافقین سے کہ اگر موت تمہارے اختیار میں ہے تو فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِکُمُ الْمَوْتَ پس دفع کرو تم نفسوں اپنے سے موت کو اور موت کو کبھی
اپنے پاس نہ آنے دو اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم راست گو کہ جہاد میں نہ جانا موت کو دفع کرتا ہے اور اب خدائے تعالےٰ بیان کرتا ہے مرتبہ
ان لوگوں کا کہ جو جنگ بدر اور جنگ احد میں اور سوائے اسکے جو راہ خدا میں مارے گئے ہیں اور شہید ہوئے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ
اور نگمان کر تو اے محمد صلعم الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ان لوگوں کو کہ مارے گئے ہیں بیچ راہ خدا کے اَمْوَاتًا مردے یعنی ان کو مُردے
مت گمان کرو بَلْ اَحْیَآءٌ بلکہ زندہ ہیں وہ عِنْدَ رَبِّہِمْ نزدیک پروردگار اپنے کے اور یہ بدن جو اُنکے دنیا میں ہیں ان بدنوں کی مثل ان کے
واسطے اور بدن ہوجاتے ہیں اور ان بدنوں سے یُرْزَقُوْنَ روزی دیے جاتے ہیں وہ بہشت کے میووں سے فَرِحِیْنَ جس وقت کہ خوش
ہونے والے ہوں گے بِمَآ اٰتٰىہُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ساتھ اُس چیز کے کہ دیا ہے ان کو خدا نے فضل اپنے سے کہ وہ خوشنودی اور رضامندی
خدا کی ہے کہ سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِہِمْ مِّنْ خَلْفِہِمْ اور خوش ہوتے ہیں وہ ساتھ
خبر ان لوگوں کے کہ نہیں پہنچے ہیں وہ پیچھے ان کے سے یعنی ملائکہ جو ان کو خبر دیتے ہیں کہ تمہارے برادران ایمانی کہ ابھی تمہارے پاس نہیں پہنچے
ہیں پیچھے ان کو کسی طرح کا رنج اور غم نہیں ہے اور وہ بھی شہادت پاکر یا عبادت اور جہاد کی برکت سے تمہارے پاس آنے والے ہیں اور تمہاری
مانند درجہ پانے والے ہیں تو یہ خوش خبری سنکر وہ شہدا خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے برادران ایمانی کو کسی طرح کا رنج وغم نہیں ہے اور وہ بھی ہمارے
پاس آنے والے ہیں اور مطلع ہو گئے ہیں وہ شہدا اپنے برادران ایمانی کے حال سے اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ یہ کہ نہیں خوف ہے اوپر ان کے اولاد
کی طرف سے کہ پیچھے اپنے چھوڑیں گے اس واسطے کہ خدا کارساز ان کا ہے وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ اور نہ غمگین ہوں گے اپنے مالوں کے چھوڑنے
سے کہ خدائے تعالےٰ اُن کو بہشت میں بہت کچھ دیوے گا و الاخوف مجرور ہے ہاے جارہ سے کہ جو الذین پر آئی ہے اور ان لاخوف بدل ہے
الذین سے یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰہِ خوش ہوتے ہیں وہ شہدا ساتھ اس نعمت کے کہ پہنچی ہے جانب خدا سے اُن کے عمل کے عوض
میں ان کو وَفَضْلٍ اور بہ سبب فضل اور زیادتی نعمت کے خدا کی طرف سے اور فضل کا عطف نعمت پہ ہے وَّاَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ
الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اور تحقیق خدا نہیں ضائع کرتا ہے اجر مومنوں کے جو کہ ایمان لائے ہیں خدا پر اور پیغمبر پر اور کسائی نے اَنّ کی ہمزہ ع ۱۷/۸
کو مکسور پڑھا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک شخص جناب رسول خدا کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں جہاد سے
رغبت رکھتا ہوں فرمایا کہ تو راہ خدا میں جہاد کر اگر تو قتل کیا جائے گا تو خدا کے نزدیک زندہ ہوگا اور روزی پائیگا اور اگر مر جائے گا
تو اجر تیرا خدا پر ہے اور اگر زندہ رہا تو گناہوں سے نکل جائے گا اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ کوئی قطرہ خدا کے نزدیک زیادہ دوست اُس
قطرہ سے نہیں ہے کہ جو راہ خدا میں قطرہ خون کا گرتا ہے اور امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جس وقت
مومن جہاد کے واسطے طیار ہوتا ہے تو خدا تعالےٰ بیزاری آتش دوزخ سے اُس کے واسطے لکھتا ہے اور ستر ہزار فرشتے پر اپنے بچھاتے ہیں اور
خوشخبری بہشت کی اسکو دیتے ہیں اور جس وقت آواز اسکی اُسکے کان میں پہنچی تو جو ضرب کہ اس پر واقع ہو وہ اسکو بہتر جانتا ہے آب سرد کے پینے سے
ہوائے گرم میں اور جس وقت گھوڑے کی پشت سے نیچے گرے تو ہنوز زمین پر نہ پہنچے کہ حور العین اسکے سر کو اپنے دامن میں لیوے اور اسکو بہشت کی نعمتوں
کی خوشخبری دیوے اور ستر محل بہشت کے محلوں میں سے اسکو دیویں اور نور اس کے محل کا اس قدر روشن ہو کہ مشرق سے مغرب تک اُس سے پر ہو جائے اور ہر
محل کے ستر در ہوں سونے کے اور ہر در پر طلائی پردہ لٹکتا ہو اور ہر محل میں ستر خیمہ ہوں اور ہر خیمہ میں ستر تخت طلائی ہوں کہ پائے انکے زبرجد کے ہوں اور ہر تخت

پر ستر فرش ہوں اور ہر فرش چالیس ہاتھ کا ہو اور ہر فرش پر ایک حور بیٹھی ہو حور العینوں میں سے کہ وہ زوجہ اسکی ہو اور ہر حور کے واسطے ستر کنیزیں ہوں اور ستر ہزار غلام ہوں کہ جن کے چہرے مثل ماہ کے روشن ہوں اور ہر ایک کے ہاتھ میں ظروف شراب کے ہوں قسم ہے اس خدا کی کہ جس کے قبضہ میں جان محمدؐ کی ہے کہ شہیدوں کو میدان حشر میں اس دبدبہ اور شوکت سے لائیں گے کہ اگر انبیا راہ میں ملیں تو سب پیادہ ہو جائیں اُن کے واسطے اور وہ تختوں پر جا کر بیٹھیں اور ستر ہزار کے قریبوں اور ہمسایوں میں سے شفاعت کریں اور روایت ہے کہ جس وقت رسول خدا جنگ احد کو فتح کر کے مدینہ میں داخل ہوئے تو جبرئیل نازل ہوئے اور حکم لائے کہ خدا فرماتا ہے کہ تو ابوسفیان کے پیچھے جا اور وہ مع باقی ماندوں کے مکہ کو بھاگ کر چلا گیا تھا اور جبرئیل نے حضرتؐ سے کہا کہ تیرے ہمراہ زخمی آدمی جائیں حضرتؐ نے مہاجرین و انصار کو حکم دیا کہ جو کوئی تم میں سے زخمی ہے وہ ہمراہ چلے اور بے زخم کا آدمی ہمراہ نہ چلے بیچارے زخمی حضرت کے ہمراہ ہوئے اور حمرآء الاسد پر جا کر اترے اور قریش بھاگے ہوئے روحا پر ٹھیرے ہوئے تھے اور ارادہ اُن کا یہ تھا کہ مدینہ کو الٹے پھر چلیں اور مسلمانوں کو قتل کریں ایک شخص مدینہ سے آتا تھا اس سے خبر پوچھی تو اس نے کہا کہ محمدؐ اور اس کے اصحاب حمرآء الاسد پر ٹھیرے ہوئے ہیں اور تمہارا ارادہ رکھتے ہیں ابوسفیان اور خالد بن ولید وغیرہ کفار کے دل میں یہ بات سنکر رعب پڑ گیا ایک شخص نعیم بن مسعود اشجعی مدینہ کو جاتا تھا ابوسفیان نے اس سے کہا کہ تو حمرا الاسد کو ہوتا ہوا جا اور محمدؐ کے اصحاب سے ملاقات کر کے بیان کر کہ قریش کے ہمراہ بہت بڑا لشکر ہے تم یہاں سے چلے جاؤ اگر تو ان کو یہ بات کہیگا تو میں تجھ کو اس کے عوض میں دس اونٹ خرما اور انگور خشک کے بار کر کے دونگا دوسرے روز حمرآء الاسد پر پہنچا اور اور اس نے حضرتؐ کے اصحاب سے بیان کیا کہ قریش کے لشکر میں کثرت سے آدمی جمع ہو گئے ہیں تم یہاں سے اُلٹے پھر جاؤ اور مدینہ کو چلے جاؤ اصحاب نے جس وقت یہ بات سنی تو کہا کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل یعنی کافی ہے ہمکو خدا اور اچھا کارساز ہے اور کہا کہ ہمکو ان کی کچھ پروا نہیں ہے جبرئیل نے نازل ہو کر خبر پہنچائی کہ قریش کے آدمیوں کے دلوں میں تمہارا رعب پڑ گیا ہے اور وہ مکہ کو چلے گئے ہیں تم بھی مدینہ کو پھر جاؤ حضرت صلعم مع اصحاب کے مدینہ کو چلے گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ ابوسفیان احد سے بھاگ کر مکہ کو روانہ ہوا اور عبد القیس وغیرہ سوار مسلمانوں کے پاس خبر لائے کہ ابوسفیان لشکر آراستہ کر کے ارادہ ادھر آنیکا رکھتا ہے اصحاب نے حضرتؐ کے باوجودیکہ زخمی تھے کچھ پروا نکی اور کہا کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور حضرتؐ نے سبکو جہاد کی رغبت دلائی سب نے باوجودیکہ زخمی تھے حضرت کے ارشاد کو قبول کیا اور بعد اسکے معلوم ہوا کہ عبد القیس جھوٹ کہتا تھا مطمئن خاطر ہو کر سب مدینہ کو پھر گئے اور یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ مومنین ثابت قدم معرکہ جہاد میں الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ وہ لوگ ہیں کہ قبول کیا ہے انھوں نے واسطے خدا کے اور پیغمبر کے جو کچھ حضرت صلعم نے فرمایا ہے مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ پیچھے اس کے کہ پہنچے تھے ان کو زخم لِلَّذِينَ اَحْسَنُوا مِنْهُمْ واسطے ان لوگوں کے کہ نیکی کی ہو انھوں نے انمیں سے کہ عہد کو وفا کیا ہے اور فرمانبرداری اختیار کی ہے وَاتَّقَوْا اور خوف کیا انھوں نے خدا کے غضب سے پیغمبر کی مخالفت میں اَجْرٌ عَظِيمٌ اجر بڑا ہے یعنی ان لوگوں کے واسطے اجر بڑا ہے کہ وہ بہشت ہے نعمتوں سے بھری ہوئی اور ان نیکی کرنیوالوں ہی کی شان میں فرماتا ہے کہ الَّذِينَ وہ لوگ ہیں وہ کہ واسطے ڈرانیکے قَالَ لَهُمُ النَّاسُ کہا واسطے ان کے آدمیوں نے کہ وہ نعیم بن مسعود تھا یا عبد القیس تھا ان دونوں میں سے کسی نے کہا کہ اِنَّ النَّاسَ تحقیق آدمی یعنی ابوسفیان اور ہمراہی اسکے قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ تحقیق جمع کیا ہے انھوں نے واسطے تمہارے لشکر عظیم کو اور اتفاق کیا ہے انھوں نے تمہارے قتل کرنے پر فَاخْشَوْهُمْ پس ڈرو تم ان لوگوں سے یعنی ابوسفیان وغیرہ سے کہ تمکو طاقت اُنسے لڑنیکی نہیں ہے اسواسطے کہ تم تھوڑے ہو اور باوجود اسکے زخمی بھی ہو اور وہ کثرت سے ہیں اور تندرست ہیں فَزَادَهُمْ پس زیادہ کیا ان مومنین کو اس خبر کے سننے سے اِيمَانًا ایمان کو بسبب مضبوطی اعتقاد اور یقین خدا اور رسول کے وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ اور کہا انھوں نے کافی ہے ہمکو خدا مدد کرنے والا کفار سے لڑنیمیں وَنِعْمَ الْوَكِيلُ اور اچھا کارساز ہے وہ کہ اگر وہ ہماری فتح کو چاہے گا تو ہمکو انکی کچھ پروا نہیں ہوگی اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت اور جو کچھ کہ اسکے بعد ہے وہ غزوہ بدر صغریٰ میں نازل ہوئی ہے اور قصہ اسکا اسطرح سے ہے کہ جس وقت ابوسفیان جنگ احد سے شکست کھا کر الٹا مکہ کی طرف پھرا اسے تو وقت پھرنیکے جناب رسول خدا سے کہا کہ اے محمدؐ ہمارا اور تیرا

وعدہ سال آئندہ میں بدر پر ہے اگر ارادہ تیر اڑانے کا ہے حضرت نے فرمایا کہ بہت خوب بیان کیا تامل ہے جب سال آئندہ آیا تو ابوسفیان مکہ کے
لوگوں کو ہمراہ لے کر مکہ سے باہر نکلا اور مر الظہران پر مقام کیا اور خود بخود اس کے دل میں مسلمانوں کی طرف سے رعب پڑ گیا اور وہاں سے ارادہ مکہ کے
پھر جانے کا کیا اور نعیم بن مسعود اشجعی عمرہ کر کے مدینہ کو جاتا تھا اس سے ابوسفیان نے کہا کہ میں نے محمدؐ سے وعدہ کیا تھا بدر میں جانیکا اور یہ سال قحط کا
ہے اور ہمکو چاہیے کہ ارزانی کے موسم میں نکلیں اور اب ہم نہیں جا سکتے ہیں اور اگر محمدؐ نکلا اور ہم نہ نکلے لڑنیکے واسطے تو اسکو جرات ہو جائے گی تو ان کو ہماری طرف
سے جا کر خوف دلا کہ وہ بھی مدینہ سے باہر نکلیں تجھکو دس اونٹ اسکے عوض میں دونگا کہ انکو سہل بن عمرہ کے پاس رکھ دونگا وہ مدینہ کو گیا اور لشکر اسلام کو
ابوسفیان کے لشکر سے خوف دلایا اور کہا کہ تم میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑے گا اصحاب نے یہ سنکر نکلنا اپنا مکروہ جانا جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے
اس شخص کی کہ جسکے دست قدرت میں میری جان ہے البتہ میں نکلوں گا اور بدر صغریٰ پر پہنچوں گا اور اگر کوئی نجائیگا تو میں تنہا ہی جاؤں گا جو کوئی نامرد
تھا وہ نگیا اور جو کوئی بہادر اور شجاع تھا وہ لڑنیکو حضرتؐ کے ہمراہ چلا اور سب نے سنکر کہا کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور عرض کی کہ ہم حضرتؐ کے ہمراہ ہیں جس وقت ارادہ
چلو جناب رسولخدا مع اصحاب مدینہ سے باہر نکل کر روانہ ہوئے اور بدر صغریٰ میں جا پہنچے اور وہ ایام جاہلیت میں یعنی اسلام سے پہلے مقام بنیہ کا تھا
یعنی ہر سال وہاں آٹھ روز بازار لگتا تھا اور مال تجارت وہاں خرید و فروخت ہوتا تھا جناب رسول خدا منتظر ابوسفیان کے وہاں بیٹھے رہے اور ابوسفیان
مر الظہران میں سے مکہ کو کوچ کر گیا اور ان مشرکین میں سے کسی کی ملاقات حضرت سے نہوئی اور اصحاب حضرتؐ کے مال تجارت جو اپنے پاس رکھتے تھے وہ انہوں
نے وہاں فروخت کیا اور کچھ مال وہاں سے خرید کیا ایک درہم کے دو درہم فائدے میں حاصل ہوئے اس حال کو خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے اور اسی طرح حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ فَانْقَلَبُوْا پس پھرے وہ مومنین بدر سے بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ ساتھ نعمت کے جانب خدا سے
یعنی ثواب حاصل کر کے خیر و عافیت سے پھرے وَفَضْلٍ اور ساتھ فضل کے خدا کی جانب سے مال تجارت میں فائدہ حاصل کر کے کہ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ
کہ نہ پہنچی ان کو کوئی برائی اور نہ چھوا انکو کسی امر مکروہ نے مثل قتل اور زخم کے بلکہ سلامتی سے گئے اور آئے وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ اور پیروی کی خوشنودی
رضامندی خدا کی کہ سبب رستگاری دنیا اور آخرت کا ہے وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ خدا صاحب فضل بزرگ کا ہے کہ مشرکوں کو مومنوں سے دفع کرتا
کرتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا کہ میں تعجب کرتا ہوں اس آدمی سے کہ چار چیزوں سے خوف کرے تو کس واسطے چار چیزوں کی
طرف پناہ نہیں لیجاتا ہے ایک تو یہ کہ جس وقت دشمن سے ڈرے تو کیوں نہیں کہتا ہے حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور حال یہ ہے کہ سنتا ہے کہ خدائے تعالیٰ
اس کے بعد فرماتا ہے فانقلبوا بنعمة اللہ وفضل دوسرے یہ ہے کہ جس وقت دشمن کے مکر سے ڈرے تو کس واسطے پناہ نہیں لیجاتا ہے کلمہ افوض امری الی اللہ
کی طرف اور حال یہ ہے کہ خدا اسکے بعد فرماتا ہے کہ فوقاہ اللہ سیئات ما مکروا اور تیسرے یہ کہ جس وقت کسی کو غم پہنچے تو کس واسطے نہیں کہتا ہے لا الٰہ
الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اور حال یہ ہے کہ خدا اس کے بعد فرماتا ہے کہ فاستجبنا لہ ونجیناہ من الغم اور چوتھے یہ کہ جسوقت زیادتی مال کی طلب کرے
تو کس واسطے نہیں کہتا ہے ماشاء اللہ لا قوة الا باللہ اور حال یہ ہے کہ بعد اس کے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فعسیٰ ربی ان یوتین خیرا اور بعد اس کے
خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ سوائے اس کے نہیں کہ وہ ڈرانا شیطان سے یعنی ڈرانا نعیم یا عبد القیس کا شیطان
کے فعل اور اس کے اغوا سے ہے کہ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ڈراتا ہے دوستوں اپنے کو کہ وہ منافقین ہیں کہ تا کہ رسول خدا کے لشکر سے وہ
روگرداں ہو جائیں اور یہ امر باعث مومنوں کی نکبت کا ہو فَلَا تَخَافُوْهُمْ پس نہ ڈرو تم اے مومنین ان کفار سے کہ وہ ابوسفیان وغیرہ ہیں۔
وَخَافُوْنِ اور ڈرو تم مجھ سے میرے حکم کی مخالفت میں اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اگر ہو تم باور کرنے والے اور اعتقاد رکھنے والے میرے وعدہ
اور وعید کو اس واسطے کہ ایمان تقاضا کرتا ہے خوف کرنے کا خدا سے نہ آدمیوں سے وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ
اور نہ غمگین کریں تجھ کو اے محمدؐ وہ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں وہ بیچ کفر کے یعنی جو کہ کفر میں پڑتے ہیں اور بے تامل کافر ہو جاتے ہیں اور کفر کے باطل
ہونے میں کچھ ملاحظہ نہیں کرتے ہیں اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا تحقیق وہ ہرگز نہ ضرر پہنچا سکیں گے خدا کو کچھ یعنی خدا کے دوستوں کو کچھ ضرر نہ

پہنچا سکیں گے اپنے کفر کی جلدی کرنے میں بلکہ ضرر اس کا ان کے ہی نفسوں کی طرف پھیرنے والا ہے اسواسطے کہ اس کے سبب غضب الٰہی میں وہ گرفتار ہونگے یُرِیْدُ اللّٰہُ اَلَّا یَجْعَلَ لَہُمْ ارادہ کرتا ہے خدا یہ کہ نہ مقرر کرے واسطے ان لوگوں کے کفر میں جلدی کرنیوالوں کے حَظًّا فِی الْاٰخِرَۃِ کوئی حصہ بیچ آخرت کے اُس کے ثواب میں وَلَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اور واسطے ان کے عذاب بزرگ ہے کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْکُفْرَ تحقیق وہ لوگ کہ خرید کیا ہے اُنھوں نے کفر کو یعنی بدل کیا ہے کفر کو بِالْاِیْمَانِ ساتھ ایمان کے کہ کفر کو ایمان پر اختیار کیا ہے لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیْئًا ہرگز نہ ضرر پہنچا سکیں گے وہ خدا کو کچھ بسبب اختیار کرنے کفر کے اور شَیْئًا دونوں جگہ مفعول بہ بھی ہو سکتا ہے اور مفعول مطلق بھی ہو سکتا ہے اور بتقدیر با مجرور بھی ہو سکتا ہے یعنی بشیءٍ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور واسطے اُن کے عذاب ہے دردناک اور اب خدا تعالےٰ بیان کرتا ہے کہ کفار کے بڑھ جانے اور عمر دراز ہونے سے یہ نہ سمجھو کہ یہ بہتر ہے ان کے واسطے بلکہ زبون ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور نہ گمان کریں وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں مثل یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے اور ابن کثیر اور ابن عمر نے لا تحسبن کو یا سے پڑھا ہے اور کسرۂ سین سے سب جگہ اور حمزہ نے کل کو تا سے اور فتح سین اور با سے پڑھا ہے یعنی کفار گمان نہ کریں کہ اَنَّمَا نُمْلِیْ لَہُمْ سوائے اس کے نہیں کہ ڈھیل دیتے ہیں واسطے ان کے دنیا میں یہ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِہِمْ بہتر ہے واسطے نفسوں اُن کے کے اس سے کہ ایمان لائیں وہ اور درجہ شہادت کو پہنچیں ایسا امر نہیں ہے بلکہ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَہُمْ سوائے اس کے نہیں کہ مہلت دیتے ہیں ہم واسطے اُن کے زندگانی دنیا میں اس واسطے کہ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا تاکہ زیادہ کریں وہ گناہوں کو یعنی انجام کار اُن کا زیادتی گناہ کی ہے وَلَہُمْ عَذَابٌ مُّہِیْنٌ اور واسطے اُن کے عذاب ہے رسوا کرنے والا اور خوار کرنے والا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ کافر کے واسطے موت بہتر ہے یا زندگی فرمایا کہ مومن کے اور کافر کے دونو کے واسطے موت بہتر ہے مومن کے واسطے اسلئے کہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ ما عند اللہ خیر للابرار یعنی اور جو کچھ نزدیک خدا کے ہے بہتر ہے واسطے نیکوں کے کہ بعد مرنے کے اس کو حاصل کرتے ہیں اور لیکن کافر پس اس کو خدائے تعالےٰ فرماتا ہے ولا تحسبن الذین کفروا انما نملی لہم خیر لانفسہم انما نملی لہم لیزدادوا اثما ولہم عذاب مہین یعنی اور نہ گمان کریں وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں سوائے اسکے نہیں کہ مہلت دیتے ہیں ہم واسطے اُن کے بہتر ہے وہ واسطے نفسوں اُنکے کے سوائے اس کے نہیں کہ مہلت دیتے ہیں ہم واسطے ان کے تاکہ زیادہ کریں وہ گناہ کو اور واسطے ان کے عذاب ہے خوار کرنیوالا پس معلوم ہوا کہ موت ہی اسکی بھی زندگی سے بہتر ہے اور رسول خدا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ جس طرح آدم کی اولاد کو آدم پر ظاہر کرکے دکھلایا تھا اسی طرح میری امت کو مجھ پر ظاہر کرکے دکھلایا اور مجھکو مطلع کیا کہ کون اُنمیں سے اسلام کو قبول کرے گا اور کون گمراہ رہے گا منافقوں نے آپس میں کہا کہ تعجب ہے محمدؐ سے کہ دعوے کرتا ہے کہ جو کچھ عدم میں ہے اسکو میں جانتا ہوں کہ کون مومن ہے اور کون کافر ہے اور حال یہ ہے کہ ہمارے دلوں کی بات سے بیخبر ہے اگر سچ کہتا ہے تو چاہئے کہ بیان کرے کہ کون ہم میں مومن خالص ہے اور کون منافق ہے جس وقت حضرت کو یہ خبر پہنچی تو منبر پر تشریف لے گئے اور خدا تعالےٰ کی تعریف بیان کی اور بعد اسکے فرمایا کہ کیا ہوا ہے آدمیوں کو کہ میرے مقام اور مرتبہ کو نہیں پہچانتے ہیں اگر مجھ سے وہ پوچھیں تو جو کچھ آج سے قیامت تک واقع ہو گا اسکی خبر دوں عبداللہ بن خزاعہ اُٹھا اور کہا کہ یا رسول خدا وہ کون ہے کہ جو اس سے انکار کرے فرمایا کہ خذاعہ اور بعد اسکے منبر سے نیچے تشریف لائے اور یہ آیت نازل ہوئی مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ہرگز نہیں ہے خدا ایسا کہ چھوڑ دے مومنین کو عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ اوپر چیز کے کہ تم اوپر اس کے ہو ملے ہوئے آپس میں اور مخلوط کہ مومن اور منافق میں فرق نہ معلوم ہوتا ہو پس مومنین کو ایسے حال پر خدائے تعالےٰ نہیں چھوڑتا ہے کہ وہ بھی آپس میں ایسے مخلوط ہوں کہ مومن اور منافق میں فرق نہ معلوم ہوتا ہو حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ یہاں تک کہ جدا کرے خدا ناپاک کو یعنی منافق کو مِنَ الطَّیِّبِ پاک سے یعنی مومن سے کہ حکم جہاد کا اعدائے دین سے لڑنیکو دیوے کہ جو کہ مومن خالص ہیں وہ تو کفار سے لڑنے پر مستعد ہوتے ہیں اور جو کہ منافق ہیں وہ جان چرا کر بیٹھ رہتے ہیں اور جہاد کو نہیں جاتے ہیں اور نفاق کی علامت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علی بن ابیطالب سے بغض رکھے چنانچہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے اور بعضے ان آیتوں کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ شان نزول ان آیتوں کا یہ ہے کہ مشرکین نے ابوطالب سے کہا تھا کہ اگر محمدؐ سچا ہے

بخل کی مذمت اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کا عذاب

تو بتلا دے کہ کون ہم میں سے ایمان لائیگا اور کون نہ لائیگا اگر وہ اس خبر میں سچا نکلا تو ہم اسپر ایمان لائیں گے اور کہتے ہیں کہ مومنین نے سوال کیا تھا
کہ کوئی ایسی علامت ہو کہ جس سے مومن اور کافر میں فرق معلوم ہو جائے اور اللہ تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل کیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ
لِيُطْلِعَكُمْ اور نہیں خدا کہ مطلع کرے تمکو یعنی نہیں مطلع کرتا ہے خدا تم کو اے آدمیو عَلَى الْغَيْبِ اوپر غیب کے کہ کون ایمان لائیگا اور کون کافر رہے گا۔
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ اور لیکن خدا برگزیدہ کرتا ہے رسولوں اپنے میں سے واسطے مطلع کرنے غیب پر مَنْ يَّشَآءُ جس کو چاہتا ہے
اور بعضے امور غیب کے اسکو بتلا دیتا ہے فَاٰمِنُوْا پس ایمان لاؤ تم اے آدمیو با اخلاص اور اعتقاد خالص بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ساتھ خدا کے اور نیز
پیغمبروں اسکے کے اور جو کچھ وہ انبیاء خبر دیتے ہیں بطریق غیب کے وہ خدا کے بتلانے سے ہے وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا اور اگر ایمان لاؤ تم
اور ڈرو تم خدا سے اور پرہیز کرو تم اور گناہوں سے فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ پس واسطے تمہارے اجر ہے بڑا اور جیسے کہ خدا تعالےٰ انبیاء کو وحی
سے غیب کی خبر دیتا ہے ایسے ہی اوصیا اور اولیا کو الہام سے غیب کی خبر دیتا ہے اور ہمارے آئمہ معصومین علیہم السلام کو جناب رسولخدا صلعم سے سینہ
بسینہ ہی علم غیب کا پہنچا تھا وہ بھی مثل رسولخدا کے غیب کی خبر دیتے تھے اور منافقین جبکہ جہاد سے بیٹھ رہتے تھے ایسے زکوٰۃ اور خمس وغیرہ حقوق خدا
بھی نہیں ادا کرتے تھے اس واسطے خدائے تعالےٰ حکم عام سب آدمیوں کے واسطے بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ
اور نہ گمان کریں وہ لوگ کہ بخل کرتے ہیں مومن یا کافر بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ساتھ اس چیز کے کہ دیا ہے ان کو خدا نے فضل اپنے سے
یعنی خدا نے فضل اپنے سے جو مال دیا ہے جن لوگوں کو اور وہ اس مال کو راہ خدا میں دینے سے بخل کرتے ہیں اور زکوٰۃ وغیرہ حقوق واجبہ کو ادا نہیں کرتے
ہیں وہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ کہ وہ بخیلی بہتر ہے واسطے ان کے بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ بلکہ وہ بدتر ہے واسطے ان کے کہ دنیا میں تو
مال میں ان کے برکت نہیں ہوتی اور آخرت میں سَيُطَوَّقُوْنَ قریب ہے کہ طوق کئے جائیں گے وہ گردنوں میں مَا بَخِلُوْا بِهٖ اس چیز کا کہ بخل
کیا انھوں نے ساتھ اس کے یعنی وہ مال کہ جنکی زکوٰۃ وغیرہ تمام حقوق ادا نہیں کئے ہیں وہ مال طوق کر کے انکی گردنوں میں ڈالے جائینگے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
دن قیامت کے اور ہو خیرا میں ہو فعل کا ہے اور خیرا مفعول ثانی لا یحسبن کا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالےٰ دنیا میں کسی کو مال دیوے اور وہ
زکوٰۃ اس مال کی ادا نہ کرے بخل کی جہت سے تو خدا تعالےٰ قیامت کے روز اس مال کو سانپ کی صورت کر دیگا کہ زہر کی کثرت سے اسکے سر پر بال نہوں گے اور
سیاہ نقطے اسکی دو نوں آنکھوں پر ہوں گے پس ایسے سانپ کہ جو سب سانپوں میں ناپاک زیادہ ہے اسکی گردن میں طوق بنا کر ڈالیں گے اور یہ
سانپ اس کے چہرے کو اپنے منہ میں لیگا اور زبان کو اسکی ملامت کرنیکے واسطے باہر نکال کر کہیگا کہ میں وہ مال ہوں کہ دنیا میں جس سے تو محتاجوں پر
فخر کرتا تھا اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی زکوٰۃ مال کی نہ دیوے اور زکوٰۃ دینے کو منع کرے تو خدائے تعالےٰ قیامت
کے دن اس مال کو کہ جس کی زکوٰۃ نہیں دی ہے آگ کا سانپ بنا دے گا اور اسکو اس مال والے کے گلے میں ڈلوا دے گا کہ وہ سانپ اسکا گوشت
نوچکر کھائے گا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ کو دینے سے منع کرے اور اسکو ادا نہ کرے تو اسکی زمین کو
ساتویں زمین کی جڑ سے اکھاڑ کر اس کے گلے میں ڈالے گا اور فرماتا ہے خدا کہ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور خاص یہ
واسطے خدا کے ہے میراث آسمانوں کی اور زمین کی یعنی جو لوگ کہ کسی مال میں بخیلی کرتے ہیں اس مال کو خدائے تعالےٰ بطور میراث ان لوگوں سے
لیوے گا کہ ان کو ہلاک کر دے گا پس باوجود قدرت کے کس واسطے اس کے حقوق ادا نہیں کرتے ہو کہ کل کو ادا نہ کرنا حقوق کا موجب حسرت اور
ندامت کا ہو گا اور اس وقت کی ندامت کچھ فائدہ نہ دیوے گی وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم بخیلی یا خرچ کرنا اور
بعضوں نے یعملون پڑھا ہے یا سے یعنی اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں وہ بخیلی یا راہ خدا میں دینا خَبِيْرٌ خبردار ہے پس سبکو موافق اسکے عمل کے جزا دے گا
اور کہتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسنا تو بعضے یہودیوں نے کہا کہ خدا فقیر ہے کہ ہم سے قرض مانگتا ہے اور ہم تونگر ہیں اور
یہودی کہتے تھے کہ خدا کے دست فقیر اور محتاج ہیں اگر خدا تونگر ہوتا تو اپنے دوستوں کو تونگر کر دیتا انکے جواب میں خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل

ع ۱۸ ۹ ۹

لقد سمع اللہ البتہ تحقیق سنا خدا نے قول الذین قالوا کہنا ان لوگوں کا کہ کہا انھوں نے ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء
کہ تحقیق خدا فقیر ہے اور ہم تونگر ہیں سنکتب قریب ہے کہ لکھیں ہم یعنی فرشتوں کو حکم کریں ہم کہ لکھیں وہ اُن کے اعمال میں ما قالوا جو کچھ کہا ہے اُنھوں نے
کہ ہمکو فقیر ٹھیرایا ہے اور اپنے تئیں تونگر مقرر کیا ہے تاکہ ان کو سزا دیویں ہم وقتلہم الانبیاء بغیر حق اور لکھیں ہم مار ڈالنے اُنکے کو کہ انبیاء کو
ساتھ ناحق کے یعنی ان کے باپوں نے جو انبیاء کو ناحق قتل کیا ہے اور وہ بھی جانتے تھے کہ انکو ناحق قتل کرتے ہیں اُن کے ان افعال کو ہم انکے نامہ
اعمال میں تحریر کریں گے ونقول اور کہیں گے ہم ان کو مرنے کے وقت یا جس وقت وہ قبروں سے اُٹھیں گے کہ ذوقوا عذاب الحریق چکھو تم
عذاب آگ جلانے والی کا اور حمزہ نے سیکتب کو بضم یا پڑھا ہے غائب مجہول کا صیغہ اور قتلہم کو مرفوع پڑھا ہے باعتبار عطف کے مفعول مالم یسم فاعلہ سیکتب کا مقرر کر کے
اور یقول کو بھی یا سے پڑھا ہے غائب کا صیغہ اور باقیوں نے سنکتب اور نقول نون سے پڑھا ہے متکلم کا صیغہ اور قتلہم کو منصوب پڑھا ہے باعتبار عطف کے
مفعول بہ ٹھیرا کر ذلک وہ عذاب مذکور بما قدمت ایدیکم بسبب اسکے ہے کہ آگے بھیجا ہاتھوں تمہارے نے کہ انبیاء کو تم نے قتل کیا ہے اور
خدا کو تم فقیر کہتے تھے اور اپنے تئیں تونگر وان اللہ لیس بظلام للعبید اور تحقیق خدا نہیں ہے ظلم کرنیوالا واسطے بندوں کے کہ بدون
استحقاق کے کسی کو عذاب کرے اور کہتے ہیں کہ کعب بن اشرف وغیرہ سرداروں اور اشراف یہودیوں کے نے کہا کہ اے محمدؐ تو کہتا ہے کہ خدا نے مجھ کو پیغمبر
کیا ہے اور ہم سے خدا نے عہد لیا ہے کہ ہم کسی دعوے کرنیوالے پیغمبری پر ایمان نہ لاویں یہاں تک کہ قربانی کریں اور آگ آسمان سے نازل ہو کر اسکو کھائے
اگر تو سچا پیغمبر ہے تو قربانی کر کے آگ آسمان سے نازل کر کہ ہم تجھ پر ایمان لائیں حق تعالے نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ سنا کہنا الذین قالوا اُن
لوگوں کا کہ کہا اُنھوں نے ان اللہ عہد الینا یہ کہ تحقیق خدا نے عہد کیا ہے طرف ہمارے یعنی توریت میں ہمکو حکم کیا ہے الا نؤمن لرسول
یہ کہ نہ ایمان لائیں ہم واسطے کسی پیغمبر کے اور اسکی تصدیق نہ کریں حتی یاتینا بقربان یہاں تک کہ لاوے وہ ایسی قربانی کو تاکلہ النار
کھائے اُسکو آگ یعنی جلا دے اسکو وہ آگ اور یہ کلام اُن کا محض افترا تھا خدا پر اور اپنے جی سے بنا لیا تھا اور توریت میں یہ ہرگز مذکور نہیں ہے اور خدا اُن کے
جواب میں فرماتا ہے کہ قل کہہ تو اے محمد صلعم ان یہودیوں سے کہ قد جاءکم رسل من قبلی تحقیق آئے تمہارے پاس پیغمبر پہلے مجھ سے
بالبینات ساتھ دلیلوں روشن اور معجزوں کے مثل زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ کے وبالذی قلتم اور آئے وہ ساتھ اس چیز کے کہ کہا تم نے یعنی
وہ انبیاء قربانی کو بھی لائے تھے جس طرح سے کہا تم نے فلم قتلتموہم پس کس واسطے قتل کیا تم نے ان انبیاء کو ان کنتم صادقین ۰ اگر ہو تم
راستگو کہ ہم اس معجزے کو دیکھ کر ایمان لائیں گے یعنی اگر ایمان لانا اس معجزے پر موقوف تھا تو پہلے اس سے زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اکثر معجزے لائے اور
یہ معجزہ بھی ان بزرگوں نے دکھلایا لیکن پھر ان کو قتل کر ڈالا اور ایمان نہ لائے پس اگر معجزہ کا دیکھنا انکے ایمان کا باعث ہوتا تو سوائے
اسکے اُنھوں نے بہت سے معجزے دیکھے ہیں چاہیے کہ ایمان لاتے لیکن ایمان نہ لائے پس اُن کا یہ عذر بیجا ہے اور قتل کرنا انبیاء کا ان کی طرف
اس واسطے منسوب ہوتا ہے کہ وہ اپنے باپوں کے ایسے فعلوں سے راضی تھے اور فرماتا ہے خدا کہ فان کذبوک پس اگر جھٹلائیں وہ تجھکو اے محمد تو
رنجیدہ اور ملول تو مت ہو کہ فقد کذب رسل من قبلک پس تحقیق جھٹلائے گئے ہیں پیغمبر تجھ سے پہلے بھی باوجودیکہ جاءو
بالبینات لائے وہ دلیلوں روشن کو والزبر اور نصیحتوں کو جو کفر اور گناہوں کو منع کرتے تھے والکتاب المنیر ۰ اور کتاب روشن کو لائے وہ جو
کہ ظاہر کرنے والے حرام اور حلال کے تھے مثل توریت اور انجیل کے پس اے حبیب میرے ان یہودیوں نے معجزے تیرے دیکھے اور تجھ پر ایمان نہ لائے اسکا
رنج تو مت کر اس واسطے کہ یہ یہودی وہ ہیں کہ پہلے انبیاء کے معجزے دیکھ کر انکو قتل کرتے تھے اگر تو انکو قربانی کا معجزہ دکھلاویگا تو بھی ایمان نہ لاوینگے تجھ پر ان کو تو
ہمارے سپرد کر دے کہ ان کو ہم سزا دینے والے ہیں بعد مرنیکے اور مرنے سے کسیکو مفر نہیں ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت ہر نفس چکھنے والا
موت کا ہے پس قریب ہے کہ اے مومنو اور کافرو تم مزہ موت کا چکھو گے وانما توفون اجورکم یوم القیامۃ اور سوائے اسکے نہیں کہ پورا دیئے جاؤ گے
تم اجر اپنا دن قیامت کے جو کچھ کہ تم نے عمل کئے ہیں نیک یا بد اور حضرت صادق سے روایت ہے کہ فرمایا جس وقت صور پھونکا جائیگا تو پہلے اہل زمین مریں گے

اور بعد اس کے اہل آسمان اور فقط حاملانِ عرش اور ملک الموت اور جبرئیل و میکائیل باقی رہیں گے خدا تعالیٰ باوجود علم کے ملک الموت سے پوچھیگا کہ کون
باقی رہا ہے وہ کہیگا کہ ملک الموت اور حاملانِ عرش اور جبرئیل و میکائیل خدا فرمائے گا کہ جبرئیل اور میکائیل بھی مرجائینگے وہ کہیگا کہ خداوندا یہ تیرے امین
ہیں فرمائیگا کہ یہی حکم ہے کہ کوئی جاندار باقی نہ رہے وہ بھی مرجائیں گے اور بعد اسکے حاملان عرش کو حکم ہوگا وہ بھی جائیں اور بعد اسکے ملک الموت غمگین
ہوکر سامنے کھڑا ہوگا خدائے تعالیٰ پوچھیگا کہ کون باقی رہا ہے وہ کہیگا کہ ملک الموت حکم ہوگا کہ تو مرجا وہ بھی مرجائے گا ؎ دنیا میں کوئی باقی رہیگا
نہ ذیحیات ؛ سب کے لیے خدا نے لکھی ہے یہاں ممات ؛ پھر کس لئے لگاتے ہو دل اس جہان سے ؛ دنیا کی زندگی کو نہیں اک گھڑی ثبات فَمَنْ زُحْزِحَ
عَنِ النَّارِ پس جو شخص کہ دور کیا جائے آتش دوزخ سے وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ اور داخل کیا جائے بہشت میں تو فَقَدْ فَازَ پس تحقیق
رستگار ہوا اور مراد کو پہنچا وہ اور جناب رسول خدا صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو کوئی ارادہ کرے کہ دوزخ سے دور کیا جائے اور بہشت میں
داخل کیا جائے تو پس چاہیئے کہ موت کو اس وقت پائے کہ جسوقت ایمان رکھنے والا وحدانیت خدا کا اور نگاہ رکھنے والا ہو حقوق خدا کا اور حقوق آدمیوں کا
اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ بہتر تمہارے سخی ہیں اور بدتر تمہارے بخیل ہیں اور جو کوئی خالص کیا چاہے ایمانکو اپنے تو برادران
ایمانی سے نیکی کرے اور حاجتیں انکی بر لائے اور مومن اسکے ساتھ نیکی کرنے والوں کو خدا دوست رکھتا ہے اور شیطانکی ناک رگڑی جاتی ہے اور دور کیا جائے گا
دوزخ سے اور داخل کیا جائیگا وہ بہشت میں وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی یعنی لذتیں اور مال اندک اسکا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ
مگر پونجی غرور کی اور فریب کی کہ لوگوں کو فریب دیکر آخرت سے باز رکھتے ہیں اور باوجود اسکے پھر نہایت ناپائدار ہے حدیث میں آیا ہے کہ ایکمرتبہ جناب رسولخدا
کا گذر ایک بکری مری ہوئی بدبودار پر ہوا فرمایا کہ بخدا سوگند کہ دنیا خدا کے نزدیک اس مردار اور بدبودار سے زیادہ خوار و ذلیل ہے اور کہتے ہیں کہ بعد
ہجرت کرنے مہاجرین کی طرف مدینہ کے جو کچھ مال ان کا مکہ میں تھا اسکو مشرکین ظلم اور تعدی سے غصب کرکے فروخت کرتے تھے اور جو مومن کہ مکہ میں
انکے ہاتھ آتا تھا اسکو سخت عذاب کرتے تھے حقتعالےٰ واسطے صبر کرنے اور ثابت قدم رہنے مومنین کے فرماتا ہے کہ لَتُبْلَوُنَّ البتہ آزمائش کئے جاؤ گے تم
فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ دربیچ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے کہ مال تو تمہارے تلف ہوجائیں اور جانوں کو تمہاری تکلیفیں اور آزار پہنچیں اور جہاد کی
تکلیف دیجائے اور قید و قتل اور زخم اور مرض کی ایذا ہووے وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور البتہ سنو گے تم ان لوگوں
سے کہ دئے گئے ہیں کتاب مِنْ قَبْلِكُمْ پہلے تمسے یعنی یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ توریت اور انجیل دئے گئے ہیں وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اور
ان لوگوں سے کہ شرک کیا ہے انھوں نے اَذًى كَثِيْرًا آزار بہت یعنی وہ باتیں کہ جو باعث آزار و رنج کی ہیں بہ نسبت پیغمبر کے اور بہ نسبت تمہارے
وہ تم سنو گے کہ پیغمبر کی وہ ہجو کریں گے اور دین حق پر وہ طعن کریں گے کہ جس سے تمکو رنج ہو وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا اور اگر صبر کرو تم اور پرہیز
کرو تم ان کے بدلا لینے سے اور خدا کے سپرد کردو کہ وہ بدلا لیوے گا تو فَاِنَّ ذٰلِكَ پس یہ صبر و پرہیزگاری مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ارادہ کرنے امور
دین اور ایمان سے ہے اور یا استواری اور امور ایمان سے ہے چاہیئے کہ اسپر عزم بالجزم رکھو اور ثابت قدم رہو اور اب خدا اہل کتاب کے عہد توڑنے
اور امر و نہی پر عمل نکرنیکا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ اور یاد کر تو اے محمد جسوقت کہ لیا خدا نے مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ پیمان
ان لوگوں کا کہ دئے گئے ہیں وہ کتاب یعنی علماء بنی اسرائیل سے تیری نبوت کے مقدمہ میں پیمان لیا اور مضمون پیمان کا یہ تھا کہ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ البتہ
بیان کریں گے وہ اس کتاب کو واسطے آدمیوں کے کہ جو اوصاف محمد کے اسمیں لکھے ہوئے ہیں وہ سب ظاہر کردینگے آدمیوں پر وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ اور نہ
پوشیدہ کرینگے اس کتاب کو جو کچھ اسمیں محمد کے اوصاف لکھی ہیں سب بیان کردیں گے اور ابوبکر نے عاصم سے اور ابن کثیر اور ابو عمرو نے لتبیننہ اور لایکتمونہ کو دونوں کو یا سے پڑھا
ہے غائب کا صیغہ اور باقیوں نے تا سے پڑھا ہے مخاطب کا صیغہ یعنی البتہ بیان کرو تم اسکو اور نہ پوشیدہ کرو تم اسکو فَنَبَذُوْهُ پس ڈالدیا انھوں نے اس کتاب
کو وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ پیچھے پشتوں اپنی کے کہ اس عہد کی کچھ رعایت کی اور جو کچھ کتاب میں تھا اسکو پوشیدہ کردیا وَاشْتَرَوْا بِهٖ اور خرید کیا انھوں
نے ساتھ اسکے یعنی بدل ڈالا انھوں نے عوض اسکے ثَمَنًا قَلِيْلًا مول تھوڑا سا کہ وہ مال اندک دنیا کا ہے اور عوام سے عوض میں تحریف کرنی

کتاب کے اور پوشیدہ کرتے وصف محمدؐ کے اسکو وصول کرتے تھے اور یہ بھی انکو خیال تھا کہ ایسا ہم نہ کریں گے تو لوگ محمدؐ پر ایمان لائیں گے اور جو کچھ
ہمکو تحریف کے عوض میں لوگوں سے وصول ہوتا ہے وہ بند ہو جائے گا اور ہم اس سے محروم رہیں گے فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ۝ پس بری ہے وہ چیز
کہ خرید کرتے ہیں وہ اور بدلتے ہیں نعمت جاودانی کو مالِ دنیائے فانی سے اور اسکے سبب سے مستحق ہمیشہ کے عذاب کے ہوتے ہیں اور حضرت علی ابن ابی
طالبؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جاہلوں سے عہد نہ لیا کہ علم دین کو سیکھیں یہاں تک کہ علماء سے عہد لیا کہ جاہلوں کو تم تعلیم کرو اور
سکھلاؤ پس واجب ہے عالم پر کہ جاہلوں کو احکام دین کے پہنچائے اور جاہلوں پر لازم ہے کہ احکام دین کو سیکھیں تاکہ عذاب آخرت میں گرفتار نہوں
اور اب خدائے تعالیٰ ایک اور خصلت اہل کتاب کی بیان کرتا ہے کہ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ نہ گمان کر تو اے محمدؐ صلعم ان لوگوں کو کہ خوش
ہوتے ہیں وہ بِمَا أَتَوا ساتھ اس چیز کے کہ آئے وہ یعنی پوشیدہ کیا ہے انھوں نے وصف پیغمبرؐ کو وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا اور دوست رکھتے ہیں
اور چاہتے ہیں یہ کہ تعریف کئے جاویں وہ بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا ساتھ اس چیز کے کہ نہیں کیا ہے انھوں نے یعنی عہد کو وفا نہیں کیا ہے انھوں نے اور
وصف پیغمبرؐ جس طرح سے کہ توریت میں ہے نہ بیان کیا ہے انھوں نے اور یا یہ کہ منافقین کے حق میں ہے کہ وہ اپنے نفاق سے خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں
کہ تعریف کئے جائیں ظاہر کے اقرار کے ساتھ اور بعضوں نے تحسبن کو یحسبن پڑھا ہے اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ یہودیوں نے خوش
ہو کر کہا تھا کہ ہم فرزندانِ خدا ہیں اور دوست اسکے اور نماز اور روزے والے ہیں اور حال یہ ہے کہ نہیں ہیں وہ دوست خدا کے اور نہ نماز اور روزے
والے بلکہ وہ اہل شرک اور نفاق ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ رسولخدا نے توریت کے حکموں میں سے ایک حکم کو علمائے اہل کتاب سے پوچھا تھا انھوں نے اسکو پوشیدہ
کیا اور دوسری طرح اسکو بیان کیا اور اس طور سے بیان کیا کہ گویا سچ کہتے ہیں اور باوجود اسکے خواہش اپنی تعریف کی رکھتے تھے یہ آیت انکے حق میں نازل ہوئی
اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک جماعت منافقوں کی نے رسولخدا کے زمانہ میں کہا کہ اگر کافروں سے لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور جس وقت
لڑائی ہوتی تو بیٹھ رہتے اور لڑنے کو نہ جاتے اور جس وقت رسولخدا جہاد سے الٹے پھرتے تو وہ لوگ عذر کرتے تھے کہ فلانے سبب سے ہم نہیں آتے پائے اور
باوجود انکو امید تعریف کی رکھتے تھے خدا نے یہ آیت انکے حق میں نازل کی کہ فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ پس نہ گمان کر تو اے محمدؐ جو کہ خوش ہوتے ہیں اپنی خلل اور مکر سے اور
پوشیدہ کرنے حق سے اور عذر بیجا سے کہ وہ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ رستگاری پانیوالے اور دور ہونیوالے عذاب سے ہیں بلکہ انکو ہرگز نجات نہو گی اور
الذین یفرحون مفعول اول پہلے لا تحسبن کا ہے اور بمفازۃ دوسرا مفعول اسکا ہے اور فلا تحسبن تاکید اسکی ہے یعنی اور نہ گمان کر تو ان لوگوں کو کہ خوش ہوتے ہیں
وہ ساتھ اس چیز کے آئے وہ اور دوست رکھتے ہیں یہ کہ تعریف کئے جائیں وہ ساتھ اس چیز کے کہ نہیں کیا انھوں نے وہ پس گمان کر تو انکو رستگاری پانیوالے
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ اور واسطے ان کے عذاب ہے دردناک کہ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اور حاصل اسکا یہ ہے کہ علمائے یہود و نصاریٰ حضرتؐ کے وصف کو
بدل کر خوش ہوتے ہیں اور عہد کے توڑنے میں چاہتے ہیں کہ لوگ ہماری تعریف کریں کہ ہمنے بڑا کام کیا ہے یہ لوگ عذاب سے ہرگز نجات نہ پائینگے
اور عذاب دردناک میں وہ ہمیشہ کو گرفتار رہینگے وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ اور خاص واسطے خدا کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور
زمین کی اور بندوں کے امور کا وہ مالک ہے کہ موافق کردار کے سب کو جزا دیگا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ اور خدا اوپر ہر چیز کے قادر ہے کہ انکو عذاب کی ع ۱۹ ۱۰
اور ثواب دینے کی قدرت رکھتا ہے اور اب خدا اپنے بادشاہ ہونے کی دلیلیں بیان کرتا ہے کہ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ تحقیق بیچ پیدا کرنے آسمانوں کے اور زمین
کے اور جو کچھ انکے درمیان میں عجائب چیزیں اور امور ہیں وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور بیچ آنے جانے رات اور دن کے یا آمد و رفت انکی کی تاریکی
اور روشنی میں اور یا مختلف ہونے زیادتی یا کمی میں لَآيَاتٍ البتہ نشانیاں ہیں اسکے وجود اور وحدانیت اور قدرت کی اور دلیلیں روشن ہیں لِأُولِي
الْأَلْبَابِ ۝ واسطے صاحبوں عقلوں کے کہ جو صاف عقلیں رکھتے ہیں خالص آلودگی وہم سے اور ان نشانیوں میں تفکر کر کے صانع عالم کے راہ پہچانتے
ہیں اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ وائے اس شخص کو کہ جو کوئی اس آیت کو پڑھے اور اسمیں تفکر نہ کرے کہ یہ چیزیں بدون کسی پیدا ہونے والے کے
نہیں ہو سکتی ہیں اور ضرور انکا کوئی پیدا کرنے والا ہے اور وہ خردمند آدمی الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ وہ لوگ ہیں کہ یاد کرتے ہیں خدا کو حال میں قِيَامًا وَقُعُودًا

فضیلت فکر کرنے کی بیچ آیات اور مصنوعات الٰہی کے اور اُس کا ثواب

جس وقت کہ کھڑے ہونے والے ہیں اور جس وقت کہ بیٹھنے والے ہیں یہ دونو حال واقع ہوئے ہیں اور یہ بھی حال واقع ہوا ہے کہ وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ اور یاد کرتے ہیں خدا کو جس وقت کہ اوپر کروٹوں اپنی کے لیٹتے ہیں یعنی ہمیشہ ذکر خدا میں رہتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی چاہے کہ بہشت کے باغوں میں چرے پس چاہیے ذکر خدا بہت سا کرے وَيَتَفَكَّرُونَ اور سوچتے ہیں اور فکر و تامل کرتے ہیں وہ عاقل لوگ واسطے دلیل لانے وجود اور وحدانیت اور قدرت کاملہ خدا کے فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ بیچ پیدائش آسمانوں اور زمین کے تاکہ وہ فکر اُن کو طرف صانع قدیم کے راہ دکھلائے اور جناب رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ کوئی عبادت مثل تفکر کے نہیں ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ تفکر ایک ساعت کا بہتر ہے تمام شب کے قیام سے کہ عبادت میں مشغول ہو اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور ایک یہ ہے کہ بہتر ہو ساٹھ برس کی عبادت سے اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہیں ہے عبادت کثرت نماز اور روزہ سے بلکہ عبادت فکر کرنا خدا کے امر میں ہے کہ کیا قدرت ہے اُسکی اور کیا صنعتیں اور کاریگریاں ہیں کہ جس میں عقل آدمی کی حیران ہے اور سوائے اس کے احادیث اہلبیت علیہم السلام میں آیا ہے کہ یہ آیت شان میں ان لوگوں کی ہے کہ جو شب کے بعد نماز تہجد کے تعقیب پڑھتے ہیں اور بعد تعقیب بنظر تعجب دیکھتے ہیں کہ خدا نے یہ آسمان بے ستون کیونکر قائم رکھے ہیں اور ستاروں سے اُن کو آراستہ کیا ہے اور سات زمینیں اوپر نیچے پانی پر رکھ چھوڑی ہیں اور زمین پر طرح طرح کے حیوانات کو پھیلاتا ہے اور قسم قسم کے جواہر روشن اور درخت اُس میں اُگاتا ہے اور چشمے اُس میں جاری کئے ہیں اور پہاڑ اُس پر قائم کئے ہیں کہ جنمیں قسم قسم کے جواہر روشن پیدا کئے ہیں جب آدمی اس طرح تامل کرتا ہے تو اسکو یقین زیادہ ہوتا ہے کہ یہ چیزیں بغیر بنانیوالا کامل کے کہ جو کوئی بہت بڑی قدرت اور علم رکھتا ہو نہیں ہو سکتی اور حضرت رسالت پناہ نے فرمایا ہے کہ جو بندہ مومن اپنے فرش پر چت لیٹا ہوا آسمان کی طرف متوجہ ہو اور ستاروں پر نظر کرے اور کہے کہ گواہی دیتا ہوں میں کہ تمہارا ایک پروردگار اور پیدا کرنیوالا ہے خداوندا گناہ میرے بخش تو خدا تعالیٰ اُسکے گناہوں کو بخشتا ہے اور جس وقت عقلمند خدا کی عجائب صنعتوں کی طرف نظر کر کے تفکر کرتے ہیں تو کمال تضرع اور زاری سے کہتے ہیں کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا نہیں پیدا کیا تو نے اس مخلوق کو باطل یعنی بیکار اور بیفائدہ اور عبث بدون حکمت کے بلکہ اس واسطے پیدا کیا ہے کہ تو مظہر ان سب چیزوں کا ہو اور ان سب چیزوں سے طرف تیری راہ لیجاتے ہیں کہ بغیر بنانیوالے کے کوئی چیز نہیں بن سکتی اور تو ان سب چیزوں کا بنانیوالا ہے اور قائم اور موجود رکھنے والا انکا ہے سُبْحٰنَكَ پاک ہے تو سب عیبوں اور نقصانوں سے اور پاکیزہ ہے تو اس سے کہ کوئی چیز عبث بدون حکمت اور مصلحت کے پیدا کرے فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ پس نگاہ رکھ تو ہم کو عذاب آتش دوزخ سے اپنے فضل اور کرم سے کہ ہم قصوروار ہیں اور تیری اطاعت میں ہم سے بہت تقصیر ہوتی ہے اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کفر اور گمراہی اور قباحتوں کو خدائے تعالیٰ پیدا نہیں کرتا ہے اس واسطے کہ یہ سب چیزیں باطل ہیں اور خدائے تعالیٰ باطل کو پیدا نہیں کرتا ہے چنانچہ فرمایا کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا پس معلوم ہوا کہ جسکو خدا پیدا کرتا ہے وہ باطل نہیں اور کفر و گمراہی اپنی اصل میں باطل ہیں اور ان کا پیدا کرنا حق اور ہدایت نہیں ہے اور کہتے ہیں وہ خردمند کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ تحقیق کہ تو جس شخص کو کہ داخل کرتا ہے تو آتش دوزخ میں اپنے عدل سے تو فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ پس تحقیق رسوا کرتا ہے تو اسکو عذاب دینے سے وَمَا لِلظّٰلِمِينَ اور نہیں ہے واسطے ظلم کرنیوالوں کے اپنے نفسوں پر بسبب کفر اور گناہوں کے مانند مشرکین یہود و نصاریٰ کے اور سوا اُنکے مِنْ أَنْصَارٍ مددگار کرنیوالے کہ عذاب کو انسے دفع کریں اور نصرت ہونے سے یہ لازم آتا ہے کہ جو مومنین کہ اپنی شامت گناہوں سے دوزخ میں گئے ہیں اُنکی شفاعت بھی نہ ہو سکے اس واسطے کہ نصرت سے مراد یہ ہے کہ اپنے غلبہ سے عذاب کو دفع کریں اور شفاعت عاجزی اور خوشامد سے ہوتی ہے اور شفاعت مومنین کے واسطے حق ہے اور ابو سعید خدری نے رسولِ خدا سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے کہ میری شفاعت سے ایک جماعت دوزخ سے باہر نکلے کہ نہایت سوختہ ہونے سے مانند کوئلے کے سیاہ ہو جائیں پس اسکو نہر الحیوٰۃ میں غسل دیویں کہ اثر جلنے کا اُن سے جاتا رہے اور بعد اسکے وہ بہشت میں داخل ہوں اور کہتے ہیں وہ مومنین خردمند کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا تحقیق ہمنے سنا ندا اور آواز کرنیوالے کو کہ وہ محمد ہے یا قرآن ہے کہ وہ يُنَادِي لِلْإِيمَانِ ندا کرتا ہے واسطے ایمان کے یعنی محمد لوگوں کو پکارتا ہے کہ تم خدا کی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور کل آدمیوں کو کہتا ہے أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ یہ کہ ایمان لاؤ تم

ساتھ پروردگار اپنے کے جس نے تمکو پیدا کیا ہے فَاٰمَنَّا پس ایمان لائے ہم منقول ہے ایک شخص روایت کرتا ہے کہ مینے بازار عکاظ میں کہ ایام جاہلیت
میں وہ بکثرت تھا ایک جوان کو دیکھا کہ سرخ عمامہ اپنے سر پر رکھے ہوئے جاتا ہے اور کہتا جاتا ہے کہ اے لوگو کہو لا الٰہ الا اللہ اور اسکے پیچھے ایک آدمی کو دیکھا کہ
وہ اس جوان کے پیچھے سے پتھر مارتا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے لوگو یہ جھوٹا ہے اسکا کہنا نہ ماننا وہ شخص راوی کہتا ہے کہ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ دونو
کون ہیں کہا کہ یہ جوان جو آگے آگے جاتا ہے یہ تو محمدؐ ہے کہ لوگونکو طرف ایمان کے بلاتا ہے اور اسکے پیچھے جو پتھر مارتا جاتا ہے وہ اسکا چچا ابو لہب ہے
پس وہ مومنین خردمند خدا تعالےٰ کی مخلوقات میں تفکر کرنے والے کہتے ہیں کہ ہمنے ایمان کی ندا کرنے والے محمدؐ کو سنا کہ وہ ایمان کی طرف لوگوں کو بلاتا
ہے پس ایمان لائے ہم رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا پس بخش تو واسطے ہمارے گناہوں ہمارے کو یعنی گناہان کبیرہ کو بخش وَكَفِّرْ
عَنَّا سَيِّاٰتِنَا اور مٹادے تو ہم سے بدیاں ہماری کہ وہ گناہان صغیرہ ہیں اور یا یہ کہ بخش تو گناہ ہمارے کہ جنکی توبہ ہمنے نہیں کی ہو اور مٹادے تو بدیاں
ہماری بعد توبہ کے کہ جنکی توبہ ہمنے کی ہے وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ اور موت دے تو ہمکو ہمراہ نیکوں کے یعنی قیامت کے روز ہمکو اُن کے زمرہ میں اٹھا رَبَّنَا
اے پروردگار ہمارے اپنے فضل و کرم سے وَاٰتِنَا اور دے ہمکو مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ جو کچھ وعدہ کیا ہے تو نے ہمسے اوپر زبانوں پیغمبروں
اپنے کے یعنی جو کچھ تو نے وعدہ کیا ہے اپنے پیغمبروں کی زبانی ثواب کے عطا کرنیکا اور بہشت کی نعمتوں کے دینے کا وہ اپنے فضل و کرم سے ہمکو عنایت فرما وَلَا
تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور نہ رسوا کر تو ہمکو دن قیامت کے یعنی ہمکو نگاہ رکھ کہ ہمسے کوئی ایسا فعل سرزد نہو کہ موجب رسوائی اور ذلت کا ہو قیامت کے
روز اور یا یہ کہ بسبب صادر ہونے خطاؤں کی ہمکو اس روز رسوا مت کر اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ تحقیق کہ تو نہیں خلاف کرتا ہے بلکہ وعدہ کو پورا کرتا ہے اور
مومنین سے تو نے ثواب کے بخشنے کا اور دعا کے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے اور جناب رسولخدا سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت نے کہ خدا نے جس سے وعدہ ثواب
کا کیا ہے البتہ اس کو وفا کرے گا اور جس سے وعدہ عذاب کا کیا ہے اسکا اختیار ہے چاہے عذاب کرے اور چاہے نہ کرے یہ کمال رحمت ہے خدا کی اور
فرمایا ہے حضرت نے کہ جو کوئی ان پانچ آیتوں کو ہر شب کو ایکبار پڑھے ایسا ہے کہ گویا تمام شب اسنے عبادت کی ہے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ
جس کسی کو کوئی مہم پیش آئے اور وہ پانچ مرتبہ کہے ربنا تو حقتعالےٰ اسکی مہم کو درست کرے گا کسی نے پوچھا کہ اے فرزند رسولخدا سبب اسکا کیا ہے فرمایا کہ حق
تعالےٰ نے برکت سے ان پانچ کلموں کے دعا قبول کی ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ پس قبول کیا واسطے اُن کے دعا کو اور جواب دیا واسطے
ان کے رَبُّهُمْ پروردگار ان کے نے کہ اَنِّىْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ تحقیق میں نہیں ضائع کرتا ہوں عمل کسی عمل کرنے والے کا تم میں سے
مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مرد سے یا عورتوں سے بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ کہ بعض تمہارا بعض سے ہے نصرت اور دین اور دوستی میں پس حکم میرا تم سب میں
ایک حکم ہے کہ کسی مرد اور عورت کا عمل ضائع نہ کروں گا اور یا یہ کہ مرد عورت سے ہے اور عورت مرد سے ہے اور وہ دونو ایک ہیں کہ اصل ان دونو کی ایک ہی
اس واسطے بعض بعض سے فرمایا ہے اور یہ جملہ معترضہ ہے کہ مرد اور عورت کی شراکت جو وعدہ ضائع نہ کرنے عمل میں ہوئی ہے اسکے بیان میں آگیا ہے اور
جناب امّ سلمہ نے جناب رسولخدا سے عرض کی کہ یا رسولخدا حقتعالےٰ ہجرت اور جہاد کے ثواب میں مردونکا ذکر کرتا ہے اور عورتونکا ذکر نہیں ہے حقتعالےٰ نے یہ
آیت نازل کی اور عورتونکا اور مردکا دونونکا اس آیت میں ذکر کیا اور فرمایا کہ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا پس جن لوگوں نے کہ ہجرت کی یعنی ترک کے
شہر و نے اور اپنے وطن اصلی کو خدا کی رضی کے واسطے ترک کیا ہے وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ اور نکالے گئے وہ گھروں اپنے سے ناچاری اور مجبوری
سے وَاُوْذُوْا فِىْ سَبِيْلِىْ اور آزار دے گئے وہ بیچ راہ میری کے بسبب لائے ایمان کے مثل بلال اور صہیب کے کہ مشرکوں نے انکو زد و کوب کیا اور لوٹ لیا
وَقٰتَلُوْا اور لڑے وہ کفار سے راہ خدا میں کمال کوشش سے مثل امیر المومنین علیہ السلام کے کہ کبھی جہاد سے بھاگے نہیں وَقُتِلُوْا اور مارے گئے
راہ خدا میں مثل امیر حمزہ کے لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ البتہ مٹادونگا میں انسے برائیاں انکی اگر انھوں نے کی ہونگی وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ اور البتہ داخل
کرونگا میں انکو جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بہشتوں میں کہ جاری ہیں نیچے درختوں یا محلوں انکے سے نہریں کہ ثواب دیئے جائینگے وہ ثَوَابًا
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثواب دینا نزدیک خدا کے سے ثوابا مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ اور خدا نزدیک اسکے حُسْنُ الثَّوَابِ نیکی

الثلثۃ

مہاجرین و مجاہدین کا ثواب

سوائے اُسکے کوئی ایسا ثواب نہیں دے سکتا ہے اور روایت ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ حقتعالے بروز قیامت رضوان کو حکم کریگا کہ بہشت کو آراستہ کرے اور بعد اس کے فرمایگا کہ کہاں ہیں وہ لوگ کہ جن لوگوں نے میری راہ میں جہاد کیا ہے اور رنج و آزار پہنچائے گئے ہیں اور اپنے وطن سے نکالے گئے اور شہید ہوئے ہیں انکو حاضر کرو اور بہشت کو ان پر جلوہ میں لاؤ پس ان لوگونکو نہایت تعظیم سے ناقوں پر سوار کرکے بہشت میں لیجاینگے اور جسوقت وہ قدم اپنے بہشت میں رکھیں گے تو ملائکہ اُن کو کہیں گے کہ سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبے الدار یعنی سلامتی ہے تم پر بسبب اسکے کہ صبر کیا تم نے پس اچھا ہے خانہ آخرت اور ان آیتکی تفسیر میں اہالی نے لکھا ہے کہ جسوقت امیرالمومنینؑ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو فاطمہ بنت اسد مادر امیرالمومنینؑ اور فاطمہؑ بنت رسولخدا اور فاطمہ بنت زبیر اُن کے ہمراہ تھیں ضجنان ایک منزل ہے وہاں جاکر یہ ٹھیریں اور ایکرات اور ایکدن وہاں رہیں بعضی ضعفائے مومنین ام ایمن وغیرہا بھی اُنکے پاس آگئیں اور اُس شبکو حضرت علیؑ اور تینوں بی بی فاطمہ نماز پڑھتی تھیں اور اُٹھتے اور بیٹھتے اور لیٹتے خدا کا ذکر کرتی تھیں تمام شب یہی کرتی رہیں اور صبح کو وہاں سے روانہ ہوئیں اور ہر منزل میں ایسا ہی کرتی تھیں یہانتک کہ مدینہ میں داخل ہوئیں اُن کے داخل ہونے سے پہلے وحی آئی الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلے جنوبہم آخر تک اور ذکر سے یعنی مرد سے مراد علیؑ ہے اور انثی سے یعنی عورت سے مراد تینوں فاطمہ ہیں اور بعضکم من بعض سے یہ مراد ہے کہ علیؑ فاطمہ بنت اسد سے ہے کہ وہ ماں انکی ہے اور کہتے ہیں کہ مکہ کے رہنے والے مشرکین عیش و عشرت میں تھے اور جو مومن کہ نادار تھے وہ تنگی سے گذارا کرتے تھے اور دلمیں خیال گزرتا تھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ بت پرست تو آسودگی سے رہتے ہیں اور جو کہ خداشناس ہیں وہ تنگدست رہتے ہیں اللہ تعالے نے یہ آیت نازل کی اور خطاب اسمیں پیغمبر کی طرف ہے اور مراد اس سے امت کے لوگ ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ لَا يَغُرَّنَّكَ چاہیے کہ نہ فریب دے تجھکو یعنی نہ فریب دیں تم کو اے مومنین تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا آمد و رفت ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے یعنی آمد و رفت ان کافروں کی فِي الْبِلَادِ بیچ شہروں کے کہ واسطے تجارت کے اور جمع کرنے مال کے شہر اور دیہ میں پھرتے ہیں کہ وہ متاع مَتَاعٌ قَلِيلٌ فائدہ پونجی تھوڑی ہے اور متاع قلیل خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور تقدیر اسکی ہو متاع قلیل ہے جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ دنیا مقابلہ میں آخرت کے ایسی ہے کہ جیسے انگلی اپنی دریا میں تر کرے اور باوجود اسکے سریع الزوال ہے کہ جلد فنا ہونے والی ہے پس کفار ہر چند حقیر نعمتوں دنیا کا فخر کریں آخر کو سب انہیں چھوڑ کر چلے جاینگے ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ پھر جگہ ان کے دوزخ میں رہنے کی ہے وَبِئْسَ الْمِهَادُ اور بد آرامگاہ ہے وہ دوزخ کہ اُنکے واسطے بچھایا گیا ہے لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لیکن جو لوگ ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے اور مال اندک دنیا سے فریفتہ نہیں ہوتے لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي واسطے اُنکے بہشتیں ہیں کہ جاری ہیں مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ نیچے درختوں محلوں اُنکے سے نہریں شہد کی اور شراب کی اور دودھ کی اور آب لذیذ کی خَالِدِينَ فِيهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ اُن بہشتوں کے اور وہ بہشتیں واسطے اُن کے نُزُلًا حال یہ ہے کہ ضیافت ہیں مِنْ عِنْدِ اللَّهِ نزدیک خدا کے سے وَمَا عِنْدَ اللَّهِ اور جو کچھ پاس خدا کے ہمیشہ کی نعمتیں بزرگ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ بہتر ہے واسطے نیکوں کے مال اندک اور لذت چندروزہ دنیائے فانی سے انس سے روایت ہے کہ ایکروز جناب سید المرسلین خرما کے پتوں کے بورئیے پر استراحت فرماتے تھے کہ اصحاب حاضر ہوئے اور جس وقت بیدار ہوئے تو نقش بوریا کا اور پشت مبارک پر نمایاں تھا ایک شخص صحابیوں سے رویا اور کہا کہ یا رسولخدا کسری اور قیصر تو ریشمی بچھونوں پر آرام کریں اور آپ اس بوریے پر فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں انکے واسطے دنیا ہے اور ہمارے واسطے آخرت ہے اور کہتے ہیں کہ نجاشی بادشاہ حبشہ کا مرگیا تو جبرئیل نازل ہوئے اور اُسکے مرنیکی رسولخدا کو خبر کی اور پہلے تو وہ نصرانی تھا اور بعد اُس کے مسلمان ہوگیا تھا حضرت نے جبرئیل سے اسکا مرنا سنا تو صحابہ سے فرمایا کہ چلو اپنے برادر پر کہ غیر جگہ مرا ہے نماز پڑھیں یہ فرماکر مع اصحاب بقیع میں تشریف لائے اور حقتعالے نے حضرت کے سامنے سے حجاب کو اُٹھادیا حضرت نے اسپر نماز پڑھی اور منافقوں نے طعن کیا کہ محمدؐ اس شخص پر نماز پڑھتا ہے کہ نصرانی ہے اور کبھی انکو دیکھا نہیں ہے حقتعالے نے یہ آیت نازل کی چنانچہ فرماتا ہے وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ اور تحقیق بعضے اہل کتاب میں سے لَمَنْ يُؤْمِنُ البتہ وہ شخص ہے کہ ایمان لایا ہی یعنی ہمیشہ ایمان پر ہے بِاللَّهِ ساتھ خدا کے وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ اور ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے طرف تمہارے کہ وہ قرآن ہے وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ اور ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے طرف انکے یعنی توریت اور انجیل کہ خَاشِعِينَ لِلَّهِ ڈرنے والے اور عاجزی کرنیوالے

اور واسطے خدا کے لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ نہیں خرید کرتے وہ ساتھ آیتوں خدا کے یعنی نہیں بدلتے ہیں عوض آیات خدا کے کہ جو کہ توریت میں ہیں
محمدؐ کے اوصاف کے بیان میں ثَمَنًا قَلِيْلًا مول تھوڑے کو جیسا کہ علماء یہود کرتے تھے کہ تحریف کرنے پر رشوتیں لیتے تھے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ خدا کے واسطے
عاجزی کرنے والے اور ڈرنے والے وہ ہیں کہ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ واسطے ان کے اجر ان کا ہے نزدیک پروردگار ان کے کے اِنَّ اللّٰهَ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ تحقیق خدا جلد لینے والا احساب کا ہے یعنی جلدی اور آسانی سے حساب مومنوں کا لیوے گا اور روایت ہے کہ خدا تعالےٰ مومنین کو ایک
مقام میں جمع کرے گا اور بمقدار پلک مارنے کے سب کا حساب لیوے گا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت نجران کے چالیس آدمیوں کے حق اور حبشہ کے تیس آدمیوں کے
اور روم کے آٹھ آدمیوں کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ نصرانی تھے اور پھر مسلمان ہو گئے تھے اور اب سب مسلمانوں کو حکم کرتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے
وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اصْبِرُوْا صبر کرو تم اطاعت پر اور ان سختیوں پر کہ جو تمکو پہنچتی ہیں وَصَابِرُوْا اور صبر کرو تم جہاد پر اور دشمنوں سے لڑنے پر کہ میدان
میں ثابت قدم رہو وَرَابِطُوْا اور تیار رہو تم دشمنانِ دین سے لڑنے کے واسطے اور یا یہ کہ منتظر رہو نماز کے ایک کے بعد دوسرے کے اور یا یہ کہ ربط کرو تم ائمہ معصومین
سے اور مشہور اسکے معنی میں یہ ہے کہ آمادہ اور تیار رہو تم دشمنانِ دین سے لڑنے پر اور گھوڑوں اور ہتھیار رکھنے سے موجود رہو اور گھوڑے اپنی سرحد پر باندھ دو کہ کوئی کافر
ادھر کا قصد نہ کرے اور مرابطہ کا یعنی گھوڑوں کو سرحد پر کھڑا کرنیکا ثواب تو حدیث میں مذکور ہوا ہے لیکن رسولخدا کے زمانہ میں یہ صورت نہ ہوتی تھی کہ گھوڑے سرحدوں پر
باندھے ہوں مگر یہ حکم ہے کہ جہاد کے واسطے اور فقہ کی کتابوں میں بھی اسکا ذکر ہے اور رسولخدا سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرتؐ نے کہ جو کوئی مرابطہ کرے راہ خدا میں
ایکرات اور دن اُس آدمی کی مانند ہو کہ جس نے تمام ماہ رمضان میں روزے رکھے اور تمام راتوں کو عبادت خدا میں گذارا ہو اور خدا تعالےٰ درمیان اُس کے اور درمیان
دوزخ کے سات خندقیں پیدا کرے اور کشادگی ہر خندق کی آسمان اور زمین کی برابر ہو وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے اور پرہیز کرو گناہوں سے لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ ۝ تاکہ تم رستگاری پاؤ اور بہشت کے بلند درجوں کو پہنچو سُوْرَةُ النِّسَآءِ یہ سورہ مدنی ہے کہ مدینہ میں نازل ہوا ہے مگر بعضے کہتے ہیں کہ آیۂ ان اللہ یامرکم ان
تؤدوا الامانات الی اہلہا اور آیۂ ویستفتونک فی النساء یہ دونوں آیتیں مکہ میں نازل ہوئی ہیں اور شمار میں کل آیتیں اس صورت کی ایکسو چھہتر ہیں اور حضرت امیر المومنینؑ نے
فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر جمعہ سورہ نسا کو پڑھے وہ فشار قبر سے محفوظ رہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ اے آدمیو
ڈرو تم پروردگار اپنے سے اسکے حکم کی مخالفت کرنے میں الَّذِيْ وہ خدائے تعالےٰ کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ
پیدا کیا ہے تمکو ایک نفس اور تن سے کہ وہ آدم علیہ السلام ہے وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور پیدا کیا ہے اُس سے جوڑا اسکا کہ وہ حوا ہے وَبَثَّ مِنْهُمَا اور
پھیلایا ان دونوں سے یعنی آدم اور حوا سے رِجَالًا كَثِيْرًا مردوں بہت کو وَّنِسَآءً ۚ اور عورتوں کو اور حضرت آدم کے پیدا ہونے کی کیفیت تو سورہ
بقر میں بیان ہو گئی ہے اور حضرت حوا کے پیدا ہونے کی کیفیت موافق مشہور کے تو یہ ہے کہ وہ حضرت آدم کی جانب چپ کی چھوٹی پسلی سے پیدا ہوئی
ہیں اور بعض روایات بھی اسپر دلالت کرتی ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت حوا حضرت آدمؑ کی پسلی سے پیدا نہیں ہوئی ہیں بلکہ اُس مٹی سے پیدا
ہوئی ہیں کہ جو مٹی حضرت آدم کی پسلی بنکر بچ رہی تھی آدم کا پتلا بنکر جو مٹی باقی رہ گئی تھی اُس مٹی سے خدا نے حوا کو بنایا ہے۔ چنانچہ حضرت امام محمد باقرؑ سے
روایت ہے کہ کسی نے آنحضرت سے سوال کیا کہ حوا کس طرح پیدا ہوئی ہے فرمایا کہ لوگ کیا کہتے ہیں کہا کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت حوا حضرت آدمؑ کی پسلی
سے پیدا ہوئی ہیں فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہیں کیا خدائے تعالےٰ کو قدرت نہ تھی کہ پسلی کے سوا اور کسی چیز سے پیدا کرتا اور فرمایا کہ خبر دی ہے مجھکو میرے
باپ نے اپنے پدران طاہرین سے کہ فرمایا جناب رسولخدا نے کہ خدا نے اپنے دستِ قدرت سے مٹی کو گوندھا اور اس سے آدم کو پیدا کیا اور جو کچھ مٹی اس
میں سے باقی رہ گئی تھی اس سے حوا کو پیدا کیا اور ایک روایت میں حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ کیا خدا عاجز تھا کہ حوا کو آدم کی پسلی سے بنا کر اس کے
بدن ہی کے ٹکڑے کو اسکی جورو بناتا اور اسکی پسلی کے سوا اور کسی چیز سے پیدا نہ کر سکا اور ایسے ہی مشہور ہے کہ حضرت آدم کے نطفہ سے اور حوا کے پیٹ سے
ایکمرتبہ میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی جوڑواں پیدا ہوتی تھی ستر جوڑا اسی طرح پیدا ہوئے اور ایک پیٹ کے پسر کا نکاح دوسرے پیٹ کی دختر سے ہوتا تھا اور بعض روایات بھی اسپر
دلالت کرتی ہیں لیکن وہ روایتیں تقیہ کی ہیں اور امامؑ نے فرمایا ہے کہ یہ کبھی چھوٹے بھائی کا نکاح بہن سے جائز نہیں ہوا اور حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہے کہ

سورۃ النساء

حضرت حوا کی پیدائش اور انسان کی نسل کا سلسلہ

خدا تعالے کو آدم کی نسل جاری کرنی منظور ہوئی تو حضرت حوا سے شیث تنہا کو پیدا کیا اور بعد اسکے یافث تنہا کو پیدا کیا اور شیث کے واسطے حور
نازل کی پنجشنبہ کے روز بعد عصر کے کہ نام اس کا نزلہ تھا اور آدم کو حکم کیا کہ شیث کا نکاح اس سے کرے اور دوسرے روز عصر کے بعد ایک اور حور جنت سے
بھیجی کہ نام اس کا منزلہ تھا اور حکم کیا کہ یافث کا نکاح اُس سے کرے جب اُن دونوں کا نکاح آپسمیں ہوا تو شیث کے بیٹا پیدا ہوا اور یافث کے دختر
پیدا ہوئی اور اُن دونو کے بیٹا اور بیٹی کا نکاح آپس میں ہوا اور اِن دونوں سے نسل پھیلی اور حضرت نوح ان دونو کی اولاد میں سے تھے اور وہ حوریں بعد
جننے کے بہشت کو چلی گئیں اور آدمیں روایتیں بہت مختلف ہیں وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ اور ڈرو تم خدا سے کہ آپسمیں سوال کرتے ہو تم بہ سا تھ
یعنی اُسکی قسم کھا کر بعض تم میں سے بعض کو کہتا ہے کہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے بحق خدا کہ تو یہ کام کر یا مانگتا ہوں میں تجھ سے بحق خدا اور اہل کوفہ نے تساءلون
کو تخفیف سین پڑھا ہے اور باقیوں نے بتشدید سین اور اصل میں یتساءلون ہے دوسری تا سین میں ادغام کیگئی ہے وَالْاَرْحَامَ اور ڈرو تم یگانوں
سے کہ اُنکی قسم کھاؤ وقت سوال کرنے کے آپسمیں اور یا یہ معنی ہیں کہ خدا ایسا بزرگ ہو کہ اسکے واسطے سے آپسمیں اپنی حاجتیں تم طلب کرتے ہو ڈرو اُس کی
مخالفت سے کہ اُسکے حکم کی تعمیل نہ کرو اور ایسے ہی ڈرو تم یگانوں سے کہ اُن سے قطع کرو اور بگاڑ کرو کہ یہ قطع کرنا بڑا ہی سخت گناہ ہے اور حضرت امیرالمومنین
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ملاپ رکھو تم اپنے یگانوں سے اور رشتہ داروں سے اگرچہ سلام علیک ہی ہو اور حدیث قدسی میں خدا تعالے فرماتا ہے کہ میں
رحمان ہوں کہ میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور اپنے نام کو اس میں سے لیا ہے جو کہ رحم سے یعنی یگانہ اور رشتہ دار سے ملاپ رکھے میں بھی اُس سے ملاپ رکھونگا
اور جو کوئی اس سے قطع کرے میں بھی اس سے قطع کروں گا اور حمزہ نے ارحام کو مجرور پڑھا ہے کہ ضمیر مجرور پر عطف کرے اور یہ مذہب نہایت ضعیف ہے اور
باقیوں نے اسکو منصوب پڑھا ہے اتقوا کا یا تساءلون کا مفعول مقرر کرکے اور اس آیت میں خدا نے اپنے ذکر کے ہمراہ رحم کا ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
اُس سے قطع کرنیکا سخت گناہ ہے اور خدا تعالے پر کچھ پوشیدہ نہیں ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ بتحقیق خدا ہے اوپر تمہارے یعنی تمہارے
اعمال کا رَقِیْبًا نگہبان پس چاہئے کہ ہر حال میں اپنے تئیں گناہ سے بچاتے رہو کہ قطع رحم اور سوائے اسکے کوئی گناہ تم سے ہونے پائے اور اب خدا تعالے
یتیموں کے مال کے نہ کھانیکی تاکید کرتا ہے اور اُن کے مالونکی حفاظت کے لئے حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اور دو تم یتیموں کو جس وقت
وہ بالغ تمیزدار ہو جائیں اَمْوَالَهُمْ مال اُنکے کو اور وہ اگر ایسے نہوں تو اُن کے والیوں کو اور اوصیا کو انکے مال دو اور اگر تم اُن کے والی یا وصی ہو تو پہلے
بالغ ہونے انکے کھانے پینے میں خرچ کرو اور تنگی نہ برت کرو اور بیجا خرچ بھی مت کرو اور جسوقت وہ بالغ تمیزدار ہو جائیں تو اُنکے مال اُنکے سپرد کر دو اور کہتے ہیں کہ
والی یتیمونکے اُنکے مالونمیں بیجا تصرف کرتے تھے کہ گوسفند چھوٹے اور دُبلے اپنے انکے گوسفند ونکی ریوڑمیں ملا کر اسکے عوض میں گوسفند فربہ انکے لیتے تھے حقتعالے نے فرمایا
کہ اُن کے مالونمیں تصرف غیر جائز مت کرو وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ اور نہ بدل کرو تم ناپاک مال کو بِالطَّیِّبِ ساتھ پاک مال کے یعنی مال یتیم کا کہ تمپر حرام
کیا ہے خدا نے اور تمہارے واسطے وہ ناپاک اور حرام ہے اپنے مال سے کہ وہ حلال اور پاک ہے تمہارے واسطے اور خدا نے وہ تمپر حلال کیا ہے بدل مت کرو اور یا یہ معنی
ہیں کہ مال یتیم کا کہ تمپر حرام ہے اُسکے کھانے میں جلدی مت کرو پہلے اس سے کہ مال حلال جو تمہارے مقدر کا ہے وہ تمہارے ہاتھ آئے اور کہتے ہیں کہ ایک شخص کہ وہ بنی
غطفان سے تھا بھائی اسکا مر گیا تھا اور ایک بیٹا اُسنے چھوڑا تھا اور یہ اسکا وصی تھا سمجھتے اُسنے اُسکے مال میں تصرف کیا جسوقت بیٹا اسکا بالغ ہوا تو اسنے مال کو
اس سے طلب کیا اور یہ مال کے دینے میں دیر اور تاخیر کرتا تھا اُس لڑکے نے محکمۂ عالیہ رسولخدا میں اپنے مال کی نالش کی یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ
وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اور نہ کھاؤ تم مالوں اُن یتیموں کے کو اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ طرف مالوں اپنے کے یعنی اپنے مالونکو انکے مالونمیں ملا کر ان کے مال مت کھاؤ
اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ کھانا مال یتیم کا یا خیانت کرنی انمیں كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا ہے گناہ بڑا خدا کے نزدیک کہتے ہیں کہ جسوقت اس لڑکے کے چچا نے سنا کہ مال
یتیم کا کھانا بہت بڑا گناہ ہے تو اسیوقت وہ مال اُسنے اس لڑکیکو دیدیا اور کہتے ہیں کہ اس لڑکے نے وہ مال راہ خدا میں دیدیا حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ لڑکیکو ثواب ہوا اور اسکے
باپ پر وبال اسکے جمع کرنے کا ہوا کہ قیامت کے روز افسوس کریگا کہ میرے بعد میں اسکو کیوں ندیا اور کہتے ہیں کہ ایک لڑکی مالدار ایک شخص کے پاس تھی وہ اسکی پرورش
کرتا تھا اور اسکا مال بھی اُسکے قبضہ میں تھا وہ شخص چاہتا تھا کہ اس سے نکاح کرکے اسکا مال خرد برد کرے اور حق زوجیت اور مہر اسکا کچھ دیوے یہ آیت نازل

یتیموں کے مال کھانے کی ممانعت

ہوئی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِنْ خِفْتُمْ اور اگر خوف کرو تم لے والی یتیموں کے اَلَّا تُقْسِطُوْا یہ کہ نہ انصاف اور عدالت کرو تم فِی الْیَتٰمٰی بیچ یتیم عورتوں کے یعنی اگر جانتے ہو کہ بعد نکاح کے یتیموں کے مال کی رعایت نہ کرو گے انصاف و عدالت سے بلکہ انکا مال کھا جاؤ گے اور حقوق اُن کے ادا نہ کرو گے کہ اُن کے حق کا طلب کرنیوالا کوئی نہیں ہے تو فَانْکِحُوْا پس نکاح کرو تم مَا طَابَ لَکُمْ جو کچھ خوش آئے واسطے تمہارے اور پسند ہو اور موافق تمہاری طبیعتوں کے ہو مِنَ النِّسَآءِ عورتوں حلال میں سے سوائے ان یتیم عورتوں کے یعنی اس صورت میں یتیم عورتوں سے اور جو کہ تم پر حرام ہیں اُن سے نکاح مت کرو اور سوائے اُنکے جن عورتوں سے چاہو نکاح کرو مَثْنٰی جس وقت دو دو ہوں وَثُلٰثَ اور تین تین وَرُبٰعَ اور چار چار ہوں یعنی اُن عدد و میں سے جس عدد کو چاہو اختیار کرو اور زیادہ چار سے نکاح دائمی درست نہیں ہے اور مثنیٰ اور ثلٰث اور رباع حال واقع ہوئے ہیں اور غیر منصرف ہیں فَاِنْ خِفْتُمْ پس اگر خوف کرو تم اَلَّا تَعْدِلُوْا یہ کہ نہ انصاف کرو تم کہ ان عورتوں کو برابر نہ رکھو تم نفقہ دینے میں اور اُنکے پاس شب کو رہنے میں تو اس صورت میں فَوَاحِدَةً پس ایک ہی زوجہ ہے اور ایک ہی کو اختیار کرو اور اُس سے زیادہ کی طمع مت کرو اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ یا وہ عورت کہ مالک ہوتے ہیں ہاتھ تمہارے یعنی لونڈی کو اختیار کرو کہ جس کے تم مالک ہوئے ہو اور اسکو اپنے تصرف میں لاؤ جسقدر چاہو اگرچہ چار سے زیادہ ہوں کہ اُنکا نفقہ اور خرچ بہت نہیں ہوتا جیسے کہ آزاد عورتوں کے زیادہ خرچ ہوتے ہیں اور راتوں کی تقسیم بھی اُن میں واجب نہیں ہے ذٰلِکَ یہ یعنی نکاح ایک عورت کا اور لونڈیاں کرنی اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا زیادہ نزدیک ہے اس کے کہ نہ بے انصافی کرو تم کہ ایک عورت سے زیادہ رغبت اور اختلاط رکھو اور دوسرے کے حقوق ادا نہ کرو اور اس مقام میں نکاح دائمی کے اور لونڈیوں کے ذکر کرنے اور نکاح اور متعہ کے ذکر نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ نکاح متعہ جائز نہ ہو اس واسطے کہ ضرور نہیں ہے کہ سب احکام کا بیان ایک ہی جگہ ہو اگر متعہ کا یہاں ذکر نہیں کیا ہے تو کیا مضائقہ ہے دوسری جگہ بعد اسکے ذکر کیا ہے اور سوائے اُس کے یہاں ان عورتوں کا ذکر ہے کہ جنسے انتظام خانہ داری متعلق ہے اور وہ یا تو زوجہ دائمی ہوتی ہے یا لونڈی اور زن متعہ ایسی نہیں ہوتی بلکہ وہ فقط دفع حاجت کے لیے ہوتی ہے اسواسطے اُسکا ذکر یہاں نہیں کیا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اسلام سے پہلے ایام جاہلیت میں عورتوں کی والی مہر کو شوہر سے لیکر اپنے تصرف میں لاتے تھے اور عورتوں کو اس سے محروم رکھتے تھے خدا تعالیٰ نے اس سے منع کیا اور فرمایا کہ وَاٰتُوا النِّسَآءَ اور دو تم عورتوں کو اے والیو عورتوں کے صَدُقٰتِهِنَّ مہر اُن کے جو کہ اُن کے شوہروں سے تمنے لیے ہیں اسواسطے کہ وہ حق اُنکا ہے اور تمہارا کچھ حصہ اُس میں نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس آیت میں خطاب شوہروں کی طرف ہے یعنی اے شوہرو عورتوں کے دو تم عورتوں کو مہر اُن کے اور اُسکے دینے میں مضائقہ مت کرو کہ نِحْلَةً یہ بخشش ہے وہ شوہروں کی اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو شخص نکاح کرے کسی عورت سے اور اسکے مہر کے ادا کرنیکی نیت نہ رکھتا ہو تو وہ شخص خدا کے نزدیک زانی ہے اور جناب رسولخدا سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جو کوئی قرض لیوے اور نیت اسکے ادا کرنیکی نہ رکھتا ہو وہ چور ہے اور جو کوئی کسی عورت سے نکاح کرے اور اسکے مہر کے دینے کی نیت نہ رکھتا ہو وہ زانی ہے اور امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ لائق تر شرطوں کا یہ ہے کہ وفا کرو تم اس چیز کو کہ حلال کیا ہے تمنے اسکے عوض میں فروج کو فَاِنْ طِبْنَ پس اگر خوشی سے دیویں وہ عورتیں لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ واسطے تمہارے کچھ مِّنْهُ نَفْسًا اس مہر میں سے از روئے نفس کے یعنی اپنے نفس کی خوشی اور رضامندی سے کچھ مہر یا کل مہر تمکو بخشدیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے فَکُلُوْهُ پس کھاؤ تم اسکو هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا خوشگوار پچتا ہوا کہ وہ تمکو مباح ہے اور اسکے کھانے میں تمکو کچھ گناہ نہیں ہے کہ اپنی خوشی سے اسنے تمکو بخشا ہے اور نفسًا تمیز واقع ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ کسی شخص نے هنیٓا مریٓا کے معنی کو رسولخدا سے پوچھا فرمایا کہ هنی وہ ہے کہ جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور مری وہ ہے کہ جسمیں درد اور رنج نہ ہو اور روایت ہے کہ ایک شخص امیر المومنین کے پاس آیا اور درد شکم کی اپنے شکایت کی فرمایا کہ اپنی زوجہ سے کچھ مہر بطیب نفس ہبہ کروا لے اور اس مہر کا شہد خرید کر اور آب باراں میں اسکو ملا تاکہ جمع کیا ہو تونے درمیان ہنی اور مری اور برکت شفا کی چنانچہ خدا درد کے لئے فرماتا ہے هنیٓا مریٓا اور شہد کی شفا میں فرماتا ہے فیه شفاء للناس اور آب باراں کی برکت میں فرماتا ہے ونزلنا من السماء ماء مبارکا اور جس وقت کہ برکت اور شفا اور ہنی اور مری جمع ہوں تجھ میں تو شفا پائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس شخص نے موافق ارشاد جناب امیر المومنین کے یہ عمل کیا تو شفا پائی اور پہلے اس سے خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ یتیم بالغ ہو جائیں تم مال اُنکا اُنکو دیدو اور اب فرماتا ہے کہ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ

ازواج کی تعداد اور احکام

اور نہ دو تم بیعقلوں کو اَمْوَالَکُمُ مال اپنے یعنی مال اُن کے کہ جو تمہارے تحت تصرف میں ہیں اور ان بیعقلوں کے مالوں کے تم قابض ہو الَّتِیْ وہ مال کہ جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمْ کیا ہے خدا واسطے تمہارے قِیٰمًا سبب قایم رہنے معیشت کا وہ مال ان کو مت دو حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ وہ یتیم ہیں کہ جن کے مال تمہارے پاس ہیں وہ مال انکو مت دو یہانتک کہ وہ بالغ اور تمیزدار ہو جایں اور جس وقت ایسے ہو جایں تو اس وقت ان کے مال سپرد اُن کے کردو اور کسی نے پوچھا کہ مال ان کے ہمارے مال کیونکر ہو جاینگے فرمایا کہ جس وقت تو انکا وارث ہو اس وقت وہ مال تجھ کو ہی پہنچے گا اور بعضی روایت میں ہے کہ مراد سفہاء سے شراب کے پینے والے ہیں ان کو مال مت دو اور قیٰمًا کو نافع اور ابن عامر نے قیمًا پڑھا ہے بدون الف کے اور کہتے ہیں کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ مال اپنے کہ جو تمہاری ملک ہیں اور سبب تمہاری معاش اور معاد کے ہیں کہ دنیا میں اُن سے گذارا کرتے ہو اور آخرت کے فایدہ کے لئے اُس سے حج اور جہاد کرتے ہو اور راہ خدا میں دیتے ہو ان مالوں کو اپنی زن بیخرد اور فرزند احمق کو مت دو اور انکے سپردست کرو کہ وہ بیوقوفی سے تمہارے مال کو بیجا صرف کرینگے اور تم محتاج ہو جاؤ گے اور روایت بھی اس معنی پر دلالت کرتی ہے ۔ چنانچہ فرمایا ہے حضرت صادق علیہ السلام نے کہ سفہاء سے مراد عورتیں ہیں اور فرزند ہیں پس جسوقت مرد کو علم ہو اور جانتا ہو کہ زوجہ اور فرزند بیخرد ہیں اور مال کے خراب کرنیوالے ہیں تو ان کو سزاوار نہیں کہ اُن دونوں میں سے کسیکو اپنا مال جو کہ سبب اسکی معیشت کا ہے سپرد کرے حاصل یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو مت دو خواہ وہ مال اُنکے ہوں خواہ تمہارے ہوں وَّارْزُقُوْهُمْ اور روزی دو تم انکو یعنی کھانا مقرر کردو تم فِیْهَا بیچ اُن مالوں کے اُنکے واسطے اسقدر کہ جس میں وہ بھوکے نرہیں اور موافق انکے حال کے ہو وَّاكْسُوْهُمْ اور کپڑا دو تم انکو موافق اُن کی حیثیت کے وَقُوْلُوْا لَهُمْ اور کہو تم واسطے اُن کے قَوْلًا مَّعْرُوْفًا بات نیک اور پسندیدہ کہ جسکو سنکر وہ خوش ہوں اور راضی رہیں اور سخ انکو ہو بلکہ اچھے اور نیک وعدے اُنسے کرو مثلاً کہو اگر وہ یتیم ہو کہ یہ مال تیرا میرے پاس ہے اور میں اسکا محافظ ہوں اور تیری طرف سے اُسکا خزانہ دار ہوں اور جس وقت تو بالغ ہو جائیگا تو سب مال تیرا تیرے سپرد کردونگا اور ایسے ہی عورت سے ایسا وعدہ کرے کہ جو وہ خوش ہو جاے وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى اور آزماؤ تم یتیموں کو بالغ ہونیسے پہلے اگر مرد ہے تو خرید و فروخت اور نگہبانی مال سے آزماؤ کہ وہ اپنے فایدہ کو سمجھتا ہے یا نہیں اور اگر عورت ہے تو کاتنے اور سینے اور گھر کے کاروبار سے آزماؤ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ یہانتک کہ جسوقت کہ پہنچیں وہ حد نکاح کو کہ بالغ ہو جایں اور مرد کا بالغ ہونا احتلام یا زیر ناف کے بال اُگنے سے اور اگر ان دونوں میں سے کوئی نہو تو پندرہ برس کی عمر ہونیسے معلوم ہوتا ہے اور عورت کا بالغ ہونا ان دونوں علامتوں سے یا نو برس کے تمام ہونیسے معلوم ہوتا ہے پس جس وقت وہ حد بلوغ کو پہنچ جایں تو اس وقت فَاِنْ اٰنَسْتُمْ پس اگر دیکھو تم مِّنْهُمْ رُشْدًا اُنسے تمیزداری اور راستروی کو خرید و فروخت اور صرف کرنیمیں کہ وہ اپنے مال کے فایدے اور نقصان کو خوب سمجھتے ہیں تو فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ پس دفع کرو تم طرف انکے مال اُنکے کو یعنی اُن کے مال انکو دیدو جو کہ تمہارے پاس ہیں اور اسمیں کچھ تامل نہ کرو اس واسطے کہ بعد بلوغ کے انکے مالوں کو تم اپنے پاس نہیں رکھ سکتے ہو لیکن حدیث میں آیا ہے کہ اگر وہ ایسا ہے کہ مال کو ضایع کرتا ہے اور شراب پیتا ہے اور زنا کرتا ہے تو ابھی اسکو مت دو وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اور نہ کھاؤ تم ان مالوں کو یتیموں کے اور تلف نہ کرو انکو اِسْرَافًا حد سے گذرنیکو اور بیجا وَّبِدَارًا اور جلدی کرکے اَنْ يَّكْبَرُوْا اسسے کہ بڑے ہو جاویں وہ اور اسرافًا اور بدارًا مصدر ہیں اور محل حال میں واقع ہوئے ہیں یعنی مسرفین اور مبادرین اور ان کو مفعول لہ بھی کہا ہے اور یہ احتمال ہے کہ مصدر مفعول بہ ہو بداراً یعنی مبادرین کبرہم یعنی مال یتیموں کے زیادہ حد مقرر سے اور جلدی کرکے اس خوف سے کہ یہ بالغ ہو جاینگے نہ کھاؤ کہ جایز نہیں ہے اور حد مقرر سے مراد یہ ہے کہ موافق احتیاج کے محتاج کو عوض میں نگہبانی مال یتیم کے کھانا جایز ہے وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا اور جو شخص کہ ہووے تونگر والیوں اور اوصیاء میں سے جو کہ نگہبانی یتیم کے مال کی کرتے ہیں تو فَلْيَسْتَعْفِفْ پس چاہیے کہ اپنے تئیں عفت اختیار کرے کہ اپنے تئیں یتیم کا مال کھانیسے نگاہ رکھے کہ بدون عوض اسکی مال کی نگہبانی کرے وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا اور جو شخص کہ ہووے محتاج مال یتیم کی نگہبانی کرنیوالوں میں سے تو فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ پس چاہیے کہ کھاے وہ ساتھ نیکی کے یتیم کے مال میں سے نگہبانی کی عوض میں بقدر حاجت کے اور بقدر ضرورت کے کپڑے کے واسطے بھی لیوے کہ مباح ہے اور یہی ہے نیک اور زیادہ اس سے جایز نہیں ہے اور ایک حدیث میں آیا کہ بعد اسکے اگر اسکے ہاتھ کچھ لگے اور قدرت ہو جاے تو جسقدر اس نے کھایا ہے وہ بھی اسکو واپس کردے فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ پس جب وقت دفع کرو تم طرف انکے مال اُنکے یعنی جس وقت بعد بلوغ انکو دو تم

ان یتیموں کو مال اُن کے جو کہ تمہارے پاس ہیں تو فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ پس گواہ مقرر کرو تم اوپر ان کے یعنی اگر یتیموں کا مال دیدو تو ان کے
قبض کر لینے کے اقرار پر گواہ مقرر کر لو کہ وہ اسکے اقرار کو سنکر اسکے گواہ رہیں اور تم میں اور اُن میں جھگڑا ہو تو وہ گواہ اسکے اقرار کرنے قبض مال کے گواہی دیں
وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا اور کافی ہے خدا حساب لینے والا قیامت کے روز یعنی یہ گواہ مقرر کرنے اسواسطے ہیں کہ دنیا میں تمہارا آپسمیں جھگڑا ہو کہ تم
کہو ہمنے مال کو دیدیا ہے اور جن کو دیا ہے وہ کہیں ہم نے نہیں لیا ہے اور گواہونکی گواہی دینے سے جلد فیصلہ ہو جائے اور جو شخص کہ خائن اور غاصب ہے
یا دروغ دعوے کسی پر کرتا ہے پس اس سے خدا قیامت کے روز سمجھ لیگا پس مخالفت اس کے حکم کی مت کرو اور کہتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں اسلام کے
پہلے حالت عرب کی یہ تھی کہ عورتوں کو اور خوردسال لڑکوں کو میراث نہیں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ مال اس شخص کو دیا جائے کہ دشمن سے جنگ کرے جس وقت
رسولخدا ہجرت کر کے مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو یہی قانون وہاں جاری تھا ایک عورت رسولخدا کے پاس آئی اور کہا کہ یا رسولخدا شوہر میرا مر گیا اور تین
لڑکیاں اُسنے مجھسے بعد اپنے چھوڑی ہیں اور مال بہت اُسنے چھوڑا ہے اور اس کے چچا کے بیٹے مال کو اپنے تصرف میں لائے ہیں حضرت نے انکو طلب کیا
اور حال کو اُن سے دریافت کیا اُنھوں نے عرض کی کہ یا رسولخدا ہماری قوم میں یہ قانون جاری ہے کہ عورتونکو اور لڑکونکو ہم میراث میں حصہ نہیں
دیتے ہیں اور مال اُنکے واسطے ہی جو کہ دشمن کو دفع کرے حقتعالے نے یہ آیت نازل کی کہ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ واسطے مردوں کے حصہ ہی خواہ بڑے
ہوں خواہ چھوٹے ہوں مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ اسمیں سے کہ جو چھوڑا ہے والدین نے اور قریبونے یعنی جو مال کہ باپنے یا ماں نے
چھوڑا ہے اس میں مردونکا حصہ ہے کہ وہ اولاد انکی ہیں خواہ وہ مرد عمر میں بڑے ہوں یا چھوٹے ہوں اور ایسے ہی رشتہ دار ونکے مال میں چھوٹے اور بڑے
مردونکا حصہ ہے وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ اور واسطے عورتونکے حصہ ہے خواہ چھوٹی ہوں خواہ بڑی ہوں مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ
اسمیں سے کہ چھوڑا ہے والدین نے اور قریبونے یعنی مرد و عورت سب حصہ پاتے ہیں اس مال اور جائداد میں سے کہ جو کہ باپ یا ماں نے یا کسی رشتہ دارنے بعد اپنے چھوڑا ہے
مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اس چیز میں سے کہ کم ہے اس سے اَوْ كَثُرَ یا بہت ہے یعنی وہ مال جو اُنھوں نے بعد اپنے چھوڑا ہے تھوڑا ہو یا بہت سب میں حصہ پاوینگے نَصِيْبًا
مَّفْرُوْضًا حصہ مقرر کیا گیا اور معین جو کہ فرائض کی کتابوں میں لکھا ہے یعنی مرد اور عورت دونوں حصہ معین جو کہ شارع نے مقرر کیا ہے باپکے اور ماں کے اور
قریبوں کے سب مال میں سے پاوینگے وہ مال تھوڑا ہو یا بہت ہو مگر افسوس ہے کہ فاطمہ زہرا علیہا السلام نے اپنے باپکے مال میں حصہ نہ پایا اور بالکل محروم
رکھیں اور حال یہ ہے کہ وہ بھی نسا میں داخل تھیں اور خارج نسا سے نہ تھیں مخالف قرآن کے ایک روایت بنا کر اس مظلومہ کو اس کا حق نہ دیا اور نصیبًا حال
واقع ہوا ہے اور بعد نازل ہونے اس آیت کے رسولؐ نے ان لوگونکو بلا کر اس مرنیوالیکے بیٹیونکو حصہ دلایا اور اب خدا اس جماعت کا ذکر کرتا ہے کہ انکو مال میں سے
حصہ دینا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اور جسوقت حاضر ہوں تقسیم ہونیکو یعنی جسوقت حاضر ہوں وقت تقسیم ہونے میراث کے
اُولُوا الْقُرْبٰى رشتہ دار میت کے وَالْيَتٰمٰى اور یتیم لڑکے کہ میراث سے بیگانہ ہوں وَالْمَسٰكِيْنُ اور محتاج لوگ فَارْزُقُوْهُمْ پس روزی دو تم
انکو کچھ مِّنْهُ اس مال میراث میں سے یعنی اگر وقت تقسیم میراث کے یہ لوگ آجائیں تو اسمیں سے کچھ ان کو بھی دو کہ دل انکے خوش ہو جائیں وَقُوْلُوْا لَهُمْ اور کہو تم
واسطے انکے قَوْلًا مَّعْرُوْفًا بات نیک کہ باعث انکی خاطر کی خوشی کا ہو کہ انکے واسطے دعائے خیر کریں اور انکو دیویں تو احسان اپنا اُن پر نہ رکھیں اور کہتے ہیں کہ یہ آیت
منسوخ ہے میراث کی آیت سے لیکن انکا وجوب منسوخ ہے نہ جواز اور استحباب اب خدا بیان کرتا ہے کہ تمکو چاہئے کہ یتیموں پر مہربانی کرو اس امر کا خوف کر کے کہ اگر تمہاری
اولاد تمہارے پیچھے باقی رہجائیں تو ان پر کوئی مہربانی کرے اور رحم کھائے چنانچہ فرماتا ہے وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ اور چاہئے کہ ڈریں خدا سے وہ لوگ کہ
لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ اگر چھوڑیں وہ پیچھے اپنے ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا اولاد ناتوان اور عاجز کو کہ ذرا سے بچہ ہوں خَافُوْا عَلَيْهِمْ خوف کریں
اوپر انکے بے توشہ ہونے اور ضائع ہونے یعنی جیسا کہ تم اپنی اولاد کے واسطے نہیں چاہتے ہو کہ تمہارے بعد یہ ضائع ہو جائیں کوئی ان پر رحم نہ کرے ایسی ہی تم اپنی اولاد کے
بے سہارے اور عاجز رہجانیکا خوف کر کے لوگونکے یتیموں پر شفقت اور مہربانی کرو کہ بعد تمہارے یتیموں پر مہربانی کریں فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ پس چاہئے کہ ڈریں اب خدا سے یتیموں کو
آزار دینے میں وَلْيَقُوْلُوْا اور چاہئے کہ کہیں یتیموں سے قَوْلًا سَدِيْدًا بات درست جیسے کہ اپنی اولاد سے کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ جسوقت لوگ کسی کے

مرنے کے وقت سے پہلے جاتے تھے تو اُس سے کہتے تھے کہ تو اپنا سب مال خرچ کر ڈال تیری اولاد کا خدا ضامن ہے اور پرورش کرنے والا ہے خدا نے اسکو منع
کیا اور وہ آیت نازل کی اور اب خدا مال یتیموں کا بے وجہ شرعی کھانے سے منع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی
تحقیق جو لوگ کھاتے ہیں مال یتیموں کے اور تلف کرتے ہیں ظُلۡمًا ظلم سے یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی یظلمونھم ظلماً ہے اور یا تمیز ہے یعنی جو
لوگ کہ کھاتے ہیں مالونکو یتیمونکے از روئے ظلم کے اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ سوائے اسکے نہیں کہ کھاتے ہیں وہ بیچ پیٹوں اپنے کے نَارًا آگ کو یعنی پُر کرتے
ہیں اپنے پیٹونکو ایسی چیز سے کہ وہ اُنکو طرف آتش دوزخ کے کھینچتی ہے وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا اور قریب ہے کہ داخل ہوں اور جلیں وہ لوگ آگ میں حضرت ع ۱ ۱۲
امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب رسولخدا نے کہ حقتعالے قیامت کے روز ایک قوم کو اُٹھائیگا کہ آگ اُن کے مونہونکے اندر سے نکلتی ہوگی
قیامت کے لوگ کہینگے کہ یہ لوگ کون ہیں ندا آئے گی کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ مال یتیموں کے ظلم سے کھاتے تھے اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ
شب معراج میں جو آسمانوں پر گیا تو ایک قوم کو مینے دیکھا کہ آگ اُنکے مونہوں میں داخل ہوتی ہے اور پیچھے سے نکلتی ہے مینے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں کہا کہ جو ظلم سے
مال یتیمونکے کھاتے ہیں اور دوسری روایت میں حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ کھانیوالا مال یتیم کا قریب ہے کہ مال اسکا اسکو پہنچے دنیا میں اور آخرت میں دونوں میں اور
امام رضاؑ نے فرمایا ہے کہ کھانیوالا مال یتیم کا تھوڑا ہو یا بہت ہو آتش دوزخ میں داخل ہوگا اور یتیم کے مال کے کھانے میں دو عذاب ظاہر ہیں ایک تو اُن میں سے
عذاب دنیا ہے کہ قسم قسم کی بلاؤں میں مبتلا ہو اور آخرت میں واسطے اُسکے آتش سوزاں دوزخ کی ہے اور اب خدا تعالےٰ میراث کے حصوں کو بیان کرتا ہے اور
سبب اسکا یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں اسلام سے پہلے جو لوگ کہ زبردست تھے قبیلہ میں وہ میراث کو لیتے تھے اور باقی کے لوگ محروم رہتے تھے اس واسطے
خدائے تعالےٰ تفصیل حصوں کی بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ یُوۡصِیۡکُمُ اللّٰہُ فِیۡۤ اَوۡلَادِکُمۡ وصیت کرتا ہے تم کو خدائے تعالےٰ بیچ اولاد
تمہاری کے اگر کوئی مرجائے اور اولاد کو بعد اپنے چھوڑے تو لِلذَّکَرِ واسطے مرد کے یعنی واسطے پسر کے مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ مانند حصہ دو
عورتوں کے ہے یعنی مانند حصہ دو دختروں کے ہے حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی مرجائے اور بعد اپنے اولاد کو چھوڑے تو پسر کا حصہ دختر کے حصہ سے دو چند ہوگا
یعنی دو دو حصے پسروں کے ہونگے اور ایک ایک حصہ دختران کا ہوگا اور یہ خطاب کل بندوں کی طرف ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھی
اور امت کی طرف بھی البتہ اگر قل کا لفظ اسکے پہلے ہوتا تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خطاب میں شریک نہ ہوتے اور اب وہ حضرت بھی اس
خطاب میں شریک ہیں اور ان حضرت کے خارج کرنے کی اس خطاب سے کوئی وجہ نہیں ہے اور مرد کے حصہ کے دو چند ہونے کی وجہ عورت کے حصہ سے
حدیث میں مذکور ہوئی ہے کہ مرد کے ذمہ جہاد کرنا ہے اور نفقہ عیال کا ہے اس واسطے حصہ اس کا عورت کے حصہ سے دو چند ہوا فَاِنۡ کُنَّ
پس اگر ہوویں اولاد مرنے والے کے سارے نِسَآءً عورتیں اور پسر اس کے اولاد میں کوئی نہووے اور وہ عورتیں اولاد اُس مرنے والے کی
فَوۡقَ اثۡنَتَیۡنِ زیادہ دو سے ہوں یا دو ہی ہوں تو فَلَہُنَّ پس واسطے ان عورتوں کے ثُلُثَا مَا تَرَکَ دو تہائی اُس کا ہے کہ جو چھوڑا ہے
اس مرنیوالے نے اور ایک تہائی جو باقی رہا ہے وہ بھی اُن دختروں ہی کو بطور رد کے پہنچیں گے اگر باپ اور ماں یا اور کوئی وارث انکے ہمراہ نہوگا وَ
اِنۡ کَانَتۡ اور اگر ہووے وہ وَاحِدَۃً ایک دختر اور اہل مدینہ نے اسکو مرفوع پڑھا ہے اور اِنۡ کَانَتۡ کی ضمیر مولودہ کی طرف پھرتی ہے کہ اسکو تاویل کرکے نکالا
ہے یعنی اگر مرنیوالے کی اولاد میں فقط ایک دختر ہو اور ایک دختر سے زیادہ نہو تو فَلَہَا النِّصۡفُ پس واسطے اس دختر کے آدھا مال مرنیوالے کا ہے اور نصف
باقی کا بھی بطور رد کے اسی دختر کو پہنچے گا اگر کوئی اور وارث ہمراہ اسکے نہوگا اور اب خدائے تعالےٰ ماں اور باپ کے حصونکو بیان کرتا ہے چنانچہ
فرماتا ہے کہ وَ لِاَبَوَیۡہِ اور واسطے والدین اس مرنے والے کے اور مرجع ابویہ کا اگرچہ مذکور نہیں ہے لیکن سیاق آیت کا دلالت کرتا ہے کہ وہ میت
کا لفظ ہے یعنی اگر کوئی مرجائے اور اپنے باپ اور ماں کو بعد اپنے چھوڑے تو لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡہُمَا السُّدُسُ واسطے ہر ایک کے ان دونوں میں سے چھٹا حصہ ہے
مِمَّا تَرَکَ اس میں سے کہ چھوڑا ہے اس مرنے والے نے بعد اپنے مال یا جائداد کو لیکن یہ چھٹا حصہ ماں کے واسطے اور چھٹا حصہ باپ کے واسطے اس صورت
میں ہے کہ اِنۡ کَانَ لَہٗ وَلَدٌ اگر ہووے واسطے اس مرنیوالے کے فرزند ایک یا زیادہ ایک سے مرد ہو یا عورت ہو یعنی اگر کوئی شخص مرجائے اور

باپ اور ماں کو دونو کو یا ایک کو اُن میں سے اور اولاد کو بعد اپنے چھوڑے خواہ وہ اولاد مرد ہوں خواہ عورتیں ہوں اور خواہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں
تو کل ترکہ میں سے اس مرنیوالے کے چھٹا حصہ باپ کا ہے اور چھٹا حصہ ماں کا ہے اور اگر ان دونو میں سے ایک ہی شخص ہی خواہ باپ خواہ ماں تو اُسکا بھی چھٹا ہی حصہ ہے اور
باقی کا ترکہ اولاد کا حق ہے خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہو اور اگر اولاد میں فقط ایک دختر ہے تو اسکو نصف پہنچیگا اور چھٹا حصہ باپ کو
اور چھٹا ہی حصہ ماں کو اور اگر ان کو دیکر کچھ باقی رہجاییگا تو وہ بھی بطور رد کے انکو ہی پہنچیگا ہر ایک کے حصہ کے موافق اور اگر اولاد میں عورت و مرد دونو ہیں
تو مرد کے دو حصہ ہونگے اور عورتکا ایک حصہ ہوگا اور اگر کل مرد ہیں یا کل عورتیں ہیں تو برابر آپسمیں تقسیم کرلینگی فَاِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ پس اگر نہو
واسطے اس مرنیوالے کے فرزند نہ بیٹا نہ بیٹی اور فقط باپ اور ماں دونو ہوں وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ اور وارث ہوں اس مرنیوالے کے باپ اور ماں اُسکے
تو فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ پس واسطے ماں اس مرنیوالے کے تہائی حصہ ہے اور باقی کا مالک باپ ہے اور حمزہ اور کسائی نے فلامہ کو ہمزہ اور میم کے کسرہ پڑھا ہے
اور یہ تہائی حصہ ماں کو اس صورتمیں پہنچتا ہے کہ مرنیوالے کے بعد کوئی بہن اور بھائی اُس مرنیوالے کا زندہ نہو فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ پس اگر ہوں واسطے
اس مرنیوالے کے بھائی بہن یعنی دو بھائی یا ایک بھائی اور دو بہنیں یا چار بہنیں اور اس سے کم نہوں تو فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ پس واسطے ماں اس مرنیوالے
کی چھٹا حصہ ہے اس مرنیوالے کے ترکہ میں سے ہر چند اس صورتمیں مرنیوالے کے بھائی اور بہن کو تو مرنے والے کے ترکہ میں سے کچھ نہیں پہنچتا ہے لیکن بھائی اور بہن
کے ہونیسے ماں کا حصہ تہائی سے چھٹا ہوجاتا ہے اور اگر مرنیوالا بھائی اور بہن اپنے میں سے کسیکو نہ چھوڑے تو اس صورتمیں البتہ ماں کو مرنیوالے کے ترکہ میں سے
تہائی حصہ پہنچیگا اور ماں کے تہائی حصہ میں سے چھٹا حصہ ہوجانے میں کئی شرطیں دو بھائی ہونے یا ایک بھائی اور دو بہن ہونے یا چار بہن ہونے سوائے
اور بھی ہیں ایک تو یہ کہ وہ بھائی اور بہن میت کے اعیانی ہوں کہ میت کے اور بھائی اور بہن کے اور باپ اور ماں دونو ایک ہوں یا علاقی بھائی
اور بہن ایسے ہوں کہ میت کا اور ان کا باپ تو ایک ہو اور ماں میت کی وہ نہو کہ جو بھائی اور بہن کی ماں ہے اور وہ بھائی اور بہن اخیافی میت
کے نہوں کہ اگر اخیافی ہوں گے تو تہائی حصہ سے چھٹا حصہ ماں کا نہو جائیگا اور اخیافی بھائی بہن وہ ہیں کہ ماں اُنکی تو ایک ہو اور باپ علیحدہ
علیحدہ ہوں اور دوسری یہ کہ باپ بھی ہمراہ ماں کے موجود ہو اور اگر فقط ماں ہوگی اور باپ نہو گا تو ماں کا حصہ تہائی سے چھٹا نہو جائیگا اور تیسرے
یہ کہ بھائی اور بہن کافر اور غلام کسی کے نہوں جس وقت ماں آزاد ہو اور چوتھے یہ کہ میت کے مرنیسے پہلے بھائی اور بہن پیدا ہو چکے ہوں اور
اسکے مرنیکے وقت حمل میں نہوں کہ اگر حمل میں ہونگے تو تہائی حصہ کو چھٹا حصہ نہ کرسکیں گے اور پانچویں یہ کہ وقت مرنے اس میت کے بھائی اور
بہن زندہ ہوں اور اگر میت سے پہلے ہی مرگئے ہوں تو تہائی حصہ کو ماں کے چھٹا حصہ نہ کرسکیں گے چھٹا حصہ نہ کرسکینگے اور چھٹے یہ کہ بھائی اور بہن قاتل میت کے
نہوں اور اگر قاتل ہونگے اسکی تو تہائی حصہ کو ماں کے چھٹا حصہ نہ کرسکینگے اور یہ حصے جو خدا تعالےٰ نے اولاد کے اور باپ ماں کے بیان کئے ہیں مِنْۢ بَعْدِ
وَصِيَّةٍ پیچھے وصیت کے ہیں کہ يُّوْصِيْ بِهَاۤ وصیت کیجائے ساتھ اُسکے اور ابن کثیر نے اور ابوبکر نے عاصم سے یوصی کو بفتح صاد پڑھا ہے اور باقیوں نے
صاد کے کسرے پڑھا ہے یعنی پیچھے وصیت کے کہ وصیت کرے وہ میت ساتھ اُسکے اَوْ دَيْنٍ یا پیچھے دین سے اگر وہ مرنے والا ذمہ اپنے کچھ دین رکھتا ہے اور حاصل یہ ہے
کہ اگر کوئی مرجائے اور کچھ مال بعد اپنے چھوڑے تو پہلے اسکے مال میں سے کفن اسکا دیا جائیگا اور اگر کفن دیکر کچھ باقی ہے تو اُس مُردے کا قرض اسمیں سے ادا کیا جائیگا
اور اگر وہ ذمہ اپنے قرض رکھتا ہے اور اگر اُسکا قرض ادا کرکے کچھ باقی ہے تو بعد اسکے دیکھینگے اگر اس مرنیوالے نے کسیکو کچھ دینے کی وصیت کی ہے اور وہ وصیت تہائی
مال سے زیادہ کی نہیں ہے تو وصیت کو ادا کریں گے اور اگر تہائی مال سے زیادہ مال کے دینے کی وصیت کی ہے تو بدون اجازت وارثوں کے تہائی مال سے زیادہ وصیت
میں نہ دینگے اور بعد ادا کرنے وصیت کے جو کچھ باقی رہے گا اسکو سب وارث آپسمیں تقسیم کرلیں گے اور قرض اور وصیت سے پہلے وارثوں کا کچھ حق نہیں ہے میت
کے ترکہ میں اور اگر باپ تنہا کو چھوڑا ہے تو وہ کل ترکہ کا مالک ہوگا اور اگر ماں تنہا کو چھوڑا ہے تو وہ بھی کل ترکہ کی مالک ہوگی اور اب خدا بیان کرتا ہے کہ
جتنے یہ حصے انکی تعیین کی ہے کہ کسی کو زیادہ پہنچایا ہے اور کسی کو کم پہنچایا ہے تم اسکے فائدہ سے واقف نہیں ہو چنانچہ فرماتا ہے کہ اٰبَآؤُكُمْ باپ تمہارے
وَاَبْنَآؤُكُمْ اور پسر تمہارے لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ نہیں جانتے ہو تم کہ کون نہیں زیادہ نزدیک ہے لَكُمْ نَفْعًا واسطے تمہارے از روئے نفع کے

فائدہ میں باپ یا بیٹا اور نفعاً تمیز واقع ہوا ہے یعنی تم نہیں جانتے ہو کہ وارثوں میں سے وہ کونسا ہے کہ جسکا نفع دنیا اور آخرت میں تمکو زیادہ پہنچتا ہے اور ہم جانتے
ہیں اسواسطے ہمنے حصوں میں تفریق کی ہے کہ کسیکو زیادہ پہنچتا ہے اور کسیکو کم پہنچایا ہے اور بعضوں کو محروم رکھا ہے فرض کیا گیا ہے فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ فرض کرنا
اور مقرر کرنا کہ ثابت ہے جانب خدا سے فریضۃ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور حال بھی ہو سکتا ہے وہ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا تحقیق کہ خدا ہے جاننے والا ہر ایک مرتبہ اور
مصلحت کا وارثوں میں سے حَكِيمًا حکم کرنیوالا حصوں کی مقدار کا موافق حکمت کے اور اب خدا ازواج کے حصوں کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَكُمْ اور واسطے تمہارے
حصہ ہوئے مردو نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ آدھا اسکا کہ چھوڑا ہے جوروؤں تمہاری نے إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ اگر نہووے واسطے انکے فرزند
پسر و دختر تسے نہ دوسرے شوہر سے نہ ایک ہو نہ زیادہ ہو نہ تمہارے نطفہ سے نہ تمہاری اولاد کے نطفے اور شکم سے اور باقی کا ترکہ اس مرنیوالیکا وارثان نسبی کو پہنچیگا
فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ پس اگر ہو واسطے ان کے فرزند اسی صورت سے جیسے کہ بیان ہوا ہے تو اسوقت فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ پس واسطے تمہارے چوتھائی
حصہ ہے اس میں سے کہ چھوڑا ہے ان بیبیوں نے تمہاری یعنی اگر زوجہ کسیکی مرجائے اور شوہر کو اور اولاد کو بعد اپنے چھوڑے اور وہ اولاد ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہو پسر ہو یا دختر ہو
اس شوہر سے ہو یا دوسرے شوہر سے تو اس صورت میں شوہر کو حصہ چہارم زوجہ کے ترکہ میں سے پہنچیگا اور باقی کا اولاد کو پہنچیگا حاصل اسکا یہ ہے کہ اگر کوئی عورت مرجائے
اور اپنے شکم سے اولاد کو نہ چھوڑے نہ اس شوہر سے نہ دوسرے شوہر سے اور سوائے اولاد کے کسی اور وارث کو چھوڑے یا نہ چھوڑے تو اس صورت میں شوہر کو آدھا پہنچیگا
زوجہ کے ترکہ میں سے اور اگر اس عورت نے بعد اپنے اولاد بھی چھوڑی ہے ہمراہ شوہر کے اس شوہر سے یا پہلے شوہر سے تو اس صورت میں شوہر کو چوتھائی حصہ پہنچیگا زوجہ کے ترکہ میں سے
اور باقی کا اور وارثوں کو پہنچیگا مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ پیچھے وصیت کے يُوصِينَ بِهَا کہ وصیت کریں ساتھ اسکے وہ عورتیں تمہاری أَوْ دَيْنٍ یا پیچھے قرض سے اگر ذمہ
اپنے چھوڑ گئے ہوں یعنی یہ آدھا یا چوتھائی تمکو اپنی اپنی زوجہ کے ترکہ میں سے بعد ان کے قرض اور وصیت کے ادا کرنیکے پہنچتا ہے اگر قرض اور وصیت کو ادا کرکے انکا مال میں سے
کچھ باقی رہے اور اگر قرض اور وصیت کے ادا کرنیکے بعد کچھ باقی نہ رہے تو تمکو اور دوسرے وارثوں کو کچھ نہ پہنچیگا وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اور واسطے ان جوروؤں تمہاری کے
چوتھائی حصہ ہے اس میں سے کہ چھوڑا ہے تمنے بعد اپنے کچھ مال اور جائداد سوائے زمین کے إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ اگر نہو واسطے تمہارے نہ فرزند نہ پسر نہ دختر نہ اس زوجہ
سے نہ دوسری زوجہ سے فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ پس اگر ہوئی واسطے تمہارے فرزند کہ تمنے بعد اپنے چھوڑا ہو پسر ہو یا دختر ہو ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہو اس زوجہ سے
یا دوسری زوجہ سے تو فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم پس واسطے ان بیبیوں تمہاری کے آٹھواں حصہ ہے اس میں سے کہ چھوڑا ہے تمنے بعد اپنے کچھ مال سوائے زمین کے کہ شوہر
کی زمین میں سے زوجہ کو کچھ نہیں پہنچتا ہے اور اس مسئلہ میں درمیان علماء کے اختلاف ہے بعضے تو کہتے ہیں کہ زوجہ صاحب فرزند کو زمین سے حصہ پہنچتا ہے اور بعضے کہتے
ہیں کہ نہیں پہنچتا اس صورت میں احوط یہ ہے کہ زوجہ اور دوسرے وارث آپسمیں مصالحہ کرلیں اور زوجہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ سب اس چوتھے اور آٹھویں حصہ میں شریک
ہونگے اس سے زیادہ انکو نہ پہنچیگا اور پہنچنا حصہ کا انکو مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ پیچھے وصیت سے ہے کہ تُوصُونَ بِهَا وصیت کرو تم ساتھ اسکے أَوْ
دَيْنٍ یا پیچھے قرض کے یعنی یہ حصہ زوجہ کو تمہارے مال میں سے اسی وقت دیا جائیگا کہ جسوقت تمہارے پہلے قرض کو اور وصیت کو تمہاری ادا کرینگے اور
اور قرض اور وصیت کے ادا کرنیکے بعد کچھ باقی رہیگا تو اس میں سے زوجہ کو آٹھواں حصہ دیں گے اور اگر تم قرض اپنے ذمہ نہیں رکھتے ہو اور کسیکو وصیت کی ہے تو کل مال میں
سے زوجہ کو حصہ دیا جائے گا چہارم آٹھواں اور باقی کا اور وارثوں کو پہنچے گا اور اب خدا بھائی اور بہن کے حصہ کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَإِن
كَانَ رَجُلٌ اور اگر ہووے کوئی مرد یا مردہ ایسا کہ يُورَثُ میراث لیجاتی ہے اس سے كَلَالَةً از روئے کلالہ کے اور کلالہ باپ اور بیٹے کے غیر کو
کہتے ہیں جانب عرض کے قریب کو نہ جانب طول کے قریب کو جیسے کہ بھائی اور بہن کہ یہ جانب عرض کے قریب ہیں اور کلالہ حال واقع ہوا ہے یا تمیز ہے اور کان
تامہ ہے اور اگر ناقصہ ہو تو یورث اسکی خبر ہو جائیگی کلالہ بھی اسکی خبر ہو سکتا ہے اور کلالہ مفعول لہ بھی ہو سکتا ہے یعنی اگر کوئی مرجائے اور وارث اسکے بھائی اور
بہن ہیں أَوِ امْرَأَةٌ یا عورت ہووے کہ میراث لیجائے اس سے باعتبار کلالہ کے اور بھائی بہن اسکے وارث ہوں وَلَهُ اور واسطے اس مرد یا عورت مرنے
والیکے أَخٌ بھائی مادری ہو کہ ماں انکی اور انکی ایک ہو اور باپ دونوں کے علیحدہ علیحدہ ہوں أَوْ أُخْتٌ یا بہن مادری ایسی ہی تو فَلِكُلِّ وَاحِدٍ
مِّنْهُمَا السُّدُسُ پس واسطے ہر ایک کے ان دونوں بھائی یا بہن میں سے چھٹا حصہ ہے یعنی بھائی کے واسطے بھی چھٹا حصہ ہے اور واسطے بہن کے بھی چھٹا

حصہ تو برابر اگر بعد اپنے فقط بھائی مادری کو چھوڑے یا فقط بہن مادری کو چھوڑے یہ حصہ اسکا فرض ہے اور باقی کا ترکہ بھی انکو بطور رد کے پہنچیگا اگر برادران پدری مادری یا پدری ہوں گے اور اگر ہونگے تو باقی کا ان کو پہنچیگا فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ پس اگر ہوں وہ بھائی یا بہن مادری اکثر اس سے یعنی ایک سے زیادہ ہوں فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ پس وہ شریک ہیں بیچ تہائی حصہ کے یعنی اگر کوئی مرجاے مرد یا عورت اور وہ اپنی بھائی بہن دونوکو چھوڑے یا فقط بھائیوں کو چھوڑے یا فقط بہنوں کو چھوڑے کہ یہ تینوں قسم ایک سے زیادہ ہوں اور سب مادری ہوں تو اس صورت میں انکو تہائی حصہ ملیگا مرد اور عورت سب آپس میں برابر تقسیم کر لینگے اور باقی کا ترکہ بھی انکو بطور رد کے پہنچیگا اگر برادران پدری مادری یا پدری ہونگے اور اگر ہونگے تو انکو پہنچیگا مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ پیچھے وصیت کے يُّوْصٰى بِهَآ وصیت کیجاتی ہے ساتھ اسکے اور اَوْ دَيْنٍ یا پیچھے قرض سے اگر وہ مرنیوالا اپنے ذمہ کچھ قرض رکھتا ہو غَيْرَ مُضَآرٍّ سے جس وقت کہ ضرر پہنچانیوالا ہو وہ مرنیوالا وارثوں کو وصیت میں کہ تہائی مال سے زیادہ کے دینے کی کسیکو وصیت کرے یا ایک وارث کو سارے مال کے دینے کی وصیت کرے اور باقیوں کو محروم رکھے یا قرض میں ضرر پہنچاے کہ ناحق کسی کے واسطے اقرار قرض کا کر جاے یہ تقسیم میراث کی اسطرح سے وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وصیت کرنا خدا کیجانب سے کہ مقدار حصوں کی تمہارے واسطے بیان کر دی ہے اور وصیۃ مفعول مطلق ہے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ اور خدا جاننے والا ہے تمہارے نفع اور ضرر کا حَلِيْمٌ بردبار ہے کہ جلدی گنہگاروں کو عذاب نہیں کرتا ہے تاکہ آیندہ کو توبہ کریں وہ تِلْكَ وہ احکام کہ جو اس سورہ میں بیان ہوئے ہیں حُدُوْدُ اللّٰهِ حدیں ہیں خدا کی مقرر کیگئی واسطے بندوں کے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو شخص کہ فرمانبرداری کرے خدا کی اور پیغمبر اسکے کی کہ انکی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز نہ کرے اور ان حدوں سے بڑھے نہیں کہ جو کچھ اسکا حکم ہے اسکے مطابق عمل کرے تو يُدْخِلْهُ داخل کریگا خدا اسکو جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ان بہشتوں میں کہ جاری ہیں نیچے درختوں یا محلوں انکے سے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا کہ ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ ان بہشتوں کے وَذٰلِكَ اور یہ یعنی ہمیشہ بہشتوں میں رہنا الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ وہ مراد پانا بڑا اور رستگاری بزرگ ہے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو شخص کہ نافرمانی کرے خدا کی اور اسکے پیغمبر کی وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ اور گذر جاے حدوں اسکی سے جو کہ اسنے مقرر کی ہیں کہ وہ احکام حلال اور حرام کے ہیں تو يُدْخِلْهُ نَارًا داخل کریگا اسکو آتش دوزخمیں کہ خَالِدًا فِيْهَا ہمیشہ رہنے والا ہے وہ بیچ آتش دوزخ کے اگر حلال کو حرام جانتا ہو اور حرام کو حلال جانتا ہو وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ اور واسطے اسکے عذاب ہے خوار کرنیوالا اور خدا بدکار عورتوں کا حکم بیان کرتا ہے کہ جو ابتداے اسلام میں تھا اور بعد اسکے منسوخ ہو گیا کہ وَالّٰتِيْ اور وہ عورتیں کہ خواہش نفس سے يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ آتی ہیں بدکاری سخت کو کہ وہ زنا کرتی ہیں مِنْ نِّسَآئِكُمْ عورتوں تمہاری میں سے کہ وہ عورتیں شوہردار ہیں فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ پس گواہ طلب کرو تم اوپر ان عورتوں کے ان کے زنا کرنے پر احکام شرع کے اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ چار اپنے میں سے کہ وہ مومنین اور بالغ اور عادل اور عاقل ہوں اور وہ انکے زنا کی گواہی دیں فَاِنْ شَهِدُوْا پس اگر گواہی دیویں وہ چار مرد انکے زنا پر تو فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ پس تھام رکھو اور نگاہ رکھو تم ان عورتوں بدکاروں کو گھروں میں کہ گھروں میں انکو بند رکھو اور باہر نہ نکلنے دو حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ یہاں تک کہ روح قبض کرے انکی موت یعنی ملک الموت انکی جان کو نکال لیوے کہ وہ گھروں ہی میں پڑی ہوئی مرجائیں اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ یا کردے خدا یعنی پیدا کرے لَهُنَّ سَبِيْلًا واسطے ان عورتوں کے کوئی سبیل انکے نجات کی یعنی کوئی ایسا حکم بعد اسکے انکے واسطے جاری کرے کہ اس قید سے رہائی پائیں وَالَّذٰنِ اور جو دو آدمی ایک مرد اور ایک عورت بے زن وبے شوہر يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ آتے ہیں اس گناہ سخت زنا کو تم میں سے اے مومنین تو فَاٰذُوْهُمَا پس اذیت دو تم ان دونو کو کہ ملامت کرو انکو اس فعل پر فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا پس اگر توبہ کریں وہ دونو اس سے اور درست کریں کام اپنے کو تو فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا پس روگردانی کرو تم ان دونو سے اور آزار انکو نہ پہنچاؤ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا تحقیق کہ خدا ہے توبہ قبول کرنیوالا اپنے بندوں کی رَّحِيْمًا مہربان توبہ کرنیوالوں پر اور یہ آیت اور اس سے پہلے یہ دونو منسوخ ہیں آیۃ الثانیۃ والزانی سے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایذا دینے سے مراد کوڑے مارنے ہیں اس صورت میں دوسری آیت منسوخ ہو گی اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ سوائے اسکے نہیں کہ توبہ قبول کرنی واجب ہے اوپر خدا کے موافق وعدے کے اور خدا تعالیٰ خلاف اپنے وعدے کے نہیں کرتا ہے پس البتہ توبہ کو وہ قبول کرتا ہے اور درگذر کرتا ہے گناہوں سے لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ واسطے ان لوگوں کے کہ کرتے ہیں وہ بدی کو بِجَهَالَةٍ ساتھ نادانی اور بیوقوفی کے نہ عناد اور انکار کی جہت سے ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ پھر توبہ کرتے ہیں وہ اور رجوع کرتے ہیں طرف خدا کے مِنْ قَرِيْبٍ نزدیک سے یعنی مرنے سے پہلے حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو گناہ کہ بندہ کرتا ہے اگرچہ عالم ہو اسکی بدانجامی کا لیکن

حقیقت میں وہ جاہل ہے کہ اپنے نفس کو وہ گناہ کی جہت سے خطرے میں ڈالتا ہے اور ایک شخص نے جناب امیرؑ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص بعد توبہ کے گناہ کرے
اور پھر توبہ کرے توبہ اسکی قبول ہے یا نہیں فرمایا کہ خدا بخشے گا اسکو اس شخص نے عرض کی کہ توبہ کب تک قبول ہوتی ہے فرمایا کہ جبتک شیطان اس کے پاس ہے اور شیطان
آدمی سے جدا نہیں ہوتا ہے جبتک کہ اسکو موت نہ آئے اور من لا یحضرہ الفقیہ میں لکھا ہے کہ جناب رسولؐ نے خطبہ آخر میں فرمایا کہ جو کوئی مرنے سے ایک سال پہلے توبہ کرے خدا اسکی
توبہ قبول کرتا ہے پھر فرمایا حضرت نے کہ ایک سال بہت ہے معلوم نہیں کہ توبہ نصیب ہو یا نہیں جو کوئی ایک مہینے پہلے مرنے سے توبہ کرے خدا توبہ اسکی قبول کریگا پھر فرمایا حضرت
نے کہ ایک مہینہ بھی بہت ہے جو کوئی ایک روز مرنے سے پہلے توبہ کرے خدا اسکی توبہ قبول کریگا پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک روز بھی بہت ہے جو کوئی مرنے سے ایک ساعت پہلے توبہ کرے
توبہ اسکی خدا قبول کرے گا اور زجاج سے نقل ہے کہ ذکر جہالت کا اس واسطے ہے کہ اختیار کرنا لذت فانیہ دنیا کا لذت باقیہ آخرت پر محض نادانی ہے پس جو کوئی
واسطے لذت فانی کے گناہ کو اختیار کرے وہ نادان اور جاہل ہے پس جو کوئی جہالت سے گناہ کرے اور بعد اسکے توبہ کرے خدا تعالیٰ توبہ اسکی قبول کرتا ہے اور کہتے
ہیں کہ رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ شیطان لعین نے طرف پروردگار کے خطاب کر کے کہا کہ قسم ہے تیرے عزت اور جلال کی میں فرزند آدم سے جدا ہونگا یہانتک کہ
روح اس کی تن سے جدا ہو حقتعالیٰ نے فرمایا کہ قسم ہے مجھ کو اپنے عزت و جلال کی کہ بندہ کی توبہ کے قبول کرنے میں باز نہ رہوں یہانتک کہ روح اسکی غرغرہ تک
پہنچے اور بعضے کہتے ہیں کہ جسوقت کوئی ایک آدم مرنے سے پہلے توبہ کرے تو ملائکہ اسکو بطور خوشحالی کہیں کہ جلد خبر لی تونے اور جلدی کی تونے درگاہ خدا کی طرف اور
وقت موت کا تو معلوم نہیں ہے کہ کس وقت آجائے عاقل کو چاہیے کہ اپنی جہالت سے گزر کر ہر دم اپنے کو دم آخر اور واپسیں تصور کرے اور توبہ کرنے سے غافل نہو
کہ موت توبہ کرنے کی فرصت نہ دیگی تو حسرت ہی دل میں باقی رہجائے گی اور مرنے کے بعد کی حسرت اور ندامت کچھ فائدہ نہ بخشے گی ؎ غافل اے عاصی دبا در دو دم باش
ہر دم دم آخر شمر و حاضر دم باش :: فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ کہ جو باعانت توفیق توبہ کرتے ہیں یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ توبہ قبول کرتا ہے خدا اوپر انکے اور گناہ
کے انکو بخشتا ہے اور یہی ہے وفا کرنا وعدہ کا کہ جو فرمایا ہے کہ انما التوبۃ علی اللہ وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے خدا عَلِیْمًا خدا جانے والا نیت خالص توبہ کرنیوالوں کا
حَكِیْمًا حکمت والا کہ توبہ کرنیوالوں کو عذاب نہ کرے گا وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ اور نہیں ہے توبہ یعنی نہیں ہے قبول کرنا توبہ کا لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ
واسطے ان لوگوں کے کہ عمل کرتے ہیں بُرے اور اُن پر اصرار کرتے ہیں اور گناہ کرنے کے بعد نادم نہیں ہوتے بلکہ گناہ کرنا ان کو بُرا نہیں معلوم ہوتا حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ
یہانتک کہ جسوقت حاضر ہو یعنی پہنچے اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ ایک انکے کو موت یعنی یہانتک کہ پہنچے کسی کو انہیں سے موت کہ آثار موت کے وہ دیکھے اور زندگی سے ناامید
ہوا اور روح اسکی حلق میں جاکر غرغر کرنے لگے اور اس وقت وہ زندگی سے ناامید ہو کر کہے قَالَ کہے کہ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ تحقیق میں نے توبہ کی اب پس
ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی کہ جو ایسے وقت میں توبہ کرتے ہیں وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ اور نہ اُن لوگوں کی کہ مرتے ہیں وہ وَهُمْ كُفَّارٌ جسوقت کہ وہ
کفار ہیں اگر آدمی حالت کفر میں ہے اور موت کو دیکھ کر توبہ کرے تو توبہ اسکی قبول نہیں ہے اور توبہ گنہگار کی پشیمانی ہے گناہوں سے جو کہ پہلے کئے ہیں اور آئندہ ارادہ گناہ کا نہ کریگا اور
اور توبہ کافر کی یہ ہے کہ ایمان لائے خدا اور پیغمبر پر اور اس آخر وقت میں توبہ اس واسطے قبول نہیں ہوتی کہ جسوقت روح گلے میں پہنچتی ہے اس وقت وہ تکلیف شرعی سے باہر
ہو جاتا ہے اور دار آخرت میں قدم رکھتا ہے اور جو اہل آخرت کے ہیں انکو پر تکلیف نہیں ہے اور خدا فرماتا ہے کہ اُولٰٓئِكَ یہ گنہگار مومنین کہ وقت پہنچنے روح کے گلے میں اور آثار موت دیکھ کر توبہ کرتے
ہیں یا کفار کہ علامتیں عذاب کے وقت مرنے کی دیکھ کر توبہ کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ اَعْتَدْنَا لَهُمْ تیار کیا ہے ہم نے واسطے انکے آخرت میں عَذَابًا اَلِیْمًا عذاب
دردناک کہ وہ عذاب آتش دوزخ کا ہے اور اگر ہم چاہیں اپنے فضل و کرم سے مومنین کو بخشدیں پس آدمی کو چاہیے کہ بہت جلد توبہ کرے اس واسطے کہ موت کا اعتبار نہیں ہے
کس وقت آجائے ؎ مرنے سے پہلے توبہ و تقویٰ ضرور ہے ہر آدمی کو توشۂ عقبیٰ ضرور ہے :: گر جانتے ہو پاؤ گے اعمال کی سزا :: اور پیش حق حساب کو جانا ضرور ہے :: کیوں دم
اتنی کرتے ہو توبہ میں غافلو :: عصیاں سے اپنے تمکو تبرا ضرور ہے :: توبہ سے پہلے آگئی گر موت ناگہاں :: پھر تو تمہیں عذاب کا چکھنا ضرور ہے :: مرنے کے وقت جرم سے نادم ہوئے تو کیا
پہلے ہی تمکو موت سے توبہ ضرور ہے :: در اس آیت سے معلوم ہوا کہ توبہ طلحہ کی کہ اُسنے جنگ جمل میں موت کو دیکھ کر توبہ کی تھی قبول نہیں ہوا اور ایسے ہی زبیر بھی بے توبہ کے
مارا گیا اور بے توبہ دنیا سے گیا اور کہتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں اسلام سے پہلے جس وقت کوئی مرجاتا تھا تو اسکے رشتہ داروں میں سے وہ شخص کہ جو مستحق اسکی میراث
کا ہوتا تھا وہ اسکی زوجہ بیوہ کے سر پر کپڑا ڈالکر اسی مہر شوہر متوفی پر اس عورت کو اپنی زوجہ بنا لیتا تھا اور اپنے تصرف میں لاتا تھا اور اگر چاہتا دوسرے شخص سے اس عورت

نکاح کرکے مہر اس کا اس شخص سے لیتا تھا اور اپنے خرچ میں لاتا تھا اس عورت کو قید میں رکھتا تھا یہاں تک کہ جو میراث کہ اس عورت کو شوہر سے پہنچی تھی وہ میراث
اس مرد کو دیکر وہ عورت قید سے رہائی پاتی تھی یا وہیں مرجاتی تھی اور میراث اسکی وہ مرد اسی کے شوہر کا رشتہ دار اپنے تصرف میں لاتا تھا اور ابتدائے اسلام
میں بھی یہی قاعدہ جاری تھا یہانتک کہ ابوقیس انصاری نے وفات پائی اور مسماۃ کبیشہ زوجہ اسکی باقی رہی اور بیٹا اس کا محصن بن قیس کہ پہلی زوجہ سے تھا اس عورت
کے سر پر کپڑا اڈالکر اپنے تصرف میں لایا اور اسکو تنگ کرتا تھا اور کھانا کپڑا اسکو نہیں دیتا تھا کبیشہ نے جناب سرور خدا کی سرکار میں حاضر ہوکر نالش کی حضرت نے فرمایا
کہ تو اپنے گھر کو جا جو کچھ تیرے مقدمہ میں وحی نازل ہوگی تجھکو میں اطلاع اسکی کردوں گا اور بعد اسکے اور عورتیں بھی مدینہ کی جو کہ اسی میں مبتلا تھیں دوسرے
روز حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم سب مثل کبیشہ کے اس مصیبت میں گرفتار ہیں حقتعالےٰ نے اپنی شفقت و مہربانی سے یہ آیت
نازل کی کہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ نہیں حلال ہے واسطے تمہارے یہ کہ وارث ہو تم عورتوں کے
کَرْهًا از روئے زبردستی کے کہ انکو قید کرو ان کے شوہروں کی میراث کی طمع سے اور ان ترثوا بتاویل مصدر کے فاعل لا یحل کا ہے اور کرہا محل حال میں ہے اور حمزہ اور
کسائی نے کرہا کو بضم کاف پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح کاف وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اور نہیں حلال ہے واسطے تمہارے یہ کہ منع کرو تم انکو اسکا عطف ترثوا پر ہے
اس واسطے بتاویل مصدریہ بھی فاعل لا یحل کا ہوگا یعنی اور نہیں حلال ہے واسطے تمہارے اے مومنین یہ کہ منع کرو تم عورتوں کو اور لاتعضلوا اگر نہی کا صیغہ ہو تو یہ معنی ہوں گے
کہ نہ منع کرو تم ان عورتوں کو اے مومنین نکاح کرنے سے لِتَذْهَبُوْا تاکہ لیجاؤ تم انسے بعد ان کے مرنیکے بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ بعض وہ چیز ہے کہ دی ہے تم نے
انکو یعنی تم جو انکو نکاح کرنے سے منع کرتے ہو اس واسطے کہ جو کچھ تم نے انکو مہر دیا ہے انکے مرنیکے بعد وہ سب انسے لیلو ایسا نہ کرو اور بعضے کہتے ہیں کہ خطاب شوہروں کی
طرف ہے یعنی اے شوہرو تم ان عورتوں کو تنگ نہ کرو کہ وہ مجبور و ناچار ہو کر مہر اپنے تمکو دیں تاکہ مہر دیکر تمہارے اس تنگ کرنے سے رہائی پائیں اور حضرت صادقؑ
نے فرمایا ہے کہ بعضے آدمی اپنی زوجہ کو مارتے تھے تاکہ اس سے مہر لیلویں خدا نے انکو منع کیا اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ مگر یہ کہ عمل میں لاویں وہ کار کہ ظاہر
کہ وہ نافرمانبرداری تمہاری ہے اور حقوق زوجیت کے نہ بجا لاویں اس صورت میں جائز ہے تمکو کہ انسے خلع کرلو اور کچھ انسے لیکر انکو طلاق دو اور حضرت باقرؑ نے فرمایا ہے کہ مراد
فاحشہ سے نافرمانی ہے اور ابن کثیر نے اور ابوبکر نے عاصم سے مبیّنة کو بفتح یا پڑھا ہے اور باقیوں نے بکسر یا وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور زندگانی کرو تم ان عورتوں کے
ساتھ نیکی کے کلام کرنے میں اور روٹی کپڑا دینے میں بلکہ سب امور میں خوش خلقی سے رہو جسطرح سے کہ خدا نے تمکو حکم کیا ہے فَاِنْ کَرِهْتُمُوْهُنَّ پس اگر کراہت
کرو تم ان عورتوں سے اور انکی صحبت سے ناخوش ہو تو فَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا پس قریب ہے کہ مکروہ جانو تم ایک شے کو وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ اور کرے خدا واسطے تمہارے
فِیْهِ خَیْرًا کَثِیْرًا بیچ اس کے خیر کثیر یعنی اگر تم انکی صحبت سے ناخوش ہو تو انکے طلاق دینے میں جلدی مت کرو بلکہ صبر کرو کہ صبر کرنے میں تمکو ثواب حاصل ہو یا خدا
انکو تم سے کوئی فرزند عطا کرے پس چاہیے کہ بمجرد کراہت کے تم انسے مفارقت مت کرو بلکہ تمہاری نظر اس امر کی طرف چاہیے کہ جس میں بھلائی تمہارے دین کی ہو
اور کہتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں اگر کوئی شخص کسی عورت خوبصورت اور صاحب جمال کو دیکھتا تو اپنی زوجہ کو تہمت بدکاری اور فحش کی کرکے اسکو آزار پہنچاتا تھا
اور رنج و تکلیف دیتا تھا یہانتک کہ وہ عورت تنگ ہو کر اپنے مہر در گذرتی تھی اور وہ مرد اسکو طلاق دیتا تھا حقتعالےٰ نے اس فعل کو منع فرمایا اور فرمایا کہ وَ
اِنْ اَرَدْتُّمُ اور اگر ارادہ کرو تم اور چاہو تم بدون قصور اور بدون نافرمانی اور مخالفت عورتوں اپنی کی اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ بدلنا زوجہ اپنی کا مَّکَانَ
زَوْجٍ جگہ زوجہ دوسری کی کہ اپنی پہلی زوجہ کو چھوڑکر دوسری زوجہ کرنی چاہو اور پہلی زوجہ کو بدون صادر ہونے قصور کے طلاق دو اور دوسری
عورت سے کسی طمع سے نکاح کرنا چاہو وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰهُنَّ اور دیا ہو تم نے کسی کو ان میں سے یعنی زوجہ پہلی کہ جس کی طلاق کا تم ارادہ رکھتے ہو اسکو دیا ہو
تم نے قِنْطَارًا مال کثیر اسکے مہر میں فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا پس تو تم اس مال میں سے کچھ نہ بہت نہ تھوڑا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا کیا لیتے ہو تم اس کو بہتان
کرکے وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا اور گناہ اور حرام ظلم ہے اور بہتانا اور اثما حال ہے وَکَیْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ اور کیونکر لوگے تو اس مال مہر کو عورتوں سے وَقَدْ اَفْضٰی بَعْضُکُمْ
اِلٰی بَعْضٍ اور حال یہ ہے کہ تحقیق پہنچا ہے بعض تمہارا طرف بعض کے اور ایک نے دوسرے سے صحبت کرکے فائدہ اٹھایا ہے اور حق صحبت اور مجامعت درمیان ہیں وَّ
اَخَذْنَ مِنْکُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا اور لیا ہے ان عورتوں نے تم سے پیمان سخت کہ ایجاب اور قبول نکاح کا واقع ہوا ہے اور حضرت باقرؑ نے فرمایا ہے کہ

ان عورتوں کا ذکر جو مردوں پر حرام ہیں

ع ۲ ۸ ۱۴

میثاق وہ عہد ہے کہ جو لیا گیا ہے شوہر سے وقت واقع ہونے عقد نکاح کے کہ رکھنا عورتونکو خوش خلقی سے اور چھوڑ دینا اُن کو نیکی سے اور رسولخدا نے فرمایا ہے
کہ لیا ہے تمنے عورتونکو باعانت خدا اور حلال کیا ہے تمنے انکی فروج کو بکلمہ خدا اور کہتے ہیں کہ جسوقت ابو قیس انصاری مرگیا تو اسکے بیٹے نے اپنے باپ کی دوسری
زوجہ سے نکاح کرنا چاہا اس عورت نے کہا کہ میں تجھ سے کیونکر نکاح کروں کہ میں تجھکو اپنا فرزند جانتی ہوں اور اس قصہ کو رسولخدا کی خدمت میں عرض کیا حضرت نے اس عورت کو
فرمایا کہ تو اپنے گھر میں جیٹھ میں وحی کا منتظر ہوں کہ اس مقدمہ میں نازل ہو خدا نے یہ آیت بھیجی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ اور نکاح
کرو تم اُسے کہ نکاح کیا ہے باپوں تمہارے نے مِنَ النِّسَاءِ عورتوں میں سے اور مَا نَكَحَ کی جگہ مَنْ نَكَحَ نہ کہا اسواسطے کہ ما صفتیہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مصدریہ ہے اور مراد مصدر
مفعول ہے یعنی منکوحہ اور نکاح عقد اور جماع کے دونوں کے معنی میں آیا ہے یعنی جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے تم اُن سے مت نکاح کرو کہ مستحق عذاب کے ہو اس
واسطے کہ وہ تمہاری ماں ہے إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ مگر جو کچھ کہ تحقیق گذر گیا ہے پہلے اس کے کہ وہ معاف ہے اور اسپر کچھ عذاب نہیں ہے کہ وہ ممانعت کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے
ہے اور آیندہ کو ایسامت کرو إِنَّهُ كَانَ تحقیق وہ نکاح کرنا زوجہ پدر کا فَاحِشَةً سخت بدکاری اور بڑا گناہ ہے اور پہلے اس سے خدا تعالیٰ نے کسی امت کو اسکا حکم نہیں دیا
ہے یہ بہت سخت گناہ ہے وَمَقْتًا اور دشمن رکھا گیا خدا کا اور مومنین کا ملکہ تمام عقلا اور اشراف کا اسواسطے کہ بزرگان عرب اسکو مکروہ جانتے تھے اور جو فرزند کہ باپکی
زوجہ سے پیدا ہوتا تھا اسکو مقیت کہتے تھے یعنی دشمن رکھا گیا وَسَاءَ سَبِيلًا اور بُرا طریقہ ہے نکاح کرنا باپکی زوجہ سے اور الا ما قد سلف استثنا منقطع ہے اسواسطے
کہ استثنائے ماضی کا مستقبل سے جائز نہیں ہے اور فاعل ساء کا ضمیر مبہم ہے ایسی کہ تفسیر کرتا ہے اسکی سبیلا اور مخصوص بالذم انکا محذوف ہے اور خدا ان عورتونکو بیان کرتا ہے
جو کہ حرام ہیں مرد پر حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ حرام کی گئی ہیں اوپر تمہارے مائیں تمہاری امہات کا مضاف محذوف ہے یعنی حرام کیا گیا ہے اوپر تمہارے نکاح ماؤں
تمہاری کا اور تمہارے باپکی ماں کا اور ماں کی ماں کا اسی طرح اوپر تک چلے جاؤ وَبَنَاتُكُمْ اور حرام کیگئی ہیں بیٹیاں تمہاری اور پسر کی بیٹی اور دختر کی بیٹی اور تمہاری
اولاد کی سگی بیٹیاں وَأَخَوَاتُكُمْ اور بہنیں تمہاری خواہ بہن حقیقی ہو اپنے ماں اور باپ سے خواہ فقط اپنے باپ سے خواہ فقط اپنی ماں سے وَعَمَّاتُكُمْ اور پھپھیاں تمہاری
اور باپ اور دادا اور دادی اور ماں اور نانا اور نانی کی سگی پھپھیاں حرام ہیں اوپر تک چلے جاؤ وَخَالَاتُكُمْ اور خالائیں تمہاری اور باپ اور ماں کی خالہ
اور دادا اور دادی اور نانا اور نانی کی سگی خالہ حرام ہے وَبَنَاتُ الْأَخِ اور بیٹیاں بھائی کی کسی طرح کا بھائی ہو برادر پدری مادری ہو یا برادر پدری
فقط ہو یا برادر مادری فقط اور بھائی کی اولاد کی بیٹیاں اسیطرح نیچے تک چلے جاؤ یہ سب حرام ہیں وَبَنَاتُ الْأُخْتِ اور بیٹیاں بہن کی اسی طرح سے یعنی جس
طرح سے کہ بھائی کی بیٹیاں حرام ہیں اسی قیاس پر بہن کی بیٹیاں حرام ہیں یہ سات عورتیں حرام ہیں اور سات عورتوں نسبتی جو حرام ہیں انکو بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ
وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ اور حرام کیگئی ہیں مائیں تمہاری جنھوں نے کہ دودھ پلایا ہے تمکو مثل مادران نسبی کے وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ
اور بہنیں تمہاری دودھ پینے کی جہت سے وہ یعنی عورت کہ اُسے اور تمنے کسی عورتکا تم دونوں نے دودھ پیا ہو اور فرمایا ہے رسولخدا نے کہ جو عورت کہ نسب سے حرام ہے وہ عورت دودھ پینے
کی جہت سے بھی حرام ہے وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ اور حرام کی گئی ہیں مائیں عورتوں تمہاری کی کہ جو جورو تمہاری ہیں اور اسکی ماں اور اسکی ماں کی ماں اوپر تک چلے جاؤ
وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ اور گیلڑیں تمہاری جو کہ بیچ گود تمہاری کے ہیں کہ تم انکی پرورش کرتے ہو اور ربائب جمع ربیبہ کی ہے اور ربیبہ
اسکو اسواسطے کہتے ہیں کہ اسکی ماں کا دوسرا شوہر اسکی پرورش کرتا ہے یعنی تمہاری جوروں کی بیٹیاں جو کہ دوسرے شوہر سے ہیں لیکن وہ گیلڑیں مِنْ نِسَائِكُمُ
اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ان عورتوں تمہاری میں سے ہوں کہ مجامعت کی ہے تمنے ساتھ انکے دخول سے مراد یہاں مجامعت ہے پس عورتکی بیٹیاں دوسرے شوہر
سے حرام ہیں کہ جس سے تمنے مجامعت کی ہے اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اسکی سب بیٹیاں حرام ہیں خواہ گود میں ہوں خواہ گود میں نہوں اور زن متوعہ و مملوکہ
کی بیٹیاں بھی اسیطرح حرام ہیں فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا پس اگر نہو تم کہ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ مجامعت کی ہو تم نے ساتھ اُن کے تو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ پس نہیں گناہ
ہے اوپر تمہارے اگر انکی بیٹیوں سے نکاح کرو وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ اور حرام کی گئی ہیں جوروئیں بیٹوں تمہارے کی الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ پدر اور
وہ بیٹے کہ پشتوں تمہاری سے یعنی نطفے تمہارے سے ہیں اور ایسے ہی پوتے اور پڑپوتے کی جورو بھی حرام ہے وَأَنْ تَجْمَعُوا اور حرام ہے یہ کہ جمع
کرو تم بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ درمیان دو بہنوں کے یعنی اپنی جورو کی بہن سے نکاح مت کرو جبتک کہ جورو زندہ ہے یا اسکو طلاق نہیں دی ہے اور زن ممنوعہ کی

بہن سے بھی یہی حال ہے اور لونڈی کی بہن سے بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کر لیگا تو لونڈی حرام ہو جائیگی اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ مگر جو کچھ کہ تحقیق گذرا
ہے پہلے اس سے کہ ممانعت کریں پہلے جو دو بہنوں کو اپنے نکاح میں جمع کیا ہے وہ معاف ہو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا تحقیق کہ خدا بخشنے والا اس عمل کا کہ ایام
جاہلیت میں یا ممانعت سے پہلے کیا ہی رَّحِيْمًا مہربان ہے کہ اس عمل کا کہ جو ممانعت سے پہلے کیا ہے مواخذہ نہیں کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ قد سلف سے یہ مراد ہو کہ حضرت یعقوب کی
دو زوجہ آپس میں بہنیں تھیں اولیہ مادر یہودا اور راحیل مادر یوسف اور انکے دین میں جمع کرنا دو بہنوں کا جائز تھا وَّ الْمُحْصَنٰتُ اور حرام کیگئی ہیں شوہردار مِنَ
النِّسَآءِ عورتوں میں سے یعنی شوہردار عورت سے نکاح کرنا حرام ہی اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مگر وہ کہ مالک ہوئے ہیں اس عورت کے ہاتھ تمہارے یعنی اگر ان شوہردا
کو جہاد کرکے یا کسی اور وجہ سے قید کرکے لائے ہو اور شوہر اسکا کافر ہے اور یا یہ کہ اسکو خرید کیا ہے کسی سے تو وہ تمپر حلال ہے ملک ہونیکی جہت سے بھی اور نکاح کرنیکی
جہت سے بھی کہ وہ علاقہ زوجیت کا جو انمیں اور اسکے شوہر میں تھا وہ جاتا رہتا ہے قید کرنے اور خرید کرنے سے اور یہانتک سات عورتیں نکلی ہیں کہ جو حرام ہیں کل
چودہ ہوئیں اور اسکے سوا اور عورتیں بھی ہیں کہ وہ بعضی بعضے سبب سے حرام ہیں اور فقہ کی کتابوں میں وہ لکھی ہوئی ہیں اور یہانتک جو کچھ بیان ہوا ہے حرام عورتوں کے
ذکر میں لکھا گیا اور فرض کیا گیا كِتٰبَ اللّٰهِ تھا خدا کا اور فرض کرنا اسکا عَلَيْكُمْ اوپر تمہارے پس چاہیے کہ تم اسکے حکم کی مخالفت نکرو وَاُحِلَّ لَكُمْ اور حلال
کی گئی ہیں واسطے تمہارے مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ جو کچھ کہ سوائے ان عورتوں مذکورہ حرام کی ہیں مگر حرام ہونا ان عورتوں کا کہ جو حدیث سے ثابت ہے اور نسب کی جہت سے
تو سوائے ان سات نسبیوں کے کوئی حرام نہیں ہے اور اہل کوفہ نے سوائے ابو بکر کے اور ابو جعفر نے احل کی ہمزہ کو ضمہ سے پڑھا ہی اور باقیوں نے فتح سے پڑھا ہی معروف کا
صیغہ یعنی سوائے ان عورتوں مذکورہ کے حلال کیا ہی خدا نے تمپر عورتوں کو اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ یہ کہ طلب کرو تم ساتھ مالوں اپنے کے اس طرح سے کہ ان
کے مہر میں یا خرید کرنے میں اپنے مالوں کو خرچ کرو لیکن جس وقت کہ نکاح کرنیں یا لونڈیکے مزید کریں ہو تم مُّحْصِنِيْنَ پاکدامنی اختیار کرنیوالے اور بدکاری
اور زنا سے اپنے نفس کو نگاہ رکھنے والے غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ نہ زنا کرنیوالے یعنی اپنے مالوں کو تم عورتوں کے مہر میں خرچ کرو اور ایسے ہی لونڈیوں کے خرید کرنے
میں صرف کرو لیکن زنا سے محفوظ رہو اور پرہیز کرتے رہو کہ یہ باعث عذاب کا ہے اور محصنین حال واقع ہوا ہے اور غیر مسافحین اسکی صفت ہی اور اب خدا متعہ کا ذکر کرتا
ہے چنانچہ فرماتا ہی کہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ پس وہ عورتیں کہ متعہ کیا ہے تم نے ساتھ انکے مِنْهُنَّ ان عورتوں میں سے کہ فَاٰتُوْهُنَّ پس دو تم انکو اُجُوْرَهُنَّ
مہر انکے کہ مقابلہ میں متعہ کے اور حلال کرنیوالے اسکے ہیں کہ فرض کئے گئے ہیں فَرِيْضَةً فرض کرنا اور مقرر کرنا تمپر کہ بدون اسکے متعہ جائز نہیں ہے اور لفظ ما میں مراد
ما سے عورتیں ہیں اسواسطے کہ ضمیر عورتوں کی طرف پھیری گئی ہے اور فریضہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور حال بھی ہو سکتا ہی اور مراد استمتاع سے متعہ کرنا ہی عورتوں نے
اسواسطے کہ مجرد متعہ کے مہر دینا انمیں لازم ہے اور نکاح دائمی میں ضرور نہیں ہے بلکہ اسمیں تاخیر جائز ہے اور استمتاع کے لفظ سے جماع مراد نہیں ہو سکتا جیسا کہ بعضے
لوگ کہتے ہیں اسواسطے کہ اگر مراد اس سے جماع ہوئے تو چاہیے کہ جو شخص اپنی زوجہ سے جماع نکرے تو اسکو مہر میں سے کچھ دینا نہ آئے اور حال یہ ہے کہ اگر جماع نہ کرے
تو نصف مہر اسکو لازم ہی اسواسطے کہ معنی اسکے اسوقت اس طرح سے ہونگی کہ وہ عورتیں کہ جماع کیا ہے تم نے انسے پس دو تم انکو اجورہ انکا پس معلوم ہوا کہ جنسے جماع نہیں کیا ہے
انکو کچھ ندو اور استمتاع کے لفظ سے نکاح بھی مراد نہیں ہو سکتا اور اگر نکاح اس سے مراد ہو تو مجرد عقد نکاح کل مہر دینا لازم آئے اور حال یہ ہے کہ مجرد عقد کل مہر دینا لازم
نہیں ہے بلکہ بعد مجامعت کے کل مہر دینا لازم ہوتا ہی اور استمتاع سے مراد نکاح اسواسطے نہیں ہو سکتا کہ اس صورت میں معنی آیت کے یہ ہونگے کہ وہ عورتیں کہ نکاح کیا ہو تم نے انسے پس دو تم انکو
مہر انکا کہ جو فرض اور مقرر کیا گیا ہے اور حال یہ ہے کہ مجرد نکاح مہر فرضی اور مقرر دینا لازم نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ مراد اس سے نکاح متعہ ہی کہ جسمیں مجرد متعہ کرنے
کے مہر مقرر دینا لازم ہوتا ہی اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص کہ حلال نجانے متعہ کو اور کسی شخص نے امام محمد باقر سے کہا کہ میں نے سوگند کھائی ہی
کہ متعہ نکروں اور اب میں پشیمان ہوں فرمایا کہ تو نے سوگند کھائی ہے کہ خدا کی فرمانبرداری نکرے تو دشمن اسکا ہی پس حال اسکے انکار کرنیوالے کا کیا ہو اور اب اہل سنت کی
روایتوں کو سنا چاہیے کہ فخر رازی نے تفسیر کبیر میں اور زمخشری نے کشاف میں اور صاحب مدارک نے تفسیر مدارک میں اور زاہدی نے تفسیر زاہدی میں اور جلال الدین سیوطی نے
تفسیر درمنثور میں اور سوائے انکے اکثر مفسروں نے لکھا ہے کہ یہ آیت متعہ کی حلت میں نازل ہوئی اور فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں اور زمخشری نے تفسیر کشاف میں اور بغوی نے
تفسیر معالم التنزیل میں اور حاکم نے مستدرک میں اور سوائے اسکے اکثر علماء اہلسنت نے لکھا ہی کہ آیت اصل میں اس طرح تھی کہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاٰتُوْهُنَّ

اجورهن فریضۃ یعنی پس جو عورتیں کہ متعہ کیا ہے تمنے ساتھ انکے ان عورتوں سے ایک مدت معین تک پس دو تم انکو اجرہ انکا کہ فرض ہے پس جس وقت کہ مدت معین کا ذکر اس آیت میں ہوا تو سوائے متعہ کے اور کچھ مراد نہیں ہوسکتا نہ نکاح نہ جماع اور بخاری اور مسلم میں اور جمع بین الصحیحین وغیرہ کتب احادیث میں لکھا ہے اور جابر ابن عبداللہ وغیرہ صحابہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسولخدا کے زمانہ میں ہم متعہ کیا کرتے تھے اور مسلم اور جمع بین الصحیحین میں جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسولخدا کے زمانہ میں اور ابوبکر کی خلافت میں اور عمر کی خلافت میں متعہ کیا کرتے تھے یہانتک کہ عمر نے متعہ سے منع کیا عمرو بن الحریث کو جس وقت کہ اسنے متعہ کیا اور تفسیر درمنثور میں جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ فرمایا علیؑ ابن ابیطالب نے کہ اگر عمر متعہ کو منع نہ کرتے تو کوئی زنا نہ کرتا سوائے شقی کے اور ابن اثیر نے نہایہ میں لکھا اور ابن عباس سے روایت کی ہے فرمایا انھوں نے کہ نتھا متعہ مگر رحمت کہ رحم کیا تھا خدا نے اسکو نازل کر کے امت محمدؐ پر اور اگر نہ منع کرتے اس سے عمر تو نہ زنا کرتا مگر شقی اور اس روایت میں اگرچہ تصریح عمر کے نام کی نہیں ہے لیکن دوسری روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نہی کی ضمیر عمر کی طرف پھرتی ہے اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ نہی کی ضمیر رسولخدا کی طرف پھرے اس واسطے کہ حضرت رحمت خدا کو منع نہیں کر سکتے اور نہ ابن عباس کی شان سے یہ ہے کہ رسول خدا پر اعتراض کریں بلکہ ابن عباس کا اعتراض تو عمر پر اکثر رہتا تھا جیسا کہ عمر کا اعتراض رسولخدا پر رہتا تھا اور عینی شارح صحیح بخاری نے باب غزوہ خیبر میں ابوسعید خدری اور جابر ابن عبداللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمنے عمر کی نصف خلافت تک متعہ کیا ہے یہانتک کہ عمر نے متعہ کو منع کیا عمرو بن الحریث کی شان میں اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ مالک کے نزدیک متعہ جائز ہے اور بعضے علمائے اہلسنت جو کہتے ہیں کہ صاحب ہدایہ سے اس مسئلہ کے بیان میں غلطی ہوئی وہ خود غلطی پر ہیں اس واسطے کہ سوائے ہدایہ کے بہت کتابوں میں لکھا ہے کہ مالک کے نزدیک متعہ جائز ہے شرح مقاصد میں اور جامع الرموز شرح مختصر وقایہ میں اور فتاوی قاضی خان میں اور کنز الدقائق میں اور فتاوی تاتارخانیہ اور خزانۃ الروایات میں سوائے اسکے بہت کتابوں میں لکھا ہے کہ متعہ مالک کے نزدیک جائز ہے کیا یہ سب فقہا غلطی پر تھے اور جس وقت مالک کے نزدیک متعہ جائز ہوا تو معلوم ہوا کہ رسولخدا نے اسکو منع نہیں کیا ہے اور سوائے اسکے اور فقہا نے عمر کی پیروی سے اسکو غیر جائز لکھا ہے اور منع کرنا عمر کا متعہ کو مشہور و معروف ہے اور علماء اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں چنانچہ قوشجی نے شرح تجرید میں اور سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ عمر منبر پر چڑھا اور کہا کہ اے لوگو رسولخدا کے زمانہ میں تین چیزیں تھیں اور میں ان کو منع کرتا ہوں اور حرام کرتا ہوں اور ان تینوں پر عذاب کرتا ہوں متعہ عورتوں کا۔ اور متعہ حج کا اور حی علی خیر العمل اذان میں کہنا اور شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا میں جابر ابن عبداللہ سے روایت کی کہ متعہ کیا ہم نے رسول اللہ کے زمانہ میں اور ابوبکر کے زمانہ میں پس جس وقت حاکم ہوا عمر آدمیوں کا تو کہا قرآن تو اپنی جگہ ہے اور رسول اپنی جگہ ہے دو متعہ رسولخدا کے زمانہ میں تھے ایک تو متعہ حج اور دوسرا متعہ زنان میں انکو منع کرتا ہوں اور نہیں ہیں وہ دونوں بعد اسکے اور حاصل یہ ہے کہ میں منکر قرآن اور رسول نہیں ہوں لیکن رائے میری متعہ کے حرام ہونیکا تقاضا کرتی ہے پس روایات اہل سنت سے ثابت ہوا کہ متعہ رسول خدا کے زمانہ میں مباح تھا اور وہ منسوخ نہیں ہوا یہانتک کہ ابوبکر کی خلافت میں بھی جاری رہا اور عمر نے اپنی خلافت میں اسکو حرام کر دیا اور منسوخ نہ ہونا بھی اس کا ثابت ہے چنانچہ تفسیر کبیر وغیرہ کتب اہل سنت میں عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نازل ہوئی ہے آیت متعہ کی کتاب خدا میں اور اسکے بعد نازل ہوئی تھی کوئی ایسی آیت کہ منسوخ کرے اسکو اور حکم کیا تھا ہمکو رسولخدا نے متعہ کرنیکا اور پھر نہ منع کیا اسکو اور بعد انکے کہا ایک مرد نے اپنی رائے سے جو کچھ چاہا یعنی عمر نے اسکو حرام کیا اور کہتا ہے کہ اول من حرم المتعۃ یعنی عمر اول وہ شخص ہے کہ حرام کیا ہے اسنے متعہ کو اور صحیح مسلم میں ابو نضرہ سے روایت ہے کہا کہ ابن عباس تو متعہ کا حکم کرتا تھا اور ابن زبیر متعہ کو منع کیا کرتا تھا میں نے جابر سے اسکا ذکر کیا اسنے کہا کہ متعہ کیا ہمنے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور بعد اسکے عمر کھڑا ہوا اور کہا کہ خدا اپنے پیغمبر کے واسطے جو کچھ چاہتا تھا حلال کرتا تھا اور قرآن اسپر نازل ہوتا تھا تم حج اور عمرہ بجا لاتے رہو جیسے کہ تمکو خدا نے حکم کیا ہے اور عورتوں سے نکاح کرو اور جو کوئی مدت معین تک نکاح کریگا یعنی جو کوئی نکاح متعہ کریگا تو میں اسکو پتھروں سے سنگسار کرونگا اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ متعہ کو عمر ہی نے منسوخ کیا ہے اور جاننا چاہیے کہ متعہ زنان تو ظاہر ہی اور متعہ حج یہ ہے کہ حج افراد سنی کو عمرہ تمتع سے بدلتی کو منع کیا ہی جیسے کہ متعہ زنان کو منع کیا ہے اور حلال اور حرام کرنا اور حکم خدا کو منسوخ کرنا ایک امر عظیم اور جرم سخت اور موجب

اور موجب طعن کا جو ہے اس واسطے علمائے اہلسنت نے برعایتِ عمر اور دفع کرنے ان قباحتوں کے اپنی طرف سے تاویلیں ایسی تجویز کیں اور قسم قسم کی گفتگو کرنیلگے اول تو آیۂ متعہ میں گفتگو کی کہ استمتاع کے معنی کو بگاڑا کوئی تو کہتا ہے کہ استمتاع بمعنی جماع ہے اور کوئی کہتا ہے کہ بمعنی نکاح ہے لیکن جس وقت دیکھا کہ اس معنی میں معنی آیت کے درست نہیں ہیں اور روایات بھی متعہ ہی مراد ہونے پر دلالت کرتی ہیں تو متعہ کے حرام ہونیکے واسطے روایتیں وضع کیں اور ان روایتوں کے موضوع ہونیکی وجہ یہ ہے کہ روایتیں متعہ کی مباح ہونے کی تو انکی کتابوں میں اور ہماری کتابوں میں دونو جگہ موجود ہیں اور عمر کے متعہ کا حرام کرنا اور عمر کے زمانہ سے پہلے مباح رہنا بھی دونو کی کتابوں میں مرقوم ہے اور حرام ہونا متعہ کا فقط ان کی کتابوں میں لکھا ہے اور ہماری کتابوں میں اسکا نشان بھی نہیں ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اتفاق تو حق ہے اور جو کہ خلاف اتفاق کے ہے وہ باطل ہے اور موضوع ہے اور تقیہ کا اہل سنت کے مذہب میں اس زمانہ میں وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ روایتیں حلال ہونے متعہ کے تقیہ کی راہ سے وارد ہوئی ہوں لیکن علماء اہلسنت نے دیکھا کہ قرآن میں تو متعہ کی آیت موجود ہے اور ناسخ اسکا قرآن میں موجود نہیں ہے اور جبتک کہ قرآن میں کوئی اسکا ناسخ ہو تو حرام ہونے متعہ کی روایتوں سے کام نہیں چلتا اس واسطے کوئی تو کہتا ہے کہ متعہ کی آیت آیہ الا علیٰ ازواجهم سے منسوخ ہے لیکن یہ لحاظ نہ کیا اسکو کہ یہ آیت مکی ہے اور ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے اور متعہ کی آیت مدنی ہے اور بعد ہجرت کے نازل ہوئی ہے اور پہلی آیت پچھلی آیت کو کیونکر منسوخ کریگی اور سوائے اسکے یہ ہے کہ زن ممتوعہ ہرگز ازواج سے خارج نہیں ہے بلکہ وہ تو ازواج میں داخل ہے اور جیسے کہ نکاح دائمی کے صیغہ میں انکحت و زوجت کہتے ہیں ایسے ہی متعہ کے صیغہ میں کہتے ہیں دیکھو صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ تزوج المرأة بالثوب اور مسلم میں لکھا ہے کہ کان احدنا ینکح المرأة بالثوب اور تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ تزوج زبیر اسماء بنکاح المتعة اور ابن زبیر نکاح متعہ ہی سے پیدا ہوئے ہیں اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ زن ممتوعہ ازواج میں داخل ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ زوجہ وہ ہے کہ جس کے لئے میراث اور نفقہ اور طلاق ہو اور زن ممتوعہ کے یہ اوصاف نہیں ہیں یہ قول بھی باطل ہے اسواسطے کہ یہ امور زوجہ ہونیکی جہت سے نہیں ہیں بلکہ یہ امور رضامند رکھنے اور فرمانبرداری کرنے شوہر کی جہت سے اور موافق ہونے شوہر کے دین کے سبب سے ہیں دیکھو کہ اگر زوجہ شوہر کو ناراض رکھے تو نفقہ اس کا ساقط ہے اور لونڈی ہو یا کافرہ ہو جائے تو میراث بھی نہیں پاتی اور اگر مرتد ہو جائے عورت تو بے طلاق کے بائن ہو جاتی ہے پس معلوم ہوا کہ یہ امور زوجہ ہونے کی جہت سے نہیں ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ متعہ تین روز کے واسطے مباح ہوا تھا بھلا احکام کہیں معین بھی ہوتے ہیں تین چار روز کیواسطے جبتک کہ پہلے حکم کا کوئی ناسخ نازل نہ ہو اور رسولخدا کی طرف منسوب کرنا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ میں نے حکم کیا تھا تمکو متعہ کرنیکا مگر اب خدا نے اسکو قیامت تک حرام کیا ہے یہ امر تو نہایت سہل ہے ہر کوئی عربی داں جو کچھ چاہے عربی میں کہہ سکتا ہے اور اگر خدا نے حرام کیا ہے تو جیسے کہ مباح کرنیکی آیت نازل کی تھی ایسے ہی حرام کرنیکی بھی آیت نازل کرتا اور بڑی دلیل انکے نزدیک یہ ہے کہ اکثر یہی کہتے ہیں کہ متعہ اور گوشت خر دونو جنگ خیبر میں حرام اور منسوخ ہو گئے ہیں لیکن امام فخرالدین رازی کہ بڑے عالم ہیں سنیوں کے مذہب میں وہ اس قول کے رد میں کہتے ہیں کہ اکثر روایات ایسی ہیں کہ دلالت کرتی ہیں اس امر پر کہ رسولخدا نے حجۃ الوداع میں یا روز فتح مکہ متعہ کو مباح کیا تھا اور یہ دونو روز فتح خیبر کے بعد ہیں پس جس وقت کہ ان دونوں میں متعہ مباح ہوا تو فتح خیبر کے روز حرام ہونا بیکار رہی بلکہ غلط محض ہے اسواسطے کہ ناسخ بعد منسوخ کے ہوتا ہے نہ پہلے منسوخ سے اور جو شخص کہتا ہے کہ متعہ کئی دفعہ حلال ہوا اور کئی دفعہ حرام ہوا یہ قول اسکا نہایت ضعیف ہے یہانتک تھا قول فخرالدین رازی کا پس معلوم ہوا کہ خیبر کے روز کا منسوخ ہونا باطل ہے اور بعضے عمر کے قول میں تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انا احرمهما کے معنی انا ابین تحریمهما ہیں یعنی میں بیان کرتا ہوں حرام کرنا ان دونوں کا یعنی متعہ حج اور متعہ زنان کا اول تو غیر معصوم کے قول میں تاویل جائز نہیں ہے ورنہ ہر ایک قول کفر تاویل کرکے درست کر دیا جائے چنانچہ ملا علی قاری نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے اور سوائے اسکے اس تاویل سے کچھ فائدہ نہیں ہے جو مضمون پہلے تھا وہی اب ہے اگر اسطرح کہتے کہ رسولخدا کے زمانہ میں دو متعہ حلال تھے اور بعد اسکے حضرت نے حرام کر دئے تھے اور میں حرام کرتا ہوں انکو یعنی بیان کرتا ہوں حرام کرنا انکا تو اس صورت میں مضائقہ نہ تھا اور یہ انکے قول میں کہاں ہے اور رسول خدا کے زمانہ کا حلال ہونا تو بیان کیا اور حرام ہونا بیان نہ کیا بلکہ حرام کرنیکو اپنی طرف منسوب کیا اور فقہا جو کہتے ہیں کہ یہ چیز میرے نزدیک حرام ہے اور یہ چیز حلال ہے تو مقصود ان کا اس سے یہ ہے کہ میرے نزدیک شرع سے اسکی حرمت ثابت ہے اور اسکی حلت ثابت ہے اور یہ مقصود انکا نہیں ہوتا کہ جو چیز رسولخدا کے زمانہ میں حلال تھی میں اسکو حرام کرتا ہوں حاصل یہ ہے کہ حلال ہونے متعہ کا

آیہ قرآن سے اور روایات صحابہ سے ثابت ہے اور اسکے حرام میں طرح طرح کے اختلاف بیان کرتے ہیں وہ قابل قبول کرنے کے نہیں ہیں اور سوائے اسکے بعضی آیات کو بیچار
کرکے متعہ کی حل سے حرام ہونے میں لاتے ہیں اور قباحتیں متعہ کی بیان کرکے بڑے بڑے نامی صحابہ کے اقوال کو رد کرتے ہیں بپاس خاطر خلیفہ ثانی اور تفصیل اسکی اور جواب سب
تاویلات اور موضوعات ان لوگوں کی ضربتہ حیدریہ اور تحفہ اثنا عشریہ کے باب فقہیات میں ہیں جو کوئی چاہے دیکھ لیوے وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اور نہیں گناہ ہے
اوپر تمہارے اے شوہرو فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ بیچ اس چیز کے کہ راضی ہوئے تم آپس میں ساتھ اس چیز کے مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ پیچھے مہر مقرر کئے سے کہ اگر چاہو مہر کو کم
یا زیادہ کرو اپنی رضامندی سے یا مدت کو بڑھا دو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا تحقیق کہ خدا ہی جاننے والا تمہاری مصلحتوں کا اور ان مصلحتوں
میں سے ایک متعہ بھی ہے کہ تمہارے واسطے مباح کیا ہے حَكِيمًا حکمت والا ہے کہ جو کام کرتا ہے موافق حکمت کے کرتا ہے کہ متعہ کو مباح کر دیا اس واسطے کہ لوگ زنا اور اغلام
میں نہ گرفتار ہوں چنانچہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ اگر عمر متعہ کو نہ منع کرتا تو کوئی زنا نہ کرتا مگر وہ شخص کہ جو شقی ہے اور فرماتا ہے خدا لونڈیوں کے نکاح کے بیان
میں کہ وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ اور جو شخص کہ نہ طاقت رکھے تم میں سے طَوْلًا تونگری کو یعنی اسقدر مال نہ رکھتا ہو أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ
کہ نکاح کرے پاکدامن عورتوں ایمان والیوں آزاد سے خواہ نکاح دائمی ہو خواہ نکاح متعہ تو فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم پس اُن سے کہ مالک ہوئے ہیں
ہاتھ تمہارے نکاح کرے مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ جوان لونڈیوں تمہاری ایمان لانے والیوں میں سے یعنی اگر تم عورتوں آزاد مومنات سے نکاح کرنیکا مقدور
نہیں رکھتے ہو تو جوان لونڈیاں جو تمہاری ہیں اُن سے آپس میں نکاح کرو لیکن جو شخص کہ کسی لونڈی سے نکاح کرے تو دوسری کے لونڈی سے نکاح کرے اس
واسطے کہ اپنی لونڈی سے نکاح کرنے کی احتیاج نہیں ہے اور خدائے تعالے نے اس سورہ میں نکاحوں کو ترتیب سے بیان کیا ہے پہلے تو نکاح دائمی کو بیان
کیا فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذالک ادنی الا تعولوا اور بعد اسکے خدائے تعالے نے نکاح
متعہ کو بیان کیا واحل لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضۃ ولا جناح علیکم فیما
تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ ان اللہ کان علیما حکیما اور بعد اسکے لونڈی کے نکاح کو بیان کیا چنانچہ فرمایا کہ من لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المومنات فمما ملکت ایمانکم من
فتیاتکم المومنات اور آیہ فما استمتعتم بہ منہن سے نکاح دائمی مراد نہیں لے سکتے اس واسطے کہ اس صورت میں خلل نظم قرآن میں لازم آتا ہے اور تحریف واقع ہوتی ہے کہ پہلی آیت
میں تو نکاح دائمی کو بیان کر لیا تھا اور اسکے احکام مذکور ہو گئے تھے اور اس آیت میں نکاح دائمی مراد لیویں تو کلام الٰہی میں تکرار لازم آتی ہے ایک ہی سورہ
میں اور یہی فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں متعہ کے جائز کرنیوالوں کی طرف سے لکھا ہے اور کوئی نقض اور اعتراض اس پر وارد نہیں کیا ہے اور جیسے کہ نکاح
دائمی کی طاقت آدمی کو نہیں ہوتی ہے ایسے ہی اکثر اوقات متعہ کرنے کی بھی طاقت نہیں ہوتی ہے کہ متعہ کے مقابلہ میں عورتیں آزاد بہت سا مہر
طلب کرتی ہیں اور اکثر عورتیں متعہ کرنے کے واسطے ملتی نہیں ہیں اس واسطے خدائے تعالے نے نکاح دائمی اور نکاح متعہ کے دونوں کے واسطے فرمایا ہے کہ ومن
لم یستطع منکم طولا یعنی جس وقت آزاد عورتوں کے نکاح دائمی یا نکاح متعہ کے کرنیکی طاقت نہ ہو تو لونڈیوں سے نکاح دائمی یا نکاح متعہ کرے وَاللَّهُ
أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ اور خدا زیادہ عالم ہے ساتھ ایمان تمہارے کے یعنی ایمان ظاہری پر کفایت کرنی چاہئے نکاح میں حسب اور نسب کی تحقیق کی احتیاج نہیں ہے
کہ بَعْضُكُم بعض تمہارا ہی آزاد اور بندہ حاصل ہوا ہے مِّن بَعْضٍ بعضے سے اور نسب تمہارا سب کا ایک ہی کہ تم سب آدم کی اولاد ہو اور یا یہ کہ تم سب
ایمان میں شریک ہو فَانكِحُوهُنَّ پس نکاح کرو تم ان لونڈیوں سے جس وقت کہ نسب اور ایمان میں تو ایک ہوئے بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ ساتھ اذن مالکوں
انکے کہ لونڈیوں کا مہر کم ہوتا ہے اور انکے نفقہ میں بھی تخفیف ہوتی ہے وَآتُوهُنَّ اور دو تم ان لونڈیوں کو کہ جنسے تمنے نکاح کیا ہے أُجُورَهُنَّ مہر
اُن کے بِالْمَعْرُوفِ ساتھ نیکی کے کہ اسمیں کچھ کمی اور عذر نہ ہو مُحْصَنَاتٍ جس وقت کہ پاکدامنی اختیار کرنیوالی ہوویں لونڈیاں غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ نہ زنا کرنیوالیاں
ہوں ظاہر میں وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ اور نہ پکڑنیوالیاں یعنی نہ اختیار کرنیوالیاں یاروں پوشیدہ کی ہوں فَإِذَا أُحْصِنَّ پس جب قید نکاح
میں گھیری جاویں وہ اور بعضوں نے اسکو بفتح ہمزہ اور صاد پڑھا ہے یعنی جس وقت کہ نگاہ رکھیں وہ اپنی فرجوں کو بسبب نکاح کے فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ پس اگر بجا لاویں
وہ بدکاری کو کہ زنا کرنے لگیں تو فَعَلَيْهِنَّ پس لازم ہے اوپر ان لونڈیوں کے نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ آدھا اسکا کہ جو کہ اوپر عورتوں آزاد بے شوہر کے ہے

مِنَ الْعَذَابِ عذاب میں سے یعنی لونڈی اگر زنا کرے خواہ شوہردار ہو خواہ بے شوہر ہو اسکو آدھا اسقدر عذاب کیا کرے کہ جسقدر زن آزاد بے شوہر کو عذاب
کرتے ہیں اور زن آزاد بے شوہر زنا کرے تو اسکو سو کوڑے مارنیکا حکم ہے اس صورتمیں لونڈی کو اسکے آدھے پچاس کوڑے مارنے چاہئیں اور اگر بعد اسکے وہ لونڈی
زنا کرے تو پھر اسکے پچاس کوڑے مارنے چاہئیں ہر دفعہ کے زنا میں اسکے پچاس کوڑے ماریں اور اگر آٹھویں مرتبہ زنا کرے تو اسکو قتل کرنا چاہئے اور یہی حکم غلام کا ہے اور اگر
زن آزاد شوہردار زنا کرے تو اسکو سنگسار کرنا چاہئے اور حضرت باقر اور صادق علیہما السلام نے بھی فرمایا ہے کہ اگر لونڈی زنا کرے تو زن آزاد بے شوہر کے نصف حد اسپر
جاری کرنی چاہئے اور فرمایا کہ آٹھویں مرتبہ اسکو قتل کا حکم اسواسطے ہوا ہے کہ خدا نے اسپر رحم کیا ہے کہ رسی بندہ ہونیکی اس کے گلے میں باقی نرہے ذٰلِكَ یہ نکاح لونڈیکا
لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ واسطے اس شخص کے ہے کہ خوف کرے رنج میں پڑنے سے یعنی زنا میں پڑنے سے جو کوئی خوف کرے مِنْكُمْ تم میں سے اسکو واسطے ہی نکاح کرنا لونڈیونسے وَاَنْ تَصْبِرُوْا اور یہ کہ صبر کرو تم
لونڈیونکی نکاح کرنیسے تو خَيْرٌ لَّكُمْ بہتر ہو واسطے تمہارے کہ لوگ تمکو طعن کریں کہ فلانی لونڈیکا شوہر ہے اور تمہارے فرزند کو کہیں کہ یہ فلانی کی لونڈیکا بچہ ہے اور انس سے یہ روایت ہے کہ فرمایا
رسولخدا نے جو کوئی چاہے کہ خدا کے نزدیک پاک پاکیزہ جائے تو چاہیے کہ آزاد عورتکو نکاح کے واسطے طلب کرے کہ عورت آزاد درست کرنیوالی گھر کی ہوتی ہے اور کنیز
خراب کرنیوالی گھر کی وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ اور خدا بخشنے والا ہے اس شخص کو کہ لونڈی کے نکاح کرنیسے صبر کرے رَّحِيْمٌ مہربان ہے کہ لونڈیونسے نکاح کرنے کا حکم
دیا ہے يُرِيْدُ اللّٰهُ ارادہ کرتا ہے خدا اور چاہتا ہے لِيُبَيِّنَ لَكُمْ تاکہ بیان کرے واسطے تمہارے احکام حلال اور حرام کے وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ
اور ہدایت کرتا ہے تمکو طریقے ان لوگوں کے کہ مِنْ قَبْلِكُمْ پہلے تھے تمسے مثل ابراہیم اور اسمٰعیل کے کہ پیروی انکی کرو اور یا جو اہل حق کے تھے پہلے تھے تاکہ انکی روش پر
چلو وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ اور توبہ کو قبول کرے خدا اوپر تمہارے کہ احکام کی تمسے تخفیف کرے اور گناہونکو تمہارے بخشے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ اور خدا جاننے والا ہے تمہاری مصلحت کا
حَكِيْمٌ حکمت والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت کے کرتا ہے وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ اور خدا ارادہ کرتا ہے یہ کہ توبہ قبول کرے اوپر تمہارے یعنی ہدایت کرے
طرف اچھی چیز کے کہ وہ سبب توبہ کا ہے وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ اور ارادہ کرتے ہیں وہ لوگ کہ اپنی غفلت سے یا عناد سے يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ پیروی کرتے ہیں خواہشوں
نفس کی اَنْ تَمِيْلُوْا یہ کہ میل کرو تم اور پھر جاؤ تم حق سے اور راہ راست سے طرف گمراہی کے کہ میل کرو تم مَيْلًا عَظِيْمًا میل کرنا اور پھر جانا بڑا کہ بدکاریاں کرنے لگو
تم اور حرام فعلوں کو اختیار کرو تم اور روایت ہے کہ جس وقت آیت بھانجی بھتیجی کے حرام ہونے کی نازل ہوئی تو یہودیوں نے یہ
اعتراض کیا کہ نکاح پھوپھی اور خالہ کی بیٹی کا جائز ہو گیا باوجودیکہ خالہ اور پھوپھی حرام ہیں پس اگر بہن حرام ہے تو اس کی
بیٹی کس واسطے حرام ہے اور اس شبہ میں چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو باطل کی طرف میل دیویں خدائے تعالے نے یہ آیت نازل کی کہ خدائے تعالے
ارادہ کرتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے یعنی توبہ کے سبب کی توفیق دیوے اور وہ چاہتے ہیں کہ راہ راست سے تم کو پھیر دیویں يُرِيْدُ اللّٰهُ
ارادہ کرتا ہے خدا اور چاہتا ہے اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ یہ کہ تخفیف کرے تم سے احکام نکاح میں اور سخت گیری نہ کرے تمپر اور اسی واسطے حکم دیا ہے
تمکو پھوپھی اور خالہ کی بیٹیوں کے نکاح کا اور لونڈیوں کا نکاح تمہارے واسطے جائز کیا وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا اور پیدا کیا گیا ہے آدمی
ناتوان کہ عاجز ہے زیادہ تکلیف کے اٹھانے میں اس واسطے ہمنے اپنے فضل اور کرم سے بہت تخفیف کی ہے احکام میں اور اب خدا ایک حکم علیحدہ بیان کرتا ہے
چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ نہ کھاؤ تم مالوں اپنے کو بَيْنَكُمْ درمیان اپنے
آپس میں ایکدوسرے کا مال نہ کھاؤ تم اے مومنین بِالْبَاطِلِ ساتھ باطل کے کہ جو مال حرام ہے اور شرع میں اسکا کھانا حرام ہے اور جائز نہیں ہے اسکو مت کھاؤ
جیسکہ مال غصبی اور سودی اور چوری کا اور خیانت کا اور قمار بازیکا اور رشوت کا اور معاملہ حرام کا اور جھوٹا دعوے کر کے اور جھوٹی گواہی دیکر اور جھوٹے
مقدمہ کو سچا بنا کر اور سوائے اسکے جو کہ شرع میں حرام ہے اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً مگر یہ کہ ہووے سوداگری یا اور کوئی معاملہ درست اور صحیح موافق شرع کے عَنْ
تَرَاضٍ مِّنْكُمْ رضامندی اور خوشنودی ہر ایک کی سے تم میں سے جو کہ وہ شخص آپسمیں معاملہ کرنے والے ہیں اور اسطرح کی آیت پہلے بھی گزر گئی ہے اور تجارۃ کو اہل
کوفہ نے منصوب پڑھا ہے باقیوں نے مرفوع اور تجارۃ شتّی منقطع ہے اور اب خدائے تعالے ایک اور حکم کرتا ہے واسطے محافظت جانونکے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَا
تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اور مت قتل کرو تم نفسوں اپنے کو ناحق و ناروا کہتے ہیں کہ بعضے آدمی جناب رسولؐ کے ہمراہ جہاد میں جاتے تھے اور بے اجازت اور بدون حکم حضرت

کے تنہا دشمنوں پر حملہ کرتے تھے خدائے تعالےٰ نے اس امر کو منع کیا کہ بحکم اپنے نفسوں کو تم ہلاکت میں مت ڈالو اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مقصود اس آیت سے یہ ہے کہ اپنے نفسوں کو خطر میں مت ڈالو کہ جس شخص سے طاقت لڑنے کی نہیں رکھتے ہو اس سے جا کر لڑائی کرو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ قتل کرو تم مومنین کو آپس میں اس واسطے کہ تمام مومنین حقیقت میں بمنزلہ ایک نفس کے ہیں اور ظاہر آیت کا دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ یہ حکم عام ہے کہ نفسوں کو اپنے مقام ہلاکت میں مت ڈالو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ تحقیق کہ خدا ہے ساتھ تمہارے اے مومنین رَحِيْمًا مہربان کہ نہایت رحمت اور شفقت سے تمکو منع کرتا ہے وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ اور جو شخص کہ کرے اسکو کہ جو مذکور ہوا ہے حرام امروں میں سے عُدْوَانًا از روے تعدی کے حد سے گزر کر وَّظُلْمًا اور ظلم سے یعنی اپنی نفس پر ظلم کر کے کہ وہ قتل باعث عذاب کا اپنے نفس پر ہے تو اس صورت میں فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ پس قریب ہے کہ داخل کریں گے ہم اسکو نَارًا آتش دوزخ میں وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ اور ہے یہ آتش دوزخ میں ڈالنا اوپر خدا کے يَسِيْرًا آسان اور اب خدا تعالےٰ ایک اور حکم کرتا ہے کہ اِنْ تَجْتَنِبُوْا اگر پرہیز کرو تم اور دور رہو تم كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ بڑے ان گناہوں سے کہ منع کیے جاتے ہو تم عَنْهُ اُنسے کہ خدا تمکو ان گناہوں سے منع کرتا ہے کہ جس وقت تم ان گناہوں سے باز رہو گے تو نُكَفِّرْ عَنْكُمْ دور کرینگے ہم تم سے سَيِّاٰتِكُمْ گناہان صغیرہ تمہارے کو اگر تم گناہان کبیرہ سے پرہیز کرو گے اور ان گناہوں کا تمسے مواخذہ نہ کریں گے وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا اور داخل کریں گے ہم تمکو مقام بزرگ میں کہ وہ بہشت ہے اور گناہان کبیرہ میں خلاف ہے بعضی روایات صادقہ میں تو یہ ہے کہ وہ سات ہیں لیکن وہ اکبر الکبائر ہیں اور وہ کفر ہے اور قتل ناحق ہے اور والدین کو آزردہ اور ناراض کرنا ہے اور کھانا سود کا ہے اور کھانا مال یتیم کا ظلم سے ہے اور بھاگنا جہاد سے ہے اور بعد ہجرت کے صحرا نشین ہو جانا اور یہ رسول خدا صلعم کے زمانہ میں تھا اور دوسری روایت میں ناامید ہونا رحمت خدا سے اور بیخوف ہونا عذاب خدا سے اور زن مومنہ شوہر دار کو تہمت زنا کی کرنی یہ بھی کبائر میں لکھا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اکبر المعاصی میں راوی نے پوچھا کہ کھانا ایکدرم مال یتیم کا ظلم سے زیادہ گناہ ہے یا ترک کرنا نماز کا فرمایا کہ ترک کرنا نماز کا زیادہ گناہ ہے راوی نے عرض کی کہ تمنے ترک صلوٰۃ کو کبائر میں نہیں شمار کیا ہے فرمایا کہ میں نے پہلے کونسی چیز کبائر میں بیان کی ہے راوی نے کہا کہ کفر کو بیان کیا ہے فرمایا حضرت نے کہ تارک الصلوٰۃ کافر ہے جو کہ بغیر سبب اور عذر کے نماز کو ترک کرے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کبائر وہ ہیں کہ جن کا وعدہ قرآن میں دوزخ ہے اور بعضے گناہان کبیرہ وہ ہیں کہ جن کا وعدہ دوزخ ہیں جا بجا حدیث میں آیا ہے لیکن علماء نے گناہان کبیرہ کو جمع کیا ہے ان سے پرہیز کرنا چاہیے اور اکثر انہیں سے یہ ہیں شرک بخدا اور ناامیدی رحمت خدا سے اور بیخوف ہونا عذاب خدا اور ناحق قتل کرنا اور ضائع کرنا کوئی عضو مومن کا اور آزردہ کرنا باپ کا اور ماں کا اور رشتہ داروں سے قطع کرنا اور تہمت زنا کرنی مومنہ عفیفہ کو اور دشنام دہی اور کھانا مال یتیم کا ظلم سے اور بھاگنا جہاد سے اور کھانا سود کا اور جادو کرنا اور زنا کرنا اور اغلام کرنا اور چوری کرنی اور قمار بازی کرنی اور راگ گانا اور سننا اور باجوں کا بجانا اور سننا اور بے سبب واجبات کو ترک کرنا مثل صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ اور خمس اور حج وغیرہ کے باوجود قدرت کے اور تاخیر حج کی بدون عذر شرعی کے اور جھوٹی گواہی دینی اور گواہی پوشیدہ کرنی اور شراب اور نشہ کی چیزیں کھانی اور عہد کو وفا نہ کرنا اور صحرائی ہونا بعد ہجرت کے اور دروغ کہنا خدا اور پیغمبر پر اور بہتان کرنا مومن پر اور غیبت کرنی مومن کی اور طعن کرنا مومن پر اور چغلی کھانی مومن کی اور آزار دینا مومن کا اور لعنت کرنی مومن پر اور بند کرنا مومن کے رستہ کا اور منع کرنا آب مباح کا مومن سے اور ترک کرنا تمام سنتوں کا اور نہ ملاحظہ کرنا پیشاب کا اور باعث ہونا ماں اور باپ کی دشنام دہی کا اور ضرر کرنا وصیت میں اور کھانا مردار کا اور نجس کا اور واسطہ ہونا زنا اور اغلام کا اور چیٹی کرنا عورتوں کا اور بدی کا حکم کرنا اور نیکی سے منع کرنا اور مطلق جھوٹ بولنا بدون استثنائے شرعی کے اور امانت میں خیانت کرنی اور غلام کو عبث مارنا اور عیال کا ترک کر دینا باوجود قدرت کے اور کھانا سونے اور چاندی کے برتن میں اور مرد کو پہننا ابریشم خالص کے کپڑے کا اور عورت کو گھر سے باہر جانا بے اجازت شوہر کے اور اپنی قوم کو اچھا جاننا اور جگہ کے نیکوں سے اور ظلم کرنا اور فریب کرنا مومن سے اور دو زبان ہونا اور حقیر سمجھنا مومن کا اور عیب جوئی مومن کی اور بدگمانی مومن کی اور ڈرانا مومن کا اور کم زیادہ کرنا وزن کا وقت دینے اور لینے کے اور سبک جاننا گناہوں کا اور بدکاروں کی مجلس میں بیٹھنا اور بدعت کرنی اور بدعتیوں کی مجلس میں بیٹھنا اور کھانا حرام کا اور اجنبی عورت کو قصداً دیکھنا اور غصب کرنا مال مومن کا اور باوجود قدرت ادا کے طلب قرضخواہ کا قرضہ کا ادا نکرنا اور تصویر سایہ دار کا

گناہان کبیرہ کا بیان

اور نہ لینا رشوت کا اور خرید و فروخت کرنا نشہ کی چیزوں کا اور اس کے سوائے اور بھی بعضے گناہ ہیں کہ وہ متفرقات کتابوں میں مذکور ہیں اور مدخلا کو ابو جعفر اور نافع نے بفتح میم پڑھا ہے اور باقیوں نے بضم میم اور کہتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ نے جناب رسولخدا سے عرض کی کہ مرد جہاد کر کے شرف لیتے ہیں اور عورتیں اس سے محروم ہیں اور مرد بار جو دینے غنیمت کے اور کمانے مال کے عورتوں سے دو چند میراث لیتے ہیں کاش ہم بھی مردوں کے زمرے میں ہوتیں تاکہ جہاد کے ثواب اور کل میراث کے پانے سے محروم نہ ہوتیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک جماعت عورتوں کی رسولخدا کے پاس آئی اور ان عورتوں نے کہا کہ یا رسولخدا کیا خدا پروردگار مردوں کا اور عورتوں کا دونوں کا نہیں ہے اور تو سب پر خدا کا بھیجا ہوا نہیں ہے فرمایا کہ ہاں خدا پروردگار سب کا ہے اور میں ہی پیغمبر سب کا ہوں تب ان عورتوں نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ خدا تعالی مردوں کا ذکر کرتا ہے اور عورتوں کا ذکر نہیں کرتا ہم خوف کرتے ہیں اس سے کہ ہم میں خیر نہووے اور خدا کو ہم سے کچھ سروکار نہو اور مرد کہتے تھے کہ ہم کو عورتوں سے دو گنی میراث ملتی ہے آخرت میں ثواب بھی ہمارا عورتوں سے دو چند ہوگا اور عورتیں کہتی تھیں کہ جیسے کہ میراث ہم کو مردوں سے نصف ملتی ہے ایسے ہی عذاب بھی ہم کو آخرت میں مردوں سے نصف ہوگا خدا تعالے نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ اور نہ آرزو کرو تم اس چیز کی کہ بزرگی دی ہے خدا نے بِهٖ ساتھ اس چیز کے کہ وہ مرتبہ ہے یا مال ہے بَعْضَكُمْ عَلٰی بَعْضٍ بعض تمہارے کو اوپر بعض کے یعنی خدا نے جو بعض کو تم میں سے بعض پر کسی امر میں بزرگی دی ہے اسکی آرزو تم مت کرو شاید کہ تمہارے واسطے بہتر اسکے نہ ہوئیں ہو اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ کوئی تم میں سے یہ نہ کہے کہ کاش جو کچھ فلانا شخص دیا گیا ہے مال یا نعمت یا عورت خوبصورت وہ مجھ کو دیا جاتا اس واسطے کہ یہ حسد ہے لیکن اس طرح کہنا جائز ہے کہ خداوندا جیسا کہ تو نے اسکو دیا ہے مجھ کو بھی دے لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ واسطے مردوں کے حصہ ہے مِمَّا اكْتَسَبُوْا اس چیز میں سے کہ کمائی کی ہے انھوں نے مثل جہاد کے اور تمام اعمال نیک کے وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ اور واسطے عورتوں کے حصہ ہے مِّمَّا اكْتَسَبْنَ اس چیز میں سے کہ کمائی کی ہے انھوں نے مثل عفت اور فرمانبرداری شوہر کی پس جبوقت کہ واسطے ہر ایک کے حصہ مقرر ہے موافق اسکی کمائی کے تو آرزو دوسرے کے حصہ کی کیوں کرتے ہو اور خدا کا فضل اعمال نیک کرنیسے چاہو نہ حسد سے وَاسْئَلُوا اللّٰهَ اور سوال کرو تم خدا سے اور مانگو مِنْ فَضْلِهٖ فضل اسکے سے یعنی جو کچھ آدمیوں کے پاس ہے اسکی آرزو مت کرو کہ یہ ہمکو ہوتا البتہ مثل اسکے خدا سے طلب کرو کہ یہ ہمکو اپنے خزانہ کرم سے دے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہی بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ساتھ ہر چیز کے عالم اور جاننے والا ہے کہ کون مستحق اسکے فضل کا ہے اور فرمایا رسولخدا نے کہ خدائے تعالے نے دوست رکھا ہے واسطے ذات اپنی کے ایک چیز کو اور دشمن رکھا ہے اسکو واسطے مخلوق کے دوست رکھا ہے سوال کرنیکو اپنی ذات سے اور دشمن رکھا ہے مخلوق سے سوال کرنیکو اور نہیں ہے کوئی چیز دوست زیادہ خدا کو اس سے کہ سوال کرے کوئی اس سے پس چاہیے کہ نہ حیا کرے کوئی خدا سے سوال کرنیمیں اسکے فضل سے اگرچہ تسمہ جوتے کا ہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نہ سوال کرے اسکے فضل سے وہ محتاج اور تنگدست ہو جائے گا اور کہتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں اسلام سے پہلے جسکو اپنا متبنی اور لے پالک کرتے تھے اسکو وارثوں میں داخل کر کے میراث میں شریک کرتے تھے اللہ تعالے نے اس سے منع کیا اور کہتے ہیں کہ جس وقت رسولخدا نے حضرت علیؑ کو اپنا بھائی کیا اور مہاجرین اور انصار کو آپسمیں ایک کو دوسرے کا بھائی کیا تو مہاجرین اور انصار نے جانا کہ ہم اپنے دینی بھائی سے بھی میراث پائینگے خدا نے فرمایا کہ میراث رشتہ داروں کے واسطے ہے نہ دینی بھائیوں کے واسطے ہے چنانچہ فرماتا ہے وَلِكُلٍّ اور واسطے ہر ایک کے پیغمبر ہو یا کوئی امت کا آدمی جَعَلْنَا کیے ہمنے یعنی مقرر کیے ہمنے مَوَالِيَ میراث لینے والے کہ بسبب قرابت کے اپنا حصہ لیویں مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ اس چیز میں کہ چھوڑا ہے باپ اور ماں نے اور قریبوں نے لیکن فاطمہ زہرا کو باپ کی جائداد میں سے حصہ نہ ملا کیا وہ رسولخدا کے موالیوں میں سے نہ تھیں اور کہتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں ایسا دستور تھا کہ ہر کوئی شخص ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر کہتا تھا کہ خون میرا خون تیرا ہے اور دوست تیرا دوست میرا ہے اور دشمن تیرا دشمن میرا ہے تو مجھ سے میراث لیجائے اور میں تجھسے میراث لیجاؤں اور تو میرا عاقلہ ہووے اور میں تیرا عاقلہ ہوں اور باتوں کو قسم کھا کر پختہ کرتے تھے اور اس جہت سے ہر ایک دوسرے کا وارث ہو کر چھٹا حصہ اسکے ترکہ میں سے لیتا تھا ایک جماعت صحابہ نے رسولخدا سے عرض کی کہ ہمنے آپسمیں میراث کے لینے کے واسطے عہد کیا ہے مطابق اسکے آیت نازل ہوئی کہ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اور وہ لوگ کہ منعقد اور بستہ کی ہیں تم نے اپنے اَيْمَانُكُمْ قسمیں اپنی فَاٰتُوْهُمْ پس دو تم انکو نَصِيْبَهُمْ حصہ ان کا کہ وہ چھٹا حصہ ہے اور اس آیت کا حکم آیۂ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ کے حکم سے منسوخ ہو گیا کہ رشتہ داروں کے ہوتے اجنبی آدمی حصہ نہیں لے سکتے اور وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ کا عطف وَالِدٰنِ پر ہے اور سب قاریوں نے عقدت

ترکہ کی تقسیم کا حکم اور فاطمہ کا ترکہ نبوی سے محروم رہنے پر افسوس

ع ۲

کو سوائے اہل کوفہ کے عاقدت پڑھا ہے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہے عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا اوپر ہر چیز کے گواہ یعنی عہد و پیمان اور قسم پر کہتے ہیں کہ
حبیبہ زوجہ سعد بن ربیع انصاری کی اپنے شوہر کا کہنا نہیں مانتی تھی اور فرمانبرداری سے انکی باہر ہوگئی تھی اسکے شوہر سعد نے ایک طمانچہ اسکے رخسار پر مارا اور اسنے
اپنے باپ سے شکایت کی اور وہ اس کو ہمراہ لیکر جناب رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس قصہ کو بیان کیا یہ آیت نازل ہوئی کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ
مرد قایم ہونے والے ہیں عَلَى النِّسَاۗءِ اوپر عورتوں کے جیسے کہ حاکم قائم اور کارگذار ہوتے ہیں رعیت پر بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بسبب اس چیز کے کہ بزرگی دی
ہے خدا نے بَعْضَھُمْ بعض ان کے کہ وہ مرد ہیں عَلٰي بَعْضٍ اوپر بعض کے کہ وہ عورتیں ہیں کمال عقل اور علم اور جہاد اور نماز جمعہ اور عیدین میں اور سوائے
اس کے بہت امور ہیں کہ مردوں کو عورتوں پر ان امور میں خدا نے بزرگی دی ہے وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا اور بزرگی دی ہے بسبب اسکے کہ خرچ کیا ہے ان مردوں نے عورتوں پر
مِنْ اَمْوَالِهِمْ مالوں اپنے میں سے مہر اور نفقہ وغیرہ میں اور روایت ہے کہ کسی نے جناب رسولخدا سے پوچھا کہ یارسول اللہ کیا بزرگی ہے مردوں کو عورتوں پر فرمایا کہ
جیسے بزرگی پانی کو زمین پر ہے کہ زمین پانی سے زندہ ہوتی ہے ایسے ہی مردوں سے عورتیں زندہ ہوتی ہیں اور اگر نہ ہوتے مرد تو نہ پیدا کی جاتیں عورتیں اور اس آیت
کو تلاوت فرمایا اور پہلے اس سے خدا تعالےٰ نے مردوں کی فضیلت عورتوں پر بیان کی تھی اور اب نیک عورتوں کا حال بیان کرتا ہے کہ فَالصّٰلِحٰتُ پس نیک
عورتیں شائستہ اعمال کی قٰنِتٰتٌ فرمانبردار ہیں خدا کی اور متابعت کرنیوالی شوہروں کی حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ نگاہ رکھنے والیاں واسطے غیب کے
یعنی شوہروں کے غائب ہونے کے وقت نگاہ رکھتی ہیں اپنی عفت اور عصمت کو اور شوہروں کے مالوں کو بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ بسبب نگاہ رکھنے خدا کے ان عورتوں کو
اور ما اس میں مصدریہ ہے اور جناب رسولخدا نے فرمایا کہ بہتر عورتوں میں وہ عورت ہے کہ جس وقت کہ تجھ کو دیکھے تو شاد ہووے اور جس وقت تو اسکو حکم کرے تو اسی وقت
وہ بجالائے اور جس وقت تو غائب ہو تو اپنی عصمت کی اور تیرے مال کی حفاظت کرے اور اب خدا حکم بیان کرتا ہے ان عورتوں کا کہ جو شوہروں کی فرمانبرداری
نہیں کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ اور وہ عورتیں کہ ڈرتے ہو تم نافرمانی کرنے انکے سے بسبب ظاہر ہونے علامات نافرمانی
کے تو فَعِظُوْھُنَّ پس نصیحت کرو تم ان عورتوں کو خوش خلقی سے کہ دل انکے نرم ہو جائیں اور حقوق زن و شوہر کے ان کو تعلیم کرو اور سمجھاؤ انکو نافرمانی شوہر
کی بہت سخت گناہ ہے وَاهْجُرُوْھُنَّ اور کنارہ کشی کرو تم ان سے فِي الْمَضَاجِعِ بیچ خوابگاہوں کے یعنی ان کے ہمراہ خواب نہ کرو یا انکی طرف سونے
میں پشت پھیرو اگر تمہاری نصیحت کو وہ نہ مانیں وَاضْرِبُوْھُنَّ اور مارو تم انکو اگر کنارہ کشی سے بھی تمہاری متابعت نہ کریں لیکن ایسا نہ مارو کہ زخم ہو جائے
یا ان کی ہڈی کو صدمہ پہنچے اور حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ مسواک سے مارو فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ پس اگر فرمانبرداری کریں وہ تمہاری اور
تمہاری متابعت کو اختیار کریں تو فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ پس نہ طلب کرو تم اوپر ان کے اور نہ چاہو تم سَبِيْلًا راہ کو آزار دینے کی اور ملامت کی یعنی اگر
تمہاری فرمانبرداری وہ کریں تو پھر ان کو نہ ستاؤ اور زیادتی انپر نہ کرو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہے عَلِيًّا بلند اس امر سے کہ ظلم سے راضی ہو كَبِيْرًا
بزرگ ہے اس سے کہ مظلوم کی داد کو نہ پہنچے اور اس سے ڈرنا چاہیے کہ وہ ظلم سے راضی نہیں ہوتا ہے اور تمکو اسقدر عورتوں پر قدرت نہیں ہے کہ جس قدر اسکو تمپر قدرت ہے
اگر تم ان عورتوں پر ظلم کرو گے تو تمکو سزا اس ظلم کی دیگا وَاِنْ خِفْتُمْ اور اگر ڈرو تم بسبب ظاہر ہونے علامات نافرمانی کے شِقَاقَ بَيْنِهِمَا برخلافی سے
درمیان ان دونوں جورو اور خاوند کے اور ناموافقت کا ان کے خوف ہو تو فَابْعَثُوْا پس بھیجو تم یعنی مقرر کرو تم واسطے دفع کرنے نافرمانبرداری کے حَكَمًا مِّنْ
اَھْلِهٖ ایک منصف کو لوگوں اس شوہر کے سے یعنی اس شوہر کے کنبہ میں سے جو شخص کہ لیاقت حکم کرنے اور منصف ہونیکی رکھتا ہے اسکو واسطے فیصلہ کے مقرر کرو وَ
حَكَمًا مِّنْ اَھْلِھَا اور ایک منصف کو قبیلہ اس عورت کے سے کہ وہ بھی مثل اسکے لیاقت حکم کرنیکی رکھتا ہو اور عورت کے مافی الضمیر کو دریافت کرے کہ وہ مفارقت
چاہتی ہے یا ملاقات اور ایسے ہی مرد کا منصف مرد کی مرضی کو دریافت کرے گا اور اضافت شقاق کی طرف ظرف کی یا تو قائم کرنے اسکے کے مقام مفعول بہ کے
ہے جیسے کہ یاسارق اللیلۃ یا مقام فاعل کی ہے جیسے کہ نہارہ صائم اور دو منصف اجنبی بھی ہو سکتے ہیں لیکن کنبہ کے آدمیوں کا ہونا اسلئے ہے کہ وہ انکے باطنی حال کو دریافت
کر سکتے ہیں اسواسطے فرمایا کہ ایک شخص کو مرد کے کنبہ میں سے مقرر کرو اور ایک شخص کو عورت کے کنبہ میں سے اِنْ يُّرِيْدَآ اگر ارادہ کریں اور چاہیں وہ دونوں منصف بھی
اِصْلَاحًا درست کرنیکا زن و شوہر کو تو يُّوَفِّقِ اللّٰهُ توفیق دیگا خدا اور موافقت پیدا کرے گا بَيْنَهُمَا درمیان ان دونوں کے اور یہ بابہ کہ اگر زن و شوہر ارادہ

تین شخصوں کا حکم

نافرمان عورتوں کا حکم

اپنے کام کی درستی کا کریں تو خدا ان کو توفیق دیگا موافقت کی اور دلوں میں ان کے الفت ڈالیگا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تحقیق کہ خدا ہی عَلِیْمًا جاننے والا زن وشوہر کی مصلحتوں کا خَبِیْرًا ۝ خبردار اُن کے مقصدوں سے اور پہلے اس سے خدا تعالے نے احکام یتیموں کے اور سود نہ کھانیکے اور زن وشوہر کی آپس میں زندگانی کرنیکی نازل کئے تھے لیکن وہ کچھ فائدہ نہیں بخشتے ہیں جبتک کہ خدا تعالے کی وحدانیت کا اعتقاد نہ کرے اور اس کو واحد جان کر اور شرک سے تبرا کرکے اسکی عبادت میں جبتک کہ مشغول نہو اسواسطے خدا نے بعد اس کے یہ آیت نازل کی وَاعْبُدُوا اللّٰہَ اور عبادت کرو تم خدا کو بوحدانیت وَلَا تُشْرِکُوْا اور نہ شریک کرو تم بِہٖ شَیْئًا ساتھ اسکے کسی چیز کو وَّبِالْوَالِدَیْنِ اور نیکی کرو تم ساتھ باپ اور ماں کے اِحْسَانًا نیکی کرنی قول میں اور فعل میں دونوں میں اور احسانا مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے اور تقدیر اسکی واحسنوا بالوالدین احسانا ہے یعنی اور نیکی کرو تم ساتھ والدین کے نیکی کرنی وَّبِذِی الْقُرْبٰی اور نیکی کرو تم ساتھ قریبوں کے اور اسکے ثواب کی روایتیں پہلے اس سورہ بقر میں گذر گئی ہیں وَالْیَتٰمٰی اور نیکی کرو تم ساتھ یتیموں کی اسکا ذکر بھی پہلے ہو لیا ہے وَالْمَسٰکِیْنِ اور نیکی کرو تم ساتھ محتاجوں کی اسکے ثواب میں روایتیں بھی سورہ بقر میں مذکور ہوگئی ہیں وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی اور نیکی کرو تم ساتھ ہمسایہ صاحب قرابت کے کہ یہ دو حق رکھتا ہے حق قرابت اور حق ہمسائیگی وَالْجَارِ الْجُنُبِ اور نیکی کرو تم ساتھ ہمسایہ اجنبی کے جو کہ قرابت نہ رکھتا ہو روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول خدا سے عرض کی کہ یا رسول خدا دل میرا سخت ہوگیا ہے اور کسی طرح سے نرم نہیں ہوتا فرمایا کہ تو اپنے ماں اور باپ سے نیکی کر اور مسکینوں کو کھانا دے اور یتیموں کے سر پر ہاتھ مہربانی کا پھیر اور ہمسایہ یگانہ اور بیگانہ پر بخشش کر اور انکو رنج مت پہنچا پھر اسنے عرض کی کہ یا رسول خدا حق ہمسایہ کا ہمسایہ پر کیا ہے فرمایا کہ اگر وہ تجھکو پکارے تو اسکو جواب دے اور دستگیری کر اسکی اور اگر قرض طلب کرے تو اس کو دے اور اگر مصیبت اسپر نازل ہو تو پرسا اسکا دے اور اگر وہ مرجائے تو جنازے پر اس کے حاضر ہو اور اپنی دیوار اسکی دیوار سے زیادہ بلند مت کر اور فرمایا کہ ہمسایہ تین طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہے کہ جو مسلمان اور رشتہ دار ہو اسکے تین حق ہیں حق قرابت اور حق اسلام اور حق ہمسائگی اور دوسرا ہمسایہ وہ ہے کہ جو مسلمان اور ہمسایہ ہو اور اسکے یہ دو حق ہیں حق اسلام اور حق ہمسائیگی اور تیسرا ہمسایہ وہ ہے کہ جو نہ مسلمان ہو اور نہ رشتہ دار ہو اور اسکا ایک حق ہے کہ وہ حق ہمسایہ ہے اور وہ ہمسایہ اجنبی اور کافر ہے اور دو حق والا ایک اور بھی ہو سکتا ہے اور وہ رشتہ دار کافر ہے کہ ہمسایہ میں تنہا ہی اسکے بھی دو حق ہیں حق ہمسایہ اور حق قرابت اور حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا ہے کہ خوبی ہمسائیگی یہ نہیں ہے کہ اسکو ایذا نہ دیوے اور لیکن خوبی ہمسایہ کی یہ ہے کہ اپنے ہمسایہ کے آزار دینے پر صبر کرے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ نیکی کرنی ہمسایہ سے زیادہ کرتی ہے رزق کو اور آباد کرتی ہے گھروں کو اور زیادہ کرتی ہے عمر کو اور حد ہمسایہ کی حدیث میں وارد ہے کہ چاروں طرف سے چالیس گھر تک ہے لیکن علماء نے چالیس ہاتھ چاروں طرف سے لکھے ہیں اور فرماتا ہے خدائے تعالے کہ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ اور نیکی کرو تم ساتھ صحبت رکھنے والے کے ساتھ کروٹ کے یعنی نیکی کرو تم ہمنشین اور ہم صحبت کے ساتھ جسکے ساتھ اٹھتے اور بیٹھتے ہو سفر میں یا شہر میں خواہ زوجہ ہو خواہ طالب علمی کا شریک ہو خواہ کسی پیشہ کا شریک ہو یا خادم ہو وَابْنِ السَّبِیْلِ اور نیکی کرو تم ساتھ مسافر اور مہمان کے اگرچہ وہ اپنے شہر میں تونگر ہوں وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اور نیکی کرو تم ساتھ ان کے کہ مالک ہوئے ہیں ہاتھ تمہارے یعنی اپنے غلام اور لونڈی پر شفقت اور مہربانی کرو اِنَّ اللّٰہَ تحقیق کہ خدا لَا یُحِبُّ نہیں دوست رکھتا ہے مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝ اس شخص کو کہ ہووے اترانے والا تکبر کرنے والا کہ والدین پر نیکی نہ کرے اور قریبوں اور ہمسایہ پر نیکی کرنیسے تنگ ہو اور اپنے ہم صحبتوں سے غرور رکھے اور انس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جو کوئی ہمسایہ کو آزار پہنچاوے اس نے مجھکو آزار پہنچایا اور جس نے مجھکو آزار پہنچایا اسنے خدا کو آزار پہنچایا اور بعد اسکے فرمایا کہ جبرئیل مجھکو ہمیشہ وصیت کرتا تھا ہمسایہ کے حق میں یہاں تک کہ گمان کیا میں نے کہ وہ مجھسے میراث لیوے گا اور خدا دوست نہیں رکھتا ہے اترانیوالے تکبر کرنیوالے کو اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وہ لوگ کہ بخل کرتے ہیں وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ اور حکم کرتے ہیں آدمیوں کو ساتھ بخل کے کہ مستحقوں کو نہیں دیتے ہیں اور آدمیوں کو منع کرتے ہیں دینے سے وَیَکْتُمُوْنَ اور پوشیدہ کرتے ہیں لوگوں سے مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰہُ اس چیز کو کہ دی ہے انکو خدا نے مِنْ فَضْلِہٖ فضل اپنے سے کہ وہ تونگر ہوگئے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کیا ہے کہ جو ہم کسی کو کچھ دیویں اور فرماتا ہے خدا کہ وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ اور تیار کیا ہے ہمنے واسطے کافروں کے جو کہ ہماری نعمتوں کا شکر نہیں کرتے ہیں اور جو حقوق کہ ان کے ذمہ ہیں انکو ادا نہیں کرتے ہیں بلکہ اوروں کو دینے سے منع کرتے ہیں انکے واسطے تیار کیا ہے

ہے عَذَابًا مُّهِينًا۔ عذاب خوار کرنیوالا کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے اور فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ نہیں بخیل ہے وہ شخص کہ زکواۃ کو مال کے ادا کرے اور
قوم کو بخشش کرے اور بخیل وہ شخص ہے کہ زکواۃ کو نہ دیوے اور لوگونکو بخشش نہ کرے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ بخیل تو وہ شخص ہے کہ اپنی چیز میں
بخل کرے اور شحیح وہ ہے کہ اپنے مال میں بھی بخل کرے اور دوسرے کے مال میں بھی اور آرزو کرے کہ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے وہ بھی میرے پاس آجاے خواہ حلال سے ہو یا
حرام سے اور جو کچھ خدا نے اسکو دیا ہے اسپر قناعت نہ کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ علماء یہود کی شان میں ہے کہ جو محمد صلعم کے فضائل اور صفات کہ توریت میں
ہیں انکو بتلانے میں بخیلی کرتے ہیں اور پوشیدہ کرتے ہیں اور خدا نے بخیلوں کے ہمراہ انکو بھی شمار کیا ہے کہ جو ریا سے دکھلانیکو دیتے ہیں اسواسطے کہ بخیل تو کچھ دیتا ہی
نہیں ہے اور جو کوئی ریا سے دیتا ہے وہ بمنزلہ نہ دینے کے ہے کہ اسکا ثواب کچھ نہیں ہے بخیل اور ریا سے دینے والا دونوں ایک طرح کے ہیں اور جیسے کہ خدا بخیل کو دوست
نہیں رکھتا ہے ایسے ہی ریا سے دینے والے کو دوست نہیں رکھتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَالَّذِينَ اور نہیں دوست رکھتا ہے اُن لوگونکو اس کا عطف من کان
پر ہے یا الذین یبخلون پر اس واسطے لا یحب کے تحت میں یہ بھی ہے یعنی اور نہیں دوست رکھتا ہے خدا ان لوگوں کو کہ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ خرچ کرتے ہیں
وہ مالونکو اپنے رِئَاءَ النَّاسِ واسطے دکھلانے آدمیوں کے تاکہ آدمی انکے دینے کو دیکھ کر انکی تعریف کریں اور رئاء الناس مفعول لہ واقع ہے اور بعضے کہتے ہیں
کہ مراد اس جماعت سے مشرکین مکہ ہیں کہ رسولخدا کی دشمنی میں لشکروں کو جمع کرتے تھے اور انمیں خرچ کرتے تھے وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ اور نہیں ایمان لاتے ہیں
وہ حقیقت میں ساتھ خدا کے کہ اس کے نام پر دیویں وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ اور نہ ساتھ دن آخرت کے کہ اُس روز کے ثواب کے امیدوار ہوں وَ
مَن يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا اور وہ شخص کہ ہووے شیطان واسطے اس کے مصاحب اور یار کہ اس کو خالص خداے تعالے کے نام کا نہ دینے دیوے
فَسَاءَ قَرِينًا۔ پس برا ہے وہ شیطان مصاحب اور یار کہ لوگوں کو طرف کفر اور گناہ کے بلاتا ہے اور فرماتا ہے خداے تعالے کہ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ
اور کیا ہوتا پر ان کفار کے یعنی کیا ہوتا نقصان اُن کا لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ اگر ایمان لاتے وہ ساتھ خدا کے وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور دن آخرت کے اور اعمال
کے جزا ملنے کا اعتقاد کرتے کہ جس میں سراسر فائدہ اور نجات ہے وَأَنفَقُوا اور خرچ کرتے اور وہ خالص خدا کے نام پر اور ریا کو انمیں دخل نہ کرتے اور اس کے
نام پر دیتے مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ انمیں سے کہ روزی دی ہے اُن کو خدا نے فضل و کرم سے وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ اور ہے خداے تعالے ساتھ ان کے یعنی خدا ان کے
اقوال اور افعال کو عَلِيمًا۔ جاننے والا پس موافق ان کے اعمال اور افعال کے ان کو جزا دے گا إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ تحقیق خدا نہیں ظلم کرتا ہے کسی پر
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ برابر ذرہ کے کہ بدون صادر ہونے جرم کے کسی کو عذاب کرے یا کسی کے ثواب میں کمی کرے اور مثقال مشتق ثقل سے ہے اور ثقل وزن
کو کہتے ہیں اور ذرہ سرخ چیونٹی کو کہتے ہیں کہ نہایت چھوٹی ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ریزہ غبار کا ہوتا ہے اور وہ غبار آفتاب کے روشندان میں پڑنے سے پیدا
ہوتا ہے اور ریزہ اس کا بہت صغیر ہوتا ہے کہ کچھ وزن نہیں رکھتا مبالغہ کے واسطے فرمایا ہے کہ خداے تعالے اسقدر بھی ظلم نہیں کرتا وَإِن تَكُ اور اگر ہووے برابر
ذرے کے حَسَنَةً نیکی بندہ مومن کی اسکے نامہ اعمال میں تو يُضَاعِفْهَا چند در چند کرے گا اسکو خدا یعنی اسکے ثواب کو اور تک اصل میں تکون تھا ضمہ
اسکا جزم کی جہت سے ساقط اور واو التقاے ساکنین سے اور نون کثرت استعمال سے واسطے تخفیف کے اور حسنہ کو ابن کثیر اور نافع نے مرفوع پڑھا ہے کان کو تامہ
مقرر کر کے اور باقیوں نے منصوب پڑھا ہے کان ناقصہ سے خبر بخبر اگر یعنی اگر نیکی کسی مومن کی ہوگی تو اسکے ثواب کو خدا چند در چند کریگا وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ
اور دیگا خدا نزدیک اپنے سے بدون استحقاق اس شخص کے أَجْرًا عَظِيمًا۔ ثواب بزرگ اپنے فضل اور کرم سے اور ابو عثمان ہندی سے روایت ہے کہ فرمایا
رسولخدا نے کہ حقتعالے بندہ مومن کو ایک حسنہ کے عوض ثواب ہزار حسنہ کا دیوے گا راوی کہتا ہے کہ مجھکو یہ سنکر تعجب ہوا میں رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت
کو اس سے خبر دی فرمایا کہ حقتعالے بندہ مومن کو ایک حسنہ کے عوض میں دو ہزار حسنہ کا ثواب دیوے اور اگر تمہیں تردد ہو تو یہ آیہ پڑھو وان تک حسنة یضاعفها ویؤت من
لدنه اجرا عظیما اور معلوم ہے کہ خداے تعالے جس کو اجر عظیم کہے اسکی قدرت کو سوائے اسکے کوئی نہیں جانتا ہے اور اب خداے تعالے منکرین کے حال کو بیان کرتا ہے
کہ فَكَيْفَ پس کیونکر ہوگا حال انکا ہول سے إِذَا جِئْنَا جس وقت لائیں ہم مِن كُلِّ أُمَّةٍ ہر امت سے بِشَهِيدٍ ایک گواہ کو کہ وہ پیغمبر ان کا ہوگا اور انکے
اعتقاد اور افعال نیک اور بد کی گواہی دیگا وَجِئْنَا بِكَ اور لائیں گے ہم تجھکو اے محمد عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ اوپر ان کے کہ جو تیری امت کے لوگ ہیں شَهِيدًا گواہ تاکہ

گواہی دے تو اپنے موافق اپنے علم کے اور حضرت امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ پس کھڑے کئے جائیں گے انبیا اور ان سے سوال کیا جائے گا کہ تم نے خدا تعالےٰ کے پیغام اپنی امتوں کو پہنچا دئے ہیں یا نہیں وہ کہینگے کہ ہم نے پہنچا دیئے ہیں پیغام تیرا اپنی امتوں کو پھر اُنکی امتوں سے پوچھیں گے تو وہ انکار کرینگے جیسے کہ فرمایا عز و جل نے فلنسألن الذین ارسل الیہم ولنسألن المرسلین اور کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی پیغمبر ڈرانیوالا نہیں آیا ہے اور نہ کوئی خوشخبری دینے والا آیا ہے پس سب انبیا ہمارے پیغمبر صلعم کو اپنا گواہ لائیں گے وہ حضرت انبیاء علیہم السلام کی راستگوی کی اور انکی امتوں کے منکرین کے جھوٹ کی گواہی دیں گے اور ہر امت سے فرمائینگے کہ ہاں تمہارے پاس ڈرانیوالا اور خوشخبری دینے والا آیا تھا اور خدا ہر چیز پر قادر ہے کہ بھی تمہارے اعضا سے گواہی دلوادے پیغمبروں کے آنیکی اور خدا کے پیغام پہنچانیکی اسی واسطے خدا نے فرمایا ہے اپنے نبی کو کہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا پس وہ لوگ امتوں کے جو کہ منکرین ہیں حضرت کی گواہی کو رد نہ کرسکیں گے اس خوف سے کہ خدا انکے مونہوں پر مہر کردیگا اور اعضا اُن کے گواہی دینگے حضرت اپنی قوم کی اور امت کے منافقوں پر اور عہد کے توڑنے پر اور سنتوں کے بدل دینے پر اور حکم اس آیت کا عام ہے کہ وہ حضرت انبیا کی بھی اور اپنی امت کی بھی سب کی گواہی دینگے یَوۡمَئِذٍ اس روز کہ جس روز کہ گواہی دیجائیگی یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا دوست رکھیں گے وہ لوگ کہ کافر ہوے اور چاہینگے وہ لوگ کہ خدا پر ایمان نہیں لائے ہیں وَعَصَوُا الرَّسُوۡلَ اور نافرمانی کی ہے انھوں نے پیغمبر کی کہ لَوۡ تُسَوّٰی بِہِمُ الۡاَرۡضُ کاش برابر کی جائے ساتھ انکے زمین کہ زمین میں وہ دفن کئے جائیں اور مٹی انکے اوپر ڈالکر زمین برابر کی جائے اور کبھی زندہ نہوں وَلَا یَکۡتُمُوۡنَ اللّٰہَ حَدِیۡثًا اور نہ پوشیدہ کرسکیں گے وہ خدا سے کسی بات کو کہ انبیا اور آئمہ اور اعضا اُن کے سب افعال کی ان کی گواہی دینگے اور ایسے ہی غاصبان حقوق آل محمد کا حال ہوگا اور کہتے ہیں کہ ایکروز جماعت صحاب کی عبد الرحمن بن عوف کے گھر میں شراب پیتی تھی اور وقت بیہوشی کے آواز اذان کی سنکر واسطے نماز مغرب کے کھڑے ہوئے اور امام اُنکا کہ عبد الرحمن ہوا تھا نہایت مستی سے اُسنے سورہ قل یا ایہا الکافرون میں حرف لا کا کہ چار جگہ ہے حذف کردیا اور اسکو نہ کہا تب یہ آیت نازل ہوئی یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا پر لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوۃَ نہ نزدیک ہو تم نماز کے یعنی نماز کو مت پڑھو تم وَاَنۡتُمۡ سُکٰرٰی جس وقت کہ تم نشہ میں ہونے والے ہو واو وانتم کی حالیہ ہے اور سکاری جمع سکران کی ہے یعنی جس وقت تم نشہ میں ہو تو نماز کو مت پڑھو حَتّٰی تَعۡلَمُوۡا یہاں تک کہ جانو تم اور سمجھو تم کہ مَا تَقُوۡلُوۡنَ کیا کہتے ہو تم نماز میں اور نشہ سے مراد عام ہے خواہ نشہ کسی چیز کے کھانے سے ہو اور خواہ نشہ نیند کا ہو کہ آنکھوں میں نیند کا خمار بھرا ہو ایسی حالت میں نماز کو مت پڑھو یہاں تک کہ جانو تم کہ کیا کہتے ہو نماز میں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ پڑھو تم نماز کو کاہلی سے کہ وہ علامت نفاق کی ہے اور فرماتا ہے خدائے تعالےٰ کہ وَلَا جُنُبًا اور نہ پڑھو تم نماز کو جس وقت کہ حالت جنابت میں ہو تم اور جنبا حال واقع ہوا ہے اور عطف اسکا وانتم سکاری پر ہے اور وہ بھی حال ہے اور جنب مذکر اور مونث اور واحد اور تثنیہ اور جمع سبکے لئے آتا ہے اور یہاں مراد اس سے جمع ہے پس حالت جنابت میں نماز کو مت پڑھو تم اِلَّا عَابِرِیۡ سَبِیۡلٍ مگر ہو تم گذرنیوالے رستے کے کہ سفر میں ہو تم اور غسل جنابت کی ضرورت ہوئی اور پانی دستیاب نہوتا ہو تو مٹی سے تیمم کرکے نماز پڑھنی چاہیے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد صلوٰۃ سے مواضع صلوٰۃ کے ہیں یعنی مسجدوں میں حالت نشہ میں اور ناپاک ہوکر نجاؤ تم حَتّٰی تَغۡتَسِلُوۡا یہانتک کہ غسل کرو تم پس اسوقت جاؤ تم اور اگر پانی دستیاب نہو تو تیمم کرو اور بعض علما یار مین ہمارے فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ سے مراد بطریق استخدام دونو معنی ہوسکتے ہیں نماز کا قائم کرنا تو حتےٰ تعلموا ما تقولون کے قرینہ سے اور مواضع صلوٰۃ کے عابری سبیل کے قرینہ سے یعنی نماز کو نہ پڑھو تم حالت نشہ میں یہانتک کہ جانو تم کہ کیا کہتے ہو تم اور نہ داخل ہو تم مسجدوں میں حالت جنابت میں مگر گزرنیوالے راہ کے کہ مسجدوں میں سے گذر سکتے ہو اور ٹھہر نہیں سکتے یہانتک کہ غسل کرو تم اور جس وقت غسل کرو تو ٹھہر سکتے ہو اور مطابق اسکے حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ حائض اور جنب نہیں داخل ہوسکتے ہیں مسجدوں میں کہ اُنمیں جاکر ٹھیریں مگر گزرنے کو تمہیں جاسکتے ہیں اس واسطے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولا جنبا الا عابری سبیل حتے تغتسلوا اور اہل سنت کے علما میں اختلاف ہے کوئی تو صلوٰۃ سے نماز کا پڑھنا مراد لیتا ہے اور کوئی مواضع صلوٰۃ کے اور عابری سبیل کو کہتے ہیں کہ مراد اس سے سفر ہے اور عابری سبیل مستثنیٰ ہونیکی جہت سے منصوب ہے اور نون اسکا اضافت کے سبب ساقط ہوگیا ہے اور حالت جنابت اور حیض اور نفاس میں مسجد مکہ اور مدینہ میں گزرنا بھی جائز نہیں ہے اور سوائے ان دونوں مسجدوں کے اور مسجدوں

میں گزر جاویگا تو کچھ مضائقہ نہیں ہے لیکن ٹہیرنا اُنمیں جائز نہیں ہے اور اپنی کوئی چیز بھی وہاں رکھنی جائز نہیں ہے یہانتک کہ غسل کرے اور رسولخدا کو اور انکے
اہلبیتؑ کو حالت جنابت میں مسجدوں میں ٹہیرنیکی اجازت ہے اور سوائے انکے اور کسیکے واسطے اجازت نہ تھی یہانتک کہ حضرت کی بیبیوں میں سے کسیکو اجازت نہ
تھی اور نہ حیض کی حالت میں حضرت کی بیبیونکو اور نہ سوائے اُنکے اور عورتونکو مسجدونمیں داخل ہونیکی اجازت تھی یہ فضیلت اور شرف فقط اہلبیت خاتم النبیین کے واسطے
مخصوص ہے اور اہل سنت کی احادیث صحاح میں بھی ایسی روایتیں موجود ہیں چنانچہ مشکوٰۃ میں موجود ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ حالت جنابت میں سوائے میرے
اور علیؑ کے اس مسجد میں کوئی داخل نہو اور بعضی روایت میں اہل سنت کی کتابونمیں علیؑ کی جگہ فاطمہ کا نام آیا ہے اور جس شخص کا دروازہ مسجد کی طرف تھا اسکو حکم
ہوا کہ تو دروازہ اپنا بند کرے اور علیؑ کو حکم تھا کہ تو دروازہ اپنا بند مت کر اور تیرے واسطے دروازہ کے کھلا رکھنے کا حکم ہے جسوقت کہ صحابہ نے یہ سنا تو انکو
بہت ناگوار معلوم ہوا کہ ہمارے سبکے دروازے تو بند ہو گئے اور فقط علیؑ کا دروازہ نہ بند ہوا اور طرح طرح کی گفتگوئیں کرنے لگے یہانتک کہ حضرت کو خبر ہوئی
تو غصہ ہوئے اور منبر پر رونق افروز ہو کر فرمایا کہ کیا چاہتے ہو تم علیؑ سے علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں چنانچہ اہلسنت کی کتابونمیں لکھا ہے اور جذب
القلوب میں لکھا ہے کہ اس روایت سے علیؑ کو ابوبکر پر فضیلت ہوتی ہے یہ بھی روایت صحیح رکھنی چاہئے کہ ایک خوخہ یعنی ایک روزن ابوبکر کی دیوار میں بھی مسجد کی
طرف کو تھا اور اب ایک اور حکم خدا تعالےٰ بیان کرتا ہے کہ وَاِنْ كُنْتُمْ اور اگر ہو تم حالت جنابت میں مَّرْضٰٓى بیمار اور یہ جمع مریض کی ہے یعنی حالت بیماری
میں تمکو غسل جنابت کی احتیاج ہو اور وہ بیماری ایسی ہو کہ اُس میں غسل نہیں کر سکتے ہو بسبب ضرر کرنے پانی کے اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا ہو تم اوپر سفر کے یعنی تم سفر میں
ہو اور پانی تمکو دستیاب ہوتا ہو اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ یا آئے کوئی تم میں سے مِّنَ الْغَآئِطِ مکان ضرور سے اور غائط اصل میں زمین پست کے معنی میں
ہے اور پاخانہ پھرنیکے واسطے ایسے مکان پست اور غار کو تلاش کر کے اُسجگہ رفع حاجت کیا کرتے تھے اس واسطے اب نام براز کا غائط ہو گیا ہے اور یہاں مراد
بول و براز دونو ہی ہیں کہ تم ان دونو میں سے کسی کو دفع کرکے اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ یا مس کرو تم عورتونکو اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے لمستم پڑھا ہے اور
مس کرنیسے مراد جماع کرنا ہے یعنی یا جماع کرو تم عورتوں سے فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً پس نہ پاؤ تم پانیکو ان سب صورتوں مذکورہ میں فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا
طَيِّبًا پس قصد کرو تم مٹی پاک کو اور تیمم کے معنی قصد کے ہیں اور اب نام ایک فعل خاص کا بدلے وضو اور غسل کے ہو گیا ہے یعنی تیمم کرو تم مٹی پاک سے اسطرح سے کہ
پہلے دونو ہاتھونکو کھولکر دو ہتڑ کو زمین پر مارو فَامْسَحُوْا پس مسح کرو تم ہتیلیونسے بِوُجُوْهِكُمْ ساتھ مونہوں اپنے کے یعنی پیشانی اور دونو ابرو پر مسح کرو
اور موئے سر کی انتہا سے شروع اور ناک کے سرے پر تمام کرو اور چشم اور رخسارونپر اور باقی کے مُنہ پر مسح کرو اگرچہ بعضی روایت میں تمام چہرے پر بھی آیا ہے
وَاَيْدِيْكُمْ اور مسح کرو تم دونو ہاتھوں اپنے کو پشت دست پر اسطرح ہے کہ پہلے دست چپ کی ہتیلی سے دست راست کی پشت پر مسح کرو بند دست سے
انگلیونکے سروں تک اور ایسے ہی دست راست سے دست چپ پر مسح کرو اور جنابت والا تو مسح بدلے غسل کے کریگا اور بول و براز کا دفع کرنیوالا بدلے وضو کے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہے عَفُوًّا غَفُوْرًا درگزر کرنیوالا تکلیف کی سختی سے بخشنے والا تیمم کرنیوالونکا کہ تمہاری آسانی کے واسطے بدلے
غسل اور وضو کے تیمم کو تمپر فرض کیا ہے اور رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ تین چیزونمیں پہلی اُمتونپر ہمکو فضیلت دی ہے کہ انکے واسطے یہ چیزیں نہیں ایک
تو یہ کہ تمام روئے زمین کو ہمارے واسطے مسجد بنایا ہے اور خاک اسکی واسطے ہمارے پاک کی ہے اور ہماری صفونکو نماز میں مثل صفوف ملائکہ کے بنایا ہے اور کہتے
ہیں کہ ایک سفر میں جناب رسولخدا کے ہمراہ کچھ عورتیں تھیں اور ایک منزل میں پانی بہم نہ پہنچا اور وضو کے واسطے سب حیران تھے یہ آیت نازل ہوئی سبنے
تیمم کیا اور خدا تعالےٰ نے اس آیت میں اُن چیزونکے مسح کا تیمم میں حکم دیا ہے کہ وضو میں جنکے دھونیکا حکم ہے اگر پاؤں کا دھونا وضو میں واجب ہوتا
تو خدا تعالےٰ تیمم میں بھی پاؤنکے مسح کا حکم دیتا معلوم ہوا کہ وضو میں پاؤنکا دھونا واجب نہیں ہے اور اب خدائے تعالےٰ یہودیونکے علماء کی گمراہی اور عناد کا
حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اَلَمْ تَرَ کیا نہ دیکھا تو نے اے محمد صلعم اِلَى الَّذِيْنَ طرف ان لوگوں کے کہ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ دئے
گئے ہیں وہ ایک حصہ کتاب سے یعنی علماء یہود کہ توریت کو پڑھتے ہیں يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ خرید کرتے ہیں وہ یعنی بدل کرتے ہیں گمراہی کو کہ وہ پوشیدہ کرنا صفات
محمد کا ہے ساتھ ہدایت کے کہ وہ ظاہر کرنا صفات محمد کا ہے جو کچھ کہ توریت میں لکھے ہوئے ہیں اور عمداً جان اور بوجھ کر انکو پوشیدہ کرتے ہیں وَيُرِيْدُوْنَ اور ارادہ کرتے ہیں اور

اور چاہتے ہیں وہ حسد اور عداوت سے اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ یہ کہ گم کرو تم راہ راست کو کہ وہ اسلام ہے اے مومنین وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور خدا خوب جانتا ہے اور زیادہ عالم ہے بِاَعْدَآئِكُمْ ساتھ دشمنوں تمہارے کے کہ وہ یہودی ہیں اور تمکو ان کی دشمنی کی خبر کردی ہے اُن سے ڈرتے رہو اور اُن کے کہنے کو نہ مانو وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا اور کافی ہے خدا دوست وَّكَفٰى بِاللّٰهِ اور کافی ہے اللہ نَصِيْرًا نصرت کرنیوالا اور تمہاری مدد کرنیوالا پس اُسی پر تم اعتماد کرو اس کے غیر سے بے پرواہ ہو اور با اللہ میں زائد ہے اور نصیرا حال واقع ہوا ہے مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا بعضے ان لوگوں نے کہ یہودی ہوئے ہیں اور مِن کا لفظ واسطے تبعیض کے ہے آئیں واسطے بیان کے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ من الذین خبر ہے مبتدا محذوف کی اور تقدیر اسکی من الذین هادوا فریق ہے اور اس صورت میں یحرفون فریق کی صفت ہو گی یعنی یہودیوں میں سے ایک وہ فرقہ ہے کہ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ بدلتے ہیں کلموں کو عَنْ مَّوَاضِعِهٖ مقاموں اسکے سے کہ جو صفات یا نام حضرت کا ہے اسکو توریت میں سے مٹا کر اس کی جگہ دوسری عبارت لکھدیتے ہیں اور کلم جنس ہے اس واسطے ضمیر مفرد کی اس کی طرف پھرتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ علماء یہود مجلس اقدس سرور خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتے تھے اور جس وقت جواب معقول اپنے سوال کا پاتے تھے تو مجلس سے اُٹھکر اس جواب کو بدل ڈالتے تھے خدائے تعالٰی نے اپنے حبیب کو خبر دی کہ یہ دشمن تمہارے ہیں اور تیرے کلام کو اے محمد یہ بدل ڈالتے ہیں وَيَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں وہ عناد اور دشمنی کی راہ سے کہ سَمِعْنَا سنا ہمنے بات تیری کو وَعَصَيْنَا اور نافرمانی کی ہم نے تیرے حکم کی اور کہتے ہیں کہ ظاہر میں تو سمعنا کہتے تھے اور پوشیدگی میں عصینا کہتے تھے حضرت سے کہ وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ اور سن تو غیر سنایا گیا یعنی ہم سے تو نہ سنائی گئی بات سن کہ جس امر کی طرف تو ہمکو بلاتا ہے اُسکے برخلاف سن اور وہ کلام کہ جس سے تو راضی ہو اور پسند کرے اس کا غیر سُن کہ جو تیرے سننے کے قابل نہیں اور غیر مسمع حال واقع ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ کلام اُن کا دو وجہ رکھتا ہے مدح بھی اور مذمت بھی مذمت کی وجہ تو یہ ہے کہ بہرہ ہوتا اور موت کی جہت سے کان تیرے کچھ مت سنیو اور مدح کی وجہ یہ ہے کہ سن تو ہماری بات کو کہ ہرگز تو کوئی مکروہ نہ سنوایا جائیو اور ایسے ہی یہ قول انکا ہے کہ کہتے تھے وَّرَاعِنَا اور رعایت کر تو ہماری زبان عربی میں ہرچند یہ کلمہ مدح کے واسطے ہے اور معنی اسکے یہ ہیں کہ رعایت اور نگہبانی کر تو ہماری لیکن زبان عبری میں راعونا دشنام ہے اور راعنا اور راعونا بولنے میں قریب قریب ہے اور وہ راعنا کو زبان موڑ کر اسطرح سے کہتے تھے کہ راعونا کے مشابہ ہو جاتا تھا جو کہ دشنام ہے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ اور کہتے ہیں کہ لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ موڑنا کو کے ساتھ زبانوں اپنی کے وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ اور طعن کرکے بیچ دین کے ہنسی کی راہ سے اور لیا اور طعنا دونو مصدر ہیں اور یہ واقع ہوئے ہیں موضع حال میں اور خدا فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا اور اگر تحقیق وہ یہودی کہتے کہ سَمِعْنَا سنا ہمنے بات تیری کو وَاَطَعْنَا اور فرمانبرداری کی ہمنے حکم تیرے کی وَاسْمَعْ اور سن تو بات ہماری کو وَانْظُرْنَا اور نگاہ کر تو ہمکو کہ ہمارے حال کا ملاحظہ کرتا اور توقف کر تو کہ تیرے کلام کو ہم سنیں سمجھیں تو لَكَانَ البتہ ہوتا وہ قول خَيْرًا لَّهُمْ بہتر واسطے اُنکے اس ہنسی اور طعن کرنے سے وَاَقْوَمَ اور راست اور درست زیادہ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ اور لیکن لعنت کی ہے انکو خدا نے اور اپنی رحمت سے دور کیا ہے بِكُفْرِهِمْ بسبب کفران کے اور اُن کے عناد اور تکبر کی جہت سے فَلَا يُؤْمِنُوْنَ پس نہیں ایمان لاتے ہیں وہ اِلَّا قَلِيْلًا مگر تھوڑا کہ وہ شمار میں نہیں ہے اور بعضی کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور بعضی پر نہیں لاتے اور قلیلا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی ایمانا قلیلا اور کہتے ہیں کہ جناب سرور خدا صلعم نے یہودیوں کے علماء کو بلا کر کہا کہ اے یہودیو خدا سے ڈرو اور اسلام کو قبول کرو میں قسم کھاتا ہوں کہ تم خوب جانتے ہو کہ یہ کلام جو میں خدا کے پاس سے لایا ہوں یہ سب حق ہے اور تمکو توریت میں میرے حال سے خبر دی ہے اور تمسے ایمان لانے پر عہد لیا ہے یہودیوں نے یہ سنکر انکار کیا اور کہا کہ نہ ہم تجھ کو جانتے ہیں اور نہ تیری صفت سے اور نہ قرآن سے ہمکو خبر ہے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اے وہ لوگو کہ دیگئی ہے کتاب یعنی توریت اٰمِنُوْا ایمان لاؤ تم اور باور کرو تم بِمَا نَزَّلْنَا ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی ہے ہمنے اپنے بندے پر کہ وہ قرآن ہے مُصَدِّقًا جو حق ہے کہ سچا کرنیوالا ہے وہ لِّمَا مَعَكُمْ واسطے اس چیز کے کہ ہمراہ تمہارے ہے یعنی توریت کی تصدیق کرتا ہے کہ اصول اور اکثر احکام میں اسکے مطابق ہے پس اعتقاد کرو تم اسکا مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا پہلے اس سے کہ مٹا دیں ہم موضع کہ چہرے کو اسطرح بگاڑ دیں ہم کہ اسپر اثر آنکھ اور دہن اور ناک کا باقی نہ رہے فَنَرُدَّهَا پس پھیر دیں ہم ان موضعوں کو کہ جنکا اثر محو ہو گیا ہے عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اوپر

پشتوں اُن کے کے یعنی انکی شکل کو شل پس سر کے کردیویں اور ترد منصوب ہے اس واسطے کہ بعد وفا کے امر کے بعد واقع ہوا ہے اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ مٹا دیں ہم ہدایت سے پس پھیر دیں ہم اوپر پشتوں اُن کے کے گمراہی انکی ہیں اور کہتے ہیں جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو عبد اللہ بن سلام اس آیت کو سنکر رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایمان لائے اور فرماتا ہے خدا کہ اَوْ نَلْعَنَهُمْ یا لعنت کریں ہم ان کو اور رحمت اپنی سے دور کریں اگر وہ ایمان نہ لائیں۔ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ جیسے کہ لعنت کی ہے اور رحمت سے دور کیا ہے ہمنے صاحبوں سنیچر کو کہ انکو بندر بنا دیا یا جس وقت اُنھوں نے ہمارا حکم نہ مانا اور سنیچر کو مچھلیوں کا شکار کیا اور نلعن کا عطف نرد پر ہے اور شل اُسکے یہ بھی منصوب ہی اور حاصل اسکا یہ ہے کہ جیسے کہ وہ ہمنے سنیچر والوں کو سزا دی ہے ایسے ہی ان کو سزا دیویں وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ اور ہے حکم خدا کا ہر کسی چیز کے کرنے میں مَفْعُوْلًا کیا گیا کہ وہ ضرور واقع ہوا اور جو کچھ کہ وعدہ عذاب کا کیا ہے اسکے ہونے میں کچھ شبہہ نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ تو جناب رسولِ خدا منبر پر تشریف لے گئے اور صحابہ کے روبرو یہ آیت پڑھی ایک شخص کھڑا ہو کر بولا کہ یا رسول اللہ اگرچہ کوئی شرک کرے کیا وہ بھی بخشا جائیگا حضرت نے اسکو جواب کچھ ندیا پھر اس نے پوچھا تو حضرت نے پھر بھی اس کو جواب ندیا جب تیسری مرتبہ پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ تحقیق کہ خدا نہیں بخشتا ہے اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ یہ کہ شرک کیا جائے ساتھ اُس کے یعنی خدائے تعالےٰ اس شخص کو نہ بخشے گا کہ جو کوئی شرک کرے ساتھ اسکے اس واسطے کہ حکم خدا جاری ہو گیا ہے کہ شرک مدام دوزخ میں رہیگا اگر وہ حالتِ شرک میں مرے گا وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ اور بخشے گا اس گناہ کو کہ جو کمتر اور پست تر اس شرک سے ہے مرتبہ میں لِمَنْ يَّشَآءُ واسطے جس شخص کے چاہے گا مومنین میں سے اپنے فضل اور احسان سے چہ جائے کہ کفر کہ وہ تو بدرجہا اولیٰ نہ بخشا جائے گا اس واسطے کہ وہ شرک سے زیادہ ہے مرتبہ میں اور جو گناہ کہ شرک سے کم ہے مرتبہ میں وہ بخشا جائے گا کیسا ہی گناہ ہو سوائے شرک اور کفر کے اور اگر چاہے گا باعتبار عدل کے عذاب کرے گا بقدر گناہ کے اور جناب امیر المومنینؑ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ سنا میں نے اپنے دوست رسولِ خدا سے کہ فرماتے تھے کہ اگر مومن دنیا سے نکلے اور وہ مثل تمام باشندگان زمین کے گناہ رکھتا ہو تو البتہ موت اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی اور بعد اُسکے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء من شیعتک و محبیک یا علی یعنی تیرے شیعوں اور دوستوں میں سے اے علیؑ اور فرمایا کہ جو کوئی خالص نیت سے کہے لا الٰہ الا اللہ وہ بری ہے شرک سے اور جو کوئی نکلے دنیا سے کہ شرک نہ کرتا ہو تو وہ داخل ہوگا بہشت میں اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ ادنیٰ شرک کیا ہے فرمایا کہ جو کوئی ایک رسم اور امر کو ایجاد کرے اور اُس کے عمل میں لانے والے کو دوست رکھے اور اسکے عمل میں نہ لانے والے کو دشمن رکھے وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ اور جو کوئی کہ شرک کرے ساتھ خدا کے فَقَدِ افْتَرٰٓى پس تحقیق افترا کیا اُس نے اِثْمًا عَظِيْمًا گناہ بڑے کو کہ جس کے سبب سے مستحق عذاب کا ہوگا اور کہتے ہیں کہ جس وقت وہ پہلی آیت مشرک کی نہ بخشے جانے کی نازل ہوئی تو یہودیوں کو اس کے مضمون سے اطلاع ہوئی اور عزیر کو جو ابن اللہ کہتے تھے اور گوسالہ پرستی سے جو شرک ہو گئے تھے اس آیت کے نازل ہونے سے تنبیہہ پا کر انکار کرنے لگے شرک سے اور کہنے لگے کہ ہم مشرک نہیں ہیں بلکہ ہم مقربان درگاہ الٰہی ہیں خدائے تعالےٰ نے ان کے نفسوں کی ستائش کا انکار کیا اور فرمایا کہ اَلَمْ تَرَ کیا نہ دیکھا تو نے اور نہ ملاحظہ کیا تو نے اے محمد صلعم اِلَى الَّذِيْنَ طرف اُن لوگوں کے کہ اپنے فخر کا دعوےٰ کر کے يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ پاکیزہ ہونا بیان کرتے ہیں نفسوں اپنے کا اور اپنی تعریف کرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گناہ نہیں ہے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی پاکیزگی کے دعوے سے پاکیزہ ہو جائے بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ بلکہ خدا پاکیزگی سے یاد کرتا ہے جس کو چاہتا ہے کہ وہ سب کے باطنوں سے واقف ہے اور جسکو مستحق پاکیزگی کا جانتا ہے اسکو پاکیزگی سے یاد کرتا ہے وَلَا يُظْلَمُوْنَ اور نہ ظلم کیے جائیں گے وہ لوگ جو کہ اپنے تئیں پاکیزہ کہتے ہیں فَتِيْلًا مقدار خرما کی گٹھلی کی لکیر کہ بدون صادر ہونے گناہ کے اپر ظلم کیا جائے بلکہ وہ باعتبار عدل کے اپنے افعال ناشائستہ کی جہت سے دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے کہ کسی بےگناہ کو عذاب کرے اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں اس واسطے نازل ہوئی ہے کہ وہ اپنے تئیں فرزندان خدا اور دوست خدا کے کہتے تھے اور کہتے تھے کہ بہشت میں نہ داخل ہوگا مگر یہودی یا نصرانی اور فرماتا ہے خدا کہ اُنْظُرْ دیکھ تو اے محمد ان یہودیوں کو کہ اپنے عناد سے كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ کیونکر افترا کرتے ہیں اور بناتے ہیں وہ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اوپر خدا کے جھوٹ کو کہ کہتے ہیں کہ ہم فرزندان خدا اور دوست اسکے ہیں

اس کی بارگاہ کے مقرب ہیں وَكَفٰى بِهٖٓ اور کفایت کرتا ہے وہ افترا اور گمان باطل اُن کا اِثْمًا مُّبِيْنًا گناہ ظاہر کو کسی پر پوشیدہ نہیں ہے یعنی
یہ گناہ اُن کا واسطے مستحق ہونے عذاب کے کفایت کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ احد کی لڑائی کے بعد کعب بن اشرف یہودی تین سو ستر سواروں سے مکہ میں کفار قریش کے
پاس آیا اور ابوسفیان کے گھر میں اترا اور پیغمبر صلعم سے جو عہد کیا تھا اسکو توڑ ڈالا ابوسفیان نے اس سے کہا کہ تم اور محمدؐ دونوں اہل کتاب ہو ہمکو تمہارا اعتبار نہیں ہے
جبتک کہ تم ہمارے بتوں کو سجدہ نہ کرو اُسنے جبت اور طاغوت کو سجدہ کیا پھر ابوسفیان نے کہا کہ ہم حاجیونکو اونٹ پر چڑھالاتے ہیں اور انکو کھانا اور پانی دیتے
ہیں اور حرم کی حرمت کرتے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اور قیدیونکو آزاد کرتے ہیں دین ہمارا بہتر ہے یا دین محمد کا کعب ملعون نے کہا کہ دین تمہارا بہتر
ہے محمدؐ کے دین سے اور یہ بغض کعب کو اس سبب سے تھا کہ اسمٰعیل کی اولاد میں سے پیغمبر کیوں ہوا اگر پیغمبر ہوتا تو بنی اسرائیل میں سے ہوتا خدا اسکے حال میں بیان کرتا ہے
کہ اَلَمْ تَرَ کیا نہ دیکھا تو نے اے محمدؐ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا طرف ان لوگوں کے کہ دیے گئے ہیں وہ ایک حصہ مِّنَ الْكِتٰبِ کتاب توریت کے
یعنی یہودی لوگ کہ مسلمانونکی عداوت کی جہت سے يُؤْمِنُوْنَ ایمان لاتے ہیں وہ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ساتھ جبت اور طاغوت کے کہ وہ بت ہیں اور
انکو سجدہ کرتے ہیں وَيَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں وہ یہودی لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا واسطے ان لوگونکے کہ کفر کیا ہے انھوں نے یعنی ابوسفیان وغیرہ سے کہا کہ
هٰٓؤُلَآءِ یہ گروہ قریش کے اَهْدٰى زیادہ ہدایت والے ہیں مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ان لوگونسے کہ ایمان لائے ہیں وہ یعنی پیغمبر سے اور اسکے اصحاب سے
سَبِيْلًا ازروئے راہ راست کے کہ یہ کفر قریش راہ راست پر زیادہ ہیں مسلمانوں سے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ دشمن مسلمانونکے الَّذِيْنَ وہ لوگ ہیں کہ لَعَنَهُمُ
اللّٰهُ لعنت کی ہے انکو خدا تعالےٰ نے اور اپنی رحمت سے دور کیا ہے وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ اور جس شخص کو لعنت کرے خدا فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا پس ہرگز
نہ پائیگا تو واسطے اسکے کوئی مدد کرنیوالا کہ عذاب کو اس سے دفع کرے اَمْ لَهُمْ کیا واسطے ان یہودیونکے ہے یہ استفہام انکاری ہے یعنی نہیں ہے واسطے انکے نَصِيْبٌ
مِّنَ الْمُلْكِ کوئی حصہ بادشاہی سے اور یہ اس واسطے فرمایا ہے کہ یہودی کہتے تھے کہ بادشاہی اور پیغمبری کے سزاوار ہم ہیں اسواسطے عربکی متابعت کو ننگ جانتے
تھے خدا نے فرمایا کہ انکو بادشاہی میں کچھ حصہ نہیں ہے اور اگر بالفرض ملک اور مال سے وہ بہرہ مند ہوں تو فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ پس اسوقت نہ دینگے
آدمیونکو نَقِيْرًا مقدار اس گڑھے کے کہ جو پُشت پر دانہ خرما کے ہوتا ہے ایسا نہیں ہے کہ وہ آدمیونکو کچھ دیویں اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ بلکہ حسد
کرتے ہیں وہ آدمیوں سے عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ اوپر اس چیز کے کہ دی ہے انکو خدا نے مِنْ فَضْلِهٖ فضل اپنے سے کہ وہ کتاب اور نبوت ہے کہ خدا نے اسکو دی ہے
اور وہ اس کا حسد کرتے ہیں اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ وہ آدمی کہ جن سے حسد کرتے ہیں وہ محمدؐ ہے اور آل محمدؐ ہیں اور حسد کرنیوالے وہ لوگ ہیں کہ جو حسد کرتے ہیں
محمدؐ سے نبوت پر اور انکی اولاد امجاد سے امامت پر اور فرماتا ہے خدا کہ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ پس تحقیق دیا ہمنے اولاد ابراہیم علیہ السلام کو کہ وہ موسیٰ اور داؤد
اور عیسیٰ اور محمد علیہم السلام ہیں الْكِتٰبَ کتاب کو کہ وہ توریت اور زبور اور انجیل اور قرآن ہے یعنی ان چارونکو ہمنے یہ چار کتابیں دی ہیں وَالْحِكْمَةَ اور
دی ہے ہمنے انکو حکمت کہ وہ احکام حلال اور حرام کے ہیں وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا اور دیا ہمنے انکو ملک بڑا کہ وہ بادشاہی نبوت کی ہے اور حضرت امام محمد
باقرؑ نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ کئے ہمنے اُن میں سے مرسلین اور انبیا اور آئمہ پس کیونکر پڑھتے ہیں وہ فی آل ابراہیم اور انکار کرتے ہیں اسکا حالانکہ آل انکی
ہیں اور ملک عظیم سے مراد یہ ہے کہ کئے ہمنے ان میں امام جسنے انکی تابعداری کی اُسنے خدا کی تابعداری کی اور جسنے انکی نافرمانی کی اسنے خدا کی نافرمانی کی اور
دوسری روایت میں ہے کہ مراد آل ابراہیم سے محمدؐ اور آل انکی ہے اور مراد کتاب سے قرآن ہے اور مراد حکمت سے نبوت ہے اور مراد ملک عظیم سے امامت ہے اسواسطے کہ یہ سب کسی
میں جمع نہیں ہو سکتے سوائے خاندان خاتم الانبیاءؐ کے فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ پس بعض ان یہودیوں میں سے وہ شخص ہے کہ ایمان لایا ساتھ اُس محمدؐ کے
وَمِنْهُمْ اور بعض اُن یہودیوں میں سے مَّنْ صَدَّ عَنْهُ وہ شخص ہے کہ باز رہا اُس حضرت سے اور ایمان نہ لایا وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ اور کافی ہے دوزخ سَعِيْرًا
جلانیوالا کافرونکا واسطے عذاب کے گو دنیا میں انکو عذاب نہو اور جہنم کی بازابد ہے اور فرماتا ہے خدا کہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تحقیق وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور نہ
ایمان لائے وہ بِاٰيٰتِنَا ساتھ آیتوں ہماری کے کہ وہ آیتیں قرآن کی ہیں اور یا علامتیں ہماری قدرت کی کہ وہ معجزے ہیں سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ
قریب ہے کہ داخل کرینگے ہم انکو نَارًا آتش دوزخ میں كُلَّمَا نَضِجَتْ جس وقت کہ پکائے جائیں یا جلائے جائیں جُلُوْدُهُمْ چمڑے انکے تو بَدَّلْنٰهُمْ

بدلینگے ہم اُن چمڑوں کو جُلُوْدًا غَيْرَهَا چمڑے سوائے انکے یعنی ایسے اور چمڑوں سے یعنی اسطرح سے کہ ان چمڑوں جلے ہوئے کو پھر صورت اصلی پر کر دینگے لِيَذُوْقُوا
الْعَذَابَ تاکہ چکھیں وہ عذاب کو ہمیشہ اور کبھی عذاب انکو فرصت نہو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہے عَزِيْزًا غالب کہ اسپر دشوار نہیں ہے جس طرح سے
چاہے عذاب کرے اور نہ اسکو کوئی منع کر سکتا ہے حَكِيْمًا حکمت والا ہے کہ موافق حکمت اور مصلحت کے عذاب کریگا ایک روایت میں آیا ہے کہ ایکساعت میں سو بار الرّبع
انکے پوست کو بدل کرینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہزار بار انکو آگ کھائیگی اور حضرت صادق علیہ السلام سے ابو العوجا نے سوال کیا کہ یا بن رسول اللہ غیر چمڑے کا کیا
گناہ ہے کہ اسکو جلاینگے فرمایا کہ وائے تجھ پر وہ چمڑا وہ ہے جو پہلے تھا اور وہ اسکی غیر بھی ہے اُسنے عرض کی کہ مجھ کو دنیا کی چیزوں میں سے مثال دیکر سمجھاؤ فرمایا کہ اگر کوئی
اینٹ کو توڑ ڈالے اور پھر اسکو اُسکے قالب میں کھدے تو کہیں گے کہ یہ وہی ہے لیکن اسکی غیر ہے کہ اسکو صورت میں فرق آگیا ہے اور اب خدا تعالے ابرار و صالحین کا
حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور رسول پر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے ہیں انھوں نے نیک
کہ خدا کی طاعت موافق حکم کے بجالائے ہیں سَنُدْخِلُهُمْ قریب ہے کہ داخل کریں گے ہم انکو جَنّٰتٍ بہشتوں میں کہ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا جاری ہیں نیچے
محلوں اُنکے سے اور درختوں اُنکے سے الْاَنْهٰرُ نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ اُن بہشتوں کے اَبَدًا ہمیشہ ابد تک کہ اسکی کچھ انتہا
نہیں ہے کہ کبتک رہینگے لَهُمْ فِيْهَآ واسطے اُنکے بیچ اُن بہشتوں کے اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ بیبیاں ہیں پاکیزہ روجہ انکی کہ پاک کیگئی ہیں حیض و نفاس سے اور تمام
کثافتوں اور عیبوں سے کہ جس سے طبیعت کو نفرت ہووے وَّنُدْخِلُهُمْ اور داخل کریں گے ہم ان کو ظِلًّا ظَلِيْلًا سایہ ہمیشہ میں کہ جسکو آفتاب زائل نکر سکے
اسواسطے کہ وہاں آفتاب نہیں ہے اور اب خدا امانتکے ادا کرنیکی تاکید کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ تحقیق خدا حکم کرتا ہے تمکو اَنْ تُؤَدُّوا
الْاَمٰنٰتِ یہ کہ ادا کرو تم امانتونکو اور پہنچادو تم اُنکو اِلٰٓى اَهْلِهَا طرف ان لوگوں اور مالکوں اُنکے یعنی جنکی امانتیں ہیں جیسے کہ اُنسے لی ہیں ویسی ہی انکو دیدو
اور خیانت نہیں کرو اور احادیث میں آیا ہے کہ نہ نظر کرو تم طرف درازی رکوع اور سجدہ آدمی کے اسواسطے کہ یہ ایک شے ہے کہ عادت کی ہے اسکی اگر ترک کرے تو ناخوش
ہو واسطے اسی کے لیکن نظر کرو تم طرف قول اسکی کے کہ سچ کہے اور نظر کرو تم طرف ادا کرنے امانت کے کہ جسکی امانت لی ہے اسکے پاس وہ پہنچادے اور اسمیں خیانت
کرے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ تحقیق تلوار مارنیوالا علی کا اور قاتل اسکا اگر امانت رکھے میرے پاس اور نصیحت چاہے مجھ سے اور مشورہ چاہے مجھ سے
اور پھر قبول کروں میں اس سے یہ سب تو البتہ پہنچادوں میں طرف اسکے امانتکو اور امانتکے ادا کرنیکی تاکید میں حدیثیں بہت ہیں اور مقصود اُنسے یہ ہے کہ
امانت مومن اور کافر کی سب کی ادا کرنی چاہیے اور خیانت کسی کی امانت میں نہ کرنی چاہیے کہ جائز نہیں ہے اور کئی روایتوں میں آیا ہے کہ خطاب امانت
کے ادا کرنیکا طرف آئمہ معصومین علیہم السلام کے ہے کہ ہر ایک امام ہر امام کو کہ جو بعد اسکے ہے امانتیں امامت کی ادا کردے لیکن یہ امانت اس امانت کو مانع
نہیں ہو سکتا ہے کہ مراد امانت سے عام ہو کہ دونو قسمونکو شامل ہو اور فرماتا ہے خدا کہ وَاِذَا حَكَمْتُمْ اور جس وقت حکم کرو تم بَيْنَ النَّاسِ
درمیان آدمیوں کے احکام شرع کے تو واجب ہے تمپر اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ یہ کہ حکم کرو تم ساتھ انصاف کے اور راستی کے موافق شریعت کے کہ
تمہارے پاس ہے اور کسیکی رعایت اور جانبداری حکم کرنے میں نہو جو کچھ کہ حق ہے وہی کرنا چاہیے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا تعالے پروردگار تمہارا ایسا مہربان
ہے کہ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اچھی ہے وہ شے کہ نصیحت کرتا ہے تمکو ساتھ اسکے کہ وہ ادا کرنا امانت کا ہے اور انصاف سے حکم کرنا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا
ہے سَمِيْعًا سننے والا تمہاری باتونکا بَصِيْرًا دیکھنے والا اس عمل کا جو کہ تم کرتے ہو پھیر دینا امانت کا اور انصاف کرنا حکم میں اور نعما یعظکم میں نعم
کی تقدیر نعم شیئا ہے اور شیئا تفسیر ہے ضمیر مبہم کی جو کہ نعم میں ہے اور نعما یعظکم کا جملہ خبر ان کی اور خدا تعالے نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ انصاف سے حکم کرو
موافق شرع کے انصاف سے حکم نہیں کرتا مگر وہ شخص کہ جس کے پاس شریعت کا علم ہے اور جو شخص کہ بسبب لاعلمی کے حکم دینے میں غلطیاں کرتے تھے اور ہر وقت
مشکل کے طرف علی کے رجوع کرتے تھے وہ شخص قابل منصب حکومت کے نہ تھے اور جو لوگ کہ باوجود واقف ہونے انکی جہالت کے انکو سزاوار اس کے جانتے ہیں
اور علی پر اُن کو ترجیح دیتے ہیں وہ لوگ راہ حق سے منحرف ہیں اور پہلے اس سے گذر اہے روایتوں میں کہ خدا نے امانتونکو ادا کرنیکو آئمہ معصومین کی طرف خطاب
کیا ہے اور بعد اُسکے فرمایا ہے کہ حکم کرو تم ساتھ انصاف کے وہ بھی خطاب انکی ہی طرف ہے چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے اس واسطے کہ

انصاف سے وہ شخص حکم کرے گا کہ جس کے پاس شرع کا علم ہے اور وہ لوگ آئمہ معصومین ہیں کہ سینہ بسینہ رسولخدا سے انکو علم پہنچا ہے اور بعد اسکے خدا تعالےٰ
اسی واسطے کل مومنین کو ان کی متابعت کا حکم کرتا ہے اپنے اور پیغمبر کی متابعت مانند چنانچہ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے
ہو اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فرمانبرداری کرو تم خدا کی اور فرمانبرداری کرو تم پیغمبر کی وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ اور صاحبان حکم کے اپنے میں سے
یعنی مومنین میں سے اور امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ اولی الامر سے مراد آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں آل محمد میں سے کہ خدا تعالےٰ
نے اُن کی متابعت کو واجب کیا ہے سب بندوں پر جیسے کہ اپنی اور پیغمبر کی متابعت کو واجب کیا ہے سب بندوں پر اور حق یہی ہے جو کچھ اُنھوں نے
فرمایا ہے اس واسطے کہ یہ معصوم تھے چنانچہ اپنے مقام پر ثابت ہوا ہے اور علم شرع کا سینہ بسینہ رسولخدا سے اُنکو پہنچا تھا اور ظاہر و باطن ان کا ایک تھا اور احکام
میں غلطی کرنے سے یہ پاک تھے اور علی العموم ہر بادشاہ اولوالامر میں سے نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ اکثر امور میں جو کہ خلاف شرع کے ہیں انکی مخالفت واجب ہی اور
حق تعالےٰ حکم کرتا ہے اولوالامر کی متابعت کا اپنے اور پیغمبر کی متابعت کی مانند اور اسکی متابعت کو ضم کیا ہے اپنی اور پیغمبر کی متابعت سے اس صورت میں چاہیے
کہ جیسے کہ خدا تعالےٰ جمیع قبائح سے اور پیغمبر تمام گناہوں سے پاک ہیں اولوالامر بھی تمام گناہوں سے پاک ہوں اور باتفاق بعد پیغمبر خدا کے سوائے آئمہ معصومین
کے ایسا کوئی نہیں ہوا پس چاہیے کہ اولوالامر مراد آئمہ معصومین ہوں نہ غیر اُن کا کہ جو فاسق اور جائز الخطا اور بےعلم ہے اور مراد اولوالامر سے عام ہو تو چاہیے
کہ جو حاکم یا عالم ناحق حکم دیوے اس کی متابعت واجب ہو اور یہ بالاتفاق باطل ہے اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ خدا خاطیوں اور بےعلموں کی متابعت کا حکم دیوے
اس واسطے کہ ذاتِ خدا ایسے امر قبیح سے پاک ہے اور جس وقت بےعلم اور غیر معصوم حکم دیوے کسی مقدمہ میں تو ہمکو کیونکر معلوم ہو کہ یہ حق کہتا ہے یا ناحق کہتا ہے
جیسے کہ ہم بےعلم ہیں ایسے ہی وہ بےعلم ہے اور امرا اور ملوک دنیا گو مسلمان ہوں لیکن پابند ہوا و خواہش نفس کے ہوتے ہیں اُنکی پیروی کے واسطے خدا کیونکر کہدیگا
لیکن خلفا جو آنکے بےعلم اور غیر معصوم گذرے ہیں اس واسطے ناچار اور مضطر ہو کر انکو کہتے ہیں گو خلاف عقل اور شرع ہو ایسا حال ہے اُنکا کہ جیسے ایک بھیڑ کے پیچھے بہت
سی بھیڑیں ہوتی ہیں اور اگر وہ خندق میں گر پڑیگی تو وہ سب اُسکی ہمراہی گریں گی اور یہ نہیں دیکھیں گی کہ یہ خندق ہے یا غار ہے ایسا ہی اُنکا حال ہے جو کچھ کہ پہلے
لوگ خلاف عقل اور خلاف شرع کہہ گئے ہیں اسکی پیروی کئے جائیں گے اور انکی مخالفت کر کے حق کو نہ اختیار کرینگے اور جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے
کہتے ہیں وہ کہ مینے رسولخدا سے عرض کی کہ یا رسولخداؐ میں خدا کو اور رسولؐ کو جانتا ہوں مگر اولوالامر کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں فرمایا کہ اے جابر وہ میرے
خلفا ہیں اور امام ہیں مسلمانوں کے بعد میرے اول ان کا علیؑ ابن ابیطالبؑ ہے اور بعد اسکے حسنؑ ہے اور بعد اسکے حسینؑ ہے اور بعد اسکے علیؑ ابن الحسین ہے
اور بعد اسکے محمدؑ بن علیؑ ہے کہ توریت میں وہ باقر مشہور ہے اور تو اسکو پائیگا اور جس وقت تو اسکو دیکھیگا تو میرا سلام اسکو پہنچانا بعد اسکے رسولخدا نے باقی کے
آئمہ معصومین کا ہر ایک کا نام فرمایا یہاں تک کہ جس وقت حضرت صاحب الزمان کے نام پر پہنچے تو فرمایا کہ نام میرا نام اس کا ہوگا اور کنیت اسکی کنیت میری ہوگی
اور وہ حجتِ خدا ہی زمین خدا میں اور بیٹا حسنؑ بن علیؑ کا ہے اور وہ شخص ہے کہ فتح کرے گا خدا اسکے ہاتھوں پر مشارق اور مغارب زمین کو اور غائب ہوگا وہ اپنے
شیعوں سے اور دوستوں سے یہاں تک کہ بسبب درازئ مدت کے کوئی تصدیق اسکی امامت کی نہ کریگا مگر وہ شخص کہ امتحان کیا ہے خدا نے دل اسکا واسطے ایمان کے جابر
کہتے ہیں کہ مینے پوچھا یا رسولخدا شیعوں کو انکی غیبت میں کچھ اُسکے فائدہ ہوگا فرمایا کہ قسم خدا کی کہ جسنے مجھکو پیغمبر کر کے بھیجا ہے شیعہ اُسکے نور سے روشنی پائیں گے اور
فائدہ حاصل کرینگے اسکی ولایت سے اسکی غیبت میں جیسے کہ فائدہ پاتے ہیں آدمی آفتاب سے اگرچہ زیر ابر ہوا ہے جابر وہ سر مکنون خدا اور مخزن اسکے علم کا ہے
اور جو کچھ مینے بیان کیا ہے اسکو اپنے دل میں نگاہ رکھ اور کسی کے روبرو اسکو مت بیان کر مگر ان لوگوں سے کہ جو اہل ایمان ہیں جابر کہتے ہیں کہ بعد اسکے مدت دراز کے بعد میں
علیؑ بن الحسینؑ کے پاس گیا اور خدمت میں انکی جا کر بیٹھا تھا کہ ناگاہ فرزند ارجمند انکا محمد بن علی الباقر عورتوں کے حجرہ میں سے باہر آیا ایام طفولیت میں اور دو
گیسو اُسکے لٹکتے تھے جس وقت میں نے اسکو دیکھا تو میرے گوشت کو درمیان پوست کے لرزہ ہوا مینے عرض کی کہ اے لڑکے میری طرف رونق افروز ہو جس وقت
اُسنے میری طرف مُنہ کیا تو مینے کہا کہ پشت میری طرف کر جب اُسنے پشت میری طرف کی تو مینے دیکھ کر کہا کہ یہ سب شمائل اور ڈھنگ رسولخدا کے ہیں مینے پوچھا کہ اے لڑکے تیرا
نام کیا ہے فرمایا کہ محمد پھر میں نے پوچھا کہ تو کس کا فرزند ہے فرمایا کہ علیؑ بن الحسینؑ کا مینے عرض کی کہ میرا تن اور جان تجھ پر فدا ہو جیو کیا تو باقر ہی فرمایا کہ ہاں پیغام سونگی!

کا بیان کریں اس کلام کو سنکر حیران اور متعجب ہو گیا اور مینے کہا کہ رسولخدا نے مجھ کو بشارت دی تھی تیری ملاقات کی اور فرمایا تھا کہ جسوقت تو اسکو دیکھے تو میرا سلام اسکو پہنچانا یہ سنکر فرمایا کہ سلام خدا کا ہو جیو رسولخدا پر جبتک کہ آسمان اور زمین ہے اور تجھ پر سلام ہو جیوے جابر اور جابر کہتے ہیں کہ میں ہر روز انکی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور مشکل مسائل اُنسے پوچھتا تھا ایکروز مجھسے ایک مسئلہ پوچھا مینے عرض کی کہ بخدا میں جرات نہ کرونگا اس امر کی کہ جسکو رسولخدا نے صلعم نے منع فرمایا ہے اور تم خلفا ہو اُسکے اور لڑکپن میں سب آدمیوں سے زیادہ حلیم اور بردبار ہو اور سب سے زیادہ بزرگ ہو اور امام راہ حق کی دکھلانیوالے ہو اور فرمایا ہے حضرت نے کہ اُنکو کچھ مت سکھلاؤ کہ وہ تم سے زیادہ عالم ہیں یہ سنکر فرمایا کہ سچ کہا کہ میرے جد بزرگوار نے میں اُنکو تجھسے بہتر جانتا ہوں کہ لڑکپن ہی میں خدا تعالے نے علم اور حکمت عطا فرمائی ہے اور یہ سب خدا کے فضل سے اور رسولخدا کی برکت سے ہے اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہونگے کہ وہ کل قریش میں سے ہونگے اور دین کو اُنسے عزت اور قوت ہوگی اور اسلام کے امور کی اُنسے درستی ہوگی ان بارہ سے بھی مراد دوازدہ امام علیہم السلام ہیں اور یہی اولو الامر ہیں اور اہلسنت کہتے ہیں کہ وہ بارہ جنسے کہ درستی اسلام کے امور کی ہوتی رہے گی وہ یہ ہیں ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور معاویہ اور یزید پسر معاویہ اور عبدالملک اور چاروں اسکے پسر ولید اور سلیمان اور یزید اور ہشام اور عمر بن عبدالعزیز یہ ہیں وہ بارہ کہ جنسے اہل سنت کے دین کی اور انکے اسلام کے امور کی درستی تھی اور تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ وہ بارہ خلفا اور امام یہ ہیں ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان ذو النورین معاویہ اور پسر اسکا یزید کہ جوارض مقدس کے مالک ہوئے تھے اور سفاح اور سلام اور منصور اور جابر اور مہدی اور امین اور امیر اور علی کو اس روایت والے نے خلفا راوے شمار نہیں کیا ہے اسی تمام سے طالب دین حق اور باطل دریافت کر سکتا ہے اور صحیح مسلم میں حذیفہ سے روایت ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ بعد میرے ایسے امام اور پیشوا ہونگے کہ میری ہدایت پر اور میرے طریق پر وہ نہوں گے اور قریب ہے کہ اُنمیں ایسے آدمی قائم ہونگے کہ دل اُنکے شیاطین کے سے ہونگے بدن انسانی میں حذیفہ کہتے ہیں کہ مینے پوچھا کہ یا رسولخدا ایسے آدمیوں کو میں پاؤں تو کیا کروں فرمایا کہ اُنکی متابعت اور فرمانبرداری نہ کر اگرچہ تیری پشت زخمی کی جائے اور مال تیرا لوٹ لیا جائے یہ ہیں اولو الامر اور بارہ خلفا جو کہ قریش سے ہونگے لوگوں کے نزدیک اُنکے اسی واسطے ہر بادشاہ اسلام کو بھی اولو الامر میں شمار کرتے ہیں کیسا ہی فاسق ہو اور کہتے ہیں کہ امام بدکاری کے کرنیسے امامت سے معزول نہیں ہو سکتا اور مقصود اصلی ہمارا یہ ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام سب سے اولو الامر ہیں اور حکم اُنکا وہی ہے کہ جو حکم رسولخدا ہے اسواسطے کہ وہ نائب ہیں حضرت کے اور حافظ اور امین شریعت کے اور اسی جہت سے بعد اُسکے خدا مرافعہ کرنیکو فرماتا ہے وقت نزاع کے طرف خدا اور پیغمبر کے اور اولو الامر کا ذکر نکیا چنانچہ فرماتا ہے کہ **فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ** پس اگر جھگڑا کرو تم **فِیْ شَیْءٍ** بیچ کسی چیز کے دین کے امور سے تو **فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ** پس پھیرو تم اسکو طرف خدا کے **وَالرَّسُوْلِ** اور پیغمبر کے یعنی خدا کے حکم کے اور پیغمبر کے حکم کی طرف اُس جھگڑے کو لیجاؤ اور حضرت کے حکم کی طرف اُس جھگڑے کو پھیرو اور بعد حضرت کے آئمہ علیہم السلام کے حکم کی طرف کہ حکم اُنکا وہ ہے جو حکم پیغمبر ہے **اِنْ کُنْتُمْ** اگر ہو تم باخلاص **تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ** ایمان لاتے ہو ساتھ خدا کے **وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ** اور دن آخر کے اس واسطے کہ ایمان لانا روز قیامت پر اسی امر کا تقاضا کرتا ہے کہ جھگڑے میں خدا اور رسول کی طرف رجوع کرنی چاہئے اور جو حکم اُن کا اس مقدمہ میں ہے اُسکے مطابق کرنا چاہئے اور اس آیت میں اولو الامر کا ذکر نہیں ہے اسواسطے کہ رجوع کرنا طرف اولو الامر کے وہ بعینہ رجوع کرنا طرف پیغمبر کی ہے کہ اولو الامر حضرت کی سنت کے مطابق حکم کرتے ہیں اور وہ نائب ہیں حضرت کے روایت صادقیہ میں یہ ہے کہ اصل میں یہ آیت اسطرح ہے کہ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول واولی الامر منکم اور اس آیت سے قیاس باطل ہو گیا اس واسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ خدا کے اور پیغمبر کے حکم کی طرف اپنے جھگڑے کو رد کرو نہ طرف قیاس کے **ذٰلِکَ** یعنی رجوع کرنا طرف خدا کے اور پیغمبر کے **خَیْرٌ** بہتر ہے واسطے تمہارے **وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا** اور نیک تر ہے باعتبار انجام کے آخرت میں اور کہتے ہیں کہ ایک یہودی کا منافق سے جھگڑا ہوا یہودی نے کہا کہ محمد رشوت نہیں لیتا ہے ہم اُسکے پاس اپنا مقدمہ لیجائیں وہ ہمکو حکم مناسب دیگا اور منافق نے کہا کہ کعب بن اشرف یہودی کے پاس چلیں آخر الامر یہودی اسکو رسولخدا کے پاس پکڑ لایا حضرت نے موافق دعوہ یہودی کے حکم دیا اُس مقدمہ میں خدا فرماتا ہے کہ **اَلَمْ تَرَ** کیا نہ دیکھا تو نے یعنی تعجب سے نگاہ کر تو **اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ** طرف اُن لوگوں کے کہ گمان کرتے ہیں وہ کہ **اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا** تحقیق وہ ایمان لائے ہیں **بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ** ساتھ اُس چیز کے کہ نازل کی گئی طرف تیرے یعنی قرآن **وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ** اور وہ چیز کہ نازل

ع ۵

کی گئی ہے پہلے تجھ سے کہ وہ کتابیں پہلے انبیا کی ہیں کیا نہیں دیکھتا ہے تو ان کو جو کہ گمان کرتے ہیں کہ قرآن پر اور پہلی کتابوں پر ایمان لائے ہیں
اور حقیقت میں وہ منافق ہیں یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا ارادہ کرتے وہ یہ کہ محاکمہ کریں وہ اپنے مقدمہ کا اِلَی الطَّاغُوْتِ طرف طاغوت کے
کہ حد سے گزرنے والا ہے اور وہ کعب بن اشرف یہودی ہے اور سوا اُسکے جو کوئی کہ حکم باطل دیوے وہ بھی ایسا ہی ہے وَقَدْ اُمِرُوْٓا اور حال یہ ہے کہ
تحقیق حکم کیے گئے ہیں وہ دعوے کرنیوالے ایمان کا اور سب بندوں کو حکم ہے اَنْ یَّکْفُرُوْا بِهٖ کہ کفر کریں وہ ساتھ اس طاغوت کے کہ اُسکے حکم پر ایمان
نہ لاویں وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اور چاہتا ہے شیطان جو کہ رحمت سے دور ہے اَنْ یُّضِلَّهُمْ یہ کہ گمراہ کرے وہ ان کو جو کہ طاغوت کی طرف مائل ہیں
ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا گمراہ ہونا دور کہ کبھی راہ راست کی طرف رجوع نکریں اور حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ جو حاکم موافق قول ہم اہلبیت کے حکم نہ کرے وہ
طاغوت ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی اور بعد اسکے فرمایا کہ بخدا امت نے رجوع کی طرف طاغوت کے اور اُسنے انکو گمراہ کیا اور اس جہت سے اُنھوں نے اس آیت سے نجات پائی
مگر ہمنے اور ہمارے شیعوں نے اور غیر انکے ہلاک ہوئے اور حضرت صادقؑ سے کسی نے پوچھا کہ اگر ہم میں سے دو شخصوں میں آپسمیں جھگڑا ہوا اور طرف حکام کے اور
قاضیوں کے رجوع کریں تو ہمکو یہ حلال ہے یا نہیں فرمایا کہ جو شخص رجوع کرے طرف طاغوت کے پس حکم کرے وہ واسطے اُسکے تو پس وہ حرام کو لیتا ہے اُسکے
حکم سے اگرچہ حق اس کا ثابت ہوا اس واسطے کہ اس نے لیا ہے طاغوت کے حکم سے اور تحقیق فرمایا ہے خدا نے کہ کفر کیا جاوے اُسکا پھر پوچھا اُسنے کہ کیا کریں
ہم دونو فرمایا کہ نظر کرو طرف اس شخص کے کہ وہ تم میں سے ہے اور روایت کرتا ہے وہ حدیث ہماری کو اور نظر کرتا ہے وہ ہمارے حلال کے اور حرام کے
بیان کیے ہوئے میں اور پہچانتا ہے وہ ہمارے احکام کو تو پس راضی ہو تم اُس سے حکم کرنے میں کہ تحقیق مینے کیا ہے اسکو تمپر حاکم پس جس وقت وہ حکم کرے
مطابق ہمارے حکم کے اور ہماری پیروی سے اور اسکو قبول نکریں تو اُنھوں نے ہمارے حکم کو سبک اور خفیف جانا ہے اور ہمارے حکم کو اسنے رد کیا ہے اور
ہمارا رد کرنا خدا کا رد کرنا ہے اور خدا کا رد کرنیوالا حد شرک میں ہے وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اور جس وقت کہا جاوے واسطے ان منافقوں کے جھگڑے کے
وقت کہ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ آؤ تم طرف اُس چیز کے کہ نازل کی ہے خدا نے اپنی کتاب میں وَاِلَی الرَّسُوْلِ اور طرف حکم پیغمبر کے کہ
وہ اس مقدمہ میں حکم کرے تو رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ دیکھے تو منافقوں کو کہ عناد کی راہ سے یَصُدُّوْنَ عَنْكَ باز رہتے ہیں وہ تجھ سے اور منہ
پھیرتے ہیں وہ تجھ سے صُدُوْدًا منہ پھیرنا دشمنی سے فَکَیْفَ پس کیونکر ہوگا حال انکا اور کیا کریں گے وہ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ
جس وقت پہنچے گی انکو مصیبت کہ قتل ہوں وہ یا کسی عذاب میں گرفتار ہوں بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ بسبب اسکے کہ آگے بھیجا ہے ہاتھوں انکے نے
کہ مرافعہ طاغوت کی طرف اُنھوں نے کیا ہے ثُمَّ جَآءُوْكَ پھر آویں وہ تیرے پاس عذر کرتے ہوئے کہ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ قسم کھاویں وہ ساتھ خدا
کے اس مضمون کی کہ اِنْ اَرَدْنَآ نہیں ارادہ کیا تھا ہمنے تیرے محکمہ سے منہ پھیر نیکا اِلَّآ اِحْسَانًا مگر نیکی کرنیکو واسطے اپنے نہ واسطے پہنچنے برائی اور مکروہ
کے یا بسبب ادب تیری مجلس کے کہ آوازیں وہاں بلند نہو دیں اسواسطے تیرے محکمہ میں ہمنے ارادہ مرافعہ کا نہ کیا وَتَوْفِیْقًا اور موافق کرنے دونو جھگڑو لی
والونکو اور صلح کرنیکو اسواسطے ہمنے تیرے پاس مرافعہ کا ارادہ نہیں کیا نہ یہ کہ تجھ سے کوئی مخالفت کرنیوالا ہو اُولٰٓئِكَ یہ گروہ منافقوں کے اور جھوٹی
قسم کھانے والے الَّذِیْنَ وہ لوگ ہیں کہ یَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ جانتا ہے خدا جو کچھ بیچ دلوں انکے کے ہے عداوت اور نفاق فَاَعْرِضْ
عَنْهُمْ تو پس منہ پھیرے تو اُنسے اور ارادہ انکے عذاب کا نکرے وَعِظْهُمْ اور نصیحت کر تو انکو کہ نفاق اور دروغ کو وہ ترک کریں وَقُلْ لَّهُمْ اور کہہ تو
واسطے انکے یعنی کہہ تو انکو فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ بیچ نفسوں اُنکے کے یعنی اُنکے ناپاک نفسونکے مقدمہ میں کہہ تو قَوْلًاۢ بَلِیْغًا بات پہنچنے والی کہ اثر کرے اور انکو رنج ہو
جیسے کہ ڈرانا انکو قتل کرنے سے اور غارت کرنے سے اگر نفاق سے توبہ نہ کریں وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی پیغمبر اپنے بندوں پر اِلَّا
لِیُطَاعَ مگر واسطے اس کے کہ فرمانبرداری کیا جاوے اور سب آدمی اسکی متابعت کریں بِاِذْنِ اللّٰهِ ساتھ حکم خدا کے یعنی پیغمبر کو ہم نے اس واسطے بھیجا
ہے کہ تمام آدمی اسکی فرمانبرداری کریں بحکم خدا اور اسکے کہنے پر رہیں اور جو کچھ وہ کہے یا کرے اسکو تسلیم کریں اور اس کے قول اور فعل پر اعتراض
نکریں اور جو کوئی اسکی فرمانبرداری نہ کریگا اور اُسکے کہنے کو نہ مانیگا وہ اسلام سے خارج ہے گو ظاہر میں وہ اسلام کا اقرار کرتا ہو وَلَوْ اَنَّهُمْ اور اگر تحقیق وہ

منافقین اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جس وقت ظلم کیا تھا انھوں نے نفسوں اپنے کو بہ سبب نفاق کے اور انکار کرنے تیرے حکم کے جَآءُوْكَ آتے وہ تیرے پاس اور تیرے حکم سے انکار نہ کرتے اور اگر طاغوت کی طرف مرافعہ کرنا چاہا تھا تو اس سے پشیمان ہوتے فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ پس بخشش چاہیں وہ خدا سے تیرے وسیلے سے وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ اور چاہتا بخشش واسطے اُن کے پیغمبر تو اس صورت میں لَوَجَدُوا اللّٰهَ البتہ پاتے وہ خدا کو وہ تَوَّابًا توبہ قبول کرنیوالا گنہگاروں کا رَّحِيْمًا مہربان بخشش چاہنے والوں پر اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت بارہ منافقوں کے حق میں نازل ہوئی کہ انھوں نے آپس میں نفاق پر اتفاق کیا تھا حقتعالےٰ نے اپنے حبیب کو ان کے حال سے خبر دی ہے اور رسولخدا نے جمع کر کے سب کو حاضر کیا اور فرمایا کہ بارہ آدمیوں نے تم میں سے نفاق پر اتفاق کیا ہے اگر وہ اُٹھیں اور بخشش چاہیں تو میں اُن کے واسطے سفارش کروں ہرچند حضرت نے کئی مرتبہ فرمایا لیکن کوئی نہ اُٹھا پس حضرت نے ہر ایک کا معہ نسب نام لیا اور انکو درمیان لوگوں کے رسوا کیا تب اُنھوں نے کہا کہ یا رسولخدا ہمارے واسطے استغفار کر حقتعالےٰ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا حضرت نے کہ اگر پہلی دفعہ بخشش چاہتے تو تمہاری بخشش ہوتی اور ایسا تم نے نہ کیا تو اب تمکو طرف خدا اور پیغمبر کے کوئی راہ نہیں ہے اور حضرت نے حکم دیا لوگوں نے مسجد سے باہر نکال دیا اور بعد اسکے اپنی پاس انکو آنے نہ دیا اور فرماتا ہے خدا کہ فَلَا پس ایسا ہے کہ باوجود تیری مخالفت کے وہ ایمان رکھتے ہوں وَرَبِّكَ قسم ہے پروردگار تیرے کی کہ لَا يُؤْمِنُوْنَ نہیں ایمان لاتے ہیں وہ یعنی نہیں مومن ہوتے ہیں حقیقت میں حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ یہاں تک کہ حکم کریں وہ تجھ کو اور منصف ٹھہرائیں تجھکو حکم کرنے کے واسطے فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ بیچ اُس چیز کے کہ اختلاف ہوا ہے درمیان اُن کے اور تو اُنکے واسطے حکم کرے ثُمَّ لَا يَجِدُوْا پھر نہ پائیں وہ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ بیچ نفسوں اپنے کے حَرَجًا کوئی تنگی مِّمَّا قَضَيْتَ اُس چیز سے کہ حکم دیا ہے تو نے اگرچہ اُنکی طبیعت کے مخالف ہو یعنی جو کچھ تو نے اُن کے مقدمہ میں حکم دیا ہے ہرچند وہ ان کی خواہش کے موافق نہو لیکن اس حکم سے وہ تنگ اور ناراض نہوں وَيُسَلِّمُوْا اور تسلیم کریں وہ تیرے حکم کو تَسْلِيْمًا تسلیم کرنا ظاہر میں اور دل میں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی جماعت ایسی ہو کہ خدا کی عبادت کریں اور نماز کو ہمیشہ قایم رکھیں اور زکواۃ ادا کریں اور ماہ رمضان کے روزے رکھیں اور حج ادا بیت اللہ کا بجالاویں اور بعد اُسکے کہیں کہ فلانا امر جو رسولخدا نے کیا ہے نہ کرنا اسکا بہتر تھا یا رسولخدا کے کہے ہوئے سے دل پر تنگی یا گرانی پائیں تو وہ لوگ مشرک ہیں اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی فلا وربک لا یومنون (الآیہ) وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا اور اگر تحقیق ہم لکھتے ہم یعنی فرض کرتے ہم عَلَيْهِمْ اوپر ان منافقوں کے اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یہ کہ قتل کرو تم نفسوں اپنے کو اور کفار کے درپے ہو اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ یا لکھتے ہم کہ نکل جاؤ تم گھروں اپنے سے واسطے جہاد کے تو مَّا فَعَلُوْهُ نہ کرتے وہ اسکو یعنی کفار کے درپے ہوتے اور جہاد کو نہ جاتے اِلَّا قَلِيْلٌ مگر تھوڑے سے مِّنْهُمْ انمیں سے کہ جو خالص ہیں ایمان میں اور بعض نے قلیل کو منصوب پڑھا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اور اگر تحقیق وہ منافقین فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ کرتے وہ اس امر کو کہ نصیحت کئے جاتے ہیں وہ ساتھ اُسکے کہ فرمانبرداری کرتے وہ حکم پیغمبر کی تو لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ البتہ ہوتا بہتر واسطے ان کے دنیا اور آخرت میں وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا اور بہت سخت اور مضبوط باعتبار ثابت کرنے ایمان کے واسطے ان کے وَّاِذًا اور اُسوقت یعنی جسوقت کہ وہ ایسا کرتے تو لَّاٰتَيْنٰهُمْ البتہ دیتے ہم ان کو مِّنْ لَّدُنَّآ نزدیک اپنے سے اَجْرًا عَظِيْمًا اجر بڑا کہ وہ بہشت سے بھرا ہوا نعمتوں سے وَّلَهَدَيْنٰهُمْ اور البتہ دکھلاتے ہم انکو صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا راہ سیدھی کہ جسکے وسیلہ سے مقربان بارگاہ خدا ہوئے اور علم انکو زیادہ ہوتا اور رسولخدا نے فرمایا کہ جو کوئی عمل کرے اپنے علم پر تو خدا تعالےٰ اسوائے اسکے اور علم انکو زیادہ کرے گا اور کہتے ہیں کہ ثوبان ایک شخص نیک اور صالح خادم رسولخدا کا تھا ایک روز حضرت کی خدمت میں وہ حاضر ہوا لیکن بہت ناتوان اور دبلا ہو گیا تھا حضرت نے پوچھا کہ اے ثوبان تیرا حال ایسا کیوں ہو گیا ہے عرض کی کہ یا رسولخدا جسوقت میں حضرت کے جمال کی زیارت نہیں کرتا ہوں اسوقت کو میں زندگی میں نہیں شمار کرتا ہوں اور اب میں اس اندیشہ میں ہوں کہ اگر اجل میری آئے اور اتفاق مفارقت ضروری کا ہو تو کیا علاج کروں میں اور سخت رنج یہ ہے کہ اگر اس جہان میں دوزخ میں جاؤں میں تو آپکو کیونکر دیکھوں اور بعض کے نزدیک یہ شخص عبداللہ انصاری تھا خدا نے اسکے حق میں یہ آیت نازل کی کہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ اور جو شخص فرمانبرداری کرے خدا کی وَالرَّسُوْلَ اور پیغمبر کی شرع کے احکام میں فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ فرمانبرداری کرنے والے ہونگے قیامت کے روز مَعَ الَّذِيْنَ ہمراہ اُن لوگوں کے کہ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ انعام کیا ہے خدا نے

اور ان کے مِنَ النَّبِيّٖنَ پیغمبروں میں سے وَالصِّدِّيْقِيْنَ اور راستگویوں میں سے کہ سب سے پہلے تصدیق انبیاء کی انھوں نے کی ہے وَ
الشُّهَدَآءِ اور شہیدوں میں سے جو کہ راہ حق میں مارے گئے ہیں وَالصّٰلِحِيْنَ اور نیکوں میں سے کہ جن کے اعمال شائستہ ہیں وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا
اور نیک ہیں یہ سب از روئے رفیق ہونیکے اور ہمنشین ہونیکا اور رفیق تمیز ہے اور حال بھی ہوسکتا ہے اور واحد اور جمع کے دونوں کو اسطے آتا ہے مثل صدیق کے اور
حاصل اسکا یہ ہے کہ جو لوگ راہ خدا کی اور پیغمبر کی فرمانبرداری کریں گے احکام شرع میں وہ لوگ قیامت کے روز ہمراہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے ہونگے اور
ان کے رفیق ہمنشین ہونگے اور حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ مراد نبیین سے حضرت محمد مصطفیٰؐ ہیں اور مراد صدیقین سے علی مرتضیٰؑ ہیں اور مراد شہدا سے حسنینؑ ہیں اور مراد
صالحین سے باقی آئمہ ہیں امام حسن عسکریؑ تک صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اور حسن اولئک رفیقا سے مراد صاحب الزمانؑ ہیں اور حضرت صادقؑ نے ابوبصیر
سے فرمایا کہ حقتعالےٰ نے تمکو یاد کیا ہے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ مراد نبیین سے رسولخدا ہیں اور صدیقین اور شہدا ہم ہیں اور صالحین تم ہو
اور رسولخدا نے حضرت علیؑ کو فرمایا ہے کہ یہ صدیق اکبر ہے اور فاروق اعظم ہے چنانچہ سنیوں کی بھی کتابوں میں لکھا ہے لیکن لوگوں نے صدیق اکبر ابوبکر کو اسطے
اور فاروق اعظم عمر کے واسطے تجویز کیا ہے اور حضرت رسولخدا نے فرمایا ہے کہ ہر امت میں ایک صدیق اور فاروق ہوتا ہے اور صدیق فاروق اس امت
کا علی ابن ابیطالبؑ ہیں اور اس آیت میں خدا تعالے رغبت دلاتا ہے مومنین کو اپنی اور پیغمبر کی فرمانبرداری کیواسطے کہ اگر خدا اور پیغمبر کے کہنے پر چلینگے اور
احکام خدا کو بجا لائینگے تو قیامت کے روز ہمراہ انبیاء اور شہدا اور صالحین اور صدیقین کے ہونگے خدا توفیق عطا کرے اپنی فرمانبرداری کی ذٰلِكَ یہ یعنی
ع ہونا ہمراہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ محض فضل ہے خدا کی جانب سے فرمانبرداری کرنیوالوں کو وَكَفٰى بِاللّٰهِ اور کافی ہے خدا
عَلِيْمًا جاننے والا اس شخص کی جزا کا کہ جو اسکی فرمانبرداری کرے اور جو شخص کہ انکی رفاقت کی لیاقت رکھتا ہے اسکو بھی خوب جانتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اس آیت میں خدا مومنین کو جہاد کرنیکا حکم دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے مومنین خُذُوْا حِذْرَكُمْ پکڑو تم ہتھیار اپنے دشمنوں
سے لڑنیکے واسطے فَانْفِرُوْا پس باہر نکلو تم اُنسے لڑنیکے واسطے ثُبَاتٍ متفرق ہوکر کئی جماعتیں یہ حال واقع ہوا ہے اور متفرق جماعتوں کے معنی میں ہے
یعنی متفرق ہوکر نکلو اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا یا باہر نکلو تم اکٹھے ہوکر یہ بھی حال واقع ہوا ہے یعنی یا تو کئی جماعتیں متفرق ہوکر نکلو کہ ہر جماعت ہر ایک طرف کو
روانہ ہو اور یا سب اکٹھے ہوکر نکلو دشمنوں کے مقابلے کے واسطے لیکن ہر حال میں فرمانبردار رہو وَاِنَّ مِنْكُمْ اور تحقیق بعض تم میں سے یعنی منافقین کہ اپنے کو
ظاہر کرتے ہیں لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ البتہ وہ شخص وہ ہے کہ کاہلی کرتا ہے باہر نکلنے سے اور یہ وہ منافق تھے کہ جناب احد میں نگئے تھے اور اپنے گھروں میں بیٹھ رہے
تھے عبداللہ ابن ابی وغیرہ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ پس اگر پہنچے تمکو اے مومنین مُّصِيْبَةٌ کوئی مصیبت مثل قتل اور شکست کے تو قَالَ کہتا ہے وہ منافق
جہاد سے بیٹھ رہنے والا کہ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ تحقیق انعام کیا ہے خدا نے اوپر میرے اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ اس واسطے کہ نہ تھا میں ہمراہ ان مومنین کے
شَهِيْدًا حاضر معرکہ جہاد میں تاکہ میں بھی مبتلا ہوتا انکی طرح بلا میں وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ اور البتہ اگر پہنچے تمکو اے مومنین فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ فضل
اور زیادتی نعمت کی خدا کیجانب سے کہ فتح تمہاری ہو اور غنیمت تمہارے ہاتھ آئے تو لَيَقُوْلَنَّ البتہ کہے وہ منافق جہاد سے بیٹھ رہنے والا كَاَنْ لَّمْ
تَكُنْ جیسے کہ گویا نہ تھے بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ درمیان تمہارے اور درمیان اُسکے مَوَدَّةٌ دوستی یعنی جیسے کہ کوئی اجنبی ہوتا ہے اُسے کسیطرح کی محبت اور آشنائی
نہیں ہوتی وہ تمکو فائدہ مند دیکھ کر حسد اور حسرت سے کہے کہ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ اے کاش کہ ہوتا میں ہمراہ اُن کے جہاد میں تو فَاَفُوْزَ پس مراد کو پہنچتا
میں فَوْزًا عَظِيْمًا مراد کو پہنچنا بڑا کہ میں بھی مال غنیمت میں سے لیتا اور اپنی مراد کو پہنچتا اور فافوز منصوب ہے اسواسطے کہ بعد فا کے تمنے کے جواب میں آیا ہے اور
بعضوں نے اسکو مرفوع پڑھا ہے فوز کی تمنے کرکے اور جواب میں تمنے کی اسکو نہیں کہتا اور کان لم تکن جملہ معترضہ ہے کہ درمیان فعل کے اور اُسکے مفعول کے واقع ہوا ہے
اور ابن کثیر نے لم تکن کو یاسے پڑھا ہے مذکر کا صیغہ اور اب خدا خالص مومنوں کا ذکر کرتا ہے اور اُنکو جہاد کی رغبت دلاتا ہے کہ فَلْيُقَاتِلْ پس چاہیے کہ لڑیں
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے دشمنوں سے الَّذِيْنَ وہ لوگ کہ يَشْرُوْنَ فروخت کرتے ہیں الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا زندگانی دنیا کو کہ فنا ہونیوالی ہے
بِالْاٰخِرَةِ ساتھ آخرت کے کہ ہمیشہ رہنے والی ہے یعنی دنیا کو فروخت کرکے اُسکے عوض میں آخرت کو خرید کرتے ہیں کہ جو ہمیشہ کو باقی ہے اور طرح طرح کی نعمتوں سے

پڑہے وَمَنْ يُّقَاتِلْ اور جو کوئی کہ لڑے فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے فَیُقْتَلْ پس مارا جائے وہ کہ شہادت پائے اَوْ يَغْلِبْ
یا غالب آئے دشمن پر اور فتح پائے فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ پس قریب ہے کہ دیویں ہم اسکو آخرت میں اَجْرًا عَظِيْمًا اجر اور ثواب بڑا کہ بیان ہوسکے اور
جس کی کچھ انتہا نہیں ہے اور فرمایا ہے جناب رسولخدا صلعم نے کہ واسطے شہید کے سات خصلتیں ہیں خدا کی طرف سے اول یہ کہ جسوقت زمین پر قطرہ اسکے
کے خون کا گرتا ہے تو سب گناہ اسکے بخشے جاتے ہیں اور دوسرے یہ کہ واقع ہوتا ہے سر اسکا وقت گرنیکے اس حور کی گود میں کہ جو زوجہ اسکی ہے اور
وہ غبار اسکے چہرے سے پونچھتی ہے اور پاک کرتی ہے اور تیسرے یہ کہ جنت کی پوشاک اسکو پہنائی جاتی ہے اور چوتھے یہ کہ بہشت کے خزانہ دار جلدی سے
خوشبو بہشت کی لاتے ہیں جسکو چاہے پسند کرے اور پانچویں یہ کہ اسکی منزل جو بہشت میں ہے وہ اسکو دکھلائی جاتی ہے اور چھٹے یہ کہ اسکی روح کو کہا جاتا
ہے کہ بہشت میں جہاں چاہے میوہ کھاتا ہوا پھر اور ساتویں یہ کہ خدا کی ملاقات کرتا رہے یعنی روز بروز خدا کا قرب اسکو حاصل ہوتا رہے کہ اسمیں بہت راحت
اور لذت ہے ہر پیغمبر اور شہید کو اور اس طرح کی روایت سورہ بقر میں بھی شہدا کی تعریف میں گزری ہے لیکن اسمیں اور اسمیں فرق ہے اور اب خدا تعالے
بہت تاکید کرتا ہے مومنین کو جہاد کرنیکے واسطے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمَا لَكُمْ اور کیا ہے واسطے تمہارے اے مومنین کہ کوشش کر کے لَا تُقَاتِلُوْنَ نہیں لڑتے
ہو تم فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ اور بیچ راہ بیچاروں ناتوانوں کے یعنی انکے خلاص کرنے اور رہائی دلوانے میں کہ وہ کفار
میں پھنسے ہوئے اور اسیر ہیں اور وہ چند آدمی تھے مکہ میں کہ مسلمان ہو گئے تھے اور انکے اقارب اور رشتہ دار کفار انکو مدینہ کی طرف ہجرت نہیں کرنے دیتے تھے
آزار انکو پہنچاتے تھے اور شب و روز دعا مانگتے تھے کہ خداوندا تو ہمکو یہاں سے نکال انکو مقدمہ میں خدا فرماتا ہے کہ اے مومنین تم کیوں نہیں جہاد کرتے ہو راہ خدا میں
اور مخلصی ان بیچاروں میں کہ وہ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ مردوں اور عورتوں اور لڑکوں میں سے ہیں اور ابن عباس کہتے ہیں کہ میں
اور میری ماں بھی ان مستضعفین میں تھی کہ شب و روز اپنی مخلصی کے واسطے دعا مانگتے تھے چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ اَلَّذِيْنَ وہ لوگ تھے وہ
مستضعفین کہ يَقُوْلُوْنَ کہتے تھے وہ کہ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا اے پروردگار ہمارے نکال تو ہمکو مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ اس بستی سے یعنی مکہ سے کہ الظَّالِمِ
اَهْلُهَا ظالم ہیں لوگ اس بستی کے بسبب شرک کرنے کے کہ وہ نہایت ظلم ہے اور ظالم صفت قریہ کی ہے بحال متعلق اور کہتے تھے وہ کہ وَاجْعَلْ لَّنَا
اور کردے تو واسطے ہمارے اے خدا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا نزدیک اپنے سے کسی دوست کو وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا اور کردے
تو واسطے ہمارے نزدیک اپنے سے کسی مددگار کو کہ وہ دشمنوں کے شر کو ہم سے دفع کرے اور ہمکو چھڑا کر یہاں سے لیجائے خدا نے انکی دعا قبول کی
کہ بعضے تو مکہ معظمہ سے نکل کر چلے گئے اور جو کچھ باقی رہ گئے تھے انکے واسطے خدا نے اپنے دوست اور مددگار رسولخدا کو بھیجا کہ روز فتح مکہ حضرت نے سبکی دلدہی کی
اور عتاب بن اسید کو رسولخدا نے حاکم مکہ کا کیا اسنے ان بیچاروں کی نصرت اور مدد کی اور کفار کو ذلیل اور خوار کیا اور جہاد کے واسطے ہی خدا تعالے
فرماتا ہے کہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور پیغمبر پر يُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لڑتے ہیں وہ بیچ راہ خدا کے کہ جو موجب
حصول ثواب ابدی کا ہے کہ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور جو لوگ کہ کافر ہوئے کہ وہ بت پرست اور یہود و نصاری ہیں يُقَاتِلُوْنَ لڑتے ہیں
فِیْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ بیچ راہ طاغوت کے کہ وہ شیطان ہے اور اسکی فرمانبرداری میں رہتے ہیں کہ جو باعث عذاب کا ہے جب ایسا حال ہے
فَقَاتِلُوْٓا پس لڑو تم اے مومنین اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ دوستوں شیطان کے جو کہ اسکے فرمانبردار ہیں اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ تحقیق کہ مکر شیطان کا
یعنی وسوسہ اسکا كَانَ ضَعِيْفًا ہے سست اور بودا اس واسطے کہ فریب اسکا خالی ہے دلیل اور حجت سے اور مکر اسکے کو کچھ قوت نہیں ہے کہتے ہیں کہ مکہ میں ع ۶
ہجرت سے پہلے بعضے مسلمان رسولخدا سے عرض کرتے تھے کہ ہمکو کفار سے لڑنے کی اجازت دیجئے اور حضرت فرماتے تھے کہ مجھکو ابھی جہاد کا حکم نہیں ہے جب مکہ معظمہ سے
حضرت نے ہجرت کی اور جہاد کرنیکا حکم ہوا تو جو لوگ کہ آرزو کرتے تھے مکہ معظمہ میں لڑائی کی بعضے انمیں سے جہاد سے کراہت کرنے لگے خدا انکے مقدمہ میں فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ کیا
نہ دیکھا تو نے اے محمد اِلَى الَّذِيْنَ طرف ان لوگوں کے کہ قِيْلَ لَهُمْ کہا گیا واسطے انکے کہ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ بند کرو تم ہاتھوں اپنے کو کفار کی لڑائی سے یہانتک کہ
حکم جہاد کا نازل ہو وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرو تم نماز کو کہ ہمیشہ پڑھتے رہو وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور دو تم زکوٰۃ کو فَلَمَّا كُتِبَ پس جسوقت کہ لکھا گیا

یعنی جسوقت کہ فرض کیا گیا عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ اوپر ان کے لڑنا جسوقت کہ وہ ہجرت کرکے مدینہ میں آئے تو اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ اس وقت ایک فرقہ اُن میں سے
کہ ضعیف الایمان ہیں یَخْشَوْنَ النَّاسَ ڈرتے ہیں آدمیوں سے لڑنے میں کَخَشْیَةِ اللّٰهِ مانند ڈرنے کے خدا سے یعنی جیسے کہ خدا سے ڈرنا چاہیے
ایسے وہ کفار سے ڈرتے ہیں اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً یا زیادہ سخت ڈرنا بسبب نامردی کے مرنیکے خوف سے وَقَالُوْا اور کہا اُنہوں نے کہ رَبَّنَا اے
پروردگار ہمارے لِمَ كَتَبْتَ کس واسطے لکھا ہی تونے یعنی کس واسطے واجب کیا ہی تونے عَلَیْنَا الْقِتَالَ اوپر ہمارے لڑنیکو لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ کیوں ڈھیل دی
تونے ہمکو اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِیْبٍ طرف ایک مدت قریب کے یہ گفتگو ان لوگونکی ہے کہ جو اکثر جہاد میں سے بھاگتے تھے اور کبھی معرکہ میں داخل ہوکر کسیکو قتل نہیں کیا
اور نہ کبھی کوئی زخم کھایا ہے خدائے تعالٰے انکے واسطے فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد ان ڈرنیوالوں کو کہ جن لوگوں نے دل زندگانی دنیا سے لگایا ہی مَتَاعُ
الدُّنْیَا فائدہ دنیا کا قَلِیْلٌ تھوڑا ہے مقابلہ میں آخرت کے اور وہ بھی چند روز کا ہے وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ اور آخرت بہتر ہے دنیا سے بدرجہا لِّمَنِ اتَّقٰى
واسطے اس شخص کے کہ پرہیز کرے کفر اور گناہ سے وَلَا تُظْلَمُوْنَ اور ظلم کیے جاؤ گے تم اے جہاد کرنے والو فَتِیْلًا مقدار رشتہ رخنہ دانہ خرما کے کہ وہ نہایت
کم ہوتا ہے یعنی تمہارے جہاد کرنیکے ثواب میں کسی طرح کی کمی نہوگی اور مرنا کہ وہ ضرور ہے اس سے کیوں ڈرتے ہو اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا جہاں کہیں ہوگے خواہ مکہ میں خواہ
مدینہ میں خواہ کسی جگہ یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ پائیگی تمکو موت کہ وہ ہرگز تمکو نہ چھوڑے گی وَلَوْ كُنْتُمْ اگرچہ ہو تم فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ بیچ برجوں بلند اور
مضبوط کے اور کہتے ہیں کہ جسوقت جناب رسولخدا مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ان دنوں میں بدستور سابق کثرت سے میوے پیدا نہوئے تھے
اور غلہ کا نرخ بھی گراں تھا یہود یونے یہ حال دیکھا تو کہا کہ یہ گرانی غلہ کی اور کمی میوے کی محمد کے یہاں آنیکی بد شگنی کی جہت سے ہے حقتعالی نے واسطے جھوٹا
کرنے ان لوگوں کے یہ آیت نازل کی وَاِنْ تُصِبْهُمْ اور اگر پہنچے انکو حَسَنَةٌ کوئی بھلائی مثل نعمت اور ارزانی غلہ کے اور میوے کے تو یَّقُوْلُوْا کہتے
ہیں وہ کہ هٰذِهٖ یہ بھلائی مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ نزدیک خدا کے سے ہی وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ اور اگر پہنچے انکو کوئی برائی مثل قحط اور تنگدستی کے تو یَّقُوْلُوْا
کہتے ہیں وہ کہ هٰذِهٖ یہ برائی مِنْ عِنْدِكَ نزدیک تیرے سے ہے اے محمد یعنی آنے تیرے سے ہے طرف کو قُلْ کہہ تو اے محمد کہ كُلٌّ سب یعنی ارزانی اور
گرانی اور دولت و مفلسی مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ نزدیک خدا کے سے ہی یعنی اسکے حکم سے ہے اور کوئی شخص اسکے حکم کو رد نہیں کرسکتا ہے اور کہہ تو اے محمد صلعم کہ
مجھ کو اس میں دخل نہیں ہے فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ پس کیا ہے واسطے اس قوم کے کہ لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ نہیں نزدیک ہیں کہ سمجھیں وہ
حَدِیْثًا بات کو کہ جسمیں انکے واسطے نصیحت ہے اس واسطے کہ اگر عقل اور فہم رکھتے تو جانتے کہ تمام بھلائی اور برائی خدا کے حکم سے ہے اور فرماتا ہی کہ مَآ اَصَابَكَ
جو کچھ پہنچتا ہے تجھکو اے آدمی مِنْ حَسَنَةٍ بھلائی میں سے مثل فراخی رزق اور ارزانی کے اور تمام نعمتوں کے فَمِنَ اللّٰهِ پس فضل خدا کے سے ہی کہ بے استحقاق
دیتا ہے اس واسطے کہ جو کچھ آدمی طاعت کرتا ہے وہ برابر نہیں ہوسکتی اسکی نعمتوں کی وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ اور جو کچھ پہنچتا ہے تجھکو برائی میں سے مثل
قحط اور مصیبت کے فَمِنْ نَّفْسِكَ پس شامت نفس تیرے سے ہی کہ گناہ تیرے باعث اسکے ہوتے ہیں اور پہلے تو خدا نے مجمل فرمایا تھا کہ کل خدا کی طرف سے ہی اور
بعد اُسکے تفصیل اسکی کردی کہ کل خدا کی طرف سے ہی لیکن بھلائی اسکے فضل و کرم سے ہے اور برائی آدمی کے گناہوں کے عوض میں بطور سزا کے ہے چنانچہ رسولخدا
نے فرمایا ہے کہ کوئی پوست بدنکا لکڑی سے نہیں چھلتا ہے اور پاؤں کسی بندہ کا نہیں پھسلتا ہے مگر بسبب گناہ کے اور امام رضا نے فرمایا ہے کہ فرمایا خدا
نے کہ اے فرزند آدم جو کچھ تو اپنے نفس کیواسطے چاہتا ہے وہ میری مشیت سے ہے اور میری دی ہوئی قوت سے تو ادا کرتا ہے میرے فرائض کو اور میری ہی ہوئی نعمتوں سے تو
قوی ہوا میری نافرمانبرداری پر کردیا میں نے تجھکو سننے والا اور دیکھنے والا اور قوت والا اور جو کچھ بھلائی تجھکو پہنچی ہے وہ خدا کے فضل اور احسان سے ہی اور جو برائی کہ تجھکو
پہنچی ہے پس وہ تیری شامت نفس سے ہے اور یہ اسواسطے ہے کہ میں اولی ہوں تیری بھلائیکے ساتھ تجھ سے اور تو اولیٰ ہے اپنی برائی کے ساتھ مجھسے اور یہ اسواسطے
ہے کہ میں نہیں سوال کیا جاتا ہوں اس فعل سے کہ جو کرتا ہوں اور وہ سوال کیے جاینگے یعنی خدا جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اس واسطے اسکے کیے ہوئے کی
سوال نہیں ہوتا ہے اور بندہ اکثر خلاف حکمت کرتا ہی اسواسطے اسکے کیے ہوئے کی سوال ہوتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَاَرْسَلْنٰكَ اور بھیجا ہے ہمنے تجھکو اے محمد لِلنَّاسِ
واسطے کل آدمیوں کے رَسُوْلًا پیغمبر کرکے تاکہ رسالت سب آدمیونکو تو احکام ہمارے پہنچائے اور طاعت کی رغبت دلائی تاکہ اُسکے سبب لائق نیکی اور بھلائی کے ہوں اور

ڈرائے تو انکو گناہونسے تاکہ وہ مصیبت میں گرفتار نہوں وَكَفٰى بِاللّٰهِ اور خدا کافی ہے شَهِيْدًا گواہ تیرے پیغمبری اور احکام کے پہنچا دینے کا اور
اب بندونکو پیغمبر کی فرمانبرداری کی رغبت دلاتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ جو کوئی فرمانبرداری کرے پیغمبر کی فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ پس
تحقیق فرمانبرداری کی اسنے خدا کی وَمَنْ تَوَلّٰى اور جو کوئی منہ پھیرے پیغمبر سے اور کہنا اسکا نہ مانے تو فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا پس نہیں بھیجا ہمنے
تجھکو اے محمد اوپر اُن کے نگہبان کرکے کہ بجبر و قہر تو انکو گناہوں سے باز رکھے اسواسطے کہ تیرے ذمہ تو فقط پہنچا دینا احکام کا ہے اور انکے اعمال نیک و بد کی جزا دینی
ہمپر ہے اور اب خدا تعالےٰ منافقین کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَيَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں وہ منافق تیرے پاس حاضر ہو کر کہ کار ہمارا طَاعَةٌ
فرمانبرداری ہے اور یہ خبر ہے مبتداے محذوف کی اور تقدیر اسکی امرنا طاعۃ ہے یعنی کام ہمارا فرمانبرداری ہے فَاِذَا بَرَزُوْا پس جسوقت کہ باہر ہوتے ہیں
وہ اور چلے جاتے ہیں مِنْ عِنْدِكَ نزدیک تیرے سے تو بَيَّتَ طَآئِفَةٌ شب گذاری کرتا ہے ایک فرقہ مِّنْهُمْ اُنمیں سے یعنی شبکو تمہیں کرتے ہیں غَيْرَ الَّذِيْ
تَقُوْلُ غیر اسکے کہ کہتے تھے وہ تجکو یا غیر اسکے کہ کہتا ہے تو اُن کو وَاللّٰهُ يَكْتُبُ اور خدا لکھتا ہے کہ اُن کے نامہ اعمال میں یعنی ملائکہ کو حکم کرتا ہے کہ وہ
لکھتے ہیں مَا يُبَيِّتُوْنَ جو کچھ کہ شب کو کہتے ہیں وہ اور تدبیر کرتے ہیں اور مشورہ کرتے ہیں تیری مخالفت میں اور جسوقت کہ حال انکا ایسا ہی تو فَاَعْرِضْ
عَنْهُمْ پس منہ پھیرے تو اُنسے اور ان پر غضب رہ کہ بسبب ظاہر کرنے اسلام کے حکم اُنکے قتل کا نہیں ہے وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور توکل کر تو خدا پر ہر حال
میں خصوصًا اُن منافقوں کے معاملہ میں اور کام اپنا خدا کے سپرد کردے وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اور کافی ہے خدا کارساز سب کا اور مقاصد کا درست کرنیوالا
اور خدا تعالےٰ انکو ملامت کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ کیا پس نہیں تامل کرتے ہیں وہ قرآن کو کہ اُسکے معانی کو سمجھیں اور اُس
میں فکر کریں اور اُسکے الفاظ کو دیکھیں تاکہ معجزہ ہونا اس کا انکو معلوم ہو اور جانیں کہ یہ کلام حق ہے اور خدا کے پاس سے نازل ہوا ہے وَلَوْ كَانَ اور اگر ہوتا وہ
قرآن مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ نزدیک غیر اس خدا کے سے جیسا کہ گمان منافقین اور کفار کا ہے تو لَوَجَدُوْا فِيْهِ البتہ پاتے وہ بیچ اُسکے اخْتِلَافًا كَثِيْرًا
اختلاف بہت اُسکے معنی میں اور نظم میں بعض میں فصاحت ہوتی اور بعض میں نہوتی اور بعض میں صعوبت ہوتی اور بعض میں سہولت ہوتی اور کہتے ہیں کہ جب
وقت جناب سول خدا اپنے لشکر کی فتح کی یا خوف اور نقصان کی وحی سے معلوم کرکے خبر دیتے اپنی نبوت کے ثابت کرنیکے واسطے اور منافقین کے شک کے
دور کرنیکے واسطے تو بعضے ضعیف الایمان اور منافقین اسکو مشہور کر دیتے تھے اور یہ امر موجب فساد کا ہوتا تھا اس مقدمہ میں خدا تعالےٰ انکی مذمت کرتا ہے
اور فرماتا ہے کہ وَاِذَا جَآءَهُمْ اور جس وقت آتا ہے ان منافقین کو اَمْرٌ کوئی امر یعنی کوئی خبر مِّنَ الْاَمْنِ امن سے کہ باعث امن کا ہوتا ہے کہ
فتح لشکر اسلام کی یا ارادہ حضرت کا قوم سے صلح کرنیکا اَوِ الْخَوْفِ یا خوف سے یعنی کوئی خبر ایسی سنتے کہ وہ موجب خوف کا ہوتی جیسے کہ مغلوب ہونا لشکر
اسلام کا اور اس خبر امن یا خوف کو تجھ سے سنتے ہیں تو اَذَاعُوْا بِهٖ شہرت دیتے ہیں وہ ساتھ اس چیز کے کہ اسکو مشہور کر دیتے ہیں اور ملاحظہ اسکے
فتنہ و فساد کا نہیں کرتے وَلَوْ رَدُّوْهُ اور اگر رد کریں وہ اسکو اور چھوڑ دیں اِلَى الرَّسُوْلِ طرف پیغمبر کے کہ اگر وہ مصلحت جانے تو اسکو ظاہر کرے
وَاِلٰۤى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ اور چھوڑ دیں وہ اسکو طرف صاحبان حکم کے اُن مسلمانوں میں سے جو کہ اشرف اور سردار اسلام کے لشکر کے ہیں یہانتک
کہ سنیں وہ اسکو اُنسے اور جانیں کہ وہ سزاوار کرنے کے ہے یا نہیں تو لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ البتہ جانیں اسکو وہ لوگ کہ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ تحقیق کرتے ہیں
وہ اسکو اور نکالتے ہیں تدبیر اسکی کو مِنْهُمْ اُنسے یعنی انبیاء اور آئمہ علیہم السلام سے سنکر یعنی وہ لوگ خبر کو مشہور نہ کریں بلکہ وہ پیغمبر اور اولوالامر پر اسکو
چھوڑ دیں کہ وہ اگر اس میں صلاح جانیں تو مشہور کریں اور جو لوگ کہ تحقیق ہر امر کی پیغمبر اور اولوالامر سے کرتے ہیں وہ اسکو جانتے ہیں کہ یہ خبر کس طرح
سے ذکر کیجائے یا قابل ذکر کرنے کے ہے یا نہیں اور اس صورت میں فاعل علم کا الذین ہے اور یستنبطون کی ضمیر الذین کی طرف پھرتی ہے اور امام محمد باقر
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اولوالامر سے مراد آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ فعل الذین کا مقدر ہے اور تقدیر اسکی علی ای وجہ یذکر
الذین یستنبطونہ یعنی اوپر کسوجہ کے ذکر کرتے ہیں اس خبر کو کہ وہ لوگ کہ تحقیق کرتے ہیں اور نکالتے ہیں تدبیر کو اسکی فکر کرکے اُنمیں سے اور فرماتا ہے خدا کہ
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور اگر نہوتا فضل خدا کا اوپر تمہارے بسبب بھیجنے پیغمبر کے وَرَحْمَتُهٗ اور رحمت اسکی کہ قرآن کو تمپر نازل

کیا ہے یعنی فضل خدا کا کہ رسول خدا ہیں اور رحمت خدا کی کہ قرآن ہے ان کی برکت نہ ہوتی تو لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ البتہ پیروی کرتے تم شیطان کی
إِلَّا قَلِيلًا مگر تھوڑے سے تم میں سے کہ وہ عقل کو کام فرما کر اور فکر و تامل کر کے اُسکے وسوسوں سے محفوظ رہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ قلیل آدمی زید بن عمرو
بن نفیل اور ورقہ بن نوفل اور بحیرا اور راہب تھے کہ جناب رسولخدا کے پیغمبر ہونیسے پہلے اور قرآن کے نازل ہونے سے پہلے راہ راست پر تھے اور روایات اہلبیت علیہم السلام
میں آیا ہے کہ مراد رحمت سے رسولخدا ہیں اور فضل سے مراد علی ابن ابیطالب ہیں اور روایہ کہ فضل سے مراد رسولخدا ہیں اور رحمت سے مراد علیؑ ہیں کہ رسولخدا نے لوگوں کو
ہدایت کی اور علیؑ نے جہاد کر کے جس وقت کہ سب صحابہ رسولخدا کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور علیؑ کے سبب سے اسلام نے قوت پکڑی اور جب کثرت مسلمانوں کی
ہو گئی رسولخدا کے زمانہ میں تو بعد حضرت کے جو کوئی چاہے حاکم بنکر فوج کشی کرے اور جہاد کے واسطے لوگوں کو روانہ کر دے اور بعد رسولخدا کے علیؑ مثل پیغمبر
خدا کے ہادی امت ہے کہ صحابہ میں سے جو کوئی غلطی کرتا تھا حکم خدا میں تو علیؑ اسکو متنبہ کرتے تھے اور پھر خدا جہاد کے لئے فرماتا ہے کہ فَقَاتِلْ پس لڑ تو کفار سے
فِي سَبِيلِ اللَّهِ بیچ راہ خدا کے تنہا اگر تجھکو لوگ تنہا چھوڑ دیں لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ تکلیف دے تو مگر نفس اپنے کو کہ تکلیف جہاد کی تو اکیلا ہی تنہا
اور تو اکیلا ہی جہاد کر کہ اگرچہ کوئی تیری مدد نہ کرے خدا تیرا مددگار ہی کفایت کرتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو
وہ تکلیف دی تھی کہ ایسی تکلیف اپنی مخلوقات میں سے کسی کو نہیں دی تھی اور وہ یہ ہے کہ حضرتکو حکم دیا کہ سب آدمیوں کے مقابلہ کو تو اکیلا ہی نکل اگر تیرے ہمراہ اور
کوئی نہ نکلے اور سوائے حضرت کے نہ تو پہلے حضرت کے اور نہ بعد حضرت کے اور کیسکو ایسی تکلیف نہیں دی ہے کہ اکیلا ہزاروں آدمیوں سے مقابلہ کرے اور کہتے
ہیں کہ یہ آیت اسوقت نازل ہوئی ہے کہ جس وقت پیغمبر خدا نے ارادہ بدر صغریٰ کے جانیکا کیا تھا اور نعیم نے مسلمانوں کو ابوسفیان کے لشکر سے ڈرایا تھا اور بعضے
صحابہ لڑائی کو نہیں جاتے تھے اور حضرت فرماتے تھے کہ اگر کوئی اور نہ جائے گا تو میں اکیلا ہی جاؤں گا پس حضرت مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور حضرت کے ہمراہ
ستر آدمیوں سے زیادہ نہ تھے اور اکثر اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تھے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور خدا کا حکم ہوا کہ اگرچہ لوگ بیٹھ رہے ہیں لیکن تو واسطے لڑائی کے
اے محمد تنہا ہی جا جسوقت حضرت نے جانیکا ارادہ کیا تو ستر آدمی حضرت کے ہمراہ ہوئے اور اگر یہ بھی نہ جاتے تو حضرت تنہا ہی جاتے کفار کے دلوں میں خدا نے ایسا رعب ڈالدیا
اور ابوسفیان اپنے ہمراہیوں کو لیکر رستہ میں سے مکہ کو الٹا پھر گیا اور خدا نے آیت نازل کر کے حضرت کو حکم دیا کہ تو راہ خدا میں اکیلا ہی جہاد کر اور تو تنہا ہی اپنے
نفس کو تکلیف دے وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ اور رغبت دلا تو مومنین کو لڑائیکے واسطے اس واسطے کہ تیرا کام رغبت اور حرص دلانا ہے نہ جبر اور زبردستی
عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ قریب ہی کہ خدا باز رکھے مسلمانوں سے بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا خوف ان لوگوں کا کہ کافر ہوئے ہیں یعنی قریش اور
خوف کو ان کے اس طرح سے باز رکھے کہ دلوں میں کفار کے مسلمانوں کا رعب ڈالدے جیسے کہ بدر صغریٰ میں واقع ہوا کہ ابوسفیان مسلمانوں کا خوف کر کے
الٹا پھر گیا اور بدر میں نہ آیا وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا اور خدا زیادہ سخت ہے ہیبت میں وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا اور زیادہ سخت ہے عذاب کرنے میں یہ زجر اور
توبیخ ہے اس شخص کے واسطے کہ جو پیغمبر کی پیروی میں جہاد کو نجائے اور بأسا اور تنکیلا تمیز واقع ہوئے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً
حَسَنَةً اور جو شخص کہ سفارش کرے سفارش اچھی کہ کسی برادر مومن کے حق میں دعائے خیر کرے اور خدا سے اسکی بہتری چاہے تو يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا
ہووے گا واسطے اسکے حصہ اس میں سے چنانچہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی غائبانہ برادر مومن کے حق میں دعائے خیر کرے تو خدا تعالیٰ اسکی دعا قبول کرتا ہے اور
جو فرشتہ کہ اُس کے ہمراہ ہی کہتا ہے کہ مثل اسکے تیرے واسطے بھی ہے اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی مومن کے واسطے بعد اسکے مرنیکے عمل خیر کرے اور اسکے واسطے بخشش
چاہے تو یہ بھی اُسکے ثواب میں شریک ہوتا ہے وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً اور جو شخص سفارش کرے سفارش بد کہ مومن کے ضرر کی دعا مانگے تو
يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا ہوویگا واسطے اسکے حصہ وبال میں سے اسکے وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُقِيتًا اور ہے خدا اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا نگہبان اور گواہ اور
حضرت صادق نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ جو کوئی حکم کرے کیسکو نیکی کا یا منع کرے بدی سے یا ہدایت کرے یا اشارہ کرے طرف نیکی کے تو وہ اسمیں شریک ہے اور جو
کوئی حکم کرے بدی کا یا ارادہ دکھلائے یا کرے طرف بدی کے یا اشارہ کرے طرف اسکے پس وہ شریک ہے اسمیں اور حضرت سجاد نے فرمایا ہے کہ جسوقت ملائکہ سنتے ہیں کسیکو کہ وہ اپنے برادر مومن کے
واسطے اسکی غیبت میں دعا کرتا ہی اور نیکی سے اسکو یاد کرتا ہے تو وہ ملائکہ اسکو کہتے ہیں کہ اچھا بھائی ہے تو اپنے بھائیکے واسطے کہ اسکی غیبت میں دعائے خیر اسکے واسطے تو کرتا ہے اور نیکی سے اسکو

یاد کرتا ہے تحقیق کہ دیا ہے خدا تعالیٰ نے تجھکو دو برابر اسکے کہ تو نے اُنکو واسطے سوال کیا ہے اور تعریف کی ہے تیری دو برابر اسکی کہ تعریف کی ہے تو نے واسطے اُس کے
اور یہ فضیلت اور زیادتی ہے تجھ کو اسپر اور جسوقت سنتے ہیں ملائکہ کسی کو کہ وہ اپنے برادر مومن کو بدی سے یاد کرتا ہے اور دعائے بد اُسکے واسطے کرتا ہے تو کہتے
ہیں وہ ملائکہ کہ اُسکو کہ بُرا بھائی ہے تو اپنے بھائی کے واسطے باز رہ اور زبان کو اپنی بند کر تو لے پوشیدگی میں کہنے والے گناہوں اور عیبوں اُسکے کے اور پھیر تو
اور اپنے نفس کو شفقت میں ڈال اور شکر ہے خدا کا کہ جس نے تجھ پر پوشیدہ کیا ہے اور جان تو کہ خدا زیادہ عالم ہے اپنے بندہ کا تجھ سے اور حاصل یہ ہے کہ پس اگر کوئی
نیکی کرے کسی سے تو واسطے اپنے حق میں نیکی کی ہے اور اگر کسی سے بدی کی ہو تو اپنے حق میں اس نے بدی کی ہے پس جس وقت کہ حال ایسا ہے تو جو کوئی کہ رغبت دلاوے
کسی مومن کو جہاد کی تو اس کا ثواب وہ پاویگا اور اب خدا مومنین کو تحیہ اور سلام کے مقدمہ میں حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ اور جس وقت
سلام کئے جاؤ تم ساتھ سلام علیکم کے تو فَحَيُّوْا پس جواب سلام کا دو تم بِاَحْسَنَ مِنْهَآ ساتھ بہتر کے اس سے کہ اگر کوئی مومن تمکو کہے کہ سلام علیکم تو تم اس کے
جواب میں کہو وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اَوْ رُدُّوْهَا یا پھیر دو تم اسی سلام کو جو کہ اُسنے کہا ہے یعنی اگر کوئی مومن کہے سلام علیکم تو تم اسکے جواب میں کہو
کہ وعلیکم السلام کہ اس قدر جواب دینا سلام کا واجب ہے اور اس سے زیادہ سنت ہے جو کہ پہلے بیان ہوا ہے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا اور
تحقیق کہ خدا ہے اوپر ہر چیز کے حساب لینے والا پس تمسے سلام پر اور اُسکے جواب پر حساب لیگا اور احادیث میں آیا ہے کہ سلام کرنا سنت ہے اور اسکا جواب دینا واجب ہے
اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سلام علیکم مومنین کو کہے تو دس نیکیاں اُسکے واسطے لکھی جاتی ہیں اور اگر کہے سلام علیکم ورحمت اللہ تو بیس نیکیاں
اسکے واسطے لکھی جاتی ہیں اور اگر کہے سلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ تو تیس نیکیاں اُسکے واسطے لکھی جاتی ہیں اور فرمایا کہ تھوڑے آدمی سلام کریں بہتوں پر اور
سوار سلام کرے پیدل پر اور جو کہ خچروں پر سوار ہیں وہ سلام کریں گدھونکے سواروں کو اور گھوڑے سوار سلام کریں خچرونکے سواروں کو اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹا
سلام کرے بڑے کو اور چلنے والا بیٹھے کو اور فرمایا کہ بخیل وہ شخص ہے کہ بخل کرے سلام سے اور آواز بلند سے سلام کرنا چاہیے اور ایسے ہی جواب سلام کا دیوے کہ وہ سُنے
اور اگر کوئی غیر مذہب والا سلام کرے تو جواب میں کہے کہ وعلیک اور یہودی اور نصاریٰ اور مجوس اور بُت پرست اور شراب کے دستر خوان پر بیٹھنے والے اور شطرنج اور
اور نرد کے کھیلنے والے وقت کھیلنے کے اور مخنث اور شاعر سے کہ شوہردار عورتوں کو تہمت کرتے ہیں اور نماز پڑھنے والے سے وقت پڑھنے نماز کے اور سود کھانے والے سے اور
پائخانہ پھرنے والے سے اور علانیہ بدکام کرنے والے سے سلام علیکم نہ کہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ امام باقر نے فرمایا کہ ایکروز امیر المومنین ایک قوم پر گزرے اور انپر سلام کیا
کہ ان لوگوں نے جواب میں کہا کہ علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ جناب امیر علیہ السلام نے سنکر فرمایا کہ اس سے زیادہ کہو کہ جو ملائک نے میرے پدر ابراہیم
علیہ السلام کو کہا ہے ورحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت اس سے معلوم ہوا کہ رحمت اللہ وبرکاتہ سے زیادہ نہ کہے اور روایت کی گئی ہے کہ ایک مرد نے رسول خدا سے کہا
کہ السلام علیک حضرت نے جواب میں فرمایا وعلیک السلام ورحمت اللہ دوسرے آدمی نے حضرت سے کہا کہ السلام علیکم ورحمت اللہ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ وعلیک
السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ تیسرے آدمی نے حضرت سے کہا کہ السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ حضرت نے جواب میں اسکے فرمایا وعلیک اُس آدمی نے کہا کہ میرے
سلام کے جواب میں یا رسول خدا تمنے کمی کی اور جو کچھ آیہ فحیوا باحسن منہا او ردوھا میں ہے وہ اس جواب میں کہاں ہے حضرت نے فرمایا کہ تو نے میرے واسطے
کوئی فضیلت باقی نہیں چھوڑی جو سلام میں چاہیے تھا وہ تو نے سب ادا کر دیا اس سے بھی معلوم ہوا کہ حد سلام کی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تک ہی اور اس سے زیادہ
اور کوئی لفظ نہیں ہے اور فرمایا امام علیہ السلام نے کہ تمام تحیہ کا واسطے مقیم کے تو مصافحہ ہے اور تمام تسلیم کا مسافر کے واسطے معانقہ اور بغلگیر ہونا ہے اور فرمایا
کہ تین شخص کو سلام نہ کریں ایک تو جنازے کے ہمراہ جانے والے کو اور ایک نماز جمعہ کے واسطے جانیوالے کو اور ایک حمام میں اور اب خدا ثواب و عذاب کا ذکر کرتا ہے
چنانچہ فرماتا ہے کہ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خدا مستحق عبادت ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اسکے لَيَجْمَعَنَّكُمْ البتہ جمع کرے گا وہ تمکو قبروں میں اِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ روز قیامت تک کہ لَا رَيْبَ فِيْهِ نہیں شک بیچ ہونے اسکے کے وَمَنْ اَصْدَقُ اور کون شخص زیادہ سچا ہے مِنَ اللّٰهِ
خدا سے حَدِيْثًا بات میں یہ تمیز واقع ہوا ہے یعنی کوئی شخص خدا سے زیادہ سچا نہیں ہے اور وہ ایسا ہے کہ اُسکے سخن اور وعدہ میں دروغ اور کذب کو کسی
طرح سے راہ نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت نے مکہ سے ہجرت کی اور اثنائے راہ میں وہ پشیمان ہو کر پھر گئے اور مدینہ کو پیغام بھیجا کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلام سے پھرے

سلام کرنے کا طریقہ

النصف ع۱۱

مومنین کو اُن کے مقدمہ میں اختلاف پیدا ہوا بعضے تو کہتے تھے کہ وہ مومن ہیں اور بعضوں نے ان کے نفاق کا حکم کیا اور امام محمد باقرؑ سے روایت ہے
کہ وہ مکہ سے مدینہ کو جاتے تھے اور اپنا اسلام انھوں نے ظاہر کیا تھا اور پھر مکہ کو واپس ہوگئے اور وہاں پہنچکر اپنے شرک کو ظاہر کیا اور یمامہ کی طرف انھوں
نے سفر کیا مسلمان اُنسے لڑنے میں مختلف ہوئے کوئی تو اُن کو مسلمان کہتا تھا اور کوئی کافر کہتا تھا خدانے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ فَمَا لَكُمْ پس
کیا ہے واسطے تمہارے اے مسلمانو فِي الْمُنَافِقِينَ بیچ مقدمہ منافقوں کے کہ متفرق ہوئے تم فِئَتَيْنِ دو فرقے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک جماعت
مہاجرین کی ناموافقت ہوئی مدینہ کا بہانہ کرکے رسولخدا سے اجازت صحرا میں رہنے کی لیکر مدینہ سے چلے گئے اور مکہ میں مشرکوں میں جاملے اور اصحاب رسولخدا
کو اُن کے اسلام میں تردد ہوا یہ آیت نازل ہوئی کہ تم کس واسطے دو گروہ ہوگئے ہو اور اُنکے کفر پر اتفاق نہیں کرتے وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ اور حال یہ ہے کہ خدا
نے اُلٹا کردیا ہے انکو یعنی کفر کے حکم میں کردیا ہے انکو کہ وہ قتل اور اسیری اور آتش دوزخ ہے بِمَا كَسَبُوا بسبب اسکے کہ کسب کیا ہی انھوں نے کہ وہ مومنین سے منہ
پھیر کر مشرکوں سے جاملے ہیں أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا کیا چاہتے ہو تم یہ کہ ہدایت کرو تم اے مسلمانو مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ اس شخص کو کہ گمراہی میں چھوڑ
دیا ہے خدانے اور پڑا رہنے دیا ہی انکو اُنکے کفر میں اسکے عناد اور انکار کی جہت سے اور توفیق کو اس سے باز رکھا ہی پس ایسے آدمی کو کیونکر ہدایت کرو گے تم وَمَنْ
يُضْلِلِ اللَّهُ اور جس شخص کو کہ گمراہی میں پڑا رہنے دے خدا اور یا یہ کہ جسکو گمراہی کا حکم کرے خدا اور یا یہ کہ جنت کی راہ سے گم کرے فَلَنْ تَجِدَ لَهُ پس
ہرگز نہ پائے گا تو واسطے اُسکے طرف ہدایت کے سَبِيلًا کوئی راہ وَدُّوا دوست رکھتے ہیں وہ لوگ برگشتہ اور آرزو کرتے ہیں لَوْ تَكْفُرُونَ کاش
کفر کرو تم كَمَا كَفَرُوا جیسا کہ کفر کیا ہے انھوں نے فَتَكُونُونَ سَوَاءً پس ہوجاؤ تم اور وہ دونو برابر گمراہی اور کفر میں فَلَا تَتَّخِذُوا پس نہ پکڑو
تم یعنی نہ اختیار کرو تم مِنْهُمْ ان برگشتہ لوگوں میں سے أَوْلِيَاءَ دوست حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا یہاں تک کہ ہجرت کریں وہ کفر کے شہر سے طرف شہر اسلام
کے فِي سَبِيلِ اللَّهِ بیچ راہ خدا کے کہ وہ ہجرت محض رضامندی خدا کے واسطے ہو اور سوائے اُسکے اور کوئی غرض اُس سے ہو فَإِنْ تَوَلَّوْا پس اگر
پھر جائیں وہ ایمان اور ہجرت سے فَخُذُوهُمْ پس پکڑو تم ان کو اور قید کرو وَاقْتُلُوهُمْ اور قتل کرو تم انکو حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ جس جگہ کہ پاؤ
تم انکو قتل اور کفار کے وَلَا تَتَّخِذُوا اور نہ پکڑو تم مِنْهُمْ وَلِيًّا ان میں سے کوئی دوست یعنی کسی کو اُن میں سے نہ اختیار کرو تم اپنا دوست
وَلَا نَصِيرًا اور نہ مددگار بلکہ پکڑو انکو اور قتل کرو إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ مگر وہ لوگ کہ جا پہنچیں اور پناہ لیجائیں وہ إِلَىٰ قَوْمٍ طرف اس
قوم کے کہ واقع ہوا ہے بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ درمیان تمہارے اور درمیان اُن کے مِيثَاقٌ پیمان یعنی تم اُن برگشتہ لوگوں کو قتل کرو مگر جو
لوگ کہ اُن میں سے پناہ لیجائیں طرف اس قوم کے کہ تم نے اُن سے نہ لڑنیکا عہد کیا ہے کہ اس صورت میں انکو قتل نہ کرو اور وہ قوم بنی خزاعہ یا بنی اسلمی
کہ رسولخدا نے ان سے عہد کیا تھا اور مقرر کیا تھا کہ جو کوئی تمہارے پاس جائیگا وہ امان میں ہے اس قوم کے واسطے خدا فرماتا ہے کہ اُن کے پاس جائیں تو
انکو قتل مت کرو أَوْ جَاءُوكُمْ یا آئیں وہ تمہارے پاس حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ جس وقت کہ تحقیق تنگ ہوں سینے اُنکے أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ اس
سے کہ لڑیں وہ تم سے یعنی لڑنیکو تمسے وہ مکروہ جانیں أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ یا لڑیں وہ قوم اپنی سے کہ کافر ہیں یعنی جنسے رسولخدا نے عہد نہ لڑنیکا
کیا ہے اُنسے بھی وہ لڑنیکو مکروہ جانیں تو ان سب صورت میں اُن سے مت لڑو اور صدورہم حال واقع ہوا ہے اور قد اسمیں مقدر ہے واسطے کہ جس وقت
ماضی حال واقع ہو تو قد اسمیں ہوتا ہی خواہ ظاہر ہو خواہ مقدر ہو وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ اور اگر چاہتا خدا اور حکمت اور مصلحت اسکی تقاضا کرتی لَسَلَّطَهُمْ تو
البتہ غالب کرتا ان کو عَلَيْكُمْ اوپر تمہارے کہ دلوں کو اُن کے قوی کرتا اور رعب کو اُنکے دلوں سے دور کرتا فَلَقَاتَلُوكُمْ پس البتہ لڑتے وہ تمسے اور لڑنے
سے باز رہتے فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ پس اگر کنارہ کریں وہ تمسے فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ پس نہ لڑیں وہ تمسے وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ اور ڈالیں وہ طرف
تمہارے صلح کو یعنی وہ تمسے صلح کریں اور فرمانبرداری کو اختیار کریں اور امان چاہیں تو فَمَا جَعَلَ اللَّهُ پس نہیں کیا ہے خدانے لَكُمْ واسطے تمہارے
عَلَيْهِمْ سَبِيلًا اوپر اُنکے کوئی طریقہ کہ تم ان سے لڑو اور اُنکو غارت کرو اس زمانہ میں رسولخدا کو یہ حکم تھا کہ جو کوئی تمسے لڑے تو بھی اُس سے
لڑو اور جو کوئی تجھ سے نہ لڑے تو بھی اس سے مت لڑیو یہانتک کہ سورہ برات نازل ہوئی اور بعد اسکے سب مشرکین سے لڑنیکا حکم ہوا مگر جنسے حضرتنے روز فتح مکہ

جنگ عہد کیا تھا ان سے لڑنیکا حکم نہ تھا اور یہ آیت منسوخ ہی آیہ فاذا انسلخ الاشہر الحرم سے اور اب ایک اور قوم کے مقدمہ میں خدا فرماتا ہی کہ سَتَجِدُوْنَ
اٰخَرِيْنَ قریب ہے کہ پاؤ گے تم دوسری قوم کو کہ وہ بنی عطفان ہیں یا بنی اسد ہیں کہ مدینہ میں جاکر اُنھوں نے اسلام کو ظاہر کیا تھا يُرِيْدُوْنَ چاہتے ہیں وہ کہ
اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ یہ کہ امن میں ہوں وہ تمسے اور مدینہ سے باہر جائیں تو کافر ہو جائیں وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ اور چاہتے ہیں یہ کہ امن میں ہو دیں وہ قوم
اپنی سے اور کہتے ہیں کہ وہ ایک قوم تھی کہ اپنے اسلام کو ظاہر کرتے تھے تاکہ مسلمانوں سے امن میں رہیں اور جسوقت وہ اپنی قوم کی طرف جاتے تھے تو کفر کو ظاہر کرتے تھے
کہ اُن سے امن میں رہیں اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ یہ آیت عیینہ بن حصین الفزاری کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ اُنکے شہر و نمیں خشک سالی ہو گئی تھی
اور وہ رسولخدا کے پاس آیا تھا اور اس سے حضرت نے مصالحہ کیا تھا کہ درمیان نخلستان کے رہے اور کوئی اس کے درپے ہو اور ملعون منافق تھا اور جناب
رسولخدا کا نام اس ملعون نے احمق مطاع رکھا تھا اور فرماتا ہے خدا کہ كُلَّمَا رُدُّوْٓا جسوقت پھیرے جاتے ہیں وہ اور بلائے جاتے ہیں اِلَى الْفِتْنَةِ
طرف فتنہ کے کہ وہ کفر یا قتل اہل اسلام ہے تو اُرْكِسُوْا فِيْهَا ج رجوع کیے جاتے ہیں وہ بیچ اس فتنہ کے کہ قصد کفر یا مسلمانوں کے قتل کا کریں فَاِنْ لَّمْ
يَعْتَزِلُوْكُمْ پس اگر نہ کنارہ کریں وہ تمسے ملکہ لڑنیکا ارادہ کریں وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ اور نہ ڈالے وہ طرف تمہارے صلح کو وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ
اور نہ باز رکھیں وہ ہاتھوں اپنے کو اور نہ بند کریں تمہارے لڑنیسے فَخُذُوْهُمْ پس پکڑو تم ان کو وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ اور قتل
کرو تم ان کو جس جگہ پاؤ تم اُن کو وَاُولٰٓئِكُمْ اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جَعَلْنَا لَكُمْ کیا ہے ہمنے واسطے تمہارے عَلَيْهِمْ اور اُنکے سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ع ۱۳
علبہ ظاہر اور حجت روشن اُنکے قتل اور اسیر کرنیمیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عیاش بن ربیعہ ہجرت سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا اور اپنے اسلام کو ۹
اپنے یگانوں سے پوشیدہ رکھا تھا ایک شب بھاگ کر مدینہ کو روانہ ہوا اور ماں اسکی فراق میں اُسکے نالہ و فریاد کرتی تھی ابوجہل اور اسکا بھائی حارث یہ دونو
عیاش کے برادر مادری تھے اُنھوں نے اپنی ماں کی بیقراری دیکھی تو عیاش کے پیچھے روانہ ہوئے اور مدینہ کے قریب اسکو حیلہ اور فریب کرکے لائے اور مکہ میں لاکر
اس کا یہ حال کیا کہ ہاتھ اور پاؤں اسکے باندھ کر دھوپمیں ڈالدیتے تھے تاکہ اسلام سے پھر جائے اور حارث بن زید نے ایکروز اسکو کہا کہ اے عیاش سقدر محنت اور رنج
تو کس واسطے کھینچتا ہے دین اسلام کو ترک کر جس وقت کہ بہت تکلیف اور ایذا عیاش نے پائی تو ناچار ہو کر جو کچھ اُنھوں نے کہلایا وہ کہا اور حارث نے پھر اسکو
ملامت کیا اور کہا کہ تونے جو اس دین کو ترک کیا ہے اگر وہ دین حق تھا تو تونے حق کو ترک کیا اور اگر وہ دین باطل تھا تو پہلے اس سے باطل پر تھا عیاش نے غصہ ہو کر
قسم کھائی اور حارث نے کہا کہ جسروز مجھکو قدرت ہو گی اپنا قابو پاکر تجھکو قتل کروں گا اور عیاش نے مکہ سے ہجرت کرکے پھر اسلام کو قبول کیا اور حارث بھی مدینہ
میں جاکر مسلمان ہو گیا اور عیاش وقت مسلمان ہونے حارث کے حاضر نہ تھا ایکروز حارث کو قبا میں تنہا پایا اور اپنی قسم کی وفا کرنیکے واسطے حارث کو مار ڈالا
مسلمانوں نے عیاش کو ملامت کیا کہ تونے ایک مسلمان کو ناحق مار ڈالا قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دیگا عیاش نادم اور پشیمان ہو کر رسولخدا کی خدمت
میں حاضر ہوا اور تمام قصہ کو حضرت کے روبرو عرض کیا اور کہا کہ مجھکو اس کے مسلمان ہونے کی خبر نہ تھی اور مجھ سے خطا ہوئی ہے اس کے قتل کرنے میں
جو کچھ اسکی جزا ہو اسکو حکم دیجیے اُس مقدمہ میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اور نہیں لائق ہے واسطے کسی مومن کے اَنْ يَّقْتُلَ
مُؤْمِنًا یہ کہ قتل کرے کسی مومن کو ناحق اِلَّا خَطَـًٔا ج مگر خطا سے اور خطا مستثنیٰ ہے منقطع ہے یا حال یا مفعول لہ ہے وَمَنْ قَتَلَ
مُؤْمِنًا خَطَـًٔا اور جو کوئی قتل کرے مومن کو خطا سے تو فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ پس آزاد کرنا ایک گردن ایماندار کا ہی اور خطا تمیز ہی
اور فتحریر رقبۃ مبتدا المحذوف الخبر ہے اور تقدیر اسکی فعلیہ تحریر رقبہ ہے یعنی جو کوئی قتل کرے مومن کو خطا سے پس اوپر اسکے واجب ہے آزاد کرنا
گردن ایماندار کا یعنی آزاد کرنا ایک بندہ مومن کا اسپر واجب ہے اور یہ کفارہ اُس قتل کا ہے وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اور خونبہا سپرد کیا گیا طرف
لوگوں اس مقتول کے یعنی اُس قاتل پر لازم ہے کہ خونبہا اس مقتول کا اسکے وارثوں کو پہنچا دے کہ وہ اسکو مثل میراث کے آپسمیں تقسیم کر لیویں اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا مگر یہ کہ
خیرات کر دیویں اور معاف کریں وارث مقتول کے قاتل کو سو تب خونبہا میں سے کچھ دینا نہیں آتا فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ پس اگر ہوئے وہ مقتول
اس قوم میں سے کہ دشمن ہیں واسطے تمہارے یعنی کفار میں سے ہو وہ مقتول وَهُوَ مُؤْمِنٌ اور وہ قاتل مومن ہی تو فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ط پس آزاد

کرنا گردن ایماندار کا ہے اسکے کفارہ میں اور خوں بہا اس صورت میں مقتول کے وارثوں کو دینا واجب نہیں ہے وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ اور اگر
ہو گے وہ مقتول اُس قوم میں سے کہ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ تمہارے درمیان اور درمیان اُن کے مِّيْثَاقٌ عہد اور پیمان ہے جیسے کہ اہل ذمہ مثل یہود اور نصاریٰ کو
پس حکم اُسکا حکم مسلمان کا ہے خونبہا اور کفارہ دونوں چنانچہ خدا فرماتا ہے فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ پس خونبہا سپرد کیا گیا ہے طرف لوگوں اُس مقتول
کے یعنی اُسکے وارثوں کیطرف وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ اور آزاد کرنا گردن ایماندار کا ہے اسکے کفارہ میں فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ پس جو شخص کہ نہ پائے بندہ کو اور
اُسکے آزاد کرنیکی قدرت نہ رکھتا ہو تو فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ پس روزے ہیں دو مہینے پے درپے یعنی دو مہینے پے درپے روزے رکھے اُسکے
کفارہ میں اور یہاں صیام کی خبر بھی محذوف ہے اور تقدیر اس کی فعلیہ صیام شہرین متتابعین ہے اور یہ تَوْبَةً قبول کرنا توبہ کا ہے مِّنَ اللّٰهِ خدا
کی جانب سے بسبب اس خونبہا اور کفارہ کے اور توبہ مفعول کہ ہے یا مفعول مطلق ہے یعنی تاب علیکم توبۃ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا اور خدا جاننے والا حال قاتل اور مقتول کا
حَكِيْمًا صاحب حکمت کہ تمہاری آسانی کے واسطے کفارہ اور خونبہا مقرر کر دیا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا اور جو کوئی قتل کرے
مومن کو عمداً جان بوجھ کر تو فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ پس جزا اسکی دوزخ ہے کہ خٰلِدًا فِيْهَا ہمیشہ رہنے والا ہے وہ قاتل بیچ اس دوزخ کے وَغَضِبَ اللّٰهُ
عَلَيْهِ اور غضب کیا ہے خدا نے اوپر اسکے وَلَعَنَهٗ اور لعنت کی ہے اسکو اور اپنی رحمت سے دور کیا ہے وَاَعَدَّ لَهٗ اور تیار کیا گیا ہے واسطے اُس کے
عَذَابًا عَظِيْمًا عذاب بڑا آخرت میں کہ وہ عذاب سخت دوزخ کا ہے متعمداً اور خالداً دو نو حال ہیں اور اس آیت کے نازل ہونیکے سبب میں اسطرح بیان کرتے
ہیں کہ مقیش بن ضبابہ نے اپنے بھائی ہشام کو محلہ بنی النجار میں قتل کیا ہوا پایا اور جناب سولخدا کو خبر کی حضرتؐ نے اسکو زہیر فہری کے ہمراہ کرکے بنی النجار کے
لوگوں کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ قاتل کو اسکے سپرد کرو کہ اس سے قصاص لیا جائے ورنہ خونبہا اسکا موافق شرع کے ادا کرو بنی النجار نے کہا کہ قاتل
کی تو ہمکو خبر نہیں ہے کہ کون ہے لیکن خونبہا اس کا ہم ادا کریں گے اور سو اونٹ اسیوقت خونبہا میں مقیش کو دیدئے اور مقیش ہمراہ زہیر کے مدینہ کو واپس
آیا اور جس وقت کہ شہر کے نزدیک پہنچا تو شیطان نے اُسکے دل میں وسوسہ ڈالا کہ لوگ تجھکو طعن کرینگے کہ اُسنے بھائی کا اپنے خونبہا لیا ہے اور اسکے قاتل کو قتل نہ
کیا مناسب یہ ہے کہ زہیر کو قتل کرنا چاہیے اور اونٹوں کو مکہ کو روانہ کردوں پس جسوقت زہیر فہری کو غافل پایا ایک بڑا سا پتھر اسکے سر پر مارا کہ وہ مر گیا اور
ایک اونٹ پر سوار ہوکر مکہ کو روانہ ہوا اور باقی اونٹ ہانکدیئے اور مکہ میں جاکر مُرتد ہو گیا جناب سولخدا کو خبر پہنچی تو فرمایا کہ میں ہرگز اسکو امان نہ دونگا نہ حرم
میں نہ غیر حرم میں اور بروز فتح مکہ وہ قتل ہوکر جہنم کو پہنچا اور خدا تعالےٰ نے یہ آیت اُسکے مقدمہ میں نازل کی اور قاتل مومن کا اگر مومن ہے اور عمداً اُسکو
قتل کیا ہے تو وہ ہمیشہ دوزخ میں نرہے گا جبتک کہ قتل کرنیکو حلال نہ سمجھے اور اگر حلال جانے تو وہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہیگا اور یا یہ کہ ایمان کی جہت سے
قتل کرے تب بھی ہمیشہ کو دوزخ میں رہیگا اور اگر یہ امر نہیں ہے اور بعد اسکے وہ توبہ کرے وہ ہمیشہ دوزخ میں نرہیگا چنانچہ کسینے حضرت صادقؑ سے پوچھا
کہ اگر کوئی مومن قتل کرے عمداً کسی مومن کو تو اُسکی توبہ ہے یا نہیں فرمایا کہ اگر اسکو ایمانکی جہت سے قتل کیا ہے تو اس کے واسطے توبہ نہیں اور اگر غصہ سے
یا دنیا کی کسی شے کے سبب سے قتل کیا ہے تو اسکی توبہ یہ ہے کہ اسکے عوض میں وہ بھی مارا جائے اور جو نہیں تو مقتول کے وارثوں کے پاس جاکر اقرار کرے کہ
میں نے قتل کیا ہے پس اگر معاف کریں اور قتل نہ کریں تو خونبہا اُن کا انکو دیوے اور اُسکے کفارہ میں ایک مومن بندہ آزاد کرے اور دو مہینے پے درپے
روزہ رکھے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے لیکن قتل کرنا مومن کا بہت بڑا گناہ ہے چنانچہ جناب سولخدا نے فرمایا ہے کہ قتل کرنا مومن کا نزدیک خدا کے
تمام دُنیا کے زائل ہونیسے زیادہ ہے اور فرمایا حضرتؐ نے کہ اگر کل باشندے آسمان کے اور زمین کے مومن کے قتل کرنے میں شریک ہوں تو خدا سبکو دوزخ
میں ڈالے اور اسی طرح کی بہت روایتیں اسمیں وارد ہیں اور کہتے ہیں کہ جناب سولخدا نے مسلمانوں کو ایک قوم کے لڑنیکے واسطے بھیجا اُس قوم کے آدمی سب
بھاگ گئے اور ایک شخص مرداس فدکی اُسکا نام تھا وہ انہیں مسلمان تھا وہ اپنے عیال اور اسباب اور گوسفندوں کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گیا اور لشکر اسلام کے آدمی تکبیر کہتے
ہوئے وہاں پہنچے مرداس نے آواز تکبیر سنی تو جانا کہ یہ لشکر اسلام کا ہے وہ بھی تکبیر کہتا ہوا پہاڑ سے نیچے اترا اور مسلمانوں سے کہا کہ سلام علیکم اور کہا کہ اشہد ان
لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اُسامہ بن زید پرچم نے اس مومن کو کافر جانکر مار ڈالا اور مال واسباب اُس کا لوٹ لیا جناب

مومن کو عمداً قتل کرنیکی سزا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو بہت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ اے اسامہ تو نے اس شخص کو قتل کیا ہے کہ جو خدا کی وحدانیت کا اقرار کرتا تھا اسامہ
نے پشیمان ہو کر کہا کہ یا رسول خدا وہ شخص تلوار کے خوف سے کلمہ کہتا تھا حضرت نے فرمایا کہ کیا تو نے اسکا دل چیر کر دیکھا تھا کہ وہ سچ کہتا ہے یا جھوٹ کہتا ہے اور بعد کو
یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ خدا تعالٰے فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ جو وقت چلو
تم بیچ راہ خدا کے واسطے جہاد راہ خدا کے سفر کرو تم تو فَتَبَیَّنُوْا پس تحقیق کر لو تم اور جلدی مت کرو تم کہ مسلمانوں کو کافر گمان کر کے مار ڈالو تم وَلَا تَقُوْلُوْا
لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ اور نہ کہو تم واسطے اس شخص کے کہ ڈالے طرف تمہارے صلح کو اور تمہے سلام علیکم کہے اور کلمہ شہادت پڑھے کہ لَسْتَ مُؤْمِنًا نہیں
ہے تو مومن اور ہمارے خوف سے تو کلمہ پڑھتا ہے تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا طلب کرتے ہو تم مال واسباب زندگانی دنیا کا کہ چند روز کا ہے
اور اسکے مال کی طمع میں تم نے اسکو قتل کر ڈالا اور سب مال واسباب اسکا لوٹ لیا اور اگر طالب مال غنیمت کے ہو تو فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِیْرَةٌ پس نزدیک خدا
کے غنیمتیں بہت ہیں کہ تمکو دیگا لیکن مسلمانوں کو مال کے واسطے قتل مت کرو كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ ایسے ہی تھے تم بھی پہلے کہ کلمہ شہادت کے وسیلہ سے تم
اپنے مال اور خون سے محفوظ رہے اور تمہارے ظاہر کے کلمہ کہنے کو کون جانتا تھا کہ تمہارا دل بھی تمہاری زبان کے موافق ہے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ پس احسان
کیا خدا نے اوپر تمہارے کہ تمکو مومن مشہور کیا اور تمہارا دین درست کیا فَتَبَیَّنُوْا پس تحقیق کر لیا کرو تم کہ یہ مومن ہے یا کافر ہے اور لوگوں کے
قتل کرنے میں جلدی مت کرو فقط گمان کر کے کہ یہ کافر ہے اور مسلمان کا قتل کرنا بدتر ہے کافر کے زندہ چھوڑ دینے سے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
تحقیق خدا ہے بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار کہ موافق اعمال کے سبکو جزا دیگا پس آدمی کے قتل کرنے میں جلدی مت کرو
جبتک کہ تحقیق نہ کر لو اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے فتبینوا کو فتثبتوا پڑھا ہے اور یہ اسامہ وہ شخص ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے برگشتہ تھا اور
اور کسی لڑائی میں حضرت علی کے ہمراہی نہیں کی نہ جنگ جمل میں نہ جنگ نہروان میں نہ جنگ صفین میں اور کہتے ہیں کہ جنگ تبوک کے جانے کے وقت ایک
جماعت مسلمانوں کی بیٹھ رہی اور جہاد کرنے واسطے نہ گئی کعب بن مالک اور مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ اور عبداللہ بن ام مکتوم کہ اندھے تھے اور
سوائے انکے اور کئی آدمی بے عذر جہاد سے بیٹھ رہے لیکن عبداللہ ابن ام مکتوم اندھے ہونیکی جہت سے نہ گئے اور عذر کیا کہ یا رسول خدا میں نابینا ہونیکی
جہت سے نہیں جا سکتا ہوں اور اس ثواب سے محروم ہوں خدا تعالٰے نے یہ آیت انکے مقدمہ میں نازل کی کہ لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ
الْمُؤْمِنِیْنَ نہیں برابر ہیں بیٹھ رہنے والے مومنوں میں سے اپنے گھروں میں غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ سوائے صاحبوں ضرر اور عاجزی اور بیماری کے
وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور جہاد کرنے والے بیچ راہ خدا کے بِاَمْوَالِهِمْ ساتھ مالوں اپنے کے کہ جہاد کے سامان میں اور مجاہدین کے
نفقہ کے واسطے صرف کرتے ہیں وَاَنْفُسِهِمْ اور ساتھ جانوں اپنی کے کہ کفار کا مقابلہ کر کے انسے لڑتے ہیں اور اپنی جانوں پر کھیلتے ہیں یعنی جو کہ
جہاد سے اپنے گھروں میں بیٹھ رہتے ہیں وہ لوگ برابر ان لوگوں کے نہونگے فضیلت اور مرتبہ میں جو کہ راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور اپنے مالوں کو جہاد
کے سامان میں خرچ کرتے ہیں فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ بزرگی دی ہے خدا نے جہاد کرنیوالوں کو بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ساتھ مالوں اپنے
کے اور جانوں اپنی کے عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اوپر بیٹھ رہنے والوں کے جہاد سے دَرَجَةً باعتبار درجہ کے کہ درجہ جہاد کرنیوالوں کا زیادہ ہے بیٹھ
رہنے والوں سے اور درجہ منصوب بہ نزع خافض ہے یعنی تفضیلا بدرجہ اور وہ واقع ہوا ہے موضع مصدر میں وَكُلًّا اور سب کو یعنی جہاد کرنیوالوں کو
اور بیٹھ رہنے والوں کو جو کہ رغبت جہاد کی رکھتے ہیں اور کسی عذر کے سبب جہاد میں نہیں جا سکتے ہیں وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی وعدہ کیا ہے خدا نے
نیک یعنی معذور بیٹھ رہنے والوں اور جہاد کرنے والوں سے سب سے نیک وعدہ کیا ہے کہ بہشت میں انکو داخل کرے گا بسبب اعتقاد صحیح اور ایمان
درست اور خالص انکے کے لیکن زیادتی درجوں کی اعمال نیک کی نسبت ہے وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اور بزرگی دی ہے
اور زیادہ دیا ہے خدا نے جہاد کرنیوالوں کو اوپر بیٹھ رہنے والوں کے اَجْرًا عَظِیْمًا اجر بڑے کو کہ وہ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ درجے ہیں اسکی خدا کی جانب سے
آخرت میں اور کہتے ہیں کہ وہ ستر درجے ہیں کہ مابین ہر دو درجوں کے اسقدر فاصلہ ہے کہ تیز رو گھوڑا ستر برس میں سکو طے کرے وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً اور بخشش

اور رحمت ہے خدا کی جانب سے اور درجات اور مغفرت اور رحمت بدل واقع ہوئے ہیں اجراً عظیماً سے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور ہے خدا بخشنے والا مہربان کہ جہاد کرنیوالوں کو اجر عظیم عطا کرتا ہے اور ان کے سب گناہوں کو بخشتا ہے اور فضیلت مجاہدین کی خدا یتعالےٰ نے مکرر بیان کی ہے کہتے ہیں کہ پہلے سے تو مراد اجمال ہے اور دوسرے سے مراد تفصیل ہے واسطے رغبت دلانے جہاد کے اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے سے تو مراد درجے دنیا کے ہیں جیسے کہ حاصل ہونا غنیمت کا اور فتح اور ظفر کا اور مذکور ہونا نام نیک کا اور مراد درجات سے درجات عالیات آخرت کے ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد درجہ سے بلند ہونا مرتبہ کا ہی نزدیک خدا کے اور درجات سے مراد منازل انکے ہیں آخرت میں کہ بہشت میں وہ منازل ہونگے اور کہتے ہیں کہ پہلے قاعدین سے مراد ضرر والے لوگ ہیں کہ جنکو عذر ہے اور دوسرے قاعدونسے مراد وہ ہیں کہ جنکو اذن بیٹھے رہنے کا ہی اور رونکی جانیکے سبب سے کہ وہ کفایت کرتی تہی اور مجاہدین اول سے مراد مجاہدین کفار ہیں اور مجاہدین ثانی سے مراد مجاہدین نفس ہیں چنانچہ حضرت رسول خدا نے کفار کے جہاد سے پھر کر فرمایا تھا کہ پھرے ہم جہاد اصغر سے کہ وہ جہاد کفار ہے طرف جہاد اکبر کے کہ وہ جہاد نفس ہے اور کہتے ہیں کہ عالمگیر بادشاہ نے اپنے دربار میں اہل دربار کیطرف خطاب کرکے کہا کہ حضرت عائشہ کی فضیلت حضرت فاطمہ پر احادیث سے تو ثابت ہی لیکن معلوم نہیں کہ کوئی آیت بھی اسپر دلالت کرتی ہے یا نہیں کسینے جواب نہ دیا مگر نعمت خان عالی نے کہا کہ ہاں قرآن کی آیت سے بھی حضرت عائشہ کی فضیلت حضرت فاطمہ پر ثابت ہوتی ہے بادشاہ نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے نعمت خاں نے عرض کی کہ وہ فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین ہے یعنی فضیلت دی ہے خدا نے مجاہدین کو اوپر بیٹھے رہنے والوں کے بادشاہ نے پوچھا کہ اس سے فضیلت حضرت عائشہ کی کیونکر ثابت ہوئی عرض کی کہ اس واسطے کہ حضرت عائشہ نے جہاد کیا ہے جنگ جمل میں علی ابن ابیطالب پر اور فاطمہ نے تو کسی پر جہاد نہیں کیا ہے وہ تو ہمیشہ اپنے گھر میں بیٹھی رہتی تہیں اور اہل دربار کو کچھ جواب نہ بن پڑا اور سب نے مزاح کے پیرایہ میں ڈالکر اسکو دفع کردیا اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت مسلمانوں کی کہ بظاہر وہ کلمہ پڑھتے تھے مثل قیس بن فاکہ اور قیس بن ولید وغیرہ کے باوجود قدرت کے انھوں نے مکہ سے طرف مدینہ کے ہجرت نہ کی اور جسوقت قریش جنگ بدر میں رسول خدا سے لڑنیکو گئے تو وہ کفار قریش کے ہمراہ بدر میں آئے اور مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے انکے حق میں خدا یتعالےٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ تحقیق وہ لوگ کہ بیجان کردیا ہے انکو ان فرشتوں نے جو کہ مددگار ملک الموت کے اسوقت ہیں ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ کہ جس وقت تھے وہ ظلم کرنے والے جانوں اپنی کو بسبب ترک کرنے ہجرت کے اور جنگ کرنے رسول خدا کے ہمراہ کفار کے ہوکر تو وقت نکلنے روحوں کے قَالُوْا کہا ان فرشتوں نے ان لوگوں سے کہ فِيْمَ كُنْتُمْ بیچ کس چیز کے تھے تم دین میں سے یعنی دین تمہارا کیا تھا یا یہ کہ تم کون سے فرقہ میں سے تھے مشرکین میں سے قَالُوْا کہا ان لوگوں نے جواب میں فرشتوں کے کہ كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ تھے ہم ضعیف اور عاجز بیچ زمین مکہ کے اور کفار ہم پر غالب تھے اور ان کے روکنے سے ہم ہجرت نہیں کرسکتے تھے اور علانیہ کلمہ اسلام کا ظاہر نہیں کرسکتے تھے اور توفّٰھم ماضی اور مضارع کا دونوں کا احتمال رکھتا ہے اور بعضوں نے اسکو تتوفّٰھم الملائکۃ پڑھا ہی اور ظالمی انفسہم حال واقع ہوا ہے اور ظالمی کا نون اضافت کے سبب سے ساقط ہوگیا ہے اور فیم کی اصل فیما تھی الف ما استفہامیہ میں سے ساقط ہوگیا ہے اور فیم جار اور مجرور ملکر خبر ہے کنتم کی کہ اسپر مقدم ہے اور سے قالوا جزا اُن کی ہے اور کسی شخص نے حضرت امیرالمومنین سے پوچھا کہ خدا یتعالےٰ کہیں تو قرآن میں روح کے قبض کرنیکو اپنی طرف منسوب کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا اور کبھی ملک الموت کی طرف منسوب کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ قل یتوفیکم ملک الموت اور کبھی رسولوں کی طرف منسوب کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ توفتہ رسلنا اور کبھی ملائکہ کی طرف منسوب کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ ان الذین توفیہم الملائکۃ جناب امیر نے فرمایا کہ خدا یتعالےٰ بزرگ اور برتر ہے اس سے کہ خود کسی جان کو نکالے لیکن فعل ملائکہ کا اور رسولوں کا کہ وہ بھی ملائکہ ہیں وہ فعل خدا کا ہے اس واسطے کہ وہ خدا کے حکم سے کرتے ہیں اور برگزیدہ کیا ہے خدا نے فرشتوں میں سے رسولوں کو کہ وہ ایلچی ہیں درمیان اسکے اور درمیان خلقت اسکی کے اور وہ ہیں وہ کہ خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس جو شخص کہ خدا کے فرمانبرداروں میں سے ہے اسکی روح کو فرشتے رحمت کے نکالتے ہیں اور جو شخص کہ نافرمانبرداروں میں سے ہے اسکی روح کو فرشتے عذاب کے نکالتے ہیں اور ملک الموت کو اعوان و انصار بہت ہیں ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب اور اسکے حکم سے وہ جان کو نکالتے ہیں فعل اُن فرشتوں کا فعل ملک الموت کا ہے اور جو کچھ کہ وہ ملائکہ بجا لاتے ہیں وہ ملک الموت کی طرف منسوب ہے پس جسوقت کہ فعل انکا فعل ملک الموت کا ہے تو فعل ملک الموت کا فعل خدا کا ہے اس واسطے کہ خدا موت دیتا ہے جسکے ہاتھ پر

چاہتا ہی اور دیتا ہی اور منع کرتاہے اور ثواب بخشتاہے اور عذاب کرتاہے جسکے ہاتھ سے چاہے اور فعل اسکے امینونکا اور کارندونکا فعل اسکا ہی جیسے کہ فرماتاہے کہ
وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ یعنی اور نہیں چاہتے ہو تم مگر یہ کہ چاہے خدا اور جس وقت ان لوگوں نے فرشتوں سے عذر کیا کہ ہم مکہ میں مغلوب اور ضعیف تھے اور کفار ہم پر غالب
تھے اور ہمکو ہجرت نہیں کرنے دیتے تھے تو اسوقت فرشتوں نے اُنکے جھٹلانیکو کہا قَالُوٓا کہا اُنسے کہ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً کیا نہ تھی زمین خدا کی کشادہ
کہ فَتُهَاجِرُوا فِيهَا پس ہجرت کرتے تم بیچ اُسکے اور جس طرف کو چاہتے چلے جاتے فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ ترک کرنیوالے ہجرت کے بدون عذر قابل سماعت کے وہ ہیں
کہ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ جگہ ان کی دوزخ ہے وَسَآءَتْ اور بُرا ہے وہ دوزخ مَصِيْرًا جگہ پھرنیکی ان لوگوں کے واسطے بسبب ترک کرنے امر واجب کے
اور مدد کرنے کفار کے اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مگر ضعیف اور عاجز ہونیوالے واقع ہیں مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ مردوں اور عورتوں
اور لڑکوں میں سے لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نہیں طاقت رکھتے ہیں وہ حِيْلَةً کسی حیلہ کرنیکو ہجرت کے واسطے وَلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا اور نہیں پاتے
ہیں وہ راہ مدینہ کو اور طریق باہر نکلنے کو اور ذکر لڑکوں کا ان کے والدین کی پیروی سے ہے کہ جس وقت اُنکے والدین ہجرت کریں تو وہ بھی انکے ہمراہ ہجرت کریا
ورنہ لڑکوں پر کوئی چیز واجب نہیں ہے فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ عاجز اور بیچارے عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ قریب ہے یہ کہ خدا معاف کرے اُنسے
وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا اور ہے خدا معاف کرنیوالا عذر والوں سے غَفُوْرًا بخشنے والا اُن کے گناہوں کا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ مستضعفین سے وہ
مرد اور عورت مراد ہیں کہ جو دین کے مقدمہ میں کچھ نہیں سمجھتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ مستضعفین وہ لوگ ہیں کہ نہیں دفع کر سکتے
ہیں کفر کو کسی حیلہ سے اور نہیں راہ پاتے ہیں طرف ایمان کے کہ نہ کفر کو اختیار کرسکتے ہیں اور نہ ایمان کو اختیار کرسکتے ہیں اور روایت ہے کہ جسوقت ہجرت
کرنے کی آیت نازل ہوئی تو ایک شخص مسلمان نے کہ وہ مکہ میں تھا اور جندع یا جندب اُسکا نام تھا اُسنے سنا اور وہ اُن دنوں میں بیمار تھا یہ سنکر کہنے لگا کہ
واللہ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں کہ جن کو خدانے ہجرت سے مستثنیٰ کیاہے میں قوت بھی رکھتاہوں اور مدینہ کا رستہ بھی جانتاہوں اپنے بیٹوں سے کہا کہ واللہ
میں مکہ میں رات نہ گذارونگا یہانتک کہ اُس سے باہر نکلجاؤں اس واسطے کہ میں ڈرتاہوں ایسا ہو کہ مکہ ہی میں مرجاؤں مجھکو تم تختے پر اُٹھا کر لیچلو بیٹے اسکو
اسکو تختہ پر اُٹھا کر لیچلے اور جسوقت وہ تنعیم میں پہنچے کہ وہ منزل اول مدینہ کی ہے وہاں وہ شخص مرگیا اور بہشت میں داخل ہوا خدانے اُسکے مقدمہ میں آیت نازل کی
وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور جو شخص کہ ہجرت کرے بیچ راہ خدا کے کہ واسطے رضامندی خدا کے اپنے وطن کو چھوڑکر دار الاسلام کو روانہ ہو تو وہ شخص يَجِدْ فِي الْاَرْضِ
پاویگا بیچ زمین کے مُرٰغَمًا كَثِيْرًا آرامگاہ بہت کہ جس جگہ کو جاتاہے وَّسَعَةً اور فراخی روزی میں اور ظاہر کرنے دین میں بیخوف کہ پہلے تنگی میں
رہتا تھا اور کفار کے ڈر سے دین کی باتوں کو چھپاتا تھا اور بعد ہجرت کے بے تردد امور دین کو ظاہر کریگا اور بجالائیگا وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ اور
جو شخص کہ نکلے گھر اپنے سے مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ جس وقت کہ ہجرت کرنیوالا ہے طرف خدا کے اور پیغمبر اُسکے کے خالص نیت سے کہ سوائے
فرمانبرداری خدا کے اور کوئی غرض نہو ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ پھر پالیوے اسکو موت کہ رستہ ہی میں وہ مرجاوے تو فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى
اللّٰهِ پس تحقیق ثابت ہو گیاہے اجر اس کا اوپر خدا کے مثل اور اعمال واجبہ کے اور اگر ایسا نہو تو وعدے میں اُسکے اور حکمت اور مصلحت میں اسکی مخالفت
لازم آئے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا اور ہے خدا بخشنے والا اس کے گناہوں کا رَّحِيْمًا مہربان ہے کہ ہجرت میں ثواب کا وعدہ کرتاہے اور اب خلاف نماز
قصر اور نماز خوف کا ذکر کرتاہے کہ چار رکعتی نماز کو دو رکعت کرکے پڑھے مثل اور نماز صبح کے چنانچہ فرماتاہے کہ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ اور جس وقت چلو تم اور
سفر کرو تم فِي الْاَرْضِ بیچ زمین کے تو فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ پس نہیں ہے اوپر تمہارے گناہ اَنْ تَقْصُرُوْا کہ یہ کم کرو تم مِنَ الصَّلٰوةِ اپنی
نماز میں سے کہ چار رکعتی نماز کو دو رکعتی پڑھو مثل نماز صبح کے اور دو رکعت آخر کو نہ پڑھو اِنْ خِفْتُمْ اگر خوف کرو تم اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
یہ کہ فتنہ میں ڈالیں تمکو وہ لوگ کہ کفر کیاہے اُنھوں نے یعنی تمکو قتل کریں یا شرک بنائیں اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا تحقیق
کہ کفار ہیں واسطے تمہارے دشمن ظاہر یہ شرط خوف کی باعتبار غالب کے ہے اس واسطے کہ اس زمانہ میں گرد مدینہ کے مسلمانوں کے دشمن بہت تھے اور اب سفر مباح میں
بدون خوف کے بھی نماز کو قصر کرنا واجب ہے اگر کوئی شخص جان بوجھ کر سفر میں نماز ظہر اور عصر اور عشا کی پوری چار رکعت پڑھے گا تو نماز اسکی نہو گی اور سفر کی

بیان نماز خوف

حد آٹھ فرسخ یا زیادہ اس سے ہیں اور اگر ایک روز میں آٹھ فرسخ آنے اور جانے میں دونوں میں ہو جائیں تو بھی نماز کو قصر کرے اور آٹھ فرسخ اٹھائیس میل انگریزی
کے برابر تخمیناً ہوتے ہیں اور شرعی چوبیس میل ہیں اور ایک میل شرعی چار ہزار ہاتھ میانہ کا ہوا ہے اور فلیس علیکم جناح سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
چار رکعت کی دو رکعت پڑھنی واجب نہیں ہے بلکہ جائز ہے پس علام جناح کو اس واسطے فرمایا ہے کہ نمازی کو یہ گمان ہو کہ قصر کرنے میں کچھ نقصان ہے اور اس
واسطے نہیں فرمایا ہے کہ چاہو تمام پڑھو چاہو تم قصر کرو بلکہ قصر کرنا واجب ہے اور نماز قصر کے واجب ہونے پر سفر میں احادیث دلالت کرتی ہیں اور زرارہ اور محمد
بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا حکم دیتے ہو تم سفر میں نماز کا کہ کیونکر ہے وہ اور کے رکعت ہیں فرمایا کہ حقتعالے قرآن میں فرماتا ہے فاذا
ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ پس ہو گیا قصر کرنا سفر میں واجب جیسے کہ تمام کرنا حضر میں واجب ہے اور ان دونوں راویوں نے کہا کہ خدائے
تعالےٰ فرماتا ہے کہ فلیس علیکم جناح یعنی اگر قصر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اور اس طرح نہ کہا کہ اگر تم سفر میں ہو تو قصر پڑھو اس سے واجب ہونا قصر کا کیونکر ثابت
ہوا جیسے کہ تمام پڑھنا حضر میں واجب ہے فرمایا کہ حقتعالےٰ نے کیا قرآن میں نہیں فرمایا ہے کہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان
یطوف بہما کہ نہیں دیکھتے ہو تم کہ طواف کرنا ان دونوں کا واجب ہے اس واسطے کہ خدا نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور پیغمبر نے اسکو ادا کیا ہے اور ایسی ہی نماز
ہے کہ پیغمبر نے اسکو سفر میں قصر کیا ہے اور خدا نے اپنی کتاب میں اسکو ذکر کیا ہے اور ان دونوں راویوں نے پوچھا کہ جو کوئی سفر میں پوری چار رکعت
پڑھے تو اس کا اعادہ کرے یا نہیں فرمایا کہ اگر اُس نے قصر کرنے کی آیت کو اور تفسیر کو اُسکے جانا ہے اور پھر اُس نے چار رکعت پڑھی ہیں تو اس نماز کا
اعادہ کرے اور اگر قصر کرنے کی آیت کو نہیں جانتا ہے کہ نہ اسکو خود دیکھا ہے اور نہ کسی سے سنا ہے تو اسپر اعادہ اس نماز کا نہیں ہے اور سفر میں کل نماز
چو رکعتی کی دو رکعت پڑھنی اور دو رکعت ساقط کرنی واجب ہیں مگر نماز مغرب کی کہ اسکی تین رکعت ہیں اور اسمیں قصر نہیں ہے اور رسولخدا نے حضر اور سفر
دونوں میں اسکی تین رکعت پڑھی ہیں اور اب خدائے تعالےٰ نماز خوف کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِذَا كُنْتَ فِيهِمْ اور جسوقت ہووے تو اے محمد بیچ اُنکے
یعنی جسوقت کہ تو اپنے اصحاب کے درمیان ہو وقت خوف دشمنوں کے اور خلفاء حضرت کے کہ وہ آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں وہ بھی اس حکم میں داخل ہیں اس
واسطے کہ قائم مقام حضرت کے ہیں پس جس وقت کہ تو اپنے اصحاب میں ہو فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ پس قایم کرے تو واسطے اُن کے نماز کو یعنی
ہمراہ اصحاب کے تو نماز کو پڑھنا چاہے تو اپنے لشکر کے دو گروہ کر فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ پس چاہیے کہ کھڑا ہووے ایک گروہ انمیں سے واسطے پڑھنے
نماز کے مَّعَكَ ہمراہ تیرے اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا ہو اور بعد اسکے فرماتا ہے خدا کہ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ اور چاہیے کہ
لیویں وہ نماز پڑھنے والے ہتھیار اپنے واسطے احتیاط اور ہوشیاری کے فَاِذَا سَجَدُوْا پس جسوقت سجدہ کریں وہ نماز پڑھنے والے فَلْيَكُوْنُوْا پس چاہیے
کہ ہوویں وہ دوسرے گروہ والے جو کہ نماز نہیں پڑھتے ہیں مِنْ وَّرَآئِكُمْ پیچھے تمہارے دشمن کے مقابلہ میں یعنی جو مسلمان کہ نماز نہیں پڑھتے ہیں وہ وقت سجدہ
کرنے نماز پڑھنے والوں کے نماز یوں کے پیچھے کھڑے ہوں دشمنوں کے مقابلہ میں اور جسوقت یہ نماز پڑھنے والے ایک رکعت نماز کی پڑھ لیویں تو یہ دشمن کے مقابلہ میں
جا کھڑے ہوں اور بعد اسکے دوسرا گروہ پیش نماز کے یعنی رسولخدا کے پیچھے نماز پڑھنے کو آئے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى اور
چاہیے کہ آئے گروہ دوسرا کہ لَمْ يُصَلُّوْا نہیں نماز پڑھی ہے انھوں نے یعنی جو گروہ مسلمانوں کا کہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا تھا اور انھوں نے نماز نہیں پڑھی تھی اب وہ
نماز پڑھنے آئیں اور جن لوگوں نے ایک رکعت نماز کی پڑھ لی ہے وہ دشمنوں کے مقابلہ میں جا کر کھڑے ہوں اور پہلا گروہ کہ جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی فَلْيُصَلُّوْا
مَعَكَ پس چاہیے کہ نماز پڑھیں وہ ہمراہ تیرے اے محمد اور دوسری رکعت میں شامل ہوں وَلْيَاْخُذُوْا اور چاہیے کہ لیویں وہ بھی حِذْرَهُمْ حذر اپنا یعنی وہ چیز
کہ دشمن کے حذر سے محفوظ رکھتی ہے مثل خود و زرہ اور سپر کے وَاَسْلِحَتَهُمْ اور ہتھیار اپنے مثل شمشیر اور تیر و کمان وغیرہ کے کہ جن سے جنگ کرتے ہیں اور اُن
ہتھیاروں کے لینے میں حکمت یہ ہے کہ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا دوست رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ اگر غافل ہو جاؤ
تم ہتھیاروں اپنے سے وَاَمْتِعَتِكُمْ اور اسباب اپنے سے فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ پس حملہ کریں وہ اوپر تمہارے مَّيْلَةً وَّاحِدَةً حملہ کرنا ایکبار گی اور جو کچھ پاویں سب لیجائیں
اور کیفیت نماز خوف کی یہ ہے کہ ایک فرقہ تو دو فرقوں میں سے دشمن کے مقابلہ پر کھڑا ہو اور دوسرا فرقہ امام کے ہمراہ ایک رکعت نماز کی پڑھے اور جسوقت دوسری رکعت کیواسطے

امام کھڑا ہو تو یہ نماز پڑھنے والے انفراد کی نیت کر کے جلدی سے دوسری رکعت پڑھ کے چلے جائیں اور دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہوں اور دوسرا فرقہ
جو پہلے سے دشمن کے مقابلہ میں تھا وہ دوسری رکعت میں جا کر شریک ہوں اور اسکو اپنی پہلی رکعت سمجھیں جس وقت امام تشہد شروع کرے تو تشہد کو طول
دے اور جو لوگ کہ اس کے پیچھے کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہیں وہ کھڑے ہو کر دوسری رکعت کو تمام کریں اور تشہد میں شریک ہو کر امام کے ہمراہ سلام پھیریں اور نماز کی
بھی مثل نماز سفر کے دو رکعتیں ہیں اور نماز مطاردہ ہے کہ جو عین حرب و ضرب میں ہوتی ہے اسکا ذکر فقہ کی کتابوں میں ہے اور پہلے تو طائفہ اُخریٰ کہا اور طائفہ آخر نہ کہا
اور بعد اسکے لم یصلوا کہا اور لم تصل نکہا اسواسطے کہ پہلا تو باعتبار لفظ کے ہے اور دوسرا باعتبار معنی کے اور بعضے وقت ہتھیاروں کا اٹھانا اور اپنے پاس رکھنا موجب مشقت اور
اذیت کا ہوتا ہے اس واسطے خدا انکے واسطے تخفیف کو فرماتا ہے کہ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى اور نہیں گناہ ہے اوپر تمہارے اگر ہووے
ساتھ تمہارے اذیت یعنی اگر ہو تمکو اذیت مِّن مَّطَرٍ مینہ سے کہ مینہ برسنے سے ہتھیار بھاری ہو جائیں أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ یا ہو تم بیمار کہ ناتوانی کے سبب ہتھیار و نکو
نہیں اٹھا سکتے ہو تو نہیں گناہ ہے تم پر أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ یہ کہ رکھدو تم ہتھیاروں اپنے کو کھولکر ان دونو حالتوں میں لیکن دشمن کے ہجوم کر نیکا بھی
گمان ہے اسواسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ اور لیلو تم سامان نگاہ رکھنے اور بچانے اپنے کو مثل خود اور سپر اور زرہ کی تاکہ دشمن تمکو ہجوم کر کے
زخمی نہ کرے إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ تحقیق کہ خدا نے تیار کیا ہے واسطے کافروں کے عَذَابًا مُّهِينًا عذاب خوار کرنیوالا اور رسوا کرنیوالا
کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے اور ان آیتوں کے نازل ہونیکا سبب بیان کرتے ہیں کہ جناب رسولخدا واسطے سفر حدیبیہ کے مکہ کا ارادہ کر کے تشریف لیجاتے تھے
جس وقت قریش کو خبر ہوئی تو اُنھوں نے خالد بن ولید کو مع دوسو سوار کے رسولخدا کے روکنے کو بھیجا اور پہاڑ دمیں جا کر مقابلہ ہوا رستہ میں نماز ظہر کا وقت
آیا تو بلال نے اذان کہی اور رسولخدا نے مع ہمراہیوں کے نماز پڑھی خالد بن ولید نے کہا کہ اگر حالت نماز میں ہم ان پر حملہ کرتے تو سبکو مار لیتے کہ یہ اپنی نماز کو قطع نہیں
کر سکتے تھے لیکن بعد اسکے ایک اور نماز آتی ہے کہ وہ نماز انکے نزدیک بہت عزیز ہے اور وہ اسکو بہت دوست رکھتے ہیں جس وقت وہ اس نماز میں مشغول
ہونگے تو اسوقت ہم ان پر حملہ کریں گے جب انھوں نے یہ ارادہ کیا تو جبرئیل نماز خوف کی کیفیت کا حکم لائے اور حضرتؐ نے دو فرقے کر کے نماز عصر پڑھی جیسے کہ ذکر
اس کا اوپر ہوا ہے اور بعد نماز خوف کے فرماتا ہے کہ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ پس جس وقت ادا کر لو تم نماز خوف کو تو فَاذْكُرُوا اللَّهَ پس یاد کرو
تم خدا کو قِيَامًا وَقُعُودًا اٹھنے اور بیٹھنے کے وقت کھڑے ہونیکے تو تلوار مارتے ہو اور وقت بیٹھنے کے تیر چلاتے ہو اور یہ دو نو حال واقع ہوتے ہیں
وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ اور اوپر پہلوؤں اپنے کے یعنی یاد کرو خدا کو اوپر پہلوؤں اپنے کہ اس وقت زخم کھاتے ہو اور غرض اصلی اس سے یہ ہے کہ ہمیشہ خدا کا ذکر کرتے رہو
تاکہ تمکو دشمنوں پر فتح دیوے فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ پس جس وقت مطمئن ہو تم دشمن سے اور خوف دشمن کا تمکو باقی نہ رہے تو فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ پس قائم کرو تم نماز کو
مع شرائط اور ارکان کے جیسے کہ حکم خدا کا ہے إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا تحقیق کہ نماز ہے لکھی گئی اوپر مومنین کے لکھا وقت
معین کا کہ اس وقت سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے کتابا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور موقوتا صفت کتابا کی ہے اور یہ جملہ فعلیہ خبر ہے کانت کی اور مراد اس
آیت سے یہ ہے کہ تحقیق نماز ہے مومنین پر واجب کہ فرض کیگئی ہے اور وقت معین پر اسکو پڑھنا چاہیے اور اگر کوئی اسوقت سے گزر کر پڑھے تو نماز اسکی نہوگی اور پھر
جہاد کا ذکر کرتا ہے کہ وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ اور نہ سستی کرو تم بیچ طلب کرنے لڑائی قوم کفار کے کہ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ اگر ہو تم کہ
دردمند ہو تم زخموں سے تو فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ پس تحقیق وہ کفار بھی دردمند ہیں اور زخم خوردہ ہیں كَمَا تَأْلَمُونَ جیسے کہ دردمند ہو تم اور زخم کھائے
ہیں تمنے وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ اور امید رکھتے ہو تم خدا سے مَا لَا يَرْجُونَ اس چیز کے کہ نہیں امید رکھتے ہیں وہ یعنی تمکو امید نصرت دنیائی
اور ثواب آخرت کی ہے اور انکو نہیں ہے پھر تم کس واسطے سستی کرتے ہو اور لڑتے ہو نہیں وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا اور ہے خدا جاننے والا تمہارے دلونکی بات کا
حکمت والا کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور اس آیت کی شان نزول میں بیان کرتے ہیں کہ جس وقت جناب رسولخدا احد کی لڑائی سے فارغ
ہو کر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو جبرئیل نازل ہوئے اور حکم لائے کہ خدا فرماتا ہے کہ کفار قریش کے پیچھے روانہ ہو اور انکا تعاقب کرے اور جو کوئی تیرے
ہمراہیوں میں سے زخمی ہے اسکو ہمراہ اپنے لیجا رسولخدا صلعم نے سب سے فرمایا کہ مہاجرین ہیں اور انصار جو کوئی زخمی ہے وہ میرے ہمراہ چلے اور جو کوئی زخمی

نہیں سہے وہ نہ چلے اور لوگ اپنے زخموں کی مرہم پٹی میں مشغول تھے جانے میں سستی کرتے تھے خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل کر کے تاکید کی کہ تملو سستی
کرنی نہیں چاہئے اور کہتے ہیں کہ ایک شخص ابوطعمہ بن ابیرق نے قتادہ کی اور بعضے کہتے ہیں کہ قتادہ کے چچا کی زرہ نقب لگا کر چرالی اور ایک یہودی کے پاس
امانت رکھی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ زرہ آٹے کی تھیلی میں رکھی تھی اور وہ تھیلا پھٹ رہا تھا اور آٹا اُنہیں سے گرتا تھا اس علامت سے یہودی کے گھر میں سکا پتہ
لگا تھا اُس یہودی کو گرفتار کیا اُسنے کہدیا کہ فلانے مسلمان نے میرے پاس رکھی ہے اور ابوطعمہ کی قوم نے اپنی رسوائی کے دفع کرنے کے واسطے لبید کو تہمت
لگائی کہ اُس نے چرائی ہے لبید تلوار لیکر اُن کے سامنے ہوا اور کہا کہ یہ چوری تمنے کی ہے اور میرے سر لگاتے ہو اور تم منافق اور اس کے لائق تم ہو ان لوگوں
نے اُس سے ڈر کر صلح تو کی لیکن جناب رسولخدا کے پاس حاضر ہو کر جھگڑا شروع کیا اور عرض کی کہ مسلمان کو تہمت لگاتے ہیں وہ رسوا ہو جائیگا اور یہودی
لوگوں کے نزدیک پاک اور صاف ہو جائیگا جناب رسولخدا نے ارادہ کیا کہ مسلمان پر تہمت نہو اور یہودی گرفتار ہو جائے اور اسمیں روایتیں بہت مختلف
ہیں لیکن مقدمہ یہ چوری ہی کا ہے اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ بنوابیرق انصار میں سے تین بھائی تھے منافق بشیر اور مبشر اور بشر ان تینوں بھائیوں
نے قتادہ کے چچا کے گھر میں کہ جو بدریوں میں سے تھا نقب لگا کر کھانا کہ جو اُس نے اپنے عیال کے واسطے رکھا تھا چرا لیا اور تلوار اور زرہ بھی اس کی
چرالی قتادہ نے اسکی شکایت رسولخدا صلعم سے کی اور کہا کہ یا رسولخدا لوگوں نے میرے چچا کے گھر میں نقب لگا کر جو کچھ کھانا کہ اُسنے اپنے عیال کیواسطے
جمع کیا تھا وہ اُنھوں نے چرا لیا اور اُسکی تلوار اور زرہ بھی چرالی اور وہ بُری قوم کے آدمی ہیں اور اُن کے ہمراہ ایک مرد مومن تھا اور انکی رائے میں
وہ شریک تھا اور نام اُسکا لبید بن سہل تھا بنوابیرق چوروں نے قتادہ سے کہا کہ یہ کام لبید بن سہل کا ہے لبید کو خبر ہوئی تو وہ تلوار لیکر نکلا اور کہا کہ
بنوابیرق تم مجھکو چوری لگاتے ہو اور سزاوار اسکے تم ہو اور تم منافق ہو کہ رسولخدا کی ہجو کرتے ہو اور قریش کی طرف منسوب کرتے ہو اسکو تم ثابت کرو ورنہ تلوار سے تمکو
ماروں گا اُس سے اُنھوں نے صلح کر لی اور کہا کہ تو چلا جا کہ تو اس سے بری اور پاک ہے اور بنوابیرق ایک مرد کے پاس گئے کہ وہ اُنکے گروہ میں سے تھا
اور نام اسکا اسید بن عروہ تھا اور وہ بڑا گویا اور زبان دراز تھا اُسکو رسولخدا کے پاس بھیجا اُسنے جا کر کہا کہ یا رسولخدا قتادہ بن نعمان نے ارادہ کیا ہے طرف
اہل خاندان کے ہم میں سے کہ وہ لوگ بزرگ اور بڑے حسب نسب والے ہیں اور اُسنے انکو چوری لگائی ہے اور وہ بات کہتا ہے اُن کے حق میں کہ وہ اس کے
لائق نہیں ہے رسولخدا کو یہ بات سنکر بہت رنج ہوا اور قتادہ رسولخدا کے پاس آیا تو حضرت نے اس سے فرمایا کہ تو نے قصد ایسے لوگوں کا کیا ہے کہ وہ عالی
خاندان اور صاحب حسب و نسب کے ہیں اور تو نے انکو چوری لگائی ہے اور رسولخدا اُسپر بہت غصہ ہوئے اور قتادہ رنجیدہ ہو کر حضرت کے پاس سے اُٹھ کھڑا
ہوا اور اپنے چچا کے پاس آیا کہ میں کاش مر جاتا اور رسولخدا صلعم سے کلام نہ کرتا اور رسولخدا نے مجھ سے وہ کلام کیا کہ مجھکو مکروہ معلوم ہوا اور اُس کے
چچا نے کہا کہ خدا ہماری مدد کرنیوالا ہے خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی کہ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ تحقیق نازل کیا ہے ہمنے طرف تیری کتاب
کو یعنی نازل کیا ہے ہمنے قرآن کو بِالْحَقِّ ساتھ حق کے اور راستی اور درستی کے ساتھ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ تاکہ حکم کرے تو درمیان آدمیوں کے بِمَا
أَرَاكَ اللَّهُ ساتھ اس چیز کے کہ شناسا کیا ہے تجھکو خدا نے اور وحی کیا اُسکو طرف تیری وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ اور نہو تو واسطے خیانت کرنیوالوں کے
یعنی خیانت کرنے والے مسلمانوں کی طرف سے اُنکا حسن ظن کر کے کہ یہ مسلمان ہیں اُنھوں نے چوری کی ہو گی اُن سے خیانت کے دفع کرنیکے واسطے نہو تو خَصِيمًا
دشمن اس شخص کا کہ وہ بیگناہ ہے اور تجھ کو خبر نہیں ہے اور تو اپنے حسن ظن سے اُس سے خیانت کو دفع کرتا ہے اور حقیقت میں اس نے خیانت کی ہو وَ
اسْتَغْفِرِ اللَّهَ اور بخشش چاہ تو خدا سے اپنے ارادہ سے یعنی خدا کی طرف بالکل توجہ اپنی کر اور سب امور میں توفیق اس سے طلب کر إِنَّ اللَّهَ كَانَ
غَفُورًا تحقیق کہ خدا ہے بخشنے والا اس شخص کا کہ جو بخشش کو اس سے چاہے رَّحِيمًا مہربان ہے اس شخص پر یہ خطاب اگرچہ رسولخدا کی طرف ہے لیکن
یہ تعلیم ادب کی امت کے واسطے ہے اور تاکہ معلوم ہو کہ گناہ خیانت کا بہت بڑا گناہ ہے اور حضرت پر وہ امر ہنوز متحقق اور ظاہر نہوا تھا لیکن بسبب حسن
ظن اہل اسلام کے ارادہ ہی کیا تھا کہ وہ مسلمان بچ جائے اور یہودی ماخوذ ہو کہ بہ نسبت مسلمانوں کے یہودی کی طرف زیادہ گمان خیانت کا ہے اور درپے
اس یہودی کے ہوتے تھے اور قتادہ پر بھی شکایت ہی کی تھی کہ تو مسلمان عالی خاندان کو چوری لگاتا ہے گو قتادہ کو یہ ارشاد حضرت کا مکروہ معلوم ہوا ہو کہ اسکی

مطلب کی یہ بات نہ تھی اور یہ ارادہ کرنا بھی تعجب نہیں کہ واسطے تعلیم لوگوں کے ہووے کہ آہیں کچھ حکم خدا کا نازل ہوا ہوتا کہ معلوم ہو کہ خیانت بُری شے ہے اور مواخذہ
اس کا سب ہی مسلمان ہو خواہ غیر مسلمان ہو اور اسی واسطے اس مسلمان سے اُسکا دفع کرنا چاہا تھا اور صحاب حضرت کے معصوم نہ تھے کہ اُن سے ایسا امر صادر ہونا محال
ہوتا اور روایت اصحابی کلہم عدول کی وضعی ہے اس واسطے کہ مخالف قرآن کے ہے اور استغفار واسطے گناہ کے ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ واسطے کسر نفس کے اور واسطے
خشوع اور خضوع کے بھی سامنے اپنے پروردگار کے ہوتا ہے اور واسطے حصول ثواب کے بھی ہوتا ہے اس واسطے کہ یہ بھی ایک طاعت اور عبادت ہے
پروردگار کی اور اسی مقدمہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تُجَادِلْ اور نہ جھگڑا کر تو عَنِ الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ طرف سے ان لوگوں کی طرف
سے ہو کہ خیانت کرتے ہیں وہ نفسوں اپنے کو اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ تحقیق کہ خدا نہیں دوست رکھتا ہے مَنْ كَانَ خَوَّانًا اس شخص کو کہ ہووے خیانت
کرنیوالا اَثِیْمًا گنہگار کہ اپنے گناہوں میں غرق ہوا اور تو نے اُس خائن کی جو حمایت کی تھی اور جھوٹی قسمیں کھا کر اسکو بری کیا تھا اس واسطے وبال
خیانت کا اُن کے نفسوں کی طرف راجع ہے اور تجادل فقط تعلیم کے لئے آیا ہے کہ مجادلہ ایسے امور میں کسی سے نہ چاہیے اور حضرت نے کچھ مجادلہ اس سے اب
تک نہ کیا تھا کہ یہ بطریق عتاب کے ہوتا اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بدون صدور جرم مبالغہ کی جہت سے بھی نہی وارد ہوتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خطاب
حضرت کی طرف ہو اور قصد مجادلہ کا خائن کے لوگوں کی طرف ہو اور فرماتا ہے کہ یَسْتَخْفُوْنَ پوشیدہ کرتے ہیں وہ خیانت کو مِنَ النَّاسِ
آدمیوں سے حیا اور خوف کی جہت سے وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ اور نہیں پوشیدہ کرتے ہیں خدا سے اُس کا خوف کر کے کہ وہ عذاب میں گرفتار
کرتا ہے خیانت کرنیوالوں کو وَهُوَ مَعَهُمْ اور حال یہ ہے کہ وہ خدا ہمراہ اُن کے ہے اور ان کے دلوں کی بات اوس پر پوشیدہ نہیں ہے اور اگر خدا سے
پوشیدہ کرنا خیانت کا منظور ہو تو چاہیے کہ اسکو ترک کریں اور کہتے ہیں کہ ابوطعمہ کی قوم کے لوگ یا بنو ابیرق کی قوم کے لوگ شب کو آپس میں مشورہ کرتے
تھے اس امر پر کہ ابوطعمہ یا بنو ابیرق نے جھوٹی قسم کھائی ہے کہ ہم نے چوری نہیں کی ہے اس واسطے کہ رسول خدا اسکو مسلمان جانکر اسکی قسم کو قبول کریں
گے اور ہماری گواہی کو بھی سماعت فرمائیں گے اور یہودی کہ کافر ہے اسکے قول کی طرف توجہ نہ کریں گے انکے مشورہ میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا کہ
وہ خدا ہمراہ ان کے ہے اِذْ یُبَیِّتُوْنَ جس وقت کہ تدبیر شب کو کرتے ہیں وہ مَا لَا یَرْضٰی اس چیز کو کہ نہیں پسند کرتا ہے خدا مِنَ الْقَوْلِ
کہنے جھوٹ کے سے اور برا کام کرنے سے وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ اور ہے خدا ساتھ اُس چیز کے کہ کرتے ہو وہ تدبیر وغیرہ مُحِیْطًا احاطہ کرنیوالا اور
گھیرنیوالا کہ اسپر کچھ پوشیدہ نہیں ہے اور موافق انکے عمل کے انکو جزا دے گا اور فرماتا ہے خدا کہ هٰٓاَنْتُمْ خبردار ہوا ہے ابوطعمہ کی قوم کے لوگو یا بنی ابیرق کہ
اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تم وہ لوگ ہو کہ اپنی جاہلیت کی غیرت سے جٰدَلْتُمْ جھگڑا کیا تم نے اور دفع کیا تم نے عَنْهُمْ ان خائنوں سے خیانت کو فِی الْحَیٰوةِ
الدُّنْیَا بیچ زندگانی دنیا کے فَمَنْ یُّجَادِلُ اللّٰهَ پس کون جھگڑے گا خدا سے عَنْهُمْ ان خیانت کرنیوالوں کی طرف سے ہو کر یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
دن قیامت کے اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا یا کون شخص ہے کہ ہووے اوپر ان خائنوں کے نگہبان کہ انکو عذاب نہونے دیوے وَمَنْ یَّعْمَلْ
سُوْٓءًا اور جو کوئی کہ کرے عمل بد کو کہ اُس سے ضرر اسکے غیر کو پہنچے اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ یا ظلم کرے وہ نفس اپنے کو کہ اُس سے اسکے غیر کو ضرر نہ پہنچے بلکہ اُسکا
خاص ہونا اُس کے نفس کے واسطے ہو اور غیر کا گناہ وہ نہ ہو ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ پھر بخشش چاہے وہ خدا سے توبہ کرکے تو یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا
پائیگا وہ خدا کو بخشنے والا گناہوں کا رَّحِیْمًا مہربان اسپر اپنے فضل اور کرم سے اس آیت میں ترغیب دی ہے خیانت کرنیوالوں کو اور انکی قوم کو توبہ کے واسطے
وَمَنْ یَّكْسِبْ اِثْمًا اور جو شخص کہ کسب کرے گناہ کو اور چاہے کہ کسی بیگناہ کو تہمت کرے اسکی تو فَاِنَّمَا یَكْسِبُهٗ عَلٰی نَفْسِهٖ پس سوائے اسکے نہیں کہ
کسب کرتا ہے وہ اسکو اوپر نفس اپنے کے کہ اُسکا ضرر اسکی جان پر ہے نہ دوسرے پر وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا اور ہے خدا جاننے والا چورانیوالے کو حَكِیْمًا
حکم کرنیوالا اسکی سزا میں ہاتھ کاٹنے کا موافق حکمت کے کہ دوسرے آدمی اُس سزا کو دیکھ کر چوری کرنے سے پرہیز کریں وَمَنْ یَّكْسِبْ خَطِیْٓئَةً اور جو شخص
کہ کسب کرے خطا کو کہ وہ گناہ صغیرہ ہو یا جو کچھ کہ خطا سے سرزد ہوا اَوْ اِثْمًا یا گناہ کو کہ وہ کبیرہ اور بڑا گناہ ہو یا جو کچھ کہ عمدًا اس سے صادر ہوا ہو ثُمَّ
یَرْمِ بِهٖ پھر ڈالے اس گناہ کو یعنی تہمت کرے اس گناہ کی بَرِیْٓئًا کسی بیگناہ کو کہ گناہ تو خود کرے اور دوسرے کے سر پر دھرے اور کہو کہ اُنے کیا کیا ہے فَقَدِ

احتمل بُهْتَانًا پس تحقیق اٹھایا اُسنے تہمت کو وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا اور گناہ ظاہر کو بسبب تہمت کہنے کے غیر پر کہ دوسرے کی گردن پر اپنے گناہ کا رکھنا بہت سخت
گناہ ہے اور اب خدا تعالےٰ اپنے احسان کو بیان کرتا ہے کہ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ اور اگر نہوتا فضل خدا کا اوپر تیرے اے محمدؐ وَرَحْمَتُہٗ اور رحمت
اسکی کہ وحی بھیجکر تجھکو خبر دیتا ہے اور حقیقت سے اس امر کی تجھکو مطلع کر دیا کہ تو اس سے خوب واقف ہوگیا اور اگر تجھکو اس سے خبردار نکرتے تو لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ
البتہ قصد کیا تھا ایک فرقہ نے اُن میں سے کہ وہ ابوطعمہ کی قوم کے آدمی یا بنو ابیرق ہیں اَنْ یُّضِلُّوْکَ یہ کہ پھیر دیں وہ راہ راست سے کہ وہ حکم کرنا بحق ہے
وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ اور نہیں پھیرتے ہیں وہ مگر نفسوں اپنے کو کہ وبال اس کا اُنکی ہی جان پر ہے وَمَا یَضُرُّوْنَکَ مِنْ شَیْءٍ اور نہیں
ضرر پہنچا سکتے ہیں وہ تجھکو کچھ کہ تو ہماری پناہ میں ہے اور جو کچھ کہ تیری خاطر بزرگ پر گزرا تھا وہ باعتبار ایمان ظاہر ان لوگوں کے تھا نہ رغبت حکم کرنے میں
وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اور نازل کیا ہے خدا نے اوپر تیرے کتاب کو کہ وہ قرآن ہے وَالْحِکْمَةَ اور حکمت کو کہ وہ احکام حلال اور حرام کے ہیں وَ
عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ اور سکھلایا تجھ کو جو کچھ کہ نہیں جانتا تھا تو کہ وہ علم اولین اور آخرین ہے قیامت تک چنانچہ حضرت نے فرمایا ہے کہ شب معراج
کو میں زیر عرش تھا کہ ایک قطرہ میرے حلق میں گرا یا کہ اسکے سبب میں عالم ہو گیا اُس امر کا کہ جو پہلے اس سے زمانہ گذشتہ میں ہولیا ہے اور جو کچھ کہ آیندہ کو ہوگا قیامت
تک اور رسول خدا سے سینہ بسینہ آئمہ معصومین علیہم السلام کو پہنچا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء جانتے تھے سب پیغمبروں کی
علوم کو اور جو کچھ کہ پہلے گذرا ہے اور جو کچھ کہ آیندہ قیامت تک واقع ہوگا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ میں جانتا ہوں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ
زمین میں ہے اور جو کچھ کہ بہشت میں ہے اور جو کچھ کہ دوزخ میں ہے اور جو کچھ کہ پہلے ہولیا ہے اور جو کچھ کہ آیندہ کو ہوگا قیامت تک اور اسی جہت سے خدا حضرات کو فرماتا ہے
کہ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ اور ہے فضل خدا کا اوپر تیرے اے محمد عَظِیْمًا بڑا کہ بے انتہا علوم تجھ کو تعلیم کئے ہیں اور مرتبہ تیرا زیادہ کیا تمام انبیا اور
ملائکہ اور کل مخلوقات سے اور اُس سے پہلے قصہ کو تتمہ کو خدا بیان کرتا ہے کہ لَا خَیْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ نہیں خیر ہے بیچ بہت سے اُنکے مشورے اور راز اُنکے
سے کہ ابوطعمہ یا بنو ابیرق کی قوم نے شب کو ابوطعمہ یا بنو ابیرق کی نجات کے واسطے جھوٹا مشورہ کیا تھا اور حضرت کے روبرو جھوٹی قسمیں کھائی تھیں ایسے
جھوٹے مشورے اور راز کسی طرح کی خیر اور نیکی نہیں ہے اِلَّا مَنْ اَمَرَ مگر راز کہنا اس شخص کا کہ حکم کرے بِصَدَقَةٍ ساتھ صدقہ اور خدا کے نام دینے کا
اَوْ مَعْرُوْفٍ یا نیکی کرنے کے اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَیْنَ النَّاسِ یا ساتھ صلح کرانیکے درمیان آدمیوں کے اور دور کر دینا آپس کی رنجشوں کا اور الفت کرا دینی
درمیان دلوں کے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے اس آیت میں حکم کیا ہے کہ اگر کدورت کا تیرے چہرہ پر تیرے برادر مومن سے زیادہ نہو
پس چاہیے کہ بشاشت کو ظاہر کرے تو اپنے برادر مومن کیواسطے اور امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ جیسے خدا نے زکوٰۃ مال کو تم پر فرض کیا ہے ایسے ہی زکوٰۃ
جاہ کو تم پر فرض کیا ہے اور جاہ سے مراد ظاہر کرنا بشاشت اور خوشدلی کا ہے لوگوں پر اور دوسری روایت میں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
مراد معروف سے اس آیت میں قرض دینا ہے اور فرمایا کہ جنت کے دروازہ پر لکھا ہے کہ ثواب صدقہ کا دس گنا ہے اور ثواب قرض دینے کا اٹھارہ گنا
اور وجہ اسکے ثواب کے زیادہ ہونیکی اسطرح بیان کرتے ہیں کہ قرض تو وہ شخص طلب کرتا ہے کہ جسکو احتیاج ہوتی ہے اور جسکو صدقہ دیتے ہیں ضرور نہیں کہ وہ
حقیقت میں محتاج ہو اور فرمایا ہے جناب رسول خدا نے کہ جو کوئی اپنے برادر مومن کو قرض دیوے ہر درہم کی عوض میں بوزن کوہ رضوی اور طور سینا حسنات
اُس کے واسطے ہوں گے اور منقول ہے کہ مراد اصلاح بین الناس سے یہ ہے کہ کسی مومن سے بات ایسی سنی کہ جس سے اسکو رنج پہونچے تو چاہیے کہ اُسکے
روبرو برخلاف اسکے بیان کرے کہ جسکو سنکر وہ خوش ہو اور فرماتا ہے کہ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ اور جو کوئی کہ کرے اسکو کہ جو کچھ مذکور ہوا ہے صدقہ کا اور نیکی کا حکم کرنا اور
صلح کروانی درمیان آدمیوں کے ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ واسطے طلب کرنے خوشنودی خدا کے فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا پس قریب ہے کہ دیگے
ہم اسکو اجر بڑا کہ شمار میں نہ آئے اور کہتے ہیں کہ ابوطعمہ بعد ثابت ہونے خیانت کے ہاتھ کٹنے کے خوف سے وہاں سے بھاگ کر مکہ کو چلا گیا اور وہاں جاکر مرتد ہو گیا اور ایک
شخص کے گھر میں جا کر نقب لگائی تو دیوار اسپر گر پڑی اور وہیں دب گیا اور صبح کو لوگوں نے دیوار کے نیچے سے اسکو نکالا اور ارادہ کیا کہ اسکو مار ڈالیں بعضے آدمیوں نے کہا
کہ یہ مدینہ سے بھاگ کر ہمارے پاس پناہ لایا ہے اسکا مار ڈالنا مناسب نہیں ہے اسکو اس لحاظ سے چھوڑ دیا لیکن مکہ سے باہر نکال دیا اور اسنے تاجروں کی قافلہ

ع ۱۷

الثلثۃ

کے ہمراہ شام کا قصد کیا اور ایکمنزل میں قافلہ والونکو غافل پاکر کچھ اسباب اُن کا چرا لیا اور اُن کے پاس سے بھاگ گیا آخرالامر گرفتار ہو کر مارا گیا
اس کے مقدمہ میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ اور جو کوئی مخالفت کرے پیغمبر کی مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى پیچھے اس کے کہ ظاہر
ہو گئی ہو واسطے اُسکے ہدایت معجزوں کے دیکھنے سے اور حقیقت اسلام کی دلیلوں کے ظاہر ہونے سے وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور پیروی کرے وہ سوائے
طریقہ مومنین کے کہ وہ دین اسلام ہے پس اگر ایسا کریگا نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى پھیر دینگے ہم اسکو اسی چیز پر کہ دوست رکھا ہے اُس نے جسکو یعنی گمراہی اور کفر کو جو
اُسنے دنیا میں دوست رکھا ہے قیامت میں اُسکو اُسکا دوست اور والی کرینگے اور اُسکو اسی پر چھوڑ دینگے اور گمراہوں اور کافروں میں اسکو محشور اور محسوب کریں گے
وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ اور داخل کرینگے ہم اسکو دوزخ میں وَسَآءَتْ مَصِيْرًا اور بُرا ہے وہ دوزخ جگہ پھرنیکی اور مسند احمد بن حنبل میں لکھا ہے کہ جسجگہ ع ۱۷ ۱۴
کہ قرآن کی آیت میں یاایہا الذین آمنو ہے وہاں راس اور رئیس مومنین کے علی ابن ابیطالب مراد ہیں پس جسوقت کہ علی سردار مومنین کے ہوئے تو جو لوگ
کہ علی سے برگشتہ تھے اور اُنکے طریق کے غیر کی پیروی کرتے تھے اُنکی نجات میں بموجب اس آیت کے تردد ہے اور سبیل مومنین سے وہ راہ ہے کہ جو موافق حکم خدا
اور رسول کے ہو اور مراد نہیں کہ جسپر اجماع خلاف حکم خدا اور رسول کے چند مسلمانوں اہل غرض طالب دنیا اور ریاست کا ہو وہ بھی حق ہو جائے اور اس کی
پیروی نہ کرنیسے دوزخ میں جائے چنانچہ مخالفین اس آیت کو دلیل لاتے ہیں اجماع کے حق ہونے پر اور اگر یہ بات حق ہو تو چاہیے کہ جنگ جمل اور جنگ
صفین والے لوگ جو کہ حضرت علیؑ کے پیرو نہ تھے وہ جہنم میں داخل ہوں اس واسطے کہ اجماع ہوا تھا خلافت پر علیؑ کے ان کے نزدیک اور اُنھوں نے
خلاف کیا ہے علیؑ کا اور ابوبکر کی خلافت پر تو اجماع بھی نہوا تھا اس واسطے کہ اجماع اُسکو کہتے ہیں کہ ایک امر پر سب مومنین کا اتفاق ہو کہ اسکو یوں کرنا
چاہیے اور بعد اُسکے اس امر کو جاری کریں اور ابوبکر کیواسطے نہیں ہوا اور نہ ابوبکر کے خلیفہ ہونیسے پہلے لوگوں نے ابوبکر کی خلافت پر اتفاق کیا تھا
بلکہ پہلے ایک آدمیوں نے مثل عمر اور ابو عبیدہ جراح کے ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کی اور بعد اس کے اُنھوں نے اپنے دوستوں میں سے چند آدمیوں کی بیعت کرائی
اور بعد اسکے کسی کو طمع دیکر اور کسیکو ڈرا کر لوگوں سے بیعت کرائی اس طرح بتدریج لوگوں کی بیعت کا اتفاق ہوا جیسے کہ سلاطین لوگوں کو رفتہ رفتہ اپنا
مطیع کرتے ہیں اور بیعت سے پہلے لوگوں نے ہرگز ابوبکر کی خلافت پر اتفاق نہیں کیا ہے چنانچہ کتب تواریخ سے واضح ہوتا ہے اور ابو طعمہ وغیرہ ہی کے
واسطے پھر فرماتا ہے خدا کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ بتحقیق کہ خدا نہیں بخشتا ہے شرک کیے جانے کو ساتھ اپنے یعنی جو شخص کہ شرک کرے خدا
کے ساتھ اس کو خدا نہیں بخشتا ہے وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ اور بخشتا ہے اس گناہ کو کہ پست تر اور کمتر مرتبہ میں اس شرک سے ہے واسطے
جس شخص کے چاہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت ایک پیر مرد کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ صحرائی آدمیوں میں سے تھا اس شخص نے رسول خدا
کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول خدا میں ایک بوڑھا آدمی ہوں کہ گناہوں میں غرق ہوں مگر خدا کو پہچانتا ہوں اور اُسکا شریک کسیکو نہیں کیا ہے اور
گناہ بھی عمداً جرات اور بے ادبی اور گستاخی کرکے نہیں کیا ہے اور اس کا تصور بھی کبھی نہیں کیا ہے کہ ایک لحظہ خدا سے بھاگ کر عاجز کروں اور اب میں
گناہوں سے پشیمان ہو کر اور درگاہ خدائے تعالیٰ میں توبہ کرنے والا ہو کر آیا ہوں میرے واسطے کیا حکم ہوتا ہے خدائے تعالےٰ نے یہ آیت نازل
کر کے اسکو خوشخبری دی کہ کمتر شرک کے مرتبہ سب گناہوں میں امید بخشش کی ہے اور یہ آیت واسطے تاکید کے مکرر نازل ہوئی ہے وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ
اور جو شخص کہ شرک کرے ساتھ خدا کے تو فَقَدْ ضَلَّ پس تحقیق گمراہ ہوا وہ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا گمراہ ہونا دور حق سے اس واسطے کہ شرک گمراہی کے نہایت
درجہ میں ہے اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ نہیں پکارتے ہیں وہ سوائے اس خدا کے اور نہیں پوجتے ہیں وہ مشرک اِلَّاۤ اِنٰثًا مگر بتوں کو کہ
نام ان کے مادگان اور مونثوں کے سے ہیں مثل لات اور منات اور عزیٰ کے اور کہتے ہیں کہ ہر قبیلہ کے یہاں ایک بت تھا کہ وہ اسکو پوجتے تھے اور مادہ پر
اس کا نام رکھتے تھے اور ابو حمزہ ثمالی کی تفسیر میں ہے کہ ابلیس کی کاریگری سے ہر بت میں ایک مادہ شیطان کی تھی اور بت پرست اُنسے باتیں کرتے تھے
اس واسطے خدا تعالےٰ نے اناث فرمایا ہے اور اُسی شیطان پر لعنت کی ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اور نہیں پکارتے ہیں وہ مشرکین اور
نہیں پوجتے ہیں اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا مگر شیطان سرکش کو کہ جو باہر ہونیوالا ہے خدا کے فرمان سے لَّعَنَهُ اللّٰهُ لعنت کی ہے اسکو خدا نے اور اپنی

حضرت علیؑ امیرالمومنین

رحمت سے ان کو دور کیا ہے اور منقول ہے کہ ابتدائے اسلام میں ایک روز ایک جماعت مشرکین کی مکہ میں بتونکو سجدہ کرتی تھی ایک شیطان ایک بت کے
شکم میں داخل ہوا اور چند شعر اُس نے پڑھے کہ مضمون انکا یہ ہے کہ ایک جماعت کہ وہ محمد اور اس کے اصحاب ہیں یہاں تئے اور ہمکو انھوں نے عیب لگایا اور
ہمارے باپوں کے دین کی وہ مذمت کرتے ہیں باوجودیکہ وہ بڑے بزرگ تھے جس وقت مشرکوں نے اس شعر کو سنا تو ایکدفعہ ہی خوشی کی آوازیں کرنے لگے
اور کہا کہ محمد کہاں ہے تاکہ سُنے وہ کہ ہمارے معبود کیا کہتے ہیں پس ایک آدمی بھیجکر حضرت کو بلوایا اور حضرتؐ نے جانا کہ یہ شیطان کا کام ہے اور اسی اندیشہ
اور فکر میں تھے کہ ایک جن مومن حضرت کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسولخدا آپ رنج نہ کریں کہ وہ شیطانہ کہ جس نے بُت کے اندر آواز دی تھی اور مشعرہ اس کا
نام تھا اُسکو میں نے مار ڈالا ہے آپ مشرکوں کے پاس تشریف لے جائیں تاکہ میں وہاں پہنچکر جواب معقول انکو دوں دوسرے روز مشرکوں نے قربانیاں کیں
اور بتوں کے پاس جمع ہوئے اور رسولخدا بھی تشریف لے گئے جسوقت حضرت وہاں پہنچے تو بت مُنہ کے بل اوندھے ہوکر زمین پر گر پڑے مشرکوں نے پھر انکو
کھڑا کیا اور انکی تعریف کی اور بعد اُسکے انکے روبرو سجدہ میں گئے اور کہا کہ اے معبود ہمارے جو کچھ کہ کل کے روز کہا تھا تمنے وہ آج بھی کہو تاکہ محمد سے جس وقت
یہ بات کہی تو بڑے بت کے اندر سے آواز آئی کہ میں نے مشعرہ کو مار ڈالا ہے جو کہ بدکار اور گمراہ تھے اور حق کا انکار کرتے تھے اور لعنت کی ہے اسکو پیغمبر ہمارے نے
کہ قرآن اسپر نازل ہوا ہے بعد موسیٰ کے اور ہم فرمانبردار اور پیری کرنیوالے انکے ہیں جسوقت کہ مشرکوں نے یہ کلام سنا تو آپسمیں کہنے لگے کہ محمد ہمکو فریب دیتا تھا
اور اب ہمارے معبودونکو فریب دیتا ہے اور اسروز سے دین اسلام روز بروز ترقی پکڑتا تھا یہانتک کہ قوی ہوگیا اور فرماتا ہے خدا کہ وَقَالَ اور کہا
شیطان نے پروردگار سے جسوقت اسکو فرمایا کہ قیامت تک تجھ پر میری لعنت ہے کہ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ البتہ لونگا میں بندوں تیرے میں سے
گمراہ کرکے نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ایک حصہ مقرر اور معین یعنی اکثر کو اُن میں سے اپنا تابع کروں گا گمراہی اور کفر میں وَلَاُضِلَّنَّهُمْ اور البتہ گمراہ کرونگا
میں اُنکو طریق حق سے وسوسہ ڈالکر اُن کے دلوں میں ابوحمزہ ثمالی نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ سو آدمیوں میں سے ننانوے آدمی دوزخ
میں جائیں گے اور ایک آدمی بہشت میں جائے گا اور دوسری روایت میں ہے کہ ہزار آدمیوں میں سے ایک شخص تو خدا کے واسطے ہے اور نوسو ننانوے آدمی واسطے
ابلیس کے اور دوزخ کے ہیں اور فرماتا ہے کہ کہا اس شیطان نے کہ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ اور البتہ آرزو میں ڈالونگا میں آدمیونکو کہ مال اور مرتبہ اور زندگانی کو انکی
آنکھوں میں آراستہ کروں کہ اُسکی آرزو کریں اور توبہ کرنےمیں دیر اور تاخیر کریں وَلَاٰمُرَنَّهُمْ اور البتہ حکم کرونگا میں اُن آدمیونکو فَلَيُبَتِّكُنَّ پس البتہ
چاک کریں یا جڑ سے کاٹ ڈالیں وہ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ کانوں پر چوپاؤنکے کو واسطے حرام کرنے اُن چوپاؤں کے کہ جن کو حلال کیا ہے خدا نے کہ بتونکے نام
کا اسکو کردیتے تھے اور ذکر اُسکا سورہ مائدہ میں تفصیل سے آئیگا انشاءاللہ تعالےٰ اور کہا اس شیطان نے کہ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ اور البتہ حکم کرونگا میں اُن آدمیوں کو
فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ پس البتہ متغیر کریں اور بدل دیں گے وہ پیدایش خدا کو جیسے کہ خصیہ نکالنے غلاموں کے اور حیوانات کی اور نیل بھرنا چہرہ میں
اور سینہ میں اور پہنچوں میں اور مثل اسکی وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور جو شخص کہ پکڑے اور مقرر کرے شیطان کو دوست
سوائے خدا کے کہ شیطان کے کہنے پر چلے تو فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ؕ پس تحقیق نقصان میں ہوا وہ نقصان میں ہونا ظاہر کہ اُسکی پیروی میں
دوزخ کو اختیار کیا اور اُس سے زیادہ کون نقصان والا ہوگا کہ بہشت کی نعمتونکو ترک کرکے دوزخ میں جلنے کو اختیار کرے يَعِدُهُمْ وعدہ کریگا اُن سے وہ
وَيُمَنِّيْهِمْ اور آرزو میں ڈالیگا انکو اُس چیز کی کہ وہ انکو حاصل نہوگی وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اور نہیں وعدہ دیتا ہے انکو شیطان اِلَّا غُرُوْرًا ؕ
مگر فریب دینا کہ نفع ظاہر کرتا ہے اس چیز میں کہ جسمیں سراسر نقصان ہے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ کہ پیروی کرنے والے شیطان کے ہیں مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ جگہ انکی دوزخ
ہے وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ؕ اور نہ پاوینگے وہ اُس دوزخ سے جگہ بھاگنے کی کہ دوزخ سے نکلکر اُس جگہ میں چلے جائیں اور عذاب کی شدت سے
وہاں پناہ لیجائیں اور اب مومنین کا ذکر کرتا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا پر اور پیغمبر اور قیامت کے دن پر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اور عمل کئے ہیں اچھے نیک سَنُدْخِلُهُمْ قریب ہے کہ داخل کرینگے ہم انکو جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اُن بہشتوں میں کہ جاری ہیں نیچے محلوں اور درختوں
انکے سے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ہمیشہ رہنےوالے ہیں بیچ اُن بہشتوں کے ہمیشہ یہ تاکید خلود کی ہے وَعْدَ اللّٰهِ وعدہ کرنا خدا کا ہے یہ مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے

اور تقدیر اس کی وعد اللہ ذالک وعدا ہے اور ایسے ہی حَقًّا مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے اور تقدیر اس کی حق حقا ہے اور پہلا تاکید لنفسہ ہے اور دوسرا تاکید لغیرہ ہے یعنی وعدہ کیا ہے خدا نے اس کا وعدہ کرنا ایسا کہ حق ہے وہ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا اور کون شخص زیادہ سچا ہے خدا سے بات کہنے میں اور قیلا تمیز واقع ہوا ہے یعنی خدا سے زیادہ کوئی راستگو نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ مسلمان و اہل کتاب آپس میں جمع ہوئے اور آپس میں اپنا اپنا فخر بیان کرتے تھے یہودی اور نصاریٰ کہتے تھے کہ پیغمبر ہمارا تمہارے پیغمبر سے پہلے ہوا ہے اور کتاب ہماری تمہاری کتاب سے پہلے نازل ہوئی ہے اور بہشت میں ہم جاوینگے مگر یہودی یا نصرانی مسلمانوں نے جواب دیا کہ پیغمبر ہمارا خاتم النبیین ہے کہ جس کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور کتاب ہماری تمہاری کتابوں کی منسوخ کرنیوالی ہے پس ہم زیادہ سزاوار بہشت کے ہیں یہ آیت نازل ہوئی کہ لَيْسَ نہیں ہے وہ داخل ہونا بہشت میں بِاَمَانِيِّكُمْ ساتھ آرزوں تمہاری کے اے مسلمانو وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور نہ ساتھ آرزوں اہل کتاب کے کہ اپنی آرزو سے تم بہشت میں چلے جاؤ بلکہ ایمان اور اعتقاد خالص خدا سے رکھنا چاہیے اور اسکی اطاعت اور عبادت کی مشقتیں اٹھانی چاہئیں تاکہ استحقاق بہشت میں جانیکا حاصل ہو اور فقط آرزو کرنے سے کیا ہوتا ہے مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا جو شخص کہ عمل کرے گا بد يُّجْزَ بِهٖ جزا دیا جائیگا وہ ساتھ اس عمل بد کے دنیا میں یا آخرت میں مومن ہو یا کافر جو عیون میں روایت ہے کہ حضرت اسمٰعیل فرزند امام جعفر صادق نے اپنے باپ سے پوچھا کہ اے باپ میرے کیا فرماتے ہو تم حق میں اس شخص کے کہ جو کوئی ہم میں سے گناہ کرے یا ہمارے پیغمبروں میں سے کوئی گناہ کرے فرمایا کہ نہیں ہے بہشت میں جانا تمہاری اور اہل کتاب کی آرزوؤں سے جو شخص کہ عمل بد کرے گا اسکی سزا پائے گا اور کہتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو اصحاب رسولخدا بہت غمگین ہوئے اور حضرت سے عرض کی کہ یا رسولخدا اس آیت کے نازل ہونے سے معلوم ہوا کہ رستگاری کسی طرح نہیں ہے اور کیا صورت رستگاری کی ہو کہ آپ کے سوا ایسا کون ہے کہ بدی سے خالی ہو حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی بیمار نہیں ہوتا اور کسی کو کیا کچھ غم لاحق نہیں ہوتا ہے اور کیا کوئی تم میں سے بلا میں مبتلا نہیں ہوتا ہے عرض کی ہاں یا رسولخدا ایسا تو ہمکو ہوتا ہے فرمایا کہ یہی ہے سزا عمل بد کی اور حضرت امام محمد باقر سے روایت ہے کہ خدا اگر کسی بندہ گنہگار کو اکرام کرنا چاہے تو اسکو بیماری میں مبتلا کرے اور اگر یہ نہ کرے تو کسی حاجت میں مبتلا کرتا ہے اور اگر یہ نہ کرے تو وقت مرنیکے اسپر سختی کرتا ہے تاکہ بدلا اس گناہ کا ہو جائے جو اسنے کیا ہے اور وہ بندہ مومن گناہ سے پاک ہو جائے لیکن یہ امر مومن کے واسطے ہے جو کہ گناہ کرنے کو برا جانتا ہے۔ اور گناہ کرنیکے بعد جانے کہ تونے جو یہ کام کیا ہے بد ہے اور جو کوئی برا نہیں جانتا ہے اور بدی کے کرنے اور نہ کرنیکو برا جانتا ہے اسکے واسطے یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے الغرض جو کوئی عمل کریگا اسکی جزا پائیگا وَلَا يَجِدْ لَهٗ اور نہ پاسکیگا وہ بدی کرنیوالا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا سوائے خدا کے کوئی دوست کہ اسکو فائدہ پہنچائے وَّلَا نَصِيْرًا اور نہ مدد کرنیوالا کہ اسکو عذاب سے بچائے اور اعمال نیک کرنیوالے کا ذکر کرتا ہے کہ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ اور جو شخص کہ بجا لائے نیک اعمال میں سے جسقدر کہ اس سے ہو سکیں مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مرد ہو یا عورت وَهُوَ مُؤْمِنٌ اور حال یہ ہے کہ وہ مومن ہے نیک اعمال کرنیوالا اسواسطے کہ بدون ایمان کے کوئی عمل نیک معتبر نہیں ہے فَاُولٰٓئِكَ پس وے اعمال نیک کرنیوالے يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ داخل ہونگے بہشت میں اور ہو کی ضمیر طرف مَن کے باعتبار لفظ کے پھرتی ہے کہ لفظ اس کا مفرد ہے اور اولٰئک کا اشارہ طرف اسکی باعتبار معنی کے ہے کہ معنی میں وہ جمع کیواسطے بھی آتا ہے اور یدخلون کو اہل مکہ اور اہل بصرہ اور ابوبکر اور ابوجعفر نے بضم یا پڑھا ہے یعنی داخل کیے جاوینگے وہ بہشت میں وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا اور نہ ظلم کیے جاوینگے وہ مقدار گڑھی تخم خرما کے کہ انکے ثواب میں سے کچھ کمی کیجائے وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا اور کون شخص زیادہ نیک ہے باعتبار دین کے مِمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ اس شخص سے کہ تسلیم اور خالص کیا ہو اسنے ذات اپنی کو لِلّٰهِ واسطے خدا کے اور سوائے اسکے اور کسیکو نہیں جانتا اور بالکل اسی کی طرف متوجہ ہے وَهُوَ مُحْسِنٌ اور حال یہ ہے کہ وہ شخص نیکی کرنیوالا ہے اور بدی سے پرہیز کرنیوالا ہے وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ اور پیروی کی ہے اسنے دین ابراہیم کی کہ وہ موافق دین اسلام کی ہے حَنِيْفًا جسوقت کہ رغبت کرنیوالا ہے اور جھکنے والا ہے وہ شخص یا ابراہیم یا دین ابراہیم سب دینوں سے طرف دین حق کے اور حنیفا حال واقع ہے وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اور پکڑا ہے خدا نے اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ابراہیم کو دوست اور ابراہیم کے خلیل ہونیکی حکایت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اسطرح سے منقول ہے کہ جس وقت اختیار کیا خدا نے ابراہیم کو خلیل اپنا تو آئی اسکے پاس خوشخبری خلت کی اسطرح کہ آیا اسکے پاس ملک الموت صورت میں ایک جوان سفید رنگ کے کہ بدن پر اسکے دو کپڑے سفید تھے اور سر سے اسکے روغن یا پانی ٹپکتا تھا اور ابراہیم کے گھر میں داخل

ہوا اور حضرت ابراہیم مرد غیرت دار تھے جس وقت کسی حاجت کے واسطے باہر جاتے تھے تو دروازہ اپنا بند کر جاتے تھے اور کنجی اسکی اپنے ہمراہ لیجاتے
تھے اُس روز باہر سے آئے تو دروازہ کو کھلا ہوا پایا اور اندر گئے تو دیکھا کہ ایک مرد خوبصورت کھڑا ہے اسکا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے بندہ خدا کے تجھکو اس گھر میں کسنے
داخل کیا ہے کہا کہ اس گھر کے پروردگار نے مجھکو یہیں داخل کیا ہے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ پروردگار اسکا مجھسے زیادہ لائق ہے پس تو کون ہے کہا کہ میں ملک الموت
ہوں یہ سنکر حضرت ابراہیم گھبرائے اور پوچھا کہ کیا تو میری جان نکالیگا کہا نہیں اور لیکن خدا تعالی نے ایک بندہ کو اپنا خلیل بنایا ہے اسکو خوشخبری دینے آیا ہوں
فرمایا کہ کون ہے وہ کہ میں اسکی خدمت کروں جبتک کہ زندہ ہوں ملک الموت نے کہا کہ تو ہی تو ہے وہ پس حضرت ابراہیم اپنی زوجہ سارہ کے پاس گئے اور
فرمایا کہ خدا نے مجھکو اپنا خلیل بنایا ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ وہ فرشتہ جبرئیل تھا اور حضرت ابراہیم نے اپنے خلیل ہونیکی وجہ پوچھی تو کہا کہ تونے
سوائے خدا کے کبھی کسی سے سوال نہیں کیا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے ابراہیم کے خلیل ہونے کے قصہ میں روایت ہے کہ ابراہیم وہ شخص ہے کہ اول اسی کے
واسطے ریت کا آٹا بن گیا ہے اور وہ اس طرح سے ہے کہ مصر میں ایک دوست ابراہیم کا تھا اُسکے پاس کچھ غلہ قرض لینے گئے اس کو گھر میں نہ پایا اور وہاں سے
خالی پھرنا گدھے کا مکروہ جانا کہ مہمان خالی دیکھ کر رنج کریں گے اُس گدھے کی گونوں میں ریت بھردی اور وہاں سے واپس ہو کر جسوقت اپنے گھر داخل ہوئے
تو گدھے کو اپنی بی بی سارہ کے پاس چھوڑ دیا بسبب حیا کے کہ انہیں ریت بھر کر لائے تھے اور خود گھر میں جاکر سو رہے حضرت سارہ نے گونوں کو کھولا تو دیکھا
کہ اُن میں بہت نفیس آٹا بھرا ہوا ہے اسکی روٹیاں پکائیں اور حضرت ابراہیم بیدار ہوئے تو روٹیاں اُن کے سامنے لا رکھیں حضرت ابراہیم نے پوچھا کہ یہ
روٹیاں کہاں سے آئی ہیں کہا کہ یہ اُس آٹے کی ہیں کہ جو تو اپنے دوست مصری کے پاس سے لایا تھا ابراہیم نے کہا کہ البتہ وہ خلیل یعنی دوست میرا ہی لیکن
وہ مصری نہیں ہے اس واسطے ابراہیم خلت دئے گئے اور خدا کا شکر کیا اُنھوں نے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ ہے اور خلیل مشتق ہے خلت
سے اور خلت بمعنی فقر و فاقہ ہے لیکن ابراہیم خلیل یعنی فقیر اپنے پروردگار کی طرف تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا نے ابراہیم کو خلیل اس واسطے کہا ہے کہ اسکو تین
چیزوں سے آزمایا تھا فرزند اور مال اور تن سے فرزند تو اپنا اُنھوں نے قربانی میں دیا اور مال اپنا مہمانوں کے کھلانے میں اُٹھایا اور تن کو اپنے آتش نمرود میں
ڈالا اور بعضی روایت میں ہے کہ ابراہیم کو خلیل اس واسطے کیا ہے کہ جس وقت نمرود نے اسکو آگ میں ڈالا ہے تو خدا تعالے کا حکم جبرئیل کو ہوا کہ تو جا کر میرے بندہ کی
خبر لے جبرئیل نے ہوا میں ابراہیم سے ملاقات کر کے کہا کہ میں تیری نصرت کے واسطے آیا ہوں کہا کہ مجھکو خدا میرا کفایت کرتا ہے اور وہی اچھا کارساز ہے
میرا اور اسکے غیر سے میں سوال نہ کروں گا اور سوائے اسکے مجھکو کسی سے احتیاج نہیں ہے اس واسطے ابراہیم کا نام خلیل ہوا یعنی فقیر اور محتاج خدا کا اور سوائے
خدا کے سب سے منقطع ہونیوالا اور حضرت باقر اور صادق علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ تحقیق خدا نے اختیار کیا ابراہیم کو عبد پہلے اس سے کہ کرے اسکو نبی اور کیا
اسکو نبی پہلے اس سے کہ کرے اسکو رسول اور کیا اسکو رسول پہلے اس سے کہ کرے اسکو خلیل اور کیا اسکو خلیل پہلے اس سے کہ کرے اُسکو امام اور سوائے اسکے
اور بھی طرح طرح کی روایتیں ایسی ہیں اور خدا تعالے نے جو حضرت ابراہیم کو خلیل اپنا کیا تو اس میں یہ توہم ہوتا تھا کہ خدا محتاج خلیل کا ہے اسکے دفع
کرنیکو فرماتا ہے کہ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور خاص واسطے خدا کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے
ہے پس وہ محتاج کسی چیز کا اور کسی آدمی کا نہو گا اور آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں میں سے جسکو چاہے اپنا دوست مقرر کرے وَكَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا اور ہے خدا ساتھ ہر چیز کے احاطہ کرنے والا اپنے علم اور قدرت سے اور اب خدا تعالے پھر ذکر عورتوں اور یتیموں کا کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے
۱۸ ع ۱۱ ۱۵ کہ يَسْتَفْتُوْنَكَ اور فتوے چاہتے ہیں تجھسے وہ فِي النِّسَآءِ بیچ حق عورتوں کے یعنی ان کی میراث کے مقدمے میں اور مراد اسسے دختران یتیم
ہیں اور کہتے ہیں کہ عرب کا پہلے یہ دستور تھا کہ عورتوں کو اور لڑکوں کو میراث میں سے حصہ نہیں دیتے تھے اور جو عورت کہ مالدار اور خوبصورت ہوتی تھی اور
یتیم ہوتی تھی اور واسطے پرورش کے جس کے سپرد ہوتی تھی تو وہ اسکو اپنی جورو بناتا تھا اور اُسکا مال اپنے تصرف میں لاتا تھا اور یا اسکا نکاح دوسرے
آدمی سے کر کے اسکے مہر کا مالک ہو جاتا تھا اور اپنے تصرف میں لاتا تھا اور یا اسکو اپنے پاس بے نکاح رہنے دیتا تھا یہاں تک کہ وہ مرجاتی اور بعد اسکے مال اسکا اپنے تصرف
میں لاتا تھا خدا اسکو منع کرتا ہے اور اس آیت میں جو آیا ہے عیینہ بن حصین کا کہ جناب رسولخدا پر وہ اعتراض کرتا تھا کہ تم دختر اور خواہر کو نصف مال دیتے ہو

اور ہم میراث نہیں دیتے ہیں مگر اس شخص کو کہ جو جنگ کرے اور غنیمت لائے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ قُلِ کہہ تو اے محمدؐ جواب میں اس اعتراض کرنے والے کے
کہ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِیْہِنَّ خدا فتوے دیتا ہے تمکو بیچ مقدمہ اُن عورتوں کے یعنی ان کی میراث کو بیان کرتا ہے وَمَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ اور فتوٰی دیتا ہے
تمکو بیچ اس چیز کے کہ پڑھی جاتی ہے اوپر تمہارے یعنی بیان کرتا ہے واسطے تمہارے اس چیز کو کہ پڑھی جاتی ہے تپر فِی الْکِتٰبِ بیچ کتاب کے یعنی قرآن
میں فِیْ یَتٰمَی النِّسَآءِ بیچ مقدمہ یتیم عورتوں کے الّٰتِیْ وہ عورتیں کہ لَا تُؤْتُوْنَہُنَّ نہیں دیتے ہو تم اُن کو مَا کُتِبَ لَہُنَّ وہ چیز کہ
لکھی گئی ہے واسطے ان عورتوں کے یعنی جو چیز کہ واجب کی گئی ہے واسطے اُن کے میراث میں سے وہ انکو تم نہیں دیتے ہو وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْکِحُوْہُنَّ
اور رغبت کرتے ہو تم یہ کہ نکاح کرو تم اُن سے اور مال اُن کے کھا جاتے ہو وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ اور فتوے دیتا ہے تمکو بیچ مقدمہ بیچاروں ناتوانوں کے
مِنَ الْوِلْدَانِ لڑکوں میں سے کہ انکو میراث نہیں دیتے ہو تم وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی اور فتوے دیتا ہے خدا یہ کہ قیام کرو تم واسطے یتیموں کے انکی مہر اور
میراث کے مقدمہ میں بِالْقِسْطِ ساتھ انصاف کے اور راستی کے وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ اور جو کچھ کرتے ہو تم قسم خیر سے یتیموں اور لڑکوں کے حق میں
تو فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِہٖ پس تحقیق کہ خدا ہے ساتھ اس چیز اور نیکی کے عَلِیْمًا جاننے والا اور عالم کہ موافق اُس کے تمکو جزا دے گا اور حضرت امام محمد باقرؑ نے
فرمایا ہے کہ خولہ بنت محمد بن سلمہ بن رافع بن خدیج کی زوجہ تھی جس وقت بڑھیا ہو گئی تو اُس کے شوہر نے چاہا کہ جوان عورت سے نکاح کروں اور پہلی زوجہ
بڑھیا کو طلاق دیدوں اس عورت نے کہا کہ مجھکو طلاق نہ دے میں اپنی رات کی نوبت تجھکو بخشتی ہوں تو جس عورت کے پاس چاہے قیام کر شوہر نے اُسکے قبول نہ کیا اور
وہ عورت شکایت اس امر کی جناب رسولخدا کے پاس لے گئی یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِہَا اور اگر کوئی عورت
خوف کرے شوہر اپنے سے نُشُوْزًا نافرمانی کو کہ وہ مرد اُس سے کراہیت کرے اور صحبت نکرے اَوْ اِعْرَاضًا یا مُنہ کے پھیر لینے کو شوہر کے خوف کرے کہ شوہر
اس کی ہمنشینی اور کلام کرنیکو ناخوش جانے تو فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِمَآ پس نہیں گناہ ہے اوپر ان دونوں کے اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَہُمَا یہ کہ صلح کریں وہ دونو درمیان
اپنے صُلْحًا صلح کرنی اس طرح کہ عورت اپنے مہر میں سے شوہر کو کچھ بخشدے یا نوبت اپنے شوہر کی دوسری زوجہ کو معاف کردے اور مرد اس کے قدیمی حقوق
کو نگاہ رکھے اور اپنے سے جدا اسکو نہ کرے اور یصلحا کو اہل کوفہ نے بضم یا پڑھا ہے باب افعال سے اور باقیوں نے یصالحا بتشدید صاد پڑھا ہے باب تفاعل
سے اور صلحا مفعول بہ ہے پہلی قرأت کے موافق اور دوسری قرأت کے موافق مفعول بہ اور مطلق دونو ہو سکتا ہے وَالصُّلْحُ خَیْرٌ اور صلح بہتر ہے مفارقت
اور طلاق سے دونو کو اور بعضے کہتے ہیں کہ رسولخدا نے اپنی زوجہ سودہ بنت زمعہ کو طلاق دی اور وہ حضرت کے سر راہ پر بیٹھ گئی جس وقت حضرت کا گذر
اُسکی طرف ہوا تو سودہ نے نہایت تضرع وزاری سے عرض کی کہ یا رسولخدا مجھکو پھر رجوع کرو تو قسم ہے خدا کی کہ میرے دلمیں دوستی مرد کی تو باقی نہیں
رہی ہے لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ کل کو قیامت کے روز تمہاری بیبیوں کے زمرے میں میرا حشر ہو اور اپنی نوبت کو میں بخشتی ہوں جس بی بی کے پاس چاہو رہو
حضرت نے پھر رجوع کر لیا اور یہ آیت نازل ہوئی کہ صلح بہتر ہے مفارقت سے وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ اور حاضر کئے گئے ہیں نفس بخل کرنے
کو یعنی طبیعت انسان کی بخل کا تقاضا کرتی ہے گویا کہ بخل اسکو لازم ہے اس واسطے زن و شوہر آپس میں چشم پوشی کرتے ہیں بخل کرتے ہیں عورت تو چاہتی
ہے کہ میں نان و نفقہ اور نوبت اپنی شب کی دوسری عورت کو نہ بخشوں اور مرد چاہتا ہے کہ میں عورت کو نان و نفقہ نہ دوں اور فرماتا ہے خدا کہ
وَاِنْ تُحْسِنُوْا اور اگر نیکی کرو تم آپس میں اور اچھی صحبت رکھو وَتَتَّقُوْا اور ڈرو تم خدا سے اے مسلمانو اور پرہیز کرو تم آپس کی نافرمانی اور رو
گردانی سے تو فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ پس تحقیق کہ خدا ہے بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار کہ کونسا تم میں سے نیکی اور احسان کرتا ہے
اور کون جھگڑا کرتا ہے موافق تمہارے عمل کے تمکو جزا دیگا وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْٓا اور ہرگز نہیں طاقت رکھتے ہو تم اَنْ تَعْدِلُوْا یہ کہ انصاف کرو تم بَیْنَ النِّسَآءِ
درمیان عورتوں کے کہ کسی طرح سے ایک عورت کی طرف بہ نسبت دوسری عورت کے رغبت زیادہ نہو اور ہر وجہ سے دونو کو برابر رکھو ایسا تم سے نہیں ہو سکتا وَلَوْ حَرَصْتُمْ
اور اگرچہ حریص ہو تم برابر رکھنے میں اور ہر چند آپس میں کوشش کرو تم لیکن ہرگز برابر نہ رکھ سکو گے اور اسیواسطے رسولخدا صلعم کہتے ہیں کہ باوجودیکہ تقسیم شبوں کے
ہمیں برابر درمیان بیبیوں کے کرتے تھے اور نفقہ دینے میں برابر رکھتے تھے لیکن فرمایا تھا کہ خداوندا میں نے یہ تقسیم کی ہے موافق اپنی قدرت کے جسقدر کہ مجھ سے ہو سکا

نفقہ اور محبت اور شبوں کی تقسیم میں پس مواخذہ نہ کر تو مجھ سے اُس امر میں کہ جسکی مجھکو قدرت نہیں ہے کہ وہ میل طبیعت کا طرف بعض کے کم اور طرف
بعض کے زیادہ ہے پس جس وقت کہ ممکن نہیں ہو رعایت عدل حقیقی کی تو فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ نہ رغبت کرو تم کل رغبت کو کہ جس رغبت کی قدرت
رکھتے ہو اُسکو بھی ترک کر دو پس جو رغبت کہ تمہارے اختیار میں نہیں ہے اُس کے لئے اختیار ہو کہ رغبت کو ترک نکرو کہ فَتَذَرُوهَا پس چھوڑ دو تم اُن
عورتوں کو جس سے بالکل رغبت اُٹھالی ہے كَالْمُعَلَّقَةِ مانند لٹکے ہوئے کے ادھر میں کہ نہ وہ شوہر دار ہی بسبب رعایت نہ کرنے شوہر کے اسکے حقوق کو اور نہ
وہ بیوہ ہے اسواسطے کہ علاقہ زوجیت کا رہتی ہے اور نکاح سے ابھی باہر نہیں ہوئی ہے اور منقول ہو کہ جناب امیر علیہ السلام کا یہ دستور تھا کہ جس عورتکی نوبت
ہوتی تھی اسکی نوبت میں دوسری عورت کے گھر وضو بھی نہیں کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ جناب سرورِ خدا بیمار ہوتے تو کل بیبیوں کے گھروں میں انکو پھراتے تھے
اور حضرت صادقؑ نے بھی یہی فرمایا ہے اور معاذ بن جبل کی دو زوجہ وبا میں مر گئیں تھیں قرعہ ڈالا کہ کونسی کو پہلے غسل دینا چاہئے غرض یہ ہے کہ دو نو
زوجہ کو اور اگر دو سے زیادہ تین اور چار ہوں تو سبکو موافق قدرت اور اختیار کے برابر رکھنا واجب ہے اور حدیث میں آیا ہو کہ جس کسی کے دو زوجہ ہوں اور
وہ مرد اپنے اختیار سے ایک کیطرف رغبت کرے اور دوسرے کی طرف رغبت نہ کرے اور اسکے حقوق میں قصور کرے تو قیامت کے روز آدھا بدن اُسکا میل کر کے
طرف پشت کے ہو جائے گا اور فرماتا ہے خدا کہ وَإِنْ تُصْلِحُوا اور اگر درست کرو تم اُن حقوق کو کہ جو بگاڑے ہیں تمنے پہلے اس سے وَتَتَّقُوا اور پرہیز
کرو تم آیندہ کو اُن اعمال بد سے تو فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا پس تحقیق خدا ہے بخشنے والا گناہوں کا کہ جو زمانہ گذشتہ میں صادر ہوئے ہیں رَحِيمًا
مہربان ہے کہ آیندہ کو توفیق طاعت کی دیوے وَإِنْ يَتَفَرَّقَا اور اگر متفرق اور جدا ہو جائیں دونو شوہر اور زن برابر ہونیکے سبب کے کہ شوہر زوجہ کو
طلاق دیوے تو يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِنْ سَعَتِهِ غنی اور بے نیاز کر دیگا خدا ہر ایک کو فراخی کرم اور بخشش اپنی سے کہ ہر ایک کو تسلی بخشدیگا یا دوسرا کوئی اُسکے
بدلے پیدا کر دیگا کہ وہ اسکے ہمراہی ہو جائے وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا اور ہے خدا فراخی سے بخشش کرنے والا بندوں پر حَكِيمًا صاحب حکمت اپنے افعال میں وَلِلَّهِ
مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ اور خاص واسطے خدا کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے پس قادر ہے عطا کرنے اور روزی
دینے پر لہذا اسکے خدا کے اور آدمیوں کے حقوق کی رعایت کرنیکو فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ اور البتہ تحقیق وصیت کی ہمنے
ان لوگوں کو کہ دیئے گئے ہیں وہ کتاب مِنْ قَبْلِكُمْ پہلے تمسے کہ وہ یہود و نصاری ہیں وَإِيَّاكُمْ اور تمکو وصیت کی ہمنے أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ یہ کہ ڈرو تم خدا
سے اور شرک اور گناہوں سے پرہیز کرو وَإِنْ تَكْفُرُوا اور اگر کفر کرو گے تم اور میرے حکم کو نہ مانو گے تو فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
پس تحقیق خاص واسطے خدا کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے یعنی سب چیزوں کا وہ خالق ہے اور تمہارا کفر اور گناہ خدا تعالے کو کچھ ضرر نہ
پہنچائیگا جیسے کہ ایمان تمہارا اور تمہاری عبادت اسکو فائدہ نہیں پہنچاتی ہے اور وصیت تقوی کی تمکو اسواسطے ہے کہ ثواب اسکا تمکو عطا کریگا وَكَانَ اللَّهُ غَنِيًّا
اور ہے خدا بے نیاز کہ کسیکی پروا نہیں رکھتا ہے چاہو حکم کو اسکے مانو چاہو نہ مانو حَمِيدًا سراہا ہوا ہے اپنی ذات میں چاہو تم اسکی تعریف کرو چاہو نہ کرو وَ
لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ اور خاص واسطے خدا کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے مثل ملائکہ وغیرہم کے وَمَا فِي الْأَرْضِ اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے
مثل حیوانات اور نباتات وغیرہ کے یعنی سب اسکی مخلوق اور مملوک ہیں وَكَفَى بِاللَّهِ اور کافی ہے خدا وَكِيلًا کارساز بندوں کا اُنکے مقاصد کا درست کرنیوالا اور اب
اپنی قدرت کے کمال کو بیان کرتا ہے کہ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ اگر چاہے لیجائے تمکو خدا أَيُّهَا النَّاسُ اے آدمیوں اور فنا کر دے جیسا کہ قوم عاد اور ثمود اور
فرعون کو بسبب نافرمانی کے ہلاک کیا ہے وَيَأْتِ بِآخَرِينَ اور لائے اور لوگوں کو تمہارے عوض کہ وہ فرمانبردار ہوں وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ اور ہے خدا
اوپر اس لیجانے اور پیدا کرنیکے قَدِيرًا قدرت رکھنے والا کہ کوئی چیز اسکو عاجز نہیں کر سکتی ہے اور کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ جبرئیل رسولخدا کے پاس آئے اور اُس وقت
دو شخص حضرت کے محکمہ عالیہ میں ایک قطعہ زمین پر جھگڑا کرتے تھے جبرئیل یہ جھگڑا دیکھکر مسکرائے حضرت نے سبب مسکرانیکا پوچھا تو کہا کہ یاد ہو مجھکو کہ اسی قطعہ کے جیب پر جھگڑا
کرتے ہیں چالیس ہزار مالک تھے اسیطرح جھگڑا کرتے ہوے مر گئے اور بیضاوی وغیرہ تفاسیر میں روایت ہے کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ ان یشأ یذھبکم ایھا
الناس ویأت بآخرین تو جناب رسولخدا نے سلمانؓ کے شانہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ وہ قوم اسکی یعنی وہ ایران کے لوگ ہیں کہ جو پیدا ہونگے اور خدا کی فرمانبرداری کریں گے

اور فرماتا ہے خدا کہ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا جو شخص ہووے کہ چاہے ثواب دنیا کا اپنے عمل کے عوض میں کہ غنیمت کے لینے کے واسطے کوئی جہاد کرے
فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ پس نزدیک خدا کے ثواب دنیا اور آخرت کا دونوں کا ہے پس چاہیے کہ دونوں ثوابوں کو خدا کے فضل اور کرم سے طلب کرے
نہ کہ ثواب فقط دنیا کا کہ خسیس اور پست ہے اُسکو طلب کرے اور ثواب آخرت کا کہ شریف ہے اسکو ترک کرے اور اگر شریف کو طلب کرے تو خسیس کو بھی پالے پس مجاہد اگر ثواب
ع ۹ ۱۲ آخرت کا چاہے کہ واسطے خدا کے جہاد کرے تو آخرت میں بھی ثواب پالے اور غنیمت بھی اسکو ملے وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا اور ہے خدا سننے والا باتوں کا بَصِيْرًا
دیکھنے والا افعال بندگان کا کہ ہر ایک کو موافق اُن کے اعمال کے جزا دیگا اور حضرت صادق نے اپنے پدران طاہرین سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب
امیر المومنین نے کہ حکما اور فقہا میں سے ایک شخص دوسرے شخص کو بتین کلمے لکھتا تھا کہ چوتھا ان میں نہتھا اور وہ کلمات یہ ہیں کہ جو شخص کہ ہووے ہمت اسکی
طرف آخرت کے تو کفایت کرے گا خدا ہمت اسکی کو دنیا سے اور جو شخص کہ درست کرے گا اپنے باطن کو تو درست کرے گا خدا اس کے ظاہر کو اور جو شخص کہ درست
کرے گا اس امر کو کہ جو درمیان اُسکے اور خدا کے ہے تو درست کرے گا خدا اس امر کو کہ جو درمیان اُس کے اور درمیان آدمیوں کے ہے اور فرمایا حضرت
صادق نے کہ دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی ہے پس جو شخص کہ طلب کرے گا دنیا کو تو طلب کریگی اسکو موت یہانتک کہ نکال دے اسکو دنیا سے اور جو شخص کہ
طلب کرے گا آخرت کو تو طلب کریگی اسکو دنیا یہانتک کہ پورا دیوے اسکو روزی کو اسکی اور اب خدا تعالےٰ سچی گواہی دینے اور انصاف کرنیکو حکم کرتا ہے چنانچہ
فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ ہو جاؤ تم قائم ہونیوالے ساتھ انصاف کے یعنی
انصاف و عدل میں کوشش اور ہمیشگی کرو شُهَدَآءَ لِلّٰهِ گواہ دینے والے ہو جاؤ واسطے خدا کے یہ حال واقع ہوا ہے یعنی جس وقت گواہی دو تو خالص
واسطے خوشنودی خدا کے اور قربۃً الی اللہ گواہی دو کہ جو حق اور راست ہے کہو وَلَوْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اگرچہ اوپر نفسوں تمہارے کے ہو کہ راست گواہی
دینے میں اگرچہ ضرر تمہارے نفسوں کا ہوتا ہے اُسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے اور جو کچھ کہ حق ہو وہ کہو اور اگر اپنے ذمہ کچھ رکھتے ہو اسکا اقرار کرو اس واسطے
کہ گواہی حق کی بیان کرنیکو کہتے ہیں خواہ اپنے نفس پر گواہی ہو خواہ غیر پر اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ج یا اوپر باپ اور ماں اور قریبونکے ہو وہ
گواہی یعنی اگرچہ گواہی راست میں ضرر والدین اور قریبوں کا ہوتا ہو لیکن تم حق اور راست ہی بیان کرو اور رعایت والدین اور قریبونکی اسمیں مت کرو کہ انکی
خاطر سے اور اُنکے فائدہ کے واسطے اور انکے ضرر کے دور کرنے کے واسطے جھوٹی گواہی دینے لگو ایسا مت کرو اِنْ يَّكُنْ اگر ہووے وہ شخص کہ جسکے فائدہ کے واسطے
گواہی دو یا وہ شخص کہ جسکے ضرر کیواسطے گواہی دو غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا تونگر یا محتاج یعنی تونگر کی تونگری اور تو فقیر کا لحاظ کرکے اور مال کی طمع سے اور
محتاج اور فقیر پر رحم کرکے اس کی محتاجگی کی جہت سے جھوٹی گواہی مت دو فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا قف پس خدا بہتر اور لائق تر ہے ساتھ ان دونوں کے یعنی
ساتھ اس تونگر اور محتاج کے کہ اسکے حکم کے موافق راست اور درست گواہی دو خواہ اسمیں فائدہ یا ضرر مدعی کا ہوتا ہو خواہ مدعا علیہ کا اور ان دونوں
میں سے خواہ محتاج ہو کوئی خواہ تونگر ہو خدا تعالےٰ اُن سے اولیٰ اور سزاوار تر ہے کہ اسکے حکم کی رعایت چاہیے نہ کسی کی محتاجگی اور تونگری کی واسطے کہ
غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا میں اَو بمعنی واو جمع ہے ورنہ بہما کی ضمیر کسکی طرف راجع ہوگی کہ مراد غنی یا فقیر ہے ایک اُن دونوں میں سے ہے اور یا یہ کہ مراد غنی اور
فقیر سے جنس انکی ہے نہ بعینہٖ غنی اور فقیر اور اُبیؔ کی قرات میں اولیٰ بہم آیا ہے یہ سب صحیح ہے اور جس وقت کہ حکمت الٰہی نے تقاضا اس امر کا کیا کہ گواہی
دینے میں رعایت تونگری اور فقیری مدعی یا مدعا علیہ کی رعایت نکریں بلکہ جو امر واقعی ہے وہ گواہی میں بیان کریں تو فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى پس نہ
پیروی کرو تم خواہش نفس کی اَنْ تَعْدِلُوْا یہ کہ عدل کرو تم اور پھر جاؤ تم حق سے وَاِنْ تَلْوٗٓا اور اگر موڑو تم زبانوں اپنی کو کہ گواہی حق سے
کہ گواہی میں کوئی بات رکھ جاؤ اَوْ تُعْرِضُوْا یا منہ پھیرو تم گواہی حق سے یا انکار کرو تم اور اسکو ادا نہ کرو تم فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ پس تحقیق خدا ہی
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم اور عمل میں لاتے ہو خَبِيْرًا آگاہ خبردار کہ موافق اسکے تمکو جزا اور سزا دے گا اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے
کہ مراد اِنْ تَلْوٗٓا سے یہ ہے کہ گواہی کو بدل دو تم کہ حق کے خلاف بیان کرو اور مراد تعرضوا سے یہ ہے کہ گواہی کو پوشیدہ کرو تم اور تلوا کو ابن عامر اور حمزہ نے
تلوا بضم لام اور ایک واو ساکن سے پڑھا ہے اور باقیوں نے دو واو سے پڑھا ہے کہ پہلی تو مضموم ہے اور دوسری ساکن ہے اور اب خدا ظاہر و باطن کے

دونوں کے ایمان لانے کی تاکید کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو ظاہر میں اور زبانوں سے اٰمِنُوْا ایمان
لاؤ تم اپنے باطنوں سے اور دلوں سے یہ خطاب منافقین کی طرف ہے یعنی جیسے کہ تم زبانوں سے ایمان کا اقرار کرتے ہو ایسے ہی اپنے دلوں سے ایمان لاؤ تم
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ساتھ خدا کے اور پیغمبر اسکے کے وہ محمدؐ ہے وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ اور ایمان لاؤ تم ساتھ اُس کتاب کے جو نازل
کی ہے اوپر پیغمبر اپنے کے اور وہ قرآن ہے اور نزّل کو عاصم اور یعقوب نے معروف کا صیغہ پڑھا ہے اور باقیوں نے مجہول کا صیغہ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ
اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ اور ایمان لاؤ تم ساتھ اس کتاب کے کہ جو نازل کی ہے پہلے اس سے کہ وہ توریت اور زبور اور انجیل وغیرہ ہے اور نزل کو ابن کثیر اور ابن عامر
اور ابو عمر نے مجہول کا صیغہ پڑھا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس آیت میں خطاب منافقین اور یہود و نصاریٰ تینوں کی طرف ہے اور فرماتا ہے کہ وَمَنْ یَّكْفُرْ
بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ اور جو کوئی کہ کفر کرے ساتھ خدا کے اور فرشتوں اُسکے کے اور کتابوں اسکی کے اور پیغمبروں اسکے کے وَالْیَوْمِ
الْاٰخِرِ اور روز آخرت کے کہ اُسپر ایمان نہ لائے تو وہ شخص فَقَدْ ضَلَّ پس تحقیق گمراہ ہوا ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا گمراہ ہونا دور حق سے کہ کبھی راہ راست
کی طرف نہ آئیگا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے موسیٰ پر جیسے کہ یہودی ثُمَّ كَفَرُوْا پھر کفر کیا انھوں نے گوسالہ پرستی کر کے ثُمَّ اٰمَنُوْا پھر ایمان
لائے وہ توبہ کر کے اس سے ثُمَّ كَفَرُوْا پھر کفر کیا انھوں نے کہ عیسیٰ پر ایمان نہ لائے ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا پھر زیادہ کیا انھوں نے کفر کو کہ محمدؐ
کا انکار کیا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ نہیں ہے خدا کہ بخشے واسطے اُن کے اس واسطے کہ اُس نے اپنے علم سے جان لیا ہے کہ یہ لوگ بسبب اپنے حسد
اور بغض کے ہرگز حق کی طرف رجوع نہ کریں گے اس لئے انکو نہ بخشے گا وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ اور نہ رہنمائی کرے گا اُن کو سَبِیْلًا طرف راہ حق کو بلکہ بسبب انکے
انکار کے اور عناد کے انکو گمراہی میں پڑا رہنے دیگا اور توفیق کو اُن سے اُٹھالیگا اور یا یہ کہ راہ بہشت انکو نہ دکھلائے گا اور اب منافقین کے حق میں فرماتا ہے کہ
بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ خوشخبری دے تو منافقین کو یہ کلمہ بطریق مزاح کے ہے ورنہ عذاب کے واسطے خوشخبری سے کیا تعلق ہے اور خوشخبری دے تو بِاَنَّ لَهُمْ
عَذَابًا اَلِیْمَا ساتھ اس طرح کے کہ تحقیق واسطے ان منافقین کے عذاب ہی دردناک ہے الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ وہ لوگ کہ پکڑتے ہیں
وہ کافروں کو یعنی اختیار کرتے ہیں وہ کفار کو اَوْلِیَآءَ دوست اپنے مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ سوائے مومنین کے کہ مومنین سے دوستی نہیں کرتے ہیں بلکہ دل میں
اُنسے بغض رکھتے ہیں اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ کیا طلب کرتے ہیں وہ نزدیک ان کافروں کے عزت کو یعنی منافقین جو کفار سے دوستی رکھتے ہیں کیا
اُن کی دوستی میں انکو عزت اور مرتبہ حاصل ہوتا ہے فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ پس تحقیق عزت واسطے خدا کے ہے جَمِیْعًا تمام وہ کہ جسکو چاہے عزت دیوے
اور عزت دار وہ شخص ہے کہ جسکو خدا عزت والا جانے اور اب خدا تعالےٰ منافقین کی ہمنشینی سے منع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ
اور تحقیق نازل کیا ہے اوپر تمہارے بیچ کتاب کے یعنی قرآن میں اور مراد آیت الذین یخوضون کی آیت ہے اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یہ کہ جسوقت سنو تم آیات
خدا کو یعنی قرآن کی آیتوں کو کہ یُكْفَرُ بِهَا کفر کیا جاتا ہے ساتھ اُن کے اور انکار کیا جاتا ہے ان کا وَیُسْتَهْزَاُ بِهَا اور ہنسی کیجاتی ہے ساتھ اُنکے
تو فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ پس مت بیٹھو تم ہمراہ اُن کافروں کے جو کہ ہنسی کرتے ہیں حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ یہاں تک کہ خوض شروع
کریں وہ بیچ اس بات کے کہ سوائے اس کفر اور ہنسی کے ہے اِنَّكُمْ اِذًا تحقیق کہ تم اُس وقت یعنی وقت ہنسی کرنے کے تم بھی مِّثْلُهُمْ مثل اُن کے جاؤگے
گناہ میں کہ باوجود قدرت کے اُن کے پاس بیٹھے رہے اور اگر اُن کے انکار اور ہنسی سے راضی ہو تم بھی مثل انکے کافر ہو اور حضرت امام رضا سے روایت ہے کہ جس
وقت سنے تو کسی مرد کو کہ وہ انکار کرتا ہے حق کو اور جھٹلاتا ہے اسکو اور اہل حق کو حقارت سے یاد کرتا ہے تو وہاں سے کھڑا ہو جا تو اور اسکو پاس مت بیٹھ
اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ فرض کیا ہے خدا نے کان پر کہ پاکیزگی اختیار کرے اور پرہیز کرے سننے اس کلام سے کہ حرام کیا ہے خدا نے سننا اسکا اور روگردانی
اور انکار کرے اُس سے کہ نہیں حلال کیا ہے خدا نے واسطے اسکے اس چیز کو کہ جسکو خدا نے منع کیا ہے اور کان کہنے واسطے اس بات کے کہ جسمیں خدا کی رضی نہیں ہے اور فرمایا ہے
خدا نے اس مقدمہ میں کہ وقد نزل علیکم الکتاب الآیہ اور پھر کفار اور منافقین کے حق میں فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْكٰفِرِیْنَ تحقیق
خدا جمع کرنیوالا منافقوں اور کافروں کا ہے فِیْ جَهَنَّمَ جَمِیْعًا بیچ دوزخ کے سبکو جیسے کہ وہ دنیا میں متفق ہیں مومنین کی عداوت پر الَّذِیْنَ یَتَرَبَّصُوْنَ

وہ لوگ ہیں منافقین کہ انتظار کرتے ہیں وہ بِكُمْ ج ساتھ تمہارے سختی اور بلا کے نازل ہونیکا فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ پس اگر ہووے واسطے
تمہارے فتح جانب خدا سے اے مومنین تو قَالُوْٓا کہتے ہیں وہ منافقین تمکو کہ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ کیا نہ تھے ہم ہمراہ تمہارے اور کیا تمہاری مدد ہم نے نہیں کی
ہے پس حصہ غنیمت میں سے ہمکو بھی دو وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ اور اگر ہووے واسطے کفار کے کوئی حصہ کہ مسلمانوں پر وہ غالب ہو جائیں
تو قَالُوْٓا کہتے ہیں وہ منافقین کافروں کو کہ اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ کیا نہیں غالب تھے ہم اوپر تمہارے کہ ہم قتل کرتے تمکو لیکن جان بوجھ کر ہم تم سے نہیں
لڑتے تھے وَنَمْنَعْكُمْ اور کیا نہیں باز رکھا ہے ہم نے تمکو مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں سے کہ ہم نے اُنکے ہمراہ ہو کر لڑا نہیں سستی کی اور دل شکنی کی باتیں
اُنکو کہیں یہانتک کہ تم غالب ہو گئے پس ہمکو اپنی غنیمتوں میں شریک کرو فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ پس خدا حکم کرے گا درمیان تمہارے اے مومنین اور
منافقین يَوْمَ الْقِيٰمَةِ روز قیامت کے کہ اس روز سوائے اسکے کوئی حاکم نہ ہوگا وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ اور نہیں کیا ہے خدا نے واسطے
کافروں کے عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا اوپر مومنوں کے کوئی طریق حجت کا کہ وہ مومنین پر غالب ہوں گفتگو میں اگرچہ دنیا میں باعتبار قوت کے زیادہ ع ۲۰
ہوں اور فرماتا ہے خدا منافقین ہی کے حال میں کہ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ تحقیق منافقین فریب کرتے ہیں دوستان خدا سے کہ کہتے ۱۴
ہیں کہ ہم مسلمان ہیں وَهُوَ اور وہ یعنی خدا خَادِعُهُمْ جزا فریب کی دینے والا ہے ان منافقوں کا اور وہ اس طرح سے ہے کہ جیسا کہ قیامت کے روز مومنین
کو نور دیویں گے ایسے ہی منافقین کو بھی دیں گے اور جسوقت وہ صراط پر قدم رکھیں گے تو نور مومنین کا باقی رہیگا وہ اپنے نور کی روشنی میں صراط پر سے اتر
جائیں اور منافقین کا نور جاتا رہے کہ وہ تاریکی میں صراط پر سے پھسل کر دوزخ میں گر پڑیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَاِذَا قَامُوْٓا اور جس وقت کھڑے
ہوتے ہیں وہ منافقین اِلَى الصَّلٰوةِ طرف نماز تو قَامُوْا كُسَالٰى کھڑے ہوتے ہیں وہ کاہلی کرنے والے ہو کر سستی سے جیسے کہ کوئی کسی کو
زبردستی کھڑا کرتا ہے اور کسالے حال واقع ہوا ہے يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ دکھلاتے ہیں وہ آدمیوں کو یعنی مومنین کو کہ دیکھو ہم مومن ہیں اور نماز کو ادا کرتے
ہیں وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا اور حال یہ ہے کہ نہیں یاد کرتے ہیں وہ خدا کو مگر تھوڑا کہ دیکھنے والے کے روبرو تھوڑا سا ذکر کرتے ہیں اور ربع
اگر تنہا ہوں تو کچھ ذکر نہیں کرتے اور حضرت صادق علیہ السلام نے اپنے پدران طاہرین سے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے جناب رسولخدا سے پوچھا کہ نجات کس
چیز میں ہے فرمایا کہ نجات وہ ہے کہ خدا تعالے سے مکر نہ کرو تا کہ خدا تعالے تم سے معاملہ مکر کرنیوالوں کا نہ کرے اور جسنے کہ خدا کے ساتھ مکر کیا اُس نے
اپنے نفس کے ساتھ مکر کیا پوچھا خدا کیساتھ کیونکر مکر کرتا ہے فرمایا کہ کوئی شخص عمل کرے بموجب فرمانے خدا کے اور مراد اس عمل سے خدا کا غیر ہو پس خدا کے
شرک سے ڈرو کہ کل کو قیامت کے روز ریا کرنے والے کو چار نام سے پکاریں گے اے کافر اے فاجر اے غادر اے خاسر عمل تیرا نابود ہوا اور ثواب تیرا باطل ہوا
اور تیرا کوئی حصہ نہیں ہے اور اپنے ثواب کو اس شخص سے تو طلب کر کہ جس کے واسطے تو نے عمل کیا ہے حاصل یہ ہے کہ منافقین نماز کو ریا سے اور دکھلانے کے
واسطے پڑھتے ہیں مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ مذبذب اور متردد ہیں درمیان اس کے اور درمیان کفر اور ایمان کے لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ نہ
طرف ان ایمان والوں کے بسبب کفر باطنی کے ہیں وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ اور نہ طرف ان کفر کرنیوالوں کے ہیں بسبب ظاہر کرنے کلمہ اسلام کے اور حاصل یہ ہے
کہ وہ نہ مومن خالص ہیں اور نہ نرے کافر ہیں وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ اور وہ شخص کہ گمراہی میں رہنے دے اسکو خدا بسبب اُسکے عناد اور انکار کے باوجود ظاہر
ہونے دلیلوں حقیت اسلام کے اور اس سبب سے توفیق اور لطف کو اس سے باز رکھے تو فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا پس ہرگز نہ پاویگا تو واسطے اسکے راہ
حق کو یا راہ جنت کو جناب رسولخدا سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت نے کہ منافقوں کا حال مثل اس گوسفند کے ہے کہ درمیان دو ریوڑ کے حیران
اور متردد کھڑی ہو اور کبھی اس ریوڑ کی طرف نظر کرے اور کبھی طرف اُسکے اور جی میں اپنے کہے کہ کس ریوڑ میں جاؤں اور اب خدا کفار سے دوستی کرنیکو
منع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ نہ پکڑو تم کافروں کو یعنی نہ اختیار
کرو تم ان کو اَوْلِيَاۗءَ دوست اپنے مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ سوائے مومنین سے اسواسطے کہ یہ عمل منافقوں کا ہے کہ دشمنان خدا سے دوستی
کریں اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ کیا چاہتے ہو تم یہ کہ کرو تم واسطے عذاب خدا کے اوپر اپنے سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا حجت روشن اور

دلیل ظاہر کہ وہ دوستی کرنی کافروں سے ہے جو کہ موجب عذاب کا ہے اس واسطے کہ دوستی کفار کی دلیل نفاق کی ہے اور جزا نفاق کی یہ ہے کہ اِنَّ
الْمُنٰفِقِیْنَ تحقیق کہ منافقین فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ بیچ طبقہ نیچے کے ہیں آتش دوزخ میں سے پس عذاب انکا کفار کے عذاب سے بھی
زیادہ ہے اور دوزخ کے سات طبقے ہیں منافقین سب سے نیچے کے طبقے میں ہونگے کہ جہاں سب سے زیادہ عذاب ہے اور جیسے کہ دوزخ کے طبقوں کو درکات کہتے ہیں
ایسے ہی بہشت کے طبقوں کو درجات کہتے ہیں اور الدرک کا اہل کوفہ نے سوائے ابوبکر کے بسکون را پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح را اور فرماتا ہے خدا کہ خدا منافقین کو دوزخ
میں ڈالیگا وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ۙ اور ہرگز نہ پاویگا تو واسطے ان منافقوں کے کوئی مددگار نیوالا کہ اُن کو عذاب سے نجات دیوے اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا
وَاَصْلَحُوْا مگر وہ لوگ کہ توبہ کی ہے اُنھوں نے کفر دلی سے اور نفاق سے اور درست کیا ہے اُنھوں نے امر اپنے کو وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ اور چنگل مارے ہیں اُنھوں
نے ساتھ خدا کے یعنی دین خدا کو اُنھوں نے مضبوط پکڑا ہے وَاَخْلَصُوْا اور خالص کیا ہے اُنھوں نے دِیْنَهُمْ دین اپنے کو لِلّٰهِ واسطے خدا کے یعنی
طاعت اور عبادت نہیں کرتے ہیں وہ مگر واسطے خدا کے نہ واسطے دکھلانے لوگوں کے فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ کہ جن لوگوں نے توبہ اور صلاح اپنی کی ہے
اور خدا کے دین پر چنگل مارا ہے اور خاص واسطے خدا کے دین کو خالص کیا ہے یہ لوگ ہووینگے مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ہمراہ مومنوں کے درجہ اور شمار میں نوجہانیں
وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور قریب ہے کہ دیویگا خدا مومنوں کو قیامت کے روز اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ اجر بڑا کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں اور رنج ہیں اعلیٰ
اُن منافقین کا ذکر کرتا ہے کہ جن منافقین نے توبہ کی تھی چنانچہ فرماتا ہے کہ مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ کیا کرے گا خدا ساتھ عذاب تمہارے کے
یعنی خدا تعالیٰ کیوں عذاب کرے گا تمکو اِنْ شَكَرْتُمْ اگر شکر کروگے تم اسکی نعمتوں کا اور اپنے منعم حقیقی کو پہچانوگے تم وَاٰمَنْتُمْ اور ایمان لاؤگے
تم اور خدا کی وحدانیت کی تصدیق کروگے تم وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا اور ہے خدا قدردان مومنوں کا اور ثواب دینے والا اُن کا عَلِیْمًا ۝ جاننے والا ایمان
اور شکر کے حقوق کا اور کہتے ہیں کہ ایک شخص ایک جماعت کو مہمان کرکے اپنے گھر لیگیا اور اُنکو کھانا نہ دیا وہ لوگ جس جگہ جاتے تھے اسکی بیمروتی کی شکایت
کرتے تھے اور لوگ انکو اس شکایت پر ملامت کرتے تھے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ نہیں دوست رکھتا ہے خدا پکار کر
کہنے کو بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ ساتھ بدی کی بات میں سے یعنی خدا تعالیٰ بدی کی بات آشکار کہنیکو دوست نہیں رکھتا ہے اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ مگر وہ شخص کہ ظلم کیا
گیا ہے یعنی کسی کو بری بات آشکارا کہنی نہ چاہیے مگر مظلوم کہ جبپر ظلم ہوا ہے وہ اپنے ظالم کو بددعا کرسکتا ہے اور بعضی حدیث میں آیا ہے کہ مراد سوء سے
گالی ہے اور خدا اسکو دوست نہیں رکھتا ہے مگر مظلوم کو سخن بد کو کہ دین میں جائز ہے ظالم کے واسطے کہہ سکتا ہے اور یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ اگر لوگوں کو ضیافت
میں لیجاوے اور کھانا نہ دیوے تو وہ مہمان اسکو برا کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی ایک ظلم ہے وَكَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا اور ہے خدا سننے والا باتوں کا عَلِیْمًا ۝ جاننے
والا بندوں کے فعلوں کا اور فرماتا ہے خدا کہ اِنْ تُبْدُوْا خَیْرًا اگر ظاہر کرو تم نیکی کو اَوْ تُخْفُوْهُ یا پوشیدہ کرو تم اسکو اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ یا
معاف کرو تم برائی سے کہ جس کا مواخذہ کرنا چاہتے ہو تم فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا پس تحقیق خدا ہے معاف کرنے والا گنہگاروں کا باوجود قدرت بدلہ لینے کی
قَدِیْرًا ۝ قدرت رکھنے والا ظالموں کے عذاب کرنے پر اور معاف کرنے والوں کے ثواب دینے پر اس آیت میں خدا تعالیٰ رغبت دلاتا ہے مظلوموں کو
معاف کرنے پر ہرچند بدلا لینے کی بھی رخصت ہے لیکن معاف کرنا بہتر ہے اور اب خدا تعالیٰ یہود و نصاریٰ کی مذمت بیان کرتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ
یَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ تحقیق جو لوگ کہ کفر کرتے ہیں ساتھ خدا کے وَرُسُلِهٖ اور پیغمبروں اسکے کے وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اور
چاہتے ہیں کہ جدائی ڈالدیں درمیان خدا کے اور پیغمبروں اسکے کے کہ خدا پر تو ایمان لاویں اور اسکے پیغمبروں پر ایمان نہ لاویں وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ اور کہتے
ہیں کہ ایمان لاتے ہیں ہم ساتھ بعض کے پیغمبروں میں سے وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ اور کفر کرتے ہیں ہم ساتھ بعض کے جیسے کہ یہودی کہ ایمان لاتے ہیں موسیٰ پر اور کفر
کرتے ہیں عیسیٰ اور محمد کا اور جیسے نصرانی کہ ایمان لاتے ہیں موسیٰ اور عیسیٰ پر اور کفر کرتے ہیں محمد کا وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا اور چاہتے ہیں یہ کہ پکڑیں
بَیْنَ ذٰلِكَ درمیان اسکے یعنی درمیان کفر اور ایمان کے سَبِیْلًا ۝ ایک طریق کو اور حال یہ ہے کہ خدا پر ایمان لانا تمام نہیں ہوتا ہے جبتک کہ سب
پیغمبروں پر ایمان نہ لاوے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ کہ جن لوگوں نے درمیان کفر اور ایمان کے ایک طریق اختیار کیا ہے هُمُ الْكٰفِرُوْنَ وہی ہیں کفر کرنیوالے کہ کامل ہیں کفر میں حقًّا

حقیقت میں یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ اور تیار کیا ہے ہمنے واسطے کافروں کے عَذَابًا مُّهِیْنًا عذاب خوار
کرنیوالا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں ساتھ خدا کے اور پیغمبروں اسکے کے وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ
مِّنْهُمْ اور نہ فرق کیا اُنھوں نے درمیان کسی کے اُن پیغمبروں میں سے بلکہ سب پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں وہ آدم سے محمد صلعم تک اُولٰٓئِكَ یہ لوگ وہ ہیں کہ
سَوْفَ یُؤْتِیْهِمْ قریب ہے کہ دے گا خدا اُن کو اور حفص نے یؤتیهم کو تا سے پڑھا ہے متکلم کا صیغہ یعنی دینگے ہم ان کو اُجُوْرَهُمْ اجر اور ثواب اُن کے کہ وہ نعمتیں
بہشت کی ہیں وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا اور ہے خدا بخشنے والا بندونکے گناہوں کا رَّحِیْمًا مہربان ہے کہ اپنے فضل و کرم سے زیادہ ثواب عطا کرتا ہی اور بعد اسکے
خدائے تعالے یہودیوں کا ذکر کرتا ہے کہ وہ رسولخدا پر اعتراض کرتے تھے کہ قرآن ایک مرتبہ ہی کیوں نہیں نازل ہوا چنانچہ فرماتا ہے کہ یَسْئَلُكَ اَهْلُ الْکِتٰبِ
سوال کرتے ہیں تجھ سے اے محمد اہل کتاب کہ وہ علماء یہود ہیں مثل کعب بن اشرف اور فنحاص بن خار کے کہ اگر تو سچا پیغمبر ہے تو ایک بار کتاب کو نازل کر جیسے
کہ موسیٰ توریت کو ایک مرتبہ لایا تھا حق تعالے اُس سے خبر دیتا ہے کہ علماء یہود تجھ سے درخواست کرتے ہیں اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْهِمْ یہ کہ نازل کرے تو اوپر
ان کے یکبارگی کِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ کتاب کو آسمان سے مثل توریت کے کہ وہ ایک مرتبہ نازل ہوئی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ اُنھوں نے حضرت سے سوال
کیا تھا کہ اس طرح سے کتاب کو نازل کر کہ ہم اسکو لاتے ہوئے دیکھیں یا ہمارے ہر ایک کے نام کتاب لا کہ اُسمیں لکھا ہو کہ تو پیغمبر ہے خدا کا پس ایسے ایسے سوال عناد
اور عداوت کی راہ سے جو تھے خدائے تعالے نے انکو قبول نہ کیا اور واسطے تسلی رسولخدا کے فرماتا ہے کہ اے حبیب میرے تو غمگین مت ہو کہ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓی
پس تحقیق سوال کیا تھا ان یہودیوں نے موسیٰ سے اَکْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ بہت بڑا اس سوال سے کہ جواب تجھ سے کرتے ہیں فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ پس
کہا تھا اُنھوں نے کہ دکھلا تو ہم کو خدا کو جَهْرَةً ظاہر کہ اپنی آنکھوں سے ہم اسکو دیکھیں فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ پس پکڑ لیا اُنکو بجلی کی آگ نے
بِظُلْمِهِمْ بسبب ظلم اُن کے کے کہ اُنھوں نے محال امر کا سوال کیا تھا اس واسطے کہ جس وقت خدائے تعالے کے واسطے نہ جسم ہے نہ جہت ہے تو دیکھنا اُس کا
البتہ محال ہے اس صورت میں اسکو آنکھوں سے کیونکر دیکھ سکتے ہیں ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ پھر پکڑا اُنھوں نے بچھڑے کو پرستش کے واسطے یعنی بچھڑے کی
اُنھوں نے پرستش کی مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ پیچھے اس سے کہ آئیں اُنکے پاس دلیلیں اور معجزے حقیقت کے مثل عصا کے کہ سانپ بنجاتا تھا اور
ہاتھ موسیٰ کا روشن ہوجاتا تھا فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ پس درگزر کی ہم نے اس گناہ سے اور معاف کیا ہمنے اس گناہ کو وَاٰتَیْنَا مُوْسٰی سُلْطٰنًا
مُّبِیْنًا اور دیا ہمنے موسیٰ کو غلبہ ظاہر اور ہمیں سے ایک یہ تھا کہ حکم کیا موسیٰ نے گوسالہ پرستونکو کہ تم آپسمیں ایکدوسرے کو قتل کرو اور وہ حکم اسکا بجالائے اور
بہت آدمی اُن میں سے قتل ہوئے چنانچہ سورہ بقر میں فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم کی تفسیر میں گذرا ہے وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ اور بلند کیا ہم نے
اوپر اُن کے کوہ طور کو اُنکے لشکر کے طول اور عرض کی برابر جسوقت وہ توریت کے احکام بجالانے سے باز رہے اور جو کچھ موسیٰ حکم کرتے تھے اسکو وہ مانتے نہیں
تھے اس واسطے طور کو اوپر بلند کیا بِمِیْثَاقِهِمْ بسبب پیمان اُنکے کے کہ پہاڑ کے اوپر گرنے سے خوف سے پیمان کو اور عہد کو اُنھوں نے قبول کیا کہ جو کچھ موسیٰ حکم
کریگا اسکو ہم بجالائیں گے اور ذکر اسکا سورہ بقر میں ورفعنا فوقکم الطور کی تفسیر میں ہو لیا ہے اور اسکے بعد اُنھوں نے اس عہد کو توڑ ڈالا وَقُلْنَا لَهُمُ اور کہا ہمنے
واسطے ان یہودیونکے یعنی جسوقت کہ اُنھوں نے عہد کو توڑ ڈالا تو اسکے بعد ہمنے اُن یہودیوں سے کہا کہ ادْخُلُوا الْبَابَ داخل ہو تم دروازہ شہر میں سُجَّدًا
سجدہ کرتے ہوئے یہ حال واقع ہوا ہے اور یہ اسوقت کا ذکر ہے کہ ہمنے بنی اسرائیل کو کہا کہ بیت المقدس میں باب ایلیا سے داخل ہو حطہ کہتے ہوئے اور سجدہ
کرتے ہوئے اُنھوں نے سجدے سے روگردانی کی اور دوسرے دروازے سے داخل ہوئے اور حطہ کے بدلے حنطہ کہا اور ذکر اُسکا سورہ بقر میں گذر
گیا ہے وَقُلْنَا لَهُمْ اور کہا ہمنے واسطے اُن کے یعنی ان یہودیونسے ہمنے کہا کہ لَا تَعْدُوْا فِی السَّبْتِ اور نہ حد سے گزرو تم بیچ حکم روز شنبہ کے اور اہل مدینے
لا تعدوا کو بسکون عین اور تخفیف دال پڑھا ہے اور ورش نے نافع سے روایت کی ہے فتح عین اور تشدید دال کی اور باقیوں نے تخفیف سے پڑھا ہے یعنی روز شنبہ
میں کچھ کسب مت کرو اور جو چیز کہ تم پر حرام ہوئی ہے اسکو نہ کرو اور عبادت وطاعت میں مشغول رہو اور اُنھوں نے موسیٰ کے زمانہ میں تو اسپر عمل کیا اور داود کے
زمانہ میں عہد کو توڑ ڈالا اور اُس کے سبب وہ بندر ہوگئے چنانچہ مفصل سورہ بقر میں وقلنا لهم کونوا قردة خاسئین کی تفسیر میں گذرا ہی وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ

مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ اور لیا ہے ہمنے ان یہودیوں سے یعنی اُن کے باپوں سے پیمان سخت اُن سب حکموں کے بجالانے پر چنانچہ اُنھوں نے کہا کہ سمعنا و
اطعنا فَبِمَا نَقْضِهِمْ پس ساتھ توڑ ڈالنے ان کے کے ما آمیں زائد ہے اور عذبنا یا لعنا کے یہ تعلق ہے یعنی پس عذاب کیا ہم نے انکو بسبب توڑ ڈالنے اُن کے
کے مِّيْثَاقَهُمْ پیمان اپنے کو وَكُفْرِهِمْ اور بسبب کفر کرنے اُن کے کے اور نہ عمل کرنے اُن کے کے بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ساتھ آیتوں خدا کے جو کہ انکی کتاب
میں نہیں وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور بسبب مار ڈالنے ان کے کے پیغمبروں کو ساتھ ناحق کے وَّقَوْلِهِمْ اور بسبب کہنے اُن کے کے قُلُوْبُنَا
غُلْفٌ ۝ دل ہمارے غلاف میں ہیں کہ محمدؐ کی بات کو ہم نہیں سنتے ہیں اور یا یہ کہ دل ہمارے ظروف ہیں علموں کے کہ ہم محتاج کسی کے علم کے نہیں ہیں اور
دل ہمارے علوم سے پُر ہو رہے ہیں ایسا نہیں ہے کہ وہ کہتے ہیں بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بلکہ علامت چھاپی ہے خدا نے اوپر دلوں انکے کے بِكُفْرِهِمْ
بسبب کفران کے کے اپنے علم سے جانکر کہ یہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ پس نہ ایمان لائینگے وہ مگر تھوڑے اُن یہودیوں نے
مثل عبد اللہ بن سلام کے اور اس کے یاروں کے وَّبِكُفْرِهِمْ اور عذاب کیا ہم نے انکو بسبب کفران کے کے کہ وہ عیسیٰ پر ایمان نہ لائے بعد موسیٰ کے اور بعد
اس کے محمدؐ پر ایمان نہ لاتے وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ اور بسبب کہنے اُن کے کے اور بنا لینے اُن کے کے اوپر مریم کے بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ بہتان بڑا کہ اس عفیفہ
مقدسہ کو تہمت زنا کی لگائی وَّقَوْلِهِمْ اور بسبب کہنے ان کے کے اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ یہ کہ تحقیق ہمنے قتل کیا ہے عیسیٰ پسر مریم کو
رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ پیغمبر خدا کا ہے یہ قول خدا کا ہے کہ عیسیٰ پیغمبر خدا کا ہے نہ قول یہودیوں کا اور یا یہ کہ قول یہودیوں کا ہو ہنسی کی راہ سے وَمَا قَتَلُوْهُ
اور حال یہ ہے کہ نہیں قتل کیا ہے ان یہودیوں نے اس عیسیٰ کو وَمَا صَلَبُوْهُ اور نہ سولی دی ہے اُنھوں نے اسکو وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ اور لیکن
مشتبہ ہو گیا ہے واسطے ان کے وہ شخص کہ جس کو قتل کیا ہے اُنھوں نے اور وہ شخص دوسرا تھا کہ عیسیٰ کی صورت میں ہو گیا تھا اور یہ اسکو سمجھے کہ عیسیٰ
علیہ السلام یہی ہیں اس واسطے اس کو عیسیٰ علیہ السلام جان کر سولی دی اور کیفیت اس قصہ کی بروایت ابن عباس اسطرح منقول ہے کہ جس وقت خدا
نے مسخ کیا عیسیٰ کی دعا سے ان لوگوں کو کہ جن لوگوں نے تہمت لگائی تھی مریم اور عیسیٰ کو تو خبر انکی یہودا کو پہنچی اور وہ سردار یہودیوں کا تھا اُسنے یہ خبر سنی
تو ڈرا کہ عیسیٰ کہیں میرے واسطے بددعا نہ کرے اسنے یہودیوں کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ عیسیٰ کو قتل کرنا چاہیے خدا تعالےٰ نے جبرئیل کو بھیجا کہ وہ عیسیٰ کو ان لوگوں
سے بچائے اور یہودی عیسیٰ علیہ السلام کے گرد جمع ہوئے اور عیسیٰ سے سوال کرتے تھے اور حضرت عیسیٰ فرماتے تھے کہ اے یہودیو خدا تعالیٰ تمسے بغض رکھتا ہے اور یہودی
حضرت عیسیٰ کی طرف کو روانہ ہوئے کہ انکو قتل کریں جبرئیل عیسیٰ کو کوٹھری میں لے گئے اور اُسمیں ایک روشندان تھا اُس میں سے عیسیٰ کو نکال کر آسمان
پر لے گئے یہودا نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو کہ نام اُس کا ططیانوس تھا کوٹھری کے اندر بھیجا کہ عیسیٰ کو جا کر قتل کرو وہ اندر گیا تو عیسیٰ کو
وہاں نہ دیکھا جب اسکو دیر ہوئی تو لوگوں نے جانا کہ عیسیٰ اور ططیانوس میں لڑائی ہو رہی ہے خدا تعالےٰ نے اس شخص کو جو کہ اندر گیا تھا حضرت عیسیٰ
کی صورت میں کر دیا جس وقت وہ باہر نکلا تو لوگوں نے اسکو عیسیٰ جان کر سولی پر چڑھایا ہر چند وہ فریاد کرتا تھا کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں لیکن کسی نے
اسکا کہنا نہ مانا مگر بعد سولی دینے کے آپس میں کہتے تھے کہ اس گھر میں فقط عیسیٰ اور ہمارا یار تھا اگر یہ عیسیٰ تھا تو ہمارا یار کہاں ہے اور اگر یہ ہمارا یار تھا تو عیسیٰ
کہاں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جس شخص نے عیسیٰ کی صورت میں ہو کر سولی پائی تھی نام اُسکا یہودا تھا اور فرماتا ہے خدا کہ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ
اور تحقیق وہ لوگ کہ اختلاف کیا ہے اُنھوں نے بیچ حال اس عیسیٰ کے کہ بعضے تو کہتے تھے کہ وہ جھوٹا ہے اسواسطے ہمنے اسکو قتل کیا اور بعضے تردد کرتے
تھے کہ یہ عیسیٰ تھا تو ہمارا یار کہاں ہے اور بعضے کہتے تھے کہ چہرہ اسکا چہرہ عیسیٰ کا ہے اور بدن اس کا بدن یار ہمارے کا ہے اور بعضے کہتے تھے کہ وہ آسمان
پر گیا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جنسے عیسیٰ نے کہا تھا کہ میں آسمان پر جاؤنگا اور بعضے کہتے تھے ناسوت کہ بدن ہے وہ سولی دیا گیا اور لاہوت کہ روح ہے وہ
آسمان پر پہنچی ہے اور بعضے کہتے تھے کہ وہ خدا ہے اور بعضے کہتے تھے کہ وہ پسر خدا ہے اور یہ جماعتیں اختلاف کرنے والی لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ البتہ بیچ شک کے
ہیں حال اس عیسیٰ کے سے اور تردد میں ہیں کہ بخوبی حال اس کا انکو معلوم نہیں ہے اسواسطے کہ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ نہیں ہے واسطے ان یہودیوں کے
ساتھ حال اس عیسیٰ کے علم اور یقین اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ مگر پیروی کرنی گمان کی کہ جو کوئی کہتا تھا از راہ گمان اور احتمال کے کہتا تھا اور یقین کسیکو

حضرت عیسیٰ کا آسمان پر زندہ جانا

نہ تھا وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا اور نہیں قتل کیا ہے اُنھوں نے اسکو یقیناً بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ بلکہ اُٹھا لیا ہے اسکو خدا نے اِلَيْهِ طرف اپنی یعنی اپنی طرف
کرامت اپنی کے آسمان چہارم پر وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا اور ہے خدا غالب ہر چیز پر حَكِيْمًا حکمت والا اپنے امور میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت
ہے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اُٹھا لیا تو اُنکے بدن میں ایک کرتا تھا کہ جسکا سوت حضرت مریم نے کاتا تھا اور حضرت مریم ہی نے
اسکو سیا تھا جس وقت آسمان پر پہنچے تو آواز آئی کہ عیسیٰ اسکو ڈالدے کہ یہ زینت دنیا کی ہے اور فرماتا ہے کہ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ
بِهٖ اور نہیں ہے کوئی اہل کتاب میں سے مگر یہ کہ ایمان لائے گا وہ ساتھ اس عیسیٰ کے اور تصدیق کرے گا اس کی کہ یہ بندہ خدا کا ہے اور ضمیر اس کا قَبْلَ
مَوْتِهٖ پہلے مرنے اُس کے کے اور بعد نازل ہونے اُنکے آسمان سے اور یا یہ کہ یہود اور نصاریٰ وقت مرنیکے جس وقت آثار موت اور عذاب کے دیکھیں گے تو حضرت
عیسیٰ پر ایمان لائیں گے لیکن اس وقت کا ایمان اُنکو کچھ فائدہ نہ دیگا کہ عذاب کو دیکھ کر ایمان لائیں گے وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا
اور دن قیامت کے ہووے گا وہ عیسیٰ اوپر اُن اہل کتاب کے گواہ کہے گا کہ ان لوگوں نے مجھکو جھٹلایا اور نصاریٰ کو کہے گا کہ ان لوگوں نے مجھ کو فرزند خدا کہا
اور شیعہ اور سنی دونوں کی کتابوں میں مرقوم ہے کہ جس وقت عیسیٰ آسمان سے نزول فرمائیں اور دجال کو قتل کریں تو سب اہل کتاب حضرت عیسیٰ پر ایمان لائیں گے
اور جانینگے کہ وہ پیغمبر برحق ہے اور اس وقت مذہبوں میں اختلاف باقی نہ رہے گا اور سوائے دین اسلام کے کوئی دین نہ ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
تابع مہدی آل محمدؐ کے ہوں اور ہماری شرع کے احکام پر عمل کریں اور چالیس برس زمین پر زندہ رہیں اور بعد اُنکے دنیا سے رحلت فرمائیں اور مومنین اُن
پر نماز پڑھیں اور اس زمانہ میں اسطرح سے امن ہو کہ شیر اور چیتا اور گائے اور بکری اور بھیڑیا آپس میں ایک مقام میں رہیں اور لڑکے سانپوں سے بازی
کریں کوئی حیوان کسی حیوان کو آزار نہ پہنچائے اور روایات اہل بیت علیہم السلام میں آیا ہے کہ جس وقت امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو سب اہل کتاب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ اہل کتاب
ایمان لائیں گے اور کہیں گے کہ عیسیٰ نہ مرا تھا اور امام مہدی علیہ السلام سولی کو توڑیں گے اور سور کو ہلاک کریں گے اور جزیہ نہ لیں گے تاکہ ایک مذہب
ہو جائے اور حضرت عیسیٰ تابع امام مہدی علیہ السلام کے ہونگے اس واسطے کہ عیسیٰ طریقہ محمدی کو نہیں جانتے اور دین عیسوی منسوخ ہو گیا ہے اور فرماتا ہے خدا
کہ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا پس بسبب ظلم کے ان لوگوں سے کہ یہودی ہوئے ہیں وہ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ حرام کیے
ہمنے اوپر ان کے پاکیزہ کھانے کہ حلال کیے گئے تھے واسطے اُن کے اور تفصیل اسکی سورۂ انعام میں آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ اور بسبب بند کرنے اُن کے راہ خدا میں كَثِيْرًا بہتوں کو کہ توریت میں تحریف کر کے صفات پیغمبر آخر الزماں کو مٹا دیتے تھے اور لوگوں کو کہتے تھے کہ محمدؐ
وہ پیغمبر نہیں ہے کہ جس کا وعدہ ہے اور ایمان لانے سے لوگوں کو باز رکھتے تھے وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا اور بسبب لینے ان کے سود کو وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ
اور حال یہ ہے کہ تحقیق منع کیے گئے تھے وہ اس سے توریت میں وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ اور بسبب کھانے اُن کے مال آدمیوں کے بِالْبَاطِلِ
ساتھ باطل کے مثل رشوت اور غصب کے وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا اور تیار کیا ہے ہم نے واسطے کافروں کے اُن بنی اسرائیل میں
سے عذاب دردناک مگر جو شخص کہ ایمان لاوے اور توبہ کرے لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ لیکن مضبوط ہونے والے لوگ بیچ علم اور یقین کے مثل عبد اللہ بن
سلام اور بحیرائے راہب کے مِنْهُمْ اُن بنی اسرائیل میں سے کہ جن لوگوں نے توریت کا علم حاصل کیا ہے بہ یقین اور باخلاص تحریف انہوں نے نہیں کی ہے وَ
الْمُؤْمِنُوْنَ اور کل مومنین اُن کے یا دین محمدی کے يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے طرف
تیرے یعنی قرآن وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے پہلے تجھ سے یعنی کل کتابیں پہلے پیغمبروں کی
وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ اور قائم رکھنے والے نماز کو ہمیشہ اور المقیمین منصوب علی المدح ہے یعنی المقیمین اور الصلوٰۃ مفعول اسکا ہے اور یا یہ کہ المقیمین کا
عطف ما انزل الیہ پر ہے اور مراد مقیمین صلوٰۃ سے انبیاء ہیں کہ اقامت کرنے والے نماز کے ہیں اور معنی اس کے اس وقت یہ ہونگے کہ ایمان لاتے ہیں قائم کرنیوالے
نماز پر کہ وہ انبیاء ہیں وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور دینے والے زکوٰۃ کو وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور ایمان لانے والے ساتھ خدا کے اور روز آخرت کے

اُولٰٓئِکَ یہ وہ لوگ ہیں کہ سَنُؤْتِیْہِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا قریب ہے کہ دینگے ہم ان کو اجر بڑا کہ وہ دولت رضامندی خدا کی ہے اور نعمتیں جنت کی ہیں اور کہتے ہیں ع ۲۲ ۱۰ ۲
کہ یہودیوں نے جو حضرت سے سوال کیا تھا کہ قرآن ایک دفعہ کیوں نہیں نازل ہوا جیسے کہ اور کتابیں ایک دفعہ نازل ہوئی ہیں اُنکے جواب میں خدا نے فرمایا کہ امر
انکا وحی میں مثل اور انبیاء کے ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ تحقیق ہمنے وحی کی ہے طرف تیرے کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ جیسے کہ وحی کی
ہے ہمنے طرف نوح کے کہ وہ شیخ المرسلین ہے اور سب سے پہلے اس نے شرکونکو ڈرایا ہے اور انکی دعا سے ہلاک ہوئے وَالنَّبِیّٖنَ اور جیسے کہ وحی کی ہم نے
طرف پیغمبروں کے مِنْۢ بَعْدِہٖ پیچھے اس سے وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰہِیْمَ اور وحی کی ہے ہم نے طرف ابراہیم کے وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَ
یَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ اور طرف اسمٰعیل کے اور اسحاق کے اور یعقوب کے اور اسباط کے اور یہ چاروں نام غیر منصرف ہیں اور اسباط سے مراد بارہ گروہ
ہیں اولاد دوازدہ فرزندان یعقوب کے وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَہٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ ۚ اور وحی کی ہے ہمنے طرف عیسیٰ کے اور ایوب کے اور یونس کے
اور ہارون کے اور سلیمان کے یہ بھی غیر منصرف ہیں اور نبیین میں سب انبیاء داخل تھے پھر جو بعد نبیین کے ذکر ان کا کیا ہے یہ انکی تعظیم کے واسطے ہے وَاٰتَیْنَا
دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ اور دی ہم نے داؤد کو زبور کہ جس میں فقط حمد اور ثنائے الٰہی تھی اور احکام شرع اسمیں نہ تھے بلکہ توریت کے احکام پر عمل ہوتا تھا اور
زبور کو حمزہ اور خلف نے بضم زا پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح زا اور کہتے ہیں کہ حضرت داؤد بہت خوش الحان تھے اور روایت ہے کہ داؤد زبور کو ہمراہ لیکر صحرا
کو جاتے تھے اور ایک مقام میں جاکر ٹھہرتے تھے اور علمائے بنی اسرائیل اُن کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے اور سوائے اُن کے اور آدمی اُنکے پیچھے کھڑے ہوتے تھے اور
پیچھے ان کے جن کھڑے ہوتے تھے ان کے پیچھے دد آب صحرا کی اور پرندے انکی سرونکے اوپر پھرتے تھے پروں صف باندھ کر اور جو وقت داؤد زبور کو پڑھتے تھے تو انکی
خوش الحانی سے سب بیہوش ہو جاتے تھے جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ علیؑ کو اسقدر قوت دیگا کہ جیسے جبرئیل کی قوت ہے اور نور
آدم کا سا اور جمال یوسف کا سا اور آواز داؤد کی سی دیگا اور خطیب بہشتونکا اسکو کرے گا بہشتی اسکی آواز سے بیہوش ہو جائیں گے اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ
وَرُسُلًا اور بھیجا ہمنے پیغمبروں کو کہ قَدْ قَصَصْنٰہُمْ عَلَیْکَ تحقیق قصہ بیان کیا ہے ہم نے ان کا اوپر تیرے قرآن میں اور نام اُن کا لکھا ہوا ہے
مِنْ قَبْلُ پہلے اس سورے سے یا پہلے آج کے دن سے جیسے کہ قصہ یوسف اور زکریا اور یحییٰ اور الیاس اور الیسع اور عزیر اور سوائے اُن کے وَ
رُسُلًا اور بھیجا ہے ہمنے پیغمبروں کو کہ لَّمْ نَقْصُصْہُمْ عَلَیْکَ نہیں قصہ بیان کیا ہے ہمنے انکا اوپر تیرے اور نام ان کا قرآن میں نہیں لکھا ہے
وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی اور کلام کیا ہے خدا نے موسیٰ سے تَکْلِیْمًا ۚ کلام کرنا اسوجہ سے کہ سخن کو درخت میں پیدا کر دیا اور درخت نے حضرت موسیٰ
سے باتیں کیں اور رسلا منصوب ہے ارسلنا یا اوحینا مقدر سے اور موسیٰ سے خدا تعالیٰ نے کلام کیا یہ انتہا کا درجہ ہے وحی کا کہ اسکے ساتھ موسیٰ کو خاص
کیا اور خدا تعالیٰ نے محمدؐ کو سب انبیاء پر فضیلت دی ہے کہ اُن کو مثل سب پیغمبروں کے اور زیادہ اُنسے رتبہ دیا ہے اور حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ درمیان آدم اور نوح علیہما السلام کے انبیاء پوشیدہ بھی تھے اور ظاہر بھی تھے اس واسطے قرآن میں اُن کا ذکر پوشیدہ رہا اور انکا نام نہ لکھا جیسے کہ انبیاء
ظاہر کا نام لکھا ہے اور یہی مراد ہے قول حقتعالیٰ سے ورسلا قد قصصناھم علیک من قبل ورسلا لم نقصصھم علیک یعنی نہیں نام لیا ہے پوشیدہ
انبیاء کا جیسے کہ نام لیا ہے ظاہر انبیاء کا اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ مناجات کی ہے موسیٰ نے اور راز کہا ہے خدا نے ایک لاکھ اور چوبیس کلموں سے تین
رات اور دن میں کہ اس مدت میں موسیٰ نے نہ کھانا کھایا ہے اور نہ پانی پیا اور جس وقت بنی اسرائیل کی طرف آیا تو انکا کلام موسیٰ کو برا معلوم ہوا ہے اس
واسطے کہ خدا کے کلام کی شیرینی موسیٰ کے کانوں میں پڑی ہوئی تھی اور حضرت کاظمؑ نے فرمایا ہے کہ موسیٰ بنی اسرائیل کو ہمراہ لیکر کوہ طور پر گیا اور ان کو
پہاڑ کے نیچے کھڑا کر دیا اور خود پہاڑ پر چڑھا اور خدا تعالیٰ سے درخواست کی کلام کرنے کی کہ بنی اسرائیل خدا کے کلام کو سنیں خدا نے درخواست موسیٰ
کی قبول کی اور کلام کیا اور بنی اسرائیل نے کلام خدا کا سنا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائیں سے اور اوپر سے اور نیچے سے سب طرف سے آواز آتی
تھی خدا تعالیٰ نے آواز کو درخت میں پیدا کر کے سارے میں پھیلا دیا یہانتک کہ بنی اسرائیل نے ہر جگہ سے آواز سنی اور منقول ہے کہ بنی اسرائیل نے
رسولخدا صلعم سے کہا کہ موسیٰ تجھ سے بہتر ہے حضرت نے پوچھا کہ کس طرح بہتر ہے ان لوگوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام کیا ہے چار ہزار کلمہ کو

اور تجھ سے کچھ کلام نہیں کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ مجھ سے حق کلام کیا ہے اور میں افضل ہوں موسیٰ سے ان لوگوں نے پوچھا کہ تو کیونکر افضل ہو حضرت نے فرمایا
کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً الآیہ یعنی مجھکو معراج ہوئی ہے اور موسیٰ کو یہ مرتبہ حاصل نہ تھا رُسُلًا بھیجا ہے ہم نے پیغمبروں کو کہ مُّبَشِّرِينَ خوشخبری
دینے والے مومنین کو جنت کی وَمُنذِرِينَ اور ڈرانیوالے تھے کافروں کو اور گنہگاروں کو آتش دوزخ سے اور رسلاً منصوب ہے ارسلنا مقدر سے اور مبشرین
اور منذرین حال واقع ہوا ہے اور پیغمبروں کو اس واسطے بھیجا ہے کہ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ تاکہ نہووے واسطے آدمیوں کے اوپر خدا کے
حجت بَعْدَ الرُّسُلِ بعد پیغمبروں کے کہ قیامت کے روز کفار کہنے لگیں کہ تو نے پیغمبر کیوں نہ بھیجے کہ ہم ایمان لاتے اور جب پیغمبر انکی ہدایت کے واسطے بھیجے
تو پھر کچھ نہیں کہہ سکتے وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا اور ہے خدا غالب جو کچھ چاہے سو کرے اگر پیغمبر بھیجے ہدایت کے واسطے تو اس کا کوئی مانع نہیں ہے
حَكِيمًا حکمت والا ہے کہ انبیا کو اپنی حکمت اور مصلحت سے بھیجا ہے کہ کہتے ہیں کہ یہودیوں نے جناب رسول خدا سے کہا کہ ہمارے پاس کوئی گواہ نہیں ہے کہ تیرے دعوے کے
راست ہونیکی گواہی دے حقتعالے نے فرمایا کہ یہودی گواہی نہیں دیتے ہیں لَّٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ لیکن خدا گواہی دیتا ہے اور نبوت کو تیری سب لوگوں پر
ظاہر کرتا ہے بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کیگئی ہے طرف تیرے کہ وہ قرآن ہے اور وہ معجزہ دلیل روشن نبوت کے راست اور درست ہونیکی
أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ نازل کیا ہے اسکو ساتھ علم اپنے کے کہ تو لائق اور سزاوار اسکے ہے یعنی تجھکو اہل اسکا جانکر تجھپر نازل کیا ہے وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ اور فرشتے گواہی دیتے ہیں تیری نبوت کی اور
قرآن کے حق ہونے پر وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا اور کافی ہے خدا گواہی دینے والا اگرچہ اور کوئی گواہی دیوے اُن اہل کتاب کے انکار کرنے سے تو غمگین مت ہو کہ یہ عناد اور
عداوت کی جہت سے تیری نبوت کی تصدیق نہیں کرتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے پیغمبر آخر الزمان کی نبوت
سے یعنی یہود وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ اور بند کیا اُنھوں نے راہ خدا سے لوگوں کو توریت میں تحریف کرکے اور پیغمبر آخر الزمان کی صفات
کو بدل کے قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا تحقیق گمراہ ہوئے وہ گمراہ ہونا دور حق سے کہ لوگونکو بھی گمراہ کرتے ہیں باوجود اپنے گمراہ ہونیکے إِنَّ
الَّذِينَ كَفَرُوا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے وَظَلَمُوا اور ظلم کیا اُنھوں نے اپنے نفسوں پر محمد کی نبوت کا انکار کرکے اور لوگونکو راہ حق سے منع کرکے
لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ نہیں ہے خدا کہ بخشش کرے واسطے اُن کے وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا اور نہ یہ کہ رہنمائی کرے ان کو راہ حق کی کہ وہ
راہ بہشت کی ہے إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ مگر راہ دوزخ کی کہ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ اس دوزخ کے ہمیشہ وَكَانَ
ذَٰلِكَ اور ہے یعنی دوزخ میں ہمیشہ رکھنا عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا اوپر خدا کے آسان کہ اسپر کچھ دشوار نہیں ہے اور حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق
علیہما السلام سے روایت ہو کہ فرمایا جسنے ظلم کیا آل محمد پر اور حق اُن کا چھین لیا خدائے تعالے اُنکو نہ بخشیگا اور اب خدائے تعالے ایمان لانیکو حکم کرتا ہے اور
فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ اے آدمیو تحقیق آیا ہے تمہارے پاس پیغمبر کہ وہ محمد ہے بھیجا ہوا خدا کا بِالْحَقِّ ساتھ حق کے
کہ وہ قرآن ہے یا دین اسلام ہے مِن رَّبِّكُمْ پروردگار تمہارے کے پاس سے فَآمِنُوا پس ایمان لاؤ تم کہ خَيْرًا لَّكُمْ بہتر ہے واسطے تمہارے
اس واسطے کہ اسمیں تمہارے دنیا اور آخرت کی دونوں کی بھلائی ہے اور خیراً منصوب ہے اسواسطے کہ وہ صفت مصدر محذوف کی ہے اور تقدیر اُسکی فامنوا ایماناً
خیراً لکم ہے وَإِن تَكْفُرُوا اور اگر کفر کروگے تم محمد کی نبوت کا انکار کرکے تو خدائے تعالے کو اسکی کچھ پروا نہیں ہے فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ پس تحقیق واسطے خدا کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے ہے کہ سب اس کی مخلوق اور مملوک
ہیں اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو اس کا کچھ نقصان نہیں ہے تمہارے ہی فائدے کو کہتا ہے وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا اور ہے خدائے تعالے جاننے والا
تمہارے احوال کا حَكِيمًا حکمت والا کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور اب خدائے تعالے یہود و نصاریٰ کی طرف خطاب
کرکے فرماتا ہے کہ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ اے یہود و نصاریٰ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ نہ غلو کرو تم بیچ دین اپنے کے یعنی حد سے
بڑھ کر نہ کہو تم اے یہودیو کہ عزیر کو خدا کا بیٹا کہو اور اے نصاریٰ تم عیسیٰ کو فرزند خدا کہو ایسا تمکو نہ چاہیے اور یا یہ کہ اے یہودیو تم عیسیٰ
کو تہمت نہ لگاؤ کہ کسی مرد کا بیٹا اس کو کہو اور اے نصاریٰ تم عیسیٰ کو اپنا معبود اور خدا مت کہو وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ اور نہ کہو تم

اوپر خدا کے مگر حق بات کہ جو اسکی خدائی کے لائق ہے اور وہ سزاوار اسکے نہیں ہے کہ اسکے کوئی فرزند ہو پس عزیرؑ اور عیسیٰؑ کو فرزند اس کا مت کہو
اس واسطے کہ دو تو بندے اور مخلوق اسکی ہیں اور خدائے تعالےٰ کے نہ فرزند ہے اور نہ زوجہ ہے اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ سوائے اسکے
نہیں کہ مسیح عیسیٰ پسر مریم رَسُولُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ پیغمبر خدا کا ہے اور کلمہ اسکا کہ کلمہ کن کے کہنے میں وہ پیدا ہو گیا تھا اور تحقیق عیسیٰ کے کلمہ ہونیکی سورہ
آل عمران میں گذر گئی ہے پس وہ کلمہ خدا کا ہے کہ اَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ ڈالا اور پہنچایا ہے اسکو طرف مریم کے کہ عیسیٰ کو اس سے پیدا کیا ہے وَرُوحٌ مِنْهُ
اور روح ہے وہ عیسیٰ کہ صادر ہوئی ہے وہ روح اس خدا سے بیواسطہ پدر اور نطفہ کے کہ جبرئیل نے وہ روح گریبان میں مریم کے پھونکی تھی اور اس سے خدا تعالیٰ
نے مریم کے شکم سے عیسیٰ کو پیدا کیا فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ پس ایمان لاؤ تم ساتھ خدا کے اور پیغمبروں اس کے کے وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ اور نہ کہو تم
تین خدا مریم اور عیسیٰ اور اللہ اور مشہور نصارے میں یہ ہے کہ وہ تین خدا خدا تعالےٰ اور عیسیٰ اور روح القدس ہیں فرماتا ہے کہ اِنْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ باز آؤ تم
اس قول سے کہ بہتر ہو واسطے تمہارے اور کہتے ہیں کہ تقدیر اسکی انتھوا عن التثلیث واقصدوا خیرا لکم ہے یعنی باز آؤ تم تین خدا کہنے سے اور قصد کرو تم بہتر
کو واسطے اپنے کہ وہ قائل ہونا ایک خدا کا ہے کہ نہ جسکے فرزند ہے اور نہ زوجہ اس صورت میں خیراً مفعول اقصدوا مقدر کا ہوگا اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا
ہے کہ دو روحیں ایسی ہیں کہ خدا تعالےٰ نے ان کو پیدا کر کے برگزیدہ کیا ہے روح آدم اور روح عیسیٰ علیہما السلام اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا اللّٰهُ
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سوائے اسکے نہیں کہ خدا معبود ایک ہی ہے اپنی ذات میں کہ کسی طرح کی کثرت اور تعدد اسمیں نہیں سُبْحَانَهُ پاکی سے یاد کرتے ہیں ہم پاکی
سے یاد کرنا اسکو اور وہ پاک اور پاکیزہ ہے اَنْ يَّكُونَ لَهٗ وَلَدٌ اس سے کہ ہووے واسطے اسکے کوئی فرزند لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْاَرْضِ واسطے اسی کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے یعنی سب مخلوق اسکی ہیں اور مخلوق مثل خالق کے نہیں ہو سکتا پس آسمان
اور زمین کے باشندوں میں سے اسکا فرزند کوئی نہیں ہو سکتا اور خدا کے فرزند اس واسطے نہیں ہو سکتا کہ خدا بے مانند ہے اور اگر فرزند اسکے کوئی ٹھیرا تو بیچ چاہیے
کہ جو باتیں کہ اسکے فرزند میں ہیں وہ اس میں بھی ہوں پس اگر عیسیٰ فرزند خدا کا ہو اور وہ سوتا اور جاگتا اور کھاتا اور پیتا اور ہگتا اور پیشاب کرتا بھی تھا اور
حدوث بھی اس میں تھا کہ پہلے وہ نہ تھا اور ایک زمانہ میں وہ پیدا ہو گیا پس چاہیے کہ یہ سب امور خدا میں بھی ہوں اسواسطے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جیسا باپ
ہوتا ہے ایسا ہی اسکا بیٹا ہوتا ہے اور باپ اور بیٹے میں اتفاق سب امور خلقی کا چاہیے اور جو امر کہ باپ میں ہے وہ بیٹے میں چاہیے جیسے کہ قدیم ہونا اور
عیسیٰ میں کوئی امر مثل اسکے نہ تھا بلکہ وہ پیدا ہوا اور نصارے کے نزدیک وہ سولی پا کر مارا گیا اور خدا کسی چیز کا محتاج نہیں ہے اور عیسیٰ علیہ السلام بہت
چیزوں کا محتاج تھا جیسے کہ کھانا اور پینا اور خدا کو فنا نہیں ہے اور عیسیٰ کو نصارے کہتے ہیں کہ فنا ہو گیا پس جس وقت خدا میں اور عیسیٰ میں کوئی نسبت نہ
ہوئی تو عیسیٰ خدا کا بیٹا نہ ہوا وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا اور کافی ہے خدا کارساز بندوں کا کام بنانیوالا ہے انکا بے پروا مددگار اور حمایت کرنیوالے اور
کہتے ہیں کہ نجران کے نصارے کہتے تھے کہ اے محمدؐ تو کہتا ہے کہ عیسیٰ خدا کا بندہ ہے اور بندہ ہونا بڑا عیب ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا کے بندے ہونے میں
کچھ عیب نہیں ہے اور ایکے موافق خدا فرماتا ہے کہ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ اَنْ يَّكُونَ عَبْدًا لِّلّٰهِ ہرگز نہ ننگ و عار رکھا ہے مسیح نے اس سے کہ
ہووے وہ بندہ واسطے خدا کے بلکہ ہمیشہ وہ اپنے تئیں بندہ خدا کا کہتا تھا اور بندگی کو خدا کی اپنا شرف جانتا تھا اور فرشتوں کے پوچنے والے فرشتوں کو
فرزندان خدا کہتے تھے ان کے رد میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ اور نہ ننگ رکھا ہے ملائکہ مقربین نے خدا کے
بندے ہونے اپنے تئیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ اور جو لوگ کہ ننگ کہیں اور کراہت کریں عبادت اس خدا کے سے
وَيَسْتَكْبِرْ اور تکبر کریں اور سرکشی کریں وہ فَسَيَحْشُرُهُمْ پس قریب ہے کہ محشور کرے انکو خدا اِلَيْهِ طرف اپنی یعنی اس موضع میں جو مقرر ہوا ہی واسطے
اُنکے جَمِيعًا سبکو واسطے جزائے اعمال کے اور قرار واقعی انکو سزا دیوے اور استکبار اور استنکاف میں فرق یہ ہے کہ استنکاف استکبار سے بھی بڑھ
کے ہوتا ہے اس واسطے کہ استنکاف تو وہ ہے کہ جو بدون استحقاق کے ہو اور استکبار کبھی موافق استحقاق کے بھی ہوتا ہے جیسے کہ خدا میں فَاَمَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پس لیکن جو لوگ کہ ایمان لائے اور عمل کیے ہیں انھوں نے نیک فَيُوَفِّيهِمْ اُجُورَهُمْ پس پورا دیگا خدا انکو مزدوریاں

ع ۲۳

اور ثوابوں اُن کے کو وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ اور زیادہ دے گا ان کو فضل اپنے سے کہ ایک کے عوض میں دس یا ستر نیکیوں کا ثواب بلکہ اس سے زیادہ
ثواب دیگا وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا اور لیکن جو لوگ کہ ننگ کہتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں عبادت ہماری سے فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا
أَلِيمًا پس عذاب کرے گا ان کو خدا عذاب دردناک وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ اور نہ پائیں گے وہ واسطے اپنے سوائے خدا کے وَلِيًّا
وَلَا نَصِيرًا کوئی دوست اور نہ نصرت کرنے والا اور فرماتا ہے خدا کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ اے آدمیو تحقیق آئی ہے
تمہارے پاس دلیل پروردگار تمہارے کی طرف سے کہ وہ محمد ہیں یا معجزے ہیں یا دین اسلام وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا اور نازل کیا ہم نے طرف
تمہارے نور ظاہر کو کہ وہ قرآن ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد برہان سے رسول خدا ہیں اور نور سے مراد علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں فَأَمَّا
الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ پس لیکن جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ خدا کے وَاعْتَصَمُوا بِهِ اور چنگل مارے انھوں نے ساتھ اسکے کہ اسکی طرف پناہ دے گئے
اور سب کام اپنے اسکے سپرد کر دیے فَسَيُدْخِلُهُمْ پس قریب ہے کہ داخل کرے گا انکو خدا فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ بیچ رحمت اور بخشش کے اپنی طرف سے یعنی داخل
کرے گا انکو ثواب میں کہ جو مقابل اُن کے ایمان اور اعمال کے ہے وَفَضْلٍ اور بیچ فضل کے اپنی طرف سے کہ ان کے ایمان اور اعمال کے ثواب سے زیادہ
ان کو دیوے وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ اور راہ دکھلائیگا انکو طرف اپنے یعنی ایسی توفیق اُن کو دے کہ بالکل متوجہ ہو جائیں اور چلیں وہ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا
راہ سیدھی کو کہ وہ راہ پہنچاتی ہے طرف رستہ بہشت کے اور اس سورت کے اول میں خدا تعالیٰ نے احکام میراث کے بیان کیے تھے اور کچھ احکام اس کے اس
سورت کے آخر میں بیان کرتا ہے اور روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری بیمار ہوئے تو رسول خدا صلعم ان کی عیادت اور مزاج کے پوچھنے کو اُن کے پاس
رونق افروز ہوئے جابر نے عرض کی کہ یا رسول خدا میرے پاس کچھ مال ہے اور والدین اور اولاد تو میں رکھتا نہیں لیکن میری بہنیں زندہ ہیں میں اپنا مال
کیونکر تقسیم کروں حضرت نے کچھ جواب نہ دیا دوسری بار جو تشریف لائے تو فرمایا کہ اے جابر تو اس بیماری سے صحت پائے گا لیکن خدائے تعالے نے تیرے
اور تیری بہنوں کے مقدمہ میں فرمایا ہے کہ يَسْتَفْتُونَكَ فتوے اور حکم چاہتے ہیں تجھ سے اے محمد بہنوں کے وارث ہونے میں قُلْ کہہ تو کہ
اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ خدا حکم کرتا ہے تمکو بھائی اور بہن کی میراث میں اس طرح سے کہ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ اگر کوئی
مرد مرجائے کہ نہیں ہے واسطے اسکے کوئی فرزند نہ بیٹا نہ بیٹی وَلَهُ أُخْتٌ اور واسطے اس کے ایک بہن ہے پدر مادری کہ مرنے والے کے جو کہ باپ اور
ماں ہیں وہی اس بہن کے باپ اور ماں ہیں اور اگر ایسی بہن ہو تو فقط پدری بہن ہو کہ باپ تو بھائی اور بہن کا دونوں کا ایک ہے اور ماں دونوں کی
علیحدہ علیحدہ ہے ان دونوں صورتوں میں فَلَهَا پس واسطے اس بہن کے نِصْفُ مَا تَرَكَ آدھا مال اس مال کا ہے کہ چھوڑا ہے بعد اپنے اس مرنیوالے
نے وَهُوَ اور وہ بھائی يَرِثُهَا وارث ہوتا ہے اس بہن کا اس طرح سے کہ اگر بہن مرجائے اور بھائی زندہ ہے إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ اگر نہ ہووے
واسطے اس بہن کے فرزند نہ بیٹا نہ بیٹی فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ پس اگر ہوویں وہ بہنیں دو یا زیادہ دو سے فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ
پس واسطے ان بہنوں کے دو تہائی مال ہے مِمَّا تَرَكَ اس مال میں سے کہ چھوڑا ہے اس مرنے والے نے وَإِن كَانُوا اور اگر ہوویں وہ
وارث مرنیوالے کی إِخْوَةً بھائی اور بہن دونوں قسم کے بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی ہوں کہ رِّجَالًا وَنِسَاءً مرد اور عورتیں دونوں
ہوں تو اس صورت میں فَلِلذَّكَرِ پس واسطے مرد کے یعنی واسطے بھائی کے مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ مثل حصہ دو عورتوں کے ہے یعنی
مثل دو حصہ بہنوں کے ہے کہ وہ دو گنا حصہ بھائی کا بہن کے حصہ سے ہے اور بہن کا حصہ بھائی کے حصہ سے آدھا ہے اور اگر فقط کئی بھائی
چھوڑے تو برابر تقسیم کریں گے اور اگر بہنیں چھوڑے تو برابر تقسیم کر لیں گی يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ بیان کرتا ہے خدائے تعالے واسطے تمہارے
احکام میراث کے کہ وہ حق اور ثواب ہیں أَن تَضِلُّوا واسطے کراہت اسکے کہ گمراہ ہو جاؤ تم یعنی اس واسطے کہ نہیں چاہتا ہے خدائے تعالے کہ
تم میراث کے حکموں میں گمراہ ہو جاؤ اور جو کہ ٹھیک اور صواب امر نہیں ہے وہ حکم کرو تم جو کہ صواب ہے وہ بیان کرتا ہے کہ اس پر تم عمل کرو اور رجالا اور
نساءً بدل ہے اخوۃ سے اور اخوۃ خبر کان کی ہے اور تضلوا کی تقدیر بعضے تو کہتے ہیں کہ کراہتہ ان تضلوا ہے اور کراہتہ مفعول لہ واقع ہوا ہے

ع ۲۴ سورۃ المائدۃ

اور بعضے کہتے ہیں کہ تقدیر اسکی ان تضلوا ہے حرف نفی کا اس میں سے محذوف ہو گیا ہے اور خفش کہتا ہے ان مع فعل تباویل مصدر کی منصوب ہے یبین سے اور تقدیر اسکی یبین اللہ لکم الضلال لتجتنبوہ ہے **وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ** اور خدا ساتھ ہر چیز کے بندوں کی مصلحت میں زندگی میں انکی اور بعد مرنے کے **عَلِیْمٌ** عالم اور جاننے والا ہے کہ ان کی مصلحت کے موافق حکم کرتا ہے **سورۃ المائدۃ** اس سورہ میں ایک سو بیس آیتیں ہیں اور یہ سورہ مدنی ہے کہ کل آیتیں اسکی مدینہ میں نازل ہوئی ہیں مگر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم حجۃ الوداع میں نازل ہوا ہے جس وقت رسولخدا راستہ میں تھے اور اکثر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک خم غدیر میں نازل ہوا ہے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آیتیں اور سورتیں قرآن کی بعضی اُن میں سے ناسخ بعض کی ہیں اور آخر سورت جو رسولخدا پر نازل ہوئی ہے وہ سورہ مائدہ ہے اور یہ سورہ ناسخ ماقبل اپنے کا ہے اور اسکو نسخ کرنیوالی کوئی آیت نہیں اور وہ سورہ اسوقت نازل ہوا ہے کہ جب وقت رسولخدا ناقہ عضبا پر سوار تھے اسوقت وحی نے حضرت کو سنگین کر دیا اس طور سے کہ ناقہ حضرت کا چلنے سے رہگیا اور قریب تھا کہ پیٹ اسکا زمین پر لگجائے بسبب سنگینی کے اور حضرت اس وقت بیہوش ہو گئے اور دست مبارک اپنا وہب بن عیینہ کے دوش پر رکھا اور بعد تھوڑی دیر کے سر مبارک اپنا اوپر کو اُٹھایا اور یہ سورہ ہمارے روبرو پڑھا اور جو کچھ اس سورہ میں ہے اسپر عمل فرمایا اور ہمکو بھی واسطے عمل کے حکم فرمایا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو کوئی سورہ مائدہ کو ہر پنجشنبہ کو پڑھے تو ایمان اسکا شرک اور ظلم سے آلودہ نہو اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جبرئیل ستر ہزار فرشتوں کے ہمراہ سورہ مائدہ کو جناب رسولخدا کے پاس لائے **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا** اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو **اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ** پورا کرو تم عہدوں کو کہ جو کچھ خدا نے تمپر لازم کئے ہیں ایمان لانا خدا پر اور فرشتوں پر اور اُسکے پیغمبروں پر اور کتابوں پر اور اوصیا پر اور حلال جاننا اُسکے حلال کا اور حرام جاننا اسکے حرام کا اور بجا لانا اُس کے فرائض کا اور سنتوں کا اور رعایت کرنی اسکے حدود اور امر و نہی اور نہیو نکی اور جو کچھ کہ مومنین آپس میں عہد کرتے ہیں اور عقد باندھتے ہیں جیسے کہ امانتیں اور شرکت اور نکاح اور بیع اور شرا اور مثل اسکے اور حضرت جواد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسولخدا صلعم نے دس موضع میں علی علیہ السلام کے واسطے لوگوں پر عقد کیا ہے یعنی علیؑ کی خلافت کے مقدمہ میں اور بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا الذین آمنوا اوفوا بالعقود اور کئی جگہ علیؑ کے واسطے عقد کرنا اہل سنت کی کتابوں سے بھی ثابت ہوتا ہے اور اب کلام دوسرا بیان کرتا ہے کہ جو شامل ہے بعض احکام شرع کو چنانچہ فرماتا ہے کہ **اُحِلَّتْ لَکُمْ بَھِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ** حلال کئے گئے ہیں واسطے تمہارے چوپائے زبان بستہ اور بہیمۃ الانعام میں اضافت بیانیہ ہے اور بہیمہ جاندار کو کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ چوپائے کو کہتے ہیں اور انعام بھی چوپاؤں کو کہتے ہیں اور وہ جمع نعم کی ہے اور زبان بستہ انکو اسواسطے کہا ہے کہ وہ اپنا مطلب کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں اور روایات اہلبیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مراد اس سے بچے چوپاؤں کے ہیں جو کہ اپنی ماؤں کے پیٹ میں ہیں پس فرماتا ہے خدا کہ حلال کئے گئے ہیں تمپر چوپائے مثل شتر اور گوسفند اور بز کوہی اور آہو وغیرہ کے جو کہ شرع کے حکم سے حلال ہیں اور بچے اُنکے جو کہ پیٹ میں ہیں اور اُن میں جان پڑ گئی ہے اور بال اُن کے نکل آئے ہیں کہ انکی ماؤں کا ذبح کرنا کفایت کرتا ہے اور انکی ماؤں کے ذبح کرنیسے وہ بھی حلال ہو جائیں گے اور اُنکے ذبح کرنیکی کچھ احتیاج نہیں ہے **اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ** مگر جو کچھ کہ پڑھا جائیگا اوپر تمہارے اس سورہ میں بعد اسکے کہ وہ حرمت علیکم المیتۃ کی آیت ہے اور جو کچھ ہمنے کہ وہ حرام ہے اور اسکے سوا جو کچھ چوپائے گاؤ اور گوسفند وغیرہ میں حلال ہیں **غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ** جس وقت کہ نہ حلال جاننے والے شکار کے ہو **وَاَنْتُمْ حُرُمٌ** جسوقت کہ تم احرام باندھنے والے حج کا یا عمرہ کا **اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ** تحقیق کہ خدا حکم کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے یعنی چوپائے سوائے چوپاؤں حرام کے جو کچھ کہ حلال ہیں وہ حالت احرام میں حلال ہیں مگر جسوقت کہ احرام حج اور عمرہ کا باندھے ہوئے ہو اسوقت شکار کر کے صحرائی چوپاؤں کو نہ کھاؤ کہ وہ حلال نہیں ہیں اور حرم بضم حا اور را جمع حرام کی ہے اور امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حطم بن منذر کندی کہ جو ناپاک اور جاہل عرب میں مشہور تھا جناب رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہو کر اُسنے عرض کی کہ آپ امت کو کس امر کی دعوت کرتے ہیں فرمایا کہ خدا کو ایک جانیں اور میری پیغمبری کا اقرار کریں اور نماز پنجگانہ بجا لائیں اور زکوٰۃ کو ادا کریں حطم نے کہا کہ خوب بات ہے لیکن کئی شخص امین ہیں کہ میں اپنے کام کو اُنسے مشورہ کر کے کرتا ہوں اُنسے ذکر کرونگا اگر وہ اجازت دینگے تو میں قبول کرونگا اور حضرت نے اسکے آنیسے پہلے فرمایا تھا کہ ایک شخص

بزبان شیطان کلام کرے گا اور کافر ہو کر آئے گا اور غادر ہو کر جائے گا الغرض اُس نے ایمان کو قبول نہ کیا اور حضرتؐ کے پاس سے اُٹھ کر چلا گیا اور جو کچھ
اونٹ صدقہ کے گرد مدینہ کے پائے انکو لوٹ کرے گیا دوسرے سال جناب رسولخداصلعم نے واسطے قضائے عمرہ کے مکہ کو ارادہ کیا جو وقت وادی تنعیم میں پہنچے
تو آواز تلبیہ حاجیان یمامہ کی سنی اور سنا کہ حطم کندی جو اونٹوں کو لوٹ کر لیگیا تھا وہ اُن اونٹوں کی گردنوں میں زرین پٹے ڈالکر واسطے ہدیہ کعبہ کے لئے جاتا ہے صحابہ
نے چاہا کہ اسکو قتل کریں اور اونٹ اور مویشی جو غارت کر کے لیگیا تھا اس سے چھین لیویں اور سال حدیبیہ میں اہل یمامہ نے جو مومنین کو مکہ سے منع کیا تھا اس واسطے
حاجیان یمامہ پر بھی ہاتھ تعدّی کا دراز کریں جناب رسولخداصلعم نے انکو اس ارادہ سے منع کیا اور فرمایا کہ وہ حرام باندھے ہوئے ہیں اور اونٹوں کو تقلید کیا ہے
یہ امر تمہارے لئے لائق نہیں ہے کہ حرم میں اور ماہ حرام میں ان کے متعرض ہو اُنھوں نے عرض کی کہ یارسولخدا ہم ایام جاہلیت میں یہ کام بہت کرتے تھے اور
اس امر میں اُنھوں نے مبالغہ کیا تو آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تُحِلُّوْا
شَعَآئِرَ اللّٰهِ نہ حلال کرو تم نشانیوں کو خانہ خدا کی جو کہ حرام ہیں اور شعائر جمع شعیرہ کی ہے اور اعمال حج اور علامت کے معنی میں ہے وَلَا الشَّهْرَ
الْحَرَامَ اور حلال نہ جانو تم ماہِ حرام کو کہ جس میں لڑنا حرام ہے کہ تم اس میں لڑائی کرنے لگو اور ماہ حرام رجب اور ذیقعد اور ذالحجہ اور محرم ہے وَ
لَا الْهَدْیَ اور نہ حلال ٹھیراؤ تم قربانی کو مثل شتر اور گاؤ اور گوسفند کے جو کہ قربانی کے واسطے قربان گاہ کو جاتے ہیں وَلَا الْقَلَآئِدَ اور نہ
گلے میں پٹے پڑے ہوئے اونٹوں کو اور قلائد ان اونٹوں کو کہتے ہیں کہ جنکی گردنوں میں نعل عربی یا چھال درخت کی لٹکا کر موسم حج میں قربانی کے واسطے لیجاتے
تھے تاکہ اس علامت کو دیکھ کر جانیں کہ یہ ہدی کے معنی قربانی کے اونٹ ہیں اور ان کے در پے ہوں ہر چند ہدی کا لفظ اسکو بھی شامل تھا لیکن پھر
جو اسکا ذکر کیا یہ اسکی خصوصیت کے واسطے ہو کہ یہ ہدی کی سب قسموں میں شریف تر اور اعلیٰ ہے اسکو خدا فرماتا ہے کہ ان اونٹوں کی گردنوں میں پٹی پڑی ہوئی کے
لوٹنے کا قصد مت کرو وَلَاۤ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ اور نہ قصد کرنے والوں بیت الحرام کو کہ اُن کے لوٹنے کو حلال مت جانو کہ وہ کعبہ کے طواف
اور زیارت کے واسطے جاتے ہیں یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ طلب کرتے ہیں وہ فضل کو پروردگار اپنے سے جو کہ مومن ہیں وہ ثواب کو اور روزی
کو خدا سے طلب کرتے ہیں اور جو کہ کافر ہیں وہ فقط روزی کو اسکے فضل سے طلب کرتے ہیں اور مال تجارت وہاں لاتے ہیں تاکہ اُنکو فائدہ ہو وَرِضْوَانًا
اور طلب کرتے ہیں وہ رضامندی اور خوشنودی خدا کو یعنی مومنین تو روزی کو اور رضامندی خدا کو دونو کو طلب کرتے ہیں اور کافر فقط روزی کو طلب
کرتے ہیں وَاِذَا حَلَلْتُمْ اور جس وقت محل ہو تم یعنی جس وقت کھول ڈالو تم احرام کو عمرے اور حج سے فارغ ہو کر تو فَاصْطَادُوْا پس شکار
کرو تم اگر چاہو وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ اور چاہیے کہ نہ باعث ہو تمہارے مسلمانو شَنَاٰنُ قَوْمٍ دشمنی کسی قوم کفار کی اَنْ صَدُّوْكُمْ کہ بند کیا
تھا اُنھوں نے تمکو اور باز رکھا تھا حدیبیہ میں عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مسجد الحرام سے کہ تمکو اُنھوں نے مسجد الحرام میں نہ جانے دیا تھا یہ دشمنی تمکو باعث
اسکا نہووے کہ اَنْ تَعْتَدُوْا زیادتی کرو تم ان پر اور حد سے گزرو تم کہ حرم کے آنیوالوں کے مالوں کو تم لوٹ کھسوٹ لو اور بعضے کہتے ہیں کہ حکم اس
آیت کا منسوخ واقتلوا المشرکین کے حکم سے لیکن صحیح یہ ہے کہ اسکی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے اور ان صدوکم کو ابن کثیر اور ابو عمرہ نے ہمزہ کے کسرہ
سے پڑھا ہے اور فرماتا ہے کہ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ اور مدد کرو تم آپس میں اوپر نیکی کے کہ وہ معاف کرنا اور متابعت حکم خدا کی ہے وَالتَّقْوٰی
اور پرہیزگاری کی کہ وہ مخالف خواہش نفس کی ہے وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اور نہ مدد کرو تم آپس میں ایک شخص دوسرے کے اوپر
گناہ اور عداوت کی کہ حرم میں کسی پر زیادتی اور ظلم کرو تم وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے اُسکی نافرمانی میں اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ع
تحقیق کہ خدا سخت کرنے والا عذاب کا ہے ان لوگوں کو کہ جو کہنا اس کا نہ مانیں اور اب ان جانوروں کا ذکر کرتا ہے کہ جو حرام ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ حُرِّمَتْ
عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ حرام کیا گیا ہے اوپر تمہارے مردار کہ جو بدون ذبح کے مرجائے سوائے مچھلی اور ٹڈی کے وَالدَّمُ اور حرام کیا گیا ہے اوپر
تمہارے خون سوائے اس خون کے کہ جو بعد ذبح کے گوشت میں رہجائے وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ اور حرام کیا ہے گوشت سور کا اور سب چیزیں اسکی چربی وغیرہ
وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور جو کہ وقت ذبح کے آواز دیا جائے واسطے غیر خدا کے بہ ساتھ اُس چیز کے یعنی جو حیوان کہ وقت ذبح کے سوائے

خدا کے اور کسی کے نام پر ذبح کیا جائے وہ بھی حرام ہے اور مراد اس سے ذبیحہ کفار کا ہے کہ وہ بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے وَالْمُنْخَنِقَةُ
اور حرام کیا گیا ہے گلا گھونٹا ہوا جانور مشرکوں کا دستور تھا کہ گوسفند وغیرہ کا گلا گھونٹتے تھے جب وقت وہ مرجاتی تھی اسوقت اسکو کھاتے تھے وَالْمَوْقُوذَةُ
اور حرام کیا گیا ہے لکڑی یا پتھر سے مارا ہوا کہ مرجائے وَالْمُتَرَدِّيَةُ اور حرام کیا گیا ہے بلندی سے نیچے پھینکا ہوا اور گرایا ہوا جانور کہ مرجائے وَ
النَّطِيحَةُ اور حرام کیا گیا ہے سینگ کے صدمہ سے مُوا ہوا جانور کہ جس وقت اسکو دوسرے حیوان سے لڑایا ہوا اور اسکے سینگ کی ضرب سے وہ مرگیا ہو وَمَا
أَكَلَ السَّبُعُ اور حرام کیا گیا ہے وہ کہ کھایا ہو اس کو درندوں نے کہ جان اسمیں باقی نہ رہے اور کچھ درندوں نے کھایا ہو اور کچھ باقی رہا ہو اور یا
یہ کہ درندوں نے اسکو کھایا نہ ہو لیکن مار ڈالا ہو وہ بھی حرام ہے إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ مگر وہ جانور کہ ذبح کرو تم اگر جان اسمیں باقی رہی ہے وہ جانور بعد ذبح کے
حلال ہے وَمَا ذُبِحَ اور حرام کیا گیا ہے وہ جانور کہ ذبح کیا گیا ہے عَلَى النُّصُبِ اوپر پتھروں کے کہ جو کھڑے کئے گئے تھے گرد بیت الحرام کے کہتے ہیں
کہ گرد خانہ کعبہ کے تین سو ساٹھ پتھر کھڑے کئے تھے اور مشرکین اُن پتھروں کی تعظیم کرتے تھے اور ان پر قربانی کیا کرتے تھے اس قربانی کو خدا فرماتا ہے کہ اس کا
کھانا بھی حرام ہے وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا اور حرام کیا گیا ہے وہ جانور کہ تقسیم معلوم کرو تم اسکی بِالْأَزْلَامِ ساتھ تیروں کے کہتے ہیں کہ عرب میں
دستور تھا کہ تیروں سے دریافت کرتے تھے اور کیفیت اس کی اسطرح ہے کہ کفار عرب کے پاس تین تیر بغیر پر اور پیکان کے ہوتے تھے ایک تیر پر تو لکھا ہوتا
تھا کہ امرنی ربی یعنی حکم کیا ہے مجھکو پروردگار میرے نے اور دوسرے پر لکھا ہوتا تھا کہ نہانی ربی یعنی منع کیا ہے مجھکو پروردگار میرے نے اور تیسرا خالی ہوتا
تھا اسپر کچھ لکھا ہوا نہ ہوتا تھا اور اسکو غفل کہتے تھے جب کوئی کام کرنا منظور ہوتا تھا یا سفر کو جاتے تھے تو اُن کو ایک تھیلی میں ڈالکر ایک تیر نکالتے تھے اگر وہ
تیر امرنی ربی کا ہوتا تھا تو اس کام کو کرتے تھے اور اگر نہانی ربی کا ہوتا تو اس کام کو نہیں کرتے تھے اور اگر سفر کے واسطے ہوتا تھا تو ایک سال سفر نہ کرتے تھے اور اگر
وہ تیر غفل ہوتا تھا تو اسکو تھیلی میں پھر ڈالتے تھے اور سب تیروں کو آپس میں ملا کر پھر ایک تیر نکالتے تھے یہاں تک کہ حکم کا یا ممانعت کا تیر نکلے خدا تعالےٰ نے اُن
تیروں سے قسمت کے معلوم کرنے کو منع فرمایا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں اس طرح روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ مردار اور
خون اور گوشت خوک تو مشہور اور معلوم ہے اور وما اهل لغير الله یہ وہ ہے کہ بتوں کے واسطے ذبح کرتے ہیں اور "منخنقة" وہ ہے کہ مجوس گوسفند یا گاؤ کا
گلا گھونٹ کر مار ڈالتے تھے اور اس مرے ہوئے کو کھاتے تھے اور ذبح کی ہوئی کو نہ کھاتے تھے اور موقوذہ وہ ہے کہ حیوان کے پاؤں باندھ کر اسکو مارتے تھے جس
وقت وہ مرجاتا تھا تو اسوقت اسکو کھاتے تھے اور متردیہ وہ ہے کہ حیوان کی آنکھیں باندھ کر اس کو چھت پر سے نیچے ڈالدیتے تھے اور جس وقت وہ مرجاتا
تھا اسکو کھاتے تھے اور نطیحہ وہ ہے کہ دو گوسفندوں نر کو آپس میں لڑاتے تھے جب ان میں سے ایک مرجاتا تھا تو اس کو کھاتے تھے وما اکل السبع الا ما
ذکیتم سے مراد یہ ہے کہ جس جانور کو شیر یا بھیڑیا مار کر کھاتے تھے انکے بچے ہوئے کو وہ کھاتے تھے خدائے تعالےٰ نے اس کو حرام کیا ہے اور ماذبح
علے النصب سے مراد یہ ہے کہ حیوان کو آتشخانوں پر ذبح کرتے تھے اور قریش جس درخت اور پتھر کو پوجتے تھے انکے واسطے ذبح کرتے تھے اور ان تستقسموا
مراد یہ ہے کہ حیوان کے دس ٹکڑے مقرر کرتے تھے اور اسپر جمع ہو کر اُس کے حصے نکالتے تھے اور جس کے نام کے حصے ہوتے تھے اسکو دیتے تھے اور اس دس میں
سے سات کے نو حصے مقرر تھے اور تین بغیر حصے کے تھے اور جن جن کے حصے مقرر تھے ان کا نام فذ اور توام اور مسبل اور نافس اور حلس اور رقیب اور معلی تھا
اور فذ کا ایک حصہ مقرر تھا اور توام کے دو اور مسبل کے تین اور نافس کے چار اور حلس کے پانچ اور رقیب کے چھ اور معلی کے سات اور جن ٹکڑوں کے حصے مقرر
نہ تھے انکا نام سفیح اور منیح اور وغد تھا اور قیمت حیوان کی وہ دیتا تھا کہ جس کے نام پر بغیر حصے کا ٹکڑا آتا تھا یہ تقسیم بطور قمار کے ہے خدا تعالےٰ نے اسکو
حرام کیا ہے لیکن مطلق قرعہ ممنوع نہیں ہے جو قرعہ کہ بروایت صحیحہ شارع سے منقول ہے اُس قرعہ پر عمل کرنا جائز ہے چنانچہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کا عمل قرعہ پر تھا اگر اُس قرعہ کے موافق قرعہ ڈالے یا استخارہ جو کہ منقول ہے آئمہ معصومین علیہم السلام سے اسکو عمل میں لائے تو مضائقہ نہیں ہے کہ
اس کا حکم شارع کی جانب سے صادر ہے ذٰلِكُمْ فِسْقٌ یہ تقسیم کرنی بدکاری اور باہر ہونا حکم خدا سے ہے اور افترا اور بہتان ہے خدا پر اگر مراد رب سے خدا ہے
اور اگر بت مراد ہیں تو شرک ہے اور ربا یہ کہ اس طرح سے جو عمل میں لاتے ہیں یہ قمار ہے اور بروایت صحیحہ منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر

سال میں لوگوں کو اپنی وفات کی خبر سنائی مشرکوں اور منافقوں نے جب یہ خبر سنی تو کہنے لگے کہ اگر محمدؐ مر جائے گا تو اس کے دین کو ہم برہم کریں گے اور
اُس کے اصحاب کو قتل کریں گے اور اسکی اولاد اور مال کو لوٹ لینگے جس وقت رسولخداؐ نے غدیر خم میں علی ابن ابیطالب کو اپنا خلیفہ اور جانشین کیا اور یہ خبر مشہور
ہوئی تو اہل کفر اور نفاق نے کہا کہ افسوس کید ہمارا باطل ہوا اور جو خیال کہ ہم کرتے تھے وہ بیکار رہا حق تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی اَلْیَوْمَ یَئِسَ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا آج کے دن کہ علیؑ منصوب بخلافت ہوا نا امید ہوئے وہ لوگ کہ کافر ہوتے ہیں مِنْ دِیْنِکُمْ دین تمہارے سے یعنی باطل
کرنے دین تمہارے سے کہ اپنے دین کو چھوڑ کر تم ان کے دین کی طرف رجوع کرو فَلَا تَخْشَوْهُمْ پس مت ڈرو تم ان سے یعنی اُن کے فتنہ سے اور
اُن کے غلبہ سے اپنے اوپر مت خوف کرو وَاخْشَوْنِ اور ڈرو تم مجھ سے اور خالص کرو تم میرے خوف کو واجبات کے بجالانے میں اور منہیات
سے پرہیز کرنے میں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خم غدیر میں علی ابن ابیطالب
کو اپنا خلیفہ اور جانشین کیا اور اسکے حق میں فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی کہ اَلْیَوْمَ آج کے دن کہ علی ابن ابی
طالب جانشین رسولخداؐ کے مقرر ہوئے ہیں اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کامل کیا ہے میں نے واسطے تمہارے دین تمہارے کو کہ جو امر اہم تھا اس کو کردیا اور
یہ آخر فریضہ کا ہے کہ نازل کیا ہے اسکو خدا نے اور بعد اس کے کوئی فریضہ نازل نہیں ہوا اور اہل سنت کی کتابوں میں ابو سعید خدری سے
روایت ہے کہ ہم خم غدیر سے آگے نہ بڑھے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور فرماتا ہے خدا کہ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ اور تمام کی میں نے
اوپر تمہارے نعمت اپنی ہدایت کرکے اور توفیق اور احکام دین عطا کرکے وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا اور پسند کیا میں نے واسطے
تمہارے اسلام کو دین کہ سب دینوں سے پاکیزہ تر اور بہتر دین ہے جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور اور حافظ ابو النعیم نے حلیۃ الاولیا میں ابو سعید
خدری سے روایت کی ہے کہ جس وقت رسول خدا صلعم نے علیؑ کو بروز خم غدیر منصوب کیا اور صدا الینہ کی اُسکے واسطے ولایت کی تو جبرئیل یہ آیت لیکر نازل
ہوئے کہ الیوم اکملت لکم دینکم (الآیہ) اور امام احمد حنبل نے کہ اہل سنت کے امام ہیں روایت کی ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو رسولخدا صلعم نے
فرمایا کہ الحمد للہ علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضائہ برسالتی وولایۃ علی من بعدی یعنی شکر ہے واسطے خدا کے اوپر کامل کرنے دین کے اور تمام
کرنے نعمت کے اور راضی ہونے اسکے کے ساتھ پیغمبری میری کے اور خلافت علی علیہ السلام کی بعد میرے یہ دو نو محدث اہل سنت کے ہیں جنہوں نے کہ یہ روایت
بیان کی ہے اور ابن مردویہ کہ جو محدث اہل سنت کا ہے وہ اپنی کتاب مناقب میں ابو القاسم حسکانی سے روایت کرتا ہے اپنی تفسیر میں کہ
اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضائہ برسالتی وولایۃ علی من بعدی ان دونو روایتوں میں کچھ فرق نہیں مگر پچھلی روایت میں الحمد للہ کی
جگہ اللہ اکبر ہے اور بعد اسکے روایت کرتے ہیں کہ اسکے بعد رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر
من نصرہ واخذل من خذلہ یعنی جو شخص کہ تھا میں مولا اُسکا پس علیؑ مولا اُسکا ہے اے خدا دوست رکھ تو اس شخص کو کہ دوست رکھے علیؑ کو اور دشمن رکھ
تو اُس شخص کو کہ دشمن رکھے علیؑ کو اور مدد کر تو اس شخص کی جو مدد کرے علیؑ کی اور ترک نصرت کر تو اُسکی جو کہ ترک نصرت کرے علیؑ کی اور لکھا ہے کہ
بعد اس کے ملاقات کی علیؑ سے عمر بن خطاب نے اور کہا کہ اے علیؑ ہو گیا تو مولا میرا اور تمام مومن مردوں کا اور مومنہ عورتوں کا اور مفصل بیان
اس کا انشاء اللہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کی تفسیر میں آئے گا اور جاننا چاہیے کہ کامل کرنا دین کا امر خفیف اور ادنیٰ سے نہیں
ہوتا ہے جیسے کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ مردار اور خون وغیرہ کے حرام کرنے سے دین کامل ہو گیا بلکہ وہ امر عظیم اور عالی مرتبہ ہے کہ جس سے دین
کامل ہوا اور وہ نہیں ہے مگر خلافت اور نیابت رسولؐ کہ جسپر اجرائے احکام دین موقوف ہے کہ جیسے امت محتاج تھی پیغمبر کی طرف ہر حکم میں ایسے
ہی اُس کے جانشین کی طرف محتاج ہے بھلا یہ زیادہ امر اہم ہے یا حرام ہونا مردار اور خون وغیرہ کا جو کہ آیت میں بیان ہوا ہے کہ جس کا حال
دوسری جگہ سے بھی معلوم ہو سکتا ہے اور اگر اسواسطے کہتے ہیں کہ الیوم اکملت حرمت میتہ اور خون کی آیت کے بعد آئی ہے تو ایسے جملہ معترضہ تو قرآن میں
بہت ہیں کہ ایک جگہ کی آیت دوسری جگہ ڈال دی ہے اور اب ہم اس آیت کے حکم سے سوال کرتے ہیں کہ خلافت دین میں داخل ہے یا نہیں اصل ہے اگر داخل

ہے تو بتلاؤ کہ کس کو رسولخدا نے خلیفہ کیا ہے تاکہ دین کامل ہو اور اگر رسولخدا نے کسیکو اپنا خلیفہ نہیں کیا ہے اور خلافت دین میں داخل نہیں ہے تو اس صورتمیں دین ناقص رہا اگر اصول دین میں داخل ہے تو دین باعتبار اصول کے ناقص رہا اور اگر فروع دین میں داخل ہے تو دین باعتبار فروع کے ناقص رہا اور خدا فرماتا ہے کہ دین کو میں نے کامل کر دیا ہے اور اگر خلافت دین میں داخل نہیں ہے تو لوگوں نے بعد پیغمبر کے ابوبکر کو برخلاف دین کے کس واسطے خلیفہ کیا پس معلوم ہوا کہ یہ خلافت خلافت نبوت نہیں ہے بلکہ سلطنت اور ریاست ہے سلاطین دنیا کی سی اور حق یہی ہے اس واسطے کہ اگر خلافت نبوت ہوتی تو نبی خود خلیفہ اپنا اسکو کرتا اور اگر چند آدمیوں نے متفق ہو کر کہدیا کہ ہم نے اسکو فلانے شخص کا خلیفہ کیا ہے تو بدون منظور کرنے اس شخص کے وہ کیونکر خلیفہ اس کا ہوجائے گا اور اگر یہی ہے کہ چند آدمی جسکو چاہیں خلیفہ کر دیں تو ایسی خلافت تو اب بھی ہو سکتی ہے اور کچھ قدر اور منزلت خلافت کی نہوئی اور اگر یہ خلافت دنیا کے اموریں سے تھی تو دنیا کیواسطے ایسی سختی کیا کرنی چاہیے تھی کہ جس کے واسطے فاطمہ زہرا کا گھر جلانیکو آگ اور لکڑیاں لے گئے چنانچہ استیعاب وغیرہ میں لکھا ہے اور زبیر کو فاطمہ کے گھر میں سے گھسیٹ کر لائے اور سعد عبادہ کی بیعزتی کی اور اپنے اتباعا پہلی آیتوں کے متعلقات میں سے پھر شروع کرتا ہے اور انکے درمیانمیں آیہ الیوم یئس الذین اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم یہ دو نو آیتیں جملہ معترضہ ہیں کہ یہانسے انکو کچھ تعلق نہیں ہے وقت جمع کرنے قرآن کے دوسری جگہ کی آیت یہاں ذکر کر دی ہے اور ان حرام چیزوں میں سے جو کہ مذکور ہوئی ہیں بعضے وقتوں میں انکو خدا تعالے انکو مباح کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **فَمَنِ اضْطُرَّ** پس جو شخص کہ ناچار اور بے اختیار ہو جاوے **فِي مَخْمَصَةٍ** بیچ بھوک کے کہ بغیر کھائے نہ رہ سکتا ہو اور سوائے حرام چیزوں کے اور کچھ موجود نہو اور ارادہ کھانیکا کرے تو **غَيْرَ مُتَجَانِفٍ** نہ رغبت کرنیوالا ہو **لِّإِثْمٍ** بیچ واسطے گناہ کے یعنی لذت کے واسطے نہ کھائے اور سد رمق سے زیادہ نہ کھاوے بلکہ ایسی حالت میں اسقدر قلیل کھائے کہ مرنیسے بچ رہے پس اگر اس قدر تھوڑا سا کھائے تو **فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ** پس تحقیق خدا بخشنے والا اس گناہ کا ہے **رَّحِيمٌ** مہربان ہے کہ اس قدر کھانیکی اجازت دی ہے کہتے ہیں کہ ایک مرد صالح اور متقی کہ فقیر اور محتاج تھا اس نے اپنی مفلسی کو پوشیدہ کر رکھا تھا اور حال اپنا ایسا ظاہر کیا تھا کہ جیسے کوئی آسودہ اور تونگر ہوتا ہے اور اپنے محتاج ہونیکا کسی کے روبرو ذکر نہیں کرتا تھا اور اسکا ایک ہمسایہ تھا کہ وہ تونگر اور مالدار تھا اور اس ہمسایہ کے ایک بیٹا تھا کہ اسکو وہ نہایت دوست رکھتا تھا ایک روز وہ لڑکا اس ہمسایہ مفلس کے گھر میں گیا دیکھا انھوں نے ہنڈیا چولھے پر سے اتاری ہے اور اس میں سے انھوں نے گوشت نکال کر کھایا اور اس لڑکے کو نہ دیا وہ لڑکا روتا ہوا اپنے گھر کو گیا اور اپنے باپ سے اس نے یہ حال بیان کیا اور ہر چند اسکے والدین طرح طرح کے کھانے رکھتے تھے لیکن اسکی تسلی نہیں ہوتی تھی اور بار بار یہی کہتا تھا کہ میں تو وہی کھانا ہمسایہ کے گھر کا کھاؤں گا یہ بات سنکر باپ اسکا پریشان ہوا اور ہمسایہ کو بلا کر کہا کہ کیونکر روا ہو کہ تجھسے ہمکو آزار پہنچے اور تمام قصہ بیان کیا وہ ہمسایہ فقیر تھوڑی دیر تو خاموش رہا اور بعد اسکے اسنے سر کو اٹھا کر کہا کہ یہیں ایک راز ہے اور ابسے ضرورت ہوئی کہ میں اسکو ظاہر کروں کہ وہ کھانا جو ہم نے پکایا اور لڑکیکو نہ دیا سبب اس کا یہ ہے کہ وہ کھانا ہمپر حلال تھا اور تمپر اور تمہاری اولاد پر حرام ہے اسنے سنکر کہا کہ سبحان اللہ ایک چیز ایک شخص پر حلال ہو اور دوسرے شخص پر حرام ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے مرد فقیر نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ فمن اضطر فی مخمصۃ الآیہ اور کہا کہ وہ مردار تھا ہمکو تو ناچاری کی جہت سے حلال تھا اور تمپر تونگری کی جہت سے حرام تھا اس مرد تونگر نے دل تنگ ہو کر کہا کہ کیونکر جائز ہو کہ تو میرے ہمسایہ میں اس طرح سے پریشان اور نادار رہو اور میں تیرے حال سے بالکل بیخبر رہتا ہوں اور قسم کھائی کہ تو میرے گھر سے باہر نہ جائے یہانتک کہ میں اپنا آدھا مال تجھکو ہبہ کر دوں پس تمام مال اپنا جمع کرکے آدھا مال انہیں سے اسکو دیدیا جس وقت وہ تونگر مرا تو بعضے لوگوں نے اسکو خواب میں دیکھا کہ بہت خوش و خرم ہے اس سے پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ بیٹے جو اپنے ہمسایہ سے سلوک نیک کیا تھا اسکے عوض میں حق نے مجھکو اعلی علیین میں پہنچایا جو کہ مقام صالحین کا ہے اور کہتے ہیں کہ عدی بن حاتم نے رسولخدا صلعم سے عرض کی کہ یا رسولخدا ہم بعض مرتبہ ایسی جگہ ہوتے ہیں کہ وہاں سگ صحرائی جانوروں کا شکار کرتے ہیں اور ہم اگر کسی شکار کو زندہ پاتے ہیں تو اسکو ذبح کرتے ہیں اور بعضے جانور ایسے ہوتے ہیں کہ جبتک ہم انکے پاس پہنچیں کتے انکو مار ڈالتے ہیں اور خدا نے فرمایا ہے کہ مردار حرام ہے ہمیں کیا کرنا چاہیے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ **يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ** سوال کرتے ہیں تجھ سے اے محمد کیا حلال کیا گیا ہے واسطے انکے کھانے میں سے **قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ** کہہ تو حلال کئے گئے ہیں واسطے تمہارے پاکیزہ جانور کہ

ذبح کیے جائیں خدا کے نام پر موافق شرع کے **وَمَا عَلَّمْتُمْ** اور حلال کیا گیا ہے شکار اسکا کہ تعلیم کیا ہے تمنے اس کو **مِّنَ الْجَوَارِحِ** کتوں شکاری
میں سے **مُكَلِّبِيْنَ** جس وقت کہ ادب دینے والے ہو تم اُن کو کہ **تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ** سکھلاتے ہو تم ان کو اسی چیز میں سے کہ سکھلایا ہے تمکو خدا
نے یعنی وہ کتے شکاری کہ ادب دیا ہے تم نے ان کو اور تعلیم کیا ہے اس طرح سے کہ ان کو بسم اللہ کہکر شکار پر چھوڑ دو اور اگر رستہ میں سے بعد چھوڑنے کے تم اُن کو بلاؤ
تو وہ شکار کو چھوڑ کر تمہارے پاس چلے آئیں اس طرح سے کتے کا شکار کیا ہوا جانور اگر اس کتے کے مارنے سے مرجائے تو اسکو کھاؤ کہ وہ حلال ہے اور اگر زندہ پاؤ
تو اسکو ذبح کر کے کھاؤ اور مراد یہاں جوارح مکلبین سے کتے ہیں چنانچہ دلالت کرتا ہے اُسپر لفظ مکلبین کا اور سوائے سگان شکاری کے اور جانور مراد نہیں
ہیں بلکہ کتے ہی اُس سے مراد ہیں گو جوارح سب جانوران شکاری کو کہتے ہیں اس واسطے کہ تادیب اور تعلیم سے کتے ہی درست ہوتے ہیں کہ جس وقت
بھیجو تو چلے جائیں اور بلاؤ تو چلے آئیں اور سوائے اُن کے اور کوئی جانور ایسا شکاری نہیں ہے پس سوائے کتے کے اگر کسی اور جانور شکاری کے شکار کرنے
سے شکار مرجائے گا تو کھانا اسکا درست نہیں ہے چنانچہ حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ سگ شکاری کا شکار کیا ہوا جانور اگر مرجائے اُسکے مارنے سے
تو وہ حلال ہے اور باز اور عقاب اور چیتے کا وغیرہ کا مارا ہوا حلال نہیں ہے اور مکلبین حال واقع ہوا ہے اور ابن مسعود نے اسکو مخفف پڑھا ہے اور
مشہور تشدید کے ساتھ ہے باب تفعیل سے اور سگ شکاری کے شکار کیے ہوئے کے حق میں خدا فرماتا ہے **فَكُلُوْا** پس کھاؤ تم پاک اور حلال جانکر **مِمَّآ**
اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ اس میں سے کہ تھام رکھا ہے اور نگاہ رکھا ہے ان کتوں نے اوپر تمہارے یعنی تمہارے واسطے جو کتوں نے شکار کو تھام رکھا ہو اور خود نہیں
کھایا ہو تو اسکو تم کھاؤ اگرچہ اسکو مار ڈالا ہو **وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ** اور ذکر کرو تم نام خدا کو اوپر اس کے یعنی جس وقت کتے کو شکار پر چھوڑ دو تو خدا
کا نام لیکر چھوڑو جس طرح سے کہ وقت ذبح کے خدا کا نام لیتے ہو اور اگر وقت چھوڑنے کتے کے خدا کا نام نہ لوگے تو اس کا مارا ہوا حلال نہو گا اور ایسی ہی
مسلمان آدمی کتے کو شکار پر چھوڑے اور اگر کافر چھوڑے گا تو اُس صورت میں بھی اس کتے کا مارا ہوا حلال نہو گا **وَاتَّقُوا اللّٰهَ** اور ڈرو تم خدا
سے حرام کے کھانے میں **اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ** تحقیق کہ خدا جلد لینے والا احساب کا ہے اور حلال اور حرام سے سوال کرے گا **اَلْيَوْمَ** آج کے
دن یعنی جس روز کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے **اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ** حلال کیے گئے ہیں واسطے تمہارے پاکیزہ کھانے کہ شرع نے جنکو حلال کیا ہے
وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور کھانا اُن لوگوں کا کہ دیے گئے ہیں کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ کا کھانا **حِلٌّ لَّكُمْ** حلال ہے واسطے
تمہارے اے مسلمانو **وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ** اور کھانا تمہارا حلال ہے واسطے اُن کے یعنی واسطے ان اہل کتاب کے مراد اہل کتاب کے کھانے سے یہاں
سوائے ترچیز اُنکی چھوئی اور سوائے ذبح کیے ہوئے اُن کے ہاتھ کے جانور کے ہے اور دلالت کرتی ہیں اسپر روایتیں اہل بیت علیہم السلام کی اور حضرت
امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام نے فرمایا ہے مراد طعام سے غلات اور میوہ جات ہیں اور مراد غلات اور میوہ جات سے اسجگہ تر غلات اور میوہ
جات نہیں ہیں اور نہ اُن کے ہاتھوں کے پختہ کیے ہوئے مراد ہیں بلکہ خشک اور غیر پختہ مراد ہیں گو امام علیہ السلام نے مطلق فرمایا ہے کہ اس صورت میں
تخصیص کہنے غلات اور میوہ جات کی کیا تھی اور کس واسطے طعام کی تفسیر میں غلات اور میوہ جات فرمایا بلکہ چاہیے کہ ہر کھانا ان کا مراد ہو اور لغت میں
طعام بمعنی گندم بھی آیا ہے اس واسطے مراد طعام سے غلات وغیرہ ہونگے اور کھانا اور طعام مطلق اہل کتاب کا مراد نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ اگر مطلق
کھانا مراد ہو تو چاہیے کہ خوک اور مردار کہ مخصوص اُن کا کھانا ہے یہ بھی حلال ہو جائے اور اگر مستثنیٰ ہیں شرع سے تو ایسی ہی ترچیز اُن کے ہاتھونکی چھوئی
بھی شرع سے مستثنیٰ ہے کہ اُسکے واسطے بھی خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ انما المشرکون نجس اور ظاہر اس آیت کا دلالت کرتا ہے مشرکین کے نجس ہونے
پر اور اکثر اہل کتاب کے مشرکین ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے لیکن جس وقت کہ روایات مختلفہ طہارت اور نجاست کے دونوں کے وارد ہوئے تو احتیاط اسی امر کا تقاضا
کرتی ہے کہ اسکو نجس جاننا چاہیے خصوصاً جس وقت کہ آیت قرآن شریف کی معاضد اور قوت بخشنے والی نجاست کی روایتونکی ہو اور احادیث میں اکثر طعام کی تفسیر
جو حبوب منقول ہوئی ہیں تو یہ بھی نجاست ہی کی روایتونکی تائید کرتا ہے اور یہ سب باتیں احادیں سے ہیں پس ہم یقینی امر کو ترک کر کے جو کہ قرآن میں ہے کہ
مشرکین نجس ہیں ان احاد روایتوں پر اور ظنیات پر عمل کریں یہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے پس ہمکو چاہیے کہ طہارت کی روایتونکی تاویل کریں یا انکو

ترک کریں اور روایتیں نجاست کے موافق ہیں کلام خدا کی چنانچہ فرماتا ہے انما المشرکون نجس پھر ہمکو کون ضرورت ہے کہ قرآن شریف کی موافقت
کو ترک کرکے ان کی مخالفت پر عمل کریں اور امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر ہمارے کلام میں اختلاف دیکھو تو اسکو کلام خدا کے مطابق کرو جو روایت
کہ کلام خدا کے موافق ہے اسپر عمل کرو اور اسکے مخالف کو ترک کرو پس اس صورت میں لازم ہوا ہمکو عمل کرنا نجاست کی روایتوں پر اور ترک کرنا طہارت
کی روایتوں کے عمل کا اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو کوئی کہ شہادتین کا قائل ہو اور ناصبی اور خارجی وہ نہو اور نہ غلات اور مفوضہ میں سے ہو تو سور
(یعنی جھوٹا) اسکا پاک ہے اور سوائے اسکے سبکا سور نجس ہے اور خصوصیت اہل کتاب کی خشک کھانے کی ذکر کی اور بت پرستوں کے کھانیکی نہ ذکر کرنے کے
باوجودیکہ وہ بھی نجاست میں شامل انکے ہیں اس طرح سے بیان کرتے ہیں کہ مسلمان اس زمانہ میں بسبب قرابت اور ہم قوم ہونیکے مشرکوں میں مخلوط رہتے
تھے اور اُنسے ہم پیالہ اور ہم نوالہ تھے اور اہل کتاب سے بسبب اجنبیت کے پرہیز کرتے تھے دیکھو اس ملک میں کہ مسلمان ہندو لوگوں سے بسبب مخلوط رہنے باہم
کے پرہیز نہیں کرتے ہیں اور کھانا انکا کھاتے ہیں اور نصرانیوں کے کھانوں سے اجتناب اور پرہیز کرتے ہیں بسبب اُن کے اجنبی اور غیر ہونیکے ہے باوجودیکہ
کھانا نصرانیوں کا ان پرہیز کرنے والونکے اکثر کے مذہب میں طاہر ہے ایسا ہی حال اس زمانہ کے مسلمانو نکا تھا کہ مشرکین کے کھانیسے باوجود نجس ہونے کے
پرہیز نہیں کرتے تھے اور اہل کتاب جو غلہ باہر سے مدینہ میں لاکر فروخت کرتے تھے اُنکے ہاتھ کے غلہ کو نجس جانتے تھے اور اُن کے ہاتھ اپنے غلہ کا فروخت
کرنا بھی مذموم جانتے تھے اس واسطے خدا نے فرمایا کہ اہل کتاب کے طعام خشک کے کھانیکا کہ وہ غلہ ہے کچھ مضائقہ نہیں ہے بخلاف اسکے اُن کے ہاتھوں کے
ذبح کئے ہوئے کا حال ہے کہ اُسکو کھانا نہ چاہیے کہ صحیح مذہب یہی ہے اور امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ کھاؤ ذبح کیا ہوا یہود اور نصاریٰ کا اور
نہ کھاؤ تم ان کے برتنوں میں یہ ہو اسطے فرمایا ہے کہ اکثر اُن کے ظروف میں گوشت خوک اور مردار اور شراب کھی جاتی ہیں اگر اُنمیں کھائے تو تو اُنکو پاک کرکے
کھائے اور نصرانیوں کے نزدیک جانور کا ذبح کرکے کھانا واجب نہیں ہے بلکہ بدون ذبح کئے ہوئے کو کھاتے ہیں اور یہ حدیث میں جو آیا ہے کہ جسوقت
اہل کتاب کے پاس وقت ذبح کے حاضر ہو اور سنو تم کہ وہ خدا کا نام وقت ذبح کے لیتا ہے تو پس تم کھاؤ تو جائز ہے یہ روایت متروک العمل ہے اور
سوائے اسکے جسوقت انکے نزدیک خدا کے نام پر ذبح کرکے کھانا شرط نہیں ہے تو وہ خدا کا نام لیکر کیوں ذبح کریں گے پس بعضے آدمی جو اُنکے ذبح کئے
ہوئے کو بدون شرط استماع نام خدا کے حلال جانتے ہیں وہ اگر ان کے ہاتھ کے مردار گوشت کو بھی کھالیویں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اُن کے نزدیک
وَالْمُحْصَنٰتُ اور حلال کی گئی ہیں واسطے تمہارے پارسا عورتیں **مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ** مومنہ عورتوں میں سے خواہ آزاد ہوں وہ عورتیں خواہ لونڈیاں
وَالْمُحْصَنٰتُ اور حلال ہیں پارسا اور عفیفہ عورتیں **مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ** ان لوگوں میں سے کہ دئے گئے ہیں وہ کتاب **مِنْ قَبْلِكُمْ**
پہلے تمسے کہ وہ یہود و نصاریٰ ہیں یعنی جو عورتیں کہ پہلے دین یہود یا نصاریٰ پر تھیں اور بعد اُسکے ایمان لائی ہیں یا یہ کہ پہلے دین پر ہیں اور جزیہ دیتی ہیں اور
یا یہ کہ مراد اس سے نکاح متعہ ہے یہ عورتیں حلال ہیں **اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ** جس وقت دو تم ان کو اجورہ انکا کہ وہ مہر انکا ہے اور دینا اجور
کا دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ مراد اس سے نکاح متعہ ہے اور نکاح دائمی میں اسی وقت مہر دینا واجب نہیں ہے اگر زوجہ طلب کرنے پر اصرار نہ کرے بلکہ اس کے
واسطے مہلت ہے اور اگر مراد اُس سے نکاح دائمی ہو تو دینا مہر کا بر سبیل اولیت اور افضلیت ہوگا مجامعت سے پہلے نہ بر سبیل وجوب لیکن مذہب اکثر علماء
کا یہ ہے کہ زن یہودیہ اور نصرانیہ سے نکاح دائمی جائز نہیں ہے اور نکاح متعہ جائز ہے اور فرماتا ہے خدا کہ یہ عورتیں تم پر حلال ہیں **مُحْصِنِيْنَ**
غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ جس وقت کہ عفت اختیار کرنے والے ہوں نہ زنا کرنے والے **وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ** اور نہ پکڑنے والی یار پنہانی یعنی
ان عورتوں سے زنا مت کرو بلکہ مہر مقرر کرکے عقد نکاح کرکے مجامعت کرو اور ایسے ہی عورتوں کو حکم ہے کہ وہ یار پنہانی اختیار نہ کریں اور کہتے ہیں کہ پہلے
عرب میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی مرد کسی عورت کو دوست رکھتا تھا اور اُس سے آشنائی ہو جاتی تھی تو اسکو بمنزلہ نکاح کے جانتا تھا خدا نے یہ آیت نازل
کرکے اس فعل سے انکو منع کیا اور فرمایا کہ عورتوں سے نکاح کرکے فائدہ اُٹھاؤ نہ زنا کرکے اور نہ پوشیدہ آشنائی کرکے **وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ**
اور جو شخص کہ کفر کرے ساتھ ایمان کے یعنی جس چیز کا کہ ایمان واجب ہے جیسے کہ اصول اور فروع دین کے کہ اُنمیں سے کسی کا انکار کرے اور یا کسی حلال یا حرام کا انکار کرے

یا ترک کرے بدون عذر شرعی کے کسی واجب ضروری کو مثل نماز پنجگانہ کے تو فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ پس تحقیق باطل اور نابود ہو جائے گا عمل اُس کا
وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اور وہ بیچ آخرت کے نقصان والوں میں سے ہے بسبب ترک کرنے اعمال نیک کے اور انکار کرنے اصول اور فروع ع
ایمان کے ثواب سے محروم رہ کر دوزخ میں جلا کرے گا اور حضرت صادق علیہ السلام نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جس عمل کا اقرار کیا ہے اسکو ترک کرے جیسے کہ
نماز کہ بغیر عذر اسکو چھوڑ دے وہ شخص مراد ہے یہاں اور دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت صادق نے کہ ادنیٰ اس امر کا کہ جس سے آدمی اسلام سے
نکل جائے وہ یہ ہے کہ خلاف حق کے کوئی رائے ایجاد کرے اور اسکو عمل میں لائے اور فرمایا کہ من یکفر بالایمان سے وہ شخص مراد ہے کہ جس چیز کا خدا
وضو کی ترکیب
نے حکم کیا ہے اسکو عمل میں نہ لائے اور اُس سے راضی نہو اور اب خدا تعالےٰ وضو کی کیفیت کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا اور پیغمبر پر اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ جس وقت کہ کھڑے ہو تم طرف نماز کے اور حضرت باقر اور حضرت
صادق علیہم السلام کی روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ جس وقت اُٹھو تم خواب سے پس حاصل اُس کا یہ ہے کہ جس وقت ارادہ کرو تم نماز پڑھنے کا
خواب سے اُٹھ کر اور یا یہ کہ مراد اس سے علی العموم ہو کہ جس وقت ارادہ کرو تم نماز پڑھنے کا اور وضو نہ رکھتے ہو تو فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ پس دھوؤ تم
مونہوں اپنے کو پیشانی کے بالوں کی انتہا سے ٹھوڑی تک طول میں اور جو کچھ کہ انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کے درمیان آئے عرض میں اور پیشانی سے شروع کرو
اور ٹھوڑی تک تمام کرو اور عکس اسکا جائز نہیں ہے وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ اور دھوؤ تم ہاتھوں اپنے کو کہنیوں تک کہ کہنیوں سے شروع کرو اور
ہاتھوں کی انگلیوں کے سروں پر تمام کرو اور یہ جو خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ یہ حد ہاتھوں کی بیان کی ہے کہ یہاں تک دھوؤ اور اس سے یہ لازم
نہیں آتا ہے کہ انگلیوں سے شروع کرو اور کہنیوں پر تمام کرو بلکہ دھوئے جائینگے اسی طرح سے کہ جو دستور دھونے کا ہے کہ پانی اوپر سے نیچے کو جاری ہو نہ یہ کہ پانی
کو نیچے سے اوپر لیجاویں اور ہاتھ جو بند دست تک بھی بولا جاتا ہے اور کہنیوں تک اور شانوں تک بھی اسواسطے خدا تعالےٰ نے بیان کیا کہ کہنیوں تک دھوؤ
اور یہ کہاں فرمایا ہے کہ انگلیوں سے شروع کرکے کہنیوں پر تمام کرو بلکہ ہاتھوں کی حد بیان کی ہے کہ کہنیوں تک دھوؤ اور اگر خدا تعالےٰ فرماتا کہ تم ہاتھوں کو
شانوں تک دھوؤ یا فرماتا کہ پاؤں کو گھٹنوں تک دھوؤ تو اسصورت میں نیچے سے اوپر کو کیونکر لیجاتے اصل یہ ہے کہ اکثر آدمی اہلبیت علیہم السلام کی پیروی سے منحرف
ہیں تو اپنی رائے سے خلاف عقل و نقل جو کچھ چاہتے ہیں اختیار کرتے ہیں وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ اور مسح کرو تم ساتھ سروں اپنے کے آگے کی طرف میں اور
باء جو برؤسکم پر آئی ہے یہ دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ بعضے سر کا مسح کرنا چاہیے نہ کل سر کا وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اور مسح کرو تم پاؤں اپنے کو ٹخنوں تک کہ پاؤں کی
انگلیوں سے مسح کرتے ہوئے ٹخنوں تک جاؤ اور اسکا عکس بھی جائز ہے اور روایات اہلبیت اور اقوال اکثر صحابہ معتبرین مثل ابن عباس اور انس بن مالک وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے
کہ یہ آیت مسح پا پر دلالت کرتی ہے نہ غسل پا پر چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ اختلف الناس فی مسح الرجلین وفی غسلهما فنقل القفال فی تفسیره عن ابن عباس و انس بن مالک و
عکرمة والشعبي وابي جعفر محمد بن علي الباقر ان الواجب فيهما المسح وهو مذهب الامامية من الشيعة وكذا قال محي السنة شمس الدين البغوي فی معالم
التنزیل یعنی اختلاف کیا ہے آدمیوں نے بیچ مسح دونوں پاؤں کے اور بیچ دھونے انکے پس نقل کی ہے قفال نے بیچ تفسیر اپنے کے ابن عباس اور انس
بن مالک اور عکرمہ اور شعبی اور ابو جعفر محمد بن علی باقر سے کہ تحقیق واجب بیچ ان دونوں پاؤں کے مسح ہے اور وہ مذہب امامیہ کا ہے شیعوں میں سے اور ایسا
ہی کہا ہے محی السنہ شمس الدین بغوی نے بیچ تفسیر اپنی معالم التنزیل کے اور ابن حجر نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ غسل پا میں اختلاف کیا ہے علی اور ابن
عباس اور انس بن مالک نے کہ وہ مسح پا کے قائل ہیں اور عینی شارح بخاری نے سات حدیثیں مسح پا کی اپنی شرح میں لکھی ہیں پس جس
صورت میں کہ علی علیہ السلام مسح پا کے قائل ہوں تو بموجب حدیث علی مع الحق والحق مع علی کی پیروی اُن کی چاہیے اور نہ صحابہ
کی کہ جو جاہل تھے اور تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ فرمایا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کہ قسم ہے خدائے تعالےٰ کی میں ہر آیت کو جانتا
ہوں کہ جس چیز میں نازل ہوئی ہے اور کس شخص پر نازل ہوئی ہے اور اُسی کتاب میں ہے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ سوال کرو
مجھ سے کتاب خدا سے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی آیت مگر یہ کہ جانتا ہوں میں کہ رات کو نازل ہوئی ہے یا دن کو نازل ہوئی ہے اور